

اِنِّیْ کَرِّمٌ وَّامْحَاسِنٌ مِّنْکُمْ

# سوانح حیات ابوالخیر

۹۲ — ۵ — ۱۳

معروف بہ

## مقامات اخیار

۹۲ — ۵ — ۱۳

در احوال

مخدوم جہان حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی نقشبندی دہلوی

رَضِیَ اللہُ جَلَّ وَ عَلَا عَنْہُ

تصنیف لطیف

حضرت شاہ ابوالحسن زبید فاروقی مجددی نقشبندی دہلوی

شاہ ابوالخیر الیومی بنیاد ابوالخیر یار دہلی



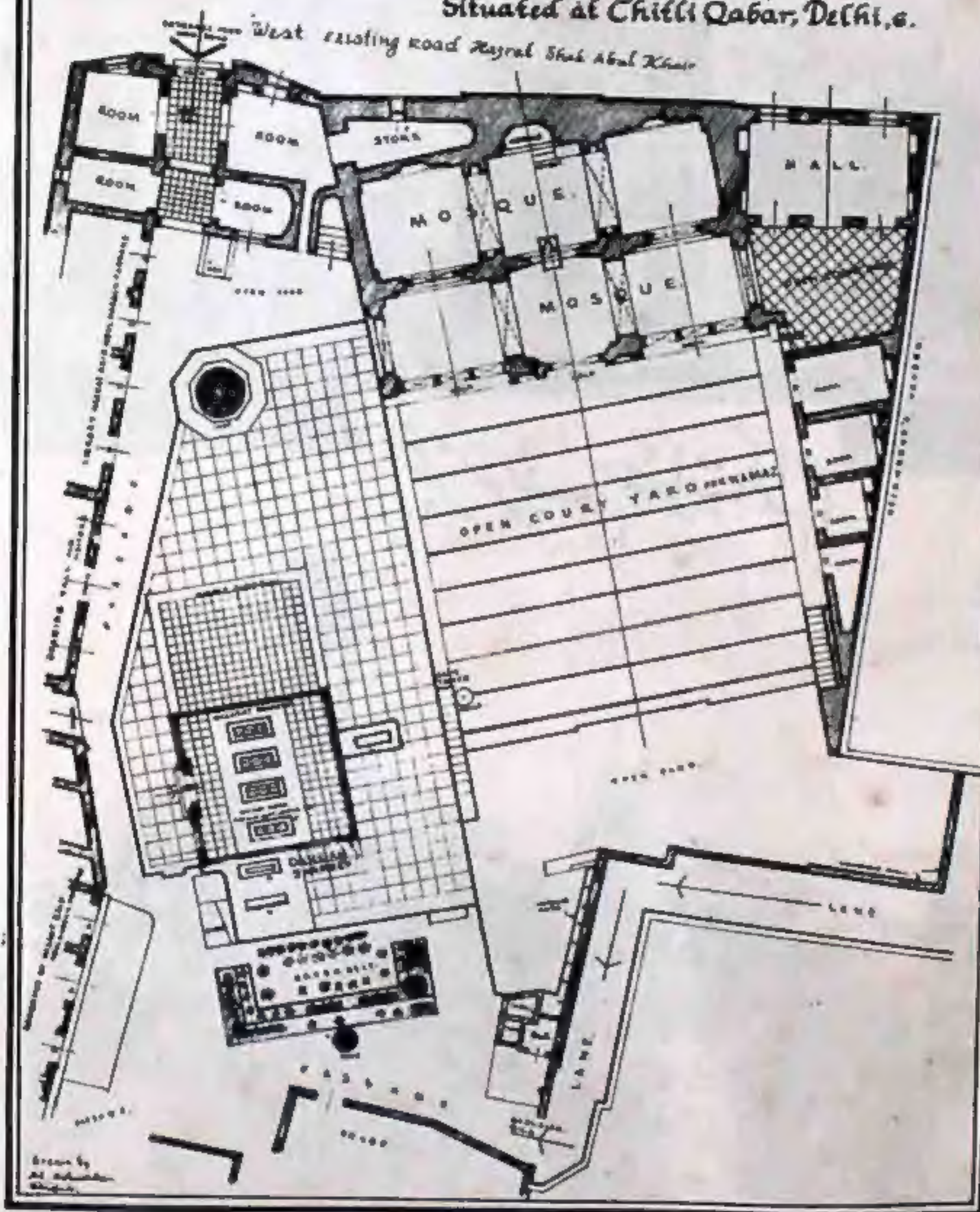
سلسلہ مطبوعات شاہ ابوالخیر اکادمی

ناشر	شاہ ابوالخیر اکیڈمی
مطبع	شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی ۷ گلوب آفٹ پرینٹرس نوکر پورہ ان دہلی ہنٹا پلٹ پرینٹرس کلاں محل دہلی
اشاعت	بار اول
تعداد	ایک ہزار
تاریخ	ماہ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ
مؤلف	حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی
حقوق ملکیت محفوظ برائے	ڈاکٹر ابوالفضل محمد فاروقی
عنوان	درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر (رحمۃ اللہ) شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی ۷



نقشه خالقاه ارشاد پناه  
المعروف به درگاه حضرت شاه ابوالخیر، شاه ابوالخیر مارگ دہلی

Plan Showing The Mosque and Dargah Shareef  
Hazrat Shah Abdulah Abul Khair Farooqi Mujadadi  
Situated at Chilli Qabar, Delhi, e.





# مسجد شریف درگاہ شاہ ابوالخیر



محضر شریف حضرات کرام





# فہرست مطالب

## مقاماتِ اخیر

صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۵	قصیدہ نعتیہ میراؤ حدی	۳۳	واقعہ شیخین جلیلین	۱۵	بابائے ہفتم حضرت سیف الدین
۱۷	دیباچہ	۳۵	وسائل علمائے سور	۶۱	اولاد ایشان
۱۹	مقدمہ	۳۶	تحریر سفینۃ الاولیاء	۶۲	بابائے ششم حضرت محمد عیسیٰ
۱۹	بابائے ہفتم حضرت مجدد	۳۸	عجب آاز شیخ عبدالحق	۶۲	بابائے پنجم حضرت عزیز القدر
۱۹	نسب مبارک	۴۲	قاضی ثنار اللہ نوشتہ	۶۳	بابائے چہارم حضرت صفی القدر
۱۹	خواجہ ہاشم کشمی (حاشیہ)	۴۲	اعتراف شیخ عبدالحق	۶۴	بابائے سوم حضرت شاہ ابوسعید
۲۱	جدول نسب از بدة المقامات	۴۴	تالیفات حضرت ایشان	۶۸	حضرت شاہ عبد الغنی
۲۳	اشکال	۴۵	اولاد امجاد	۷۰	کتاب "القول السنی"
۲۴	جدول درست	۴۵	حضرت محمد صادق	۷۱	تالیفات ایشان
۲۵	مخدوم عبدالاحد	۴۷	تعمیر گنبد	۷۲	مکتوبات ایشان
۲۶	احوال حضرت مجدد	۴۷	الوصال	۷۳	اجازت
۲۶	وصول بہ خدمت حضرت خواجہ	۴۷	خطاب مجدد الف ثانی	۷۴	میلاد شریف
۲۷	بنائے مسجد در سرہند	۴۷	بالرفیق الاعلیٰ	۷۴	اولاد
۲۷	یک شبہ و جواب آن	۴۸	عشق نبوی	۷۵	خلفاء
۲۸	الطاف حضرت خواجہ	۵۱	بابائے ششم حضرت محمد معصوم	۷۵	حضرت شاہ عبد الغنی
۲۹	احیائے دین	۵۵	قیوم	۷۶	بابائے دوم حضرت شاہ احمد سعید
۳۰	در سجتہ المرجان نوشتہ	۵۶	اولاد مبارک	۷۹	مسند ارشاد
۳۱	در ابجد العلوم نوشتہ	۵۶	مکاتیب شریفہ	۷۹	غذاری فرنگ
۳۲	متابعت نبوی	۵۶	نماز جنازہ	۸۰	ابتلائے عظیم



صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۲۲	حفظ کلام الہی	۹۵	سفر قدس	۸۱	تفویض خانقاہ
۱۲۲	وفات والدہ و برادران	۹۶	وفات اہلیہ و دو پسر	۸۲	سفر حرمین محترمین
۱۲۲	سفر بہ طابہ طیبہ	۹۷	سفر ہند	۸۲	مولوی رحیم بخش (حاشیہ)
۱۲۳	تحصیل علم و اساتذہ	۹۸	رسالہ در احوال سفر	۸۴	قصیدہ برادرہ
۱۲۵	پایہ علمیت و تدریس	۱۰۴	کمال استغنا	۸۵	تالیفات
۱۲۶	تدریس مدرسہ صولتیہ	۱۰۵	حجرہ مسجد	۸۶	ذوق سخن
۱۲۶	مدرسہ صولتیہ	۱۰۶	حلیہ مبارکہ	۸۶	خلفار
۱۲۶	بیان اوقاف کلام الہی	۱۰۷	تحریرات ایشان	۸۶	اولاد
۱۲۷	تدریس و علقہ	۱۱۱	کلام منظوم	۸۶	حضرت شاہ عبدالرشید
۱۲۸	بیان تفسیر الکلیل	۱۱۲	الوصال والتدفین	۸۷	حضرت شاہ محمد معصوم
۱۲۸	سیر سلوک	۱۱۳	قطعات تاریخ	۸۷	شیخ ابوالطاهر
۱۲۹	تحریر مبارک	۱۱۶	ذکر خیر چراغ نبوی	۸۸	حضرت ابوالشرف
۱۳۰	قوت حافظہ	۱۱۷	فصل اول در احوال مبارکہ	۸۹	شیخ ابوالفیض
۱۳۱	سرعت سیر سلوک	۱۱۷	ولادت با سعادت	۸۹	حضرت محمد ابوسعید
۱۳۲	سلوک نقشبندیہ مجددیہ	۱۱۸	حضرت والدہ	۹۰	قاری عبدالحمید
۱۳۵	راہ سلوک ہفت قسمت	۱۱۸	عہد طفلی	۹۰	عبدالحمید
۱۳۸	رابطہ	۱۱۹	بیعت و خلافت خاصہ	۹۰	حضرت شاہ محمد منظر
۱۳۹	عنایت شاہ عبدالغنی	۱۱۹	اسباب سعادت	۹۱	شیخ احمد بہاء الدین
۱۳۹	برکات طابہ طیبہ	۱۲۰	خلافت خاصہ	۹۲	شیخ محمد منظر
۱۳۹	مراجعت بہ مکہ	۱۲۱	آثار سعادت	۹۲	شیخ عیسیٰ
۱۴۰	رسالہ عربی	۱۲۲	وفات جد امجد	۹۳	امۃ الجلیل (بی بی جمیلہ)
۱۴۰	لائحہ عمل	۱۲۲	جوار بیت اللہ	۹۴	بابائے اول حضرت شاہ محمد عمر
۱۴۱	ذوق بزم صاف کیشان				دعادر اماکن مقدسہ



صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۱۶۷	بہرِ دھندہ	۱۵۵	فتویٰ الکفر	۱۴۲	نمازِ شام
۱۶۸	نظمِ اصغر علی شاہ	۱۵۶	قنہ قبر	۱۴۲	رحلۃ الہند
۱۶۰	در بلبند شہر	۱۵۶	غم مسجد شریف	۱۴۲	کرامتُ النساء
۱۶۰	گلاؤٹھی	۱۵۶	گزاشتنِ زوجہ اولیٰ	۱۴۳	بعض مفسدین
۱۶۰	مسجد شریف حضرت بلال	۱۵۷	سکونتِ خانقاہ	۱۴۴	وفاتِ حضرت الدرد و خطوط
۱۶۱	سنتِ بابائے نہم	۱۵۷	انقطاع از اہل دنیا	۱۴۶	عقد زواجِ اول
۱۶۱	اسبابِ تربیتِ جلالی	۱۵۸	احتیاط در قبولِ ہدایا	۱۴۶	قیام در دہلی و سرہند
۱۶۳	نظر بندی	۱۵۹	تفریح و تمشیہ	۱۴۸	ملاقات با سائین توکل شاہ
۱۶۴	مہانی	۱۶۰	قصہ نقاب	۱۴۸	معادوت بہرین شریفین
۱۶۵	واقعہ النشر	۱۶۰	ہوش در دم نظر بر قدم	۱۴۹	نکاح دوم
۱۶۵	پیشکش یک ہزار روپیہ	۱۶۱	مصیف کوٹہ	۱۴۹	شوق زیارت
۱۶۶	نمازِ جمعہ	۱۶۲	نور ہدایت دمید	۱۵۰	دیارِ حبیب
۱۶۶	شوق دیدنِ اب صاحب	۱۶۳	یہ گلستانِ رفتن	۱۵۰	برہزار ابن عباس
۱۶۷	مولانا عبد الغفار خان	۱۶۳	واقعہ ملا عبد الحمید	۱۵۱	مراجعت بہ ہند
۱۶۸	یک منکر و محمد حسن خان	۱۶۴	مفتی کفایت اللہ	۱۵۱	خانقاہ ارشاد پناہ
۱۶۸	یک ملزم	۱۶۴	پیر مردے	۱۵۱	مولوی رحیم بخش
۱۶۹	یک حالِ بے مثال	۱۶۴	نظامِ دکن	۱۵۲	شاہ ولی النبی
۱۶۹	برہزار حضرت والد ہزرگوار	۱۶۵	امیر حبیب اللہ خان	۱۵۲	ملا محمد عثمان دامانی
۱۸۰	تدریسِ شاطبیہ	۱۶۵	قیام در سکھر	۱۵۲	آمد ملا محمد عثمان
۱۸۰	خاتمہ نظر بندی	۱۶۶	خانہ در کوٹہ	۱۵۳	حق بہ حقدار رسید
۱۸۱	وصول بہ کوٹہ	۱۶۶	قیام در میرٹھ	۱۵۳	مراجعت ولی النبی و ردِ مشاہیر
۱۸۲	آمد بی بی	۱۶۷	شیعان علی	۱۵۳	آثار خلافتِ خاصہ
۱۸۲	آمد مہدی حسن	۱۶۷	دستہ فوج پنجاب بیان	۱۵۵	جماعت معاندین



صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۲۱۶	قیلولہ	۱۹۸	میر اعظم خان	۱۸۳	آخوند جی شاہ محمد عمر
۲۱۶	وضو	۱۹۹	سفیر گل محمد	۱۸۴	روح پر دازی کند
۲۱۶	نماز بنیاز	۱۹۹	سردار امیر احمد	۱۸۵	بہ خوجہ
۲۱۶	حضور قلب	۲۰۰	امیر امان اللہ خان	۱۸۵	نمائش گاہ بلند شہر
۲۱۸	حسانات الابرار	۲۰۰	ایام آخرین	۱۸۵	کار پاکان راقیاس از خود گیر
۲۱۸	ادعیہ ماثورہ	۲۰۱	پیر عبد الخالق ہوشیار پوری	۱۸۶	لمحذے مسلمان می شود
۲۱۹	قنوت نازلہ	۲۰۲	تحریر ڈاکٹر اشفاق محمد	۱۸۸	حادثہ ریل
۲۲۰	اذان	۲۰۲	مرد پیر	۱۸۸	میان شیر محمد شمر قپوری
۲۲۱	جماعت	۲۰۴	وصول بہ مسقط راس	۱۸۸	رؤف احمد شاہ امام
۲۲۱	نظر بر احوال مقتدیان	۲۰۴	بنائے مسجد ارادہ حج	۱۸۹	حضرت طاہر بندگی
۲۲۱	اعراض بے خردان	۲۰۴	ہستشفی رفتن	۱۹۰	مقبرہ جہانگیر
۲۲۲	احادیث مبارکہ	۲۰۵	یک کشف	۲۱۱	بہ امر تسر
۲۲۳	درمقات نوشتہ	۲۰۵	اجازت یک قبر	۱۹۱	بہ دھوراجی
۲۲۳	شیخ عبد الحق نوشتہ	۲۰۶	طلب کردن میلاد خوانان	۱۹۲	دعوت راجہ
۲۲۴	امامت	۲۰۶	کتاب حالات مشائخ نقشبندیہ	۱۹۲	بہ پانی پت
۲۲۶	ختم قرآن مجید	۲۰۶	کتاب مقدمۃ الکتاب	۱۹۳	بہ سعد آباد
۲۲۶	بعد از سلام دادن	۲۰۸	کتاب آثار رحمت	۱۹۴	بہ اکبر آباد (اگرہ)
۲۲۶	نماز جمعہ	۲۰۸	تحفۃ الاخیار	۱۹۴	محفل مبارک میلاد شریف
۲۲۸	مساجد شریفہ	۲۱۲	فصل دوم در معمولات	۱۹۵	مراجعت و شکار
۲۲۹	نماز عید	۲۱۲	خواندن بسم اللہ	۱۹۵	سفر آخرین کوئٹہ
۲۳۰	تراویح	۲۱۳	طہارت	۱۹۵	اشعار مبارکہ
۲۳۰	حافظ بنیاز احمد	۲۱۳	لباس	۱۹۶	خان قبیلہ بختیار
۲۳۲	امامت بنیاز احمد	۲۱۴	اطعمہ و اشربہ	۱۹۸	سفیر محمد اسماعیل خان



صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۲۴۵	مولوی اشفاق الرحمن	۲۵۴	واقعہ حافظ عبدالحکیم	۲۳۴	حافظ پنجاب و یک کشف
۲۴۵	یک اہل حدیث	۲۵۵	واقعہ مولانا سیف الرحمن	۲۳۵	گلدستہ
۲۴۵	مسئلہ میلاد و قیام	۲۵۶	واقعہ ملا عبدالحلیم	۲۳۵	صلوۃ تسبیح
۲۴۵	مکتوب مبارک	۲۵۶	واقعہ ملا عبد اللہ	۲۳۸	سنن و نوافل
۲۴۴	تحریر مولوی رشید احمد	۲۵۶	واقعہ ملا جمعہ خان	۲۳۸	روزہ کشائی
۲۴۴	عبارت ابن حجر	۲۵۹	واقعہ ملا عبد الحنان ترکی	۲۳۸	فطرہ
۲۴۹	عاجز گوید	۲۶۰	واقعہ ملا نیک نظر ترکی	۲۳۸	اضحیہ
۲۸۰	بعض معاندین و مخالفین	۲۶۱	واقعہ محمد اسحاق دراہد حسین	۲۳۸	زکات
۲۸۰	مال یک معترض	۲۶۲	واقعہ ملا احمد خان	۲۳۹	بیعت و ارشاد
۲۸۱	وہابیہ و اذنا ب و ہابیہ	۲۶۳	واقعہ محمد رفیع	۲۳۹	بیان مولوی عبد الشکور
۲۸۱	ابیات قصیدہ ہمزئیہ	۲۶۳	مولانا حبیب الرحمن دروہی	۲۴۱	ہدایت سیدنا عمر
۲۸۲	درود کبریت احمر	۲۶۴	بقیہ از احوال محمد رفیع	۲۴۲	الماکتافیہ
۲۸۵	حرف آخر از مولد	۲۶۴	خلاصۃ القول	۲۴۳	مکتوب مبارک
۲۸۵	زیارت قبور	۲۶۵	اجازت و خلافت	۲۴۴	صرفہ گویان
۲۸۶	امام رازی گفتہ	۲۶۶	محفل میلاد شریف	۲۴۵	مقام مرشد
۲۸۴	حضرت خواجہ باقی باللہ	۲۶۸	ورفعنا لک ذکرک	۲۴۴	بیعت زنان
۲۸۸	حضرت سید نور محمد	۲۷۰	الشیء بالشیء یذکر	۲۴۴	حلقہ و توجہ
۲۹۰	حضرت حافظ سعد اللہ	۲۷۰	رجوع بہ حدیث میلاد	۲۵۱	تدریس و تذکر
۲۹۰	حضرت گلشن	۲۷۲	بعض لطائف ذکر مبارک	۲۵۱	متعلق بہ حلقہ
۲۹۱	حضرت عبد العدل	۲۷۳	رسیدن صوت بہ ہر یک	۲۵۲	تر بیت مخلصین
۲۹۱	حضرت محمد آفاق	۲۷۳	خطاب بہ عبید الرحمن خان	۲۵۳	اجتناب از واعظان
۲۹۳	حضرات محدثین دہلویہ	۲۷۴	سید بشیر علی	۲۵۳	اجتناب از صوفیہ ناتمام
۲۹۴	واقعہ حضرت انسید	۲۷۴	بیان مرد پیر	۲۵۴	از عمدیت بہ رخصت



صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۳۲۳	فصل سوم در اکرامات الہیہ	۳۱۴	کتاب القول الجمیل	۲۹۴	قرنِ فتح اللہ
۳۲۵	راہِ اجتناب	۳۱۴	دعا و دم کردن	۲۹۵	حضراتِ عندلیب و درود
۳۲۴	مولانا عبدالحق الزآبادی	۳۱۴	والدہ شوکت علی محمد علی	۲۹۵	حضرت قطب الاقطاب
۳۲۴	سائین توکل شاہ	۳۱۴	معظم علی شاہ	۲۹۴	حضرت سلطان المشائخ
۳۲۸	پیر سید جماعت علی شاہ	۳۱۵	دم بر مرصیان	۲۹۸	نوبت دیگر
۳۲۸	میان شیر محمد شر قپوری	۳۱۵	علاقت اولاد	۲۹۹	حضرت چراغِ دہلی
۳۲۸	مولانا رؤف احمد شاہ	۳۱۶	برائے ایصالِ ثواب	۲۹۹	سید محمود بخار
۳۲۸	پیر عبدالحق	۳۱۶	برائے دفع اثر چشم بد	۲۹۹	شاہ کلیم اللہ
۳۲۸	مفتی محمود مد راسی	۳۱۶	برائے حاجت براری	۳۰۰	شاہ عبد السلام
۳۲۹	پیر جی مظفر علی خان	۳۱۶	برائے ادحیاء	۳۰۰	بندۂ عالم الغیب
۳۲۹	حافظ انور علی رہتلی	۳۱۴	دعا و ماہ نو	۳۰۱	چٹلی قسیر
۳۲۹	مولوی جعفر شاہ	۳۱۴	دعا و سال نو	۳۰۱	ماتعلق یا زیارہ
۳۳۰	شاہ سلیمان کنگن پوری	۳۱۴	رویت سبیلِ نجات	۳۰۲	بعض اوراد و وظائف
۳۳۰	مولانا مشتاق احمد	۳۱۸	ختم مقدس	۳۰۲	ختم خواجگان
۳۳۱	مولانا رکن الدین الوری	۳۱۸	بہترین اوقات و ایام	۳۰۳	مستبعات عشر
۳۳۲	مفتی مظہر اللہ	۳۱۸	لطفِ خفی	۳۰۳	سید الاستغفار
۳۳۳	سید ظہور الحسن	۳۱۹	داروئے دل عاشق	۳۰۳	اسما حسنیٰ
۳۳۳	سید محمد شاہ قصوری	۳۱۹	اجازت اوراد و صلوات	۳۰۵	المزدوجۃ الغرا
۳۳۳	سید ممتاز علی شاہ	۳۲۰	تحریر بر شجرہ	۳۰۸	شجرۂ نقشبندیہ مجددیہ
۳۳۴	سید ابوالخیرات	۳۲۰	اشتراک در مجلس نکاح	۳۱۱	اشعار مالتی
۳۳۴	شاہ محمد شعیب	۳۲۱	عقیقہ	۳۱۲	صلوۃ حاجت
۳۳۵	حکیم فرید احمد	۳۲۱	مسالہ فقہیہ در لباس	۳۱۳	تعویذات
۳۳۶	مولوی امداد اللہ خان	۳۲۱	منقبت غوث دہلوی	۳۱۳	برائے مرضِ صراع



صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۳۶۰	مولانا احمد حسین خان امرہوی	۳۴۹	حضرت شاہ محمد معصوم	۳۳۶	محمد حسن خان رامپوری
۳۶۱	مولانا عبدالکافی الہ آبادی	۳۵۰	حضرت شاہ ابوالاحمد	۳۳۷	محمد حسن خان کرتبوری
۳۶۱	قاری عبدالرحمن الہ آبادی	۳۵۰	حضرت غلام قیوم	۳۳۷	پیر ابو النجیر غازی پوری
۳۶۱	مولانا نور احمد سپروی	۳۵۱	حضرت محمد حسن	۳۳۸	مولانا کر امت اللہ خان
۳۶۱	حکیمان خاندان شریفی	۳۵۱	مولانا اعجاز حسین	۳۳۸	استادی مولانا عبدالعلی
۳۶۲	خاندان خانان	۳۵۲	حافظ محمد یعقوب	۳۳۹	آمدیک دلی کابل
۳۶۲	زارین آخرین	۳۵۲	ابو ذکار مولانا سلامت اللہ	۳۴۱	صاحبزادہ ملا پیر محمد
۳۶۳	نبذہ من الکرامات	۳۵۳	مولانا ظہورالحسین	۳۴۲	خلیفہ طریقہ بتوریہ
۳۶۶	یک پادری وزن وے	۳۵۳	مولانا ریاست علی خان	۳۴۲	مقبولیت این را گویند
۳۶۶	یک انگلیزی	۳۵۳	محمد امیر خان	۳۴۳	اشارات غیبیہ
۳۶۷	منتحرے را تو بیج کردن	۳۵۴	مولانا محمد میان کاندھلوی	۳۴۳	اختر مشکی
۳۶۷	ملا صاحب خان قبرانی	۳۵۵	ملا کمال دہلوی	۳۴۳	مردولی فتح اللہ اندری
۳۶۸	ملا طیب کٹوازی	۳۵۶	مولانا حبیب الرحمن شروانی	۳۴۵	اکبر توخی
۳۶۸	ذکر اضحیہ دینی	۳۵۷	مولانا عبید الرحمن شروانی	۳۴۵	قاری عبدالغنی شامی
۳۶۸	عبداللہ خرکار	۳۵۷	حکیم محمد مسعود احمد	۳۴۶	سید یوسف زوادی
۳۶۹	روح فتح اللہ	۳۵۷	مولانا رشید احمد گنگوہی	۳۴۶	سید علی زوادی
۳۶۹	مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی	۳۵۸	مولانا محمد قاسم نانوتوی	۳۴۶	سید عبداللہ دحلان
۳۶۹	یک پہلوان شناور	۳۵۹	قاضی سید محمد اسماعیل	۳۴۷	مقبولیت نامہ
۳۶۹	حکیم نور الدین قادیانی	۳۵۹	حافظ سید محمد امام جامع دہلی	۳۴۷	آہوئے سیاہ شاخدار
۳۷۰	قاری فضل الرحمن	۳۵۹	سید احمد شمس العلماء امام جامع	۳۴۸	یک غزال
۳۷۰	مولوی محمد یونس	۳۵۹	سید محمد امام عید گاہ	۳۴۸	کبوتر
۳۷۱	ملا سبزل	۳۶۰	مولانا محمود الحسن	۳۴۸	طوطی دکنجشک
۳۷۱	شاہرا احمد خان انصاری	۳۶۰	مولانا مفتی عزیز الرحمن	۳۴۹	حضرات ذوی المنجد الاحترام



صفحه	مطلب	صفحه	مطلب	صفحه	مطلب
۵۱۴	۱- شیخ عماد الدین بلغاری	۳۸۰	۲- سلسله قادریه	۳۴۲	فرخ علی شاه
۵۱۴	۲- مولانا مختار مرقدی	۳۸۲	۳- سلسله چشتیه	۳۴۲	سفید باز
۵۱۴	۳- شیخ محمد حسن	۳۸۵	۴- سلسله سهروردیه	۳۴۳	احمد الله خان
۵۱۴	۴- قاری عبدالغنی انطاکی	۳۸۴	۵- سلسله گبرویه	۳۴۳	میمنان بمبئی
۵۱۴	۵- مولوی عبداللہ قندھاری	۳۸۹	۶- سلسله مداریه	۳۴۴	مولانا حفظ الرحمن سیوہروی
۵۱۸	۶- حاجی نور احمد مقری	۳۹۰	۷- سلسله قلندریه	۳۴۴	مولانا احمد سعید دہلوی
۵۱۸	۷- ملا گل محمد ادنیلی	۳۹۲	فصل ششم در علالت وصال	۳۴۵	محمد شاه گفتم
۵۱۹	۸- ملا حاجی گل	۳۹۳	علالت	۳۴۵	نغمہ بجران
۵۱۹	۹- ملا جمعد خان	۳۹۴	وصال	۳۴۸	فصل چهارم در ملفوظات
۵۱۹	۱۰- ملا عبداللہ علیزی	۳۹۸	تغییل و تکفین	۳۵۲	فصل پنجم در تحریر و مکاتیب
۵۱۹	۱۱- یار محمد خروئی	۳۹۹	قبر مبارک	۳۵۲	مولد سعیدیه
۵۱۹	۱۲- غلام اکبر لیزی	۳۹۹	ارشاد مبارک بہ ملا احمد	۳۵۲	الدر المنظم
۵۲۰	۱۳- ملا مشوروی	۵۰۰	بکار آمدن تحریر	۳۵۳	حامل اعجاز صنعت
۵۲۰	۱۴- ملا ذاکر علی خیل	۵۰۱	تحفیر و درستی قبر	۳۵۳	اجازت طریقت
۵۲۰	۱۵- عبدالحکیم دفنالی	۵۰۱	نماز جنازہ	۳۵۴	اجازت دلائل
۵۲۰	۱۶- عبدالقادر احمدزی	۵۰۲	تدفین	۳۵۴	تصیحت نامہ
۵۲۱	۱۷- ملا حاجی احمد شاخیل	۵۰۳	فاتحہ	۳۵۵	نصائح
۵۲۱	۱۸- ملا اسلم کبیر اندزی	۵۰۴	جلسہ صغریٰ	۳۵۶	مکاتیب مبارکہ
۵۲۱	۱۹- سید محمد سعید	۵۰۵	جلسہ کبریٰ	۳۵۶	فصل ششم در شعرو سخن
۵۲۱	۲۰- ملا پیر احمد شریکی	۵۰۸	فصل ہفتم در بعض تواریخ و قصائد	۳۵۷	کلام عربی
۵۲۲	۲۱- ملا سید باز نیازی		خاتمہ	۳۵۳	کلام فارسی
۵۲۲	۲۲- ملا اعلیٰ محمد جانی خیل	۵۱۶		۳۵۸	فصل ہفتم در بیان سلاسل سبعہ
۵۲۲	۲۳- ملا سید رحمت نیازی	۵۱۶	اولاد معنوی	۳۵۸	۱- سلسلہ نقشبندیہ



صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۶۲	۴- برخوردار عبدالرحمن	۵۳۲	۴۱- مولوی محمد عمر داپوری	۵۲۲	۲۴- ملا عبدالحق صاحبزادہ
۵۶۲	۵- بی بی زینب -	۵۳۲	۴۸- قاری ولی محمد میرٹھی	۵۲۲	۲۵- ملا احسان اللہ صاحبزادہ
۵۶۲	۶- برخوردار عبداللہ	۵۳۲	۴۹- فتح محمد گجراتی	۵۲۲	۲۶- ملا غلام احرار صاحبزادہ
۵۶۳	۷- برخوردار عبداللہ	۵۳۲	۵۰- حافظ سکندر	۵۲۲	۲۷- حسین اللہ صاحبزادہ
۵۶۳	۸- بی بی رابعہ	۵۳۲	۵۱- مولوی سعید احمد سنہلی	۵۲۵	۲۸- خدائے مہر گل صاحبزادہ
۵۶۳	۹- بی بی ماجرہ	۵۳۲	۵۲- میردار عدالت خان	۵۲۵	۲۹- ملا سید احمد جان
۵۶۳	۱۰- بی بی فاطمہ	۵۳۵	۵۳- محمد ہاشم کوسی کلان	۵۲۶	۳۰- ملا خیر اللہ اندری
۵۶۳	وفات اہلیہ	۵۳۶	۵۴- مولوی عبدالعزیز بنگالی	۵۲۶	۳۱- شرف الدین مہمند
۵۶۴	خلفاء	۵۳۹	بیان مولوی عبدالشکور	۵۲۷	۳۲- حاجی کلاخان خروئی
۵۶۴	حضرت ابوالسعد سالم	۵۴۲	حضرت والدہ ماجدہ	۵۲۷	۳۳- ملا امیر بیچن خیل
۵۶۴	ولادت و تسمیہ	۵۴۵	اولادِ صلیبی	۵۲۷	۳۴- ملا حسن بابی
۵۶۵	زواج و اولاد	۵۴۶	بی بی صدیقی	۵۲۸	۳۵- ملا محمد آفاق مروت
۵۶۶	۱- برخوردار ابوبکر	۵۴۷	بی بی فاروقی	۵۲۸	۳۶- قاضی نعل محمد نورزی
۵۶۶	۲- بی بی سعاد	۵۴۹	بی بی امۃ اللہ	۵۲۸	۳۷- ملا عبدالحلیم آخوندزادہ
۵۶۶	۳- برخوردار ابو حفص عمر	۵۵۰	حضرت ابوالفیض بلال	۵۳۰	۳۸- ملا عبد الرشید آخوندزادہ
۵۶۶	۴- برخوردار عامر	۵۵۰	ولادت و تسمیہ	۵۳۰	۳۹- سید عبدالحق پشینتی
۵۶۶	۵- برخوردار جعفر	۵۵۴	زواج	۵۳۱	۴۰- خدائے رحم کارک
۵۶۶	۶- برخوردار عبداللہ عامر	۵۵۵	زلزال کوئٹہ	۵۳۱	۴۱- سید اکرم شاہ
۵۶۶	۷- برخوردار عبدالعزیز شیخ دوران	۵۵۸	توطن کوئٹہ	۵۳۱	۴۲- مولوی صحاب الدین چانگامی
۵۶۶	۸- بی بی فوزیہ	۵۶۱	اولاد	۵۳۲	۴۳- حاجی فیض اللہ سرسوی
۵۶۶	۹- بی بی فائزہ	۵۶۱	۱- برخوردار ابوالمجد عبدالرحمن	۵۳۲	۴۴- مولوی برکت اللہ ہانسوی
۵۶۷	خلفاء	۵۶۲	۲- بی بی خدیجہ	۵۳۲	۴۵- مولوی سید عبدالجلیل
۵۶۷	ذوقِ مطالعہ	۵۶۳	۳- بی بی عائشہ	۵۳۲	۴۶- میر واحد دہلوی



صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب	صفحہ	مطلب
۵۸۷	بی بی سنیہ	۵۷۷	سلسلہ مبارکہ	۵۶۷	تولفِ کتاب ابوالحسن زید
۵۸۸	بی بی عطیہ	۵۷۸	مسک عاجز	۵۶۸	ولادت
۵۸۸	بی بی نقیہ	۵۷۹	حج و زیارت	۵۶۸	عہدِ طفلی
۵۸۸	بی بی زکیہ	۵۸۰	امامت عید گاہ	۵۶۸	اشتغالِ علم
۵۸۸	بی بی خیرہ	۵۸۱	زواج	۵۶۸	مولانا عبدالعلی فرمودہ
۵۸۸	برخوردار ابوالفضل محمد	۵۸۱	اولاد	۵۶۸	سفر مصر
۵۸۹	زواج و اولاد	۵۸۱	بی بی صفیہ	۵۶۸	مراجعت
۵۹۰	سلسلہ نسب	۵۸۲	ابو تراب حامد	۵۶۸	تالیفات
۵۹۱	سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ	۵۸۳	ابوالخیر احمد	۵۶۸	شعر و سخن

## قطعہ تاریخ

بہ فضلِ خداوند کون و مکان  
نوشتم چو احوالِ خیرِ جهان  
چہ خیرِ جهان است ابوالخیر خیر  
فدائش دلم باد و ہم جسم و جان  
پے سالِ تالیف گوشم شنید  
مقاماتِ اختیار سالش بدان  
۱۳۹۲ھ



## قصیدہ نعتیہ میرا وحید الدین اوحدی کرمانی

رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خوش آن کہ بندم در بہت بر نادر محل از وطن  
چون پانہم در راہ تو باشد پیے قطع رہم  
آیم برین دار الشفا گویم بہ زاری دم بہ دم  
شاہ سر سلطنت سلطان ادا دنی لقب  
از گفتن نعت بود ساعت بہ ساعت تازہ تر  
از شوق باغ عارضت ز دست حشر چاک زد  
از شرم خاک رگہت بر خاک و خواری ریختہ  
سحر آفرین عقل را در وقت و صفت اوفتد  
کمتر گداسے در گہت بر مسند شاهی بود  
بعد وفا تم لب بود گردے ز راہ مقدمت  
یار ختمہ للعالمین بر خیز تا خیزد و گر  
از سطوت جہمت مزد گردے تا بد تا آید  
از سنگ کین بدگوہران خستند ندان ترا  
عیسی و صالح در بہت با خضر موسی آمدہ  
عقل دل دین و خرد گردند گرد و وضع ات  
شمس شرع از ہر ت از بہر دفع کفر شد  
از نبیت شریعت عجب نبود اگر دوری کند  
ہم از طفیل ذات تو موجود گشتہ از عدم

خیزم چو گرد افتم چو اشک آیم بہ غر غلم بہ تن  
پارا جلد کف آبلہ چشم قدم غم ز ادمن  
کالے شمع دین ختم رسل مطلوب حق فخر زن  
لی نسب اُمی حسب بطحا مکان یثرب وطن  
باغ امل شاخ طرب گلزار حبان نخل بدن  
لالہ گریبان غنچہ دل نسرين قبا گل پیرہن  
رنگ گل و آب مل و تاب چمن بوے سمن  
کلک از بنان حرف از بیان لطف از دہن  
خسر صفت دارا محل خاقان مکان جمشید فن  
زاد سفر زیب عمل شمع محمد عطر کفن  
شہ از ملک جہ از فلک رنگ از زحل سراز علن  
آب از زمین تاب از شر بلبل رنگ باد از چمن  
محراب دین لعل ختن درج گہر دُر عدن  
اوجہ دارا این ناوہ کش آن خاک بوس این باد زن  
آن شادمان این جافستان آن طوفی کن این چرخ زن  
گیتی ستان آتش فشان کشور کشا اعدا فکن  
چشم از غضب بروز چین خال از قسولب از شکن  
چرخ و فلک ملک و ملک لوح و قلم سرو علن



کلک بدائع سنج من در صفحہ نعتت بود  
 پے ناقدات ہر جانہد از دولت گامش بود  
 وقت چریدن از دہن خائے کہ افتد بر زمین  
 بستہ میان بندگی در پیش خدام درت  
 بنمائے روی نازنین تا بر زمین افتد شرم  
 از حجرہ بیرون نہ قدم بر کن درختِ ظلم را  
 جمع خطا اندیشہ را از برق تیغ آبدار  
 فرمان بر حکم ترا در زیر فرمان آمدہ  
 گرضبط تو مانع شود گردو گر یزان تا ابد  
 از بہر دفع دشمنیت آیام تعیین ساخته  
 بادشمنت روز ازل زائندہ است از یک شکم  
 از دولت نعت شما لحظہ بہ لحظہ تازہ تر  
 بے آفتاب شریع دین چون مہ کہ پامان توام  
 ہستی شفیع المذنبین خویت شفاعت کردن است  
 باد از ما بر آل تو پیوستہ صلوات و سلام  
 صدیق اکبر با عمر عثمان چہارم حیدر است  
 باز کرد فکر نعت تو خرم نشستہ اوحادی

دستان مرا معنی نما عیسی نفس غیر فگن  
 باغ ارم ملک بقا صحرائے چین دشتِ ختن  
 سوسن شود نسرين دمخیز دگل آرد نستر  
 علم و ادب فضل و ہنر ذہن ذکا خرد و مہن  
 زہرہ زیام ماہ از افق مہر از شفق شمع از لگن  
 بر باد دہ آتش بزن در ہم شکن از پانگن  
 از پابر آرا از جافشان در خاک کش گردن بزن  
 چین و خطا مصر و حلب روم وری و شام وین  
 مرگ از مرض رنگ عرض گرگ از غم داغ از غن  
 تیرو کمان گر ز دستان تیغ و تبر دار و رسن  
 داغ برص رنج بہق گند بغل بوئے دہن  
 فیض ازل عمر ابد روز نو و عیش کہن  
 دامن نگر بر من گز رسایہ فگن بر سرق من  
 بیچارہ من نامہ سیاہ عالم تباہ دل پر حزن  
 در آشکارا در نہان در خلوت و در انجمن  
 آن صادق و این عادل آن جامع و این بوا حسن  
 آسودہ جان آزادہ دوش بے فکر دل اندر بدن

دارم امید مغفرت از دولت نعت شما  
 با این عمل با این گنہ با این جفا اے ذوالمنن



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا أَكْثَرَ أَطْيَبًا مُبَارَكًا عَلَيَّ كَمَا يُبِحِبُّ رَبَّنَا وَيَرْضَى وَالصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالْبَرَكَاتُ عَلَى حَبِيبِهِ وَصَفِيِّهِ الَّذِي أَرْسَلَهُ مُعَلِّمًا وَمُزَكِّيًا وَرَحْمَةً  
لِلْعَالَمِينَ وَهُوَ سَيِّدُنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعُنَا مُحَمَّدٌ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ عَدَدَ خَلْقِ  
اللَّهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِينَةِ عَرْشِهِ وَمَدَادِ كَلِمَاتِهِ. وَبَعْدُ -

بندۂ عاجز البوکھارن زید فاروقی عرض می دارد کہ عاجز دو سال پیشتر بہ زبان اردو در احوال  
پیرو مشد برحق، سیدی و سندی و والدی حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین قدس سرہ کتاب  
”مقاماتِ خیر“ نوشتہ بود۔ تا ذکر مبارک ایشان بر صفحات روزگار بہماند۔

ذکر باقی را حکیمان عمر ثانی گفتہ اند ایں ذخیرہ پس تراکالباقیات الصالحات

چونکہ مخلصین حضرت ایشان در بلاد افغانستان بیش از بیش اند، برائے ایشان عاجز بہ تالیف ایں  
کتاب کہ موسوم بہ ”سوانح حیات ابوالخیر“ و معروف بہ ”مقاماتِ اخیر“ است پرداخت۔ و ایں  
ہر دو نام تاریخی اند۔ وَفَّقَهُ اللَّهُ لِلْإِتْمَامِ۔

آوردہ اند کہ از سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سوال کردند کہ در حکایات و روایات  
صالحین برائے مریدان چہ فائدہ بود۔ فرمودند سخن ایشان لشکرے است از لشکر ملائے خداے تعالیٰ۔  
کہ اگر مریدے دل شکستہ بود بہ آن قوی گردد و بہ آن لشکر مدد یابد۔ پروردگار بہ حبیب خود صلوات اللہ  
وسلامہ علیہ می فرماید۔ وَكَلَّا نَقْصُصْ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُنْثِيَتْ بِهِ قُودُكَ يَعْنِي قَصَبَاتِ  
انبیائے گزشتہ باتومی گوئیم تا دل توبہ آن آرام گیرد و قوی تر گردد۔ اگر برائے سرور عالمیان حکایات  
انبیاء سبب تبیین دل گشتہ برائے ما عاجزان حکایات اولیا باعث تقویۂ قلب می باشد۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احراز قدس سرہ فرمودہ کہ پروردگار گفتہ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا  
اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔ یعنی اے مومنان بتز سید از اللہ و باشید باراست گویان۔ لہذا رفاقت  
صداقین مطلوب است۔ بہ خدمت ایشان رسیدن و در صحبت ایشان بودن کینونت و رفاقت



ظاہری است و بہ خیال ایشان ماندن و بہ ذکر ایشان مصروف بودن کینونتِ باطنی است۔  
 محبتِ این طائفہ کلیدِ رحمتِ الہی است۔ در صحیحین از عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرویست  
 کہ مردے بہ خدمتِ سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم رسید و گفت: کَیْفَ تَقُولُ فِی رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ  
 یَلْحَقْ بِہِمْ۔ یعنی چہ می فرمائی در مردے کہ گروہی را دوست داشته است و لاحق بہ ایشان نہ شدہ۔  
 آن سرورِ عالمیان فرمود: الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔ یعنی مرد با کس است کہ ویرا دوست داشته۔ سبحان  
 اللہ چہ بشارت نیست عظیم برائے امثالِ ما دون ہمتان کہ اگر در اعمال قاصر ماندہ ایم در محبتِ خاصانِ حق  
 تقصیر نہ نمایم تا رفاقتِ ایشان در رَدَّوْخٍ وَ رَیْجَانٍ وَ جَنَّةٍ نَعِیمٍ۔ دست دہد۔  
 و این کتاب مقاماتِ اخیار شتمل است بر مقدمہ و فصول تسع و خاتمہ۔  
 مقدمہ در بیان سلسلہ نسب تا امیر المؤمنین، امام الاعمالین سیدنا عمر بن الخطاب رضی  
 اللہ عنہ و در ذکر آبائے کرام از حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی تا حضرت  
 والد بزرگوار ایشان قدس اللہ اسرارہم العلیہ۔

فصل اول در احوال مبارکہ حضرت ایشان از روز ولادت تا اول روز علالت۔

فصل دوم در معمولات شریفہ حضرت ایشان۔

فصل سوم در بیان اکراماتِ الہیہ بر حضرت ایشان۔

فصل چہارم در بیان ملفوظاتِ حضرت ایشان۔

فصل پنجم در بعض تحریرات و مکاتیب شریفہ حضرت ایشان۔

فصل ششم در بیان ذوقِ شعرو سخن حضرت ایشان۔

فصل ہفتم در بیان سلاسلِ مبارکہ سابعہ۔

فصل ہشتم در بیان علالت و وصال بہ حضرت ذوالجلال۔

فصل نہم در بیان بعض قصائد و تواریخ وصالِ حضرت ایشان۔

خاتمہ در بیان اولادِ معنوی و صلبی حضرت ایشان۔

غرض نقشے است کہ مزایا داند کہ ہستی را نہ می بینم بقائے



## مقدمه

در بیان نسب ذکر آباء کرام تا حضرت مجدد قدس الله اسرار هم

فی الذّاهبین الّا ولید..... ن من الکرام لنا بصائر

بابایم هم حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سره

اسم گرامی ایشان احمد، کنیت ابوالبرکات، لقب بدرالدین، خطاب امام ربانی مجدد و منور الف ثانی، فرزند چهارم حضرت عبدالاحد المشتهر به مخدوم. ولادت بابرکت به شب جمعه ۱۴ شوال ۹۶۱ هـ که کلمه "خاشع" دال بر آن سال است در بلده سرهند بوده، به حساب تقویم شمسی هجری ۱۵ جوزا ۹۶۳ هـ مطابق ۵ ماه جون ۱۵۶۴ بود، و وفات شریف به روز سه شنبه ۲۸ صفر ۱۰۳۴ هـ در سرهند شریف شده. بعضی افراد ۲ و بعضی ۲۹ از صفر نوشته اند بنا بر اختلاف مطایع، در روز اختلاف نیست که آن سه شنبه بود. به حساب شمسی ۵ قوس ۳۰ مطابق ۲۶ نوامبر ۱۶۲۴ بود عمر شریف به حساب قمری ۶۲ سال ۴ ماه ۱۴ روز، و به حساب شمسی ۶۰ سال ۵ ماه ۲۱ روز بوده.

والد بزرگوار ایشان راهفت پسر بوده و ایشان خیر الامور واسطه بودند اسم مبارک ایشان چهار حرفی دو حروف ایشان چهارم در برادران.

**نسب مبارک ایشان** حسب نوشته خواجہ محمد شمس کاشمی در زبده المقامات به ۲۶ واسطه به صحابی جلیل ابن جلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما می رسد. خواجہ شمس نوشته اند شہاب الدین علی المقلب به فرخ شاہ جد پانزدہم حضرت ایشان است و او به یازده واسطه به حضرت عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما می پیوندد.

۱- سر مست جام احمدی حضرت خواجہ محمد شمس کاشمی قدس سره از بزرگ زاد ہائے کشم بدخشان است، والد ایشان خواجہ قاسم از علما اعلام و اکابر آن ولایت بوده، آباد اجداد ایشان از منتسبان سلسلہ کبرویہ بوده اند ایشان در عنفوان شباب به واسطہ اشارات و بشارات دل بہ سلسلہ خواجگان نقشبندیہ بستہ بودند در خواب بہ زیارت بزرگے مشرف شدہ بودند چنانچہ بہ تلاش مرشد کمال از وطن خود روان شدند تا آنکہ در ہندوستان بہ برہان پور رسیدند و آنجا آن بزرگ را کہ در خواب

باقی برصنٹ



سلسلہ نسب را شیخ بدرالدین سہروردی نیز در حضرات القدس نوشتہ، در بیان حضرت خواجہ و جناب شیخ بہ دو جا اختلاف است چونکہ خواجہ محمد ہاشم اکتفا بہ سمرقاسمی مبارکہ نہ کردہ بلکہ بیان وبسائط ہم کردہ و گفتہ است کہ امام رفیع الدین جد ششم حضرت ایشان است، و امام رفیع الدین بہ ہشت واسطہ بہ فرخ شاہ می پیوندند۔ و شہاب الدین علی المقلب بہ فرخ شاہ الفاروقی الکابلی جد پانزدہم۔ حضرت ایشان است و او بہ یازدہ واسطہ بہ حضرت عبداللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہما می پیوندند۔“  
لہذا عاجز از زبدۃ المقامات سلسلہ نسب را در جدول نقل می کند۔

باقی از ص ۱۹  
دیدہ بودند یا فتند و آن بزرگ حضرت سید میر محمد نعمان قدس سرہ بودند، چنانچہ بر دست حق پرست ایشان داخل سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ شدند و در بعضی باب حضرت مجدد قدس سرہ نوشتند۔ حضرت ایشان بہ حضرت میر نوشتند۔ خواجہ محمد ہاشم را فرستند کہ چند روز در صحبت باشد و اخذ بعض علوم و معارف نماید کہ جوان قابل ظاہری شود و مشاسا<sup>۱۳</sup> الیہ مزیائے شما است و مذاق دان شما، استفسار ہا را بہ احوال فرمایند کہ جواب گرفتہ بہ خدمت شمار ساند و السلام۔ چنانچہ حضرت میر ایشان را بہ سرہند شریف فرستادند۔ حضرت خواجہ چون بہ سرہند رسیدند و جمال باکمال حضرت مجدد را دیدند از دل و جان عاشق آن جناب شدند و مدت دو سال بہ ذوق و شوق تمام در حضور و سفر ملازم خدمت بابرکت ماندہ از محرمان اسرار شدند و بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ دفتر ثالث مکتوبات را ایشان جمع کردہ اند و در ۱۳۰۳ھ کتاب ”برکات الاحمدیۃ الباقیہ“ معروف بہ اسم تاریخی ”ہوزبدۃ المقامات“ تالیف نمودند و قبل از نوشتہ در برہان پور رحلت فرمودند، چرکہ شیخ بدرالدین سہروردی در حضرات القدس از وفات ایشان نوشتہ اند و تالیف حضرات القدس در حدود ۱۰۰۰ ہجری مزار ایشان در قبرستان دالی عک بود کہ براسہ واقع است کہ از شہر برہان پور بہ پشاور ریل می رود و متصل بہ قبرستان مہیل است کہ آن را ”پنڈول“ گویند، عرصہ شصت سال می شود کہ حضرت خواجہ در خواب بر نیک مردی ظاہر شدہ گفتند قریب است آپسیل قبر انقصان رساند لہذا جسد میراد بجائے دیگر دفن کنید۔ آن مرد صالح اہالی برہان پور را از خواب آگاہ کرد۔ اہالی از حکومت برائے قبر ایشان نزد رابرٹ سن اسکول در میدان جائے طلب کرد و جتان ایشان را از قبر قدیم برداشتہ در قبر جدید دفن کردند۔ بعد از سہ صد سال جسد مبارک ایشان را بر آوردہ بودند جسد مبارک از سرتاپا بالکل سالم بود معلوم می شد کہ حالافوت کردہ اند و کفن ہمچو نو بود خوش نصیبان برہان پور کیفیت نم کنویم العرفوس را بہ چشمہائے سراطحظہ کردند و بر آن ولی پروردگار نماز جنازہ خواندہ دفن کردند۔

ہرگز نہ میرود آن کہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدۃ عالم دوام ما

در تحقیق این واقعہ قطعاً محتمل ریب نیست، فَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ۔



شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام
۱	مخدوم عبدالاحد	۱۱	عبداللہ	۲۱	عبداللہ الواعظ الاصغر	۶	واسطہ
۲	زین العابدین	۱۲	شعیب	۲۲	عبداللہ الواعظ الاکبر	۷	
۳	عبدالحمز	۱۳	احمد	۲۳	ابوالفتح	۸	
۴	محمد	۱۴	یوسف	۲۴	اسحاق	۹	
۵	حبیب اللہ	۱۵	شہاب الدین علی فرخ شاہ	۲۵	ابراہیم	۱۰	
۶	امام رفیع الدین	۱۶		۲۶	ناصر	۱۱	
۷	نصیر الدین	۱۷	نصیر الدین	۲۷	حضرت عبداللہ صحابی		
۸	سلیمان	۱۸	محمود	۲۸	حضرت عمر امیر المومنین		
۹	یوسف	۱۹	سلیمان	۲۹	رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین		
۱۰	اسحاق	۲۰	مسعود	۳۰	وَعَنَّا مَعَهُمْ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ		

درین جدول نام پدر شہاب الدین علی فرخ شاہ نوشتہ نہ شد۔ اگر پدر فرخ شاہ نصیر الدین باشد۔ پس واسطہ تا حضرت عبداللہ دہ می باشند حالانکہ خواجہ ہاشم ذکر یازدہ واسطہ می کند۔  
شیخ بدر الدین در حضرات القدس اضافہ دو نام کردہ۔ یک نام نور الدین است کہ مابین امام رفیع الدین و نصیر الدین واقع شدہ۔ و دیگر نام عبداللہ است کہ بعد از نام مسعود است و عبداللہ را فرزند واعظ اصغر و واعظ اصغر را فرزند واعظ اکبر نوشتہ۔

عاجز گوید کہ این ہر دو بزرگواران از خلفائے جلیل القدر حضرت مجددانہ در احوال حضرت مجدد کتابہائے ایشان را امتیاز خاص حاصل است۔ بعد از ایشان ہر کہ از احوال حضرت مجدد نوشتہ اعتماد بر کتابہائے ایشان کردہ۔ مع ہذا کلمہ عاجز گوید اگر بہ نظر دقیق مطالعہ ہر دو کتاب کردہ شود فرقے مابین ہر دو کتاب ظاہر خواہد شد خواجہ ہاشم در سلسلہ بہ خدمت حضرت مجدد رسید و دو سال خدمات شائستہ انجام رسانید۔ محرم اسرار گشت و دفتر ثالث را از مکتوبات جمع کرد و بعد از ارتحال حضرت مجدد قدس سرہ برائے تسکین قلب را سہ نہ یافت بجز آنکہ احوال مبارکہ پیرو مرشد را نوشتہ کند چنانچہ در دیباچہ زبدۃ المقامات می نویسد۔  
از مقتضیات تقدیر و قضا این حقیر را دوری ضروری از ان سُدہ سنیہ روئے نمود۔ در ان دوری بہت تسکین سلاست بہجوری پیش از بیش بہ تحریر آن نمیقہ مذکورہ مامورہ پرداخت، ہنوز ورقے چند از سواد مداد سیاہ نگزیدہ بود کہ واقعہ ہائے انتقال حضرت ایشان درویشان درویشان را سیاہ پوش ساخت، پس از ارتحال آنحضرت



خود لازم تر گشت تسلی جستن بہ ذکر احوال و اقوال ایشان، انجہ چنانچہ در ظرف سہ سال بہ کمال تحقیق این کتاب را نوشتند نزد این عاجز از کتاب حضرات القدس دو نسخہ است۔ یکہ در ۱۰۹۱ھ نوشتہ شدہ و دیگرہ در ۱۰۹۵ھ در ہر دو از یوسف اول (رقم ۹)، تا یوسف دوم (رقم ۱۴)، اسقاط پنج نامہا است یعنی اسحاق و عبد اللہ و شعیب و احمد و یوسف نوشتہ نہ شدہ و فیما بعد کسانیکہ مطالعہ این نسخہا کردہ اند بر ہامش کتاب بن نامہا نوشتہ اند معلوم می شود کہ شیخ بدر الدین این کتاب را بہ دقت تمام نہ نوشتہ اند۔ اضافہ نام نور الدین را بعد از امام رفیع الدین گنجائش نیست۔ زیرا کہ خواجہ ہاشم نوشتہ اند "امام رفیع الدین بہ ہشت واسطہ بہ فرخ شاہ مذکور می پیوندند" اگر اضافہ نور الدین کردہ شود تعداد و سائلط نہ می شود۔

نزد عاجز از کتاب زبدۃ المقامات سہ نسخہ اند یک نسخہ را حضرت سیدی الوالد در ۱۰۹۳ھ نویسانیدہ اند و صحیح آن فرمودہ، دو نسخہ دیگر را احمد علی نقشبندی مجددی در ۱۰۹۸ھ نوشتہ، دو نسخہ سوم از وسط و آخر ناقص است از کاغذ سیاہی معلوم می شود کہ این نسخہ در او آخر قرن حادی عشر نوشتہ شدہ۔ در کتابت این نسخہ استعمال شگرف نیز شدہ۔ عناوین و اسمائے فہمہ را کاتب بہ شگرف نوشتہ و جابجا خطوط بہ شگرف کشیدہ، ط شگرف بر قطاس پس لعل مصطفیٰ ریختہ۔ را مصداق شدہ۔ درین نسخہ و سائلط را کہ مابین فرخ شاہ و حضرت عبد اللہ بن عمر اند بہ این نہج نوشتہ۔

"زیرا کہ او (فرخ شاہ) فرزند نصیر الدین بن محمود بن سلیمان بن مسعود بن عبد اللہ الواعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحاق بن ابراہیم بن ناصر بن عبد اللہ بن عمر الخطاب رضی اللہ عنہما" فیما بعد کہ تصحیح ارقام کردہ و رقم ۷ را کہ بر عبد اللہ بود زدہ و رقم ۸ را کہ بر ابوالفتح بودہ را زدہ و باز ۹ را ۸ و ۱۰ زدہ و یادہ را زدہ کردہ و باز بر عبد اللہ بن عمر رقم یادہ نہادہ، اصلاح کنندہ این قدر خیال نہ کردہ کہ تعداد و سائلط یادہ است و در وسط نہ فرخ شاہ شامل است و نہ عبد اللہ۔ لہذا بر عبد اللہ رقم یادہ نہادن غلط است، و این مصلح عبد اللہ الواعظ الاکبر بن رایک نام پنداشتہ۔ لہذا رقم ۹ را گذاشتہ و رقم ۷ را زدہ، و لفظ الاکبر بن را نہ بخیدہ کہ صیغہ تثنیہ است و دلالت بر دومی کند، خواجہ ہاشم عاشق صادق حضرت مجدد بود، عاشق اکابر محبوب را توصیف بہ اصغر کہ می تواند کرد، لہذا خواجہ ہاشم بیان این ہر دو حضرات بہ تعبیر بلیغ علی کرد۔ والا کبر بن نوشتہ کہ صیغہ تغلیبی تثنیہ است۔ تا فہمیدہ شود کہ عبد اللہ الواعظ و نفراند، و امتیاز ایشان بہ اکبر و اصغر کردہ می شود۔

نسخہ حضرات القدس کہ در ۱۰۹۱ھ نوشتہ شدہ، نام عبد اللہ الواعظ را بہ این نہج نوشتہ "خواجہ عبد اللہ بن خواجہ واعظ اکبر" یعنی نام واعظ اصغر نیاوردہ۔ و فیما بعد کہ بر ہامش "ابن خواجہ واعظ اصغر" افزودہ۔ از مطالعہ حضرات القدس معلوم می شود کہ شیخ بدر الدین از کتاب زبدۃ المقامات استفادہ کردہ و



بعض واقعات و احوال را لفظاً نقل فرموده است و بعض را بہ تخمیر تسیر معلوم می شود کہ جناب بدرالدین در خواندن عبد اللہ الواعظ الاکبرین سہو کرده و الواعظ الاکبرین را الواعظ الاکبر ابن خواندہ۔ لہذا واعظ مفر را نہ نوشتہ و عبد اللہ را جداگانہ اسم قرار دادہ است۔

شیخ بدرالدین نام نورالدین یا نور بعد از امام رفیع الدین آورده۔ بہ خیال عاجز این نام بعد از شہاب الدین فرخ شاہ است چونکہ نورالدین فرزند نصیر الدین است کہ نام والد امام رفیع الدین و نام جد فرخ شاہ است۔ بہ مناسبت نصیر الدین سہو بعد از امام رفیع الدین نوشتہ شدہ۔ در نسخہ قدیمہ زبدۃ المقامات بر نصیر الدین رقم ۱ نوشتہ شدہ و رقم ۱ وجودند دارد معلوم می شود کہ رقم ۱ عند الکتابہ در فروگزاشت آمدہ و آن نورالدین بن نصیر الدین است۔ ہذا اما ظہری و العلم عند اللہ۔

**اشکال** اشکالے کہ در سلسلہ نسب واقع است آن غیر از بحث نورالدین است، و بیانش این است کہ در کتب اسماء رجال اولاد حضرت عمر و اولاد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما را بہ تفصیل ذکر کردہ اند حضرت عمر را نہ پسر بود۔ ۱۔ زید اکبر، ۲۔ زید اصغر، ۳۔ عبد اللہ، ۴۔ عاصم، ۵۔ عبد الرحمن اکبر، ۶۔ عبد الرحمن اوسط، ۷۔ عبد الرحمن اصغر، ۸۔ عبید اللہ، ۹۔ عیاض، و حضرت عبد اللہ را سیزدہ پسر بود، ۱۔ ابوبکر، ۲۔ ابو عبیدہ، ۳۔ واقد، ۴۔ عبد اللہ، ۵۔ عبید اللہ، ۶۔ عمر، ۷۔ عبد الرحمن، ۸۔ سالم، ۹۔ حمزہ، ۱۰۔ زید، ۱۱۔ بلال، ۱۲۔ ابوسلمہ، ۱۳۔ عاصم۔ در اولاد این ہر دو حضرات ناصر نام کہ نیست۔ حالانکہ شہاب الدین فرخ شاہ فاروقی است و از اولاد ایشان جماعتی بہ ہند آمدہ ہچو شیخ فرید الدین گنج شکر و امام رفیع الدین قدس اللہ اسرارہما، و این بزرگواران کہ از اصحاب علم ظاہر و باطن و از گروہ۔ الَّذِینَ یَنْظُرُونَ بِنُورِ اللہِ بودند خود را فاروقی می گفتند و نسب این بزرگواران بہ ناصر بن عبد اللہ بن عمری رسد۔

بعض فاروقیان از اولاد حضرت فرخ شاہ کہ در ہند قیام دارند خود را از فاروقی گفتن باز داشتند جناب رشید احمد امروہوی مخلص تہنل اختیار کرد و حضرت فرخ شاہ کابلی را از سادات شمار کرد و درین سلسلہ رسالہ بیادیت فریدی نوشت۔ فکر ہر کس بہ قدر ہمت اوست۔

این عاجز از سہا ہر حلّ این اشکال سعی بود، کتب اسماء رجال را مطالعہ کرد۔ و بہ این نتیجہ رسید کہ از اول سلسلہ بعض حلقات در فروگزاشت آمدہ۔ و عبد اللہ فرزند عمر، نہ حضرت عبد اللہ بن عمر الخطاب است، بلکہ توافقی اسمی برائے کاتبان و بیان کنندگان نسب مغلطہ واقع شدہ، در آیام تفحص، کتاب "عمدۃ المقامات" بہ دست رسید، این کتاب را حضرت فضل اللہ مجددی در ۱۲۳۳ھ تالیف کردہ و پر سعی حضرات سندھ در لاہور تقریباً چہل سال قبل طبع شدہ۔ بر صفحہ ۹ بیان سلسلہ نسب، گمانی زبدۃ المقامات



و بر حاشیہ عبارت جناب عبدالقیوم المتوفی ۱۲۸۱ھ تحریر یافته نوشته اند محفی نماز کہ تمام نسب مبارک تا امیر المومنین رضی اللہ عنہ از روی انتخاب سی و دو نفر می شوند حالانکہ در سلسلہ نسب از حضرت مجددنا حضرت عمر بست و نہ نفر اند این عاجز کلمہ "از روی انتخاب" را نہ فهمیده کہ انتخاب نام کتاب است یا بمعنی مختار و پسند کردہ شدہ است۔ از این عبارت ظاہری شود کہ اگر در سلسلہ نسب شمار حضرت مجدد کردہ شود کی سہ افراد است و اگر شمار ایشان نہ باشد پس کمی چہا را افراد است۔

این عاجز بہ حضرت محمد ششم مجددی سند می تذکرہ این عبارت کرد۔ ایشان نقل تحریر حضرت والد خود بہ عاجز دادند کہ بر حاشیہ حضرت القدس نوشته اند تحریر حضرت محمد ششم درج ذیل است۔

"بر حاشیہ حضرت القدس از فردوم صفحہ ہفتم جناب حضرت قبلہ محمد حسن مجددی قدس اللہ سرہ تحریر فرمود اند شیخ عبداللہ بن شیخ عمر بن شیخ حفص بن عامر بن شیخ عبداللہ بن امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم ہکذا آمد کور فی کتب الانساب"

ازین عبارت ظاہر است کہ حضرت محمد حسن از کتب انساب اضافہ این چہا را نامہا کردہ اند ممکن است۔ "انتخاب" در بیان انساب کتابی باشد و از ان کتاب این نامہا نقل کردہ باشند۔

در کتاب جواہر معصومی احمد حسین خان امروہوی درین باب تنقیح خوب کردہ اند و در آخر بحث نوشته اند کہ قول فیصل بہ موجب کتب تواریخ این است کہ حضرت ایشان نسباً فاروقی اند و ناصر فرزند عبداللہ بن عمر بن حفص بن عامر بن عبداللہ بن عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین می باشند۔

شیخ محمود احمد عباسی امروہوی در جلد چہارم از تاریخ امروہہ کہ موسوم بہ تحقیق الانساب است نوشته اند کہ تحقیق خاکسار مؤلف کتاب سلسلہ نسب بہ این طور است کہ ناصر فرزند عبداللہ است و ایشان فرزند عمر بن حفص بن عامر بن عبداللہ بن عمر الفاروق رضی اللہ عنہم اند۔

نظر بر تحقیقاتی کہ عاجز کردہ و تصریحاتی کہ از بزرگواران ذکر شدہ سلسلہ نسب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ بہ این ہج است۔

شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام
۱	مخدوم عبدالاحد	۵	حبیب اللہ	۹	یوسف
۲	زین العابدین	۶	امام رفیع الدین	۱۰	اسحاق
۳	عبدالحی	۷	نصیر الدین	۱۱	عبداللہ
۴	محمد	۸	سیلمان	۱۲	شعیب



شمار	نام	شمار	نام	شمار	نام
۱۳	احمد	۲۰	مسعود	۲۶	عبدالله
۱۴	یوسف	۲۱	عبدالله الواعظ الاصفی	۲۸	عمر
۱۵	شهاب الدین علی فرخ شاه	۲۲	عبدالله الواعظ الاکبر	۲۹	حفص
۱۶	نور الدین	۲۳	ابوالفتح	۳۰	عاصم
۱۷	نصیر الدین	۲۴	اسحاق	۳۱	حضرت عبدالله صحابی
۱۸	حمود	۲۵	ابراهیم	۳۲	حضرت عمار فاروق امیر المومنین
۱۹	سلیمان	۲۶	ناصر		رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ

مناسب است که در اینجا تذکره از احوال حضرت مخدوم قدس سره هم بیان کرده شود.

**حضرت مخدوم عبدالحق** | خواب هاشم نوشته که حضرت مخدوم رادر عنفوان جوانی در آوان تحصیل علم شوق این راه پیدا شد و به خدمت حضرت عبدالقدوس رسید و بیعت

شدند. ایشان قصد قیام در آن استان کردند، حضرت شیخ فرمود اولاً علوم دین حاصل کنید و باز تحصیل این معالیه مکره است بنمید. ایشان عرض کردند ترسم که صحبت گرامی نیا بم، حضرت شیخ فرمود: فرزندم رکن الدین موجود است. چنانچه ایشان تحصیل علوم مشغول شدند و باز از شیخ رکن الدین معارف باطنی حاصل نمودند. در طریقه قادریه و چشتیه به اجازت و خلافت مشرف شدند. حضرت مخدوم به غرض استفادۀ و استفاضه ممالک هند را سیر کرده اند و به صحبت ارباب علم و معرفت رسیده اند. بالاخر به وطن مراجعت فرموده به درس و تدریس و مطالعه کتب تصوف چون عوارف و فصوص مشغول بوده اند. ایشان را کتب شائسته در سائل خجسته در علوم دین و اسرار یقین اندازان جمله کنوز الحقائق و اسرار التشهد مشهور اند. چون تجارۀ حیات را به دروازۀ حدود شمانین رسانیدند نداے اِذْجِیْ اِلٰی رَبِّکَ رَاضِیَةً مُّرضِیَةً را بیک گفته در شانه به هفدهم ماه رحلت فرمودند. خواب هاشم نام ماه نه نوشته اند و نوشته اند فقیر تاریخ انتقال ایشان را چنین یافته.

آن شیخ که بود اعلم اندر هر فن      جانش گهری سرازل را معدن  
چون شیخ زمانه بود در علم و عمل      تاریخ وصال او بگو "شیخ زمن"

در حالت سکرات فرمودند: حقیقت او سبحانه هستی مطلق است، اما کسوت کونیۀ خاک در چشم مجربان می افکند. دوزخ مجوری دارد. و به فرزند خود حضرت مجدد فرمودند: ترا بر همین سخن وصیت می کنیم: چون که حضرت مجدد بارها از حضرت ایشان شنیده بودند که محبت اهل بیت حضرت فاطمیت علیه علیهم الصلوٰت و التحیّات را در جزایمان و حسن فائمه مدخلت عظیم است، لهذا هنگام نزع آن را فریاد ایشان دادند. حضرت مخدوم فرمود:



کہ سرشارِ آن مجتہد و غرقِ آن دریائے نعمت۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ وَقَدَّسَ سِتْرُہُ وَنَوَّزَ صَرِیحُہ۔

## احوالِ حضرت مجدد

چون حضرت ایشان بہ دبستان شدند بہ اندک روز حفظِ قرآن مجید نموده تحصیلِ علومِ دین مشغول شدند بیشترِ علوم را زہدِ پدیرِ بزرگوار خود و اندکے را پیشِ علمائے کبارِ آن روزگار گزارانده بہ سیالکوٹ رفتہ نزد مولانا کمال کشمیری کہ از فحولِ دانشورانِ متورع بود و از علمِ باطن نیز نصیبِ اشت بعضے کتبِ عقولہ خواندہ اند و از شیخِ یعقوب کشمیری بعضے کتبِ احادیث خواندہ اند۔ شیخِ یعقوب از خلفائے بزرگِ قطبِ معظم شیخِ حسین خوارزمی کبروی قدس سرہ بودہ و روایت و اجازتِ کتبِ تفاسیر و احادیث و حدیثِ مسلسل بالاولیۃ و قصیدہ بردہ از عالمِ ربانی قاضی بہلول بدخشانی دارند۔ بعد از تحصیلِ علومِ دین یک بار بہ آگرہ کہ اندران ایام بہ اکبر آباد مشہور بود تشریف بردہ اند چونکہ آگرہ در آن روزگار دارالسلطنت بود جمیع از علما و فضلا آنجا قیام داشتند صحبتِ ایشان حضرت ایشان را بہ خود کشید چنانچہ مدتے آنجا قیام فرمودند حضرت مخدوم راشوق دیدارِ فرزندِ دلہند بے قرار کرد و جنابِ ایشان با وجودِ کبر سن بہ آگرہ تشریف بردند، یکے از فضلائے آن دیار از حضرت مخدوم پرسید، باعثِ این تصدیع چه بود فرمودند شوقِ ملاقاتِ فرزندِ شیخِ احمد مرا اینجار سانیدہ صر یوسف نہ رود کنعان یعقوب برون آید۔ حضرت ایشان با قبلہ گاہ خود از آگرہ بہ سرہند تشریف آوردند و ملتزمِ خدمت و صحبتِ حضرت والد شدہ فوائد حاصل کردہ اند۔ در رسالہ مبدا و معاد تحریر می فرمایند: این درویش را مایہ نسبتِ فردیت از پدیرِ بزرگوار خود حاصل شدہ بود۔ حضرت مخدوم با وجودِ کثرتِ تلامذہ و معتقدین بجز حضرت مجدد کسے را بیعت نہ فرمودہ۔ حضرت مجدد نسبتہائے سلاسل حاصل کردہ بہ اجازتِ خلافت ممتاز گشتہ اند و از والدِ بزرگوار خود بیان کردہ اند: چنان معلوم ما گردیدہ کہ مرکزِ این دائرہ و شاہراہِ این باد یہ بہ دستِ طائفہ علیہ نقشبندیہ افتادہ، نسبتِ ایشان فوقِ ہمہ نسبتہا ظاہری گردد و نیز حضرت والد ماجد فرمودہ اند۔ با وجودِ یکے از رسائل اکابر این طریقہ سنیہ بر اوضاع و اطوار و اسرارِ ایشان اطلاع دست دادہ و حظہا فرا گرفته و از نسبتِ شریفہ ایشان بہرہ یافتہ اما ہموارہ خواہانیم کہ یکے از کارشناسانِ راہ نمایان این سلسلہ راجح سبحانہ بہ دیارِ ما برساند یا ما بہ دیارِ او برد تا از برکاتِ صحبتِ او اقتباسِ انوارِ ایشان نماییم۔

## وصول بہ خدمتِ حضرت خواجہ

از مدتے حضرت ایشان راشوق زیارتِ مرین شریفین کے آرام می داشت لیکن از وہ حضرت مخدوم قصدِ سفر نہ کردہ اند۔

چون حضرت مخدوم در سال ہزار و ہفت رحلت فرمود، حضرت ایشان در ہزار و ہشت بہ قصدِ سفرِ حرمین



محترمین از خانہ برآمدند چون بہ شہر دہلی رسیدند مولانا حسن کشمیری کہ یکے از فضلا و آشنایان ایستان و از مخلصان حضرت خواجہ بودہ ایشان را بہ دریافت حضرت خواجہ دلالت نمودہ و گفتہ کہ امروز از سلسلہ علیہ نقشبندیہ این چنین گوہرے بہ چہار سوے این دیار آمدہ کہ طلاب از یک نظرش آن دولت یابند کہ از اربعینات متکاثرہ در ریاضات متوافرہ نہ یابند

آن کہ بہ تبریز دید یک نظر شمسین سحرہ کند بردہ طعنہ زند بر چلہ  
چون کہ حضرت ایشان از والد بزرگوار خود فضائل و اوصاف سلسلہ نقشبندیہ شنیدہ بودند بہ شوق تمام متوجہ اعقاب عالیہ حضرت خواجہ شدند و فرمودند کہ توشہ این سفر مبارک بہ از این چہ باشد کہ ذکر و مراقبہ حضرات خواجگان از حضرت خواجہ اخذ نمایم

بگیریم زادِ رو این سراغ ز شورا بہ اشک و زقرص داغ

چون بہ خدمت حضرت خواجہ رسیدند لطفہا و مہربانیہا یافتند حضرت خواجہ از قصد ایشان پرسیدند ایشان عنہ کہ در پیش داشتند یہ عرض رسانیدند اگر چہ شیوہ حضرت خواجہ نہ بود کہ از طلب کسے را دلالت بر اخذ طریقہ یا التزام صحبت خویش نمایند یا از مثل این سفر مبارک بہ سکونت خانقاہ اشارت فرمایند اما حضرت ایشان را فرمودند ہر چند سفر مبارک در پیش دارید اما چند روزی توان بہ فقر صحبت داشت لا اقل ماہ یا ہفتہ چہ مانع است حضرت ایشان اختیار بودن ہفتہ نمودند ہنوز دور و زبران نہ رفتہ بود کہ آثار تصرف حضرت خواجہ بر ایشان استیلا نمود چنانچہ بہ خدمت حضرت خواجہ معروض داشتند حضرت خواجہ بلا تأمل ایشان را بہ خلوت بردہ بہ ذکر دلالت نمودند جناب ایشان در مکتوب ۲۶۶ از دفتر اول نوشتہ اند توجہ شریف ایشان در دو و نیم ماہ این ناقابل را بہ نسبت نقشبندیہ رسانیدہ و حضور خاص این اکابر را عطا فرمودہ حضرت خواجہ ایشان را بشارت دولت کمال و تکمیل دادہ مرخص کردند

بنائے مسجد شریف در سرہند | حضرت ایشان از خدمت حضرت خواجہ مرخص شدہ معاودت بہ سرہند شریف نمودند و آنجا پیش دروازہ حلی خود مسجد شریف

نوساختہ مشغول کار شدند شیخ بدرالدین در حضرت تاسعہ در بیان تصرف ۳۸ واقع تعمیر مسجد شریف را ذکر کردہ اند این مسجد شریف کہ فی مابعد سرچشمہ فیوضات و برکات گشتہ در سنہ ہزار و ہشت تعمیر شدہ این عاجز از "مسجد قرآن خدا" سال بنایافتہ ہزاران ہزار بندگان خدا ازان ارض مبارکہ بہ درجات ولایت رسیدہ اند و عالمہا را روشن کردہ اند

یک شبہ و جواب آن | اینجا بعض افراد را یک شبہ پیدا شدہ است کہ حج فرض است و



حضرت ایشان از خانہ برائے حج برآمدہ بودند و در راہ بہ خدمت حضرت خواجہ رسیدند و سفر حج ملتوی شد و باز تا آخر ایام بہ حج نہ رفتند۔ برائے حاصل کردن کمال باطنی فریضہ حج را چہ گوئہ گزاشتند۔

عاجز گوید، حضرت ایشان ارادہ سفر حرمین شریفین از وجہ شوق در راہ توکل کردہ بودند نہ از وجہ فرضیت، چہ احوال مالیہ ایشان مقتضی آن نہ بود کہ قصد حرمین شریفین فرمایند، و اکبر شاہد برین مدعا آن مکتوب گرامی است کہ حضرت خواجہ اندر آن ایام بہ مخلصہ نوشتہ اند۔ در کاتبی مبارکہ ایشان تحت رقم ۶۵ اندراج دارد، نوشتہ اند: "شیخ احمد نام مردے است در سر ہند، کثیر العلم و قوی العمل، روزے چند فقیر با او نشستہ برخواست کردہ، عجائب بسیار از روزگار و اوقات او مشاہدہ کردہ، بہ آن می ماند کہ چراغی شود کہ عالمہا از او روشن گردند، بحمد اللہ تعالیٰ احوال کاملہ او مرا بہ یقین پیوستہ، این شیخ مشار الیہ برادران و اقربا دارد، ہمہ مردم صالح و از طبقہ علماء، چندے را دعا گو ملازمت کردہ، از جواہر عالیہ دانستہ، استعداد ہلے عجیب دارند، فرزندان آن شیخ کہ اطفال و اسرار الہی اند، بالجملہ شجرہ طیبہ اند۔ اُنْبَتْهَا اللّٰهُ نَبَاتًا لِّحَسَنَاتِ۔ الغرض بہ جہت کثرت عیال و علو فقر و بے معاشی تفرقہ در اوقات آن جماعت ہست۔ اگر از وجہ چہل یک ہر سال قدے معین بہ آن خانوادہ برسد چنانچہ کاتب قسمتے در میان ایشان قرار دہد بہ غایت مستحسن است، مورث خیر بسیار، ہر چند کہ اندکے باشد، در کن عظیم از خیرات خواہد بود و فقرای باب اللہ اند، دلہلے عجیب دارند، زیادہ جہا است۔" ازین مکتوب گرامی حقیقت حال ظاہر و باہر است کہ حضرت ایشان از جماعت "و کَانَ رِزْقُہٗ کَفَافًا" بودہ اند کہ شان اولیائے پروردگار است کہ مَا أَخْبَرَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وقتیکہ حضرت ایشان بہ خدمت قبلہ حق پرستان رسیدند ابواب عزیمت علیٰ مَضَرَّاعِہَا بر ایشان مفتوح شد، مقام حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِینَ۔ دریافتند، لہذا وَ تَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی را نصب العین خود ساختہ راہ توکل را بہ امر رب العالمین امانند۔ اگر سعی بود از شوق و سبحانہ و تعالیٰ بود و اگر صبر بود بہ امر دے بود۔ در ہر حال رضائے دے مطلوب بود۔

رشتہ در گردنم افگندہ دوست می برد ہر جا کہ خاطر خواہ دوست

**الطاف حضرت خواجہ** حضرت ایشان بہ خدمت حضرت خواجہ سہ بار رسیدہ اند۔ نوبت اول بہ بشارت حصول دولت کمال و تکمیل و خلعت اجازت و خلافت

مشرف شدند، حضرت خواجہ از طالبان جمعہ را حوالہ ایشان کردند تا تربیت آنہا نمایند و نوبت دوم کارخانہ ارشاد بہ حوالہ ایشان کردند۔ درین ضمن آن خدمت جلیلہ نیز بہ ایشان تعلق یافت کہ برائے انسدادِ اِلْحَادِ اکبری حضرت خواجہ بران طریقہ عمل پیرا بودند و ذَلِیْلُ اصْلَاحِ اَحْوَالِ الْأُمَرَاءِ وَالْوُزَرَاءِ حضرت



خواجہ بہ جناب حضرت ایشان نوشتہ اند۔ کما فی المکتوب، اَمِنْ الْمَكَاتِيْبِ الْمُبَارَكَةِ - اَلْبَقَا لَمْ اللهُ  
 تَعَالٰی۔ خدمت میان صدر جهان استدعائے تعلیم ذکر و مراقبہ کردند۔ تعلیم ذکر کرده شد۔ چون مراقبہ خاصہ این  
 طبقہ از مقولہ درس و بیان نیست و ایشان ارادہ یہاں داشتند مصلحت چنان دید کہ در خدمت شمایح  
 آن نمایند حصول آن بے ظہور تصرف متعذر است، انشاء اللہ العزیز وجہ اتم ظاہر شود، درین اوقات  
 ضعف کاتب قوی است فرصت صحبت و سرور بگ توجہ نہ مانده و نوبت سوم چون بہ مسامع مبارکہ  
 حضرت خواجہ خیر قدوم حضرت ایشان رسید، حضرت خواجہ از فرط محبت و شفقت با وجود ضعف قوی از  
 مسکن مبارک کہ در قلعہ فیروز ی بود تا دروازہ کابلی بہ استقبال ایشان پیادہ آمدہ اند و فرزندان خود را کہ  
 عبید اللہ خواجہ کلان و محمد عبداللہ خواجہ خورد می باشند و در آیام شیر خوارگی بودہ اند طلب فرمودہ از ایشان  
 التماس توجہ کردند چنانچہ امتثالاً لامرہ حضرت ایشان بہ آن ہر دو نور دیدہ توجہات دادند۔ حضرت خواجہ  
 بہ نسبت ایشان فرمودہ اند۔ ایشان از کمل مردان و محبوبان اند۔ و نیز فرمودہ اند کہ امروز زیر فلک انین  
 طائفہ علیہ چون ایشان کہ نیست۔ دو قتبہ بر زبان مبارک رانندند۔ بعد از صحابہ و کمل تابعین و مجتہدین  
 چون ایشان معدودے چند از اخص الخواص بہ نظمی در آیند۔ و نیز فرمودہ اند۔ مادرین سہ چہار سال شیخی  
 نہ کردیم چند روز بازی کردیم اما الحمد للہ کہ این بازی ما دین دکان پردازی ما بے فائدہ نہ شدہ کہ چون ایشان  
 بروئے کار آمد۔ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ الاقدس خوب دانستند کہ آن طوطی منتظر ذات فرخندہ صفات  
 حضرت ایشان است لہذا خود را از کار شیخت کشیدند و تمام کار را بہ حضرت ایشان حوالہ نمودند و فرمودند  
 این تخم را از بخار و سمرقند آوردیم و در زمین برکت آئین ہند کشتیم۔

**احیائے دین** | ظہور حضرت ایشان قدس سرہ در زمانے شدہ کہ از تصرفات علماء سور و از اقوال جاہل  
 صوفیہ اسلام در زبون حالی و الحاد در تروتازگی بود۔ خدا نا شناسے برائے اکبر جہا ہل  
 محض نامہ نوشت کہ مرتبہ سلطان عادل زیادہ از مرتبہ مجتہد است و دیگرے اکبر را خلیفۃ الزمان قرار داد و  
 گفت کہ دے انسان کابل است و برایش سجدہ تعظیمی تجویز کرد۔ یکے ہنگام ملاقات اللہ اکبر می گفت و  
 دیگرے در جوابش "جَلَّ جَلَالُہ" می سرانید۔

فَجَاءَ الدَّهْرُ أَنْوَاعٌ مُنَوَّعَةٌ      وَلِلْزَمَانِ مَسَرَّاتٌ وَأَحْزَانٌ  
 وَلِلْخَوَادِثِ سُلُوكٌ يُسَهِّلُهَا      وَمَا لِمَا حَلَّ بِالْإِسْلَامِ سُلُوكٌ

قبلہ حق پرستان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ چند سال پیشتر فرمودہ بودند شیخ احمد نام مرے  
 است در سر ہند کثیر العلم و قوی العمل۔ بہ آن می ماند کہ چراغ شود کہ عالمہا از و روشن گردد۔ آن چہ حضرت



خواجہ بنور الہی دریافتہ بودند ظهور آن بہ وجہ اتم و اکمل شد و کہ عالم زندہ شد باید گراز فیض ربانی۔  
 علامہ سید غلام علی آزاد بلگرامی رحمہ اللہ کتاب سنجۃ المرجان فی آثار مہندستان  
 بہ عربی نوشتہ۔ درین کتاب حوال حضرت مجدد راقس سرود در ہفت اوراق تحریر نمودہ نزد عاجز ازین کتاب  
 نسخہ خطی موجود است، قدرے ازال می نویسد۔

مولانا الشیخ احمد بن الشیخ عبد الاحد الفاروقی السہرندی من مفاخر اہل الہند  
 المجتہد لایف الثانی والبرہان الساطع علی اشرفیۃ النوع الانسانی، ستحاب ہا طر زوی العرب  
 والعجم مطارہ، نیر اعظم بلغ المشارق والمغرب انوارہ، جامع العلوم الظاہرۃ والباطنۃ  
 خازن الكنوز البایرۃ والکامنۃ، نسب یتہی الی الفاروق رضی اللہ عنہ، میلادہ سنتہ  
 احدی و سبعین و تسعمائۃ و ہو فی صغریۃ حفظ القرآن فی عمر سبعۃ عشر سنۃ فرغ  
 من تحصیل العلوم الدرسۃ واشتغل بالتدیس والتصنیف فصنف فی تلک الایام  
 رسائل لطیفۃ باللسان العربی والفارسی ثم ارتحل من سہرند الی دہلی واخذ الطریقۃ  
 النقشبندیۃ عن الخواجه عبد الباقی واخذ الطریقۃ الجشتیۃ عن ابیہ مولانا الشیخ  
 عبد الاحد والطریقۃ القادریۃ عن الشیخ سکندر عن جدہ کمال الکتلی و الخواجه  
 عبد الباقی فی حق المجتہد دینایات عظیمہ و کلمات کریمہ، منہا ما کتب فی اوایل ملازمتہ  
 المجتہد دلہ الی بعض الاکابر بالفارسیۃ۔ ما ترجمتہ ہذا الشیخ احمد رجل من سہرند  
 کثیر العلم قوی العمل جالسہ الفقیر عدۃ ایام وشاہد عجائب کثیرۃ فی اوقایہ و یتراوی  
 سیصیر شمساً یتنور بہا العوالم ثم جلس المجتہد علی مسند الارشاد والتلقین وملا  
 من فیضہ السماوات والارضین ونشأ فی حجر تربیتہ الخلفاء الاجلاء کل واحد منہم  
 مرکز لدائرۃ الولاية ووصلت سلسلۃ من الہند الی ما وراء النہر والروم والشام و  
 المغرب ولہ مکتوبات فی ثلاث مجلدات فی حج قواطع علی بکرہ وبراہین سواطع علی  
 بصیرتہ وسمعت ان عمر کجا بعض العلماء لکن ما رأیت المکتوبات المعربۃ و بعد ازین

۱۔ غالباً در اواخر قرن ہادی عشر یا اوایل قرن ثانی عشر کے تعریب مکتوبات شریفہ کردہ ہو۔ لیکن آن نسخہ ناپید  
 شدہ و ہا زور ۱۳۱۶ھ شیخ محمد اراک المنزوی تعریب مکتوبات شریفہ کردہ و در مطبع میرۃ، در مکہ مکرمہ طبع کردہ و ہا مش را بہ سائل  
 نافعہ و تقریظات و تحریرات علمائے اعلام آراستہ و پراستہ کردہ جزاۃ اللہ خیر الجزاء۔ شیخ منزوی از مخلصین سید ابوبکر  
 محمد صالح بن عبد الرحمن الزواوی است و ایشان خلیفہ حضرت شاہ محمد مظہر علم اصغر حضرت سیدی الوالد ند چون کہ  
 این کتاب (مکتوبات معربہ) ناپید شدہ ہو۔ پروردگار از اترک صاحب نسبت و نزولت شیخ حسین علی (باقی بر ص ۳۱)



واقعہ حبس حضرت ایشان نوشتہ و بازین دو شعر گفتہ -

لَقَدْ بَرَعَ الْأَقْرَانُ فِي الْهِنْدِ سَاجِدٌ وَجَدَ دَفْنَ الْعِشْقِ يَا الْمَغْرِدِ  
فَلَا تَجِبَ أَنْ صَادَةً مُتَقَنِّصٌ أَلَمْ تَرِنِ الْأَسْلَافَ قَيْدَ الْمَجْدِ

وتاریخ وفات حضرت ایشان را از "رَفِیعُ الْمُرَاتِبِ" دریافتہ کہ ۱۰۳۴ می باشد، و در احوال ملا محمود الفاروقی صاحب شمس باز غمہ نوشتہ "اَلَرَّيْبُ اَنَّهُ لَمْ يَطْهَرِ بِالْهِنْدِ مِثْلُ الْفَارُوقَيْنِ، اَحَدُهُمَا فِي عِلْمِ الْحَقَائِقِ وَهُوَ مَوْلَانَا الشَّيْخُ اَحْمَدُ السَّهْرَنْدِيُّ الْمُتَقَدِّمُ ذِكْرُهُ وَالثَّانِي فِي عُلُومِ الْحِكْمَةِ وَالْاَدَبِيَّةِ وَهُوَ الْمَلَا مُحَمَّدٌ صَاحِبُ التَّرْجُمَةِ -

وسید صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی در کتاب اَبْجَدُ الْعُلُومِ قدرے از کلام علامہ آزاد بیکرا می نقل کردہ نوشتہ اند "وَمِنْ اِفَادَاتِهِ اَنَّهُ اَوْضَحَ الْفَرْقَ بَيْنَ وَحْدَةِ الْوُجُودِ وَبَيْنَ وَحْدَةِ الشُّهُودِ وَبَيَّنَّ اَنَّ وَحْدَةَ الْوُجُودِ تَعْتَرِي السَّالِكِ فِي اَتْنَاءِ سُلُوكِهِ فَمَنْ تَرَقَّى مَقَامًا اَعْلٰی مِنْ ذَلِكِ تَجَلٰی لَهُ حَقِيقَةُ الشُّهُودِ فَسَدَّ بِذَلِكَ طَرِيقَ الْاِلْحَادِ عَلٰی كَثِيرٍ مِمَّنْ كَانَ يَتَسَوَّرُ بِزِي الصُّوفِيَّةِ - ثُمَّ اَنَّهُ بَاخَتْ الْمَلَاحِدَةَ فِي زَمَانِهِ وَجَادَ لَهُمْ بِقَالِمِهِ وَلِسَانِهِ وَرَدَّ عَلٰی السَّرَوَافِضِ وَحَقَّقَ الْفَرْقَ بَيْنَ الْبِدْعَةِ وَالسُّنَّةِ وَأَقْبَسَةَ الْمُجْتَهِدِينَ وَاسْتَحْسَنَاتِ الْمَتَاخِرِينَ وَالتَّعَارُفِ عَنِ الْقُرُونِ الْمَشْهُودِ لَهَا بِالْخَيْرِ وَمَا اَحَدَتْهُ النَّاسُ فِي الْقُرُونِ الْمَتَاخِرَةِ وَتَعَارُفُوهُ فِيمَا بَيْنَهُمْ فَرَدَّ بِذَلِكَ مَسَائِلَ مِمَّا اسْتَحْسَنَهَا الْمُتَاخِرُونَ مِنْ فَقَهَاءِ مَذْهَبِهِ وَكَانَ فَقِيرًا مَا يُرِيدُ بِأَحْرِيصًا عَلَى اِتِّبَاعِ السُّنَّةِ مُجْتَهِدًا فِي قَلِيلِ الْخَطَا فِي دَرْكِهِ وَالْمَسَائِلِ الْمُعْدَّةُ الَّتِي شَدَّدَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ التَّكْبِيرَ بِهَا عَلَيْهِ فَالْصَّوَابُ أَنَّ لَهَا تَأْوِيلًا وَقَدْ شَارَكَ فِيهَا غَيْرُهُ مِمَّنْ لَا يُحْصَى كَثَرَةُ فَلَيْسَ إِذَا أُيْخَصَّ إِلَّا نَكَارٌ - (۵۰)

د باقی از عشق و زلفائے ایشان را توفیق داد کہ ایشان تصویر عکسی گرفتہ مکتوبات معربہ را بار دیگر طبع نمودہ اند عشق خلیفہ سید عبدالحکیم از واسی اندام ایشان خلیفہ سید فہیم از واسی خلیفہ سید طہ ہتکاری، خلیفہ مولانا فالح الدردی اند کہ از اجل خلفا حضرت شاہ عبدالحق غلام علی بودند قدس اللہ اسرارہم، بہ چہار شنبہ پانزدہم شعبان ۱۳۹۱ھ (۶ اکتوبر ۱۹۷۲ء) از ترکیہ برائے زیارت مقابر حضرت مشائخ کرام قدس اللہ اسرارہم آمدہ بودند و ملاقاتہا با عاجز کردند شیخ حسین علمی عشق کلینیہ عسکری استاد اند بہ سہ شنبہ ۱۲ شعبان ۱۳۹۳ھ (۱۱ ستمبر ۱۹۷۳ء) سہ نفر از تلامذہ ایشان، انور آوزن، احمد بنجر - ابراہیم سرمد آلتن آیار بہ ایمائے ایشان بہ خانقاہ شریف دہلی آمدند و بہ سرچند شریف نیز رفتند و بہ زیارت حضرات کرام شرف شدند۔ زَادَ اللّٰهُ فِي مَحَبَّتِهِمْ وَآخِلَا صِلَهُمْ وَوَفَّقَهُمْ لِحُدُودِ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ۔ انور غیر از رشتہ تلمذ رشتہ دامادی نیز دارد و حفظہم اللہ و سلمہم۔



عاجز گوید در احوال مبارکہ ایشان کتاب ولی کامل خواجہ محمد ششم و کتاب شیخ بدر الدین سرہندی از بہترین کتب اند۔ اگر کسی بہ نظر انصاف مطالعہ این دو کتاب کند بروئے ظاہری شود کہ آنچہ حضرت خواجہ قدس سرہ فرمودہ اند حقیقت واقعہ است کہ دروئے ہیچ جائے قیل و قال نیست، لَاقَہُ نَظَرُ بَنُوۡرِ اللّٰہِ ثُمَّ قَالَ کہ: ایشان از کمل مراد ان و محبوبان اند۔ امروز زیر فلک ازین طائفہ علیہ چون ایشان کہ نیست، بعد از صحابہ و کمل تابعین و مجتہدین چون ایشان معدودے چند از اخص الخواص بہ نظرمی در آیند۔ عاجز چند واقعات رامی نویسد تا حقیقت حال واضح تر گردد۔

فصل ششم زبدۃ المقامات نوشتہ کہ از زبان مبارک حضرت ایشان بہ کرات استماع نمودہ کہ فرمودند اگر چہ عمل و کار ما چہ باشد و ہر چہ بہ ما عطا کردہ اند بمحض فضل و صرف کرم می دانیم اما اگر مثلاً امرے بہانہ کرم باشد آن متابعت سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم خواہد بود کہ مدار کار خود را بران می دانیم و بروزے در تحریر معارف بودند ناگاہ بہ سرعت بہ متوضارفتہ بودند و باز بہ سرعت برآمدند ابرق آب طلبیدہ ناخن ابہام بسیار را شستہ باز بہ فلاد درآمدند چون فارغ شدہ برآمدند فرمودند نقطہ سیاہی پشت ناخن یافتیم کہ از اسباب کتابت حروف قرآنی است، لہذا آنجا نشستن را لائق نہ دیدم۔ و وقتے مولانا صالح ختلائی را امر نمودند کہ چند قرقفل از خریطہ بر آورده حاضر کن و شش قرقفل حاضر ساخت، در عتاب فتہ فرمودند، اینک صوفی ما، آن قدر نہ شنیدہ کہ اللہ و تَرْبِیۡ حَبِۡبُ الْوُثَرِ رعایت و تراز مستجاب است، مستحب را مردم چہ دانستہ اند مستحب دوست داشتہ دوست سبحانہ و تعالیٰ۔ اگر دنیا و آخرت را بہ یک علی کہ دوست داشتہ حق عزوجل باشد بدہند ہیچ نہ دادہ باشند، و میفرمودند کہ از علمائے دین احکام شرع متین را تحقیق می کردہ باشند کہ کدام مفتی بہ است و کدام مسنون و معمول و کدام بدعت و مردود کہ زمانہ از عہد آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم پس دو افتادہ و فاسد شدہ ظلمات بدعت و فجور شمول یافتہ درین ظلمات جز بہ چراغ سنت سنیہ راہ نجات نہ توان یافت، و فرمودند غیر از متابعت سید البشر علیہ علی آلہ الصلوٰت و التسلیات ہیچ چیز منظور نیست و ہیچ فضیلت را بہ متابعت عدیل نہ می اندازد و فرمودند ہزار احیای لیالی را بہ نیم متابعت نہ خریم، عشرہ اخیرہ ماہ رمضان را اعتکاف نشستم ہزاران را جمع کردہ گفتیم کہ غیر از متابعت نیست نہ کنید کہ بتل و انقطاع ما چہ خواہد بود۔ صد گرفتاری بہ حصول متابعت قبول داریم اما ہزار بتل و انقطاع بے توسل متابعت قبول نہ داریم و فرمودند مردم ہوس ریاضتہا و مجاہدہ می نمایند و ہیچ ریاضت و مجاہدہ برابر رعایت آداب نماز نیست لایستما نماز ہائے فرض، و میفرمودند احوال تابع شریعت است نہ شریعت تابع احوال، کہ شریعت قطعی است بہ وحی ثابت شدہ و احوال ظنی است از کشف و



الہام ثابت گشتہ، شیخ بدرالدین در حضرت خامسہ نوشتہ اند کہ طلبہ علم را تحریر و ترغیب بر علم می نمودند و تحصیل علم را بر سلوک طریقہ صوفیہ تقدیم می دادند، این حقیر را در ایام عنفوان جوانی اکثر اوقات از استیلائے حال ذوق خواندن نمی شد بہ مہربانی تمام می فرمودند کہ سبق بیار و بخوان کہ صوفی جاہل مسخرہ شیطان است، و در حضرت سادسہ نوشتہ اند، روزے حضرت ایشان بہ جہت تقاضائے حاجت بہ سترج در آمدند، دیدند کہ در آن جا کاسہ ناتمام از سفالین است کہ گئاس بہ آن نجاسات برمی داشت و اسم اللہ بر آن نقش کردہ اند و ملوث بہ قاذورات شدہ، آنحضرت کاسہ را بہ دست خود گرفتہ از آنجا برآمد و خادم را فرمودند کہ آفتاب بہ آب بیار، آورد آن کاسہ را بہ دست خود از قاذورات پاک ساختند ہر چند خادم التماس نمودند کہ ما آن را پاک کنیم قبول نہ فرمودند، بعد از پاک کردن آن را بر طاق بلند بہ جامہ سفید پیچیدہ بہ تعظیم تمام نگاہ داشتند و ہر گاہ می خواستند کہ آب بیاشامند در ہمان کاسہ می آشامیدند و در فصل ششم زبدۃ المقامات نوشتہ است، شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہ را بس بزرگ می دانستند و نیک یادی کردند و می گفتند با وجود این محبت کہ مرا بہ شیخ است قدس سرہ بعضی علوم کشفی شیخ را نہ می پسندم و حق برخلاف آن معلوم می شود اما چون این خطا خطای کشفی است از مواخذہ دور است مانند خطائے اجتہادی الخ و حضرت ایشان قدس سرہ در مکتوب ۳ از دفتر اول نوشتہ اند شریعت متکفل جمیع سعادات دنیویہ و اخرویہ آمد و مطلبی نہ ماند کہ بہ ما و رائے شریعت در آن مطلب احتیاج افتد و طریقت و حقیقت کہ صوفیہ بہ آن ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند و تکمیل جز و ثالث کہ اخلاص است، پس مقصود از تحصیل آن ہر دو تکمیل شریعت است نہ امر دیگر و رائے شریعت۔ الخ و در مکتوب ۱۱۲ از دفتر اول نوشتہ اند احوال و مواجید کہ بے تحقق بہ حقیقت معتقدات این فرقہ ناجیہ میسر شود جز استدرج ہیج نہ می دانیم و جز خرابی ہیج نہ می انگاریم۔ الخ

عاجز چند اقوال را نقل کردہ کہ بہ منزلہ غرقہ از بحر بہ کنار است۔ عشق کہ بہ شریعت مطہرہ و سنت مبارکہ ایشان را بود شاید کم کسے دیگر این گونه عشق داشتہ باشد و بصیرتے کہ حق تعالی در طریقت و حقیقت بہ ایشان عطا کردہ بود و بیانش چہ کردہ آید، این عاجز در کتاب مرآت الجنان از امام یافعی و در نفحات لاس از عارف جامی و در شذرات الذہب از ابن عماد حنبلی واقعہ شیخین جلیلین حضرت شہاب الدین مہروردی و حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی۔ دیدہ است کہ اتفاقاً ملاقات این دو اولیائے پروردگار با ہم شد ہر یک از این ہر دو بزرگوار نظرے در دیگرے کرد و بدون تکلم بہ راہ خود روان گشت۔ فیما بعد کسے از شیخ اکبر حال شیخ شہاب الدین پرسید۔ حضرت ایشان فرمودند۔ زَجُلٌ مَمْلُوءٌ مِنْ قُرْقِیِّهِ اِلٰی قَدَمِیْهِ مِنَ السَّنَةِ۔ یعنی مردے است کہ از ستر تا قدم پر بہ سنت مطہرہ است۔ و باز از شیخ شہاب الدین حال



شیخ اکبر پر سید حضرت ایشان فرمودند: **هُوَ بِحَقِّ الْحَقَائِقِ** کہ وہ دریا ئے بے کنارِ حقائق است،  
 این عاجز چون احوال مبارکہ و رسائل و مکتوبات شریفہ حضرت مجدد قدس سرہ را مطالعہ می کند حضرت  
 ایشان را جامع این ہر دو وصف می یابد: **بِمَرْمَرِ بَادِیَہِ اَحمَدِیَہ** حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی گفتہ و چہا دُر  
 غر سفتہ، **بَلَّی اَنْطَقَ اللّٰہُ بِالْحَقِّ**۔

زہر یکا نقطہ اش چون نافہ تر	شمیم وصل جانان می زند سر
و لے آن کز بُرودت در زکام است	چہ داند نافہ اش گردِ مشام است
سرایم مدح آن سیاح غواص	کنم خورشید را چون ذرہ رقا ص
ہمین فرزندِ فاروق است چون آب	کنون نطق از زبان او کند رب
سراپا نسخہ اخلاق فاروق	زہر منقضت تریاق فاروق
چراغ نقش بند ہفت محفل	نگاہش نقش بند غیر از دل

مراد از ہفت محفل طرق سبعة ہم می توان شد کہ حضرت ایشان در ان منسلک بوده اند و ہی  
 النقشبندیہ والقادریہ والچشتیہ والسہروردیہ والکبرویہ والمداریہ والقلندریہ، ممکن است  
 مراد از ہفت کثرت زائدہ بود، چہ عند العرب عدد سبعة جمع الجمعین است جمع طاق عدد سہ است و  
 جمع زوج عدد چہار۔ و سبعة جامع ہر دو جمع است، لہذا دال بر کثرت زائد می باشد و کذلک السبعین  
 والسبعیۃ۔ پروردگار جل شانہ و علم احسانہ حضرت ایشان را برائے تابانی شریعت  
 مطہرہ و برائے تصفیۃ و تزکیۃ طریقہ صوفیہ صافیہ طاہرہ کردہ بود، و حضرت ایشان قلبا و لسانا و قلما مصروف  
 این کار بوده اند و حق تعالیٰ از اطراف و اکناف عالم قلوب عباد را بسوئے دارالارشاد سر ہند متوجہ کرد۔  
 شاعرے گفتہ۔

سر ہند گو کہ رشک طور است خار و خس او ہمہ ز نور است  
 و دیگرے گفتہ۔

سر ہند گو کہ رشک چین است خلدے است بریں کہ بر زمین است

حضرت ایشان قدس سرہ بہ برادر خورد و خود شیخ مودود رحمہ اللہ در مکتوب ۲۲۶ از دفتر اول  
 نوشتہ اند: اے برادر مردم از اطراف و جوانب ترک اسباب نیوی نمودہ در رنگ مروج می ریزند و شما  
 قدر دولت خانگی را نا شناختہ در طلب دنیا ئے ذمیہ بہ ذوق می دوید و بہ شوق خواہان حصول آیندہ  
**الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ** حدیث نبوی است **عَلَيْهِ مِنَ الصَّلَاةِ أَفْضَلُهَا وَمِنَ التَّسْلِيمَاتِ**



اکملہا۔ اے برادرانِ نوع اجتماعِ اہل اللہ! دینِ قسمِ جمعیتِ اللہ! فی اللہ کہ امروز در سرچند میسر است اگر گردِ عالم گردید معلوم نیست کہ عشرِ عشرِ این دولت پیدا آید و شمعِ ازین ماجرا حاصل کنید، شما این چنین دولت را مفت از دست دادید و از جواهر نفیس بہ جوز و موز و رنگِ طفلان اکتفا نمودید۔  
 شرمست باد! ہزار شرمست باد! ۱۰

حضرت ایشان در سرچند شریف مشغول کار و علمائے سور و اعدائے دین مصروف دسائس و آزار این گروہ باطنِ سقیم نزد جہانگیر شہ کا تہہ ہا بردند، چنانچہ جہانگیر حضرت ایشان را بہ ۲۲ خرداد ۱۰۳۲ جلوس کہ مطابق ۹ جمادی الآخرہ ۱۰۳۲ ۲۲ ماہ مئی ۱۶۹۱ء باشد در حضور خود طلب کرد و بہ ایشان گفت، شنیدہ ایم کہ شما نوشتہاید کہ مرتبہ من از مرتبہ صدیق اکبر افضل است، حضرت ایشان بادشاہ را از حقیقت امر آگاہ کردند، شیخ بدرالدین در حضرت سابعہ از حضرات القدس نوشتہ اند۔ سلطان بدین جواب از سرِ عتاب درگزشت، درین اثنا مردے دور از خدا شناسی بہ سلطان گفت کہ دیدید تکرار این شیخ را کہ بشما کہ ظل اللہ و خلیفہ او تعالیٰ اید سجدہ نہ کرد بلکہ تواضع بہ رسمے کہ بایک دیگر می کنند ہم، بجا نیاورد، سلطان ازین سخن بشورید و حکم بہ قید گوالیار نمود، مفتی غلام سرور فرزند غلام محمد بن رحیم اللہ القریشی الاسدی الہاشمی لاہوری در کتاب خزینۃ الاصفیاء کہ در ۱۲۳۲ء تالیف شدہ نوشتہ اند، چون در عہد بادشاہ نورالدین جہانگیر بہ دربار شاہی بہ سبب اختیار نور جہان بیگم مردمان اہل مذہب رافضہ را بسیار دخل بود و حضرت مجدد در ردِّ عقائد این طائفہ رسالہ ہا و کتابہا تصنیف کردہ بود و این قوم دشمنانِ جانی آن امام زبانی بودند فرصتِ وقت غنیمت دانستہ این مکتوب را بہ نظر بادشاہ گزارایندند، و باز قصہ مکالمہ حضرت ایشان با بادشاہ نوشتہ و باز تحریر کردہ۔ حضرت مجدد بادشاہ را بہ این چنین دلائل و براہین تسلی داد۔ بادشاہ از سرِ عتاب درگزشت و بہ اکرامِ رخصت فرمود بہ وقوع این واردات حضرات شیعہ دانستند کہ کار بہ مطلب ایشان نہ شد بعد چندے موقع وقت دریافتہ بہ عرض بادشاہ رسانیدند کہ شیخ احمد جامعے کشی بہم رسانیدہ و ہزار در ہزار مردانِ جان نثار نزد وے جمع اند و نزدیک است کہ فتنہ برانگیزد و بر مملکت شاہی دست تصرف دراز کند و بادشاہ را برین آوڑند کہ شاہانِ راجدہ تحیت جائز است و اگر شیخ احمد ہم در حضور شاہی حاضر شدہ سجدہ تحیت ادا نہ نماید مخالف نیست پس بادشاہ باز شیخ را نزد خود خواند و سجدہ تحیت خواست، شیخ بدرالدین در حضرت سابعہ نوشتہ، و قبل ازین شاہزادہ دین پناہ شاہ جہان کہ با ایشان را اخلاص تمام داشت علّامی فہامی افضل خان و خواجہ عبدالرحمن مفتی را با کتب فقہ پیش ایشان فرستادہ بود کہ سجدہ تحیت برائے سلاطین آمده است اگر شما سجدہ کنید، سچ گزندے از پادشاہ بہ شما نہ خواہد رسید مضامن و



متعہدی شوم۔ ایشان فرمودند کہ این رخصت است عزیمت آن است کہ غیر حق را سجدہ نہ کنند۔ مفتی غلام سرور نوشتہ: "چون شیخ مرتکب این امر نہ شد (یعنی سجدہ نہ کرد) معاندان سر بہ شورش برداشتند و بر مضمون مکتوب کہ سابق ذکر کردہ شدہ بود دیگر مضامین مکاتیب کہ فہم ظاہر بینان بہ آن نہ می رسد اعتراضہا بہ ذوق آوردند خصوصاً مولوی عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ہمہ دین بحث مکتوبہا نوشت و جوابہائے شافی یافت پس ہمہ علماء بہ خاطر داری امرائے دربار فتویٰ بقتل شیخ نوشتند و بادشاہ آن جناب در محبس حبس نمود و حضرت شیخ تا دو سال در حبس بماند۔"

عاجز گوید جہانگیر حضرت ایشان را بہ ۲۲ ماہ خورداد ۱۰۳۰ جلوس حبس کردہ و بہ ۲۱ خورداد ۱۰۳۱ جلوس از حبس خلاص کردہ، کمافی تزک جہانگیری۔ پس مدت حبس یک سال می باشد۔

نزد عاجز نسخہ از سفینۃ الاولیاء است کہ در ۱۰۶۰ھ تحریر شدہ، در آن نوشتہ است شیخ احمد کابلی قدس سرہ از اولاد امیر المومنین عمر فاروق اند۔ در سرہند سکونت ورزیدند۔ مرید حضرت خواجہ باقی اند در سلسلہ نقشبندیہ و از مشائخ قادریہ و چشتیہ نیز اجازت ارشاد دارند و صاحب ریاضت و مجاہدت بودہ اند۔ در اواخر حال بعضی بر شیخ تہمت کردہ اند کہ می گوید مرتبہ من زیادہ است از مراتب خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اما این محض بہتان و افتراء مخالفان است بر شیخ، چرا کہ این فقیر خود شنیدہ از سیادت و نقابت پناہ فضائل و کمالات و سنگاہ افضل فضائل عصر علامی فہامی استادی میرک شیخ بن شیخ نصیح الدین می فرمودند کہ دقتہ ما را بہ سرہند عبور افتاد و ملاقات شیخ احمد روئے داد۔ در اثنائے ملاقات خاطر گزشت کہ اگر شیخ را بہ خدا شناسی است این سہ چیز کہ در دل من گزرا نیدہ ام می باید کہ این ہر سہ امر بہ فعل آید پس آنچہ مردم از ایشان بیان می کنند محض دروغ و افتراء است۔ آن ہر سہ سوال کہ در خاطر آخوند گزشتہ بود شیخ بعینہ جواب دادند و بہ عمل آوردند۔ حضرت آخوند بہ شیخ مذکور معتقد شدند و فقیر از فرمودہ ایشان یقین شد کہ شیخ احمد سرہندی صاحب حال بودند۔ وفات ایشان در سال یک ہزار و سی و چہار ہجری بودہ و قبر در سرہند است۔ انتہی۔

در نسخہ سفینۃ الاولیاء کہ در ۱۸۴۲ء در مطبع منشی نول کشور طبع شدہ۔ بیان این واقعہ قدرے تفصیل اندراج یافتہ۔ در اثنائے ملاقات بہ خاطر گزشت کہ اگر شیخ را کرامتے است باید کہ مردم آنچہ از ایشان بیان می کنند خاطر نشان من سازند۔ و دیگر آن کہ شنیدہ بودم کہ خواجہ باقی کہ پیر ایشان است بے اجازت مولانا خواجگی مریدی گرفتند۔ و دیگر آن کہ بہ خواجہ محمود چہ اعتقاد دارند، چون ساعتے پیش شیخ نشتم جزوے کہ از زیر مسند خود بہ من دادند کہ مطالعہ نمایند۔ چون آن را تمام بدیدم، بہ من گفتند، ازہن



چیز ظاہری شود، گفتم ازین خود هیچ ظاہری نمی شود و آنچه درین جا است درست است، گفتند پس بدانید کہ آنچه از ما واقع شدہ ہمین است و باقی اقرار است، و باز بعد از ساعتی گفتند کہ روزے خواجہ خاوند محمود بہ اینجا آمدہ بودند گفتند کہ خواجہ باقی اجازت صریح از پیر خود نہ دارد، بہ جہت آن کہ روزے مولانا خواجگی ممکنی خرپڑہ میخورد و قاج قاج را خود بریدہ بہ دست حاضران و مریدان می دادند و بہ خواجہ باقی نہ دادند، اصحاب گفتند کہ خواجہ نیز حاضر اند، مولانا خواجگی ممکنی فرمودند ما خرپڑہ بہ او درست دادیم، خواجہ باقی ازین استنباط کردند کہ مرا اجازت ارشاد دادند من گفتم این چنین نیست چرا کہ ماہر گزاین چنین سخن از پیر خود و از دیگر مردم نہ شنیدہ ایم، بلکہ خواجہ باقی را بامی کردند کہ این کار درست من نمی آید و این بار را من نہ می توانم برداشت و مولانا خواجگی می فرمودند کہ ما اجازت دادیم و ترا این کار را باید کرد و درین اثنا چندے از ریش سفیدان نیز گفتہ اند کہ مادران مجلس حاضر بودیم کہ مولانا خواجگی اجازت ارشاد بہ خواجہ باقی دادند، خواجہ خاوند محمود گفتند پس ما غلط شنیدہ بودیم، و بعد از ان شیخ احمد فرمودند کہ آنچه از مریدان خواجہ خاوند محمود الشیخان اعتقاد دارند خواجہ آن چنان نیستند و من آن اعتقاد بہ خواجہ نہ دارم۔

علامہ میرک شیخ کہ از اکابر فضلاء روزگار بودہ صفائے حضرت ایشان را دیدہ مخلص و معتقد حضرت ایشان شدند و فرمودند آنچه مردم از ایشان بیان می کنند محض دروغ و افترا است۔

علامہ آزاد بلگرامی نوشتہ اند۔ ثم اخرجہ السلطان عن السجن بشرط ان یقیم فی عسکرہ دید و رمعہ فاقام الشیخ قدس سرہ فی العسکر ثم رخصہ السلطان والعود لحمد الی سہرزد و عطرها و اہالیہا البعر فالتد، یعنی پادشاہ حضرت ایشان را از حبس بہ این شرط کشید کہ اقامت ایشان در عسکر باشد، ہر جائیکہ عسکر رود ایشان ہمراہ عسکر روند، و پس از پادشاہ ایشان را رخص کرد۔ عودت ایشان بہ سہرزد آمدہ بودہ چہ مشام جان سہرزد، و اہالی سہرزد از نفحات بوئے خوش عود و رند معطر گردید۔ آی بالنتیجۃ الرحمٰنیۃ و بالنسبات التابانیۃ اجنبی الیلا و اہالیہا۔

از عبارت علامہ آزاد ظاہر است کہ حضرت ایشان اگر از حبس گویا برآمدند اما آزاد و خود مختار نہ بودند بلکہ زیر رقابت بودند حضرت ایشان در مکتوب ۲، از دفتر سوم بیان این حقیقت فرمودہ اند۔ نوشتہ اند، صحیفہ شریفہ و ملاطفہ منیفہ کہ از روسے کرم و شفقت نامزد این فقیر ساختہ بودند بہ مطالعہ آن شرف گشت، اللہ سبحانہ الحمد و المنة کہ بہ صحت و عافیت اند و از تفقد احوال دوستان دور افتادہ فارغ نیستند، احوال اوضاع فقرای این حدود مستوجب حمد است کہ در عین بلا عافیت است و در مظان تفرقہ جمعیت، فرزندان و دوستان کہ ہمراہ اند، اوقات شان بہ جمعیت است و احوال ایشان در



ترقی و تزايد، عسکر در حق ایشان خانقاہ شخص است کہ در عین تلونیات لشکریان تمکین نصیبشان است و در عین گرفتاریہاے ششی کہ از لوازم این موطن است گرفتاریک مطلب اند، نہ کہے را با ایشان کارے و نہ ایشان را از کہے بارے، مع ذلک مسلوب الاختیار اند، و بہ لوازم حبس و قید گرفتار، عجب جیسے است کہ رہائی را در عوض آن بہ جوے نہ خرید و طرفہ قیدے است کہ اطلاق را از ان جایہ پیشیزے (ای دانگے)، نہ ستانند۔ الحمد للہ سبحانہ و المنة علی ذلک و علی جمیع نعيمہ العظام۔ الخ حضرت ایشان درین مکتوب بہ صراحت بیان حبس و قید کردہ اند۔ فالصواب ما قالہ السید البکراعی۔ و مدت این حبس کمتر از چہار سال نہ بودہ، جہانگیر بہ ۱۹ رجب ۱۰۳۲ھ کہ ہم ماہ خورداد بودہ بہ اجیر رسیدہ بود و خواجہ محمد ششم در فصل نہم نوشتہ۔ در سال ہزار و سی و دوم در بلدہ اجیر فرمودند کہ آثار قرب انتقال ظاہری شود و در فصل دہم در حوال حضرت خواجہ محمد معصوم آن مکالمہ را نقل کردہ کہ مابین حضرت مجدد و حضرت محمد معصوم قدس اللہ اسرارہما بود و نوشتہ۔ چہ این گفتگو در عشرہ اولی ذی الحجہ سنہ یک ہزار و سی و دو بود و از شمال آن ہادی کمال بہ بیست و ششم صفر سنہ یک ہزار و سی و چہار بودہ۔ و شیخ بدر الدین در حضرت تاسعہ از حضرات القدس در بیان کرامت ۸۵ نوشتہ۔ بعد از ان بہ وطن مالوف رسیدند و برائے خود خلوت خانہ جدا مقرر کردند و در ان خلوت می بودند تا آنکہ در مدت قلیلہ رحلت آخرت فرمودند، نزد این عاجز امتداد این مدت قلیلہ بیشتر از سالے ہرگز نہ بودہ، بلکہ مظنہ آن است کہ این مدت کمتر از سالے بودہ۔ واللہ اعلم۔

از عبارت خزینۃ الاصفیاء ظاہر است کہ ہمہ علماء بہ خاطر داری امرائے دربار فتویٰ بر قتل حضرت ایشان دادہ بودند و شیخ عبدالحق دہلوی ہم درین بحث مکتوب بہا نوشتہ و جوابہائے شافی یافتہ۔ اگر علماء سرور برائے قتل کردن ایشان سعیہا کردہ اند جائے تعجب نیست فیما بین مثل کثیر الحداد یحرق بیتک أو توبک أو تجد منہ ریحاً خبیثہ۔ البتہ عجب از جناب شیخ است کہ از اقوال گروہ باطن سقیم متاثر شدہ اعتراضات و اہیہ بر حضرت مجدد قدس سرہ کردند و برائے کور باطنان مزید اسباب شقاوت فراہم آوردند۔ حضرت ایشان قدس سرہ در اواخر ایام خود بہ خواجہ حسام الدین مکتوبے نوشتہ اند کہ در دفتر سوم مکتوب ۱۲۱ است۔ درین مکتوب مبارک تحریر فرمودند۔

گر عشق نہ بودے و غم عشق نہ بودے چندین سخن لغز کہ گفتے کہ شنودے  
صاحب عوارف قدس سرہ کہ قول۔ قَدِمْنِي هَذِي عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَليٍّ۔ را کہ از حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہ صادر شدہ است بر لقیۃ سکر محمول داشتہ است مرادش قصور این قول نیست کہ ما تو ہم کہ آن عین محبت اوست بلکہ بیان واقع نمودہ است یعنی صدور این قسم سخن کہ منبہی از مباحات و افتخار



است بے بقیہ سکر کائن نیست که در صحیح خالص به امثال این سخنان تکلم نمودن دشوار است این فقیر که این همه دفا تر در بیان علوم و اسرار این طائفه علیہ نوشته است ظاہر آید خاطر شما قرار یافته است که از روی صحیح خالص نوشته است بے مزج سُکر حاشا و کلاً کہ آن حرام و منکر است و گزاف و سخن بانی است ، سخن بانی که به صحیح خالص متصف اند بسیار اند چرا این قسم سخنان نہ با فند و دلہائے مردم را از جانہ بر ندہ فریاد حافظ این ہمہ آخر بہ ہرزہ نیست ہم قصہ غریب و حدیث عجیب ہست

مخدوم این قسم سخنان کہ غیبی از افشائے اسرار باشد و از ظاہر مصروف بود در ہر وقت از مشائخ طریقت قدس اللہ تعالی اسرار ہم یہ ظہور آمدہ است و عادت مستمرہ این بزرگواران گشتہ ، امرے نیست کہ فقیران را ابتدا کردہ باشد و اختراع نمودہ ، لَیْسَ هَذَا اَوَّلَ قَارُودَةٍ کَسَرَتْ فِی الْاِسْلَامِ . پس این ہمہ شور و غوغا چیست ، اگر لفظ صادر شدہ است کہ ظاہر ش مطابقت بہ علوم شرعیہ نہ دارد آن را بہ اندک توجہ از ظاہر صرف نمودہ مطابق باید ساخت و مسلمانے را متہم نہ باید کرد . اشاعت فاحشہ و تفضیح فاسق ہر گاہ در شریعت حرام و منکر باشد تفضیح مسلمانے بہ مجرّد اشتباہ چہ مناسب بود و شہر بہ شہر بہ آن منادی کردن کدام تدین باشد طریق مسلمان و مہربانی آن است کہ کلمہ کہ ظاہر ش مخالف علوم شرعیہ است اگر از شخص ظاہر شود باید دید کہ قائل آن کیست اگر ملی و زندق بود و زندق آن باید کرد و در اصلاح آن نہ باید کوشید ، و اگر قائل آن کلمہ از مسلمان بود و ایمانے بہ خدا و رسول داشتہ باشد در اصلاح سخن او باید کوشید و محمل صحیح از برائے آن پیدا باید نمود یا از قائل حل آن باید طلبید ، و اگر در حل آن عاجز آید نصیحتش باید کرد و امر معروف و نہی منکر بہ رفق اولی است کہ بہ اجابت نزدیک است ، و اگر مقصود اجابت نہ باشد و تفضیح مطلوب بود امر دیگر است ، اللہ تعالی توفیق دہد . و عجب تر آن کہ از مکتوب شریف مفہوم می شود کہ بعد از استماع کتابت فقیر از ان عزیز اشتباہے و انحراف در ملازمان شمانیز طاری شدہ بود ، ماناکہ انعکاسی باشد ، بایستہ کہ مظان اشتباہ را ایشان خود حل می کردند و برین فقیر نہ می انداختند و تسکین فتنہ می فرمودند ، از یاران چہ کلمہ نماید کہ بعضے از ایشان با وجود قدرت و رفیع اشتباہ خود را معاف داشتن و سکوت ورزیدن صراحتاً از یاران چشم پاری داشتیم . رَبَّنَا اِنْتَا لَدُنْكَ رَحْمَةٌ وَهِيَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرَةُ . اے سبحان اللہ چہ مکتوب مبارک پر از مروت اخلاص است چسان طریقہ مسلمان را بیان فرمودہ اند کہ اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ . و چہ نصیحتہا فرمودہ اند کہ فَاِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ . این مکتوب مبارک شیخ عبدالحق مطالعہ نمودہ می بایست کہ در حدیث و جفائے ایشان تخفیف پیدا شدہ و جواب "مازیا ان چشم پاری داشتیم" را بہ "هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ" دادے لیکن آنجا مزید شدت پیدا شد و جواب



شیخ مکتوبے از بس طویل بہ حضرت مجددِ سرورِ شمس، ازین مکتوب طولانی ظاہر می شود کہ اعتراضات جناب شیخ از آیام حیاتِ حضرت خواجہ قدس سرہ شروع شدہ و بہ مکتوبے کہ بہ خواجہ حسام الدین احمد نوشتہ شدہ انجام یافتہ یعنی از ۸۳ تا ۱۳۳۳، غلام معین الدین در کتاب "معارج الولايت" مکتوب شیخ را نقل نموده و خلیق احمد نظامی در تالیف خود حیاتِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی "از صفحہ ۳۱۴ تا آخر صفحہ ۳۴۴ آن را نقل نموده۔ عاجز این مکتوب را مطالعہ کردہ۔ اعتراضات جناب شیخ از تدبیر و تفکر معری می نمایند۔ عاجز دو اعتراض ایشان نقل می کند کہ از ابتدائے مکتوب دیگرے از انتہا، تا قدر و قیمت اعتراضات ظاہر شود۔ اعتراض اول۔ بعد از آن کہ در خدمت خواجہ محمد باقی افتادند و از صحبت شریف ایشان استفادہ این نسبت کردند و بہ ترقی نہادند و در حیات و بعد از وفات ایشان از حالات و کمالات خود خبر دادن گرفتند زیادہ از حصر و قیاس۔ الخ

اعتراض آخری در آخر سکرابہانہ ساختہ اند کہ منتهی گردیدند و بے قید بہانہ نمودند چہ چیز با بر سر ایشان گزشتہ و هنوز زبانہا بطعن و تشنیع ایشان دراز است، و قول شریف "وَلَيْسَ هَذَا اَوَّلَ قَارُورَةٍ كَسَرَتْ فِي الْاِسْلَامِ" عجب واقع شدہ است در اعتراف بہ شناعیتِ آن کافی است و شیشہ شکستہ چون باز بہمنہ می آید۔ وَكَذَلِكَ لَا يَلْتَأَمُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ وَاَيُّ كَرَمٍ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ، و حدیث شریف، كُفَّ هَذَا اِلَعْنَى اللِّسَانِ درین باب کافی است وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

عجب است جناب شیخ بر عریضہ یازدہم ایراد ہا گرفته و فکر نہ کردہ کہ اگر در عریضہ مرید پاک نہاد صاحب استعداد جائے قیل و قال بودے حضرت پیر روشن ضمیر آگاہ کردے۔ از رضائے خواجہ ظاہر است کہ در عریضہ مبارکہ هیچ عیب نیست۔ حضرت ایشان بیان کمالات کردند زیرا کہ حق تعالی فرمودہ است۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ و قاضی شہار اللہ نوشتہ۔ در حدیث آمدہ "التَّحْدِيثُ بِالنِّعْمَةِ شُكْرٌ" و جناب شیخ حدیث بالنعمة را خوش نہ داشتہ۔ زیرا کہ ایشان را از ان نعم خبرے نہ بودہ و نہ این گونه معارف را بیانی از نظر شان گزشتہ۔ واللہ اعلم کہ جناب شیخ نسبت بہ حضرت محمد صادق قدس سرہ چہ خیال داشتہ باشند کہ بہ عمرہ سالگی حضرت خواجہ قدس سرہ ہمارہ ایشان را طلب داشتہ از امور کونیہ غیبیہ می پرسیدند و ایشان از رونے کشف خود جواب می دادند۔ یقیناً این احوال برائے ظاہر بینان مقام صدحیرت است اما اہل بصیرت می دانند کہ فوق کل ذی علمہ علیم۔

فَاِذَا كُنْتَ فِي الْمَدَارِجِ غَدًّا  
لَا تَكُنْ مُنْكَرًا فَتَمَّ اُمُورُ  
ثُمَّ ابْصَرْتَ حَادٍ قَالَ لَا تُمَارِ  
لِعُلُوِّ الرِّجَالِ لَا لِلْقِصَارِ



فَإِذَا تَرَى الْهَلَكَ فَسَلِّمْ رَأْسَ رَأْسٍ بِالْأَبْصَارِ

جناب مجدد قدس سرہ در آخر مکتوب نوشتہ اند: فقیر کہ این ہمہ دفاتر در بیان علوم و اسرار این طائفہ علیہ نوشتہ است ظاہراً بہ خاطر شہا قرار یافتہ است کہ از روئے صحیفہ الص نوشتہ است بے مزج سکر حاشا و کلاً کہ آن حرام و منکر است و گزاف و سخن بانی: شیخ بر این قول نوشتہ است: "در آخر سکر را بہانہ ساختہ اند" و قتیکہ شیخ این الفاظ می نوشت: "إِنَّ بَعْضَ الظُّمِثِ إِشْمُ" را فراموش کردہ بود۔ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ محبوب و فرزند محبوب خود ارشاد فرمودہ: "أَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَقَتْلَتُهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السَّلَاحِ"۔ قَالَ أَفَلَا شَقَّقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ قَالَهَا أَمْ لَا؟ فَمَا زَالَ يُكْرِرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسَلَمْتُ يَوْمَئِذٍ۔ یعنی حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ در میدان قتال شخصے را کہ چون تیغ بے نیام دید و کلمہ خواند قتل نمود و در بارگاہ رسالت عرض کرد کہ وے از خوف سلاح کلمہ خواندہ بود۔ آنحضرت فرمودند چرا دلش را چاک کردہ نہ دیدی کہ وے از وجہ خوف گفتہ باشد۔ و آنحضرت این قول را آن قدر تکرار کردند کہ حضرت اسامہ تمنا کرد کہ اش امروز مسلمان می شدم۔ از روئے این ارشاد مبارک شیخ رامی بایست کہ قلب مبارک حضرت مجدد را شوق کردہ می دید کہ آیا از روئے بہانہ این قول نوشتہ اند یا از روئے حقیقت۔ و شیخ گفتہ: و قول شریف وَلَيْسَ هَذَا أَوَّلَ قَائِمٍ رَقِ كِبَرَتٍ فِي الْإِسْلَامِ عَجَب واقع شدہ است۔ الخ۔ قول حضرت ایشان قدس سرہ عجب واقع نہ شدہ بلکہ قول جناب شیخ عجب واقع شدہ، فکر نہ کردہ کہ مامین عاقل و مختص این جائز تخصیص است کہ از ارباب بصیرت پوشیدہ نیست و ذلک وَلَيْسَ هَذَا أَوَّلَ قَائِمٍ رَقِ كِبَرَتٍ فِي الْإِسْلَامِ بِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ بہ امر الہی صدمہ قواری مکنونہ را شکستہ اسرار و معارف ربانیہ بر آوردہ بر صفحات قلوب و اوراق کتب ثبت نمودہ کہ برائے اہل قلوب از اسباب تقویت قلوب و تکمیل جنان شدہ۔ حضرت قاضی شہناشہ پانی پتی در رسالہ احقاق الحق نوشتہ اند: علمائے ظاہرین بزرگواران را مثل خود دانستہ و در خوردن و آشامیدن شریک حال خود شناختہ و از باطن شان عمی و زریہ برا عالم ادبیار کلام شان نا فہمیدہ سخن چینی نمودند و از دریافت فضائل شان محروم ماندند چنانچہ بر کلام امام العارفین: (در شش سطور القاب اسم مبارک حضرت مجدد نوشتہ) اکثر اعتراضات نوشتہ و بخلق اللہ ضرر عظیم اخروی رسانیدہ کہ ہر کہ آن اعتراضات رامی بیند از جناب حضرت ایشان بغض پیدا می کند و در ضلالت ابدی گرفتار می ماند اَلْعِيَاذُ بِاللَّهِ مِنْهَا۔ از برائے آنکہ اَمَاطَةُ اَذَى عَنِ الطَّرِيقِ رَا مَسِيْدُ الْاَنَامِ عَلَيْهِ الْحَيَّةُ وَالسَّلَامُ از ایمان فرمودہ پس دفع این ضرر کہ در امور یقینی است از واجبات باشد۔

اگر بینی کہ نابینا و حیاء است اگر خاموش بنشینی گناہ است



حضرت قاضی شہار اللہ کہ محلی و محلی بہ علم ظاہر و باطن بودہ اند برائے رد کردن چنین اقوال ناسدہ استدلال بہ حدیث شریف کردہ اند و درجہ و جوب دادہ اند جَزَاہُ اللہُ تَخِیراً۔ این امر واقعی است کہ تا این وقت اہل اہوار مکتوب شیخ را منزلت می دہند گویا کہ آن صحیفہ آسمانی است۔ حالانکہ آن خط از لیس لا یعنی است علما کرام در رد آن رسالہا نوشتہ اند از ان جملہ چند رسائل را عاجز ذکر می کند۔

رسالہ حضرت محمد یحییٰ فرزند حضرت امام ربانی قدس اللہ اسرارہما۔

رسالہ حضرت محمد فرخ شاہ فرزند حضرت محمد سعید قدس اللہ اسرارہما موسومہ بہ کشف الغطاء عن

وجہ الخطا۔۔۔۔۔ تعلیقات حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ بر مکتوب جناب شیخ رحمہ اللہ۔

رسالہ قاضی شہار اللہ ربانی پتی احقاق الحق در رد اعتراضات شیخ عبدالحق کہ بہ پنجشنبہ ۲۵ شوال ۱۱۹۰ھ

بہ اتمام رسیدہ۔۔۔۔۔ رسائل حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ۔

رسالہ شیخ محمد بک زبکی عطیۃ الوباب الفاصلۃ بین الخطأ والصواب کہ بہ عربی در مکرمہ نوشتہ شد

و بہ دوم ماہ ربیع الاول ۱۱۹۲ھ از تالیف رسالہ فارغ شدہ و مفتی مکرمہ عتاقی زادہ و شیخ حسن تونسوی و شیخ

احمد شیشی و شیخ قاسم شہققدار و شیخ حرم کی السید محمد شیخ سید علی کلا زادہ الدیار بکری و شیخ مرشد الدین مرشدی

و مفتی مدینہ منورہ سید اسعد و غیر ہم بر این رسالہ تقریظات شائعہ نوشتہ اند و شیخ محمد مراد المنزادی معرب مکتوبات

در ۱۳۱۶ھ تقریظات علما کرام را بر ہامش دفتر اول از مکتوبات معربہ و رسالہ عطیۃ الوباب را در ۱۳۱۷ھ بر ہامش

دفتر ثالث طبع کردہ جَزَاہُ اللہُ سُبْحَانَهُ خَیْرًا لِّجَزَائِهِ۔

حضرت شاہ نعیم اللہ بہرائچی کتاب بشارات منظریہ در حیات پیرو مرشد خود حضرت مرزا منظر جان جانا

قدس اللہ اسرارہما نوشتہ بودند و بعد از شہید شدن حضرت پیرو مرشد اضافہ بعض ابواب کردہ۔ ازین کتاب

نسخہ کہ در ۱۳۱۶ھ نوشتہ شدہ۔ در اینڈیا آفیس لندن محفوظ است۔ عاجز عکس این نسخہ از انجا طلب کردہ است

بر ہامش این کتاب حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ بہ قلم خود بعض جا حواشی نوشتہ اند۔ در باب پنجم از مقصد اول

این کتاب بر ورق ۳۵ آن مکتوب نوشتہ شدہ است کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بہ جناب خواجہ حسام الدین خلیفہ

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ اسرارہما نوشتہ اند۔ عاجز آن مکتوب را نقل می کند۔ شاہ نعیم اللہ این مکتوب را

بہ نام اخلاص نامہ نوشتہ اند۔

سَلِّمُکُمْ اللہُ وَ اَبْقَاکُمْ عَلٰی رُؤُسِ الْمُحِبِّیْنَ الطَّالِبِیْنَ الْمُخْلِصِیْنَ درین سرور کہ از احوال

شریف خبر نہ گرفت بہ بہت تقصیر ہے کہ در جبلت بشر است یا بہ قصد آن کہ مطلقاً از آلائش ضعف و فقرت پاک

شدہ باشند تا بہ خبر مسرت اثر صحت کلی دعا فیت تمام مشرف و مسرور گردد، امید کہ بہ اعلام آن مشرف



گردانند، دیدہ محبت در راہ انتظار و صولِ اخبارِ مسرت آثارِ بندگی حضرت میبان شیخ احمد و حیا راست، امیدوار است کہ دعائے محبان بہ اجابت رسیدہ اثر عظیم آرد، نسبتِ این فقیر در این ایام و صفائے باطن بہ خدمتِ ایشان از حدِّ متجاوز است و اصلِ پروردہ بشریت و غشاوہٗ جبلت در میان نہ مانده، نہ می داند کہ از کجا است، با قطع نظر از رعایتِ طریقہٗ انصاف و حکیم عقل کہ بہ این چنین عزیزان و بزرگانِ بَدَنہ باید بود و در باطن بہ طریقی ذوق و وجدان و غلبہٗ چیزے افتاده است کہ زبان از تقریر آن لال است۔ سُبْحَانَ اللَّهِ مُقَلِّبِ الْقُلُوبِ وَ مُبَدِّلِ الْأَحْوَالِ، شاید کہ ظاہرِ بینان در اینجا استبعاد کنند من نہ می دانم کہ حالِ چسبیت و بہ چه منوال است، زیادہ چہ گوید و چہ نویسد وَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ۔ ۱۔

حضرت غلام علی شاہ بر قول۔ واصلِ پروردہ بشریت۔ الخ۔ درج ذیل حاشیہ نوشته اند۔  
 ”ازین قول معلوم می شود کہ اعترافات سابقہ از بشریت و نفسانیت بودند از حقیقت۔ این احوال علما راست داسے برین صرفہ گویان ؟“

مجموعہ مکاتیب حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں قدس سرہ نزد عاجز موجود است شیخ عبدالرزاق قریشی آن مکاتیب شریفہ را نقل گرفتہ در ۱۹۶۶ء طبع کردہ اند۔ در مکتوب شانزدہم کہ بہ نام حضرت قاضی شہداء اللہ پانی پتی است تحریر فرمودہ اند۔ ”نفس علما را افعالِ خود بہ زور و قوت علم مزین در نظر خود می دارد و متصدی جواب می شود عند الحساب مشکل خواهد شد۔“

این ہر دو حضرات قدس اللہ اسرارہما حقیقتِ امر را بیان فرمودہ اند جناب شیخ از حضرت خواہ بیعت شد بودند دیدند کہ حضرت مجدد از سر ہند آمدند و در دو و نیم ماہ بکمال رسیدند و خلافت یافتند بعد از یک سال حضرت خواہ مریدان خود را بہ حضرت ایشان تسلیم کردند لہذا رگِ بشریت و نفسانیت بہ حرکت درآمد و الَّذِی زَادَ فِي الطَّيْنِ بَلَّةً۔ معاندین حضرت مجدد و گردہ ظاہر بینان سخنان دروغ و سبب بہ شیخ رسانیدند لہذا شیخ در سوطن مبتلا شد تشریحات حضرت مجدد بے قدر شدند و نوشتند۔ در آخر سکر اہبانہ ساختہ اند۔ ”عجب است کہ عاشق بے چارہ ذکر محبوب کند و در کلامش اثرے از سوز و محبت نہ بود۔ حضرت شاہ غلام علی در رسالہ خود نوشتہ اند۔“ مبنائے رسالہ بر استماع اخبار بے صرفہ گویان است کاش حضرت شیخ مکتوبات شریفہ را مطالعہ می فرمودند و از سیرِ تأمل و تحقیق سخن می نمودند تا مردم نا فہم زبانِ طعن اکابر نہ می کشوندند۔ نوشتہ اند۔ ”مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی از اجلہ فضلائے ہندوستان و ارادتمندان ایشان است، در جواب معترضان مجملاتِ ارقام نمودہ کہ قدح کردن در سخن بزرگان بے علم بہ مراد ایشان جہل است نتیجہ نیک نہ دارد غیبت عوام گناہ است چہ جائے غیبت خواص، پس رد کلام شیخت پناہ عرفان دستگاہ شیخ احمد از جہل و



نافہمیدگی است۔ انتہی۔ دست آوریم فکران رسالہ حضرت شیخ عبدالحق محدث است رحمۃ اللہ علیہ کہ اعتراضات یہ طریق علمائے ظاہر بر بعض معارف ایشان نموده۔ و علامہ روزگار جناب میرک شیخ رحمہ اللہ فرمودہ اند، آنچه مردم از ایشان بیان می کنند محض دروغ و افترا است، و جناب میرک شیخ صفائے حضرت ایشان را دیدہ معتقد ایشان شدند، کما کتب داراشکوہ۔

چون کہ حضرت ایشان جواب مکتوب طولانی کہ سر اسر لایعنی بوده نہ نوشتند و در خلوت خانہ خاص مشغول بہ امور یقینیہ شدند و فرمودند چہ باشد حال آن کس کہ معانیہ می بیند کہ نام او را از صفحہ زندگانی این جہان محو ساختند۔ وَكَانَتْ مُدَّةَ ذَلِكَ الْفَتْرَةِ سَبْعَةً أَشْهُرًا۔ غالباً درین مدت ہفت ماہہ جناب شیخ را حالتی روئے دادہ کہ نوشتہ اند: "من نہ می دانم کہ حال چیست و بہ چہ منوال است" و اخلاص نامہ خراج حسام الدین نوشتہ باشند۔ جناب شیخ در لہجہ انکار گرفتار ماندند و حضرت ایشان قدس سرورین متین را رونق تازہ بخشیدند و طریقہ حضرات صوفیہ صافیہ را از بدعات صاف کردہ بہ طریقہ مبارکہ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ راست فرمودند و ارشاد کردند اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ صَلَۃً بَیْنَ الْجَحْرِیْنِ وَ مُصْلِحًا بَیْنَ الْفَاسِقَیْنِ۔ گویا کہ حضرت ایشان قدس سرور اشارہ بہ آن حدیث شریف کردہ اند کہ بن سعد در طبقات خود در جلد ہفتم صفحہ ۱۳۴ طبع بیروت بہ این لفظ را وایت کردہ۔ عن عبد الرحمن بن یزید بن جابر اَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَکُونُ فِیْ اَقْنٰی رَجُلٍ یُقَالُ لَہٗ صَلَۃٌ یَدْخُلُ بِشَفَاعَتِہِ الْجَنَّةَ کَذًا وَ کَذًا۔ حضرت ایشان بہ فرزند گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم در مکتوب ششم از د فرمودم نوشتہ اند: "اے فرزند با وجود این معاملہ کہ بخلق من مربوط بودہ است کارخانہ دیگر عظیم بہ من حوالہ فرمودہ اند، بلکہ پیری و مریدی مرا نیاوردہ اند و مقصود از خلقت من تکمیل و ارشاد خلق نیست معاملہ دیگر است و کارخانہ دیگر۔ الخ" راست است علی قدر اہل العزم تالی الغرائم۔

**تالیفات حضرت ایشان** | شیخ صفرا احمد مخدومی نو اسہ حضرت خواجہ معصوم در برکات معصومی ذکر ہفت رسائل حضرت ایشان کردہ۔ (۱) رسالہ تہلیلۃ تحقیق

کلمہ طیبہ۔ (۲) رسالہ اثبات نبوت (۳) رسالہ رد شیعہ (۴) رسالہ معارف لدنیۃ (۵) شرح الشرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ (۶) مبداء و معاد (۷) مکاشفات غیبیہ۔ و نوشتہ بہ مکاشفات غیبیہ حضرت ایشان (یعنی حضرت خواجہ محمد معصوم) و مبداء و معاد را خواجہ محمد صدیق بخشی جمع نمودہ اند یعنی خطبہ آنہا از خود ساختہ اند و رسائل باقیہ من البدایت الی النہایت از حضرت مجدد الف ثانی است رضی اللہ عنہ۔ در زبذۃ المقامات نام اثبات نبوت نیست بلکہ نام جذبہ و سلوک۔ آمدہ و در حضرت القدس نام رسالہ



تہلیلہ نیست بلکہ نامِ آداب المریدین ذکر کردہ شدہ۔۔۔ رین ہر دو کتاب نام رسالہ تعلیقات عوارف میر آمدہ و نوشتہ اند کہ آن نامام ماندہ، غیر ازین رسائل حضرت ایشان رسالہ دفتر مکتوبات اند۔ در دفتر اول ۳۱۳ مکاتیب اند این دفتر را خواجہ یار محمد جدید بدشتی جمع کردہ و در ۱۲۵۰ھ از جمع فارغ شدہ، خواجہ محمد ہاشم برائے این دفتر نام تاریخی۔ در معرفت نجومیز کردند حضرت ابیالقدس سرہ فرمودند: ماتس نیز ہمین باتند در دفتر دوم ۹۹ مکاتیب اند این دفتر را خواجہ عبدالحی حصاری جمع کردہ۔ در ۱۲۵۰ھ از جمع فارغ شدہ، و نور الخلائق نام تاریخی است۔ دفتر سوم را سمرقست جام احمدی خواجہ محمد ہاشم کشمی جمع نمودہ۔

در مقدمہ این دفتر نوشتہ اند: "این ضعیف کہ نام او در آخر مکتوب اول این جلد بقلم شریف رفتہ در سنہ کہ از لفظ خاک نشین (۱۲۳۰ھ) مبرہن است بہ خاک نشینی عقبہ علیہ استسعاد یافت۔ مقارن آن دریائے لسان الغیب و انبوب بنان حضرت ایشان در موج تقریر و جوشش تحریر آمد و از غایت رحمت عنایت آن غریب نواز این کمترین بہ جمع آن مسودات و نقل آن از سواد بہ بیاض ممتاز گردید و بہ اتمام جلد ثالث در بہان سال کہ از لفظ ثالث نیز معین است سرفراز شدہ و چون شمار مکاتیب بہ صد و سیزدہ رسید کہ موافقت آن بہ عدد حروف باقی۔ ہویدا است و بہرہ اعتبار تقریر بر آن بہ غایت شان و سیاہ برہاں انجام یافت در سال کہ "کاس الراسخین" (۱۲۳۲ھ) ملوح آن است۔ بعد از ان مکتوبے را کہ بہ تازگی علوم جدیدہ و اسرار غریبہ ظہور یافتہ بود فرمودند کہ مسکتہ الختام گردد و چنان شد کہ بہ الحاق آن تطابق عدد سور قرآنی عیان شد۔ عاجز گوید بعد ازین اضافہ نہ مکاتیب شریفہ دیگر ہم کردہ شدہ چنانچہ تعداد مکاتیب این دفتر بہ یک صد و بیست و سہ رسیدہ۔ کل مکاتیب شریفہ پنجدوی پنج اند۔

زہر یک نقطہ اش چون مسنبل تر شمیم دھل جنان می زند سر

**اولادِ امجاد** پروردگار جل شانہ حضرت ایشان را ہفت پسر و سہ دختر عنایت فرمود۔  
فرزندان = (۱) محمد صادق (۲) محمد سعید (۳) محمد معصوم (۴) محمد یحییٰ (۵) محمد عیسیٰ۔

(۶) محمد فرخ (۷) محمد اشرف یوزخاند کہ فرزند ان در طفولیت رحلت فرمودند۔

دختران = (۱) خدیجہ (۲) رقیہ (۳) ام کلثوم۔

**حضرت محمد صادق** ولادت ایشان در بہار بوقوع آمد۔ تاحیات حضرت مخدوم در کنف تربیت ایشان ماندند چون در بہار و بہشت حضرت مجدد بہ خدمت حضرت

خواجہ رسیدند حضرت محمد صادق بہ نظر قبول حضرت خواجہ درآمدند و اخذ کرد و مراقبہ و نسبت نمودند حضرت خواجہ در مکتوبے نوشتہ اند قرۃ العین محمد صادق بر خورد از ظاہر و باطن گردد۔ احوال او چنانچہ ظاہر است



مستوجبِ حمد است۔ برہماں حضور خود یا شد، از غیبت و استغراق اندیشہ نیست، انشاء اللہ العزیز از  
سکر بے صحو آید و فنا در شعور اندراج یابد۔ الخ۔ درس بیست و یک سالگی بہ خلعتِ خلافت مشرف شدند۔  
در زبدۃ المقامات و حضرات القدس و احوال حضرت میر محمد نعمان نوشتہ است کہ نوبتِ حضرت ایشان را ضعیف  
روئے نمود بہ خاطر اشرف آمد کہ مانت حضرات خواجگان بہ اہل آن باید سپرد چنانچہ آن را بہ حضرت محمد صادق  
و حضرت میر محمد نعمان سپردند، چون بہ سن بیست و چہار رسیدند در سر ہندو بائے عظیم روئے نمود۔ بہ روز شنبہ  
ہفتم ماہ ربیع الاول ۱۲۴۲ھ محمد عیسیٰ و ہماں روز وقتِ شام محمد فرخ و یک روز عقب یعنی بہ ہشتم ماہ ربیع  
الاول روز یکشنبہ ام کلثوم رحلت نمود و بہ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول حضرت محمد صادق رحلت فرمودند۔ در  
طرف سہ روز چہار جگر گوشہا جدا شدند حضرت ایشان قدس سرہ نسبت بہ محمد صادق بہ یکے از دوستان بزرگداشتہ  
اند۔ کما فی الزبدہ۔ "فرزندی مرحومی آیتہ بود از آیات حق جل و علا و رحمتہ بود از رحمتہائے رب العالمین۔ درس  
بیست و چہار سالگی آن یافت کہ کم کسے یافت، پایہ مولویت و تدریس علوم نقلیہ و عقلیہ را بہ حد کمال رسانیدہ  
بود حتی کہ تلامذہ ایشان بیضاوی و شرح مواقف و امثال اینہا را بہ قدرت تام درس دادند و حکایات معرفت  
عرفان و قصص شہود و کشف ایشان مستغنی است از ان کہ در بیان آرد، معلوم شما است کہ در سن ہشت سالگی  
بر نیچہ مغلوب حال شدہ بودند کہ حضرت خواجہ با قدس سرہ معالجہ تسکین حال ایشان را بہ طعامہائے بازار کہ  
مشکوٰۃ و مشتبہ است می نمودند و می فرمودند کہ مجبتہ کہ مرابہ محمد صادق است بہ ہیچ کس نیست و ہم چنین  
مجبتہ کہ اورا با ما است بہ ہیچ کس نیست، ازین سخن بزرگی ایشان را باید دریافت، ولایت موسوی را بہ نقطہ  
آخر رسانیدہ بود، عجائب و غرائب آن ولایت بیان می فرمود و ہموارہ خاضع و خاشع و ملتجی و متضرع و  
متذلل و منکسر بودہ می فرمودہ کہ ہر یکے از اولیاء حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ چیزے خواستہ است و من التجاد  
تضرع خواستہ ام۔ الخ۔

در سیر الکاملین تاریخ وفات ایشان: "وَكَانَ ذَلِكَ لِتِسْعِ خَلَّتْ مِنْ رَبِيعِ الْأَوَّلِ سَنَةِ  
أَلْفٍ دَارْبَعٍ وَعِشْرِينَ" نوشتہ است و خواجہ ہاشم در زبدۃ المقامات نوشتہ۔ انتقال حضرت مخدوم زاد  
بزرگ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول بہ وقوع پیوستہ بود و از لفظ۔ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول -  
تاریخ سال وصال ایشان نیز می برآید۔ خواجہ ہاشم بہ صراحت ذکر سال نہ کردہ۔ شیخ بدر الدین ہم روز و تاریخ  
ماہ را بیان کردہ و سن را نہ نوشتہ و از لفظ۔ روز ۲۱۳، دوشنبہ ۲۶، نہم ۹۵، ربیع ۲۸۲، الاول ۶  
کہ ۱۰۲۵ می شود می برآید یعنی بیشی یک سال واقع می شود۔ وَالصَّوَابُ مَا فِي سِيرِ الْكَامِلِينَ  
زیرا کہ وفات ایشان در عمر ۲۴ سال شدہ۔



## تعمیر گنبد

حضرت ایشان فرزند گرامی خود را در صحن حویلی مدفون ساختند۔ در حضرت حادیہ عشر شیخ بدرالدین نوشتہ۔ مدنے قبر ایشان را خام مانده بودند و محاطہ گرد آن کرده بعد از ان خطرات حضرت ایشان گزشت کہ چون قبر فرزند می در میان عمارات واقع شدہ است بہتر آن است کہ درین مقام گنبد ساختہ شود و متابعت بہ انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات نمودہ آید۔ بناءً علی ذلک بران قبر قرۃ العین خود گنبد بنا فرمودند۔

## الوصال

حضرت ایشان قدس سرہ چون بفضل اللہ و کرمہ از تطہیر الحاد اکبری و از ترویج سنت مطہرہ و تصفیہ طرق صوفیہ صافیہ فارغ شدند روزے فرمودند۔ شریعت را دیدم کہ در محلہ ما فرود آمد۔ چنان کہ کاروانے در سرائے فرود آید۔ و فرمودند۔ ہر کمالے کہ در نوع بشر ممکن است مرا عطا فرمودند و بہر شہادت و تبعیت سید البشر علیہ الصلوٰت والسلام بدان متحقق ساختند۔ و تحریر فرمودند۔ اے فرزند این آن وقت است کہ در ائم سابقہ درین طور وقتے کہ پر از ظلمت است پیغمبر الوعزم مبعوث می گشت و بنائے شریعت جدیدہ می کرد و درین امت کہ خیرالائم است و پیغمبر ایشان قائم الرسل علیہ علی آلہ الصلوٰت والتسلیمات علما را مرتبہ انبیائے بنی اسرائیل دادہ اند و بہ وجود علما از وجود انبیا کفایت فرمودہ اند لہذا بر سر ہر پایہ از علما این امت مجددے تعیین می نمایند کہ احیائے شریعت فرماید علی الخصوص بعد از مضمی الف کہ در ائم سابقہ وقت بعثت پیغمبر اولو العزم است و بہ ہر پیغمبرے در ان وقت اکتفا نہ نمودہ اند درین طور وقت عالمے عارفے تام المعرفہ از این امت در کار است کہ قائم مقام اولو العزم ائم سابقہ باشند۔

فیض روح القدس را باز مدد فرماید دیگران ہم بکنند آنچه مسیحامی کرد

خطاب مجدد الف ثانی | مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کہ در علوم عقلیہ و نقلیہ یکائے روزگار بودہ حضرت ایشان قدس سرہ را بہ خطاب مجدد الف ثانی یاد کرد و زبان زد عالمیا گشت۔ گمائی فی الفصل الخامس من النہج بدایہ۔

## بالرفیق الاعلی

حضرت ایشان از جنس عسکری خلاص شدہ بہ سرچند رسیدند و در ماہ شعبان سنہ ہزار و سی و سہ خلوت اختیار کردند، در شب برات از زبان عصمت پناہ شنیدند خدا داد اند کہ امشب نام کر از ورق ہستی محو کردہ باشند حضرت ایشان قدس سرہ فرمودند چہ باشد حال کسے کہ می بیند و می داند کہ نام او را از نامہ وجود محو کردہ اند و اشارت بہ خود نمودہ اند، و بہ عصمت پناہ فرمودہ اند کہ از مبلغ مہر خود کنن من سازی، و وصیت فرمودند کہ التزام متابعت سنت و اجتناب از بدعت نماید و مشغول بہ دوام ذکر و مراقبہ باشند حضرت ایشان بہ روز پنجشنبہ ۲۳ صفر بہ دست مبارک خود جامہا قسمت نمودند و بہ



کثرت تصدق و خیرات کردند و بزبان مبارک این مصراع را از اشعار ہندی راندند و سرشک مسرت را از دیدہ  
برافشانند و آج بلا و اکتہ سون سکھی جگ و منون وار۔ یعنی امروز روز وصال دوست است اے محرم ہمہ  
عالم را از شادی این دولت و نعمت نزاری کنم۔ و از آنجا کہ حضرت ایشان را شوق لقائے اوسبحانہ استیلا نموده بود  
از کمال شوق گریہ برایشان غالب می شد و ہمیشہ در آن ضعیف بہ دعائے ماثورہ اللہم الرفیق الاعلیٰ رطب  
اللسان می بودند و بہ وقت اشراق فرمودند کہ بہ جہت بول طشت حاضر کنید چنانچہ طشت آوردند کہ در آن  
ریگ نہ بود فرمودند طشت ریگ نہ دارد احتمال جستن قطرات است۔ لہذا ترک بول فرمودند و بطریقہ مسنونہ  
دست راست زیر خد راست نہادہ بہ ذکر میرداختند حضرت محمد سعید مرتعت نفس در ایشان دیدہ معروض  
داشتند کہ حال شریف چون است، فرمودند آن دور کعبت نماز کہ کردیم کافی است و بعد ازین سخن نہ فرمودند و بہ  
طہارت و رحال ذکر پروردگار بہ وقت چاشت روز سہ شنبہ قریب یک پاس روز، بیست و ہشتم صفر و چہنما  
شمسی منتصف جدی گویند و سہ ہزار و سی و چہار از ہجرت سیدالابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازین  
جہان رحلت فرمودند امامت نماز حضرت محمد سعید فرمود و رقبہ مبارکہ حضرت محمد صادق سمت قبلہ پیش روی  
ایشان در آغوش مادر خاک پیار امیدند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُونَ قَدْ سَنَّ اللّٰہُ رُوْحًا وَّعَطَّرَ قَبْرَہُ دَاخِلًا  
عَلٰی الْعَالَمِیْنَ مَعَارِفًا وَاَسْرَارًا وَفِیْ وَضْعہ۔

**عشق نبوی** عشق کہ بہ بارگاہ رسالت حضرت ایشان را بود محتاج بیان نیست۔ ہر حرف مکتوبات  
شریف دال برین معنی است خواجہ محمد شمس کشمی در فصل ششم زبدۃ المقامات این ملفوظ  
مبارک نوشتہ اند کہ فرمودند۔ "وقتے از اوقات جمعے از درویشان نشستہ بودند۔ این فقیر از محبت خود کہ  
نسبت بہ غلامان آن سرور داشت علیٰ آلہ الصلوٰات والتسلیٰات اَتَمَّهَا وَاکْمَلُهَا چہن  
گفت کہ محبت آن سرور بہیچ مستولی شدہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ را بہ واسطہ آن دوست می دارم کہ رب محمد است۔  
صلی اللہ علیہ وسلم، عاجز گوید حضرت خواجہ قدس سرہ فرمودہ اند۔ ایشان از کمل مردان و محبوبانند "عشق نبوی علی  
صاحبہ التحیات والتسلیٰات کہ حضرت ایشان داشتند موہبتی بودہ۔ کسب و عمل را در آن دخل نہ بودہ۔ سن شریف  
ایشان چون بہ چہل رسید ناگاہ بہ خدمت شریف حضرت خواجہ قدس سرہ رسیدند و بہ درجات ولایت رسیدند  
سرور در دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را درین عمر شریف خلعت نبوت عطا شد و حضرت ایشان را خلعت ولایت  
مدت نبوت بیست و سہ سال بودہ و مدت ارشاد حضرت ایشان نیز بیست و سہ سال وَكَذٰلِكَ اِلٰہِ تَفَاق  
فِیْ مُدَّةِ الْحَیٰاتِ موافقت کردین امور حضرت ایشان را حاصل شدہ شاید کہ بہ کسے دیگر حاصل شدہ باشد  
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰہِ یُوْنِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ حضرت ایشان قدس سرہ در مکتوب صدم از دفتر سوم بہ شیخ نورالحق



فرزند مولوی عبدالحق نوشتہ اند۔ از ان دولتِ خاصہ او علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از تخلیق تکمیل او علیہ  
و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات بقیہ ماندہ بود کہ در خوان دولت ضیافتِ کریمان زیاد تہیہ لازم است  
کہ اوش گویان نصیبِ دامن بود آن بقیہ را بہ یکے از دولتمداران امت او علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و  
السلام اوش گویان عطا فرمودہ اند و آن را خیرمایہ ساختہ تخمیر طینت او نمودہ و بہ تبعیت و وراثت  
شریک دولتِ خاصہ او گردانیدہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام و با کریمان کار ہادشوار نیست۔ این بقیہ  
در رنگ آن بقیہ طینت حضرت آدم است علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ نصیب خلقت درختِ خرم  
آمدہ است کما قال علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام اکر مواعنکم النخلۃ فانہا خلقت من طینۃ  
آدم۔ بلی۔ وللارض من کاس الکرام نصیب۔ حضرت ایشان حقیقت امر را بیان فرمودہ اند۔ اگرچہ  
بعض نا فہمان و صرفہ گویان ازین عبارتِ مبارکہ بعض مفاہیم فاسدہ بیان کردہ اند کہ دولتِ خاصہ آن سرور  
صلی اللہ علیہ وسلم ختم نبوت است و شریک در دولتِ خاصہ آن عباد باللہ از حد قبیح است۔ این صرفہ گویان وہ  
نا فہمان فکر نہ کردند کہ مراد از تخمیر تخلیق بہ اخلاق نبویہ است علی صاحبہا الصلوٰۃ و التحیۃ نوے کہ آن اخلاق از امور  
طبیعیہ گردد۔ این کور باطنان فکر نہ کردند کہ حق تعالی جل شانہ و علم احسانہ حضرت ایشان را بہ آن اوصافِ نبویہ  
علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیۃ متصف کردہ کہ کسب را در ان دخل نیست و بیانش این عاجز  
کردہ، و از وجہ تعشق و ارتباط تام بہ بارگاہِ نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اوصافِ کسبیہ ہم اوصافِ طبیعیہ گشتہ بولہ  
شیخ بدرالدین سرہندی در او اخر حضرت خامسہ از حضرت القدس صفت نماز خواندن حضرت ایشان قدس سرہ  
نوشتہ کہ۔ "انما حضور و خشوع از استیلائے باطن بظاہر ایشان پیدا ہویدا می شد و جمیع اصحاب ایشان در  
..... صورت بہ نماز ایشان تقلیدی کردند۔ این حقیر پیش از انتظام در زمرہ خدام آن امام  
ہمام گاہ گاہ در نماز ہائے جمعہ مسجد ایشان می رسید و نماز گزاردن ایشان را ہر کہ می دید بہ اختیار از جامی رفت و  
بیقین می دانست کہ ایشان ہموارہ با سرور کائنات محبت می دارند و نماز کردن آن حضرت علیہ السلام و التحیہ امی  
بیند، بروفق آن نماز می گزارند۔ دولتِ خاصہ این احوال اند کہ حضرت ایشان قدس سرہ قلباً و روحاً و شوقاً و جسداً  
بدان متصف بودند۔ دلیلی از ابن عباس روایت کردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ خُلِقْتُ اَنَا وَاَبُو بَكْرٍ  
وَعُمَرُ مِنْ طِينَةِ وَاحِدَةٍ۔ و حدیثی را کہ حضرت ایشان قدس سرہ بیان کردہ اند آن را بخاری در "تاریخ"  
خود و دیگران روایت کردہ اند۔

عاجز گوید بقیہ طینتِ مبارکہ نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیۃ کہ در طینتِ طبیعیہ  
حضرت ایشان بودہ اثر آن بفضیل اللہ و احسانہ تا امروز در اوش خواران ماندہ کہم حضرت ایشان موجودات



وَأَنشَأَ اللَّهُ سَيِّقَىٰ هَذَا الْأَثَرِ الْمُبَارَكِ وَهَذِهِ النِّسْبَةُ الطَّيِّبَةُ إِلَىٰ الْخَيْرِ الدَّهْوِيِّ - آری۔

مرشتند از نور حق خاک او      بود چون نبی طینتِ پاک او  
نبی نیست لیکن به رنگ نبی      بجوشد ز کویش ہزاران ولی

جد امجد اکبر حضرت شاہ ابوسعید زکی القدر قدس سرہ در رسالۃ ہدایۃ الطالبین و مرقاۃ السالکین  
تحریر فرمودہ اند: ”قربان پیران خود شوم کہ چہ راہ سہیلہ و آسانے برائے ما پست فطرتان و کم استعدادان مقرر خستہ  
اند و این احسان حضرت شاہ نقشبند است رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ پانزدہ روز سر بہ سجدہ نہادہ دعا و تضرع در  
جناب الہی کردہ اند و عرض کردند الہی مرا طریقہ دہ کہ البتہ موصل شد اللہ تعالیٰ دعائے ایشان مستجاب فرمود و ایشان  
را طریقہ عنایت کرد کہ اقرب طرق است و البتہ موصل“ این راہ مبارک کہ در اطراف بخارا و اترہ بود بہ برکت  
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ شاہراہ عظیم شدہ محیط عالم شد ہزاران ہزار افراد کہ در باد یہ غفلت  
سرگردان بودند بر این شاہراہ قدم نہادہ از واصلین و کاملین و اولیائے رب العالمین شدہ اند۔ صرف  
گویان ہر چہ گویند گویند، پاک نہادان می سرایند۔

مَضَّتِ الدَّهْوُورُ وَمَا أَتَيْنَ بِمِثْلِهِ      وَلَقَدْ أَلَىٰ فَجَحْزَنَ عَنْ نَظَرِ آيٍ

قطب شام حضرت عبدالغنی نابلسی قدس سرہ در ایضاح الدلالات نوشتہ: ”يَا وَجْهَ هَذَا الزَّمَانِ  
الَّذِي صَارَتْ فِيهِ الْفُقَهَاءُ هُمُ الَّذِينَ يَتَحَكَّمُونَ بِمَا يَقَعُ فِي قُلُوبِهِمُ الْمَلُوءَةِ بِحُبِّ الدُّنْيَا وَ  
الْعُرُودِ فَيَنْكُرُونَ بِالظُّنُونِ السَّيِّئَةِ الْمُنَاكِرَةِ الْمُؤْهُومَةِ فِي الشَّرْعِ وَيَسْتَدِلُّونَ عَلَيْهَا بِالنَّسَائِلِ  
الصَّحِيحَةِ فَغَالِبُ الْوَقَائِعِ بَاطِلَةٌ لِأَنَّهُ نَهَايَتُهَا عَلَى الْأَوْهَامِ الْعَاطِلَةِ“۔

ملا علی بن سین کا شفی رحمہ اللہ در ”رشحات“ این قول عارف نامی حضرت نور الدین عبد الرحمن  
جامی قدس سرہ نقل کردہ: ”مردم بہ نفس چو خواہند کہ عیب کسے بر شمارند اول بدیہائے کہ در ذات ایشان  
موجود است بر زبان جاری می شود کہ آن بہ فہم ایشان نزدیک تر است“۔

بر این قول مبارک عاجز این بحث را بند می کنند رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا  
مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّم عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَ  
أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

۴

۴

۴



## باب ششم حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ

اسم گرامی ایشان محمد معصوم، کنیت ابو الخیرات، لقب مجد الدین و خطاب العروة الوثقی بود در زبده المقامات نوشته، ولادت شریف ایشان در سنہ ہزار و ہفت ہجری یازدہم شوال بودہ مطابق ۵۹۹ م و در سیر کاملین نوشته "در بلدہ سہند در سنہ ہزار و ہفت ہجری بہ ظہور رسیدہ" و در برکات معصومی نوشته "در بستی ملک حیدر کہ قریب بہ دو میل خام از بلدہ متبرکہ دارالارشاد حضرت سرچند واقع است در ماہ شوال سنہ یک ہزار و ہفت ہجری اتفاق افتاد۔ و در حضرات القدس نوشته "ولادت با سعادت ایشان در سنہ ہزار و نہ بودہ حضرت ایشان می فرمودند کہ قدم میمنت لزوم فرزند می محمد معصوم ما را بسیار مبارک آمد۔ بعد ولادت ایشان بہ چند ماہ ملازمت حضرت خواجہ قدسنا اللہ سبحانہ بسره الاقدس نصیب گشت۔ عاجز گوید در کتابت سن از شیخ بدرالدین سہود واقع شدہ چہ خود ایشان در حضرت ثانیہ این کتاب نوشته اند۔ پدر بزرگوار آن حضرت در سنہ یک ہزار و ہفت ہجری ارتحال فرمودند۔ آن عزم (عزم حج) سرکشید و شوق غالب گردید بہ تجرید و تفرید بہ سفر مبارک بیرون آمدند۔ و این امر متحقق است کہ ولادت شریف ایشان قبل از وصول بہ خدمت اقدس حضرت خواجہ قدس سرہ بود چنانچہ شیخ بدرالدین قول حضرت ایشان نوشته۔ کہما تقدم و خواجہ ہاشم نیز آن قول مبارک را نقل کردہ، لہذا اصواب آن است کہ در زبده المقامات و برکات معصومی و سیر کاملین اندراج یافتہ، اصحاب خزینۃ الاصفیاء جوہر علویہ و مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ اتباع شیخ بدرالدین کردہ سنہ یک ہزار و نہ در کتابہا خود نوشته اند۔ فکثیراً ما یقلد الساہون الساہین۔ و وفات ایشان بہ روز شنبہ عند نصف النہار۔ نہم ماہ ربیع الاول ۶۰۹ م مطابق، اگر سنہ ۶۰۹ م در سرچند شریف اتفاق افتاد۔ عمر شریف ایشان بہ حساب تقویم قمری ۱۰ سال، ۴ ماہ، ۲۸ روز بہ حساب شمسی ۶۹ سال، ۳ ماہ و دہ روز بودہ۔

خواجہ محمد ہاشم نوشته کہ آن حضرت قدس سرہ در مکتوب بے بزرگداشتہ اند کہ از فرزند می محمد معصوم چہ نویسید کہ وے بالذات قابل این دولت است یعنی ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام والتجیۃ، وقت دیگر بزرگان شریف راندند کہ از اقتضائے علم استعداد او بود کہ در ایام سہ سالگی بہ جامعیت استعداد و حقیقت تسجلی ذات و حرف توحید لب کشود می گفت من آسمانم من زمینم من فلانم من فلان "و نیز نوشته کہ "می فرمودند بابا زد ترا تحصیل این علوم فارغ شوی کہ ما را با شما کار ہائے عظیم است۔ در شانزدہ سالگی از تحصیل علوم فراغ یافت و در برکات معصومی نوشته۔ اکثر این علوم از جناب حضرت مجد الف ثانی استفادہ نمودند و برخے از عالم ربانی



عارف سبحانی برادر کلان خود خواجہ محمد صادق خواندہ اندوپارہ از شیخ محمد طاہر لاہوری کہ از فحول علماء و از اعظم خلفائے مجدد الف ثانی بودہ اند حاصل نمودند همچنین از بعضی علماء و سیدان ذوالاعتبار نیز اخذ کردہ اند و در زبدۃ المقامات نوشتہ: و ہم از عنایات الہی در حق این مخدوم زادہ ثالث آنکہ درین ایام با وجود مشاغل از افادہ طلبہ علم و افادہ طالبان حق و التزام ادراد و مراقبات در اندک روز حفظ قرآن مجید نموده و قاضی الامین اعطای اللہ سبحانہ و الطافہ شیخ بدرالدین در حضرت القدس نوشتہ: و فرقان مجید را بہ سند عالی تجویز نموده اند و در مدت سہ ماہ حفظ کردہ و بتلاوت آن مداومت دارند و نوشتہ: در سن شانزدہ سالگی از تحصیل علوم متداولہ فراغ شان حاصل گشت و در اثنا سے تحصیل در سن یازدہ سالگی طریقہ فرمودہ بودند یعنی بیعت فرمودہ بودند و جمع میان تحصیل قال و حال نموده بعد حصول ملکہ مولویت ہر چند بہ درس علوم و افادہ طلبہ علم نیز اشتغال داشتند اما کارخانہ حال بر قال غالب گشت۔ و خواجہ محمد ہاشم نوشتہ اند روزی از زبان مبارک حضرت ایشان قدس سرہ شنودم کہ فرمودند اقتباس محمد معصوم سبہائے فارانیومافیمابہ صاحب شرح وقایہ می نماید در حفظ و تعلیم وقایہ از جد بزرگوارش چنانچہ در آن کتاب آورہ أَلْفَهَا أَيَّ جَدِّي الْوَقَايَةَ سَبَقًا سَبَقًا وَ كُنْتُ أَجْرِي فِي مَيْدَانِ حِفْظِهَا طَلَقًا طَلَقًا حَتَّى اتَّفَقَ إِتْمَامُ تَالِيْفِهِ مَعَ إِتْمَامِ حِفْظِي۔ الخ۔

حضرت ایشان قدس سرہ یک و نیم سال پیشتر از ارتحال خود بہ فرزندان گرامی حضرت محمد سعید و حضرت محمد معصوم مکتوبی نوشتہ اند کہ آن مکتوب ۱۰۵ از دفتر سوم است۔ و اندران مکتوب تحریر فرمودہ اند۔ دیر و زبید از نماز بامداد مجلس سکوت داشتیم، ظاہر شد کہ خلعتی کہ داشتیم از من جدا شد و خلعت دیگر بہ من متوجہ شد کہ بہ جلای آن خلعت نشیند، بہ خاطر آمد کہ این خلعت زائلہ را بہ کسے خواهند داد و یا نہ و آرزوئی آن شد کہ اگر آن را بہ فرزند می ارشدی محمد معصوم بدہند، بعد از لمحہ دیدم کہ بہ فرزند می مرحمت فرمودند و آن خلعت او را بتمام پوشانیدند، و این خلعت زائلہ کنایت از معاملہ قیومیت بودہ است کہ تربیت و تکمیل تعلق داشتہ و باعث ارتباط بہ این عرصہ مجتہدہ او بودہ و این خلعت جدیدہ را چون معاملہ بہ انجام برسد و حق خلع گردد امید است کہ از کمال کرم آن را بہ فرزند می اعزیز محمد سعید عطا فرمایند۔ این فقیر ہموارہ بہ تضرع این مسألت می نماید و اثر اجابت می نہد و فرزند می را تحت این دولت می یابد۔ الخ۔ در زبدۃ المقامات نوشتہ کہ بعد ازین بدلت قلیلہ چون حضرت مخدوم زادہا بشرف ملازمت رسیدند خلعت ثانیہ موعودہ مذکورہ را فرمودند کہ بہ فرزند می محمد سعید عطا کردند حمد اللہ سبحانہ علی ذلک چه آن خلعت ثانیہ کنایت از خلعت است۔ الخ۔ خواجہ محمد ہاشم از بیاض حضرت ایشان آن مکالمہ را ہم نقل کردہ اند کہ اندران ایام در میان ایشان و حضرت مجدد قدس اللہ اسرار ہما بودہ است حضرت ایشان در آخر بیان خود نوشتہ اند: بعد ازین گفتگو بہ یک



دو سه ماه چند روز کم واقع حضرت ایشان روی داد چه این گفتگو در عشره اولی ذی الحجه سنه یک هزار و سی و دو بود و  
احتمال آن هادی کمال به بیست و ششم صفر سنه یک هزار و سی و چهار بوده

حضرت مجدد قدس سره مکاشفه خود بیان فرموده فرزند ثالث خود را که حضرت محمد معصوم اندکارخانه  
ارشاد سپرد کرده فرموده اندکونات به شوق تمام به توبه آوردند و حاجه محمد علی ششم می نویسند: آثار تکمیل و ارشاد در رنگ  
پدر عالی مقدار بود چه کمال از ایشان به ظهور پیوست و نور هدایت ایشان اطراف و اکناف عالم را در گرفت چنانچه  
این نوشته آن مخدوم زاده برین مدعا شاهد عدل است. ب. به کرم خداوندی جل سلطان و به طفیل رسول او  
صلی الله تعالی علیه و آله و سلم و به یمن توبه حضرت پیر و ستیگر قدسنا الله سبحانه بسره الاقدس معامله تسلیک و تکمیل  
به غایت سهولت پذیرفته و راه وصول اقرب گشته و کار بدو بهر ایام و شهر مقرر شده، هر چند به حسب کمیت  
مسترشدان این معامله قلت دارد چه این وقت کثرت آن را بر نه تا بد لیکن از روی کیفیت و ذوق افزون  
دیش از پیش است، یکم از مسترشدان به واسطه در هفت روز از ابتدای تعلیم طریقه از فتنای قلبی در خود  
نشان می داد و چیزها بیان می نمود که گویا به حوالی فتنای نفس رسیده و قاذبات علی الله یغزیز و اکثر مجازان فقیر که  
از احوال مسترشدان خود بیان می کنند و قصص سرعت وصول که می گویند عقل عقیل در تحیری ماند. الخ. در سیر کالمین  
نوشته: سلطان اورنگ زیب عالمگیر از جمله مریدان و نیازمندان آستانه فیض کاشانه حضرت ایشان است  
و تکیه به عزم حرمین شریفین برخواستند سلطان عرض کرده که سلطنت ملک هندوستان از حضرت سرور و کائنات  
علیه افضل الصلوات و اکمل التحیات استدعا فرمایند که بمن عنایت شود. فرمودند تا تو بادشاه نه شوی به  
هندوستان مراجعت نه خواهیم کرد. همچنان به وقوع آمد. الخ.

عاجز گوید شیخ محمد شاگرد سرهندی پسر شیخ بدرالدین سرهندی از خلفائے عالی تدر حضرت ایشان است  
و کتاب حسانات الحرمین المعروف به یواقیت الحرمین در احوال سفر حرمین شریفین تحریر فرموده. نوشته اند.  
در سنه هزار و شصت و هشت که از کلمه محمد ۹۲ المعصوم، ۲۴ زار ۲۰۸ الشیخ ۴۹۱ = ۶۸۰ = ۱۰. نیز معلوم  
می گردد به عنایت خداوندی جل و علاطواف بیت الله و روضه رسول الله و زیارت اصحاب کبار و مزار متبرکه  
میسر گشت. و سلطان اورنگ زیب بر دست حق پرست حضرت شیخ سیف الدین بیعت شده بود. غالباً  
این بیعت بعد از سفر حرمین شریفین بوده.

حضرت ایشان قدس سره از ملوک آن و فضلیان بوده اند در حضرات القدس نوشته است یکم از  
خادمان حضرت ایشان که در سفر و حضر ملازم آنحضرت می بود پیش این فقیر نقل می کرد که در آن ایام که حضرت  
ایشان قدس سره بعد از حال حضرت خواجه قدس سره به دار الخلافه دلی تشریف برده اند آن مخدوم زاده بر حبابه



را ہمراہ گرفتہ بودند روزی حضرت ایشان بعد فراغ از حلقہ بہ حجرہ درآمدند کہ ساعتی استراحت نمایند و دیدند کہ آن مخدوم زادہ کونین برباد دادہ بر فراش آن حضرت خوابیدہ است، بہ سرعت تمام رجع القہقری نمودند خدام بہ عرض آن امام ہمام رسانیدند کہ حضرت چرا باز گشتند اگر حکم فرمایند مخدوم زادہ را بیدار کنیم تا ایشان را از کشند فرمودند کہ از غیرت خداوندی ترسیدم و بر خود بلرزیدم ناچار بہ اضطراب بگردیدم کہ دوست خدا اجل و علا در استراحت است مبادا موجب طلال و کلال دے گردم الخ۔ در زبدۃ المقامات نوشتہ است۔ روزی ایں مخدوم زادہ در آن وقت کہ درس چہار دہ سالگی بودند بہ عرض اشرف حضرت ایشان رسانیدند کہ من از خود نورے یافتہم کہ تمام عالم از آن نور منور است و آن نور در ہر ذرہ از ذرات عالم ساری است چمن آفتاب اگر آن فروزہ عالم ظلمانی است حضرت ایشان بشارت دادہ فرمودند کہ تو قطب وقت خویش می شوی و این سخن را از من یاد دار الخ۔ آنچہ حضرت مجدد قدس سرہ بشارت دادہ بودند ظہور آن بہ اتم و جہ شد در اطراف عالم فیوضات و برکات ایشان رسیدند در مناقب احمدیہ نوشتہ است: "خلفا و مستفیدان جناب ایشان بشمار کثرت ہدایت و افاضات کمالات باطنی کہ از توجہ علیا بہ ظہور آمدہ دلیلے است واضح بر علو شان، گویند نہ صد ہزار کس بر دست حضرت ایشان مرید شدند و ہفت ہزار آدم را خلافت دادہ اند"

شاعر مشہور ناصر علی سرہندی گفتہ و در زہد ہاسفہ۔

چراغِ ہفت محفل خواجہ معصوم	منور از فروغش ہند تا روم
رود جائے کہ جا آن جا نہ گنجبد	نظر بے کار مانند پا نہ گنجبد
ردے ماہتابی شرع بردوش	چو صبح از پاکی باطن قطب پوش
دو عالم کرد خود را فرش راہش	کہ شاید زیر پا افتد نگاہش
سریر معرفت را بادشاہے	بہ فرق از فرق درویشی کلاہے
ستون بارگاہِ شرع اسلام	بہ افعالِ پیہر گام بر گام
زہے عزت کہ ربّ العزتش داد	کہ بر سرتاج قیومیش بہاد
جہان قائم بہ او، او با خداوند	ز خود بگستہ با حق کرد پیوند
جہان در سایہ احسان او باد	فلک قائم بہ فرزند ان او باد
بزرگ و خورد این پاکیزہ رویان	بہ خلوت گاہ عصمت پار سایان
ز صاحبزادہائے پاک گو ہر	چہ گویم چون ز ہر وصف اندر تر
فلک را گرچہ در عصمت رسائی است	از ایشان کردہ کسبِ پار سائی است



قیوم

استہار حضرت ایشان خواجہ محمد معصوم بہ قیوم بود۔ و قیوم درین عالم خلیفہ حق است جل و علا و نائب  
مناب او، اقطاب و ابدال در دائرہ ظلال او مندرج اند و افراد او تا دور محیط کمال او مندرج، افراد  
عالم ہمہ بر وی روئے دارند و قبلہ توجہ جہانیان اوست و مانند یانہ و مانند بلکہ قیام عالم بہ ذات اوست، چونکہ افراد عالم  
مظاہر اسما و صفاتند۔ و ذاتے در میان شان کاین نیست ہمگی اعراض او صاف اند و اعراض او صاف را از ذات و  
جوہر چارہ نیست تا قیام شان بہ آن بود۔ لہذا سنۃ اللہ جاری است کہ عارفانہ فی النصبیۃ از ذات ارزانی داشته  
ویرا ذاتے عطامی فرمایند کہ بہ حکم نیابت و خلافت قیوم اشیاء می گردد و اشیاء بہ وی قائم می باشند۔ این چنین  
ذات عارف را حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نام قطب الاقطاب دادہ و حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ویرا قیوم فرمودہ  
اند مولوی محمد اسماعیل بن عبد الغنی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہم اللہ جمیعاً و عبیقہ بستم از مقدمہ کتاب عمقا  
نوشته اند۔ اتفق اهل الکشف والوجدان و آرباب الشہود و العرفان المؤمنین بالبراہین  
العقلیۃ و الاشارات النقلیۃ علی ان القیوم للکثرات الکونیۃ و احد شخصی الخ۔ یعنی اصحاب  
کشف و وجدان و خداوندان شہود و عرفان کہ بہ براہین عقلیہ و اشارات نقلیہ مؤید اند برین امر متفق اند کہ برائے  
کثرات کونیۃ شخص واحد قیوم است۔ ہرچہ این دو بزرگواران فرمودہ اند آن مسلک اہل عرفان است قاطبہ۔  
بعض افراد را بر تسمیہ حضرت مجدد قدس سرہ اعراض است۔ کہ قیوم از اسمائے الہیہ است۔ و گویہ  
را بہ این نام و صفت موسوم کردن بے ادبی است۔ لہذا بعضی از معترضین چون بیان حضرت مجدد قدس سرہ  
می شنوند حوقلمی خوانند و بعضی را کلمہ استرجاع بر زبان می آید چونکہ این افراد از دقایق علمیہ بے خبر اند معذور  
اند ایشان فکر نہ کردند کہ غنی، علیم، قادر، قہار، جبار، رؤف، رحیم، سمیع، بصیر و غیرہا من الاسماء المبارکہ۔ از  
اسماء الہیہ اند و بدین ادنی تردد بندگان را بہ این اوصاف و اسماء متصف می کنند۔ اگر در اتصاف بہ این اسماء  
مبارکہ قباحتی نیست در اتصاف بہ اسم مبارک قیوم قباحتی از چہ آمد اگر این جماعت معترضین تفسیر آیت  
شریفہ۔ قُلْ اَدْعُوا اللّٰهَ اَوْ اَدْعُوا الرَّسُوْلَ۔ را مطالعہ کنند از دل و جان معترف فضل و کمال حضرت مجدد  
شنوند قدس اللہ سرہ۔ عاجز گوید من حیث المعنی و نظر الی۔ تَخَلَّقُوا بِالْخَلْقِ اللّٰہِ۔  
تسمیہ حضرت مجدد نہایت درست و صواب است۔

حق تعالی حضرت مجدد را این مقام اعلیٰ کہ مقام خلافت است بخشیدہ بود و در او آخرت را بہ این  
مقام بہ حضرت خواجہ محمد معصوم عطا کردہ شد کہما اخبر السید المجتہد قدس اللہ سرہ ما دلل دَر القائل۔  
آن کہ نامش بر زبان بردنم از بے ادبی است ؛ گرچہ ذرات تنم جملہ بہ نامش گویا است  
لیک زانجا کہ زبان نیز سعادت طلب است ؛ گر بہ این نام شریفش نہ رسانم ز جفا است



قطب حق ہادی دین خواجہ محمد معصوم + آن کہ پیشش بہ تواضع قدرِ افلاک و آسمان است  
ظاہرش جملہ بہ انوارِ شریعت روشن + باطنش جملہ بہ اسرارِ حقیقت و انا است  
قطع شد بر قدر او خلعتِ قیومیت + آری این خلعتِ فائزہ چنین زیبا است  
قدسنا اللہ سبحانہ لسرہ الاقدس و افاض علینا من فیوضاتہ و فتوحاتہ و برکاتہ۔

**اولادِ مبارک** حق تعالیٰ حضرت ایشان را شش پسر از صبیحتہ اللہ ۲۔ حجتہ اللہ و نقشبند ثانی، ۳۔ عبید اللہ  
(مروج شریعت)، ۴۔ محمد اشرف، ۵۔ شیخ سیف الدین، ۶۔ محمد صدیق و پنج دختر، ۱۰۔ امہ اللہ  
۲۔ عائشہ، ۳۔ عارفہ، ۴۔ عاقلہ، ۵۔ صفیہ۔ عنایت کردہ بود۔

**مکاتیب شریفہ** در زبدۃ المقامات نوشتہ مخفی نہ ماند کہ این مخدوم زادہ را غایت اطلاع است  
بر اسرار و معارف پدر بزرگوار خود و ہم آن معارف کہ داخل مکتوبات گردیدہ و ہم غیر آن  
اسرار خاصہ کہ در علوات از زبان مبارک آنحضرت شنودہ اند الخ۔ و شیخ بدرالدین ابن مضمون را بہ تغیر پسرد  
حضرت القدس نوشتہ حضرت ایشان معارف حضرت مجدد را در مکتوبات خود بیان فرمودہ اند مکتوبات ایشان  
نیز در دفتر است در دفتر اول ۲۳۹ مکاتیب اند و این دفتر در مطبع نظامی کانپور در سنہ ۱۲۳۴ طبع شد۔ و دفتر  
۵۸۴ مکاتیب اند و این دفتر در سنہ ۱۲۳۴ مطابق سنہ ۱۲۹۶ در ظہور پریس لدھیانہ طبع شدہ، و در دفتر سوم ۲۵۲ مکاتیب  
اند و این دفتر تقریباً پنجاہ سال پیشتر مولوی نور احمد اترسری طالع مکتوبات قدسی آبات حضرت امام ربانی طبع کردہ۔

**نماز جنازہ** امامت نماز جنازہ ایشان حضرت محمد یحییٰ برادر خود حضرت ایشان کرد۔ اجتماع غلاتی بہ حدسہ بود  
کہ در تعداد نیاید۔ و بہ وقت دفن آسمان بہ شدت اشکبار بود۔ و بہ جهت غرب تہہ حضرت مجدد قدس سرہ  
در سہ بہ قاصد حضرت ایشان را دفن نمودند۔ و فیما بعد قبہ عالی بر مزار مبارک ایشان ساختہ شدہ  
تواریخ وصال: سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ گفتہ۔

قیوم جهان خلیفۃ اللہ دانندہ راز مائے مکتوم  
در دائرۃ وجود تا بود بودش بہ جهان مثال معدوم  
تاریخ وصال او خود گفت رفتہ از جهان امام معصوم  
ناصر علی رحمہ اللہ گفت

ہزار خانہ ان نقشبندان فروغ دین احمد خواجہ معصوم  
بہ سونے گلشنِ جنت قدم نہ ازین دیران رباط کهنہ بوم  
طلب کردم ز دل سال وصال نہ آمد۔ ز عالم رفتہ معصوم







بہ اعلیٰ رتبہ ارشاد رسانیدہ: نوشتہ۔ بعد ازیں کہ حضرت ایشان بعد الحاح و طلب بادشاہ خلد مکان بلکہ بہ موجب الہام رحمان آن مخدوم زادہ را رخصت و اجازت حضور لازم السرور برائے ارشادِ خلیفہ وقت و دیگر طالبان فرمودند۔ حضرت ایشان را یک دفتر مکتوبات است کہ فرزند اکبر ایشان حضرت محمد اعظم قدس اللہ اسرارہما جمع نمودہ و دیباچہ نوشتہ انداختام دیباچہ بر این اشعار است۔

زہ این نامہ ہائے رشد فرجام	کہ در آغاز او پیدا است انجام
معارف آن چنان دروے ہجوم است	کہ گوئی آسمانے پر نجوم است
درو تا بندہ انوار الہ است	کہ ازوے مقتبس خورشید و ماہ است
طریق احمدی ازوے منور	مشاہم طالبان ازوے معطر
لباس رہنمائی دربر او	نوع پارسائی بر در او
نہ می گویم کہ مدح او نمودم	ز مدحش اعتبار خود فرودم
امامے کو بود معصوم از عیب	کتاب مستطاب فیہ لا ریب
حقائق از مضامینش شگفتہ	رموزش از مخالف رو نہفتہ
زیفش دین احمد است نصرت	وہا انا فتحنا ہست مدحت
حقائق اندر و گردیدہ مستور	بہ رنگ اسم اعظم گشتہ مستور
بود تا گرم بازار ہدایت	بہ دوران تا رسد فیض عنایت
الہی باد ہادی طالبان را	حیات تازہ مرروح و روان را

جناب ایشان در مکتوب ہشتاد و سوم بہ صوفی سعد اللہ کابلی تحریر فرمودہ اند۔ بادشاہ بہ دخول طریقہ علیہ مشرف گشتہ بسیار متاثر گشت، صحبت با حضرت ایشان داشت چون شاہ جہان وفات یافت، بہ جہت ضرورت وجہ اکبر آباد گشت دیگر از ہجوم اہل طلب کہ مانند مور و ملخ غلو دارند نہ نوسید کہ از حیضہ نوشتن خارج است۔ الخ۔ و در مکتوب صد و چہل و دوم بہ شیخ محمد باقر لاہوری تحریر فرمودہ اند۔ بادشاہ دین پناہ شب شنبہ کہ سوم این ماہ باشد بہ منزل فقرا آمدہ از قسم اطعمہ بے تکلفانہ آنچہ حاضر بود تناول فرمودند و صحبت طولانی گشت و مجلس سکوت نیز در میان آمدہ معاملہ بقارابہ و ضووح تام می فرمایند کہ مدرک می گرد و مبدأ تعیین خود را صفت علم یافتہ، وسعت در لطیفہ اخفی و مناسبت بہ آن و از حقوق صفات بہ اصل از مدتے ظاہر می سازند، شاہزادہ سلطان محمد اعظم بہ رغبت دلالت بادشاہ بہ دخول طریقہ علیہ مستعد گشتہ و احوالش بہ غایت بلند است از ذکر لطائف و ذکر سلطانی و وسعت در قلب نشان می دہد، بادشاہ اظہار شکر این معنی می نماید



و از احوال شاہزادہ خبر گیران است۔ الخ۔ و در مکتوب پنجاہ و دوم بہ شاہزادہ سلطان محمد معظم بیان فضیلت ذکر خفی و مزیت دوام حضور کردہ اندورین خط نوشتہ اند۔ ذکر اسم ذات و طریقہ آن بالمشافہہ بیان کردہ شد از کیفیت آن اطلاع بخشند عمدہ آن است کہ ذکر ملکہ دل می گرد و وصف لازمہ او شود چنانچہ سمع صفت سامعہ و بصر صفت باصرہ۔ الخ۔ و در برکات معصومی نوشتہ: "غلبہ ارشاد بہ حدی محیط الآفاق گردیدہ کہ بادشاہ زادہ محمد اعظم شاہ کہ بہ اخلاص تمام مرید شدہ بود روزی بر دروازہ شریفی از کثرت ازدحام دستار از سر افتاد چون این مقدمہ بہ عرض بادشاہی رسیدہ شکرانہ الہی بہ تقدیم رسانیدند کہ در عہد مبارک ما این چنین شیخ صاحب کمال بہ منصہ منظر آورادہ۔ الخ۔ و نوشتہ: "روزی محمد اعظم شاہ دعوت آنحضرت نمودہ اند از غایت اخلاص آفتاب بہ دست خود آوردہ ایشان برادر بزرگ خود را حضرت محمد اشرف راقدس سرہ کہ در آن ایام نیز تشریف ایشان در حضور بودہ در دعوت شریک خود فرمودند ہر گاہ شاہزادہ بہ فکر شستادن دست ایشان بہ دست خود گشت، ایشان آن آفتاب را از دست بادشاہ زادہ گرفتہ خود اولاد دست برادر خود شستادنند بعد از آن بہ بادشاہ زادہ محبت کردند تا دست ایشان شستادن۔ الخ۔ و نوشتہ اند: "حضرت ایشان دقیمو چہا خواجہ محمد معصوم، را غلبہ ارشاد مخدوم زادہ عالی نژاد خیلے مرغوب الطبع گردیدہ، در ایام بودن ایشان در شاہجہان آباد حضرت وحدت قدس اللہ سرہ کہ فرزند رشید حضرت فازن الرحمۃ قدسنا اللہ بسرہ الاقدس و بہ کمالات بلند معنی ارجمند پیراستہ و بہ زبان آوری و لب و لہجہ شیرین گفتار آراستہ نیز درین بلکہ بودند حضرت ایشان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر با در حرم محترم می فرمودند کہ سبحان اللہ عبدالاحد باین شیرینی کلام موصوف است و سیف الدین بہ این تمکین و قار معروف و قبولیت بہ این نصیب گشتہ خوش گفت۔"

بہ مقبولی کے را دسترس نیست قبولِ خاطر اندر دست کس نیست

و بعد از تشریف بہ وطن مآلوف دیگر از خدمت حضرت ایشان مجدانہ گردیدند و در حضور لامع النور اخذ کمالات محبت کہ ہر روز در ترقی بود بہ کمال علالت و مری نمی نمودند و بعد از ایام وصال حضرت ایشان بانی روضہ منورہ فی الحقیقت ایشان اند ہر چند بنا بہ اعتبار ظاہر روشن آرا بیگم رحمہا اللہ سبحانہ نمودہ است اما چون بادشاہ زادہ مذکورہ بہ توسل ایشان انتساب داشتہ و در محبت ایشان بے نظیر بودہ و بہ اشارت ایشان بہ این دولت رسیدہ، پس بحکم "الذال علی الخیر کفای علیا" این کار از ایشان استوار است چنانچہ بالائے روضہ معظمہ نیز بیتے از ان ابیات مرقوم شاہد این مدعا است۔

اود سیف الدین محمد مقتدا یافت سوئے این سعادات اہتدا

و غرض ہائے حضرت ایشان بہ شان تمام در ہر مام بشوق مالا کلام بہ خود متعلق گردانید حتی المقدور شرکت غیرے دین امر



رفیع القدر تجویزی فرمودند بالجملہ در جمیع اطوار و افعال جالشیہ حضرت ایشان کما ینبغی نمودند بعد از ان ہم صحبت ہائے شائستہ بہ بادشاہ دست دادہ و بہ موجب طلب در حضور رسیدند و باز بہ وطن مراجعت نمودند خدمت حضرت والدہ کرمیہ خود بعد وصال حضرت ایشان بہ وجہ التیق بہ تقدیم رسانیدند الخ۔ در سیر الکاملین نوشتہ "حضرت ایشان را شوکت ظاہری بسیار بود۔ مجال سلاطین و امرانہ بود کہ بہ حضرت ایشان لب کشائند یا حرف زنند دست بستہ بہ آداب تمام استادہ می بودند آن قدر ہجوم مردم در حلقات ذکر و مراقبہ می شد کہ از نشستن نظر بہ ہر کس نہ می رسید حضرت ایشان بر کسی نشستہ انظار قدسیہ بہ حال مستفیدین می فرمودند یک ہزار و چہار صد کس در خانقاہ شریف طالبین حق سبحانہ می بودند ہر کس را موافق فرمایش طعام می رسید نوشتہ اند کہ شوکت ظاہری ایشان را دیدہ بعض افراد گفتند حضرت شیخ تکبر دارند چون این قول بہ مسامح شریف حضرت ایشان رسید فرمودند تکبر ما از کبریائی اوست جلّ جلالہ و گرنہ من همان خاکم کہ بودم۔ در برکات معصومی نوشتہ جہانمت کثیر از صغیر و کبیر در جال و نساہ و امراد قرار از فیض آن حضرت شاداب گردیدہ، ہر کس بہ موافق نصیبہ خود نعمت برداشتہ و کام روانی اہل حوائج علی الخصوص کہ از اہل حقوق باشند در ان مدت بہ نوعی بہ حصول پیوستہ کہ تا امروز رطب اللسان شکر عطیات و تفضلات ایشانند و صلہ رحمی بر بنات و اخوات و دیگر قریبات زیادہ از آنچه مشروح قلم تواند شد بہ کاری بردند و آداب بزرگان و برادران خود غیر متوقع بہ وقوع پیوستہ۔ و نوشتہ "تشریف حضرت حجتہ اللہ قدسنا اللہ سبحانہ بسره جانب سفر حجاز اتفاق یافتہ و آن حضرت بہ جہت مشایعت یک مرحلہ کاملہ ہمراہ آمدند وقت وداع حضرت حجتہ اللہ فرمودند کہ عمر بہ اخیر رسیدہ است باید کہ بر احوال فرزندان این جانب البتہ مہربانی مبذول خواہند داشت بہ ایشان در جواب گفتند کہ امید از فضل چنان است کہ عمر حضرت بہ سن کثیرہ و فائدا ماب خود این امید مطلق نہ ماندہ است، فرزندانم رجا مند عنایت شمایند، ہر چنان شد کہ ملاقات اخوین کہ باز دست نہ داد و واقعہ آن حضرت بہ وقوع پیوست و حضرت حجتہ اللہ نوزدہ سال بعد از وصال ایشان بہ قید حیات بودند سبحان اللہ طرفہ اندام جلوه گر گشتہ است و دو احمر اکابر برابر ہر دو خود برداشتہ است فافہم ولا تَکُنْ مِنَ الْقَاصِرِینَ الخ۔ عاجز گوید کہ اس قصد دوم از سفر حجاز بودہ کہ حضرت محمد نقشبند حجتہ اللہ در ۹۵۰ ہجری مکررہ بود و از وجہ غیر مامون بودن سفر آبی از حیدر آباد معاودت فرمودہ بودند مولف برکات معصومی ہر واقعہ را بہ عنوان احمری نویسد ہذا مراد از دو احمر دو واقعہ است در عہدہ المقامات در احوال قیوم جہان حضرت محمد معصوم قدس سرہ نوشتہ کہ عبد الملک از فقرائے مبتدع تسخیرات از خواندن اسمائے سیفی بہم رسانید بود، حضرت ایشان یک روز قبل از رحلت خود فرمودند عنقریب من سرزندہ سیف الدین اودا منہدم و ناچیز خواہد نمود۔ فوقہ کما اُخبرنا انتہی ما مخصّصاً۔ در برکات معصومی نوشتہ۔ وضع



شریف آن حضرت از مدتی چنان بودہ کہ در نصف شب جریذہ بر روضہ مقدسہ حضرت مجدد الف ثانی بہ شوقی تمام می رفتند و گرد آن مرقد مطہر نورہ اللہ می گشتند و می فرمودند: "سگ در گاہ مجدد الف ثانی ام"۔ و گاہی بہ این عبارت می گفتند کہ: "سگ در گاہ بندگی شیخ احمد کابلی سرچندی ام"۔ و ہنگامی بر روضہ معظمہ حضرت ایشان بہ ہمان وقت لیل رفتہ این بیت بہ شورش تمام می خواندند:

من کیستم کہ باتو دے بندگی کنم    چندین سگان کوے تو یک کمترین منم

قاعدہ شریفہ چنان بود کہ بین الظہر والعصر اخوت کریمات راجع فرمودہ بہ دستور حضرت ایشان قدس سرہ حدیث شریف می خواندند و روزی کہ مقدمہ موت ایشان بود چون کتاب را غلاف کردند یکے از حضرات معروض داشت کہ بیشتر ہم بخوانید۔ فرمودند کہ بیشتر از محمد عظم خواهند شنید چنانچہ ہجرتان شد کہ آن روز گزشت و بہ شب آن حضرت ارتحال فرمود۔۔۔۔۔ شیخ صفراحمدر بن فضل اللہ مخدومی ہمیشہ زادہ حضرت ایشان قدس سرہ در برکات معصومی نوشتہ: "فقیر باوجود خورد سالی آن معرکہ را بہ وجہ احسن در خاطر دارم و شہرتی کہ در ہمان وقت بین الناس انتشار یافتہ بود ذہن نشین است، اما بعد از کلاں سالیہا ہم از اکثر مردم شنیدم کہ جنازہ آن حضرت قدس سرہ بالائے ہوامی رفت و ہر چند مردم بہ قصد می جستند دست کم کس بہ آن می رسید و بعد از رسیدن بہ روضہ خود بہ خود فرود آمد۔ روضہ منورہ ایشان از روضہ حضرت مجدد بہ سمت جنوب قدرے بہ فاصلہ در یک باطل واقع است۔ طوبی لمن زارہا۔ مادہ تاریخ ایشان را کسے چنین نظم کردہ است۔

مصدر درع شیخ سیف الدین    بود سلطان عالم ارشاد  
چون بہ جنت برفت از دنیا    آب تقوی در ہشد بر باد  
سال تاریخ و صل آن حضرت    گشت ماہی ستون دین افاد۔ ۹۶

اولاد ایشان | حق تعالی حضرت ایشان را ہشت یسر شش دختر عنایت فرمود۔  
فرزندان = (۱) محمد عظم (۲) محمد شعیب (۳) محمد حسین (۴) محمد علی (۵) محمد موسی  
۶) محمد کلمۃ اللہ، محمد عثمان (۸) عبد الرحمن۔

دختران = (۱) جنت (۲) حبیبہ (۳) سائرہ (۴) شہری (۵) رفیع النساء (۶) زہراء،  
رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین۔



## بابائے ششم حضرت محمد علی قدس

حضرت ایشان فرزند چہارم سلطان الاولیاء حضرت شیخ سیف الدین اند۔ برنخے از علوم پیش حضرت والد ماجد خواندہ بودند کہ حضرت ایشان رحلت فرمودند۔ فیما بعد از حضرت برادر کلان محمد اعظم استکمال علم ظاہر و باطن فرمودند۔ در برکات معصومی نوشتہ۔ شاعر و فاضل اند و در جود طبع مشہور۔ ہر کجا باشد خدا یا بہ سلامت دگر و در جواہر علویہ نوشتہ است۔ عالم و شاعر و ذہین و صوفی و اہل نسبت بودند۔ در سنہ ہزار و صد و پنجاہ و قات یافتند۔ و در ربالہ سیر الکاملین نوشتہ است۔ ولادت ایشان در مایہ یازدہم است بعد ہزار و ہفتاد، عالم بودند علم ظاہر و باطن، تحصیل علوم از خدمت والد ماجد و برادر کلان شیخ محمد اعظم فرمودہ بودند، در علم و فضل و تقویٰ مستثنیٰ روزگار بودند، روزے عالمگیر یاد شادہ در خدمت حضرت ایشان حاضر شد، دید کہ جامہ باریک پوشیدہ اند عرض نمود کہ در میان مردم این حدیث مشہور است۔ مَنْ رَقَّ ثَوْبُهُ رَقَّ دِينُهُ حضرت ایشان در تحقیق این حدیث رسالہ نوشتند و مَوْضُوعِیَّتِ این حدیث را از کتب معتبرہ اثبات کردند، و پیش سلطان وقت فرستادند، سلطان بہ کمال علیت ایشان مقرر شد۔ در سہ ہزار و سنہ ہزار و یک صد و پنجاہ و سہ وفات یافتند و در قبۃ والد ماجد خود مدفون شدند۔ رَفَعَ اللَّهُ قَدْرَهُ فِي أَعْلَى الْجَنَانِ۔

**اولاد** حضرت ایشان را سہ پسر و یک دختر بودہ۔ (۱) رفیع القدر (۲) عزیز القدر (۳) عظیم القدر و عمدۃ النساء۔

## بابائے پنجم حضرت عزیز القدر قدس

ولادت حضرت ایشان در سہ ہزار و شریف بودہ، در سیر الکاملین نوشتہ۔ ولادت ایشان در آخر مایہ یازدہم بود و وفات در مایہ دوازدہم، عالم و عامل و فاضل و اکمل بودند، تلمذ در ظاہر و باطن از والد ماجد خود داشتند و در طریقہ شریفہ آباء کرام بہ کمال استقامت مستقیم بودند۔ رَحِمَهُ اللَّهُ وَ قَرَّبَهُ لَدَيْهِ۔ و حضرت جد ماجد در انساب الطاہرین نوشتہ اند۔ یہ پنجم ربیع الاول ۸۳۰ ہزار و یک صد و ہشتاد و سہ رحلت فرمودہ۔ و شاہ رؤف احمد در جواہر علویہ سال وفات یک ہزار و یک صد و ہشتاد و ہفت نوشتہ و برہامش کتاب ہدیہ احمدیہ در انساب حضرات مجددیہ نوشتہ است۔ مسموع شدہ است کہ ایشان در قصبہ نجیب آباد از اضلاع بجنور مدفون اند۔ حضرت ایشان را از دوزجہ یکے عشرت دختر انوار اللہ سعیدی و دیگر اگرام النساء بنت ابن عم ایشان

**اولاد** سہ پسر و سہ دختر بودہ۔ (۱) حفیظ القدر از زوجہ اولی (۲) احمد معصوم (۳) صفی القدر از زوجہ ثانیہ۔



(۱) سمرہ (۲) جمیلہ (۳) فصیح النصار۔ احوال بنات معلوم نہ شد کہ از لطن کد امین زوجہ اند۔ رَحْمَتُہُمُ اللہُ جَمِیعًا۔

## بابِ چہارم حضرت صفی القدر قدس

در سیر الکاملین نوشتہ است: حضرت شیخ محمد صفی القدر فرزند رشید حضرت شیخ عزیز القدر بہتند، ولادت شریف ایشان در سہزادہ سنہ یک ہزار و یک صد و شصت و شش بہ وقوع آمد تحصیل علم ظاہری از علما کے وقت و از والد ماجد فرمودہ اند و کسب سلوک باطنی نیز از خدمت پدر عالی قدر کردہ اند، عالم با عمل کثیر العبادات والطاعات والوظائف والاوراد بہ قدرے بودند کہ یک لمحہ از ان فراغت نہ داشتند و استقامت بر شریعت و طریقت تا حد نہایت داشتند، امرباالمعروف ونہی عن المنکر بلا خوف، خواہ امیر باشد خواہ فقیر فرمودند: **كَانَ لَا يَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَا يَجِبُ** ہر کس را کہ خلاف جادہ شریعت می دیدند، بے تحاشی و بے تامل، خواہ بہ دست خواہ بہ زبان، زجر می کردند و در زہد و تقویٰ عدیم النظیر فی الامثال بودند، نواب نصرا اللہ خان رئیس رامپور ہر چند خواست کہ منصب نیابت قبول کنند، از کثرت وسر ع جواب صاف دادند، وقت رحلت بہ فرزند خود (حضرت شاہ ابوسعید) فرمودند: **حُجِبَ بِالْكَلِّ مَرْتَفَعُ كُشْتَنْدُ** و چون قاری بہ آیت شریفہ **فَاذْخُلْ فِي عِبَادِيْ وَاذْخُلْ جَنَّتِيْ** رسید، جان با جانان پیزند، **وَكَانَ ذَلِكَ يَمْسُ وَعِشْرِينَ خَلَّتْ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةِ اَلْفٍ وَمِائَتَيْنِ وَسِتٍّ وَثَلَاثَيْنِ**، **تُوْفِيَ فِي بَلَدَةٍ لَّكُنُوْدُوْدٍ فِيْهَا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ** و محدث دار الحجۃ حضرت شاہ عبدالغنی در رسالہ **هُوَ الْغَنِيُّ** ضمیمہ مقامات مظہری بر صفحہ ۵۹ نوشتہ اند۔ اول ارادت بہ خدمت والد ماجد خود (حضرت صفی القدر) آوردند، اوشان بر طریقہ آبائے کرم خود مستقیم بودند و ترک دنیا و انقطاع غالب داشتند بہ حدیکہ نواب نصرا اللہ خان آرزو نمود کہ عہدہ بخشیکری قبول فرمایند کہ بہ معرض قبول بیفتاد، داسما در اشتغال و اوراد خود مصروف بودند، ذوق بہ علم حدیث شریف داشتند از اہل فسق و فجور معرض بودند، وفات شان دوشنبہ بسبت و پنجم شعبان سنہ یک ہزار و دصد و سی و شش ہجری در بلدہ لکنؤ واقع شد، تاریخ وفات آن حضرت **فَاذْخُلْ فِي رِضْوَانِ الْمُؤَدُوْدِ دَسْتَلَمَ** است، سید احمد صاحب دلولوی اسماعیل شہید دیگر اعزہ تجہیز و تکفین بر خود گرفتند، در راہ عریثہ یعنی چھپر کے سوختہ افتادہ بودند نعش شریف را بر آتش بردند کہہ را آسیب نہ رسید، حضرت جہا مجد در انساب الطاہرین نوشتہ اند کہ حضرت ایشان چون از تہجد فارغ می شدند اہل خانہ را بیداری کردند تا نماز تہجد بخوانند در توکل بے نظیر بودند، مزار مبارک ایشان بیرون دروازہ اکبری کہ اندرین روز ہا آن جائے را چوک گویند بالائے پتہ در زاد بیہ مسجد صغیر واقع است **رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ قَدْ مَنَّ سِرًّا**۔



زویہ حضرت ایشان فیض جہاں بنت مولوی محمد رشید بن محمد رشید بن فرخ شاہ سعیدی مجددی بودہ  
قدس اللہ اسرارہم۔ و از بطن ایشان یک پسر ابو سعید زکی القدر بودہ دختر صفیہ و امہ العزیز پروردگار عطا فرمودہ

## باب سوم حضرت شاہ ابوسعید زکی القدر

اسم گرامی ایشان زکی القدر است کما فی انساب الطاہرین و کنیت ابوسعید۔ ولادت با سعادت بہ دوم  
ذی القعدہ ۱۱۹۶ مطابق ۱ اکتوبر ۱۸۸۲ء در مصطفیٰ آباد رامپور بودہ سال ولادت از حافظ و عالم دولی یاد اللہ ظاہر  
وفات بہ روز شنبہ مکیم شوال ۱۲۵۶ مطابق ۲۱ جنوری ۱۸۷۲ء شدہ عمر شریف بہ اعتبار سنین قمریہ ۵۳ سال،  
دہ ماہ بہشت و ہشت روز بہ اعتبار سنین شمسیہ پنجاد و دو سال و سہ ماہ و بہشت و دو روز بودہ۔

دہ سالہ بودند کہ قرآن مجید را حفظ کردند چون بہ عمر نوزدہ سال رسیدند از تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ  
یعنی فقہ و حدیث و تفسیر و منطق و غیرہ از علمائے زمانہ مثل مفتی شرف الدین و مولوی رفیع الدین فرزند شاہ ولی اللہ  
و خال خود مولوی سراج احمد بن مولوی محمد رشید حاصل نمودند و اجازت علم حدیث شریف از خال خود و از حضرت  
شاہ عبد العزیز حاصل فرمودند۔ و از قاری سیم علیہ الرحمۃ فن تجوید حاصل کردہ در تلاوت قرآن مجید یکائے دقت  
گشتند می فرمودند بر حسن تجوید خود چندان اعتماد نہ بود تا آنکہ در حرم محترم اہل مکہ تحسین قرأت من نمودند و مشق  
خطاطی از کاتب شہیر کلو خاں کردند چنانچہ قرآن مجید را نوشتہ وقف می فرمودند۔ عاجز بہ روز شنبہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۲۸۸  
مطابق ۸ اپریل ۱۹۶۷ء در رباط حضرت شیخ محمد مظہر سدس سرورہ در مدینہ منورہ بہ زیارت آن مصحف مبارک  
مشفق شد کہ حضرت ایشان قدس سرور بہ ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۱۷ء از کتابت آن فارغ شدہ اند کل صفحات آن  
بہشت صد و ہشتاد و ہشت اند و در ہر صفحہ نہ سطور اند۔

کیفیت کمالات ظاہر و باطن از آیام صبا در ذات شریف مرئی می گشت۔ شاہ عبد الغنی از حضرت  
ایشان نقل فرمودہ کہ: در او اہل عمر بہ حسب اتفاق در بلدہ لکھنؤ معیت میان ضیاء البنی کہ از اقارب بودند  
گزر واقع شد، در مکانے فروش شدیم در راہ آمد و رفت کہ در مسجد برائے نمازی رفیق درویشے بود کہ اکثر ستر برہنہ  
می داشت۔ مگر بہ وقت آمد و شد من ستر عورت خود می کرد کہے پرسید کہ ترا چہ شد چون ایشان را می بینی ستر می کنی،  
گفت وقتے باشد کہ ایشان را منصبے حاصل شود کہ مرجع اقارب خود گردند۔ حضرت ایشان را در زمانہ تحصیل علم  
ظاہر ارادہ خدا طلبی پیدا شد، از والد بزرگوار خود کمالات باطنی حاصل کردند۔ حضرت والد بہ حضرت ایشان فرمودند  
اے فرزند مرغ ہمت تو بلند پرواز افتادہ است لہذا از خلفائے خاندان خویش تکمیل نسبت نہایت۔ لہذا  
حضرت ایشان رجوع در خدمت حضرت شاہ درگاہی کردند کہ در رامپور بر مسند ارشاد حضرت حافظ جمال اللہ



خلیفہ حضرت سید قطب الدین خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر قبلہ عالم قدس اللہ اسرارہم بودند، در طریقہ قادریہ مجددیہ بیعت کردند تا دوازدہ سال ملازم خدمت بابرکت شاہی درگاہی بودند درین ایام ریاضات و مجاہدات شاقہ کذا م الصوم و لزوم الشہد و ترک الذنات۔ بر خود لازم گرفته بودند شاہ درگاہی ایشان را بخلعت خلافت خاصہ خود و اجازت مطلقہ نواختند و قائم مقام خود فرمودند صد ہا افراد بہ توجہات عالیہ ایشان بہ درجا علیا رسیدند مع ذلک می فرمودند چون مکتوبات شریف را مطالعہ می کردم می یافتہ کہ تا این دم کمالات نسبت احمدی مجددی حاصل نہ شدہ است، چنانچہ بہ دہلی تشریف آوردند و مکتوبے بہ پانی پت در خدمت حضرت قاضی شہار اللہ فرستادند کہ خواہش استفادہ باطنی دارم حضرت ایشان بہ ایشان نوشتند کہ شاہ بہ خدمت حضرت شاہ غلام علی برسید چنانچہ جناب ایشان بہ خدمت حضرت شاہ صاحب رسیدند و بیعت شدند و خلافت یافتند حضرت شاہ صاحب می فرمودند طلب خدا چنین باید کہ ایشان را ہست، شیخی گزاشتہ بہ مریدی نشاندہ چند ماہ نہ گزشتہ بود کہ بہ خلافت مطلقہ در طرق سبعہ نواختند، حضرت ایشان از صحبت حضرت شاہ صاحب تا پانزدہ سال استفادہ کردند و بہ بشارت عالیہ این خاندان مثل ضمیمت و قیومیت مشرف گردیدند۔

حضرت شاہ صاحب فریدان خود را حوالہ ایشان می کردند، در مناقب احمدیہ نوشتہ است کہ مولانا خالد گردی و سید اسماعیل مدنی وغیرہما از ایشان توجہات گرفتہ اند۔ و شاہ سعد اللہ حیدر آبادی و ملا عبد الکریم ترکستانی از حضرت شاہ صاحب شروع سلوک کردند و بعد از حضرت ایشان تمام سلوک کردند حضرت ایشان اجازت دادند چونکہ ایشان بیعت از شاہ صاحب کردہ بودند ازین جہت تصدیق اجازت نامہ از اسم مبارک حضرت شاہ صاحب است و ہر ایشان نیز عند البسمۃ ثبت است و در آخر ہر حضرت ایشان اعنی شاہ ابوسعید است حضرت شاہ صاحب در اجازت نامہ کہ بہ حضرت ایشان تحریر کردہ عطا فرمودہ اند، نوشتہ اند: و مشاہدہ کردہ ام بہ عنایت الہی کہ بہ توجہات ایشان در ویشان از نسبت قلبی نسبت فوقانی بہرہ ور می گردند: و ضمیمہ مقامات منظرہ حضرت شاہ عبدالغنی نوشتہ اند۔ شاہ سعد اللہ صاحب در خدمت حضرت ایشان رسیدند شروع سلوک از حضرت ایشان کردند بعد از ایشان توجہات گرفتند و اجازت و خلافت یافتند، بہ حرمین شریفین رفتند آنجا شرف اندوز شدہ در حیدر آباد دکن رفتند و ارشاد تمام یافتند، صغیر و کبیر آن ملک بہ اخلاص تمام پیش آمدند، صد و پنجاہ کس در خانقاہ ایشان وظیفہ خوار اند، عرس حضرتین بہ تکلف می کنند، انقطاع از اہل دنیا و سخاوت نہایت دارند، ملا عبد الکریم ترکستانی نیز بہ خدمت حضرت ایشان حاضر آمدند، نسبت برداشتند، بعد از ان توجہات از ایشان گرفتہ اجازت یافتہ وخصت شدند، در شہر سبز طریقہ ایشان رواج تمام یافتہ ہزار ہا کس حلقہ بگوش شدند، خانقاہ و دیہات



و لنگر خانہ عظیم برپا دارند، امیر شہر اخلاص تمام دارد؛ الخ۔ عاجز گوید مراد از حضرت ایشان "حضرت شاہ غلام علی" و از "ایشان" حضرت شاہ ابوسعید اند، قدس اللہ اسرارہما۔

سید احمد خان مؤسس جامعہ اسلامیہ علی گڑھ ہمراہ پدر بزرگوار خود سید محمد تقی بہ خدمت حضرت شاہ صاحب درخورد سالی می آمد، وے در کتاب آثار صنادید نوشتہ: حضرت شاہ صاحب بارہا بہ یارانِ طریقت فرمودہ اند: ابوسعید برائے من فخر است، اگر من فقیری اختیار کردم غم کسے نہ داشتم، ابوسعید را بہ بند کہ باوصف علائقِ دنیویہ (یعنی باوجودے کہ اہل و عیال دارند) در عبادتِ پروردگار این گونہ مصروف است گویا کہ علائقِ دنیویہ نہ دارد۔ در سیر الکاملین نوشتہ: جناب ایشان در ترویج شریعتِ محمدی و طریقہٴ مجددی مانند آباد اجداد سرگرم شدند و تلخی و سختی و فقر و فاقہ کہ شیوہٴ محمودہ طریقہ علیہ ہست بہ سبب کمال ایشان خیلہ زیاد چشیدند، و اوصاف حمیدہ و اخلاق نبویہ جناب ایشان از شکست و مسکنت و حفظ مراتب ہر کس بانہایت مشغولی و تحمل و صبر و بردباری بہ این حد رسیدہ بود کہ کسے کہ منکر حضرت شاہ صاحب بودہ بہ جناب ایشان رو بہ اعتقاد آورد۔ و حضرت شاہ رؤف احمد در جواہر علویہ نوشتہ اند: اول مصافحہ بیعت در خاندان قادریہ بروست زبدۃ اصفیا قدوۃ اولیا محبوب الہی حضرت مولانا شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ داشتند، و نسبت باطن ہم از آن حضرت کسب نمودہ بہ مرتبہ اجازت و خلافت رسیدہ بودند باز بحضور حضرت ایشان (حضرت شاہ غلام علی) حاضر شدہ مصافحہ بیعت در خاندان نقشبندیہ کردند و سلوک مقاماتِ مجددیہ تا آخر رسانیدہ عجوبہٴ روزگار گردیدند از آیام طفولیت آثار: السَّعِيدُ مَنْ سَعِدَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ۔ از جبین مبینش ظاہر بود برادر خالہ زاد این احقر اند۔ در مناقب احمدیہ نوشتہ است: ہر گاہ ایشان (شاہ ابوسعید) از سفر تشریف می آوردند (حضرت شاہ صاحب) استقبال ایشان می فرمودند حتی کہ یک بار آن حضرت مریض بودند و ایشان تشریف آوردند، بر چہار پائی خود نشستہ مردمان را فرمودند کہ مرا برداشتہ برید تا کہ استقبال فوت نہ شود و تا مسجد حکیم قدرت اللہ کہ بیرون خانقاہ بہ فاصلہٴ قلیلہ واقع است تشریف بردند و بہ نواز شہاے بسیار سرفراز ساختند۔ حضرت شاہ صاحب در ماہ مبارک رمضان ۱۲۳۱ھ حضرت ایشان را بہ ضمنیت خود سرفراز فرمودند، و در نصف ماہ جمادی الاولی ۱۲۳۲ھ بشارت بہ منصبِ قیومیت دادند و چون حضرت شاہ صاحب را مرض موت لاحق شد قیام حضرت ایشان در لکھنؤ بود۔ بہ ایشان تحریر فرمودند: می بینم کہ منصبِ آخر مقاماتِ این خاندانِ عالی شان بہ شما متعلق و وابستہ شد و پیش ازین در بیماری سابق دیدہ بودم کہ شما بر جائے مانستہ اید و قیومیت بہ شما عطا کردند۔ و تحریر فرمودند: از غیب القامی شود کہ ابوسعید را باید طلبید و روح مبارک حضرت مجدد رضی اللہ عنہ برین باعث است و دیدہ ام کہ شما بران راست خود



بنشانده ام و منصبی کہ آثار آن عنقریب عاید بہ شمامی شود مفوض نموده خانقاہ شمار امبارک باد۔ جلد تر  
بیامید، تو کلا علی اللہ اینجہ آمدہ بنشینید۔

در سال یک ہزار و دویست و چہل و نہ عزم حرمین شریفین کردند فرزند اکبر حضرت شاہ احمد سعید را  
سجادہ نشین خانقاہ ساختند و فرزند او وسط حضرت شاہ عبدالغنی را رفیق خود ساختہ متوجہ آن دیار برکت  
آثار شدند در حرمین محترمین علماء فضلار اقتباس انوار از حضرت ایشان کردند و بعضی بہ دخول طریقہ  
ممتاز شدند۔ بعد از حج در ماہ محرم و در بلد محترم مرض اسہال و حمی شروع شد چون مرض قدرے تخفیف کرد  
در ماہ ربیع الاول بہ مدینہ منورہ سفر کردند۔ ایام مولد شریف ہمنو بجا بودند، بہ دوران قیام مدینہ منورہ در  
شدت مرض تخفیف بود۔ چون بہ جانب دطن رجوع فرمودند در مرض شدت شروع شد۔ باوجودیکہ علیل و  
مسافر بودند بہ اول ماہ صیام ۱۲۵۰ روزہ داشتند۔ در آن روزہ شدت مرض زیادہ شد لہذا حکم بہ فدیہ  
دادند بہ بست و دوم رمضان داخل بلدہ ٹونک شدند۔ نواب وزیر الدولہ بسیار تکریم و تعظیم نمود۔ مرض  
شدت اختیار کرد۔ روز شنبہ کہ یکم شوال و روز عید بود در احوال تغیر پیدا شد بہ فرزند خود حضرت عبدالغنی  
وصیت بہ اتباع سنت و اجتناب از اہل دنیا فرمودند و ارشاد کردند۔ اگر برادر اہل دنیا خواہی رفت ذیل  
خواہی شد و الا ایشان چون سگان بر دروازہ تو خواہند غلطید و فرمودند ہر چہ مار از اشغال و اوراد رسیدہ  
ترا بلکہ عبدالغنی را اجازت دادم و فرمودند وقت کہ ام نماز هست مولوی حبیب اللہ عرض کردند ہر نماز کہ  
حضرت خواہند ادا فرمایند فرمودند امشب تمام شب در نماز گزشتہ است۔ بعد از نماز ظہر حافظ را بہ  
قرأت سورہ یس حکم کردند۔ سہ بار شنیدند فرمودند پس کنید کہ وقت کم ماندہ است و فرمودند امروز  
نواب در خانہ نیاید۔ پیشتر از امر آگے آمدہ بود فرمودند۔ از آمدن امر اظلمت می آید۔ بین الظہر و العصر از روز  
شنبہ یکم شوال ۱۲۵۰ کہ روز عید بود انتقال فرمودند مولوی حبیب اللہ و اہل قافلہ متکفل غسل شدند۔  
مولوی خلیل اللہ قاضی ٹونک امامت نماز کردند علماء، فضلار، عمائدین، اُمراء و نواب ٹونک و جمیع  
اہالی در نماز جنازہ شریک بودند۔ در تابوت پنبہ نہادہ جسد مبارک را بران نہادند و بعد از چہل روز از  
صندوق برآوردند و چنان معلوم می شد کہ ہمین وقت غسل دادہ اند۔ ہیچ تغیر در حضرت ایشان نہ بودہ ،  
پنبہ کہ زیر ایشان در تابوت بود نہایت معطر بود، مردم آن را تبرکاً بردند۔ حضرت ایشان را در خانقاہ شریف  
دہلی بہ پہلو پیر و مرشد حضرت شاہ صاحب بہ جہت غرب پیر و خاک کردند۔ کسے گفتہ و خوب گفتہ سہ

سعید ازل آمدہ نام او سعادت بود اولین کام او  
زر حمت کہ بودہ خزائن ہزار کلیدش بدو دادہ پروردگار



بہ ملک طریقت شہر بے نظیر      بہ کوئے حقیقت نشین کبیر  
 چو جبریل در راہ عرفان دلیل      نبی راجیب و خدایا خلیل  
 بہ محبوبیش برگزیدہ خدا      بہ قر و بیش برستودہ قضا  
 ز بہر غریبان بے اعتبار      بود آیت رحمت کردگار  
 امین جہان پردہ دار زمین      بہ روئے زمین آسمان برین  
 بہ ہندوستان گرچہ دارد مقام      بہ بالائے ہفتم فلک راندہ گام  
 گزشتہ بہ یک گام زین نہ طہق      ز قدوسیان بردہ گوئے سبق  
 بہ ملک امارت ولایت بسرد      بہ کوئے نبوت وراثت بسرد  
 مریع نشین مسدس سرا      بہ راجش جبین سودہ ہفتم سما

مولوی خلیل احمد مضطرب بھوی مجددی رامپوری از مخلصین حضرت شاہ صاحب و از محبتین

حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس اللہ اسرار ہم تاریخ وفات حضرت ایشان گفتہ

امام و مرشد ما شاہ بوسعید سعید بہ روز عید چو شد و اصل جناب خدا

دل شکستہ و مغموم گفت تاریخش      ستون محکم دین نبی فتادہ زیبا ۱۲۵۰

حضرت ایشان قدس سرہ در بیان سلوک مجددیہ رسالہ ہدایۃ الطالبین و مرقاۃ السیاحین

نوشتہ اند۔ از بہترین رسائل است درین باب۔ در سیر الکاملین نوشتہ بعض مخلصین در

مکہ معظمہ آن را مترجم بہ زبان عربی کردہ اند۔

حضرت ایشان را دو زوجہ بود و از ہر دو اولاد شدہ۔ اولی زبیدہ دختر غلام صدیق فرزند عظیم القدر

از بطن ایشان یک پسر احمد سعید و یک دختر مجیدہ۔ و آخری حسینی بنت میر بادشاہ بن میر احمد

مجددی۔ و از بطن ایشان دو پسر عبدالغنی و عبدالغنی۔ تذیل۔ عاجز در دیباچہ کتاب ذکر کردہ کہ از حضرت

شاہ بوسعید قدس سرہ ذکر جمیع افراد این فرج مبارک انشاء اللہ کردہ خواہد شد۔ تا ناہائے ایشان محفوظ

ماند و سلسلہ تعارف گستہ نہ شود۔ لہذا عاجز بیان جمیع اولاد حضرت ایشان می کند۔

ولادت ایشان بہ شب شنبہ ۲۵ شعبان ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۹ جون ۱۸۱۹ء

حضرت شاہ عبدالغنی

در محلہ مغلیہ نزد خانقاہ حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ بہ ظہور رسیدہ۔

نام تاریخی "مظاہر حلیم" است۔ و وفات ایشان در مدینہ منورہ بہ روز شنبہ ۲۹ محرم ۱۲۹۶ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۸۷۹ء

بدوقوع آمد و در جنت البقیع بہ پہلوئے حضرت برادر خود شاہ احمد سعید متقل گنبد مبارک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ



مدفون شدند و بہ مراد خود رسیدند چنان کہ در مکتوب دوم ظاہر فرمودہ اند۔ سال وفات از "شد اند زمین آفتاب علوم ظاہر است۔ این مادہ تاریخی را عاجز از حضرت سیدی الوالد قدس سر و شہیدہ بودہ چنانچہ این مصرع نفیسہ را عاجز در سلک نظم سفتہ و گفتہ۔

امام ز من شاہ عبدالغنی شریعت پناہ و طریقت اروم  
چو ہفت محرم سہ شنبہ رسید بہ جنت برقت و برست از ہوم  
چہا والد م گفت سال وصال "شد اند زمین آفتاب علوم = ۱۲۹۶  
قرآن مجید در خورد سال حفظ کردند و علوم ظاہری از مولانا حبیب اللہ و علوم باطنی از حضرت والد بزرگوار خود کسب می کردند۔ ہنوز از تحصیل علوم فارغ نہ شدہ بودند کہ در ۱۲۳۷ ہجری ہمراہ والد بزرگوار خود بہ سفر حرمین شریفین روانہ شدند۔ مولانا حبیب اللہ کہ استاد ایشان بودند نیز درین مبارک سفر رفیق ایشان بودند، این سفر برائے حضرت ایشان از بس مبارک واقعہ آنچہ از فوائد باطنی نصیب ایشان شد، غیر ازین چہ گفتہ آید کہ لَا یَعْلَمُ إِلَّا اللَّهُ۔ البتہ فوائد علوم ظاہری جناب ایشان را بہ درجہ علیا رسانید و سند حدیث شریف ایشان از اعلیٰ اسانید عالم شد جناب ایشان از شیخ محمد عابد سندھی و از شیخ اسماعیل رومی سند حدیث حاصل کردند۔ علماء کرام در بیان سند ایشان رسالہا نوشتہ اند۔ شیخ محمد حسن بن سحیح التیمی ثم البکری دای الصدیقی، الدہلی ثم الفرینی رسالہ الیائع الحنبی فی آسانید الشیخ عبدالغنی بہ عربی نوشتہ اند، این رسالہ طبع شدہ است۔ شیخ محمد حسن در موضع مظفرہ متصل پیگومرائے ضلع مونگیر، بہار، قیام داشتند، و رسالہ دیگر از جناب شیخ عبدالوہاب صاحب بن خدیار حبیب اللہ بن عظیم حسین یار صدیقی مہاجر مکہ مکرمہ است کہ نامش الْمَوْرِدُ الْهِنِی فی آسانید الشیخ عبدالغنی است، این رسالہ نیز بہ عربی است و طبع نہ شدہ، نزد عاجز نسخہ قلمی موجود است۔ حضرت ایشان چون بہ ہند مراجعت فرمودند تہ تکمیل علوم ظاہری و باطنی مشغول گشتند از شاہ محمد اسحاق ابن بنت حضرت شاہ عبدالعزیز دشاگرد و جانشین ایشان حدیث شریف و علم باطن چندے از برادر کلان حضرت شاہ احمد سعید و سپس از مرزا عبدالغفور خوجوی کہ از اعظم خلفائے حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ اسرار ہم بودند و حاصل کردہ بہ تدریس و تعلیم عام ظاہر باطن مصروف گشتند۔ اشتغال حضرت ایشان بہ علم حدیث بیشتر بودہ، در ہندوستان و در مدینہ منورہ صد ہا افراد از علمائے کاملین بہ خدمت ایشان رسیدہ حدیث شریف از ایشان خواندند، از کثرت مزاولت حدیث شریف در نسبت مبارکہ ایشان عجب لطافت پیدا شدہ بود کہ غیر از اصحاب بصیرت کسے ادراک آن

سہ آدم چم ہمزہ سنگے را گویند کہ برائے اہتداد و صحرانصب کنند و آروم بہ فتح ہمزہ اصل شجر را گویند۔



نہی توانست کرد، در اتباع سنت و عمل بر عزیمت یکتائے روزگار بودند، سید احمد خان مؤسس جامعہ اسلامیہ علی گڑھ احوال ایشان را قدرے تفصیل در کتاب آثار الصنادید بہ اردو نوشتہ اند، عاجز بر خے از کلام ایشان ذکر میکند، نوشتہ اند ما معنای حضرت ایشان نیز فرزند ارجمند حضرت شاہ ابوسعید اندونی الحقیقت جو ایشان فخر خاندان است، اوضاع و اطوار ایشان جداگانہ و کیفیات و احوال ایشان یگانہ اند، اوقات ایشان بچے مستحسن اند کہ شاید در ازمان سابقہ از نیکو کاران بودہ باشند، نشست ایشان در مسجد شریف، و عمل ایشان بہ ہمہ وقت در ہمہ حال بر طریقہ محمدیہ، اے خوشحال کسے کہ ہمہ وقت مراعات احوال نبی خود را کنند از دنیا و مافیہا خبرے نہ داشتہ باشند حضرت ایشان در اتباع سنت بہ نوعی سعی می کنند کہ اگر مسکن آسمان در زمین ایشان را بہ لقب محی السنۃ و قلع البدعۃ یاد کنند روا باشد، از ترک ادنی سنت چیزے را بدتر نہ می دانند، اگر استفسار از شخصے شود کہ فنانی السنۃ و محدود شریعت و شہسوار میدان طریقت بود پس غیر از ذات فیض آیات ایشان کسے دیگر نیست، کسے کہ در امور تافہہ این گونه احوال دارد پس خیال کنید کہ در امور عظیمہ بہ چہ منوال و چہ اتقا بودہ باشد۔ الخ۔ سید احمد خان چہار سالہ بودند کہ ہمراہ پدر بزرگوار خود، سید محمد تقی بہ خدمت حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ چند بار رسیدہ اند و یاد آن مبارک صحبت در حافظہ خیال ایشان تادم واپسین ثبت بودہ و فیما بعد یک گویہ تعلقے با خانقاہ و اہل خانقاہ داشتند، لہذا ہر چہ کہ بآ حضرت نوشتہ اند از روئے دید و معانیہ نوشتہ اند، ایشان دیدند کہ حضرت شاہ عبدالغنی میوہ آنبہ را کہ از بازار گرفتہ شدہ باشد، بیچ گاہ استعمال نہ فرمودند۔ زیرا کہ در ہندوستان بیچ باغبانے آنبہ بہ وقت ظہور گل می شود، و از روئے شریعت این بیچ جائز نیست۔ لہذا حضرت ایشان از استعمال انبہ پرہیز می کردند بلکہ استعمال ہر آن شے کہ در بیچ آن فساد می بود، اجتناب می کردند سید احمد خان مشاہدہ این امر کردہ بودند و نوشتہ اند: "امورے را کہ ما بدستمان کمتر از موے می پنداریم، نزد ایشان از محالات بودہ لہذا از لطف ولذت این گونه فواکہ حضرت ایشان آشنا نہ بودند۔"

القول السنی | خدا تا ترے دور از کارے بر رسالہ مبارکہ ایشان کہ سفار السائل نام دارد اعتراضات فاسدہ کردہ، چون عاجز تحریرات آن بداندیش دید جو البش بہ صورت کتاب کبیر الموسوم

بہ القول السنی فی الذب عن شیخ عبدالغنی در سال ہزار و سہ صد و شصت تحریر کرد، درین کتاب این عاجز منقلبتے از حضرت ایشان قدس سرہ نوشتہ بر خے از ان نقل می کند۔

چہ گویم وصف شہ عبدالغنی را  
امام و مرشد دار نبی را  
بہ غلوت خانہ دل داشت قرآن  
بہ رقت ہاتلاوت کردے ہر آن



عنانِ ہمتش بر تافت آن پاک  
حدیثِ مصطفیٰ را گشت شاغل  
ز خوردی بود منظورِ خدا رس  
یہ چہدو سعی در اندک زمانہ  
اجازت یافت از مردانِ یکتا  
ز اخلاقِ رفیلہ شد مُبرّی  
زبان در ذکرِ حق ہر آن جاری  
ہمہ تن پائے در راہِ رضا بود  
ہمہ تن لب برائے ذکرِ سبحان  
نہ گفتے، نہ برفتے، نہ شنیدے  
بہ ظاہر سیکرش از خاک بودہ  
گجا ہندو گجا طیبہ بیندیش  
بہ کوہ و دشت و دریا حبّادہ پیود  
ز بہ قیمت کہ کامل بست دیک سال  
گجے ذکر و گجے تدریس تنزیل  
بدین سان عمر خود آنجا بسر کرد  
بہ آخر شد چو دور ز ندگانی  
بہ صبا خواہش گرفت آن جامِ رنگین  
سلام از مار سد ہر دم بہ جانش  
الہی آنچہ از احسان کردی  
از ان فیضان یک جُرعہ عطا کن  
نگاہے لطف کن دل شاد گردد

علومِ دین را بر خواند چلاک  
بسے استادِ عالی کرد حاصل  
خدا رس را نظر دارد اثر بس  
بدید از لطف مولی بے کرانہ  
خلافت یافت از پیرانِ والا  
بہ آدابِ رسول اللہ مُخْلِ  
دلش معمور از انوارِ باری  
ہمہ تن گوش بر قولِ خدا بُود  
ہمہ تن دیدہ بہر دید جانان  
نہ دیدے، گر رضائے حق نہ دیدے  
بہ باطن کُل ز نورِ پاک بودہ  
سعادت یاور و اقبال در پیش  
بہ دارِ مصطفیٰ آن گہ بیاسود  
سکونت کرد آنجا فارغ البال  
گجے بحث از حدیث و جرح و تعدیل  
ہزاران بے ہنر را با ہنر کرد  
ملک آورد و حجام ارغوانی  
نثارش کرد فوراً حبانِ شیریں  
الہی از تو رحمت بر روانش  
گرامتہا بہ وسے ارزان کردی  
از ان عرفان یک لمعہ عطا کن  
دلائے دوستانت زید دارد

**تالیفات ایشان** | بر سنن ابن ماجہ حاشیہ لطیفہ نوشتہ اند کہ انجاح الحاجہ نام دارد و رسالہ  
تخریج احادیث مکتوبات رسالہ شفاء السائل و رسالہ تحفہ تیموریہ و در اردو  
ترجمہ نصاب الاعتساب از تالیفات ایشان است بجز تخریج احادیث مکتوبات ہمہ طبع شدہ اند۔



## مکتوباتِ ایشان

مرد پاک طبیعت پاک باطن حافظ محمد یعقوب مجددی نسباً و مشرباً ساکن پانی پت  
مکاتیب شریفہ حضرت ایشان را جمع کرده بود و برائے ملاحظہ نزد حضرت سیدی  
الوالد قدس سرہ آورده بود۔ ایشان از مطالعہ آن مجموعہ مبارکہ بسیار معظوظ و سرور شدہ بودند۔ حافظ محمد یعقوب  
قصید طبعات داشت لیکن اسباب فراہم نہ شد و در عقد خامس از مائتہ چہار و ہفتم بعد آن ناہز الثمانین من  
العمر سفر آخرت اختیار کردند رحمہ اللہ و آن مجموعہ ثمینہ ضائع شد۔ نزد این عاجز یازدہ خطوط کہ نوشتہ دست مبارکہ  
ایشان است محفوظ اند۔ پنج ازان متعلق بہ امور خانگی اند۔ شش را این عاجز نقل می کند۔

۱۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَزْ عَبْدِ الْغَنِیْ فَرْزَنْدِ عَزِیزِ حَافِظِ الْبَوَّالِخِرُو الدِّشَانِ سَلَامٌ خَوَانِدِ الْحَمْدِ اللّٰهُ  
عَلٰی عَافِیَّتِکُمْ وَسَلَامٌ مَّتَکُمْ۔ مکتوب شمار سید۔ خوش وقت ساخت۔ تَرْزَقْنِیْ اللّٰهُ وَ اِنَّا کُمْ اِتِّبَاعُ الشَّرِیْعَةِ  
السَّنِیَّةِ الْمُطْرَفِیَّةِ الْمُصْطَفَوِیَّةِ بِجَاهِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہِ۔ وَالسَّلَامُ، ۲۵ شعبان ۱۲۹۹ھ  
۲۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَزْ عَبْدِ الْغَنِیْ ہَمِشِرُو مُحَرَّرِہِ اہْلِ خَانۃِ نَوَابِ قَطُبِ لَیْلِ خَانِ صَاحِبِ  
سَلَامِ مَطَالَعۃِ فَرَاہِنِہِ اِنَا سَمَاعِ رَحَلَتِ دَوَسْتِ قَدِیمِ خُودِ صَدِمْ بِرَدْلِ رَسِیدِ لَیْکِنِ چُونِ مَرَادِ اَوَشَانِ و مَرَادِ مَوْتِ  
دَر حَرَمِ شَرِیفِینِ ہَسْتِ و اَزِینِ مَعْنٰی حَمْدِہٖ جَا آورده۔ اَللّٰهُمَّ اَلْحَقَّنَا بِفَرِطِنَا الصَّالِحِیْنَ بِجَاهِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ  
عَلِیْہِ وَ عَلٰی اِلٰہِ الصَّلَوَاتِ وَ السَّلَامَاتِ وَ عَلٰی جَمِیعِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ وَالسَّلَامُ، ۲۵ شعبان ۱۲۹۹ھ  
۳۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَزْ عَبْدِ الْغَنِیْ فَرْزَنْدِ عَزِیزِ مِیَانِ الْبَوَّالِخِرُو الدِّشَانِ سَلَامٌ خَوَانِدِ مکتوب  
ایشان مشعروقاتِ میاں خورشید احمد صاحب رسید دعاہائے مغفرت در حق ایشان نموده شد۔ اِنَّ فِیْ  
ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقٰی السَّمْعَ وَ هُوَ شَہِیْدٌ۔ باید کہ پس ماندگان عبت بگیرند و موت را  
نصب العین دارند۔ اگرچہ ماند خضر لیک جاودانہ نہ ماند۔

نہ ماند ام و ز کس غمخوار این بیمار سودائی ؟ فغان از بے کسی فریاد از بیداد تنہائی

صَلٰی اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہِ وَ السَّلَامُ ۲۵ رجب ۱۲۹۹ھ

۴۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَزْ عَبْدِ الْغَنِیْ فَرْزَنْدِ عَزِیزِ مَوْلٰی الْبَوَّالِخِرُو الدِّشَانِ سَلَامٌ خَوَانِدِ مکتوب  
رسید از اشتغال ایشان بہ علوم دینیہ و امور یقینیہ سرور شدیم، طُوبٰی لِمَنْ اَتٰهُ مَا یَنْفَعُ عَلٰی مَا یَفِیْقُ۔ سَبْعۃٌ  
یُظَلُّکُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّہِ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ، شَآءَ نَشَآءَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ۔ الْحَمْدُ لِہٖ۔

وَنَسْأَلُ مَوْلَانَا الْکَرِیْمَ اِلَہِنَا یُعِزِّرُنَا مِمَّنْ یُظَلُّ بِظِلِّہِ

بِجَاهِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَ عَلٰی جَمِیعِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اِلٰہِ وَ  
اِلَہِہُمْ وَ اَصْحَابِہِ وَ اَصْحَابِہُمْ، وَ بِرَحْمَتِ اللّٰهِ عَلٰی مَنْ قَالَ اٰمِنْ۔ زید۔



به کدام آئینه مانی که ز فرصت همه غافل تو نگاه دیده بسملی مژده واکن و به کفن در  
صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم - ۲۶ رجب ۱۲۹۲ هـ

۵- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ از عبد الغنی فرزند ی عزیز مولوی محمد عمر و مولوی ابوالخیر سلام  
مطالعه نمایند مکتوب ایشان در باب عزای فرزند نورالله مرقد رسیده الحمد لله علی کل حال ه  
هر چه بر تو آید از شادی و غم هم ز گستاخیست و بدیا کیست هم

وَقَفَّناَ اللّٰهُ لِمَا یُحِبُّ وَیَرْضٰی، اگر ایمانست همه احسانست - والسلام ۱۴ ذیقعد ۱۲۹۲ هـ

۶- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ از عبد الغنی عزیز از جان و دل مولوی محمد عمر صاحب سلمه الله تعالی  
بعد از سلام سنت اسلام مکشوف باد مکتوب محبت اسلوب و رعین انتظار رسید مسرور ساخت - درین  
جادو حادثه عظیم در پیش آمدند یعنی بتاريخ ۹ ماه ربیع الآخر امت کریم انتقال کرد که از چند ماه مریض  
بود و بعد پانزده روز شب جمعه محمد موسی انتقال کرد - روز چهارشنبه برائے سبق ترمذی به خانه حاجی صاحب  
رفته بود، بعد سبق سردی معلوم شد - به خانه آمد بخار شد، شب دوم انتقال کرد - اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ  
رَاجِعُونَ، اوسحانه مغفرت فرماید - ۱۵ جمادی الثانی ۱۲۹۵ هـ

**اجازت** - حضرت سیدی الوالد قدس سره از ایشان جامع ترمذی خواندند حضرت ایشان قدس سره  
درج ذیل اجازت نامه نوشته و مهر کرده به ایشان عنایت کردند -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَدْلًا وَاٰخِرًا وَاَلْصَّلَاةُ وَاَلْسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ وَاٰلِهٖ دَائِمًا  
کَثِیْرًا، اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَرَأْتُ عَلٰی الْوَلَدِ الْاَعَزُّ ابُو الْخَیْرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الصَّحْبِ الْمَلَامُ اِلٰی عِیْسٰی مُحَمَّدِ بْنِ سَوَّ  
الْتَرْمِذِیِّ مِنَ الْاَوَّلِ اِلِی الْاٰخِرِ اِلَّا اَنَّهُ قَاتَ مِنْهُ نَبَذَ مِنْ الْکِتَابِ وَاَسْأَلُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ لَصَوَابٍ وَاَنْ  
یُوَفِّقَهُ لِمَا یُحِبُّ وَیَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ وَالنَّیَّةِ وَالْهَدٰی وَاَجَزْتُ لَهٗ بِمَا یَجُوزُ الرِّوَایَةِ عَنْ  
عَلٰی الْعُرْمِ وَاَوْصِیْهِ بِالْوَرَعِ وَالتَّقْوٰی وَاجْتِنَابِ اَهْلِ الْهَوٰی وَاَللّٰهُ وِلٰی الْمُتَّقِیْنَ - کَتَبَهُ الْمُتَلَجِّی اِلٰی حَرَمِ  
النَّبِیِّ عَبْدِ الْغَنِیِّ بْنِ اَبِی سَعِیْدٍ الْمُحَیِّدِ دِی سَامِعَهُمَا اللّٰهُ بِلَطْفِهِ الْخَفِیِّ سَلَّمَ  
(اِنَّ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ)

حضرت ایشان قدس سره بر اجازت نامه سید احمد حسن عرشی قنوجی برادر سید صدیق حسن تنوچی  
بمهر پالی درج ذیل عبارت نوشته اند -

وَالْوَاجِبُ عَلَیْهِ اَنْ یَسْلُکَ بِسِیْرَةِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ مِنَ الصُّوفِیَّةِ وَالْفُقَهَاءِ الْقَادَةِ  
وَالْمُحَدِّثِیْنَ الْمُسْتَقِیْمِیْنَ عَلٰی الْجَادَةِ لَا کَا بِنِ حَزِیْمٍ وَاَبْنِ یَمِیَّةَ - ۴۰



چونکہ صدیق حسن خاں بھوپالی ازربقہ تقلید جید خود را کشیدہ بود و ہوائے اجتہاد بہ دماغش رسید  
بود و بہ اتباع ابن تیمیہ و ابن عبد الوہاب قدم نہادہ بود۔ و مشہور است کہ بالجنس الی الجنس یحیل۔ لہذا  
حضرت ایشان بہ سید عرشی نصیحت کردند و راہ صواب نشان دادند۔ و مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ۔

ازین عبارت مسلک حضرت ایشان بہ خوب و جبہ ظاہر است کہ مراد از اتباع سنت آن نیست  
کہ مسلک و مذہب ائمہ دین را کسے بگزارد۔ چہ اتباع ائمہ دین عین اتباع سنت مطہرہ است۔ این بزرگواران  
از خود چیزے نہ گفتہ اند بلکہ ارشادات مختلفہ نبویہ و اعلیٰ صاحبہا الصلاۃ و التحیۃ بہ وجہ نیک مطالعہ  
کردہ اند و آن چہ اصلح بودہ آن را گرفتہ اند نہ

نیادردم از خانہ چیزے نخست تو دادی ہمہ چیز و من چیزے تست

### میلاد شریف

در ہندوستان بعض افراد می گویند کہ حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ در محافل  
میلاد شریف کہ خاص در شب دوازدهم ماہ مبارک ربیع انور انعقاد یا بندوبست  
ذکر ولادت شریف قیام کردہ شود شریک نہ می شدند۔ این قول سراسر ناصواب و خلاف واقع است حضرت  
سیدی الوالد قدس سرہ بارہا می فرمودند کہ طریقہ حضرت شاہ عبدالغنی ما را پسند است بلکہ حضرت ایشان بہ  
حافظ احمد صاحب فرزند مولانا قاسم رحمہما اللہ مکتوبے نوشتہ اند و در ان این عبارت تحریر کردہ اند، شیخ  
الدلائل مولانا مولوی عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکرمہ از خلفائے عالی مرتبت حضرت شاہ عبدالغنی اند ایشان  
بہ فارسی کتاب الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم نوشتہ اند و این کتاب حسب ارشاد حضرت حاجی امداد اللہ  
در مطبع محمود المطالع دہلی در ۱۳۰۳ھ طبع شدہ بر صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴ طریقہ حضرت شاہ عبدالغنی را و ارشاد ایشان را  
نقل کردہ اند کہ بہ یکشنبہ دوازدهم ماہ ربیع الاول ۱۲۰۴ھ در محفل مبارک میلاد شریف منعقد شد  
حضرت ایشان درین محفل مبارک شریک بودند و بہ وقت ذکر ولادت شریف چون برائے قیام ہمہ استاد حضرت ایشان  
نیز قیام کردند مولوی عبدالحق نیز شریکین مبارک محفل بودند و بعد ازین چون مولوی صاحب حضرت ایشان اجازت  
خلافت عنایت کردند، در باب میلاد شریف بتصریح تمام امر کردند و برائے ابلاغ این امر تاکید فرمودند چنانچہ امتثالاً  
لا موالا لکریم مولوی صاحب این کتاب نوشتند و حاجی صاحب رطباعت آن سعی فرمودند۔ جَزَاهُمُ اللہُ خَیْرًا۔

### اولاد

پرو در گارا ایشان راشش فرزند۔ عبد اللہ ۱۔ عبد الرحمن ۲۔ اسماعیل ۳۔ عبد القادر ۴۔ عبد الاحد  
۱۔ صالح، و دہ دختر ۱۔ زینب ۲۔ ام الفضل ۳۔ ام کلثوم ۴۔ امہ اللہ کبری ۵۔ رقیہ ۶۔ رابعہ  
۷۔ تقیہ ۸۔ امہ اللہ صغریٰ ۹۔ میمونہ ۱۰۔ امہ الرحمن ۱۱۔ از زوجات ثلاثہ، اولیٰ مجددیہ، ثانیہ، افغانیہ ثالثہ مغربیہ  
عنایت فرمود۔ جمیع فرزندان و جمیع دختران بجز امہ اللہ صغریٰ درجات ایشان رحلت نمودند۔ از سہ دختر







دہلی ہوئے۔ مصباح المغنی، تاریخی نام است و بہ ہمین نام اشتہار داشتند مصباح تخلص ایشان بود۔  
در خود سالی حفظ قرآن مجید کردند و بر خے از کتب خواندند۔ از حضرت شاہ محمد مظہر استفادہ علوم باطنی فرمودند  
عجب مرد پاک طینت، پاکیزہ مسلک بودند۔ از اہل دنیا دور و از احوال خود منسور نہ با کسی کارے و نیاز خفے  
بایے۔ یادگار ایشان یک دختر حبیبہ و یک دیوان ضمیمہ از اشعار بودہ۔ در حرب عمومی اولین چون از وجہ فقدان  
علم اہل مدینہ را حکومت ترکیہ بہ اطراف شام و مصر و ترکیہ برد حضرت ایشان بہ شام رفتند و در ۱۲۳۳ھ در حمص  
وفات یافتند و در جوار سیف اللہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ مدفون شدند قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ۔

## بابائے دوم حضرت شاہ احمد سعید قدس

اسم گرامی حضرت ایشان احمد سعید و کنیت ابوالکلام و لقب کما کتبہ جدی سراج الاولیاء تخلص  
سعید بود۔ ولادت بابرکت ایشان در مصطفیٰ آباد (ریاست رامپور) بہ یکم ماہ ربیع الآخر ۱۲۱۴ھ مطابق  
۳۱ جولائی ۱۸۰۳ء بہ ظہور رسیدہ و وفات شریف بین الظہر و العصر از روزہ شنبہ دوم ماہ مبارک ربیع النور ۱۲۴۴ھ  
مطابق ۱۸ ستمبر ۱۸۶۲ء در مدینہ منورہ طابہ و طیبہ بہ وقوف عیوست، و در محراب نبوی علی صاحبہ الصلاۃ و  
الرحمۃ در جائے کہ نماز جنازہ جد اکبر حضرت ایشان امیر المومنین و امام الاعلیٰ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ  
خواندہ شدہ بود۔ نماز جنازہ حضرت ایشان خواندہ شد و در جوار قبہ حضرت ذوالنورین آرام پذیر شدند۔  
رحمۃ اللہ و عطر ضریحہ و رفع مکانہ و قدس سرہ۔

احوال مبارکہ حضرت ایشان را فرزند اصغر ایشان حضرت شاہ محمد مظہر در کتاب مناقب احمدیہ مقامات  
سعیدیہ تفصیل نوشتہ اند، این کتاب بہ فارسی است و در ۱۲۴۴ھ تالیف شدہ مظاہر حکیم احمدی نام تاریخی  
کتاب است و این کتاب را جناب حاجی دوست محمد قندہاری بہ توسط احمد مرزا خان در اکل المطایع واقع شہر  
دہلی طبع نمودند، و فی الجملہ حضرت مولف این کتاب را بہ عربی تحریر کردند کہ بعد از احوال حضرت ایشان قدس سرہ در ۱۳۱۳ھ  
در قزاق طبع شدہ، و حضرت شاہ محمد معصوم فرزند حضرت شاہ عبدالرشید احوال مبارکہ حضرت والد ماجد خود و  
احوال حضرت جد امجد شاہ احمد سعید را در کتاب ذکر السعیدین بہ صورت اختصار نوشتہ اند، این کتاب بہ لسان  
اردو است و بہ یازدہم ماہ شعبان ۱۳۰۸ھ در مطبع مظہر النور متصل مسجد سرخ واقع مصطفیٰ آباد، رامپور،  
بہ طبع رسیدہ، و جد این عاجز حضرت شاہ محمد عمر در کتاب انساب الطاہرین بہ صورت مختصرہ احوال مبارکہ  
حضرت والد خود نوشتہ اند و این کتاب نزد عاجز موجود است۔  
و کسے رسالہ بہ فارسی نوشتہ است و درین رسالہ ذکر حضرت مخدوم عبدالاحد و حضرت امام ربانی مجدد



الف ثانی و حضرت خواجہ باقی باللہ و ہر دو فرزند ان ایشان و ذکر کاملین از اولاد حضرت مجدد تازمانہ تالیف رسالہ بصورت اختصار نوشتہ است و ذکر حضرت مرزا مظہر جان جاناں و حضرت شاہ غلام علی نیز آمدہ۔ درین رسالہ ذکر حضرت جدی آمدہ و نوشتہ شدہ کہ حضرت ایشان در ۱۲۹۳ دقات یافتہ اند و ذکر حضرت شاہ محمد مظہر نیز آمدہ و نوشتہ شدہ کہ ایشان بہ حیات اند و وفات حضرت ایشان بہ یازدہم محرم ۱۳۰۳ بہ وقوع آمدہ۔ ازین جامع معلوم می شود کہ این رسالہ بعد از وفات حضرت جدی و قبل از وفات حضرت شاہ محمد مظہر نوشتہ شدہ۔ نزد عاجز مسودہ این رسالہ موجود است رسالہ اگرچہ مختصر است اما قیمتی است چونکہ مؤلف اکتفا بر ذکر اہل کمال کردہ ازین جهت عاجز این رسالہ را بہ سیر الکاملین نام زد کردہ تا در حوالہ دقتی نہ ماند۔ عاجز احوال حضرت ایشان قدس سرہ از مذکورہ بالا کتب می نویسد۔ آثار رشد و ہدایت از خورد سالی بر حسین مبین ظاہر بود حضرت شاہ غلام صدیق کہ والد بزرگوار حضرت والدہ ایشان بودند نہایت عابد و زاہد و عالم با عمل و پاک نفس بودند۔ حضرت ایشان را بسیار دوست می داشتند مشرب حضرت ایشان را در یافتہ موسوم بہ غلام غوث کردند۔ یعنی این سرزند را چہند را از غوثیت نصیب خواہد بود۔ تا نوزدہ سال در کنف عاطفت جد بزرگوار حضرت صفی القدر پرورش یافتند۔ احیائاً ہمراہ قبلہ گاہ خود بہ خدمت ارشاد پناہی حضرت شاہ در گاہی می رفتند حضرت در گاہی از روی لطف حضرت ایشان را بہ پہلوئے خود جائے می دادند و احیائاً تا از ایشان استماع کلام پاک می نمودند۔ و دست شفقت بر سر ایشان نہادہ فرمی آوردند چون قبلہ گاہ ایشان بہ خدمت قیوم جہان حضرت شاہ غلام علی بہ دہلی رسیدند جناب ایشان ہمراہ ایشان بودند۔ دران وقت سن مبارک دہ سالہ بود کہ وابستہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شدند۔ لطف و محبت حضرت شاہ صاحب بر احوال حضرت ایشان بے غایت بود حتی کہ حضرت شاہ صاحب ایشان را بفرستندیت خود گرفتند۔ فیالہامین گرامۃ و سعادیۃ۔ حضرت شاہ صاحب از فرط مسرت بر زبان خود می رانندند۔ ما از مخلصین فرزندے طلب کردیم، کسے بہ مانہ داد ابو سعید طلب ما را قبول کردہ لخت جگر خود را بہ من دادہ۔ شاہ صاحب ایشان را داخل سلسلہ کردہ فرمودند۔ اے فرزند حال را با قال جمع کنید۔ از علما کرام علم ظاہر بخوانید و در اوقات فراغ شامل حلقہ شوید۔ چنانچہ حضرت ایشان ب تحصیل علوم ظاہری پرداختند و ہر گاہ کہ فرصت می یافتند شریک حلقہ مبارکہ می شدند۔ حضرت ایشان بیان کردہ اند۔ کہ در حلقہ حضرت شاہ صاحب کثرت متوسلین بہ خدمتے می بود کہ برائے نشستن خود جائے نمی یافتیم و بر کنار حلقہ استادہ فرجہ را تلاش می کردم کہ نظر مبارک حضرت شاہ صاحب بر من می افتاد و مرا طلب کردہ نزد خود بر مسند ارشاد می نشاندند۔ عاجز گوید عفی اللہ عنہ کہ درین جا اشارہ است بہ آنکہ این مسند ارشاد و راشتہ بہ این فرزند خواہد رسید و ہچنان واقع شد۔ حضرت ایشان رسالہ قشیریہ، عوارف المعارف، احیاء العلوم، نفحات الانس، رتحات عین الحیاء



مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی، مثنوی معنوی، مشکاة المصابیح، وجامع ترمذی از حضرت شاہ صاحب و کتب معقول از مولوی فضل امام و بقیہ کتب از مولوی رشید الدین خان تلمیذ رشید شاہ عبدالعزیز خوانند و بہ خدمت حضرات ثلاثہ شاہ عبدالعزیز، شاہ رفیع الدین، شاہ عبدالقادر حاضری شدند۔ گاہے برائے زیارت و گاہے برائے استفادہ حضرت ایشان می فرمودند کہ این ہر سہ برادر در علوم دینیہ بجز بے کنار بودند و در تفسیر کلام الہی حضرت شاہ عبدالعزیز آیتہ بود از آیات الہیہ۔ ہر سہ برادر اصحاب نسبت و کشف صحیح بودند البتہ کشف شاہ عبدالقادر بغایت اعلیٰ و درست بود۔ ایشان دوازده سال ریاضات و مجاہدات کردہ بودند و از بعض خلفائے این طریقہ (یعنی طریقہ مجددیہ معصومیہ) استفادہ نمودہ اند۔ جناب ایشان بسیار احترام و تکریم مامی کردند و نہ نہایت محبت پیش می آمدند۔

حضرت ایشان در مصطفیٰ آباد رامپور از مفتی شرف الدین و از خال والد بزرگوار خود مولوی سراج احمد سعیدی مجددی نیز تحصیل علم کردہ اند و از مؤخر الذکر اجازت حدیث رحمت السلسلہ الاولیہ عن طریقی حضرتہ المجدد حاصل کردند و در لکھنؤ از مولوی محمد اشرف و مولوی نور نیز تحصیل علم کردہ اند۔ مولوی محمد اشرف بہ غایت محقق و مدقق بودند و مولوی نور صاحب نسبت بودند۔ و حضرت ایشان اجازہ عامہ از حدیث شریف از حضرت شاہ عبدالعزیز حاصل کردہ اند۔ حضرت ایشان کسب سلوک از ابتدائات تا انتہا از حضرت شاہ صاحب کردہ اند۔ حضرت شاہ صاحب در رسالہ خود کہ در حدود ۱۲۲۴ھ تالیف فرمودہ اند نسبت بہ ایشان لوطیہ اند۔ حضرت احمد سعید فرزند حضرت ابو سعید بہ علم و عمل و حفظ قرآن مجید و احوال نسبت شریفہ قریب است بہ والد ماجد خود۔ در حاشیہ این رسالہ از حضرات کرام کہ نوشتہ: ”و نیز در جائے ارقام نمودہ اند فرزند ایشان (یعنی حضرت ابو سعید) حضرت احمد سعید حافظ و عالم از پدر خود کم نیست اجازت تعلیم طریقہ ازین فقیر دارد۔ انتہی منقول از عین مسودہ حضرت شاہ صاحب و قبلہ است۔“

در روز عید قربان در مجمع عام حضرت شاہ صاحب بہ دست مبارک خود ملبوس خاص از قسم کلاہ و دستار و پیراہن مبارک حضرت ایشان را پوشانیدند و بہ خلافت عامہ و اجازت مطلقہ سرفراز فرمودند۔ حضرت ایشان فرمودہ اند کہ من در جمیع مقامات از حضرت والد بزرگوار خود تو جہات و توانما حاصل کردہ ام لہذا اسم مبارک ایشان در سلسلہ شریفہ نوشتہ ام۔ عاجز گوید در سلسلہ روایت ہر چند وسائط کمتر باشند خوب تر

۱۔ این بیان ما خود از کتاب مناقب احمدیہ و مقامات سعیدیہ است۔ نزد عاجزان ازین رسالہ مبارکہ نسخہ قلمی موجود است کہ قبل از تسلط فرنگ خدو ہم الشہرہ علی نوشتہ شدہ است، این رسالہ در احوال حضرت مرزا جان جانان منظر شدیس مرقومہ نوشتہ شدہ است، از مقامات منظرہ مختصر است و چیزے تفاوت دارد حضرت شاہ صاحب برائے رسالہ تجویز نامے فرمودہ اند۔ عاجز بر ادلی سرورق نام ”کمالات منظرہ“ نوشتہ است۔ تسبیلاً للحوالہ و حفظاً للرسالہ۔



است چہ مظنہ ضعف کمری باشد۔ امام در سلسلہ طریقت حضراتِ مشائخ بہ منزلہ شیشہائے دور بین اند۔ اتحاد شیشہاوت زیادہ دور بینی پیدامی کند۔ لہذا حضراتِ مشائخ نامہائے آن بزرگواران را نیز داخل سلسلہ می کنند کہ از ایشان فوائد حاصل کردہ اند، چنانچہ حضرت یعقوب چرخي اسم حضرت علاء الدین عطار را ثبت نمودہ اند حالانکہ خود ایشان نیز خلیفہ حضرت امام الطریقہ سید بہار الدین نقشبند اند قدس اللہ سرار ہم۔ حضرت ایشان مع والد بزرگوار خود در لکھنؤ بودند کہ حضرت شاہ صاحب پدر بزرگوار ایشان را از لکھنؤ طلب کردند و تحریر نمودند کہ فرزند خود را بہ جائے خود بنشانید۔ چنانچہ حضرت ایشان در لکھنؤ بہ جائے قبلہ گاہ خود مصروف کار گشتند و قبلہ گاہ ایشان در دہلی بہ جائے حضرت شاہ صاحب مصروف عمل شدند و بعد از چند گاہ حضرت ایشان ہم بہ خانقاہ شریف دہلی تشریف آوردند۔ وہ امامت نمازیہ بجانہ و افتاء و تدریس علوم دینیہ مصروف گشتند۔ اندرین ایام نوبتے بہ سرچند شریف نیز رفتند و از حضرات کرام قدس اللہ سرار ہم مستفید و مستفیض شدند۔

**مسند ارشاد** در ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۴۹ھ حضرت والد ماجد ایشان بہ سفر حج و زیارت روانہ شدند و مسند ارشاد و خانقاہ شریف بہ حضرت ایشان تفویض نمودند۔ حضرت ایشان بہ حساب تقویم قمری کامل بست و چہار سال و ہفت ماہ و چند روز رونق دہ مسند ارشاد در خانقاہ ارشاد پناہ ماندند۔ از اطراف و اکناف عالم ہندگان خدا حاضر شدہ استفادہ کردند۔ کسانے کہ ظرف عالی داشتند سرست جامہائے معرفت شدہ خلعت خلافت و اجازت بر جانہائے خود آراستہ بہ آوطان خود مراجعت فرمودند و در جہات خود خلق خدا را واصل بہ حق گردانیدند۔

**غذاری فرنگ** فرنگ خذلہم اللہ یا بادشاہ ہند غذاری کرد۔ در او اخر محرم ۱۲۵۰ھ افواج فرنگ دہلی داخل شد۔ بادشاہ در قید افتاد و خون مسلمان بے قیمت شد و راین ہنگامہ دار و گیر حضرت ایشان مع اہل و عیال و فقرائے باب اللہ از خانقاہ شریف و از شہر دہلی برآمدند۔ زن و مرد، خورد و کلا یک صد نفر ہمراہ ایشان بودند۔ اگر کسے مطالعہ مکتوبات شریفہ ایشان بکند، معلومش خواہد شد کہ احوال مالیت حضرت ایشان داسما مصداق۔ وَكَانَ مِنْ رِزْقِهِ كُفَافًا۔ بود مع ہذا جمعیت احوال ایشان سرور فوق نیامد۔ کار ساز حقیقی از غیب سا مانہائے فراہم کرد کہ بہ وہم و خیال کسے نہ آید۔ و عجب تر آن بود کہ اسم گرامی حضرت ایشان نزد فرنگ در زمرہ باغیان منسلک بود و بہر وقت و بہر لحظہ خیال می رفت کہ فرنگیان ایشان را گزندے ساند لیکن در اعمال و اوراد و وظائف و حلقہ و توجہ بیچ فرق نیامد۔ حضرت ایشان از خانقاہ شریف برآمدہ مہقرہ منصور تشریف بردند کہ آن را صفدر جنگ نیز گویند و از اسباب مہرولی کہ در آنجا مزار پرانوار حضرت



قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ است تشریف بردند، لیکن آن جاؤ با بود لہذا بہ دقت تمام باز بہ صفدر جنگ آمدند و آن جا عیال مبارک ایشان امۃ الفاطمہ بنت نثار حسن بن نثار احمد بھیمی بہ شب جمعہ چہارم صفر ۷۴۳ھ رحلت نمود، در ان اوقات صعبہ و احوال شدیدہ بہ وجہ احسن از تغیل و کفین فارغ شدہ جنازہ ایشان را بہ باغ نواب مکرّم خان بردہ بہ پہلوئے حضرت سید نور محمد بدایونی قدس اللہ سرہ جہت شرق دفن کردند مزار حضرت سید السادات بہ جہت جنوب از مزار حضرت نظام الدین قدس سرہ بہ فاصلہ یک تیر پرتاب واقع است۔ رَحِمَہَا اللہُ وَ رَضِیَ عَنْہَا۔

**ابتلائے عظیم** | در ذکر السعیدین نوشتہ کہ در دوران قیام صفدر جنگ روزے یک افرنجی کہ افسر بودہ مع چند سوار اسلحہ بردار رسید و بہ حضرت ایشان گفت۔ تو از باغیان ہستی من ترا ہمراہ خود بردہ بہ سوا دندلت بر سر دار می کشم، وقتے کہ افرنجی این سخن می گفت نزد حضرت ایشان ہر دو برادران دہر سہ فرزندان ایشان و مؤلف ذکر السعیدین کہ یازدہ سالہ بود استادہ بودند، حضرت ایشان بہ افرنجی فرمودند۔ فکر نہ کنید ما ہمراہ شما می رویم۔ و بہ خادمے ارشاد کردند۔ برو بہیلی بیار، یعنی آن غریبہ کہ گاؤ آن رامی کشد چنانچہ خادم بہیلی آورد و حضرت ایشان ہمراہ خود وظیفہ شریفہ و اشیائے ضروریہ گرفتہ سوار شدند۔ درین تمام مدت افرنجی استادہ احوال آن حضرت را ملاحظہ می کرد و قلیکہ آن حضرت در غریبہ سوار شدہ بہ افرنجی فرمودند۔ بفرمائید، مارا کجائی برید۔ بر افرنجی از استماع این سخن ہیبت طاری شد و وئے مع سوار ہا بہ زدوی روانہ شد و از احاطہ صفدر جنگ بیرون آمدہ سوارے را نزد حضرت ایشان فرستاد کہ ہر صاحب بہ جائے خود یاشند۔

آن کس کہ ترا شناخت جان را چہ کند  
فرزند و عیال و خان و مان را چہ کند  
دیوانہ کنی ہر دو جہا نش بخشی  
دیوانہ تو ہر دو جہان را چہ کند  
چون از اسباب دنیویہ نشانے نہ ماند، ظہور "بَشِی الصَّابِرِیْن" شد۔ و بیان نش آنکہ در فوج افرنک پنجاب بہا و افغانہا نیز بودند۔ وقتے کہ حضرت ایشان از مہرولی مراجعت می فرمودند یک دستہ فوج پیش آمد درین دستہ فوج نورنگ خان نیز بود کہ از کلاہچی گندہ پوران ضلع ڈیرہ اسماعیل خان بودہ و مرید حاجی دوست محمد قندہاری ساکن موسی زری، ڈیرہ اسماعیل خان بود۔ و سہ قافلہ حضرت ایشان را بہ حفاظت تمام بہ صفدر جنگ رسانید و خودش نزد افسران فوج رفت تا برائے حضرت ایشان اجازت نامہ سفر حاصل کند۔ عاجز از سیدی الوالد قدس سرہ شنیدہ بود کہ در حصول پروانہ راہ داری نواب جان نشان خان سچیہا کردہ بود۔ و سہ در فوج منصبے عالی داشت و فیما بعد حکومت افرنک ویرا جاگیر سر دھنہ و منصبے اعزاز دادہ بود۔ نورنگ خان و جان نشان خان در جد و جہد خود بفضل اللہ و احسانہ کامیاب شدند و نورنگ خان



برائے حضرات ایشان و رفقاء حضرت ایشان اجازت نامہ سفر حاصل کردہ بہ خدمت شریف حضرت ایشان رسید۔ و باز حضرت ایشان رابع قافلہ برائے سہ روز بہ معسکر بردو پہنچی کرد۔ در معمولات حضرت ایشان در معسکر ہم تفاوت واقع نہ شد۔ برائے نماز در اوقات خمسہ اذان دادہ می شد۔ و بہ کمال سکون و خشوع جماعت کردہ می شد و حسب معمول بہ حلقہ و توجہ اشتغال بودہ۔ افزونگہا احوال ایشان را بہ نظر غامری دیدند و تعجب ہامی کردند۔ حضرات مشایخ کرام فرمودہ اند: **الاستقامۃ فوق الکرامۃ**۔ **کیف لا وقدر ذوی مسلمہ فی صحیحہ عن معقل بن یسار رضی اللہ عنہ** **انہ قال**۔ **قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العبادۃ فی الہجرۃ کالجہنم الی**۔ سبحان اللہ چہ مژدہ جانفزاد روح پرور راست حضرت ایشان چون بحق این کرامت علیا شدند حق تعالی بہ فضل و احسان خویش برائے حضرت ایشان رفقاء حضرت ایشان اسباب سفر بکان کرامت و دار ہجرت مہیا کرد و بیانہش این است۔

قافلہ حضرت ایشان برائے دیرہ اسماعیل خان از راہ پانی پت و کرناں و انبالہ و لدھیانہ و لاہور علی اسم اللہ از معسکر روانہ شد، چون حضرت ایشان بہ لدھیانہ رسیدند معلوم شد کہ جناب خورشید احمد مجذبی کابل مجبوس شدہ اند خورشید احمد از مخلصین حضرت ایشان بودہ۔ از استماع این خبر حضرت ایشان تشویشہ لاحق شد و دعا ہا کردند۔ کار ساز حقیقی لطف فرمود و یک افغانی کہ افسر فوج بود بہ خدمت حضرت ایشان رسید و باز سبب نجات جناب خورشید احمد شد و خورشید احمد نیز از رفقاء سفر حضرت ایشان شد و وقتہ کہ این قافلہ لاہور رسید چند افراد بہ انتظار حضرت ایشان متوقف بودند۔ ایشان را جناب حاجی صاحب از دیرہ اسماعیل خان فرستادہ بودند خود حاجی صاحب باین لاہور و دیرہ بہ استقبال حضرت ایشان رسیدند و حضرت ایشان قافلہ حضرت ایشان را بہ موسی زری بردند حضرت ایشان آن جا سہ ماہ قیام فرمودند۔

خدمتہ کہ حضرت حاجی دوست محمد قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ و رفع مکانہ درین وقت ہرج کردہ اند از اعظم حسنات و اکبر اعمال است، خالصتاً بحب اللہ و رضائہ تا سہ ماہ تمام اہل قافلہ را در خانقاہ خود خدمت کردند و برائے ہر یک سامان سفر مہیا کردند و باز از دیرہ تا بمبئی انتظام کشتی کردند و از بمبئی تا حجاز مقدس در باخرہ انتظام سفر کردند بلکہ برائے مصارف حجاز مقدس نیز انتظامات کردند۔ از برداشت اینگونہ مصارف امر اقاصر نہ چہ جائے فقرا۔ **ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ**۔

**تفویض خانقاہ** | شاہ محمد مظہر در مناقب احمدیہ مقامات سعیدیہ بر صفحہ دو صد و چہل و چہل و یک آن تحریر رانقل کردہ اند کہ حضرت ایشان بہ حاجی صاحب دادہ اند۔ در آن تحریر نوشتہ است: **میر قومی سازم بہ مریدان خود کہ در ہندوستان و خراسان سکونت می دارند کہ رہائے من مقبول**



بارگاہ احد حاجی دوست محمد صاحب را کہ خلیفہ من اند۔ بدانند تو تہات از ایشان گرفتہ باشند۔ و شاہ محمد نظر نوشتہ اند۔ و خانقاہ و مکانات محل سرائے خود و تسبیح خانہ حوالہ ایشان نمودند و اختیار دادند کہ خواہ خود را بجا باشند یا خلیفہ خود را دارند۔ لہذا ایشان مولوی رحیم بخش صاحب را کہ از زبده خلفائے ایشان اند در خانقاہ شریف بہ جہت خدمت واردین و جادوب کشی مسجد و مزارات بابرکات مقرر فرمودند **رَقَّ اللہُ الِاسْتِقَامَۃَ**۔

سہ ماہ بلکہ چیزے زائد در موسی زی قیام فرمودند و باز بہ راہ دریاد کشتیہا بہ بمبئی تشریف بردند و در ماہ شعبان از بمبئی بہ جدہ روانہ شدند و

### سفر بہ حرمین محترمین

در ماہ شوال بہ جدہ رسیدند حج کردند و در اوائل ماہ ربیع الاول حضرت ایشان مع دو فرزند ان کلان و چند نفر مخلصین بہ مدینہ منورہ سفر کردند و در ہمان ماہ مبارک بہ مدینہ منورہ رسیدند و بقیہ افراد بہ ماہ رجب از مکہ مکرمہ بہ مدینہ منورہ رسیدند۔ جد امجد حضرت شاہ محمد عمر مکتوبے بہ فضائل و کمالات پناہ سید عبد السلام ہمسوی قدس اللہ اسرار ہما نوشتہ اند۔ اصل این خط مع خطوط اخرنزد جناب مولانا ابوالحسن علی ندوی حفظہ اللہ تعالیٰ محفوظ است۔ جناب ایشان لطف فرمودہ نقلش بہ عاجز فرستادہ اند۔ ازین مکتوب مبارک بر خے را کہ متعلق بہ احوال حضرت ایشان است عاجز نقل می کنند نوشتہ اند۔

اولاً وقت خروج از شاہجہان آباد، دہلی خاص، در مقبرہ منصور علی خان جناب والدہ محترمہ ام دفات یافتہ در مقابر غلجائی آرمیدہ۔ در جوار حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ قریب مزار حضرت سید صاحب مدفون شدند۔ ابواب غم و الم بر ہما فرزند ان کشودند، زان بعد از مقام مذکور حضرت والد مرحوم مع جمیع فرزند ان و برادران متعلقان ذکور دانات و خورد بزرگ از راہ پنجاب بہ بندر بمبئی و از آنجا بہ سواری مرکب، جہاز بادی، در جدہ و از آنجا بہ مکہ معظمہ و از بعد فراغی حج بہ مدینہ منورہ تشریف آوردند۔ از ابتداے پنجاب تا مدینہ منورہ خلق کثیر از عمائد و شرفاء و اُمراء و علماء و مشائخین رجوعے بہ حضرت مرحوم آورده مردم بے شمار بہ سعادت بیعت درآمدند و صد ہا کس از ترک و غرب بہ قدمبوسی حاضر می شدند، چنان مرجع خاص و عام شدہ بود کہ بینندگان متحیر بودند و تصرفات و خوارق عادات از جناب مرحوم بہ ظہوری آمد کہ عقل حیران بود۔ درین عرصہ از مکہ شریفہ تا مدینہ منورہ چندین مردان از اقارب و

لے مولوی رحیم بخش از پنجاب بودند، عجب مرد دلی و فرشتہ خصلت بودند، از ۱۲۴۳ھ تا ۱۲۸۳ھ خدمت خانقاہ شریف بہ وجہ احسن کردند و بہ پہلوئے حضرت مرزا حیان جانان قدس سرہ جہت شریعت بیرون مجتہد فون شدند، بہ روز شنبہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۲۸۳ھ مطابق نومبر ۱۲۵۵ھ در قبر ایشان وقتی کہ مزدور ہا اصلاح فرش می کردند، سوراخے شد و ازین سوراخ نفحات خوشبوئی بہ چہار اطراف منتشر شد۔ خود این عاجزان بوسے خوش را شمید۔ مزدوران و زائرین متحیر بودند۔ سال وفات ایشان از "اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا حُزْنٌ" ظاہر است کہ ۱۲۸۳ھ می باشد۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ قَدْ سَ سِرَّہُ۔



اہل حرمت یعنی والدہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب عموی صاحب "و دختر درمیانی شان و جناب پھوپھی جناب  
ہمشیرہ صاحبہ حضرت والدہ بحق، و اہلیہ برادر حضرت عبدالرشید صاحب و برادر اہلیہ شان و دیگر چند  
کس کہ تفصیل آن در غمہا کثرت است را ہی عالم بقا شدند و ما غم زدگان را کوفت بر کوفت رسانیدند۔  
آخر کہ بجز صبر چارہ نیست بحکم الصبر مفتاح الفرج صبر کردیم و بہ تجویز حضرت والد مرحوم عقد نکاح برادر  
رشید جناب عبدالرشید صاحب از دختر ثالث عموی حضرت عبدالغنی صاحب کردہ شد، و بعد این ہمہ قصہ ہائے اندوہ  
اثر جناب والد مرحوم بہ تاریخ دوم ماہ ربیع الاول ۱۲۰۰ ہجری صلعم، یوم سہ شنبہ مابین وقت نماز ظہر و عصر رحلت فرمودہ  
بہ سوئے جنت عدن تشریف فرما شدند و بہ موجب وصیت حضرت مرحوم در جنت البقیع قریب گنبد امیر المومنین خلیفہ  
ثالث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون شدند رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمتہ  
واسعہ و نوشتہ اند جقیر بہ سبب تنہائی از خدمت والد مرحوم و زخم ہائے کثیرہ وفات یابی عزیزان و قریبان  
تاب استقامت در مدینہ منورہ نیاوردہ قبل از آیام حج در مکہ معظمہ مع عیال و اطفال خود رسیدہ چارہ غم  
غلطیہ ہائے خود بہ زیارت کعبہ مشرف می نمایم و خود را تسلیہ می دہم اما طبیعتم را دشتے و بے قراری دے دادہ است  
کہ در تحریر نمی آید و عافرانند کہ او تعالیٰ تسکین عطا فرماید و نوشتہ اند جناب والد مرحوم قبل از رحلت خود ہیچگونہ  
وصیت و حکم خلافت و غیرہ آنچہ مرسوم است با وجود اثبات ہوش و حواس نہ فرمودند، بعد وفات شان بصلاح  
صوابید جناب عموی صاحب و این احقر البشر و برادر عزیز محمد مظہر نظر بہ فوقیت عمر و سن برادر رشید حضرت  
عبدالرشید صاحب را برائے نشستن مقام نشستگاہ حضرت مرحوم مقرر نمودہ شد۔ الحمد للہ کہ در مدینہ منورہ  
ہر سہ صاحبان یعنی حضرت عبدالغنی صاحب و برادر رشید صاحب و محمد مظہر صاحب در مکہ معظمہ این احقر البشر  
بہ طریقہ آبائی خود مستقیم و توجہ بہ طریقہ حلقہ و مراقبہ و شغل و اذکار و غیرہ طریق مرسومہ مشغول است و طالبان نام خدا  
از ہر چہار حلقہ بہرہ و نصیب خود می گیرند و گزران معیشت ما ہمہ فقرا بہ طریقہ بزرگان خود یعنی بر توکل محض  
است گاہ فراخی می شود و گاہ تنگی می آید و گاہ زیر بار قرض و گرومی شویم۔ بہ ہر حال شکر او تعالیٰ ہست البتہ  
اگر جناب حضرت مرحوم راحیات و فامی کرد و چندے درین بلاد بہ قید حیات می بودند لامحالہ نوبت مریدان  
بہ لکو کہ می رسید، چہ حال مردم ترک و عرب از دور و دور شہرت و لایت حضرت مرحوم دریافتہ بہ آستانہ بوسی  
می آیند و بہ سنگ حرمان و مایوسی سر عقیدت و اخلاص خود مجروح می سازند۔ او تعالیٰ از فیوضات و برکات  
حضرات پیران کبار قدس اللہ اسرارہم این عاجزان گننام را سرفراز فرمودہ چراغ خاندان مجددی قدس سرہ  
را برافروزد و تاقیام قیامت این باب فیوضات را مفتوح دارد۔ آمین۔ تحریر سیتیم محرم الحرام ۱۲۰۰ ہجری  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم از مکہ مکرمہ۔



در سیر الکاملین نوشتہ: بعنایت الہی بہ مکہ معظمہ رسیدند، عظمائے شہر تاجہ جده بہر استقبال آمدہ بودند، بادشاہ جده حاضر خدمت اقدس شدہ خدمتہا نمود و اہل مکہ از علما و مفتائی و مشائخ بہ ملاقات حاضر شدہ بسیار کسان داخل طریقہ شریفہ بردست شریف شدند، چند ماہ در آنجا بودہ عزیمت مدینہ منورہ فرمودند و سکونت آن بقعہ طیبہ اختیار کردند۔ اہالی آن بلد و معطرہ ہجوم آوردند و خلق کثیر از کبار اہل مدینہ و از علما و مشائخ و امرای توبہ و انابت بردست مبارک مشرف شدند و حضرت ایشان و فرزند ان بعنایات وافرہ از حضرت سرور دین و دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کہ از بیانش استعار اولیٰ، مخصوص گشتند سلطان عبد المجید خان را از قدم شریف خبر رسید و طیفہ بغیر درخواست مقرر ساخت و حضرت بہ کمال جمعیت مہوری و عنوی و افاضہ فیوضات و ہجو سابق بلکہ اندازان سرگرم بودند۔ اہالی آن بقعہ منیفہ می گفتند کہ ہچون شیخ را گاہی نہ دیدہ ایم و بہ کمال اعتقاد و محبت پیش می آمدند۔

**قصیدہ برآودہ** | قبولیتہ کہ حضرت ایشان را در ان بلدہ مبارکہ حاصل شدہ جناب سید نبیل و فاضل جلیل سید عبد الجلیل برآودہ رحمہ اللہ در قصیدہ رائیہ خود بیان آن کردہ کہ درج ذیل است۔

كَذَا قَلْبُكَ سَعَى الْفَتَى يَلْمَأْشِرُ  
لَعَنُوكَ هَذَا الْفَخْرُ لَا مَا يَعْدُوهُ الْـ  
وَمَنْ مِثْلُ سُلْطَانِ الطَّرِيقَةِ أَحْمَدٍ  
مُنُورًا قَطَارِ الْبِلَادِ بِدَايَةِ  
هُوَ الشَّمْسُ فِي وَسْطِ السَّمَاءِ بِنُورِهَا  
هُوَ الطُّورُ حِلْمًا أَرَا سَخَا فِي وَقَارِهِ  
وَكُنْزٌ لِّأَهْلِ الْفَقْرِ أَصْبَحَ مُغْنِيًا  
عَلَى نَجْوَاهُ إِنْ شِئْتَ تَطْفُرُ بِالْمُنَى  
عَلَى سَيْرِهِ سِرٌّ إِنْ قَدَرْتَ مُشْمِرًا  
قَدْ أَلَى إِمَامُ الْعَصْرِ وَحْدَ دَهْرِهِ  
لَهُ الرُّتْبَةُ الْعُلْيَا الَّتِي دُونَ نَيْلِهَا  
وَكَيْفَ لِرَبَّاتِ الْخُدُورِ إِنْ سَمَتْ  
فَكَمْ حَايِرًا يَهْتَدِي لِسَبِيلِهِ  
وَكَمْ وَارِدٍ لِلْفَيْضِ يَطْلُبُ هَائِمًا  
وَتَجِدُ أَعْلَامَ الْمُعَالِي الذَّوَابِرِ  
مُلُوكَ ذُووِ الْوَلَجَانِ يَوْمَ التَّفَاحِرِ  
سَعِيدٍ جَلَى الْأَبْصَارِ قُلِّ وَالْبَصَائِرِ  
وَأَزْلَاهِ الْغُرَاكِرَامِ الْكَابِرِ  
تَبَدَّتْ وَنَجْمُ الْهُدَى يَبْدُو لَنَا ظِيرِ  
هُوَ الْبَحْرُ عَلِمَاءُ أَخْرَأَ بِالذَّخَائِرِ  
فَيَا حَبَّذَا الْكُنْزِ لِسَيِّدِ الْمَفَاقِرِ  
وَمِنْهَا جِهَةٌ فَاسْلُكْ سَرِيعًا وَبَادِرِ  
مُجِدَّ أَوْ عِنْدِي أَنْتَ لَسْتَ بِقَادِرِ  
فَحَاشَى يُضَاهِي فِي الْمَلَأِ بِمَنَاظِيرِ  
لِمَنْ رَامَهَا لَا شَكَّ شَقَّ الْمَرَايِرِ  
مُبَاسَرَةَ الْأَسَدِ اللَّيُوثِ الْخَوَادِرِ  
أَتَاهُ قَوَاقَاهُ الْهُدَى بِالْبَشَائِرِ  
أَتَاهُ فَأَمْسَى حَامِلًا لِلْمَصْلِحِ



وَكَمْ مُسْتَفِيتٍ فِي دُجَى اللَّيْلِ أَمَةٌ  
وَكَمْ مِنْ مُرِيدٍ يَشْكُو مَرِيدَهُ  
تَطِيفُ بِهِ عِنْدَ الْمَسَاءِ وَغَدْوَةٌ  
وَيَسْعِدُهُمْ مِنْ نَظَرَةٍ بَعْدَ نَظَرَةٍ  
فَيَقْتَمُ مِنْ أَغْلَاقِ حِصْنِ قُلُوبِهِمْ  
وَلَا زَالَ مِنْ تَحْمِلِ الْوِصَالِ عَلَيْهِمْ  
إِذَا اجْتَمَعَتْ لَيْلٌ تَخَافَتْ جُنُوبُهُمْ  
سُكَارَى وَمِنْ أَنْظَارِهِ فِي وُجُوهِهِمْ  
وَيَنْقُلُهُمْ مِنْ حَالَةٍ بَعْدَ حَالَةٍ  
هُمْ الْقَوْمُ حَقًّا لَيْسَ يُشَقَّى جَلِيسُهُمْ  
فَبَادِرِ إِلَيْهِ وَاعْتَنِمِ قُرْبَ وَصْلِهِ  
وَلَدُكُمَا نَابِتُكَ فِي الْكُونِ حَلَجَةٌ  
وَمِنْ حُبِّهِ كُنْ دَائِمًا مُتَمَسِّكًا

فَصَادَفَ مِنْ إِحْسَانِهِ غَوْتَ نَاصِرٍ  
فَخَلَّصَهُ مِنْ شَرِّ أَخْبَثِ مَا كَرِهَ  
رَهْجَالٌ تَحَامَوْا عَنْ قَبْلِ الْمَسَاحِدِ  
بِأَعْلَى مَقَامٍ جَلَّ عَنْ وَصْفِ شَاعِرٍ  
مَغَالِيقُ تَسْلَى مِنْ صُنُوفِ الْجَوَاهِرِ  
يُدِيرُ كُتُوسًا كَالشُّمُوسِ السَّوَافِرِ  
يَسِيلُونَ دُمْعَانِ عَيْونِ سَوَاهِرِ  
عَلَامَاتُ صُحُفٍ غُيِّبَتْ فِي السَّرَائِرِ  
يُرْقِيهِمْ فِي الْقُرْبِ أَسْنَى الْمُنَابِرِ  
وَيَسْعِدُ مَنْ يَلْقَاهُمْ فِي الْمَحَاضِرِ  
وَنَافِسٌ إِذَا أَمَانَتْ ذَاكَ وَفَاحِرِ  
بِأَعْلَى جَنَابٍ مِنْهُ فِي دَفْعِ ضَائِرِ  
يَفُحُّ مِنْكَ عَرَفٌ فَاقَ طَيْبِ الْجَاهِرِ

جنابِ برادرہ این قصیدہ رنانه در حیات مبارکہ حضرت ایشان گفتہ خوش نصیب بود کہ بخدمت آن  
قیومِ جهان رسیدہ و ادراکِ حقائقِ کردہ از اہل بصیرت گشتہ، چه خوب گفتہ و کم من مُریدٍ یَشْكُو مَرِيدَهُ  
یعنی بسیاری از مُریدان و مخلصان بہ خدمتش از شرّ شیطان مُریدِ نالان می رسند و مدتی بہ سرنوشت می رود کہ ایشان  
بہ توجہاتِ کیمیا اثر حضرت ایشان از ستر آن اخبت بفضلِ اللہ و احسانہ رستگاری می یابند و چه خوب از کیفیت  
حلقہ و توجہ بیان کردہ و یَنْقُلُهُمْ مِنْ حَالَةٍ بَعْدَ حَالَةٍ۔ در اندک مدت جنابِ برادرہ آن حقیقت را دریافته است  
کہ حضراتِ مشایخ کرام گفتہ اند من استواءِ یومانِ فہو مغبون۔ و چه خوب نصیحت کردہ کہ عَلٰی سَیْرِہِ سِرِّہِ  
یعنی اگر می توانی بر مسلک ایشان روان شو و قدم بر قدم ایشان بنہ۔ اگر چه من یقین دارم کہ این کار از دستت نہ خواہ  
برآمد، چه از سیرِ فضلیان و مرادان بہ دیگران چه رسد۔ اللہ یَجْتَنِبُنِي إِلَيْهِ مِنْ تَشَاءٍ وَيَجْعَلُنِي إِلَيْهِ مِنْ  
يُنْيِب۔ ع این کار دولت است کنون تا کار رسد۔

**تالیفات** | حضرت ایشان رانچ رسائل اند۔ ۱۔ سعید البیان فی تولدِ سید الانس و الجنان صلی اللہ علیہ وسلم  
بہ اردو۔ ۲۔ الذکر الشریف فی اثبات المولود المنیف۔ بہ فارسی۔ ۳۔ الفوائد الصابغہ  
فی اثبات الرابطہ۔ بہ فارسی۔ ۴۔ الاغوار الاربعة، بہ فارسی۔ ۵۔ تحقیق الحق المبين فی أجوبة



المسائل الادبیین، به فارسی۔ در این رسالہ حضرت ایشان قدس سرہ ردِّ مولانا اسحاق پسرِ دختر حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی و شاگرد ایشان کردہ اند مولانا اسحاق در بعض مسائل خلاف مسلک جد و استاد خود رفتہ۔ بلکہ اتباع مولانا اسماعیل دہلوی کردہ۔ حضرت ایشان بہ وجہ خوب ردِّ کلام دے فرمودہ اند۔

**ذوقِ سخن** حضرت ایشان را ذوقِ سخن بودہ۔ احياناً اشعار می گفتند۔ و سعید تخلص می فرمودند۔ حضرت ایشان را بیاضی بود۔ در مناقب احمدیہ منقبت ایشان موجود است، این منقبت در مدح حضرت پیران پیر سیدنا عبدالقادر جیلانی است قدس سرہ۔ حضرت جدِ امجد در بیاض اشعار خود یک شعر ایشان نوشتہ اند۔

دو گوشہ لعل تو سر چشمہ حیوان است      روئے دل من زان رو ہر لحظہ سوئے آن است  
**خلفاء** در مناقب احمدیہ شاہ محمد مظہر نامہائے ہشتاد نفر نوشتہ تحریر فرمودہ اند تا بہ کے نامہا تو لیسیم کہ بسیار اند و حضرت جدِ امجد در انساب الطاہرین تحریر فرمودہ اند کہ صد ہا افراد بہ اجازت و خلافت مشرف شدہ اند و ہر یکش در جائے خود صاحب ارشاد است۔

**اولاد** زوجہ حضرت ایشان امۃ الفاطمہ بنت نثار حسن بن نثار احمدی بھیمی بودہ۔ از بطن ایشان حق تعالی آن حضرت را چہار پسر و یک دختر عطا فرمود۔ ۱۔ عبدالرشید، ۲۔ عبدالحمید، ۳۔ محمد عمر، ۴۔ محمد مظہر و روشن آرا عبدالحمید و روشن آرا در خوردی رحلت نمودند۔

**حضرت شاہ عبدالرشید** ولادت ایشان بہ دوم جمادی الآخرہ ۱۲۳۶ھ در لکھنؤ بودہ۔ عمر شریف ایشان بہ دہ سال نہ رسیدہ بود کہ قرآن مجید را حفظ کردند۔ علم معقول از مولوی فیض احمد دہلوی و حدیث شریف از مولوی مخصوص اللہ و مولوی محمد اسحاق و از پدر بزرگوار خود علم تفسیر و فقہ اصول و تصوف خواندند۔ از تحصیل علم ظاہر در بہت سال فارغ شدند، از عمر پنج سالگی ملازم صحبت شریف جدِ امجد خود بودند، بہ شب ہمراہ ایشان بر یک بستر خواب می کردند۔ و وقت ہیجہ بمعیت ایشان بر می خواستند۔ می فرمود کہ کافی سیر الکاملین۔ کہ عمر من ہفت بہشت سالہ باشد کہ حضرت جدِ امجد مرا و تم مرا حضرت شاہ عبدالغنی را در شب لیلة القدر بعد ترا و حج طلب کردہ بردست مبارک خود بیعت کنانیدند۔ اتمام سلوک از حضرت والد ماجد خود کردند و خلافت یافتند۔ در ۱۲۵۶ھ از حضرت والد خود اجازت گرفتہ بہ حجاز مقدس برائے حج و زیارت رفتند و آن جا از شیخ عبداللہ سراج اجازت حدیث شریف و دیگر علوم حاصل کردند۔ در ۱۲۶۳ھ ہمراہ حضرت والد ماجد خود ہیجہ فرمودند۔ در ۱۲۶۴ھ برائے حج بہ مکہ مکرمہ آمدند۔ بہ خیر و خوبی حج کردند۔ و دو روز بیماری کشیدہ بہ وز شہ نہ بین الظہر والعصر شازدہ ذی الحجہ ۱۲۸۶ھ رحلت فرمودند۔ امامت نماز جنازہ حضرت جدِ امجد کردند و در مغلّہ



نزد ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدفون شدند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَقَدْ مَن سَيَرَةُ۔ احوال ایشان را فرزند ایشان قدرے تفصیل در ذکر السعیدین نوشتہ اند۔ حضرت ایشان را از زوجات مختلفہ پروردگار شش سپرد ہشت دختر عنایت فرمود۔ (۱) بدر الصیام، (۲) محمد معصوم، (۳) محمد بشیر، (۴) محمد وحید، (۵) محمد زید، (۶) محمد سعید و (۱۱) امۃ الرشید، (۲) امۃ الحلیم، (۳) امۃ الکریم، (۴) عائشہ، (۵) امۃ الرحیم، (۶) حفصہ، (۷) فاطمہ و الثامنۃ لَمْ يُعْرِفْ اسْمُهَا۔ در فرزند ان بجز ثانی کسی نہ پائید۔

**حضرت شاہ محمد معصوم** | ولادت ایشان بہ دہم شعبان ۱۲۶۳ھ در خانقاہ شریف دہلی بودہ و وفات بہ دہم شعبان ۱۳۴۱ھ در مکہ مکرمہ واقع شد و در مغلّہ نزد حضرت والد ماجد خود مدفون شدند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَقَدْ مَن سَيَرَةُ۔

در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و کسب علوم ظاہری از ملا محمد نواب کہ از اجلہ علماء و از شاگردان جد ایشان بودند و بیشتر از علم اصغر حضرت شاہ محمد مظہر کردند۔ و سند حدیث از حضرت شاہ عبدالغنی و از علامہ شیخ صدیق کمال مکی حاصل کردند، در طریقت بیعت از جد امجد شدند و کسب سلوک از پدر بزرگوار خود کردند۔

ایشان را تالیفات قیمیہ اند تفصیل کہ از فرزند اصغر ایشان بہ عاجز معلوم شدہ است می نویسند۔  
(۱) و ضوح المعانی للکلام الربانی، تا سورہ مادہ، غیر مطبوع۔ (۲) ریاض الحکم فی معارف لقدم، تالیف قیم است  
بہ عربی، طبع نہ شد۔ (۳) الادعیۃ الماثورۃ المعصومیہ، طبع شدہ (۴) اجازۃ الارشاد للشیخ اسعد الکردی  
ابن ابن مولانا خالد الکردی۔ بہ عربی غیر مطبوع (۵) افصح البیان فی مکائد الشیطان، بہ اردو مطبوع۔

(۶) شمائل العارفين فی سیر المجید دینین۔ عربی، غیر مطبوع، بہ فرمایش علامہ روزگار مولانا ابوالحسنات عبدالحمی  
لکھنوی رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ نوشتہ شدہ (۷) کشف الغطاء عن اهل الخطا بہ اردو مطبوع (۸) السبع  
الأسرار فی مدارج الاخیار، بہ اردو مطبوع (۹) ذکر السعیدین فی سیرۃ الوالدین بہ اردو مطبوع

(۱۰) الکھف المہتین تہذیب الحصن الحصین، مطبوع (۱۱) احسن الکلام فی اثبات المولد والقیام  
بہ اردو مطبوع (۱۲) تہذیب سعید البیان، بہ اردو مطبوع (۱۳) تعریب الفوائد الضابطہ فی اثبات الرابطہ  
و حضرت ایشان را بہ عربی وارد و کلام منظوم است و برنخہ از ال طبع شدہ است بمعصوم تخلص می کردند۔ و در

ذکر السعیدین برنخہ از احوال خود و ناہائے خلفائے خود نیز نوشتہ اند۔ و حضرت ایشان را از زوجات ثلاثہ  
شش سپرد و چار دختر بودہ (۱) صبغۃ اللہ (۲) ابوالطاہر سیف الدین (۳) ابوالطیب مجد الدین (۴) ابوالشرف  
عبدالقاد (۵) ابوالفیض عبدالرحمن (۶) محمد ابوسعید، و (۱) عارفہ (۲) صادقہ (۳) طاہرہ (۴) کاملہ۔

**شیخ ابوالطاہر سیف الدین** | ولادت ایشان بہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۹۸ھ در رامپور بودہ محمد عبدالغنی



نام تاریخی است۔ در ۱۳۲۳ھ همراه والد ماجد خود بہ حرمین شریفین رفتند چند سہ در آنجا قیام کردہ نزد والدہ خود بہ امپور آمدند و تا آخر الایام آنجا قیام کردند بہ جمعہ ۸ ماہ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۵۶ء رحلت فرمودند رحمہ اللہ و رضی عنہ جناب ایشان شاعر شیوہ بیان بودند طبعاً تخلص می کردند بہ صورت یک دیوان ضخیم و براوراق مختلفہ کلام ایشان جمع شدہ بود۔ بعد وفات ایشان از دست فرزندان ایشان۔ آن دیوان و کاغذات متفرق بہ دست دیگران رسیدہ، در شاعری ایشان را مقام رفیع بودہ و در استادان سخن شمار ایشان بودہ۔ ایشان را دو پسر و یک دختر بودہ۔ پسر کلان ابو احمد نام اردو و پیرا چہار پسر چہار دختر است (۱) طیب (۲) شاہد (۳) زاہد (۴) ساجد و نام دختران (۱) زہمت (۲) عصمت (۳) عشرت (۴) قاطبہ سلمہ اللہ و حفظہم۔ و پسر خور عبد الباری نام دارد، ویرا سہ پسر و دو دختر است۔ (۱) عبد الرحمن یوسف (۲) عبد الہادی (۳) عبد الملک و اختر عروسہ و مبارک شگفتہ سلمہ اللہ و حفظہم، و دختر ایشان را نام قریشہ بود و عقد نکاحش با شیخ عیسیٰ منظر شد۔ بہ مدینہ منورہ۔ رفتنش شد و در حالت نفاس بہ ۱۴ جمادی الآخرہ ۱۳۵۴ھ وفات یافت و در بقیع مدفون گشت رحمہا اللہ۔

زہمت عالی کہ یا بد مقام  
بود تا بد در جوارِ رسول  
بگو سال ترحیل آن پاک جان  
”قریشہ ز طیبہ بجنّت رمید“  
بہ آن مورد جوی و ملک سعید  
فَیَلْحِیْذًا مَا لِقَامِنُ مَزِیْدُ

**حضرت ابوالشرف عبدالقادر** ولادت ایشان بہ چہارم ذی القعدہ ۱۳۱۸ھ مطابق یکم ستمبر ۱۸۸۲ء در رامپور بودہ، ”منظر قیوم“ نام تاریخی ایشان است و رحلت بہ شب جمعہ ۲۱ ربیع الآخر ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۴۴ء در مکہ مکرمہ واقع شد۔ و در مغلاہ بہ پہلوئے آب وجد مدفون شدند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔

حضرت ایشان در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و از علمائے اعلام علوم متداولہ خواندند و سلوک باطنی از حضرت والد بزرگوار خود حاصل کردند۔ در شعر و سخن پایہ بلند داشتند شرف تخلص ایشان بود۔ بہ اردو دیوان ضخیم دارند کہ موسوم بہ ”کلام شرف“ است و در عربی نیز مجموعہ نفیسہ از کلام ایشان است۔ بر مسلک حضرات کرام ثابت بودند۔ بعد وفات پدر بزرگوار خود جانشین ایشان بودند۔ ایشان را اولاد کثیر شد۔ لیکن غیر از یک پسر عبد العزیز و یک دختر رقیہ ہمہ در خورد سالی رحلت کردند عبد العزیز در خورد سالی قرآن مجید را حفظ کرد و بر تحصیل علوم دینیہ بہ رامپور نزد علم اصغر خود آمد و از علمائے آن دیار کتب مرقعہ خواند جو ان نیک و بہین فطین صاحب استعدادات و شاعر شیرین کلام بودہ۔ والد ایشان بہ برادر خورد خود نوشتند کہ در خاندان مجددیہ بایکے از صالحات عقد زواج بر خوردار عبد العزیز بکنید چنانچہ ہمہ انتظامات تکمیل رسیدند و قریب بود کہ بعد از چند روز عقد نکاح



ایشان شود کہ دور روز علیل شدند و بہ روز جمعہ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ راہی ملک بقا شدند۔ رحمۃ اللہ۔ در ان ایام این عاجز بہ مصر بود۔ مکتوبے کہ حضرت ایشان درین سلسلہ بہ عاجز نوشتہ اند نہایت درد انگیز است۔ در کتاب مقامات خیر عاجز آن خطر انقل کردہ است۔ و دختر ایشان رقیہ از برادر خود کلان تر است۔ بسیار خستہ صاحبہ استعدادات بودہ۔ و شعر گوئی نیز مہارتے داشتہ۔ اولاً غم برادر خود برداشت و باز از صدمہ وفات پدر خود فتویٰ بہ دماغش لاحق شد و آخر از عقل و شعور بے نیاز گشتہ در رامپور ایام حیات خود را بہ سمری برد۔ حضرت ابو الشرف در مکتوبے کہ بہ عاجز نوشتہ بودند۔ و شعر عربی تحریر فرمودہ بودند۔ تذکار الواقعة الایمۃ عاجز آن ہر دو شعر را نقل می کند۔

أَرْثِيكَ يَا وَلَدِي بِأَيِّ رِثَاءٍ      عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعِزُّ فَيْضَ عَزَائِي  
مَا كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ تَسَابِقِي الْفَنَاءِ      بَلْ كُنْتُ أَحْسِبُ أَنَّ تَكُونُ وَرَائِي

رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَاسِعَةً وَغَفَرَ اللَّهُ لَهُ۔ ابو الشرف کان اللہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ شنبہ۔

**شیخ ابو الفیض عبدالرحمان** | ولادت ایشان بہ ۸ اردی القعدہ ۱۳۰۴ھ در رامپور بودہ منظر الحسین نام تاریخی است۔ قرآن مجید حفظ کردہ بہ علوم متداولہ مصروف شدند۔

استعداد خوب بہم رسانیدند و در فن اصول رسالہ ناتمام و اصول الماشی الی اصول الشاشی "تالیف کردند و ذوق سخن خوب داشتند فیض تخلص ایشان بود۔ مجموعہ کلام ایشان بہ چشمہ فیض "موسوم است۔ متاہل شدند و پروردگار دو اولاد عنایت کرد۔ قضا را بہر دو اولاد و عیال ایشان رحلت نمود۔ صدمہ کہ بردل ایشان رسید شدید بود فتویٰ بہ دماغ ایشان رسید و بعد از چند وقت اثر نام تاریخی ظاہر شد و بہ روز جمعہ دہم محرم ۱۳۳۴ھ راہی ملک بقا شدند۔ رَحْمَةُ اللَّهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

**حضرت محمد ابوسعید** | ولادت ایشان در رامپور بہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ مطابق ۲۱ جولائی ۱۸۹۹ء واقع شدہ شیش سالہ بودند کہ حضرت والد ایشان ہجرت فرمودہ بہ حرمین شریفین

رفتہ بودند لہذا پرورش ایشان در ان اماکن مقدسہ شدہ۔ در مدینہ منورہ گذشتہ ان مجید بودند و تحصیل علوم دینیہ مشغول شدند ذوق سخن خوب دارند بیشتر بہ اردو اشعاری گویند۔ بہ عربی نیز قصائد و قطعات دارند۔ احیانا بہ فارسی نیز شوق می فرمایند۔ مجموعہ کلام ایشان موسوم بہ "فکر سعید" است۔

در ۱۳۳۴ھ قبلہ گاہ ایشان در مکہ مکرمہ وفات یافتند، ایشان بہ رامپور آمدند و در خانقاہ معصومی قیام کردند قبلہ گاہ ایشان این خانقاہ را ساختہ بودند۔ در گوشہ شمال غربی مسجد شریف است۔ چونکہ این مسجد نزد چوک نصر اللہ خان واقع است، معمور بہ نمازیان است۔ اگر در نماز جہری جناب ایشان امامت می فرمایند مقتدی بہا بسیار مخطوطاتی شنود۔ لہجہ ایشان حجازی است۔ بہ خوش الحانی و روانی تلاوت می فرمایند۔



حضرت ایشان را از زوجہ اولی دو پسر عبد الحمید و عبد المجید و از زوجہ ثانیہ چہار دختر سکینہ و میمونہ و عذراء و مرشدہ حق تعالی عنایت کردہ۔

**قاری حافظ عبد الحمید** | ولادت ایشان بہ ۱۵ رمضان ۱۲۳۹ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۸۲۱ء بودہ۔ چون عبد العزیز فرزند حضرت ابو الشرف رحلت نمود عبد الحمید را قبلہ گاہ

ایشان بہ مکہ مکرمہ نزد حضرت برادر خود فرستادند۔ لہذا تربیت ایشان در ان بلاد مبارکہ شدہ۔ قرآن مجید را حفظ کردہ اند و بہ سخن خوب تلاوت می کنند۔ در زبان عربی بہارت کاملہ دارند ذوق شعر و سخن دارند مجموعہ کلام عربی را بہ وحی الخیال و اردو را بہ آئینہ افکار موسوم کردہ اند۔ اہلیہ ایشان ہاجرہ بنت نور میان ضیاء مجددی رامپوری است۔ پروردگار ایشان را دو دختر و سہ پسر عنایت کردہ سعید کہ بہ ۱۳ رمضان ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸ مئی ۱۸۵۶ء و صبیحہ بہ ۲۰ جمادی الآخرہ ۱۲۴۵ھ مطابق ۳ فروری ۱۸۵۶ء و معصوم بہ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۴۶ھ مطابق ۱ اکتوبر ۱۸۵۶ء و زہیرہ در ماہ ذی الحجہ ۱۲۴۹ھ مطابق جون ۱۸۶۰ء و امین در رمضان ۱۲۴۸ھ مطابق دسمبر ۱۸۶۶ء متولد شدہ۔ سلمہم اللہ و حفظہم۔ عبد الحمید در سفارت سعودیہ بہ دہلی موظف است۔ در طریقت بردست علم محترم حضرت ابو الشرف بیعت کردہ۔ وَفَّقَ اللَّهُ لِمَرْضَاتِهِ وَحَفِظَهُ۔

**عبد المجید** | ولادت ایشان در ماہ شوال ۱۲۴۲ھ مطابق اواخر مئی یا اوایل جون ۱۸۶۲ء بودہ۔ در رامپور قیام دارند۔ اہلیہ ایشان رآشدہ بنت قاری محمد اسماعیل مجددی است۔ حق تعالی سہ پسر و سہ دختر عنایت فرمودہ، عبد الرشید بہ چہار شنبہ ۱۹ جمادی الآخرہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۸۶۱ء و عبد الوحید بہ یک شنبہ ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۲۴۳ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۸۵۶ء و عبد المعید بہ جمعہ ۲۵ ذی الحجہ مطابق ۳ اگست ۱۸۵۶ء متولد شدہ۔ و دختران ایشان لیلی و نجلا و شہلا را نام دارند تاریخ ولادت ایشان معلوم نہ شد۔ حَفِظَ اللَّهُ جَمِيعَهُمْ وَسَلَّمَهُمْ۔

و ہر چہار دختران حضرت محمد ابو سعید صاحبائے اولاد اند۔ سَلَّمَہُنَّ اللَّهُ وَحَفِظَہُنَّ۔

**حضرت شاہ محمد مظہر** | حضرت ایشان فرزند اصغر حضرت شاہ احمد سعید اند۔ بہ سوم جمادی الاولیٰ ۱۲۴۸ھ در خانقاہ شریف دہلی متولد شدند۔ مظاہر محمدی نام تاریخی ایشان

است۔ وفات ایشان بہ یازدہم محرم ۱۳۰۱ھ در مدینہ منورہ شد و در بقیع نزد قبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مدفون شدند۔ رَحِمَہُ اللَّهُ وَقَدَّسَ سِرُّہُ۔

در خورد سالی قرآن مجید حفظ کردند و علوم متداولہ از منقول و معقول از علمائے وقت حاصل کردہ حدیث شریف از علم محترم حضرت شاہ عبد الغنی خواندند۔ و سلوک باطنی در خدمت حضرت والد بزرگوار خود بہ انتہا رسانیدہ۔

سہ ذی القعدہ ۱۲۹۳ھ پروردگار دختر سوم فائزہ عنایت کردہ سلمہا اللہ۔



مجمع البحرین گشتند بستی و دو سالہ بودند کہ خلافت یافتند۔ و اندراں ایام بہ سرہند شریف رفتہ از فیوضاتِ حضراتِ کرام قدس اللہ اسرارہم دامنِ مراد پُر کردند و باز بہ حریمِ شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً رفتند درین ایام حضرت قبلہ گاہ ایشان بشیخ جمال الدین کشمیری بہ بمبئی نوشتہ اند: نسخہٴ فرزندِی در سالہا بہ تصحیح رسیدہ است و تعالیٰ بہ اقصی الغایات رساند الخ۔ بعد از وفاتِ قبلہ گاہ خود در مدینہ منورہ قیام فرمودند با وجودِے کہ آلِ جامع بزرگوار ایشان حضرت شاہ عبدالغنی در برادرِ اکبر ایشان حضرت شاہ عبدالرشید قیام داشتند لیکن جوعِ خلّاق بہ حضرت ایشان بیشتر بودہ، در سنہ ۱۲۹۰ در عارۃ الاغوات سہ منزلہ عالی شان خانقاہ ساختند۔ حضرت جدِ مجد تارتخ بنائے آن گفتہ اند۔

چون اخ کاہل محمد منظر عالی ہمسم ساخت خوش بنیاد وزیبا خانقاہ احمدی  
سال تارخیش عامیہ عمر گفت: لے الہ تاہد آباد بادا خانقاہ احمدی ۱۲۹۰  
این خانقاہ شریف بہ نام ”رباطِ منظر“ مشہور است۔ حضرت ایشان را صد ہا خلفا بودہ اند۔ لیکن نامہائے ایشان بہ عاجز معلوم نہ شدہ۔ باوجود کثرتِ ارشاد و تکثیرِ خلفا کسے احوالِ مبارکہ ایشان نہ نوشتہ، و قتیکہ عاجز احوالِ مبارکہ حضرت ایشان را و تغافلِ مخلصینِ ایشان را فکری کند۔ شعر ستموئل بہ یادش می آید۔ گفتہ۔

وَمَاضَرَنَا أَنَا قَلِيلٌ وَجَارُنَا عَزِيزٌ وَجَارُ الْكَثَرِينَ ذَلِيلٌ

حضرت ایشان احوالِ قبلہ گاہ خود نوشتہ اند کہ موسوم بہ مناقبِ احمدیہ و مقاماتِ سعیدیہ است۔  
أولاً بالفارسیّۃ و آخراً بالعربیّۃ، کما تقدم بیانہ فی اولِ احوالِ حضرتہ و الیدہ، و غیر ازین حضرت ایشان را بہ عربی رسالہ ”الدر المنظم فی الإقیام تجاہ القبر المکرم“ است، این رسالہ در سنہ ۱۲۹۶ تالیف شدہ و از ”الدر المنظم“ سال تالیف ظاہر است۔ سید محمود مد راسی خلیفہ حضرت ایشان بر آن شرحی نوشتہ اند و نام آن ”السلک المنظم“ است۔ در سنہ ۱۳۲۲ این رسالہ مع شرح در احسن المطالع مدارس طبع شدہ۔  
اولاد = حضرت ایشان را از زوجات متفرقہ دہ پسر و پنج دختر حق تعالیٰ عنایت فرمود (۱) عبداللہ (۲) مبشر (۳) احمد (۴) عبداللہ ثانی (۵) احمد ثانی بہار الدین (۶) محمد (۷) محمود (۸) عیسیٰ (۹) موسیٰ (۱۰) ابراہیم و (۱۱) امۃ الجلیل معروف بہ جمیلہ (۱۲) فاطمہ (۱۳) خدیجہ (۱۴) امۃ العزیزہ (۱۵) ام کلثوم۔ بہ وقت وفات حضرت ایشان احمد ثانی و عیسیٰ و موسیٰ و ابراہیم را بستار و امۃ الجلیل ازینست حیات بودند۔ باقی رحلت کردہ بودند۔

اشیخ احمد ثانی، بہار الدین | از بطنِ ترکیہ اند۔ بہ وقت وفات والد ماجد خودش سالہ بودند۔



ترسیت ایشان سید عبداللہ زوادی کردند کہ از خلفائے والد ایشان بودند ناہز الثمانین و توفی فی المدینۃ المنورۃ و دفن فی البقیع، رَحِمَہُ اللہُ دَقْدَسَ سِتْرُکَ۔ ایشان را یک پسر است، محمد مظہر۔

**شیخ محمد مظہر** | ولادت ایشان در ہزار و سہ صد و نوزدہ یا بیست بودہ۔ در مدینہ منورہ قیام دارند۔ بہ کسب حلال ذکر و الجلال مصروف اند۔ نہ ایشان را با کسے کارے و نہ کسے را از ایشان بارے۔ پاکیزہ زندگی بہرہی بر نہ ہشت سال قبل بہ عاجز مکتوبے نوشتہ بودند تفصیل اولاد خود بہ این طور تحریر کردہ بودند۔

**فرزند ان** = (۱) احمد سعید (۲) محمد عمر (۳) محمود (۴) عدنان (۵) ہاشم (۶) ابراہیم احمد سعید شش پسر دارند (۱) خالد (۲) عبدالعزیز (۳) عبداللہ (۴) بہار الدین (۵) نشأت (۶) عصام محمد عمر را یک پسر است عبدالرحمن۔

وناہائے دختران معلوم نہ شد۔ ایشان در مکتوب خود نوشتہ اند۔ اَمَّا الْاُنَاثُ فَلَا حَاجَۃَ اِلٰی اَسْمَاءٍ مِّنْہُنَّ۔ سَلَّمَ اللہُ الذَّکُورَ وَالْاُنَاثَ وَحَفِظَ الْجَمِیعَ۔

**۲۔ شیخ عیسیٰ** | معروف بہ عیسیٰ مظہر از بطن مغربیہ۔ بہ حالت شیرخوارگی بودند چون حضرت والد ایشان فوت کردند چون سن ایشان مابین ستین و سبعین رسید در مدینہ منورہ رحلت فرمودند۔ رحمہ اللہ در ضی عنہ۔ سہ دختر از ایشان یادگار ماند۔ سَلَّمَ اللہُ مِّنْہُنَّ۔

**۳۔ موسیٰ از بطن امۃ اللہ بنت حضرت شاہ عبدالغنی و ۴۔ ابراہیم از بطن بخاریہ در طفلی علیت نمودند۔ رَحِمَہُمَا اللہُ۔**

**امۃ الجلیل معروف بہ جمیلہ** | از بطن ام الفضل بنت حضرت شاہ عبدالغنی، در ۲۶۸ھ و ۲۶۹ھ متولد شد و بہ شب پنجشنبہ عند العشاء الآخرہ شریف دہلی متولد شدند و بہ شب پنجشنبہ عند العشاء الآخرہ

پنجم ماہ رمضان ۳۵۸ھ مطابق ۸ اکتوبر ۱۹۳۹ء در رامپور وفات یافتند و در قبرستان حضرت شاہ در گاہی مدفون شدند۔ عقد نکاح ایشان با ابن العم الاکبر حضرت شاہ محمد معصوم شدہ بود۔

پروردگار یک پسر صبغۃ اللہ و یک دختر عارفہ عنایت فرمود۔ چونکہ در طبائع توافق نہ بود شوہر ایشان در ۲۹۱ھ بہ رامپور آمدند و متاہل شدند و ایشان نزد پدر بزرگوار خود در مدینہ منورہ با دختر خود ماندند۔ دختر ایشان را

حضرت جد امجد برائے حضرت سیدی الوالد طلب فرمودہ بودند۔ لہذا وقتیکہ در ۲۹۶ھ حضرت جد امجد برائے عقد زواج فرزند خود بہ رامپور آمدند جناب امۃ الجلیل و دخترش عارفہ را نیز ہمراہ خود آوردند۔ از ان روز قیام ایشان در رامپور بود۔

جناب امۃ الجلیل از حضرت والد خود و از جد مادری حضرت شاہ عبدالغنی کسب کمالات باطنی



کر دہ بودند استقامتے کہ پروردگار نصیب ایشان کردہ بود کم کسے بہ آن سرفراز می شود۔ حضرت سیدی الوالدی فرمودند کہ در خاندان ما ہمیشہ صاحبہ نجیب الطرفین اند۔ روزے حضرت عمہ محترمہ بہ این عاجز فرمودند۔ فی فضل خدا از پدر و عم تو در هیچ چیز کم نیم (یعنی از شاہ محمد معصوم و سیدی الوالد) البتہ فرق این است کہ من مستورہ ہستم ایشان رجال۔ و قد صدقت رحمہا اللہ۔ الرضا بقضائے اللہ کہ اعلیٰ تر مقامات است نقد وقت ایشان بودہ۔ سی سال بہ کمال استغناد و حویلی خورد حکیم مظہر حسین خان در محلہ مدرسہ کہنہ رام پور بایک خادمہ ضعیفہ نکو کردند چند سال حامد علی خان نواب رام پور چیزے ماہانہ بہ ایشان می داد و باز نواب حیدر آباد دکن خدمت ایشان می کرد۔ فرزند ایشان در خورد سالی فوت کردہ بود۔ دختر ایشان ہمراہ حضرت والد خود بہ حجاز رفت و باز در شام فوت کرد۔ ایشان را این خبر رسید غیر از کلمہ استرجاع کسے یک لفظ دیگر از زبان مبارک ایشان نہ شنید و بعد از چند سال دختر و دختر مکہ مکرمہ بہ حالت نفاس رحلت نمود۔ بجز کلمہ استرجاع چیزے نہ فرمودند و در اعمال و اشغال ایشان ہرگز در هیچ حال فتویٰ واقع نہ شد۔ بہ کمال خشوع و طمانینت نماز می خواندند۔ چون عاجز و احوال مبارک ایشان فکری کند، قول متنبی بیادش می آید۔

وَلَوْ كَانَ الْيَسَاءُ كَثِيرًا فَقَدْ نَا لَفُضِّلَتِ الْيَسَاءُ عَلَى الرِّجَالِ  
وَمَا التَّانِيَتْ لِاسْمِ الشَّمْسِ عَيْبٌ وَلَا التَّذْكِيرُ فَرْخٌ لِنَهْلِكَا لِي

حضرت سیدی الوالد قدس سرہ ایشان را ہمیشہ صاحبہ می فرمودند و احترام ایشان می کردند و بہر سال یک سیر چائے سبز عمدہ و قدرے از بادام و یک صدو بیست و پنج روپیہ بہ ایشان می فرستادند۔  
رَحِمَہَا اللہُ وَرَضِيَ عَنْہَا وَحَشَرَهَا مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّاهِدَاءِ وَالصَّالِحِينَ۔

## بابائے اول حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ

اسم گرامی ایشان محمد عمر کنیت ابو السعادات فرزند ثالث حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ ولادت شریف ایشان در خانقاہ شریف دہلی در ماہ شوال ۱۲۴۳ھ مطابق اپریل ۱۸۲۹ء واقع شد و وفات ایشان بہ صبح یکشنبہ دوم محرم ۱۲۹۸ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۸۸۰ء در رام پور شد و متصل گنبد حضرت شاہ جمال اللہ جہت غرب مدفون شدند عمر شریف ایشان بہ حساب تقویم قمری ۵۳ سال و سہ ماہ و بہ حساب تقویم شمسی ۱۵ سال و ہشت ماہ بودہ۔ ایشان را برادرے بود کلان کہ عبد الحمید نام داشت و حضرت شاہ احمد سعید را باوے فوق العادہ محبت بود، بہ قضائے الہی وفات یافت و حضرت ایشان بسیار کبیدہ خاطر شدند۔ اندران ایام یکے از خلفائے انسان



بروز پرنوار حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ رفت و در واقعہ حضرت خواجہ را دید کہ می فرمایند بہ پیر و مرشد خود بگو کہ عنقریب پروردگار ایشان را فرزندے عطا خواهد کرد و آن فرزند من خواهد بود۔ نامش عمر تجویزی کنم، ان شاء اللہ آن بچہ عمر خواهد یافت و از اصحاب کمال خواهد بود۔ حافظ غلام رسول دیران در شجرہ شریفہ کہ نظم کرده است، اشارہ بر این معنی کردہ و گفت۔

ولا این بشارت نہ شاید نہفت کہ فرزند خود خواجہ باقیش گفت  
ز بس بیش بودش بہ سوش نظر بہ ضمنت خود گرفتش پدر

و اندر ان ایام حضرت والدہ ماجدہ ایشان در خواب دید کہ بہتالے در خانہ من ظہور یافت۔ حضرت شاہ احمد سعید فرمودند حق تعالی شمار فرزندے چون بدر کابل عنایت خواهد کرد۔ چون ولادت شریف ایشان بہ وقوع پیوست حضرت ایشان نام ایشان محمد عمر نہادند و محبتے کہ حضرت ایشان را با عبد الحمید راجل بودہ ایشان منتقل شد۔ چنانچہ حضرت ایشان را در فرزند ان خود با ایشان الفت و محبت زائد بودہ۔

جناب ایشان قرآن مجید حفظ کردند و بیشتر کتب علوم متداولہ از مولانا حبیب اللہ و احادیث از علم بزرگوار حضرت شاہ عبد الغنی و کتب تصوف از حضرت والد خود خواندند۔

از خورد سالی حضرت ایشان مبتلاے امراض گوناگون بودہ اند در مثانہ ایشان سنگ پیدا شد و زحمتهای کشیدند۔ آخر جراح بہ عملیہ آن سنگ را کشید۔ و بعد از چندے باز در مثانہ سنگ پیدا شد۔ جراح گفت کہ عملیہ نہ می توان کرد۔ حضرت والد بزرگوار ایشان تو جہات فرمودند و پروردگار آن سنگ را از راه بول خارج کرد۔

در ۱۲۶۲ھ عقد زواج ایشان شد۔ و چند سال گزشت کہ ایشان را اولاد پیدا نہ شد۔ بعض افراد خیال بردند کہ از وجہ جراحیت شاید اولاد نہ می شود، لہذا حضرت والدہ ایشان بہ حضرت والد ایشان عرض می کردند کہ دعا فرمائید۔ تا پروردگار فرزند میرا اولاد عنایت کند۔ حضرت ایشان می فرمودند شما دل تنگ نہ شوید۔ پروردگار ایشان را فرزند عنایت خواهد کرد۔

حضرت ایشان در ۱۲۶۶ھ سفر جمیر شریف کردند تا آنجا دعا کنند و پروردگار  
**دُعَا دَرِ اَمَاکُنْ مُقَدَّسَہ**  
بہ برکت آن بقعہ مبارکہ دعای ایشان را قبول کند و فرزند عنایت کند۔

چون از قصد خود در حضور قبلہ گاہ خود عرض نمودند حضرت ایشان اجازت سفر دادند و قبل از سفر ایشان را خلافت دادند و دو خلفائے خود را ہمراہ ایشان کردند و ارشاد کردند صبح و شام بہ حلقہ و توجہ مصروف باشید۔ عاجز گوید امام مسلم در باب الرخصۃ فی التخلّف عن الجماعۃ بعد ر۔ حدیث عثمان بن مالک روایت کردہ کہ در ان آمدہ۔ "وَدِدْتُ اَنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَأْتِي فَتَصَلِّي فِي مُصَلًّى فَاتَّخِذْهُ مُصَلًّى"



وامام نووی در شرح گفته: «فی حدیث عتبان هذا فوائد کثیره منها انه لیتخب لمن قال سا فعل کذا ان يقول ان شاء الله للآیة والحدیث ومنها التبرک بالصالحین واثارهم والصلوة فی المواضع التي صلوا بها والتبرک منهم» - حضرت شاه عبدالعزیز محدث دہلوی در تفسیر سورۃ بقرہ در بیان آیت - ولادخلوا الباب سجداً - نوشتہ ازین آیت چند فائدہ مستنبط می شود. و نوشتہ بعضی موافق متبرکہ کہ مورد نعمت و رحمت الہی گشتہ اند یا بعضی خاندانہائے قدیم اہل صلاح و تقوی خاصیت پیدا می کنند کہ در آن با احداث توبہ نمودن و طاعت بجا آوردن موجب سرعت قبول و ثمرات نیک می باشد. حافظ اشفاق الہی میرٹھی را فرزند نہ بود، روزی نزد مزارات شریفہ مصروف دعا بود کہ درین اثنا سیدی الوالد از حرم سرا برآمدند و اشفاق الہی را دیدہ فرمودند - اشفاق چرا بہ اجمیر شریف نہ می روی و آنجا دعا نہ می کنی - قبلہ گاہ ما بہ اجمیر شریف رفتند و دعا کردند حق تعالی بہ ایشان پسر داد. و این گفتہ فرمودند. بین مرا کہ من پیش روی تو استادہ ام - بعد از استماع این قول حافظ اشفاق الہی بہ اجمیر شریف رفت و پروردگار ایشان را چہار پسر عنایت کرد.

مردان خدا، خدا نہ باشند لیکن ز خدا جدا نہ باشند

در اوائل سال ہزار و دویست و ہفتاد و چہار ہمراہ پدر بزرگوار خود مع عیال و فرزند بہ حجاز مقدس تشریف بردند و در کنف عاطفت قبلہ گاہ خود در طایبہ طیبہ قیام فرمودند. در ماہ ربیع الاول ۱۲۴۷ھ وصال قبلہ گاہ ایشان شد. ازین واقعہ مؤلمہ دل و دماغ ایشان را صدمہ سخت رسید حضرت عمہ محترمہ یعنی امۃ الجلیل می فرمودند کہ از خزن ملال ایشان اہل خاندان را فکر لاحق شد کہ عقل ایشان از کار نہ رود و در مناقب احمدیہ نوشتہ است: «بعد انتقال حضرت والد ماجد ایشان را ترددی در مرید گرفتن بود از غلبہ تواضع پس در خواب دیدہ اند کہ حضرت امام الطریقہ خواجہ بہار الدین نقشبند رضی اللہ تعالی عنہ تشریف آورده ایشان را کلاہ خود پوشانیدند خاطر ایشان جمع گردید»

**سفر قدس** | صدمہ کہ بہ حضرت ایشان رسیدہ بود مداوای آن بہ علاج حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کردند چون آن عاشق صادق مدینہ منورہ را از وجود مبارک آن سرور عالمیان صلی اللہ تعالی علیہ وسلم خالی یافت تاب قامت نہ آورده رو بہ ملک شام نہاد، همچنان حضرت ایشان رخت سفر بہ مکہ مکرمہ بستند و حج ۱۲۴۷ھ کردہ در جوار بیت اللہ الحرام قیام فرمودند سال دیگر حج کردہ بہ دوازدهم محرم ۱۲۴۹ھ از جدہ بمصر در کتب خانہ روانہ شدند ہمراہ ایشان مولوی ابوالبرکات بہاری فرزند مولوی فضل امام دہلوی حکیم محمد اسماعیل دہلوی ابوالحسن و یک عقیفہ و چہار نفر خدم بودند و مراجعت بہ جدہ ازین سفر میمون بہ ۲۴ ماہ ربیع الاول ۱۲۴۹ھ بودہ - در قاہرہ و اسکندریہ و فلسطین تمام اماکن مقدسہ و مزارات مبارکہ را زیارت کردند.



در عودت بہ شب جمعہ سوم ربیع الاول رفیق سفر مولوی حکیم محمد اسماعیل در مصر حلت نمود و حمد اللہ حضرت ایشان و رفقاء ایشان از مسجد اقصیٰ احرام بستہ نیست عمدہ کردہ اند مولوی ابوالبرکات بہاری احوال این مبارک سفر بہ تفصیل و تقریر و پذیر نوشتہ اند نام رسالہ ایشان "برکات الانس لزار القدس" است اتمام این سفر نامہ بر این نظم فرمودہ اند۔

بر چرخ منازد و بر نعیمش	بر چرخ میچ خویشتن را
سیلاب غم است در سرورش	بر صبح میچ و بر نعیمش
اینجا شجرے نہ شد برومند	طوفان بلا است در تنورش
اینجا ہمہ رخت خانہ نیل است	کش باد فنا ز پا نیفگند
تا چند فنای پسند بودند	دستان ہمہ نوحہ رحیل است
نیز نگ فنا است پردہ بشکاف	بر میچ نظارہ بند بودند
تو آبلہ پا و کاروان تیز	سی مرغ بقا مجو ازین قاف
ہر چند مقام دل پذیر است	بر خیز ازین گریوہ بر خیز
حضرت ایشان قدس سرہ تاریخ زیارت بیت المقدس گفتہ اند و مولف رسالہ اتمام رسالہ	زین مرحلہ کوچ ناگزیر است

بر تاریخ ایشان کردہ۔ فرمودہ اند۔

بحمد اللہ دیدم روی اقصیٰ کہ بر بنیاد تقویٰ شد مؤسس  
چہ خوش تاریخ مولانا عمر گفت عبادت اللہ فی بیت المقدس

### ۱۲۷۹ ہجری النبوی

این رسالہ مبارکہ کہ اندران ایام نوشتہ شدہ نزد عاجز محفوظ است۔ فالحمد للہ علی نعمائہ۔  
ہنوز از خدمتہ فراق حضرت والد ماجد قدس سرہ ایشان را تسکین حاصل  
**وفات اہلیہ و دو پسر** ز شدہ بود کہ خدمتہ ثانیہ بہ حضرت ایشان رسید۔ و بیانش بہ این نہج  
است کہ اہلیہ محترمہ ایشان بی بی نواب بنت جناب احمد علی بن مولوی محمد باقر از اولاد امجاد حضرت عثمان ہارثی  
رحمۃ اللہ علیہم جمعین بہ حالت نفاس بہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۸۱ھ وفات یافت، و بہ روز ہفتم نومولود  
ابو حفص و بہ روز ہفتم دیگر دو سالہ فرزند ابوبکر رحلت نمود۔ در ظرف پانزدہ روز سہ خدمات شدیدہ برداشت  
کردند۔ برائے تسکین قلب و تسلیہ حضرت ایشان یک ذات مبارک سیدی الوالد ماند کہ اندران ایام نہ



سالہ بودند۔ حضرت عمہ محترمہ بہ این عاجز گفتند کہ عم محترم را یعنی جدی المحترم، باید رشتہ افست و محبت بیش از بیش بود بلکه ایشان عاشق فرزند خود بودند، جناب ایشان از خورد سالی تا آخر ایام در گوناگون امراض مبتلا بودند چون جدہ شمار علت فرمود عم اکبر شاہ عبدالرشید و جدہ مادری من و شاہ عبدالغنی، با ایشان گفتند شما عقد ثانی بکنید۔ ایشان گفتند می ترسم کہ از مادر علانی بہ لخت جگم آزارے نہ رسد۔ و ایشان تادم و اسپین نکاح دیگر نہ کردند۔

عاجز گوید چون کہ از صغیر سن حضرت ایشان در گوناگون امراض مبتلا بودند و از وہ امراض در حضوری حلقات فتویٰ واقع می شد۔ ایشان شرکایت حال خود بہ حضرت قیلہ می نمودند حضرت ایشان فرمودند اگر قدم بہ قدم من خواہید رفت مثل من خواہید شد۔ آنچه کار من بود در حق شما من آن را کردم حالا استقامت شما در کار است۔ کما فی المناقب الاحمدیہ۔

برادر زادہ حضرت ایشان شاہ محمد معصوم در ذکر السعیدین نوشتہ اند۔ مامعناہ۔ ایشان را در روزو شب بجز از کار و اشغال و طاعت و عبادت و نشر طریقت و افادہ سلوک طریقت کارے نہ بود۔ با وجودی کہ ایشان را بہ این قسم امراض شدیدہ لاحق بودند کہ طاقت نشست و برخاست بسیار کم شدہ بود، لیکن آنچہ اشغال و اوراد و توجہ و حلقہ از معمولات ایشان بود، هیچک فتور اندران واقع نہ شدہ۔ و این آن استقامت است کہ نزد صوفیہ فوق از کرامت است۔

**سفر بہ ہند** در سیر الکاملین نوشتہ است۔ تا والد ماجد بہ قید حیات بودند، سکونت در مدینہ منورہ داشتند و بعد رحلت بہ مکہ معظمہ تشریف آوردہ توطن اختیار فرمودند تقریباً بہست سال کابل در آن بلدہ معظمہ بودہ اند و در واج طریقہ شریفہ فرمودہ اند و صد ہا کس را بہ نسبت حضور آگاہی رسانیدند۔ مجاہدات کثیرہ در ریاضات شاقہ از بہر تعالی و قیام و صیام و قلة المخالطۃ مع الانام بر ذات شریف لازم داشتند، از اتفاقات قضا و قدر در سنہ یک ہزار و صد و نو و ہفت رونق افروز ہندوستان شدند و بلدہ رامپور را از قدم شریف منور ساختند، نواب صاحب رام پور نہایت تعظیم و تکریم پیش آمدند و تشریف آوری آن حضرت را از معتقات و کمال عزت و شرف خود دانستند و بہ خدمات لائقہ ممتاز گردیدند و حضرت را از مدت شش ہفت سال مرض سخت لاحق شدہ بود، گاہ خفیف می شد اما اکثر بہ شدت می بود و جناب ایشان از آن بسیار نحیف و ضعیف گشتہ بودند و با وجود این کیفیت در توجہات و از کار و اشغال و اوراد مثل سابقہ بلکہ زائد از آن مشغول می بودند، هیچک فتویٰ راہ نہ یافتہ بود و این دلیل قوی ہست بر کمال استقامت ظاہری و باطنی آن حضرت۔

عاجز گوید، مرض سخت کہ از مدت شش ہفت سال بہ حضرت ایشان لاحق شدہ بود آن مرض ناسور بود کہ بر پشت



مبارک ایشان بودہ کما سیاقی بیانہ فی المکتوب الحادی عشر من مکاتیبہ الشریفہ۔

**رسالہ در احوال سفر** | یکے از مخلصین بر علی رسالہ مختصرہ در احوال مبارکہ ایشان نوشتہ است،

وے ہمراہ ایشان تارامپور آمدہ، عاجز خیال دارد کہ محرز علی افندی است،  
محمد اصحاب لدین کہ از خلفائے سیدی الوالد است و ذکرش ان شاء اللہ خواہد آمد در مکتوب خود ذکر علی افندی  
کردہ۔ عاجز این رسالہ را از اول تا آخر نقل می کند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۛ الحمد للہ الذی نزه قلوب اولیائہ عن الالتفات الی زخرف  
الدنیا ونظرہ فی اسرارہم من ملاحظۃ عز حضرتہ، ثم استخلصہا للعکوف علی بساط عزتہ  
ثم تجلی لہم باسمائہ وصفاتہ حتی اشرقت بانوار معرفتہ ثم کشف لہم عن سبحات وجہہ حتی احتر  
بنار محبتہ ثم احتجب عنہا بکنہ جلالہ حتی تاهت فی بیداء کبریائہ وعظمتہ فکلما اہتزت للملاحظۃ  
کنہ الجلال غشھا من الدہش ما اغرب فی وجہ العقل وبصیرتہ وکلما ہمت بالانصراف آیسہ  
نودیت من سرارات الجمال صبرا ایھا الایس عن نیل الحق مجہلہ وعجلتہ فبقیت بین الردو  
القبول والصد والوصول، غرق فی بحر معرفتہ ومحترقہ بنار محبتہ، والصلاۃ علی محمد خاتم  
الانبیاء بکمال نبوتہ وعلی آلہ واصحابہ سادۃ الخلق وایمتہ، وقادۃ الحق وازمتہ وسلم  
تسلیم اکثر اورضی اللہ تعالیٰ عن تابعیہم الی یوم الدین والایمۃ المجتہدین واولیاء الکون  
اجمعین لاہیتما سادات النقشبندیین ومشاغ الاحمدیین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم  
کافۃ عامۃ۔ اما بعد، فہذہ نخبۃ من مناقب سیدنا واما منا و مرشدنا ووسیلتنا الی اللہ  
تعالیٰ ومفتاح باب سعادتنا۔ قطب العارفین، غوث السالکین، غیاث المریدین والمستفیدین  
قدوۃ کاملین المکملین وعمدۃ الواصلین، من ہو فی الزہد والتوکل والقناعۃ وحید،  
وفی التجرید والتفرد والاستغناء عن الاکوان فرید، قطب الحرم مولانا الشیخ ابوالسعادات  
محمد عمر الاحمدی النقشبندی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز وافاض علینا من بركاتہ، آمین۔  
ولد رضی اللہ عنہ فی شہر شوال سنۃ الف ومائتین واربع واربعین فی بلدہ دہلی  
وحفظ القرآن وهو ابن تسع سنۃ وقرأ الصرف والنحو والمنطق والكلام علی مولانا الشیخ حبیب  
اللہ الملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ، والفقہ والحديث والاخلاق والتصوف علی والدہ الماجد،  
امامنا و قبلتنا و مولانا الشاہ احمد سعید قدس سرہ وبعضا من کتب الاحادیث علی عمہ  
المعظم امام وقتہ فی الحدیث مولانا الشاہ عبد الغنی الاحمدی رحمہ اللہ تعالیٰ



واخذ التوجهات الى اخر مقومات الاحمدية من حضرة والده الشريف، وكان ممتازا بين ابناءه الكرام بالمحبوبة الخاصة لدى حضرة والده قدس سره ولما بلغ عمره الشريف ثنتين وعشرين سنة اراد السفر لزيارة امام الطريقة مولانا الشيخ المعين الجشتي قدس الله تعالى سره، اجازة والده الماجد للزيارة ولجازه ايضا في الطريقة الشريفة بالخلافة الخاصة المطلقة العامة، وارسل بمعيتة من كبار خلفائه اثنين وامرهما بان يكونا في خدمته وياخذ التوجه من حضرته وان لا يغيبا ليلاً ونهاراً من صحبتته، فلما وصل الى الزيارة واقام بهامدة قد شرفه الامام بنسبته وخلافته الخاصة العامة واكرمه بعناياته الوافرة التي لا تعد ولا تحصى، حتى في يوم من الايام كان مراقبا عند قبرة الشريف وحصل المخاطبة بينهما فقال رضي الله عنه للامام ياسيدي ما عز ممتوني بعزيمة خاصة من جنابكم فقال له الامام مرياً بك، انت اليوم معزوم عندنا، فبعد الفراغ من المراقبة امر رضي الله عنه خدامه بان لا يطبخوا الطعام وقال نحن معزومون، فلما غربت الشمس وكان رضي الله عنه يصلي في المسجد ومعه اصحابه وبعض من الخدامين قاعدون في المنزل اذ راوا ان رجلاً مهيئاً دخل الدار وعلى راسه تبتسي (صينية) كبير وفيه انواع من الأطعمة، واعطى التبتسي للخدا مينين وقال سلموا على الحضرة (بلغوا سلامي الى الحضرة) وقولوا له هذه عزميتكم من عند الامام وكذا لكذاي الخدامون ان بعض الرجال جاءوا بالعلف والشعير للخيول ثم غاب القادمون ولم يعرفهم احد. ولما اراد رضي الله عنه الرجوع الى دهلي استاذن الامام قدس سره وما استاذنه الامام الا بعد التضرع والالحاح، فرجع الى دهلي. وفي ايام سلوكه بسبب الامراض ما كان يحضر الحلقة والمراقبة في كثير من الاحيان فسأله والده الماجد عن قلة حضرة فأجاب اني بسبب الامراض لا اقدر على اتمام مقدار الذكر والشغل فلذا استجيت من الحضور في حضرتكم، فقال والده الماجد يا ولدي لا تهتم بقلة الذكر والشغل واحضر الحلقة كيف ما كان.

وكان والده الماجد اكثر محبة ورعاية له من اخوانه لانه كان له اخ كبير واسمه عبد الحميد وكان والده الماجد يحبه كثيرا فلما توفي عبد الحميد حزن الوالد على وفاته اشد الحزن وارسل احد خلفائه الى ضريح امام الطريقة حضرة الشيخ باقي بالله شيخ سيدنا المجد قدس سرهما مستمداً للائشراح. فبعد



وصول الخليفة الى الضريح الشريف والمراقبة لديه خاطبه حضرة الشيخ قدس سره بأن بشر  
شيخك بأن ربنا سيمن عليه ويرزقه ولدًا صالحًا عمرًا وتفاؤلًا سمينًا عمرًا وبعد هذه البشارة  
ولد رضى الله عنه وسمى بالاسم الذى سماه به الشيخ قدس سره. وهذا كان سبب محبته  
الخاصة من بين اخوانه الكرام قدس الله اسرارهم -

كتب العارف الشهير اخوة الصغير سيدنا ومولانا وامامنا الشيخ محمد منظر الاحمد  
قدس الله تعالى سره وافاض علينا من بركاته فى المقامات السعيدية والمناقب الاحمدية  
فى مناقبه رضى الله عنه ان قبل ولادته رأت والدته الشريفة فى الرؤيا ان القمر طلع  
فى بيتها فقصدت على والده الماجد قدس سره فعبرها بأن ربنا سيعطيك مثل القمر  
ولدًا، وكتب ان والده الماجد قال له فى يوم من الايام لو وضعت القدم على قدحى  
ستكون مثلى، وكتب ان بعد وفات والده الماجد لغلبة التواضع والاستغناء عن  
الاكوان كان مترددًا فى التوجه الى المريدين حتى رأى امام الطريقة السيد محمد  
بهاء الدين نقشبند قدس سره وافاض علينا من بركاته فى المنام انه شرفه  
بالمجيئ عنده ووضع قلنسوته على راسه وامره بالتوجه الى المريدين، اه -  
وكذلك امره الامام الربانى المجدد دلائل الثانى بالتوجه الى المريدين فبعد  
ذلك جلس على مسند الارشاد والهداية -

بعد غلبة الكفار على بلدة دهلى هاجر مع والده الماجد والاخوان الى  
الحرمين الشريفين وبعد الحج ذهب الجميع من مكة المكرمة الى المدينة المنورة -  
فلما وقفوا عند المواجهة الشريفة شاهدوا من عنايات سيد الاولين والاخرين  
صلوات الله عليه وعلى اله واصحابه اجمعين ما لا حد له ولا نهاية، وقد بشرة  
والده الماجد بخلة فاخرة خالصة من حضرة الرسالة، فاية نعمة تكون فوقها  
واية خلعة تعادل ذوقها. هنيئًا له -

وبعد وفات الوالد الماجد استوطن مكة المكرمة واشتغل بالرياضات الشاقّة  
حتى كان يراقب تجاه اللعبة الشريفة من بعد العشاء الى الصباح، وفى النهار يشتغل  
بتربية المريدين ثلاثة اوقات - بعد الاشراف وبعد الظهر وبعد المغرب الى العشاء  
وكان رضى الله عنه يزيد فى الرياضات فى شهر رمضان من كثرة تلاوة القرآن



وثلاثة ختمات القرآن في التراويح والمراقبات والادوارد والاذكار وغير ذلك من الطاعات مع ضعف بدنه وكثرة امراضه بحيث لو رآه احد لقال انه لا يقدر على الكلام فضلاً عن القيام والصيام. وهو لم يبالي بشئ من الامراض والالام واشتغل بالأنواع من الطاعات الى اخر الايام. وكان يصلي التراويح قائماً مع طول القراءة فيه. وقد ذهب لزيارت المسجد الأقصى وزار الانبياء على نبينا وعليهم الصلاة والسلام في سنة الف ومائتين وتسع وسبعين واحرم من بيت المقدس من المسجد الأقصى الى المسجد الحرام. وكراماته رضى الله عنه كثيرة والاستقامة التي هي فوق الكرامة كانت ظاهرة باهرة شهيرة من حضرته لا يتكرها احد وفي اخر عمره استهلك في مشهورة حق الاستهلاك بحيث صار اجنبياً من الأقارب والأجانب وانقطع تعلق ما سوى الله من ساحة صدره المنور واضمحلت نقش الغير من قلبه الأنور وكان سيماء هم الذين اذا رأوا ذكر الله "وكان في جبينه من الشمس اظهر مع ذلك اذكر بعض كراماته لاطمينان قلب بعض الذاهلين ————— منها أن في ليلة من ليالي رمضان المبارك في الحرم المحترم وقت التراويح اخبر جميع المريدين بأن في هذه الليلة من الله على صاحبزاده محمد يوسف بولد اسمه محمد حسن، فتعجب المريدون من سماع هذا الخبر وكتبوا اليوم والتاريخ ولما جاء البابور (الباخرة) ووصل الكتاب من رامفور وكان فيه ان في ليلة كذا من رمضان رزق الله لصاحبزاده محمد يوسف ابناً وقد سميناها محمد حسن، فلما قابلوا هذا الخبر بالقبول من اليوم والتاريخ وجدوه مطابقاً لما قال حضرته ومنها ان الفاضل الجليل مولانا الحكيم محمد نواب جاء يوماً عنده وقال له بأن امير مملكة المشرف الشريف عبد الله باشا امرني بعلاج اخيه الشريف سلطان لانه مريض وانا استأذن منكم فان اذنتم لي شرعت في العلاج والا اعتذرت، فقال له اعتذروا لتقرب المريض للعلاج، فاعتذر الحكيم من سيدنا المرحوم الشريف عبد الله باشا وتوفي اخوة سلطان بعد ثلاثة ايام.

ومنها انه في يوم من الايام كان رضى الله عنه يتناول الطعام اذ دخل عليه احد من المريدين واخبره بأن السفينة التي فيها عمكم الصغير الشاه عبد المغنى قد انغرقت وهذا الخبر مشهور في البلد. ولما سمع رضى الله عنه



هذا الخبر ترك الطعام وحزن كثيراً ثم راقب مدة ساعة وبعد المراقبة رفع رأسه الشريف وقال - انى قد توجهت الى حضرة رب العزة لا نكشف الحال فالحمد لله قد رفع الحجاب عنى ورأيت السفينة فى تلاطم الامواج فمشاهدة هذه الحالة زاد فى حزنى واضطر ابى قد عوت الله عز وجل بالتضرع والعجز والانكسار والالحاح فوقع الدعاء فى معرض القبول وامرت من الملك القدوس باخراج السفينة من التلاطم فاخذ عنان السفينة بقوة الله وتوفيقه وعنايته واخرجتها من تلاطم الامواج وفى حين اشتغالى باخراج السفينة وقع نظرى على احد من جماعتنا فرأيت على وجهه اثار التعزية ربما احد من اقاربه قد مات - والسفينة قد نجت من التلاطم والحمد لله الذى بنعمته تتم الصالحات - ولما اخبر حضرته عن هذه المشاهدة كتب المريدون ما قاله رضى الله عنه ولما وصلت السفينة وجاء عمه الصغير مع جماعته ظهر صدق مقالته عن احوال تلاطم الامواج ووفات واحد من جماعتهم - ومنها انه رضى الله عنه مرض فى مكة المكرمة واشتد مرضه واضطرب نجله الكريم الفاضل الفخيم سيدنا ومولانا امامنا الشيخ محي الدين ابو الخير عبد الله الاحمدى غاية الاضطراب ولما شاهد رضى الله عنه اضطراب نجله الكريم قال له لا تحزن لانى لا اموت من هذا المرض فقل من اضطرابه شيئاً ما ولكن خطر فى قلبه ان المرض شديد ويمكن ان يكون كلامه من قبيل الهجر فقال رضى الله عنه له قد عرفت ما يختلج فى قلبك وقد جاء عندى سيدى الوالد قدس سره وقد قلت له الان ان مراعى الذهاب عنده فقال لا فان عليك تربية واحد والظاهر ان المراد من ذلك الواحد هو مجله الكريم - وشفاه الله من ذلك المرض وعاش بعدة سنين -

وفى اخر عمره رضى الله عنه فى سنة الف ومائتين وسبع وتسعين شرفت اذ انت خطبة الهند لقد ومه الشريف، فبحكم القضاء والقدر توجه من مكة المشرقة الى بندرجدة ومنها ركب الباخرة ومعه الاهل وذهب جماعة اليمن الى الباخرة وعينوا المحلات لحضرته واصحابه وللمحريم وتوجهت الباخرة الى الهند وكان رضى الله عنه مدة يوم وليلة فى استغراقه، لم يبال بما فى الباخرة من الحرو والزحمة وتحركت مادة الصفراء فى جميع الرفقاء وخصوصاً فى المحريم، فحضر عند حضرته بعض المريد



وقالوا یا سیدنا، اشتد الحر وازدادت الزحمة والحريم فی ضیق شدید ولا یقدر احد منّا ان یمشی او یتحرك، فسكت رضى الله عنه وبعد قليل جاء القفتان وهو رجل انجلیزی نصرانی، یسأل بلسانه ولا یعرف احد منّا لسانه إلا اننا سمعنا انه یردد كلمة حضرت كثيرًا فعرفنا انه یسأل عنه رضى الله عنه، فبجرد ما وقع بصره على طلعتة المباركة الشریفة خلع طربوشه (ملبس الرأس) ووقف بغاية التعظیم والتکریم بین یدیه وطلب الترحمان ودعى الخدامین وفتح مخزن اللواح والمسامير وخرج منه كل شیء واعد له لولانا الامام رضى الله عنه واعد محلاً مخصوصاً للنساء، فاستراح المریدون واسترحن النساء. وكان القفتان یحضر كل یوم فی حضرته رضى الله عنه ویقف امامه قدس نصف ساعة عاری الرأس ویقوم بالخدمة والتعظیم الى ان وصلت الباخرة الى کلکته. وقبل النزول من الباخرة بنصف ساعة تخلى القفتان مع حضرته فی المحل الذی كان مخصوصاً له ومنع جمیع اهل الباخرة من الدخول علیه وكانت هذه التخلية قدس نصف ساعة، لم یعرف احد منّا ماذا عمل القفتان فی هذه المدة غیر أن المریدین قالوا أنه اسلم على یدیه وهل أخذ الطريقة ام لا، لا یعرفه احد منا ولم نستطع لهیبة حضرته ان نسأله، والله اعلم بحقیقة الأمر.

وبعد أن تشرف اهل کلکته بقدمه توجه فی قطار سكة الحديد الى بلدة رامفور فی الله من هذا التجلی فی هذا السفر، قطار سكة الحديد یقف علی المحطات لبضع الدقائق - وجدنا فی الطريق كل محطة مملوءة من الزائرین وكان الزائرین یقفون صفوفاً وكان یود كل واحد منهم ان یقبل ایدیه المباركة ففی بعض المحطات ینالون ببغیتهم وفی البعض لا یقدرون علی ذلك، وابنه الفخیم كان یفتح الشباك کی یسعد الزائرین بزيارة طلعتة المباركة فكان الزائرین یرونه من صیف المحطة ویستبشرون بهذه النعمة البهیة، وكان بعض الزائرین یقدم الهدایا فالبعض منها كانت تصل الى حضرته والبعض تقع علی سكة الحديد وكان صفاً یمکی ویتحسر فی هذه کیفیة قطعنا الطريق من کلکته الى رامفور ولما وصلنا الى رامفور وجدنا حضرة النواب فی اول المتقدمین. فاستقبله حضرة النواب بغاية التعظیم والتکریم وكان یعد ورودة فی امارته من اعظم الغنائم واسنی النعم



وكان يفخر على ذلك وكان يقوم بالخدمات اللائقة له رضى الله عنه -

ولما كان رضى الله عنه مريضاً من مدة سبع سنين، والمرضى (الناصور) يشتد أحياناً ويخفف حيناً آخر وهو رضى الله عنه في الشدة والخفة مستغرق في مقصوده و مشتغل بالتوجهات والأوراد والمراقبات والاذكار لم يقع في معمولاته فتوراً أبداً، وهذا أكبر دليل على كمال استقامته، في الظاهر والباطن، وبعد أن أقام في رامفور ستة أشهر اشتد مرضه وفي صباح يوم الأحد الثاني من شهر محرم الحرام سنة الف ومائتين وثمانية وتسعين طار طائر من وجه الإقدس إلى حظيرة القدس واستقر على أغصان أشجار حديقة الأنس وسكن في أعلى عليين مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن أولئك رفيقا.

چيست ازین خوبتر در همه آفاق کار دوست بر دوست فت یار بزدیک یار

كان رضى الله عنه معتدل القامة، معتدل الاعضاء، معتدل المزاج و كان عيسوى المشرب على مشرب والده الماجد قدس سره وكان رضى الله عنه كثير التلاوة ودائم الذكر والفكر وكثير الهيبة وشديد الخشية والخضوع وخصوصاً في سجدة الركعة الأخيرة والقعدة الأخيرة، يحمر عيناه ويصفر لونه. وكان قوى الحضور في جميع الطاعات وكان متصفاً بالصفات الالهية ومتحملاً بالاخلاق النبوية وكانت جميع اخلاقه مرضية. رضى الله عنه ونفعنا ببركاته وافاض علينا من نوره وفيوضاته آمين. وقد سقاهم ربهم شرباً طهوراً. سنة ١٢٩٠ هـ.

## کمال استغنا

حضرت ایشان قدس سره به کمال استغنا متصف بودند باین عاجز حضرت ابو الشرف فرزند حضرت محمد معصوم فرزند حضرت عبدالرشید بیان کردند که حضرت عبدالرشید در اواخر احوال هر سال از مدینه منوره برائے حج می آمدند و نزد برادر خود فردکش می شدند و هر دو برادران عالی قدر بمعیت یک دیگر به عرفات و مزدلفه و منی می رفتند اتفاقاً نوبت حضرت ایشان رفاقت برادر محترم از وجه تنگی دست نه کردند. بعد از حج چون حضرت برادر کلان برین امر آگاه شدند فرمودند اے برادر چرا اظهار این امر کردی، نزد من آن قدر مال بوده که شما هم حج می کردید حضرت ایشان عرض کردند چه خوب ارشاد کردند "لذتے کہ در صورت نہ گفتن است در صورت گفتن کجا باشد" و قتی که حضرت ایشان این کلام فرمودند برادر زاده حضرت ایشان نیز حاضر بودند و فیما بعد به فرزند خود حضرت ابو الشرف بیان کردند.



قیام حضرت ایشان در مکہ مکرمہ از او آخر ۱۲۴۷ تا اوائل ۱۲۴۸ ہجری بود یعنی نوزدہ سال و سہ یا چہار ماہ نزد باب العتیق در خانہ کہ بہ ایجار گرفتہ بودند گاہ بہ تسیر و گاہ بہ عسکر زندگانی بہ سر می بردند۔ وقتیکہ حضرت ایشان بہ ہندوستان آمدند در کلکتہ تقریباً چہل روز قیام فرمودند، آنجا یک مہینہ دو ہزار روپیہ بہ حضرت ایشان ہدیہ داد حضرت ایشان آن ہدیہ قبول فرمودہ بہ مہینہ گفتند شما این روپیہ را نزد خود آمانت نگاہ دارید، عندالاحتضار حضرت ایشان بہ فرزند عالی مقدار خود وصیت و نصیحت کردہ فرمودند حافظ ناصر معین و کار ساز شمارب العالمین است۔ ہر چہ از کتابہا دارم آن از شما است و آنچه دو ہزار روپیہ در کلکتہ نزد مہینہ است آن را در ازواج کرامت النساء صرف کنید، (کما سیاتی التفصیل فی احوال سیدی الوالد قدس سرہ) غیر ازین روپیہ حضرت ایشان را از مال و متاع چیزے نہ بود۔

**حجرہ مسجد** | نواب کلب علی خان والی رامپور برائے قیام حضرت ایشان محل نواب احمد یار خان را تجویز کردہ بودند چنانچہ قیام حضرت سیدی الوالد حضرت عمہ محترمہ اندران محل بود، اما خود حضرت ایشان در حجرہ مسجد شریف قیام فرمودند۔ آن مسجد شریف متصل حویلی بود و ہمدران حجرہ مبارکہ داعی حق را لبیک فرمودند اگر از جوار بیت اللہ الحرام بہ ظاہر دوری افتاد، از جوار خانہ خدا تادم واپسین جدانہ شدند۔ حضرت ایشان قدس سرہ می فرمایند۔

آخر شدہ عمر و بہ لب آمد نفس ما      صد حیف کہ از دل نہ برون شد مہوس ما  
کہ گریہ کنم گاہ فغان گاہ دعا      دیگر چہ کنم چون نہ بود دسترس ما  
بلبل بہ فغان گفت دم صید بہ صیاد      کہ گل نہ کنی دور خدا را قفس ما  
رحمت بکش لے بحر کہ آلودہ ذنم      جز اشک تداامت نہ برد این دنس ما  
اے طائر جان صبر نما لحظہ درین قید      مہمان دوسہ روزہ بود این قفس ما

حضرت ایشان قصیدہ داشتند کہ بہ ہندوستان تشریف آندا تا از برائے ازواج فرزند محبوب خود برآید۔ چند وقت قصداً این دیار کردند کہما سیاتی بیانہ فی احوال سیدی الوالد۔ و نواب کلب علی خان از دل جان در راحت رسانی حضرت ایشان می کوشیدند برائے معالجہ امراض جسمانی اطباء حذاق را جمع کرد۔ اما، گرفت سلطان عشق از دسترس نواب صاحب بالا تر بود، آتش شوق لمحہ بہ لمحہ تیز تر می شد اندرین احوال حضرت ایشان بہ زبان اردو غزلے گفتہ اند۔ عاجز ترجمہ چندا بیات می نویسد۔

دل در جستجوئے کوچہ دلدار است و      بلبل ناشاد در آرزوئے گلزار است  
بر آستانش چساں جبین خود را بنہم      کہ من بہ خون دل ہنوز وضو نہ کردہ ام



پستقیان حرم خبر کنید کہ از چشم من جوئے آب روان است۔

اگرچہ تو از رگ جانم بہ من قریب ترستی و لیکن من در جستجوئے تو می پویم

درستم وے نیز لذت الطاف است ، من در ہمہ حال گرویدہ خصالِ دیم

حضرت عمہ محترمہ می فرمودند کہ حضرت ایشان نہایت منکسر المزاج و حلیم الطبع بودند اما تابِ استماعِ

سخنِ نادرست و دیدنِ احوالِ نامشروع نہ داشتند، در چنین احوالِ شان فاروقی بہ وجہ اتم ظاہری شد۔

در امور نامشروعہ مراعاتِ هیچ کس نہ می کردند غیر از حلقہ و توجہ و ذکر و فکر کارے نہ داشتند۔

عاجز گوید انکسار حضرت ایشان از این ظاہر است کہ در کتابِ انسائیلِ لطاہرین "ذکر خود بہ این طور

فرمودہ اند محمد عمر فرزند سیوم حضرت سراج الاولیاء تاریخ ولادتش از "احقر البشر محمد عمر" ظاہر است و حضرت

ایشان را سہ مہر است۔ مہر اول در ۱۲۶۲ھ کندہ شدہ، بسیار خورد است و بران محمد عمر کندہ است۔ مہر دوم

در ۱۲۶۵ھ ساختہ شدہ و بران محمد عمر ابن احمد سعید کندہ است و مہر سیوم بسیار نفیس است۔ عاجز خیال

دارد کہ این مہر در ترکیہ ساختہ شدہ، برین مہر این شعر کندہ است۔

عمر نام و فعلش ہمہ ناپسند سگِ خانقاہ شبہ نقش بند

روزے سکندر علی خاں و اہل متوطن خالص پور، علاقہ طلیج آباد، از توابع لکھنؤ کہ از خلفائے سیادت

شرافت پناہ فضائل و کمالات دستگاہ مولانا سید عبدالسلام متوطن ہنسوہ، علاقہ فتحپور، نزد کاپور، بہ خدمت

شریف ایشان وقتے رسید کہ حضرت ایشان عند البیت الحرام از حلقہ فارغ شدند حضرت ایشان سوسے

بیت اللہ اشارہ کردہ فرمودند۔

سکندر یکے از غلامانِ تست بکن رحم بر وئے کہ شایانِ تست

از اشیائے مستعملہ حضرت ایشان مثلاً قلمدان، میقظ، محایہ، پرکار، مقراض، مہر، مسبحہ، معلوم می شود

کہ نفاست را خوش داشتند، حضرت ایشان دعائے حزب البحر و درود کبریت احمر را بر کاغذ نفیس پتہ خور

بسیار خوش خط نویسانیدہ اند و برادری در دایرہ "وظیفہ عمر بے بدل است" تحریر کنانیدہ اند و باز آن را در

جلد نفیس و جلد رادرفلاف لطیف محفوظ کردہ اند۔

حضرت ایشان معتدل الاعضاء و خفیف الشعر بودند، سر مبارک میانہ، و درازی زلف تا زمرہ

حلیہ مبارکہ گوش، لحيہ مبارکہ بہ قدر یک مشت، چہرہ مبارکہ بیضوی، بینی معری از خود بینی قدے بلند۔

چشمان گہرا نشان فراخ و پرازنوار، چون از حلقہ و توجہ فارغ شدے بر سپیدی چشم سُرخ غالب بودے۔ دست و پا

نازک، قلیل الکلام، شیرین مقال، باہر کہ صحبت کردے، گرفتار محبتش گشتے، در خانہ استعمال "عرق چین"



(کلاہ پارچہ) می کردند و قتی کہ بیرون رفتے، دستار بر سر نہادے۔ ہوش در دم و نظر بر قدم داشتے، طبیعت ایشان موزون بود و احیانا شعر گفته، چنانچہ یک دیوان خورد از فارسی و یک از اردو و از مدر دیوان فارسی ۲۵ غزل و یک مثلث و چہار محسنات دارند و شجرات مبارکہ سلاسل سبعمہ را مطوّلاد مختصر اور میزدہ قطعات نظم فرمودند و اعداد آیات مبارکہ سور قرآن مجید را نظم کردہ "اعداد الآیات" نام نہادہ اند و ۳۶ قطعات تاریخ دارند و دیوان اردو تقریباً مساوی دیوان فارسی است، علاوہ ازین رسالہ کنز المصلیٰ را در ۱۲۹۱ھ بہ اردو نظم کردہ اند و از لفظ "اصغر" تاریخ برآوردہ نام رسالہ فقہ اصغر نہادہ اند، جناب مولانا عبدالحق آبادی، شیخ الدلائل و مہاجر مکی تجاہ البیت الحرام بر آن رسالہ شرح لطیف بہ اردو نوشتہ اند و نامش "الکنز الاکبر شرح الفقہ الاصغر" نہادہ اند۔ نزد عاجز نسخہ از آن موجود است کہ خود مولف رحمہ اللہ آن را نوشتہ اند۔

**تحریرات ایشان** | غیر از کلام منظوم حضرت ایشان را کتاب "انساب لطاہرین" است کہ در آن ذکر اولاد حضرت مجدد قدس سرہ است، ذکر اکانوا و انا انالی وقت التالیف۔

و حضرت ایشان از رسالہ "انہار اربعہ" کہ تالیف لطیف حضرت والد ایشان است، سلوک نقشبندیہ را بہ فارسی نوشتہ اند و نام آن "الجدول المنتخبہ من النہد الماد من الانہار الاربعہ" تجویز کردہ اند۔ و حضرت ایشان بیان ذکر قلبی و ختم خواجگان و شجرہ شریفہ نقشبندیہ و بیان مراقبات۔ از مراقبہ احدیت کہ اول مراقبات است تا دائرہ لاتعین کہ آخر مراقبات است، بہ صورت اختصار بہ عربی کردہ اند۔ قدس سرہ۔

در اوخر ماہ صفر ۱۲۹۶ھ حضرت سیدی الوالد قصد مدینہ منورہ کردند و از مکہ مکرمہ بہ جدہ تشریف بردند و از آنجا بہ حضرت طابہ طیبہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ و تحیۃ حضرت ایشان بہ فرزند عالی قدر خود در مدت این سفر میمون ہفتہ خطوط نوشتہ اند۔ ابتدائے یک خط بہ اعزى ارشدی قرۃ عینی و ابتدائے دو خط بہ اعزى ارشدی قرۃ عینی ثمرۃ نوادی و ابتدائے چہارہ خط بہ فرزند اعزى قرۃ عینی ثمرۃ نوادی کردہ اند۔ درین خطوط جواب ماسأل عنہ حضرت سیدی الوالد۔ و بعض نصائح، اندراج یا سنۃ، عاجز بر نخیزان می نویسد۔ حضرت سیدی الوالد از جدہ تحریر فرمودند کہ از

ظلمت اسواق، نماز در خانہ ادا می نمایم۔ حضرت ایشان نوشتند۔

۱، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خط شمار سید بہ قول عبد العزیز، در نگ کار کردن، کار نا تجربہ گان است، بلکہ آن بغلہ امروز نہ رفتہ باشد، بیم آنستہ کردہ سوار شوید، خوبی و بدی بہ دست دیگر، غسی آن نگرہو۔ یاد داری و در مدینہ طیبہ، ہم بہ ہم بزرگواری و خواہر خود گویتد کہ درین کاریت و لعل کردن از مقصود ماندن است و الحکم حکمہ و الامر امرہ۔ ظاہر است کہ اگر قافلہ روانہ شد و شمانہ رسید بہ محنت بر باد۔ و از ظلمت اسواق



معمول حضرات مانیست کہ نماز در خانہ ادا نہائند، اگرچہ بہ جماعت باشد، صبح و شام در حلقہ کہ بعد ساعۃ زلیل و نہار می شود اول توجہ بہ شامی شود، بعدہ بہ یاران دیگر، الخ، ۲ ربیع اول روز یکشنبہ ۱۲۹۶

(۲) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکتوب مع چار رأس ماہی رسید، بزنبہا تقسیم کردم، دماغ پختن در خانہ نہ دارم و سامان ہم نایود هست، حکمت الہی است کہ در رفتن شہر روز تاخیر می بینم، بلکہ ہمین خوب و افضل است، فَعَلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُو عَنِ الْحِکْمَةِ (نوشتہ اند) حق سبحانہ شمارا بہ منزل مقصود بہ خوبی رساند، رجوع در ہر کار بہ فاعل دارید، کار ساز ما بہ فکر کار ما، حسبنا اللہ و نعم الوکیل، کبریت احمر صبح و شام معمول فقیر است و در جمع بعد صلاۃ جمعہ ہم شہام اختیار کنید، فوائد بسیار دارد، الخ، ۲ ربیع الاول (۳) مکتوب محررہ احد رسید، بلکہ تاخیر بہ رفتن اولی باشد، ما و شہابے چارگان چہ واقف امور او باشند، فَعَلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُو عَنِ الْحِکْمَةِ جَلَّ جَلَّالُہٗ وَ عَزَّ ذَوالِہٗ۔ راضی بہ افعال او باید بود۔ اللہ معکم و انما کنتم، ہُوَ النَّاصِرُ وَالْحَافِظُ وَالْمُعِیْنُ۔ انہیں از کم معظہ

(۴) حال السن کارندگان بحری ازین زائد کہ پیش آمدہ خواهد آمد، مَا شَاءَ اللہ بُعِثَ اَنَّهُ کَانَ وَمَا لَمْ یُشَآلَمْ یَکُنْ۔ و مقام شہادہ مراقبہ ولایت کبریٰ هست۔ صبح و شام بعد ساعت یک تا یک نیم تخمیناً اول از جمعہ یاران طریقہ بہ شہادۃ کردہ می شود، پس بہ دیگران، اکثر خیال شہادہ مراقبہ خود باید لیل و نہار، مگر بعضی وقت بہ خیال ذوق مرآۃ لطیفہ از لطائف امر شود، ساعت نیم ساعت، مضائقہ نہ دارد، فرح بر فرح می افزاید، ما زقنا اللہ سبحانہ و ایاکم نظر العناۃ بجاہ خاتم الرسالۃ علیہ و علی آلہ الصلوٰت و التسلیمات اتمہا و اکملہا حال اوراد و مراقبہ معلوم گردید، الحمد للہ، و ذکر از کار لطائف سبب و نفی و اثبات نہ گردید، این ہم ضرور هست قدر طاقت در سفر و حضر۔ ۶ ماہ میلاد پنجشنبہ ۱۲۹۶

(۵) از وعدہ خلائی مردم نہ رنجند، ہر چیز بروقت خود معین است، دران ہیج تبدل و تغیر را مطلق نیست حق سبحانہ تعالیٰ مآل کار بہ خیر انجامد، بحرمتہ حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فی امان اللہ تعالیٰ۔ اللہ معک ایما کنت۔ احدہ ماہ میلاد ۱۲۹۶

(۶) بہ اذکار و اشغال مشائخ رضی اللہ عنہم سرگرم باشند ہر جا کہ باشند۔

اوقات ہمان است کہ بایار بہ معرفت باقی ہمہ بے حاصلی و بے تجربی بود

سورۃ قیس ہم معمول حضرات ماہست و برائے انجام کار نہایت مفید، اقل آن در شب و روز

۱۰ پنجشنبہ میلاد ۱۲۹۶

یک یک بار، زیادہ ہر قدر کنند زیادہ تر فائدہ مند است۔

(۷) الحمد للہ علی سلامتکم۔ بر جیون بیگ و فضل اللہ بہ سبب طبع کتاب فیروز آبادی مردم



بلد طیبہ شورش بسیار کردند مولوی رحمت نہایت زجر کرده حکم اخراج کتب نمودند و حاجی صاحب در میان آمدند و گرنه فساد زیادہ می شد۔  
جمعہ ۱۳ میلاد

(۸) الحمد للہ سبحانہ علی سلا متکم و عافیتکم عجب از بخش بیجا۔ هنوز در سفر شمار شمار نہ می کنم۔ گویا در خانہ ہنسید، و اگر صعبوت در سفر نہ می شد قصر صلاۃ کے می شد و ہر چیز موقوف بر وقت ہست۔  
يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ۔ و مولد علی معرب کہ حکیم عظیم آبادی فرستادہ بود کجا است کہ کراۃ می خواند۔ و کتاب فیروز آبادی کہ برائے علم مرحوم فرستادہ بود دیدہ بہ او شان نہ رسید آن را واپس آرید۔

۱۴ ماہ میلاد روز شنبہ ۲۹۶ھ

(۹) زیارت بلد طیبہ و عقبہ بوسی قبلہ عظم مبارکباد۔ مکتوب شاپری روز رسید، بر مضامین او آگاہی یافتیم۔ الامر بید اللہ تعالیٰ و تقدس۔ کلی امر مہون بوقتہ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قریب است کہ کار بہ انجام رسد شما متوجہ کار آخری خود باشید۔ کار دنیوی ضمناً بہ وقت خود، خود بخود بہ حصول می انجامد۔ اگر بہ دل جمعیت در شستن یا بید چندے اقامت نہمائید کہ خبر فردا نیست کہ چہ خواهد شد و شب و روز از فیض یابی مواجہہ شریف و مزار پرانوار جد خویش و صحبت بزرگوار غم سرگرم باشید و اگر بہ طواف بیت اللہ دیدن ماویار این طریقہ و سلسلہ طبیعت مائل باشد اینجا بیایید و بہ درس و تدریس و ذکر و اذکار صرف اوقات خود نہمائید، مردمان اینجا منتظر شما ہستند و فقیر این حوصلہ کجا کہ بہ ہند برائے آوردن میان معصوم رود بہ این ضعف و امراض کہ در حرم دوبار، و گاہ یک بار بہ ہمت تمام رفتن می شود۔ آن ہم روز و جمع راس یا مفاصل ترک می شود البتہ مکتوب نوشتہ می کنم۔ ہر چہ در مقدر باشد ضرر نخواہد شد، خواہ من روم یا نہ روم تحریر ۱۱ جمادی الاولیٰ روز شنبہ ۲۹۶ھ مکہ معظمہ قریب باب العقیق۔

(۱۰) ہمراہ قافلہ رحمتیہ ارادہ آمدن کنید، اگر چہ گرمی شدید است، اما بہ سبب نہ بودن شما قرآن تراویح ملبے لطف خواہد شد، لیکن قبل از آمدن اجازت از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خواستن و استخارہ مسنونہ کردن ضرور است۔ من سعادت ابن آدم استخارۃ اللہ لجميع صغیر و کبیر۔ و از مثنوی حضرت خواجہ بزرگ (خواجہ خواجگان حضرت خواجہ باقی باللہ المعروف بہ خواجہ بزرگ قدس سرہ) دو سہ ورق اول کہ معمول شنیدن حضرت ابودردہ عرس ایشان نقل کردہ ہمراہ بیارند، یا ملا فقیر را بگویند تا روانگی شما یک یک ورق یا صفحہ کہ در شغل او حرج نہ شود نوشتہ باشد، از کلمات خواجہ۔ تحریر ۲۵ جمادی الاولیٰ۔

(۱۱) بہ برادر زادہ خود تحریر فرمودہ اید۔ عزیز اعدا عزیز از جان شریعت و طریقت نشان مولوی شاہ محمد معصوم سلمہ اللہ القیوم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! پری روز خط شیخ ابوالخیر از مدینہ طیبہ مکتوب



شمار سیدہ فالحمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی صَحَّتِکُمَا وَسَلَامَتِکُمَا وَاسْتِقَامَتِکُمَا عَلٰی الطَّرِیْقَةِ الْمَرْضِیَّةِ، نوشتہ بودند  
 شیخ ابوالخیر، کہ باز در خانہ برادر صاحب (شاہ محمد معصوم)، از مکان عم اکرم (شاہ محمد مظہر)، کہ او شان بہ چہ شدہ  
 برودہ بودند، بہ سبب قیودات کہ طبیعت آزادانہ دارم آدم دبی بی عا شہ میگیم (خواہر شاہ محمد معصوم)،  
 و زوج او (شیخ حافظ مصباح المغنی)، نہایت خدمت گزاری و مسافر پروری می کنند حتی کہ خانہ خویش گزشتہ  
 در ہمین مکان سکونت اختیار نمودہ جزا ہما اللہ سبحانہ۔ و ارادہ آمدن ہمراہ شریف عبداللہ کردم۔ استخارہ  
 مستونہ راہ نہ داد، و فیوضات و برکات و عنایات اشرف الخلائق نہ می گزارد۔ الحق کہ در راہ جنگ و جدل  
 بدوان با شریف کردند و چند کس از بیشہ و سہ شتر و اسب و قاطر شریف بہ قتل و قتال ضائع شدند، بعد  
 رَجَبِیَّہِ خواہند آمدن شہداء اللہ تعالیٰ۔ حالانکہ شیخ ابوالخیر را نوشتہ ام کہ بعد رَجَبِیَّہِ اینجا  
 بیایند اگرچہ گرمی شدید و ایام رطب است اما بہ سبب او شان ختم قرآن شنیدن می شود و مردمان  
 اہل ذوق و شوق حاضری شوند تا تذکیر یعنی مدفع اول، تراویح ایشان تمام می شود و در عشرہ اخیرہ بہ جاکہ  
 فقیر اعتکاف می کنند، یک گوشہ حرم بہ سبب او شان آباد می شود، و فقیر بے کار محض گردیدہ ہما ز فرض آن  
 ہم بہ دقت ایستادہ می گزارم بہ سبب ناسور و کمر و وجع مفاصل و ضعف دماغ و وقت در حرم حاضری  
 شوم مشکل تمام، این ہم بہ سفر شیخ ابوالخیر و گرنہ او شان بار فقیر برداشتہ اند، خانہ نشین و صاحب فراش  
 گردیدہ ام و حال شیخ مظہر ہم شیخ ابوالخیر قریب این نوشتہ اند کہ روز دہم پانزدہم باز تپ عودی کند  
 باز ضعیف می شوند، عمر بایان آخر شدہ۔ خداوند کریم شہا ہر دو را سلامت با کرامت دارد، بر شریعت و  
 طریقت مستقیم و رواج طریقت شریفہ عنایت کند کہ بقیہ سلف و خود ہر دو شہا است سلمکار یکما۔  
 و حال ختم و حلقہ خویش کہ اگر یک ساعت از نہار و یک ساعت از لیل مشغولی کردہ شود نقصان  
 بہ باطن از فیوض و برکات نہ خواہد شد ان شاء اللہ تعالیٰ در روز بروز از فضل الہی قوت نسبت و ذوق و شوق  
 حرارت زیادہ خواہد شد، برنگارند۔ و اینجا از شیخ ابوالخیر طالبان را فائدہ بسیار بہ زودی میسر می شود و  
 در شغل خود سرگرم اند و ہر دو وقت حلقہ و مراقبہ می کنند، در مکہ معظمہ ہم و در مدینہ منورہ ہم۔ بَارَکَ اللہُ فِیہَا  
 اَعْطَاکُمَا وَسَلَّمَا رِبْکُمَا وَجَعَلَاکُمَا لِمُتَّقِیْنَ اِمَامَا بِحَرَمِہِ سَیِّدَا الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ صَلَّی اللہُ  
 تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ اٰجْمَعِیْنَ۔ تحریر ۲۰ ماہ جمادی الآخرہ روز چہار شنبہ ۱۲۹۶ ہجرت از مکہ معظمہ قریب باب العتیق۔  
 ازین مکتوب مبارک آخرین احوال امراض مزمنہ مولمہ طاہر است۔ باوجود این تکالیف شاقہ  
 تادم و اسپین در آورد و وظائف و صوم و صلاۃ و حلقہ و توجہ فتورے واقع نہ شد۔ افرادے کہ در رامپور  
 در خدمت ایشان بودند بیان استغراق و عبادات ایشان می کردند۔ قدس اللہ سرہ الانور۔



## کلام منظوم

تیمنا و تبرکات درے از کلام حضرت ایشان نوشتہ می شود۔ منسوخ مودہ اند۔

دہانے کو کہ در مدحت سرایم حرفِ زیبارا  
چو شد پر تو فگن عکسِ جالت بر رخ یوسف  
ز دامِ جو رخ و دانہ مکرِ زمین رستم  
جنونم بزمِ ہشیاری است گر بیند گھم سویم  
ہمین است آرزو در دل کہ گزونی بکف آرم  
در دل بیان خوش خلوت آئے مر حبیبِ خورشید رو  
اے سرو قد نسیم قبالے غنچہ لب اے گل بدن  
بگزار مارا بر زمین آرام من بے تابی است  
مسکین عمری گویدت اللہ سعید الطف کن  
تا کلو گیر من این زلف چلیپا شدہ است  
رونق افزا است کد امی شیخِ خوبان یارب  
باش خود یارِ خود و گوشتِ خود گیر دلا  
مژدہ اے خارشِ پا، خارِ مغیلاں در پیش  
ہر مرض را دوا و درمان است  
جز لقائے حبیب در عالم  
خوبی عافیت از دہر رسید  
اہل حرفہ بہ کسب دارد ناز  
چہ سن است این کہ پایانے نہ دارد  
متاع بود جان، شد نذر جانان  
چہ گو نہ گو ہر مقصود یابد  
بود صد گو نہ سنگ بہتر از ان دل  
بفراق ماہ پیکر دلم اضطراب دارد  
تو غریقِ بحرِ عصیان چہ وی بہ کوئے جانان  
نمایم ہر بن مورا زبانِ صد بیان آرا  
بر دآخر چہ سنش طاقت و تاب زلیخا را  
بلا گردان شوم صیادی زلفِ چلیپا را  
کہ دلم دوست دارد طفلِ شوخ من تماشا را  
کنم در دیدہ جائے تو تیا خاکِ بخارا را  
ہرگز نہ می باشد درین منزل گزرا غیار را  
بنما جمالِ خویشتن سیرے کنم گلزار را  
غلط بہ خاکِ خون نہ می خواہیم ننگِ عار را  
از من سلام عرض فرماستید ابرار را  
بر سر غمزدہ جانم چہ بلا ہا شدہ است  
کز قد و شِ دل پر زنگِ مصفا شدہ است  
یارِ غمخوار درین دہر چو عنقا شدہ است  
باز در دل ہوسِ شیر و بطحا شدہ است  
مرضِ عشق لا دوا باشد  
خستہ دل را چہ مدعا باشد  
کہ در آلام مبتلا باشد  
کار درویش بر خدا باشد  
مہ و خور پیش آن شانے نہ دارد  
دلم زین بیش سامانے نہ دارد  
چو عاشق چشم گریانے نہ دارد  
کہ زخم تیر مژگانے نہ دارد  
بہ امید وصل لیکن قدے قرار دارد  
سگ تر شدہ بہ باران بہر چہ کار دارد



بہ ہزار ادب نہایم دل جان فدائے سالک  
 ز جمال آن دل آرا نہ توان نمود املا  
 غلام شاہ سعیدم دگر نمی دانم  
 نہ دید ذات فرشتہ صفات تو بہ جہان  
 ترا چو دیدم و گردِ قدر تو گردیدم  
 ز جام نسبت تو آب و شیر و شہد و شراب  
 بہ اولیائے جہان گشت در دلم تصدیق  
 اسیر سلسلہ نقشبند تا شدہ ام  
 غزال دشت فیوضِ مجددِ انعم  
 فراخ دامن گل چو پیشش جہت دیدم  
 گناہ راز سبہ کاریم بود صد عار  
 خراب چشم کسے شد چو اے عمر دل من  
 باز در سر جوہں کو چہ جانان دارم  
 شاہم امروز کہ سنگ در تو یافتہ ام  
 گرچہ باشم سمت کعبہ در نماز  
 زو عمر در خدمت پیر سعید  
 بر چہرہ تو نقاب تا کے  
 کہ اختر و گداز نفس شمارم  
 خود گریہ کنیم و خود سرائیم  
 اے دل بہ جہان تیغ روزہ  
 بہ جوش عشق آں دلدادہ حق  
 امام و مقتدائے اہل عالم  
 عمر در ویش و مسکین عرض دارد  
 کہ بہ کار خویش دست دل خود بہ یار دارد  
 کہ خزان نہ دارد اصلاح بلا بہار دارد  
 نیازمند و مریدم دگر نہ می دانم  
 بہ عمر خویش نہ دیدم دگر نہ می دانم  
 بہ گرد کعبہ دو دیدم دگر نہ می دانم  
 ز چار نہر چشیدم دگر نہ می دانم  
 ترا چشم چو دیدم دگر نہ می دانم  
 ز قید و ہر رہیدم دگر نہ می دانم  
 ز جملہ خلق تمیدم دگر نہ می دانم  
 ز غار دست کشیدم دگر نہ می دانم  
 درین جریدہ فریدم دگر نہ می دانم  
 خوابہ جائے گزینم دگر نہ می دانم  
 بلبل تفتہ دلم میل گلستان دارم  
 گرچہ مورم مگر اورنگ سلیمان دارم  
 سجدہ ام ہر وقت باشد سوائے تو  
 تا نگو گرد و زیلہ خوشے تو  
 از بندہ خود حجاب تا کے  
 در ہجر تو این حساب تا کے  
 این چنگ و نئے در باب تا کے  
 بیہودہ کنی تو خواب تا کے  
 کہ شد احمد سعید اسمش محقق  
 ولی کامل و قطب معظم  
 بہ عجز و انکسار این عرض دارد

بہ صبح روز یکشنبہ دوم ماہ محرم الحرام ۱۲۹۸ھ صدائے  
 يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

الوصال والتدفین



بے گوش حق نبوش شنیدہ جان بہ جانان سپردند، امامت نماز جنازہ حضرت مولانا ارشاد حسین یحیوی مجتہد دی  
خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرار ہم کردند و متصل گنبد حضرت شاہ جمال اللہ بالائے مصطفیٰ  
جہت غرب مدفون شدند، نواب کلب علی خان با حضرت ایشان اخلاص تمام داشتند، این موقع را برائے  
سعادت اخروی خود غنیمت شمرده مزار شریف حضرت ایشان را از گنبد مبارک بہ فاصلہ جائے یک قبر  
تجویز کرد و بعد از چند سال تدفین نواب صاحب دران جائے واقع شد۔

لے خوشامدے کہ باشد خاک او در حریم دوستان کردگار

## قطعات تاریخ | حضرت سیدی الوالد گفتہ

جناب شاہ محمد عمر شبہ عرفان  
دوم زماہ محرم صباح یکشنبہ  
برائے سالِ مہالش بہ خیر گفتہ عمر  
کہ شد حرم دہادی طریقت بود  
وداع خلق و لقاء حق اختیار نمود  
مکین مقعد صد قست ہاتف مسعود

ولہ

نور لمعات احمدیان  
بودی چو ستمی شاہ فاروق  
اے نور مجسم الہی  
نور نبوی صفائے صدیق  
پروانہ نمط بہ شمع محفل  
آئینہ فکر شد مکدر  
صد داغ بہ ہر دلے است مضمحل  
تاریخ وصال گفت ہاتف  
شمع مشکات نقشبندان  
از ظل تومی گر نیت شیطان  
مرآت جمال ذات یزدان  
عدل عمر و حیات عثمان  
مردانہ سپردی جان بہ جانان  
جمعیت ذکر شدیریشان  
صد زخم بہ ہر سرے نمایان  
افسوس و ستاد برج عرفان

ولہ

محمد عمر آسمان پاکہ  
مؤدب بہ آداب ختم رسل  
شبہ الف را بود نختہ جگر  
ز فوٹش نہ گرید چراغ عالی  
متور ز خاک درش مہر و ماہ  
مہذب بہ اوصاف مردان راہ  
ہم احرار را بود نور نگاہ  
کہ غوث زمان بود بے اشتباہ



زِ ماہِ شہادتِ محرمِ لقب  
 بہنِ ماتم اے نسبتِ احمدی  
 بیامعرفت گریہ کن بر سرش  
 کجائی کجا روح پاک سعید  
 مگر کشتہ شد شمعِ دینِ کز غمش  
 گلے بود در گلشنِ معرفت  
 خدار اکُن اے نورِ چشمِ سعید  
 کہ مستِ نگاہِ خدا بین تو  
 هَلُمُّوْا اَحِبَّائِی نَنْظُرْ اِلَیَّ  
 مِنْ اَنْوَابِ اَحْمَدَ خَیْرِ الْوَرِی  
 وَاسْرَارِ مَنْ جَدَّدَ الْاَلْفَ اِذْ  
 بِنَفْسِیْ قَدْ یُنْکَ مِنْ مَدْفِنِ  
 بگو خیر تاریخِ این صدمہ ہائے  
 دُوم بود و یکشنبہ و صبح گاہ  
 کزین خاکدانِ مولست رفت آہ  
 کہ فرقِ تو زینِ مرگ شد بے کلاہ  
 کہ فرزندِ تو رفت نزدِ اللہ  
 نہا ہی است ماتم کُنان تا بہ ماہ  
 کہ ہر مرد از صرصرِ دہر آہ  
 بہ حالِ من خستہ دل یک نگاہ  
 نہ سجدہ نگینِ سلیمان بہ کاہ  
 ضَرِیْحِ کَرِیْمٍ وَمَا قَدْ حَوَّاه  
 وَصِدِّ یَقِیْرٍ وَکَذَّ اُمْرَتَضَّاه  
 بِہِمَّ وَبِاصْحَابِہِمُ مِنْ مَّماہ  
 وَمَنْ حَلَّ فِی الْقَبْرِ رُحْمٰی فِیْ ذَاہ  
 بمردند شاہِ حقیقت پناہ

منشی امیر احمد مینائی گفتہ

چون محمد را کتی ضم با عمر پیدا شود  
 نامِ آن شاہی کہ حق در حق اورا شاہ کرد  
 مصرعِ سالِ وفاتش ریخت از طبعِ امیر  
 ”اللہ اللہ کردش اینک فنا فی اللہ کرد“

مولوی محمد سعید حسرت عظیم آبادی گفتہ

آن کہ نامِ نامیش باشد محمد با عمر  
 وارثِ علمِ نبی، شیخِ مکرّم آہ آہ  
 کرد جلّت بن جہان سوزِ بہشتِ جاودا  
 دید باشد پر نعم و دلہا پر از غم آہ آہ  
 مصرعِ تازی شیداوی بہ وز ماہ و سال  
 ”یوم یکشنبہ دُوم شہر محرم آہ آہ“

جلال لکھنوی گفتہ

یک بزرگے بد ملائک رتِ قدسی صفات  
 کز غمِ اُدسینہ قدوسیان ہم شق شدہ  
 مصرعِ سالِ وفاتش گفت ہاتف از جلال  
 ”جان سخی تسلیم دے الحق بہ یا حق شدہ“

شاہ محمد معصوم گفتہ

جنابِ محمد عمر غم اکبر  
 ز فوٹش شکستہ دلم شد جگر ہم



ہمہ خلق در گریہ مصروف گشتند زمین و سما و نجوم و قمر ہم  
 چو معصوم گفتہ بہ رضوان چہ گوئی بتاریخ آن شیخ جن و بشر ہم  
 اَلَمْ رَاِ سِرِّ دُورِ کُردہ بفرمودہ "بجئات باشد مقامِ عمر ہم"  
 و حضرت ایشان از رَضِیَ اللہُ الْوَکِیْلُ عَنْہُ "نیز سال وفات بر آورده اند۔  
 مزارِ پُر انوارِ حضرت ایشان قُبُورِ النُّوَارِ و تجلیاتِ الہیہ و مطلع فیوضات و برکاتِ نامتناہیہ است  
 بر زائرین عجب لطفہا می فرماید، اثرِ مشربِ حضرت ایشان ظاہر است۔ وَ کَانَ عَیْسٰوِی الْمَشْرِبِ  
 رَحِمَہُ اللہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ وَ قَدْ مَن سِرَّةً وَ عَطَرَ ضَرْجَہُ وَ اَنَافِزَ عَلَیْنَا مِنْ فِیوضَاہِ وَ بَرَکَاتِہِ۔



## ذکرِ خیر

## چراغِ نبوی

۲، ۴، ۵، ۲، ۱

سیدی و مرشدی و وسیلتی الی اللہ

حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین خیر

قادر و قی مجیدی و ہلوی

رَفَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَهَلَّاهُ

۴۱ ہ سرورِ ریاضِ سعید و عمر  
و جودش ہمہ خیر آمد پدید  
محبتِ خدا و ستادِ رسول  
دلش پر ز تو حیدِ باری چنان  
بہ مشغولیِ خصالِ انس و جان  
فتد چشمِ لطفش بہ ناقص اگر

۱۳ ابوالخیر بُرندہ و پنج شر  
بہ این شکلِ خیر مجسم کہ دید  
فدائے رہِ حق نثارِ رسول  
کہ وہیم دگر ہم نہ گنجِ دوران  
شدہ فارغ از شغلِ خلقِ جهان  
کند کاملِ دہرا نہ یک نظر



(غلامِ رسول ویران)



## فصل اول

در

## احوال مبارکہ حضرت ایشان از روز ولادت تا اول وزعلاست

ولادت با سعادت و تسمیہ | روز یکشنبہ ۲۴ ماہ ربیع الآخر ۱۲۴۲ھ مطابق ۶ جنوری ۱۸۵۶ء در خانقاہ ارشاد پناہ دہلی حضرت ایشان متولد شدند، والد بزرگوار

ایشان می فرمایند

چو ابوالخیر شدہ نور فغن      مہر بنیاد چیراغ نبوی  
سال میلاد عمر خواست زدن      کرد ارشاد چیراغ نبوی

از کلمہ ”چیراغ نبوی“ سال میلاد ظاہر است حضرت شاہ محمد منظر در مناقب احمدیہ ص ۶۲ نوشتہ اند ”فیریک بار بہ کمال التجاد تضرع عرض نمود کہ اولیاء از جناب الہی قدر تہا است، حضرت قبلہ امشاہ احمد سعید، ارشاد کردند کہ انشاء اللہ تعالیٰ فرزند خواہد شد، خداے کریم قادر است، اگر نوشتہ ہم نہ باشد می تواند کہ عطا کند، تغیر و تبدل بہ دست اوست، بہ اویقین باید نمود، پس از ہمت باطن و قوت تصرف آن نائب حق یک پسرنیک اختر بعدہ سال کامل از تزویج ایشان (شاہ محمد عمر) پیدا شد، پس حضرت ایشان نہایت مسرور گشتند و نامش محی الدین نہادند و از دیگر نمیر لہ اوراد و ست ترمی داشتند کہ تولد این پسرخض از کرامت حضرت ایشان بودہ است“ در احوال حضرت شاہ احمد سعید گزشتہ کہ جد مادری ایشان مشرب ایشان را دریافتہ نام ایشان ”غلام غوث“ نہادہ بودند، آی لَیْظَہَرَنَّ اَیْہَذَا الْوَلَدِ نَصِیْبٌ مِّنَ الْغَوْثِیَّةِ وَالْاَن حضرت ایشان نام نمیرہ محبوب خود محی الدین تجویز کردند کہ لقب پیران پیر غوث دستگیر است تفاؤلاً و اظہاراً بمنہ یَا اَنَّهُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی سَیْکُوْنُ اَیْہَذَا الْمَوْلُوْدُ شَانِ عَظِیْمٌ مِّنَ الْغَوْثِیَّةِ، وَ قَدْ کَانَ مَا تَمَنٰی، فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فِی الْاَوَّلٰی وَ فِی الْاٰخِرٰی چونکہ پدر بزرگوار حضرت ایشان سیدی امام الاعمالین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بودند و فرزند جلیل القدر حضرت ایشان عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ می نامید لہذا جناب ایشان تحت جگر و لبند خود عبداللہ نام نہادند و تفاؤلاً مکنی بہ ابوالخیر کردند و اللہ قد صدق تفاؤلاً بمنہ العظیم و لطفہ العظیم و جعل ابنہ مصدراً للخیرات و الحسنات و المکرمات، واللہ یختص برحمته من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم.



## حضرت والدہ

والدہ ماجدہ ایشان از اولاد حضرت عثمان ہارونی رحمہ اللہ بودہ، وہی نواب بیگم بنت احمد علی بن محمد باقر بن کلیم اللہ بن صبیحہ اللہ بن افضل شاہ بن عبد اللہ سنائی رحمہم اللہ، خانہ جناب احمد علی نزد سہ راہہ بہرام خان بودہ کہ مابین دروازہ دہلی و حیدر آباد واقع است احمد علی را یک پسر اشرف علی شرف بود کہ در ۱۲۸۹ھ برائے حج رفتہ بودند ملاقات با ستیدی الوالد و سیدی الجہد قدس اللہ اسرار ہما کردہ بودند۔ در عنقوان جوانی بہ غیر آن کہ از خود یادگارے بگزارد، بہ آخرت شتافتند۔ والدہ حضرت ایشان بہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۸۵ھ حالت نفاس و مکہ مکرمہ رحلت نمودہ۔ حضرت ایشان اندر ان وقت نہ سالہ بودند۔ در ان عمر خورد سادگی تاریخ وفات حضرت والدہ خود را از "اللہمَّ تَوَدَّ مَضَجَہَا" دریافت نمودہ اند۔

## عہدِ طفلی

ہنوز عمر ایشان بہ دو سال نہ رسیدہ بود کہ انگلیسہا بروہی متصرف شدند۔ گماتقدّم ہم بیان فی احوال جدہ۔ حضرت ایشان بیان دو واقعات کہ در ان وقت پیش آمدہ بود کردہ اند، عاجز آن را بیان می کند۔

حضرت ایشان چون بہ مزار پرنوار قطب لاقطب قدس سرہ بہ مہرولی تشریف می بردند در راہ در سبزه زار مقبرہ منصور قدرے توقف می فرمودند۔ روزے چون نزد تالاب رسیدند کہ متصل بہ عمارت مقبرہ واقع است، فرمودند کہ در زمانہ غدر فرنگیان در ۱۲۴۲ھ ۱۲۵۴ھ چون حضرت کلان مع اولاد و متعلقین درین مقبرہ قیام داشتند من یک روز در اینجا استادہ بودم۔ حضرت ایشان آن جاے را نشان دادند کہ یک فرنگی با چند جوانان فوجی آمد و دریافت کرد کہ در اینجا عبد اللہ نام کس ہست؟ کہ گفت کہ این بچہ عبد اللہ نام دارد۔ فرنگی بہ سوے من دید و خندید، در دست وے بیدے بود و آن بید را بہ زمی بر پشت من نہاد و باز گشت۔ در ۱۲۴۲ھ برائے سہ شب حضرت ایشان بہ پانی پت تشریف بردند، نواب زادہ قاضی احمد خان انصاری در خانہ خود انتظام قیام حضرت ایشان کردہ بودند۔ آن خانہ مسکن حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی بودہ کہ خلیفہ اجل و اعظم حضرت مرزا جان جانان مظہر شہید قدس اللہ اسرار ہما بودند۔ در ۱۲۴۲ھ چون حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ مع متعلقین از دہلی بہ موسی زئی تشریف می بردند و سہ شب درین خانہ قیام کردہ بودند۔ چون حضرت ایشان اندرون خانہ رسیدند۔ بسیار بہ وقت نظر چار اطراف را معائنہ کردند و فرمودند، مایا دار کیم کہ در ۱۲۴۲ھ حضرت کلان درین خانہ فروکش شدہ بودند و اشارہ بہ یک گوشہ آن خانہ کردہ فرمودند کہ جاے حضرت کلان در اینجا بودہ۔ حضرت ایشان دو و نیم سالہ بودند کہ ہمراہ ابوین کریمین بہ معیت حضرت



جد امجد بہ اوّل ذی القعدہ ۱۲۴۲ھ بہ مکہ مکرمہ و بعد از ہفت ہشت ماہ بہ مدینہ منورہ نزد جد امجد خود رسیدند کہ سہ چار ماہ پیشتر بہ آن ارض مقدسہ رسیدہ بودند۔

**بیعت و خلافت خاصہ** حضرت ایشان پنج سالہ بودند کہ روزے قبلہ گاہ ایشان، ایشان را بہ حرم نبوی نزد حضرت والد خود بردہ عرض نمودند کہ این فرزند خود را بیعت کنید چنانچہ حضرت جد امجد در آن بقعہ مبارکہ دست ایشان را گرفتہ الفاظ بیعت خواندہ ایشان را بیعت کردند و باز دستہائے مبارک برداشتہ مادر برائے ایشان دعا ہا کردند و اہل حلقہ آئین گویان بودند۔ عاجز گوید حضرت ایشان چون چہار سالہ شدند در حرم محترم نبوی تقریب بسم اللہ انجام یافت حضرت جد امجد سورہ اقرأ تَاعَلَّمُ الْإِنْسَانُ مَا لَمْ يَعْلَمْ تعلیم دادند۔ بر صفحہ ۱۱۲ از جزو اوّل طبقات ابن سعد نوشتہ۔ ولما بلغ أربع سنین کان یغذو مع اخیه واختہ فی البہیم (ای فی رعی الغنم، قریباً من الحی، فاتاہ الملکان هنالک فشقا بطنہ واستخرجا علقۃ سوداء فطرحاها وغسلا بطنہ بماء النہم فی طست من ذهب۔ الخ۔ ابتداء تعلیم حضرت ایشان بہ آن عمر شدہ کہ شق صدر سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم شدہ بود و باز بعد از چند ماہ بہ سعادت بیعت مشرف شدہ داخل سلاسل مبارکہ اولیاء اللہ شدند۔

**اسباب سعادت** پروردگار بفضل و کرم خویش چہ اسباب سعادت از نعمت اظفار برائے حضرت ایشان مہیا کردہ۔ در خانہ اولیائے کاملین ولادت شد، قطب الاقطاب قیوم جہان شاہ احمد سعید بعد الولادہ در گوشہائے ایشان اذان و اقامت گفتہ تحنیک فرمود و باز در مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیمات در سلسلہ درس و تدریس داخل کرد و بعد چندان سلاسل مبارکہ اولیاء اللہ وابستہ کرد۔ نظراً الی ہذہ السعادات، عاجز در رسالہ ”بزم خیراز زبید۔ در جواب بزم جمشید“ وارد و نوشتہ کہ حضرت ایشان صرف مخدوم نہ بودند بلکہ از اب و جد مخدوم ابن مخدوم ابن مخدوم بودند، در خانہ علم و فضل چشمان مبارک و اگر دانند، دایہ شریعت پرورش فرمودہ و از پستان طریقت تربیت شدہ معلم فطرت در دبستان معرفت از خیابانہائے اسرار و حقائق ایشان را گزرا نیدہ بہ مقام مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر رسانید۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ خَيْرَ مُعَلِّمٍ عَلَّمْتَ بِالْقَلَمِ الْقُرْآنَ الْأَوَّلِي  
أَخْرَجْتَ هَذَا الْعَقْلَ مِنْ ظُلُمَاتِهِ وَهَدَيْتَهُ النُّورَ الْمُبِينِ سَبِيلًا  
قَسَمَ مَا سَمِعَ وَرَأَى مَا رَأَى وَحَفِظَ مَا حَفِظَ وَوَعَى مَا وَعَى وَكَانَ صَدْرُهُ الشَّرِيفُ







عقل و علم از پیشانی او آشکارا است، حق سبحانه عمر و صالح کند و در صورت و معنی ماننا سلف کبار گردانند،  
منه و کمال کر مه امین۔

### آثارِ سعادت

حضرت عمه محترمه به این عاجز فرمودند: پدر شما از ایام خورد سالی به نوحه خوش اطوار و پاکیزه طلعت بودند که اہل خاندان، چه مرد و چه زن، ایشان را دوست می داشتند؛ جد بزرگوار را با ایشان ارتباط و الفت زیاد بود۔ ایشان را طلب کرده احیاناً به پہلوئے خود و احیاناً در آغوش خود می نشاندند، و قتی کہ حضرت ایشان به حرم تشریف می بردند۔ احیاناً پدر شما نیز ہمراہ ایشان می رفت و در حرم محترم به پہلوئے ایشان بر مسندی نشست، و جد مادری من (حضرت شاہ عبدالغنی، دہم اکبر) حضرت شاہ عبدالرشید، و والد بزرگوار من ایشان را بسیار دوست می داشتند و والد بزرگوار ایشان عاشق ایشان بودند۔ حضرت ایشان بعد از وفات قبلہ گاہ خود بہ جناب سیادت و معارف پناہ مولانا سید عبدالسلام ہنسوی خلیفہ اجل حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہا مکتوبی نوشتہ اند و آن مکتوب نزد سیادت پناہ مولانا ابوالحسن علی ندوی محفوظ است۔ ایشان نقل آن مکتوب عاجز دادہ اند در آن مکتوب تحریر یافتہ است: "فللہ سبحانہ المنة والحمد والشکر علی ما النعم و علی ما ابلی، ہر حینہ این مصیبت عظمی فوت چنین مربی و مرشد و مشفق و عاشق و معلم مرہم و داروئے نہ داروئے الخ۔ حضرت ایشان بہ صراحت عاشقی حضرت والد را بیان کردہ اند کہ حضرت عمہ محترمه بیان آن بہ عاجز کردہ، و حضرت شاہ محمد مظہر در مناقب احمدیہ ذکر چہار گلہائے نورس کردہ، از فرزند خود، و فرزند برادر کلان (حضرت شاہ محمد معصوم)، و فرزند برادر اوسط (حضرت سیدی الوالد) و فرزند عم (حضرت مصباح المغنی) لیکن بیانی کہ از حضرت ایشان کردہ اند، دیگرے را نہ کردہ اند، با آثار سعادت، اضافہ فہم و سلامت عقل و علم فرمودہ اند، والحقُّ اَنہ کان مُمتازاً بہذیہ الاوصافی و ذلک الفضل من اللہ۔

حضرت شاہ محمد معصوم کہ ابن عم اکبر و نہ سال بہ عمر کلان تر از حضرت ایشان بودند، در کتاب "ذکر السعیدین" کہ بہ زبان اردو است نوشتہ اند: "مولوی ابوالخیر عبداللہ سلمہ اللہ وابقاہ، بہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ بہ دہلی اندرون خانقاہ شریف متولد شدند، والد بزرگوار ایشان بہ عمر چہار سال ایشان را در حضور حضرت جد امجد آدرہ عرض کردند کہ این فرزند را بہ بیعت مشرف سازید چنانچہ حضرت ایشان الفاظ بیعت بہ ایشان تلقین کردند قرآن مجید را حفظ کردہ تحصیل علوم مروجہ از مولوی رحمۃ اللہ مہاجر و مولوی سید حبیب الرحمن مہاجر و سید احمد دہان کی وغیرہم کردند، در علوم ظاہری استعداد خوب دارند فطین و ذہین اند و طبع موزون دارند شعر خوب می گویند۔ سلوک طریقہ آبار کرام از والد مادہ خود طے



کرده به اجازت و خلافت مشرف شدند و بعد از انتقال پدر بزرگوار خود قائم مقام ایشان شدند به توجہات ایشان مستفیدین بہرہ مندی شوند پروردگار در عمر ایشان برکت افزاید و بہ رنگ آباد اجداد در ظاہر و باطن مکمل فرماید آمین۔

**وفات جد امجد** حضرت ایشان بر دست حق پرست جد امجد خود، در خیر بقیع، عند المواجهة الشریفة بیعت شدند و بہ بشارت خلافت خاصہ ممتاز گشتند، وهو اخر من دخل فی سلك الخلفاء الکرام۔ و بعد چندے بہ دوم ماہ ربیع الاول ۱۲۴۰ھ جد بزرگوار ایشان رحلت فرمودند۔

**جوار بیت اللہ** والد بزرگوار ایشان تا بہ فراق حضرت والد خود نیاورده در اواخر ۱۲۳۰ھ مع اہل و عیال از مدینہ منورہ بہ مکہ مکرمہ تشریف بردہ عند باب العتیق قیام پذیر شدند و قیام ایشان تا آخر ایام در مکہ مکرمہ بودہ۔

**حفظ کلام الہی** نہ سالہ بودند کہ قرآن مجید را حفظ کردند۔ روزے در کونہ بلوچستان بہ عاجز فرمودند کہ "آباد اجداد شما، از پدر شما تا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرارہم بفضل پروردگار ہمہ حفاظ قرآن مجید و دانایان اسرار شریعت و رموز طریقت و اصحاب نسبت بودند اندے ای تلک عشرۃ کاملہ ولو اضفنا الیہم حضرة المنجد و فاحد عشر کوکبا۔

دیوار و در و بام آفتاب است ایں خانہ تمام آفتاب است  
**وفات حضرت والدہ و برادران عزیز** چون عمر شریف ایشان بہ نہ سال و ہفت ماہ رسید حضرت والدہ ماجدہ ایشان بہ ۲۴ ذی

القعدہ ۱۲۴۱ھ بہ حالت نفاس رحلت فرمودند، و بعد از ہفت روز نومولود ابو حفص و بہ روز پانزدہم دو سالہ ابو بحر رحلت نمود، یعنی در ظرف پانزدہ روز حضرت والدہ و دو برادر سفر آخرت اختیار فرمودند۔ حضرت ایشان در آن عمر خورد سالی تاریخ وفات حضرت والدہ، اَزَ اللّٰہُمَّ تَوَدُّ مَضْجَعَهَا "برآورده اند۔ در آن عمر چنین تاریخ گفتن یکے از عجائبات است۔

**سفر بہ طابہ طیبہ** چون سن شریف بہ یازدہ سال و دو ماہ رسید برائے زیارت مبارکہ ملاقات اعمام و اعمام الأعمام بہ مدینہ منورہ تشریف بردند، اندران ایام در نحو کافی می خوانند، بر ورق سادہ از مجلد نسخہ خطیبہ "شرح المنقذی علی منسک من الملتنقی" نوشتہ اند۔ پنجشنبہ ۲۶ جمادی الاولیٰ قائمہ شیخ العلما و مفتی مکہ شیخ جمال روانہ می شود، فقط و باز از "لبنی الخیر



عَبْدُ اللَّهِ زَادَ تَارِيخَ زِيَارَتِ مَبَارَكِهِ بِرَأْدٍ وَدَعَا لِي بِمِثَالِ رَأْدٍ فِي جِهَارِ شَعْرِ  
نَظْمٍ مُرْسُودَةٍ أُنْدَ - كُفْتَهُ أُنْدَ -

أَيُّ شَخْصٍ قَدْ حَوَى كُلَّ الْفَخَّاسِ      مِثْلَ مُحَمَّدٍ وَمِثْلَ لَهُ طَابَ النَّجَّاسِ  
زَادَ طَهُ وَكَذَا حَبْدًا لَهُ      عُمَرُ الْفَارُوقُ مَنْ طَابَ الْجَوَّاسِ  
وَأَمَامَ الصُّحُبِ مَنْ يُنَمِّي      طَرَقْنَا الصِّدِّيقَ مَوْفُورَ الْوَقَّاسِ  
قُلْتُ لَهَا طَابَ سَعْيًا أَسْرًا حَوَا      لَنَبِيِّ الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ زَا سِرَا

المراد من المحدث محمد بن حنبل بن أحمد بن سعيد بن النجار بكسر النون وضمها الاصل والمحاسب -  
آنچه حضرت ایشان گفته اند نقل کرده شد. در عمر یازده سالگی چنین افکار عالییه و این گونه تاریخ بے مثال  
نوشتن بلا شک شبیه از آنجانب العجائب است، حضرات کرام قدس الله اسرارهم آثار این گونه  
صلاحیتها را از ایام نعومت اطفال در جبین مبین ایشان دریافت نمودند و دعاها و بشارات خصوصیه  
ایشان را سرفراز فرمودند. و كان الامر كما قال سعد بن عبد الله رحمه الله

بالألف سرش ز هوش مندی می تاخت ستاره مر بلندی

**تحصیل علم و اساتذہ کرام** | حضرت ایشان علوم عقلیه و نقلیه از درج ذیل اساتذہ کرام

خوانده اند - (۱) حافظ عبد الله الضریح (۲) قطب مکہ سید احمد  
دهان (۳) شیخ الاسلام سید احمد دحلان مفتی شافعی (۴) مولانا رحمتہ اللہ کیرانوی مہاجر مکہ و مؤسس  
مدرستہ صولتیه و مصنف اطہار الحق در رد نصاری (۵) سرشار بادہ عشق نبوی مولانا سید حبیب الرحمن  
ردو لوی مہاجر مکی (۶) غم اصغر قطب زمان حضرت شاہ محمد منظر (۷) علم حضرت والد بزرگوار، ولی حضرت  
پروردگار، محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبد الغنی قدس الله اسرارہم العالیۃ -

در سیر الکاملین بیان ملا محمد نواب نیز آمده. ملا محمد نواب شاگرد و مرید حضرت جد امجد ایشان  
بودند و از فحول علماء بودند ممکن است در خورد سالی حضرت ایشان چیزے از جناب ملا صاحب خوانده  
باشند چونکہ عاجز از حضرت ایشان درین باب چیزے نہ شنیده و نہ در تحریرے چیزے دیدہ - ازین جهت  
نام ایشان را نہ نوشته - حضرت ایشان را در اساتذہ کرام ارتباط زیاد با سید

حبیب الرحمن کاظمی ردو لوی بوده. و آن را دو سبب بوده. اولاً آنکہ حضرت مولانا را در جمیع علوم  
ید طولی بود ایشان علوم مروجہ در لکھنؤ خواندند و باز برائے استکمال در علوم عربیہ و فن قرأت پر تضرع  
و دراز ہر شریف استکمال این علوم کردند ثانیاً آنکہ مشرب ہر دو حضرات یکے بوده، ہر دو از بادہ عشق نبوی



سرشار بودند بلکه در اوضاع و احوال و عادات هر دو یک دیگر را مثیل بودند شیخ محمد رجب برادر حاجی محمد اسماعیل مشہور بہ پٹنہ والے از مخلصین اولین حضرت سیدی الوالد بودند بہ این عاجز می گفتند کہ برائے حج رفتن و برائے ملاقات بہ خدمت حضرت مولانا رسیدم، خدمت کار اطلاع کرد حضرت ایشان التفات فرمودند، بہ خدمت کار گفت کہ ایشان را بگوئید کہ از دہلی آمدہ ام، و از خادمان حضرت شاہ ابوالخیرم چون اسم مبارک حضرت صاحب شنیدند طلب فرمودند و محبتہا و لوازشہا کردند و فرمودند: "خود ایشان نہ می آیند و بہ دست مریدان تحیہ سلام می فرستند" محمد رفیع رحمہ اللہ گفتند کہ چون حضرت مولانا را دیدم، حضرت پیروم شدم بہ یاد آمدند، ہر دو در اوضاع و احوال و استغناء و جلال شبیہ یک دیگر یافتیم۔ حضرت ایشان بیشتر کتب علوم و فنون از حضرت مولانا حبیب الرحمن خواندہ اند و در سال ۱۲۹۳ ہجری بہ مدینہ منورہ رفتہ جامع ترمذی از عم حضرت والد خود خواندہ اجازہ حدیث شریف از ایشان حاصل کردہ اند۔ نقل اجازت نامہ در احوال مبارکہ ایشان در ذیل تذکرہ بابائے سوم نوشتہ شدہ است، پروردگار حضرت ایشان را چنین اساتذہ کرام عنایت فرمودہ کہ از بادۂ عشق نبوی سرشار بودہ اند۔ لہذا عشق نبوی وراثتہ و دراستہ بہ حضرت ایشان رسیدہ

این سعادت بہ زور بازو نیست تانہ بخشہ خدائے بخشندہ

حضرت ایشان یازدہ سالہ بودند کہ کافیہ لابن الحاجب می خواندند، و سیزدہ سالہ بودند کہ بہ روزہ چہار شنبہ ۲۶ ذی القعدہ ۱۲۸۵ ہجری از حافظ عبد اللہ الضریر شافعیہ خواندند۔ کما کتبہ بالعربی فی آخر الشافعیہ، و حضرت ایشان بر مختصر ابن سعد نوشتہ اند۔ کان ابتداء قرأتی لمختصر السعد علی العلامة ادیب الزمان سیدی حبیب الرحمن الکافی جزاء اللہ تعالی عنی خیر الجزاء و ادامہ الافاضۃ والبقاء، یوم الاثنين عاشر شوال واختتامہ یوم الخميس الخامس والعشرين من ذی القعدۃ سنۃ الف و مائتین و خمس و تسین و انا المرتجی شفاعۃ خیر البشر ابو الخیر عبد اللہ بن عمر خادم السادۃ النقشبندیہ و مقلد الایمۃ الحنفیہ الحقہما اللہ لسلفہما الکرام۔ امین۔

حضرت ایشان بر ورق سادہ در اول مجلد دلائل الخیرات تحریر فرمودہ اند۔ "بیدار شدن قبل تحریم و قبل ندائے ہجرت کہ یک ساعت پیشتر از صبح صادق می بود، و چند رکعت خواندن، پس اذان قدرے ذکر نمودن و نماز در اسفار با امام حنفی خواندن و ادعیہ ماثورہ خواندن و بہ خلوت رقتہ مطالعہ کتب تصوف، مکتوبات قدسی آیات امام الطریقہ (امام ربانی، رحمہ اللہ و مثنوی مولوی رحمہ اللہ



واحیائے غزالی رَحْمَةُ اللهِ وَنَفحات عارف جامی رَحْمَةُ اللهِ وَطریقہ محمدیہ برکوی رَحْمَةُ اللهِ خصوصاً از محل درس بعد از ان طعام خورده برائے قیلولہ نزدیک نزد سید حبیب اللہ رفتن و قبل از زوال وضو کرده چار رکعت بعد زوال خواندن و سنت قبلتہ نیز گزارده برائے نماز حاضر مسجد شدہ با تکبیر تحریمہ ظہر خواندن پس از ان بہ خلوت رفتہ سنت بعدیہ خواندہ قدرے ذکر نمودن بعدہ بہ حلقہ حاضر شدن بعدش سیپارہ قرآن شریف کہ روح من روح جمیع آبا و اجداد من فدائے نام مبارکش یاد و اسبوعیہ دلائل الخیرات و الحزب الاظم بالکمال ترتیل و تفکر و خشوع و لحاظ معنی خواندن۔“

نزد عاجز این تحریر و لائحہ عمل در ۱۲۹۲ھ نوشتہ شدہ است وقتہ کہ حضرت ایشان ہمہ تن مصروف کسب کمالات باطنیہ شدہ اند کہ ماسیاتی بیانہ عن قریب۔

**پایہ علمیت و تدریس** | حضرت ایشان مروجہ علوم را، چہ علوم نقلیہ و چہ علوم عقلیہ بہ تحقیق و بہ تدقیق تمام خواندہ اند و در زمانے کہ عاجز در ہند بہ طلب علم مصروف بود در علم منطق تحریر سے از حضرت ایشان فراپیش داشت۔ یکے از فضلا از نزد فقیر بودہ۔ و بے تحریر حضرت ایشان را مطالعہ کرد و گفت، ما خیال داشتیم کہ حضرت ایشان را کمال در علوم دینیہ است، امروز معلوم شد کہ حضرت ایشان را در منطق و فلسفہ نیز دخلتہ نام بود۔

مولانا مفتی محمد مظہر اللہ امام جامع فتحپوری دہلی بہ عاجز گفتند کہ جناب مولانا رکن الدین آلوری رسالہ ”توضیح العقائد“ تالیف کردند و خواہش ظاہر کردند کہ از حضرت ایشان برین سالہ تقریظی حاصل کنند و بہین این کار سپردند کہ رسالہ را بہ خدمت حضرت ایشان بہرم و برائے تقریظ عرض نمایم چنانچہ من رسالہ را بہ خدمت ایشان آوردم و برائے تقریظ عرض کردم۔ آن وقت مولانا سیف الرحمن صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری و دیگر افراد نیز حاضر بودند حضرت ایشان آن سالہ را گرفتہ کشادہ از اتفاقات نظر مبارک حضرت ایشان بر بیان میزان آخرت افتاد۔ در رسالہ نوشتہ بود کہ در میزان آخری و میزان دنیوی فرقہ است۔ در میزان دنیوی کفہ کہ ثقیل می باشد مائل بہ زمین و کفہ کہ خفیف می باشد مائل بہ آسمان می باشد و در میزان آخری معاملہ بالعکس است۔ کفہ خفیف زیر و کفہ ثقیل بالا خواہد بود۔ حضرت ایشان این بیان را مطالعہ کردہ ارشاد کردند مولوی مظہر دلیل این کلام چیست۔ و باز فرمودند مولوی مظہر شہاد مولوی سیف الرحمن این رسالہ را از اول تا آخر پیش مانجوانید، بعدہ تقریظ نوشتہ بہ شامی و ہمچون حلقہ تشریفہ ختم شد من بامولوی سیف الرحمن روانہ شدم مولوی صاحب بہمن گفتند ”مولوی صاحب نسبت بہ علم باطن جناب حضرت صاحب من چیزے نہ می توانم گفت، درین امر مولوی رکن الدین و شما



چیزے گفتہ می توانید البتہ بہ نسبتِ علمِ ظاہر حضرت ایشان می گویم کہ علم ایشان بس وسیع و کامل است ،  
جواب سوال ایشان دادن امرِ سهل نیست ، بہ خیالِ من عاقبتِ درین امر است کہ ازین امر صرف  
نظر نمایند این قول را بیان کردہ مفتی صاحب گفتند مشورۃً مولانا سیف الرحمن درست و صحیح بودہ  
و من راہ تجویز کردہ ایشان را اختیار کردم۔

عاجز گوید، مولانا سیف الرحمن از اصحابِ قدما و اربابِ علم و صاحبِ فضل بودند، سالہا سال  
تدریس حضرت ایشان را دیدہ بودند کہ بہ جماعتِ علماء درس بخاری و مسلم می دادند و باز حضرت ایشان  
را دیدہ بودند کہ در اوقافِ قرآن مجید تحقیقات می فرمودند کہما سبیلانی بیانند۔ لہذا عاقبتِ درین  
امر یافتند کہ خود را از سوال ایشان محفوظ دارند۔

**تدریس در مدرسہ صولتیہ** حضرت ایشان در مکہ مکرمہ سالہا درس دادہ اند و در مدرسہ مولانا  
رحمت اللہ کہ استاد مشفق و مہربان ایشان بودند نام مدرسہ  
ایشان مدرسہ صولتیہ است ، تاسیس این مدرسہ در ۱۲۹۰ھ بہ ماہ رمضان شریف شدہ۔ و حضرت  
ایشان از اولین اساتذہ این مدرسہ مبارکہ بودند، روزے فرمودند کہ قاری عبد اللہ کہ درین ایام  
در مکہ مکرمہ شیخ القرار اند تلمیذ من اند، مدتے از من سبق خواندہ اند۔

**مدرسہ صولتیہ** تعمیر این مدرسہ مبارکہ بہ معاونت و اموالِ صولت النصار بودہ ازین جهت حضرت مولانا  
مدرسہ صولتیہ تجویز فرمودند حضرت عبد اللہ شاہ محمد عمر قدس سرہ درج ذیل قطعہ تاریخ گفتہ اند۔

از سعی مرجع العلماء رحمت اللہ صاحب سخا بمکہ بنا کرد مدرسہ

سال بنائے او عمر احمدی نوشت صولت لیساً بمکہ بنا کرد مدرسہ

**بیان اوقافِ کلام الہی** مولوی حکیم غلام محی الدین "زینت رقم" بہ روز دوشنبہ نہم ربیع الاول ۱۳۲۸ھ  
بہ خدمت ایشان از لاہور رسیدند و یک نسخہ از حائل شریف اعجاز صنعت

پیش کردند حضرت ایشان حائل شریف را دیدہ از شرط انبساط و در وصف حائل شریف  
تحریرے نوشتہ بہ حکیم صاحب دادند (در فصل پنجم این تحریر نقل کردہ خواہد شد) و حکیم صاحب گفتند، مادر  
بیان اوقافِ قرآن مجید سالہا تحقیقات کردہ ایم و بر مصاحب شریف بہ جز آخر رموز اوقاف نوشتہ ایم۔ بہ  
شما یک نسخہ از ان مصاحف شریفہ می دہیم، و حضرت ایشان یک نسخہ بہ حکیم صاحب دادند حکیم صاحب  
عرض کردند کہ ان شار اللہ بار دیگر این مصحف شریف را با این رموز طبع خواہم کرد حضرت ایشان فرمودند  
تحقیقہ کہ ما کردہ ایم، بیان آن نوشتہ بہ شما می دہیم تاکہ شما با حائل شریف طبع کنید و باز حضرت ایشان



یہاں وقتِ اِلا نمودند مولانا مولوی سید عبدالجلیل درج ذیل بیان تحریر نموده چکیم صاحب دادند۔  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہِ  
 وَاصْحَابِہِ اٰجْمَعِیْنَ - اَمَّا بَعْدُ - واضح باد کہ اساتذہ کاکہ در سلسلہ قراتِ ماند کورانہ و قرآن مجید از ایشان بہ ما  
 رسیدہ است بمجملہ ایشان شیخ الاسلام زکریا انصاری و امام جزری و امام ابو عمرو دانی، ہر سہ ائمہ برین اوقاف  
 کہ ما ذکر کردہ ایم اتفاق دارند، یعنی اوقافِ تامہ و اوقافِ کافیہ و اوقافِ حسنہ، مطابق تحقیق ایشان مانوشہ  
 ایم، مگر بعضی جابر اصول و قواعد ایشان قیاس کردہ وقف جائز زیادہ کردہ ایم، مثلاً، الزَّجَاجَةُ کَاَنَّهَا کَوْکَبٌ  
 دُرِّیٌّ۔ در اینجا وقف جائز نوشتیم۔ زیرا کہ جملہ یُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ، صفت، یا حال، یا متعلق بہ زجاجۃ  
 یُکَوِّبُ دُرِّیٌّ نیست، پس کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ را موصول خواندن با یُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ لازم نہ شد، ازین  
 سبب بر کَوْکَبِ دُرِّیِّ وقف کردن جائز شد۔ ہر گاہ شیوخ ما وقف لازم و وقف مطلق را ہیچ ذکر نہ می  
 کنند بلکہ بخلاف آن می گویند۔

وَلَيْسَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ وَدْفٍ وَجَبَ وَلَا حَرَامٌ غَيْرُ مَالٍ سَبَبٍ

یعنی در قرآن ہیچ وقف لازم نیست و نہ ہیچ وقف حرام است۔ الی آخرہ۔ و اوقافِ تامہ و اوقافِ کافیہ و  
 اوقافِ حسنہ را ثابت می کنند و در اشاعت این وقوف کتابہا تصنیف کردہ اند، پس ما شاگردان را مناسب  
 نیست کہ مخالفہ ایشان کنیم و وقوف لازمہ و وقوف مطلقہ را ثابت کنیم و استعمال کنیم و وقوف تامہ و  
 وقوف کافیہ و وقوف حسنہ را بگزاریم و ترک کنیم، کسکہ انصاف دارد و مرتبہ امام جزری، و امام ابو عمرو دانی را  
 می داند و نہ متہائے قرآنیہ ایشان را می شناسد و رسالہ شیخ الاسلام را و منار الہدی را می فہماید این تحقیقات  
 را کہ در بارہ وقف کردہ ایم پسند خواهد کرد و السلام علی من اتبع الہدی۔

أَمَّا بَكْتَبَةِ الْعَبْدِ الطَّالِبِ مِنْ رَبِّہٖ أَنْ يَدْخُلَ فِي عِبَادَةِ الصَّالِحِينَ عَبْدُ اللَّهِ  
 ابُو الْخَيْرِ الْفَارُوقِ فِي النَّقْشِبَنْدِیِّ الْحَنَفِیِّ غَفَرَ اللَّهُ ذُنُوبَہُ وَذُنُوبَ آبِیْہِ وَاحْسَنَ إِلَیْہِمَا وَآلِیْہِ  
 یَوْمَ الْآثِنِیْنِ تَاسِعَ شَہْرِ رَجَبِ الْاَوَّلِ سَنَةِ اَلْفٍ وَثَلَاثَ مِائَةٍ وَثَمَانٍ وَعِشْرَیْنِ مِنْ ہِجْرَةِ  
 سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

**تدریس و حلقہ** | چند سال حضرت ایشان در تحقیق اوقاف سعیہا کردہ اند۔ عاجز یاد دارد کہ جماعت  
 از علما و مصاحف شریفہ را در بروئے خود نہادہ حسب ہر بیت حضرت ایشان  
 تا از تمام یک از کافی از حسن، وج از جائز می نوشت، از ساعت نہ صبح تا ساعت دوازدہ، بلکہ بعد  
 ازین ہم مشغول این کاری بود۔ این جماعت سعادۃ بہ ظاہر احوال اوقاف مبارکہ را می نوشت لیکن بہ باطن



طے مدارجِ قرب می نمود، و رفقاءِ پاک نہاد ایشان کہ از دولتِ علم ہی دامن بودند پس پشت ایشان دائرہ  
در دائرہ نشسته لطف ہای می داشتند و سفر اقبایے بادۂ وحدت نوشیدہ از دنیا و مافیہا بے خبری گشتند۔  
در سفالین کاسہ زندانِ بخواری منگرید کین عزیزانِ خدمتِ جامِ جہان پلین کردہ اند  
قدسیان بے بہرہ اند از جرعتِ کاسِ الکرام این تطاؤل بین نہ با عشاقِ مسکین رودہ اند  
علاوہ از صحیحین حضرت ایشان درس شاطبیہ شریفہ نیز دادہ اند در ۳۳ کلمہ و تلیکہ حضرت ایشان در ریاست  
راپور بہ ایمائے حکومتِ انگلیسیہ نظر بند بودند۔ یہ مولوی وحید اللہ خاں و مولوی سردار احمد مجددی و مولوی  
نظام الدین درس شاطبیہ دادہ اند و در کوسٹہ بلوچستان قاری نیاز احمد سالہا سال در ماہ مبارکِ رمضان  
بہ این سعادت مشرف شدہ اند حضرت برادرِ کلان و جناب مولانا مولوی محمد عمر باقاری نیاز احمد و سابق  
شریک بودند و این عاجز نحو میر و بر خے از کافیہ لابن الحاجب و رقعات عالمگیری از حضرت ایشان خواندہ،  
و کیفیت تحقیق و تدقیق و تدریس حضرت ایشان را دریافتہ۔ عاجز یقین دارد کہ از حضرت ایشان یک  
کتاب در یک فن برائے فتح بابِ آن فن کافی و دانی بودہ۔ و سبقِ رقعاتِ عالمگیری دارائے کیفیات  
عجیبہ می بود، روزے در سبق آمد آہستہ خرام بلکہ مخرام زیرِ قدمتِ ہزار جان است۔ حضرت ایشان دوسہ  
بار تکرار این جملہ کردند و بعد از چند دقائق فرمودند: "حضرت سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ از  
جد کلان شما حضرت عروۃ وثقی و فرزند ایشان حضرت سیف الدین بیعت بودند و صاحبِ نسبت و ولایت  
بودند" از تدریس حضرت ایشان معلوم می شد کہ آنجناب مالکِ آن فن اند۔ ہر گونہ کہ می خواہند بیان می کنند  
مؤلفِ سیر الکاملین نوشتہ: "و در جمیع علوم استعداد خوب حاصل کردہ اند" جناب مؤلف رحمۃ اللہ قطعاً  
درست نوشتہ، ممکن است کہ دے احوال تدریس ایشان را دیدہ باشد۔

## بیانِ اکلیل

روزے حضرت ایشان ذکر مولوی عبدالحق الہ آبادی کردند کہ مہاجر و شیخ الدلائل مکرمہ  
بودند و فرمودند مولوی صاحب در تالیفِ اکلیل علی مدارک التذیل مصروف بودند  
من مطالعہ بعض تحریرات ایشان کردم و بہ مولوی صاحب گفتم مولوی صاحب شما اکتفا بر نقلِ عباراتِ علماء  
می کنید و از خود بیان و تحقیقہ نمی کنید، باید کہ تحقیقاتِ خود را ہم بیان کنید۔ مولوی صاحب از خلفائے  
عالی قدر حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ بودند نہ سست ایشان در حرم محترمِ نزد بیت اللہ مبارک متصل  
بہ رکنِ شامی می بود۔ عجب مرد پاک طینت بودند۔ یہ خلیفہ خود مولوی نور محمد ہراچی فرمودند: "در ہندوستان  
یک مبارک ذات حضرت شاہ ابوالخیر است کہ ایشان را مثیلے نیست" رَحِمَہُ اللہُ دَرَحْنِی عَنہُ۔  
سیر سلوک | سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ، کمافی الصحیحین۔ مثال ہمنشینِ نیک بد مثل بردارند۔



مشک و ناخ گیر است۔ بردارندہ مشک یا ترازان مشک قدرے بخشش می کند یا تو از دے مشک می خرد یا بوی خوش ازان مشک به تومی رسد۔ و از دمنده کوره آهنگران یا جامه های ترمی سوزد یا بوی بد از دے به تو خواهد رسید یعنی صحبت صالح مراسر خیر و برکت است شیخ سعدی رحمه الله معنی این حدیث شریف را به وجه خوب نظم کرده و گفته :-

گلے خوشبوے در حمام روزے رسید از دست محبوبے به دستم

بد و گفتم که مشکلی یا عبیری که از بوی دلا ویز تو مستم

بگفتا من گلے ناچیز بودم ولیکن مدّے با گل نشستم

جمالِ همنشیں در من اثر کرد و گرنه من هماں خالم که هستم

حضرت ایشان از یوم ولادت تا یوم وفات والد بزرگوار خود هر وقت و هر آن از نسبات فیوض رحمانیه و نفحات نفوس قدسیه مستفید بودند بوی مشک بل آذین دل و دماغ ایشان را معطر ساخته بود و چون وقت آن رسید که وجود مبارک ایشان مراسر مشک گردد تا از بوی خوش ایشان چار اطراف عالم معطر گردد۔ پروردگار اسباب آن پیدا کرد۔ روزے در اَوّل وقت پیشین در کوسه به این عاجز فرمودند روزے از سیر و تفریح چون به خانه باز گشتیم حضرت والد ماجد رانشسته یافتیم۔ چون از تحیه سلام و تقبیل ایادی فارغ شدیم حضرت ایشان به من گفتند بر خور دار وقت کار همنین روزها است۔ باید که علم آبا و اجداد خود را حاصل کنی۔ ارشاد مبارک ایشان را تاثیر عجیب بود من به ذکر شریف مشغول گشتم۔ و دیگر مشاغل را ترک دادم۔ حتی که حضرت والد ماجد به جائے تشریف می بردند و اصحاب آن جا استفسار می کردند که صاحبزاده کجا هستند حضرت ایشان می فرمودند که ایشان به کسب علم باطن مشغول اند۔ این بیان ارشاد کرده به عاجز فرمودند۔ اے زید تو هم به علم باطن خود را مشغول کن۔

**تحریر مبارک** در شبے از سان هزار و سه صد و چهل حضرت ایشان قدس سره در خانقاه شریف حلقه می فرمودند حکیم فرید احمد عباسی آفر و بیوی عرض نمودند۔ اگر از احوال کسب سلوک آگاه فرمائید برائے مایان مشعل بوز حضرت ایشان فرمودند۔ کاغذ و قلم و دوات بیارید و به مجرد یادداشت خود به فارسی درج ذیل بیان را ملازم نمودند۔

یوم جمعه اول ماه صفر ۱۲۹۴ هـ به حضور ایشان مشرف شدم یعنی بحضور حضرت والد تعلیم مراقبه احدثیت و اسم ذات از قلب و نفس دو دو هزار و از سائر لطایف یک یک هزار و نفی و اشتبا یازده صد و دو ساعت انتظار فیض و دو رکعت اشراق و دو رکعت صلاة الاستخاره اول النهار و



چار رکعت چاشت و مداومت نمودن سورۃ یاسین صبح و شام و صحبت فرمودند و تاکید همه امور کردند و ارشاد شد کہ موسم کار ہمین روز ہا است، ہر کارے کہ مانع این کار ہا باشد از جملہ لہو و لعب است۔ وَكَانَ ذَلِكَ۔ قَالَ حَمْدُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ عَلَى ذَلِكَ۔ و در رمضان سنہ مذکورہ مراقبہ معیت عنایت شد و در شوال ۱۲۹۷ھ ہمسایست بہ مراقبہ اقسر بیت سرفراز کردند و در اوسط ذی القعدہ سنہ مذکورہ قبل از انتقال خود حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ امر بہ حلقہ ظہر و توجہ یاران نمودند۔ صبح و شام حضرت ایشان حلقہ خود می کردند۔ اللہ سبحانہ الحمد۔

واقعہ وصال حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ بہ ہفتم محرم ۱۲۹۶ھ واقع شد۔ و در صفر سن مذکور مراقبات لطائف خمسہ تعلیم فرمودند، علیحدہ علیحدہ فیض گرفتہ مراقبہ کنند و در ہمان ماہ اتفاق سفر طیبہ واقع شد، برائے نکاح صاحبزادی حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ، در ان جا حلقہ می شد و عم بزرگوار جناب حضرت شاہ محمد منظر رحمۃ اللہ علیہ موجود بودند و بہ عنایات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مشرف شدم و در شعبان سنہ مذکورہ مراجعت واقع شد۔ فرمودند تیرا محمدی المشرّب یافتہم و تعلیم دائرہ ثانیہ ولایت کبریٰ نمودند۔ و در رمضان سنہ مذکورہ بردائہ ثالثہ عنایت ہا فرمودند۔ اللہ سبحانہ الحمد والمنة۔

و در ابتداء سال یک ہزار و دوصد و نود و ہفت بہ حلقہ مغرب و توجہ دادن مریدان در مسجد الحرام امر فرمودند و در اوسط ماہ صفر از سنہ مذکورہ مراقبہ ولایت علیاکہ ولایت ملائکہ کرام است تلقین فرمودند۔

## قوت حافظہ

عاجز گوید، واقعے کہ چہل و شش، و چہل و پنج سال قبل گزشتہ بودند۔ حضرت ایشان مِنْ غَيْرِ رُؤْيَا وَادْنَى تَمَقُّلٍ بَابِيَانِ رُوزِ تَابِيخِ و سال ذکر نمودند حکیم فرید احمد و دیگر کسانے کہ حاضر بودند از قوت حافظہ حضرت ایشان متعجب بودند۔ عاجز گوید..... کہ در امور دینیہ و احوال یقینیہ کیفیت حضرت ایشان بہ ہمین طور بودہ کہ ہر امر و ہر حال در حافظہ حضرت ایشان ثبت بودہ۔ چونکہ توجہ ایشان بہ این امور بالکلیہ بود و فراموشی را گنجائش نہ بودہ۔ در مشکاۃ احمد و بیہقی نقل کردہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ قَدْ آفَلَخَ مَنْ أَخْلَصَ اللَّهُ قَلْبَهُ لِلَّهِ يُعَانِ وَجَعَلَ قَلْبَهُ سَلِيمًا وَ لِسَانَهُ صَادِقًا وَ نَفْسَهُ مُطَهَّرَةً وَ خَلِيقَتَهُ مُسْتَقِيمَةً وَ جَعَلَ أُذُنَهُ مُسْتَمِعَةً وَ عَيْنَهُ نَاطِقَةً فَأَمَّا الْأُذُنُ فَتَمِيعٌ وَأَمَّا الْعَيْنُ فَمُفَرَّةٌ لِمَا يُؤْيِي الْقَلْبَ وَ قَدْ آفَلَخَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهُ دَاعِيًا۔ یعنی یقیناً فلاح و رستگاری یافت کسی کہ دلِ او را اللہ تعالیٰ برائے ایمان خالص کردہ است۔



یعنی در دل سے غیر از ایمان چیزے دیگر را آمیزش نیست، و دل اور از آفات سالم گردانیدہ (یعنی غیر از امور یقینیہ دیگر امرے رادوے گنجائش نہ ماندہ)، و زبان اور راست گو و نفس اور مطمئنہ و خلقت اور درست و راست و گوش اور شنوا و چشم اور بینا گردانیدہ، اَمَّا الْاُذُنُ فَيَقْمَعُ۔ و ہرچہ گوش است پس ورمع است یعنی قیف است۔ کہ از جانب فراخ و از دیگر جانب تنگ می باشد، و ذریعہ رسانیدن اشیائے سیالہ در مرتبانہا و بوتلہا می باشد، چونکہ کلمہ حق بہ واسطہ گوش بہ دل می رسد۔ مثابہ قمع است و وے قیف قلب است۔ و اَمَّا الْعَيْنُ فَمُقَرَّرَةٌ لِمَا يُوعَى الْقَلْبُ، و ہرچہ کہ چشم است پس وے قرار دہندہ آن چیز است کہ دل آن را نگاہ می دارد۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ جَعَلَ قَلْبَهُ وَاَعْيَابًا۔ بہ تحقیق نجات یافت کسیکہ قلب خود را داعی دارد یعنی فلاح یافت کسیکہ کلمہ حق را در دل خود محفوظ دارد۔

قلب مبارک ایشان برائے ایمان و کلام حق خالص شدہ بود۔ برائے چیزے دیگر و وے گنجائش نہ بودہ، ہرچہ در راہ حق پیش آمدہ بود۔ در خانہ دل محفوظ بود لہذا عند الکتابہ حاجت بہ یادداشتہ و تفکرے نہ بودہ۔

**سُرْعَتِ سیر سلوک** | سُرْعَتِ سیر سلوک حضرت ایشان را باید دید کہ در اول امر، ابتدائے سلوک از لطائف سبعہ کردہ اند، یعنی از لطائف عالم امر و لطائف عالم خلق۔ کسانیکہ از راہ و رسم سلوک واقف اند می دانند کہ ابتدائے کار از لطیفہ قلبی می باشد، و در ہزاران یکے پیدا می شود کہ باللطیفہ قلب، بقیہ لطائف اربعہ از لطائف عالم امر نیز جاری شوند۔ و کسیکہ لطیفہ نفس وے نیز ذکر شود از اقل قلیل و از نوادر است۔ این گونہ شخص در قدم اول دائرہ عالم امکان را قطع کردہ، در حدود ولایت صغری قدم نہادہ است۔

عمر با باید کہ تا یک بندہ صاحب کمال بایزیدے در خراسان یا اولیس اندر قرن مخفی نہ ماند کہ بیان حضرت ایشان را دو نفر نوشتہ بودند، یکے حکیم فرید احمد عباسی امر و ہوی و دیگرے مولوی بخش اللہ دہلوی، چونکہ بیان حضرت ایشان بہ فارسی است، لہذا جزوی اختصار در تحریرات واقع شدہ، اگر از یکے لفظے ساقط شدہ دیگرے نوشتہ۔ مثلاً یکے نوشتہ: "و در ہماں ماہ آلفا سفر طیبہ واقع شد، در آن جا حلقہ می شد" و دیگرے بعد از واقع شد، اضافہ: "برائے نکاح صاحبزادی حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ" کردہ، حق تعالی ہر دو پاک نہاد افاضہ را اجرا و بد کہ این بیان را محفوظ کردند۔

امروز گرا از رفتہ عزیزان خبرے نیست فردا است درین بزم زما ہم اثرے نیست



**سلوکِ نقشبندیہ مجددیہ** | حضراتِ کرامِ قدس اللہ اسرارہم و افاض علیہما من برکاتہم بیان سلوکِ مجددیہ بروجہ اتم در رسائل خود کرده اند حضرت شاہ ابوسعید

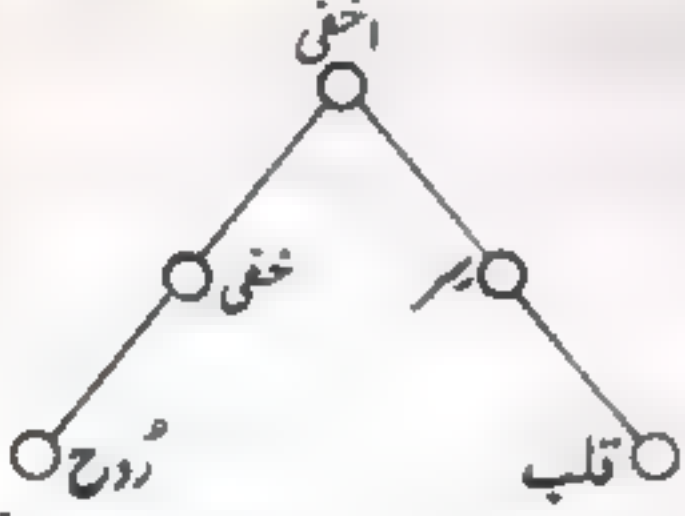
رسالہ "ہدایۃ الطالبین" و حضرت شاہ احمد سعید رسالہ "اربع انہار" و حضرت شاہ رؤف احمد رسالہ "مراتب الوصول" بہ کمال تحقیق و تدقیق نوشتہ اند، و این عاجز کہ

خوشہ چینِ خرمنِ اہلِ دل است خاکِ پائے رہِ روانِ کابل است  
برخی از کلامِ حضرات برداشتہ بہ مناسج السیر و مدارج النجی "موسوم کردہ کہ مرۃ بعد آخری طبع شدہ درینجا بہ صورت اختصار می نویسد۔ واللہ الموفق والمعیون۔

حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس اللہ سرہ فرمودہ اند کہ عالم امکان دو حصہ دارد، یکے عالمِ اُمُودِ دیگرے عالمِ خلق، از فرش تا آخرِ عرش عالمِ خلق است و بالائے عرش عالمِ اُمُود ہر چہ در عالمِ خلق است ویراصلے است در عالمِ اُمُود چون پروردگار جلّت حکمتہ ارادہ فرمود کہ عالم و عالمیان را پیدا کند تا معرفت دے خلایق را حاصل شود، نمود این عالم شد، ارادہ فرمود کہ بہ مخلوق توفیقِ امانت نماید، بیج مخلوق تاب و تحملِ امانت نہ داشت۔ چنانچہ تخلیق اشرف الکائنات بہ وجود آمد تخلیق دوازہ اجزائے ہر دو عالم شدہ: پنج از عالمِ خلق کہ باد و آب و آتش و خاک و نفس اند، و پنج از عالمِ اُمُود کہ روح و سرخفی و اخفی و قلب اند۔ لطیفہ نفس از لطائفِ عالمِ خلق و لطیفہ قلب از لطائفِ عالمِ اُمُود بہ منزله معجون اند کہ از لطائفِ اربعہ آخری بہ ظهور آید۔ لطیفہ قلب اصلِ لطیفہ نفس است لطیفہ روح اصلِ لطیفہ باد و لطیفہ سیراصلِ لطیفہ آب و لطیفہ خفی اصلِ لطیفہ آتش و لطیفہ اخفی اصلِ لطیفہ خاک، و فرمودہ اند نورِ قلب را دست و نورِ روح سرخ و نورِ سرفید و نورِ خفی سیاہ و نورِ اخفی سبز و نورِ اُمُود اند کہ این لطائفِ خمسہ مبارکہ از درجاتِ ولایت پنج درجات اند، ہر درجہ موصل الی اللہ و زیرِ قدم یکے از انبیاء الواعزم است، لطیفہ قلب زیرِ قدم حضرت آدم علیہ السلام است و لطیفہ روح زیرِ قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام، و لطیفہ سیر زیرِ قدم حضرت موسیٰ علیہ السلام و لطیفہ خفی زیرِ قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام و لطیفہ اخفی زیرِ قدم سرورِ کل کائنات سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سالکانِ راہ طریقت اگرچہ از لطائفِ خمسہ ذکر شریف می کنند اما مشاہد ایشان مختلف است۔ ہر سالک بہ یکے ازین لطائفِ خمسہ مناسبت و ارتباط می باشد۔ کسے کہ مناسبت بہ لطیفہ قلب دارد ویرا آدمی المشرب گویند و کسے کہ بہ لطیفہ روح دارد ویرا ابراہیمی المشرب و صاحبِ سیرا موسوی المشرب و صاحبِ خفی را عیسوی المشرب و صاحبِ اخفی را محمدی المشرب گویند، و فرمودہ اند اصلِ مقام



این لطائفِ خمسہ فوق العرش است و اینہا مجلی و مصفی و منور بودہ اند حق تعالیٰ اینہا را در ساحتِ سینہ جائے



دادہ، قلب را زیر پستان چپ بہ فاصلہ دو انگشت مائل

بہ پہلو، و روح را زیر پستان راست بہ فاصلہ دو انگشت

مائل بہ پہلو، و سیر را بہ محاذات پستان چپ بہ جہت وسط

سینہ، و غفی را بہ محاذات پستان راست بہ جہت وسط

سینہ، و اخفی را در وسط سینہ. ابتدائے ذکر از لطیفہ قلب است و باز از روح، باز از غفی، باز از اخفی۔

حضرت سیدی الوالد قدس سرہ می فرمودند کہ در بست و چہار ساعت شب و روز بست و

چہار ہزار بار ذکر شریف کردن ضروری است و می فرمودند، اگر سالک بہ کمال جمعیت و عاجزی تا چہل روز

ذکر شریف بست و چہار ہزار بار ہر روز بکند آثار را در یابد و لازم است کہ بہ اکل حلال و صدق مقال

متصف باشد و از صحبت جلیس سوء خود را نگاہ دارد کہ دے مثل گیر حذاد است کما اخبر الصادق

المصدق صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

بعد از تصفیہ و تزکیہ لطائف عالم امر بہ تصفیہ و تزکیہ لطائف عالم خلق مشغول می شوند و

ابتدا از لطیفہ نفس می کنند کہ محل آن در وسط پیشانی است۔ چون این لطیفہ ذکر و شاغل می گردد۔

ذکر شریف از لطیفہ قلوبیہ می کنند کہ آن را سلطان الاذکار می نامند تا آنکہ ہر جزو بدن بہ نام پاک پروردگار

گویا شود۔ درین مقام سالک از سرودن من شئ الا یسبح بحمیدہ آگاہ می گردد ہر صدائے کہ بہ گوش

دے می رسد، چہ ضریر ہو و چہ زیر آب و چہ شور آتش و چہ آواز طہور و وحوش و چہ صدائے رعد و برق، ذکر

الہی معلوم می شود۔

کسانے کہ یزداں پرستی کنند بہ آواز دولاہ مستی کنند

باید دانست کہ لطیفہ نفس چون بہ ذکر پروردگار انس پیدا می کند از آمارگی بکمال نیست می رسد

تا آنکہ منراوایا آیتھا النفس المطمئنة ارجعنی الی ربک راضیة مَرْضِیَّة می گردد۔ آن کہ از

مقام خود نزول فرمودہ بر تخت صدر اجلال می فرماید تا لطائف خمسہ عالم امر بہ اصول خود بہ پیوند برو

جامہائے فنا و بقا نبوشند، اصول لطائف خمسہ تجلیات صفات الہیہ اند۔ فناے لطیفہ قلب در

تجلیات افعال الہیہ می باشد و بقایش آن کہ افعال خود را و افعال جمیع ممکنات را ناشی از فعل

حق تعالیٰ می بیند و فناے لطیفہ روح در تجلیات صفات ثبوتیہ حق تعالیٰ می باشد و بقایش آن کہ

صفات خود را و صفات جمیع ممکنات را صفات حق تعالیٰ می بیند، و فناے لطیفہ سیر در تجلیات شہونات



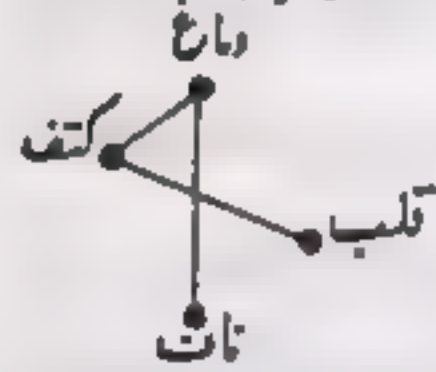
ذاتی حق تعالی می باشد و بقایش آن که سالک خود را و تمام ممکنات را در ذات حق مستهلک و مضحک می بیند و وقتاً لطیفه خفی در تجلیات صفات سلیمی حق تعالی می باشد و بقایش آن که از جمیع مظاہر تفرید جناب کبریا جل شانہ بیند و فتائے اخفی در تجلیات شان جامع الہیہ می باشد که جامع مراتب سابقہ است و بقایش آن که سالک متخلق بہ اخلاق الہیہ شود۔

حبذا قومی که داد بندگی را داده اند ترک دنیا کرده اند و از همه آزاده اند  
روزها با روزها در گوشه بنشسته اند باز شبها در مقام بندگی استاده اند  
طرفه العینے نہ بودہ غافل از حضرت دلے سیلہا با این همه از چشم خود بکشاده اند  
راحتے دیدند ذوقے یافتند از این و آن روز شب در کنج محنت بر سر سجاده اند  
پیر انصاری تو میدانی که ایشان کیستند فرقه بے کرد و فر زمرة دل ساده اند

در وقت ذکر شریف رعایت نگہداشت و وقوف قلبی لازم است۔ طالب ساحت سینہ خود را از خطرات و حدیث نفس خالی کند و توجه طالب بہ سوئے قلب باشد و توجه قلب بہ سوئے پروردگار کہ مسمی بہ اسم مبارک اللہ است۔ چہ ذکر بے رعایت نگہداشت و وقوف قلبی داخل حدیث نفس است۔ چون سیاه خانہ دل از برکت ذکر منوری شود و شعله نور از قلب طالب بلند می شود، حضرات مجددیہ مظهریہ آن را فتح باب می گویند۔

بعد ازین تعلیم نفی و اثبات می فرمایند کہ با حبس دم مفید تر است از ناف کلمہ را کشیده از لطیفہ نفس گزانیہ بہ اُم الدماغ رسانند و از انجا بر کتف راست پائین آرد و از کتف راست بر لطیفہ اخفی و سرگز رانیہ

بر لطیفہ قلب ضرب رسانند، ابتدا از سه بار بہ یک نفس کند و تا بست و یک بار بہ یک نفس خود را رسانند اگر ثمرہ ظاہر نہ شد باز ابتدا از سه کند تا آن کہ ثمرہ ظاہر گردد۔ و اللہ کَطِیفٌ بَعْبَادِہ۔ چون ذرات تن بہ ذکر پاک رب العالمین گویا شوند سالک در زمرة الذاکرین اللہ کثیر اُوالذاکرات داخل می شود، ویرا باید کہ دامن مراد از ان شکرتم لا یزیدنکم پر کنند حضرات مشائخ قدس اللہ اسرارہم و افاض علینا من برکاتہم و یرامشغول بہ مراقبات می کنند تا از گلستان عالم امر گل چینی کنند و باطن خود را مشابہ ملک سازد۔ ذرات خاک را منور ساخته از فلک بگذرانند۔ مراقبہ ماخوذ از رقوبت رقابت است بمعنی حفاظت کردن و انتظار کشیدن۔ و بہ اصطلاح حضرات مشائخ انتظار و ورود فیض از حضرت مبدائیاض است۔ بہ اعتبار صفت از صفات یا وجہ از وجوہ یا بدون اعتبار، بر لطیفہ از لطائف یا بر ہیئت وحدانی، بہ نوعی کہ خطرہ ماسوی را در حسریم دل جائے نہ باشد۔





از سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ منقول است کہ فرمودہ ، استاد من در مراقبہ گریہ است۔ روزے گریہ را بر سوراخ موٹے نشسته دیدم بہ نوعی کہ از بدنش موٹے را حرکت نہ بودہ من از احوالش در تعجب ماندم کہ از غیب در گوشم صدائے رسید کہ اے نسبت بہمت ، در مقصود و مطلوب خود کمتر از گریہ مباش۔ ازان پس در مراقبہ افتادم۔

یارب ز رہ راست نشانے خواہم از بادۂ آب و خاک جانے خواہم  
از نعمت خود چو بہرہ مندم کردی در شکر گزاریت ز بانے خواہم

حضرت امام ربانی مجتہد و منور القیثانی قدس سرہ  
راہ سلوک ہفت قسمت است

بہ دائرہ تعبیر فرمودہ اند۔ چہ دائرہ را نہ نشان ابتدا است و نہ نشان انتہا، ہر حصہ دے از بلندی و پستی بے پروا است، نہ ہمین وارد و نہ لیبار۔

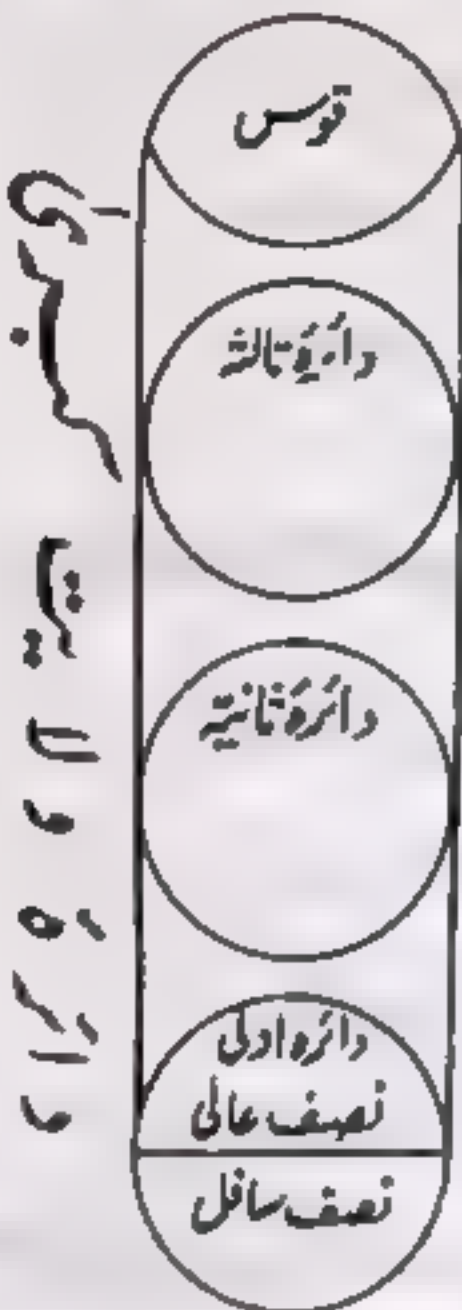
ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا این جا است

قسمت اول دائرہ امکان است و این دائرہ دو حصہ دارد۔ از عرش تا اسفل سافلین عالم خلق است۔ و این عالم نیز بہ دو قسم منقسم است۔ از عرش تا شمار دنیا قسمی است و آن را عالم ملکوت گویند و از زیر آسمان دنیا تا اسفل سافلین قسم دیگر است کہ دیرا عالم ملک گویند، و ہر چہ فوق العرش است آن را عالم امر گویند، حقائق و اصول تمام ممکنات و ارواح کل ذی نفس درین عالم قرار دارد۔ و تعلق عالم ارواح و عالم مثال بہ ہمین عالم است، و این عالم نور است، این عالم از مقام اصل لطیفہ قلب شروع شدہ تا آخر مقام اصل لطیفہ اخفی رسیدہ بہ لامکانیت متحقق می شود۔

دائرہ امکان یک مراقبہ دارد کہ آن را مراقبہ احدیت گویند۔ سالک متوجہ می شود۔ بہ ذات پاک احد کہ متصف بہ صفات کمال و منزہ از سمات نقصان است۔ و مورد فیض یعنی جائے ورود فیض لطیفہ قلب است۔ قسمت دوم دائرہ ولایت صغری است کہ دائرہ ظلال تجلیات اسماء و صفات است و مراد از ظل ظہور شے است در مرتبہ دوم یا سوم یا چہارم یا در مراتب آخر مثلاً صوری کہ در آئینہ ظاہر شدہ ظل است و اَلَا قَالَا مَرَكَمَا قَالَ الْحَضْرَةُ الْاِمَامُ الرَّبَّانِيُّ قَدْ سَمِعْتُ عَنْ هَرَّاه محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را از لطافت ظل نہ بود خداے محمد را چہ گونه ظل باشد، درین دائرہ یک مراقبہ است کہ آن را مراقبہ معیت خوانند۔ سالک بہ ذات پاک ہُو مَعَكُمْ اَنْتُمْ مَعَهُ متوجہ می شود۔ و ورود فیض بر لطیفہ قلب است۔



قسمت سوم دائره ولایت کبریٰ است۔ و این دائره تجلیات اسماء و صفات است۔ و دائره ولایت حضرات انبیا است علیہم الصلوٰت و التسلیمات۔ و قتیکہ آن حضرات علیہم السلام بر این مقام فائز می شدند بوقت ایشان ظاہری شد، چون سالک بہ این مقام می رسید حضرات مشائخ ویرا اجازت ارشاد می دہند۔ درین دائره از ظل اثر ہے نیست، و سکرو غیبوت را گنجائش نہ، و این دائره مشتمل است بر سہ دوائر و یک قوس، ابتدا از دائره اولیٰ می کنند و درین دائره مراقبہ اقریبیت است،



سالک بہ آن ذات پاک کہ فرمودہ نَحْنُ اقْرَبُ إِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرْدِ، متوجہ می شود و می گوید کہ فیض وارد می شود از آن ذات پاک کہ بہ ما از رگ جان ما قریب تر است۔ مورد فیض لطیفہ نفس است مع لطائف خمسہ۔ درین دائره لطائف خمسہ را عروج تام حاصل می شود، در نصف سافل سیر در تجلیات اسماء و صفات زائدہ و در نصف عالی سیر در تجلیات شیونات اعتبارات می شود۔ و در دائره دوم و سوم و در قوس مراقبہ محبت می کنند۔ مفہوم۔ یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّونَہُ رَا سالک

در لحاظ می دارد یعنی فیض وارد می شود از آن ذات پاک کہ دے مراد دوست می دارد و من ویرا دوست می دارم و مورد فیض لطیفہ نفس است۔

و قسمت دوم کہ دائره ولایت صغریٰ بود مراقبہ معیت است۔ رغبت معیت مشعر بہ اتحاد است، لہذا داران را اظہار اسرار توحید و جود می شود و در قسمت سوم کہ دائره ولایت کبریٰ است۔ در اول دائره دے مراقبہ اقریبیت است کہ مشعر بر اثنینیت می باشد، چہ کمال قرب در دوی است، درین جا اسرار توحید و جود منکشف می شوند و باز سالک قدم در شاہراہ محبت نہادہ از کیفیات دنی فَنَدَّ لَی فُکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ حظہای بردارد، و طریقہ مراقبہ در دائره دوم و سوم و قوس آن است کہ سالک خود را بہ خیال در دائره یا در قوس داخل می کند و آن دائره بہ منزلہ قرص آفتاب و قوس بہ منزلہ نیم قرص آفتاب بر سالک ظاہری شود حصہ را کہ سالک قطع می کند نورانی ظاہری شود و باقی حصہ کہ ہنوز قطع نہ شد مثل قرص آفتاب ہنگام کسوف بے نور ظاہری شود۔ و از ابتدائے ولایت کبریٰ مورد فیض لطیفہ نفس می باشد و معاملہ فیض بہ دماغ متعلق می باشد، و تا قتیکہ معاملہ فیض بہ دماغ تعلق دارد، باید دانست کہ معاملہ ولایت کبریٰ بہ انجام نہ رسیدہ است،







بعضی حقائق الهیہ را اولاً اختیار می کنند و بعضی حقائق انبیاء را منسلک قیم طریقہ احمدیہ مجددیہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ۔ اولاً اختیار حقائق الهیہ است لهذا عاجز و اولا حقائق الهیہ را بیان می کند و باز حقائق انبیاء را۔ و باید دانست کہ منشأ فیض در جمیع این مقامات ذاتِ بخت و مورد فیض ہیئت و حدانی سالک است گمانی دائرہ کمالات رسالت و دائرہ کمالات اولی العزم۔

قسمت ششم حقائق الهیہ۔ و این قسمت چار دوائر دارد، (۱) دائرہ حقیقت کعبہ (۲) دائرہ حقیقت قرآن (۳) دائرہ حقیقت صلاۃ (۴) دائرہ معبودیت صرفہ۔

قسمت ہفتم حقائق انبیاء و این قسمت شش دوائر دارد (۱) دائرہ حقیقت ابراہیمی (۲) دائرہ حقیقت موسوی (۳) دائرہ حقیقت محمدی (۴) دائرہ حقیقت احمدی (۵) دائرہ حُب صرفہ ذاتیہ (۶) دائرہ لاتعلین و حضرت اطلاق جل مجدہ۔

اے برادر بے نہایت درگہیست ہرچہ بردے می رسی بردے میست  
 مخفی نہ ماند کہ در سلسلہ مبارکہ نقشبندیہ مجددیہ رابطہ را مدخلی است عظیم اے صورت  
**رابطہ** خیال مرشد را در مدیر کہ خیال خود محفوظ داشتن حضرات مشائخ فرمودہ اند۔ آب در جو  
 بہ مددیاری رود نہا ذکر شریف بے رابطہ موصل نیست و تنہا رابطہ بار عایت آداب صحبت البتہ  
 موصل است۔ بے رفیقہ ہر کہ شد در راہ عشق ؛ عمر بگزشت و نہ شد آگاہ عشق  
 حق تعالی فرمودہ کُنُوا مَعَ الصَّادِقِینَ حضرت علیہ السلام احراز قدس سرہ می فرماید کینونت عام است  
 در صحبت ایشان بودن کینونت ظاہری است و در خیال ایشان ماندن کینونت معنوی است۔  
 عاجز گوید حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بیان آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
 می کردند می فرمودند کَآنِیَ اَنْظُرُ اِلَیْہِ۔ و ترمذی روایت این مبارک دعا کردہ۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ  
 حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ یَنْفَعُنِیْ حُبُّہُ عِنْدَکَ۔ الخ۔ محبت ارتباط قلب را گویند۔

بہ چہ تسکین و ہم این دیدہ و دل را کہ دما دل ترامی طلبد دیدہ ترامی خواہد  
 حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ از ہند بن ابی ہالہ کہ از احوال کرام ایشان بود و وصف و  
 شامل مبارکہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می پرسید لَآئِنَّہُ کَانَ وَ صَافَا عَنْ حِلْبَیۃِ النَّبِیِّ  
 صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ و حضرت حسن می فرمود۔ اَنَا اَشْتَهِیْ اَنْ یَصِفَ لِی مِنْہَا شَیْئًا اَتَعْلَقُ  
 بہ۔ ملا علی قاری بیانش بہ این لفظ کردہ۔ اَتَعْلَقُ بِہِ اَنْیَ اَتَشَبَّثُ بِذَٰلِکَ الْوَصْفِ و اَجْعَلْہُ  
 مَحْفُوظًا فِی خِزَانَةِ خِیَالِی۔



از دل بردن این غم دنیا و آخرت یا خانه جائے رخت بود یا خیال دوست  
**عنایت شاہ عبدالغنی** | در ہزار و نو دویچ در عشرہ دوم از ماہ ذی القعدۃ غم بزرگوار حضرت  
 والد ایشان محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبدالغنی سرغت سیر و  
 کمالات ایشان را دیدہ ام بہ حلقہ ظہر و توجہ یاران طریقت نمودند چنانچہ حلقہ صبح و شام حضرت والد  
 ایشان می کردند و حلقہ ظہر تفویض بہ حضرت ایشان شد۔

**برکاتِ طابہ طیبہ** | بہ ہفتم محرم ۱۲۹۶ھ وفات حضرت شاہ عبدالغنی شد۔ و نکاح دختر  
 ایشان بود حضرت ایشان بہ ماہ صفر ۱۲۹۶ھ درین سلسلہ بہ مدینہ منورہ  
 تشریف بردند تقریباً شش ماہ در آن دیار مبارکہ قیام فرمودند حضرت ایشان در حرم نبوی علی  
 صاحبہ الصلوٰۃ و التحیۃ حلقہ می فرمودند روزی مصروف حلقہ و مراقبہ بودند کہ غم اصغر ایشان آمدند  
 و احوال مبارکہ ایشان دیدہ بہ مواجہہ مبارکہ رفتند و عرض صلوٰۃ و سلام کردند جناب سالت  
 مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودند برو و از جانب من چادر خود را بہ برادر زادہ خود بپوشان۔ و بگو کہ  
 بہ ہندوستان سفر بکنید چنانچہ غم بزرگوار ایشان نزد ایشان رسیدہ چادر خود را بہ ایشان پوشانیدند  
 و ارشاد نبوی بہ ایشان رسانیدند۔

روزے حضرت ایشان بہ بعض افراد فرمودہ بودند چون این حکم بہ بندہ رسید از ہجران  
 آن بقعہ مبارکہ بسیار متالم گردیدم و بہ این احوال بہ مواجہہ شریفہ رفتم و بعد از عرض صلوٰۃ و تحیۃ از  
 در ہجران بیان نمودم۔ ارشاد شد رفتن شما بہ ہندوستان بہتر است۔ آنجا ضرورت شماست۔

فَإِنْ قَالَ لِي مَتَّ مَتَّ سَمْعًا وَطَاعَةً وَقُلْتُ لِدَاعِي الْمَوْتِ أَهْلًا وَمَرْحَبًا

حضرت ایشان از احوال و کیفیات خود و از فیوضات و عنایات بنویس علی صاحبہا  
 اَلْفَ اَلْفِ صَلَٰةٍ وَتَحِيَّۃٍ حضرت والد بزرگوار خود را بہ تفصیل می نوشتند چنانچہ والد بزرگوار ایشان  
 بہ برادر زادہ خود حضرت شاہ محمد معصوم مکتوب بہ چہار شنبہ ۲ جمادی الآخرہ ۱۲۹۶ھ نوشتہ اند و  
 عاجزان مکتوب را در احوال مبارکہ ایشان نقل کردہ در آن از فیوضات و برکات و عنایات اشرف  
 الخلائق صلی اللہ علیہ وسلم مذکور است و نیز تحریر است: "ایتجا از شیخ ابوالخیر طالبان را فائدہ  
 بسیار بہ زودی میتری شود"

**مراجعت بہ مکہ مکرمہ** | حضرت ایشان انا امور یقینیہ باقیہ دامن مراد پر کردہ بہ خدمت  
 حضرت والد محترم در ماہ شعبان رسیدند حضرت والد بزرگوار



ایشان را بشارت دادند کہ شمارا محمدی المشرب یافتم و حلقہ مغرب نیز حوالہ ایشان نمودند، کمالاتِ حضرت  
ایشان را دیدہ حضرت والدہ ماجدہ مُشْرِخُ الصِّدْرِ مُطَهِّرُ الْبَالِ، قَرِیرُ الْعَيْنِ شدند و مخلصین را حوالہ ایشان کردند  
در احوالِ مبارکہ حضرت والدہ بزرگوار ایشان عاجز رسالہ عربی را نقل کردہ، در آن سال  
رسالہ عربی نوشتہ است۔ مامعناہ، کہ حضرت والدہ بزرگوار ایشان را علالتِ شدیدہ در پیش  
آمد، حضرت عمہ محترمہ نیز بیان این علالت می کردند و می فرمودند کہ مرض بہ نوعی شدت اختیار کرد کہ کسی را  
امید شفانہ ماند۔ این مرض از سال ۱۲۹۴ھ پیشتر بود کہ ہنوز حضرت سیدی الوالدہ ہمہ تن متوجہ بہ علیم باطن  
نہ شدہ بودند۔ از مرضِ حضرت والدہ بزرگوار، حضرت ایشان بسیار مضطرب و متالم شدند، تا لیم جگر پارہ  
خود را دیدہ حضرت والدہ بزرگوار بہ ایشان فرمودند شما غمگین نہ شوید، درین مرض موت مرا نیست،  
حضرت ایشان خیال کردند، شاید حضرت والدہ بزرگوار برائے تسکینِ خاطر من یا از وجہ شدتِ مرض از  
قبیلِ ہجر چیزے فرمودہ اند، اندیشہ ایشان را حضرت والدہ بزرگوار دریافتند و فرمودند نزد من حضرت  
والدہ بزرگوار آمدہ بودند من عرض کردم کہ خواہش دارم کہ نزد شما برسم۔ فرمودند، نے، ہنوز شمارا تربیت  
یکے کردن است۔ مؤلف رسالہ نوشتہ۔ المراد من ذالک الواحد هو تَجَلُّدُ الْكَرِيمِ۔ یعنی، ظاہر است  
کہ مراد از آن یک فرد، فرزندِ عزیز ایشان است۔

عاجز گوید، راست است۔ السَّعِيدُ مَنْ سَعِدَ فِي بَطْنِ اُمِّهِ۔ برائے مراد آن و محبوباً  
پروردگار خود اسبابِ سعادتِ مہیامی کند۔ چہار سالہ بودند کہ در حرمِ محترم نبوی علی صاحبہ الف  
آلف صَلَاحٌ وَ نَجَاحٌ داخلِ سلسلہِ عالیہ اولیائے کاملین شدند و بشارتِ خلافتِ خاصہ یافتند،  
و بہ والدہ بزرگوار ایشان گفتہ شد کہ ہنوز تربیتِ یک فردِ منتظر باقی است۔ و فخر خاندانِ حضرات  
شاہ عبدالغنی برائے حلقہ و توجہ یاران امر کردند و قطبِ زمان حضرت شاہ محمد متطہر دوائے خود را بہ فرما  
آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایشان را پوشانیدند۔ و از الطاف و عنایاتِ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم برومند شدند چون ہمتِ خود را بہ لُحی سُلُوک برگاشتند۔ بمنزلہ یَکَادُ زَيْتُهَا يَضِيءُ وَ لَوْ  
لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ، نُورٌ عَلَى نُورٍ بودند و در آواہِ قدمِ دائرہ امکان را قطع فرمودند۔ فَنَالَ  
مَا نَالَ وَ قَارَعَ عَلَى مَا قَارَعَ وَ اللّٰهُ يُجَبِّئُ اِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَ يَهْدِي اِلَيْهِ مَنْ يُلْزِمُ۔

حضرت ایشان قدس سرہ از معمولاتِ خود کہ اندران آیام داشتند بر ورقِ سادہ  
لاَحَہ عمل از مجلدِ دلائلِ الخیرات نوشتہ اند، عاجزان را نقل می کنند۔  
بیدار شدن قبلِ تحریم و چند رکعت خواندن، پس ازان قدرے ذکر نمودن و نماز در اسفار



با امام حنفی خواندن و ادعیہ ماثورہ خواندن بعد از ان در حرم یاد کر کردن یا بہ حلقہ رفتن و بعد از شروق دو رکعت خواندن بہ خلوت رفتہ مطالعہ کتب تصوف مکتوبات قدسی آیات امام الطریقہ رحمہ اللہ و مثنوی مولوی رحمہ اللہ و احیائے غزالی رحمہ اللہ و نفحات عارف جامی رحمہ اللہ و طریقہ محمدیہ برکوی رحمہ اللہ خصوصاً از محل درس بعد از ان طعام خوردہ برائے قبیلہ نزد حبیب اللہ رفتن و قبل از زوال وضو کردہ چار رکعت بعد از زوال خواندن و سنت قبلانیہ نیز گزارہ برائے نماز حاضر مسجد شدہ یا تکبیر تحریمہ ظہر خواندن پس از ان بہ خلوت رفتہ سنت بعدیہ خواندہ قدرے ذکر نمودن بعدہ بہ حلقہ حاضر شدن و بعد آن شش سیپارہ قرآن شریف کہ روح من روح جمیع آبا و اجداد من فدائے نام مبارکش باد و اسبوعیہ دلائل الخیرات و الحزب الاعظم با کمال ترتیل و تفکر و خشوع و لحاظ معنی خواندن۔

روزے حضرت ایشان قدس سرہ فرمودند کہ ما احیاء العلوم و طریقہ محمدیہ از شیخ الاسلام سید احمد دہلوان خواندہ ایم۔

حضرت ایشان ذکر تحریم کردہ اند۔ در حجاز مقدس از صد ہا سال مروج بود کہ بہ یک ساعت قبل از صبح صادق مؤذنین از سر منار صلاۃ و سلام بہ آواز بلند می خواندند و آگاہ می کردند کہ وقت تہجد شدہ است۔ و این را تحریم می گفتند سجدیہ و ہابیہ این را بدعت دانستہ بند کردند۔ و بعد از مدتی برائے تہجد نیز اذان را رائج کردند۔ حالاً جائے تحریم تاذین گرفتہ تحریم عملی محبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودہ و تاذین عمل مدعیان سنت تذلک الایام نذ اولہا بین الناس۔

**رونق بزم صاف کیشان** در مکہ مکرمہ جناب حاجی امداد اللہ شیخ طریقہ چشتیہ و مولانا سید حبیب الرحمن و مولانا رحمۃ اللہ و مولانا عبدالحق الہ آبادی

خلیفہ شاہ عبدالغنی و بعض دیگر بایک باطن افراد بودند کہ احیاناً بہ یک جامع می شدند و حضرت جد امجد قدس سرہ نیز درین مبارک محفل شرکت می کردند۔ چون حضرت سیدی الوالد قدس سرہ مجتبیٰ علیم ظاہر و منکبی بہ اسرار باطن شدند درین مبارک محفل شریک می شدند۔ اگر گفتہ شود کہ وجود حضرت ایشان بہ منزلیہ شمع بود برائے این بزم صاف کیشان، درست باشد۔ اگر وقت نمازی رسید و این بزرگواران بہ جائے می بودند، حضرت ایشان را برائے امامت می گفتند۔ چنانچہ حضرت ایشان امامت می کردند حاجی صاحب مولانا حبیب الرحمن و دیگران جنہامی برداشتند این بزرگواران احیاناً لو گفتہ اشعار خود را می خواندند حضرت ایشان نسبت بہ دو شعر خود کہ در دو غزلہائے متفرق واقع اند می فرمودند کہ از استماع این شعر حاجی صاحب رالطف زیاد حاصل شد کہ اشبہ بہ صورت وجد بود۔ چونکہ ہر دو شعر



بہ زبان اردو اندازہً بجمہت بیان کردہ نہ شد۔

**نماز شام** | در مکہ مکرمہ یک بخاری قیام داشت کہ از مخلصین حضرت ایشان بود و بے بیان می کرد کہ روزے حضرت ایشان در جائے مہمان بودند چون بہ حرم محترم رسیدند

نماز جماعت شدہ بود۔ حضرت ایشان بہ جہت باب العمہ جماعت ثانیہ کردند و در رکعت ثانیہ سورۃ اِیْلَاف خواندند چون بہ قَلْبِ عُبْدُ وَا رَبِّ هَذَا الْبَيْتِ رسیدند چنان الوار و رکات را ظہور شد کہ مقتدیان تاب آن نیاوردہ بہ سجدہ افتادند۔ در جائے کہ حضرت ایشان امامت کردہ بودند آن بخاری نشان دادہ بود بہ یاد عاجز محفوظ است۔ اِشَارَةُ اِلَى هَذِهِ الْكَمَالَاتِ حضرت والد بزرگوار ایشان بہ برادر زادہ خود نوشتہ اند۔ کَمَا تَقَدَّمَ فِي اَحْوَالِ الْمُبَارَكَةِ فِي الْمَكْتُوبِ لِحَادِي عَشَرَ بِسَبَبِ اَوْشَانِ سَخْتِمِ قُرْآنِ شَنِيدَنْ مِی شود و مردمان اہل ذوق و شوق حاضری شوند و نوشتہ اند۔ از شیخ ابو الخیر طالبان را فائدہ بسیار بہ زودی میسر می شود و در شغل خود سرگرم اند۔

**رحلۃ الہند** | در احوال والد بزرگوار ایشان قدس اللہ اسرارہا بیان شدہ کہ در اوایل ۱۲۹۴ھ حضرت ایشان مع والد بزرگوار خود سفر ہند اختیار کردند و تا او آخر

ماہ جمادی الآخرہ از راہ کلکتہ بہ رامپور رسیدند، بعد از شش ماہ بہ یکشنبہ دوم محرم ۱۲۹۸ھ حضرت والد بزرگوار ایشان رحلت فرمائے غلہ برین شدند عندالوقات بہ حضرت ایشان وصیت فرمودند کہ بر طریقہ مبارکہ حضرات کرام ثابت قدم باشید متکفل شما پروردگار است۔ بہ کسے محتاج نہ خواہید شد۔ آن دو ہزار روپیہ کہ در کلکتہ یک مہینہ ہدیہ دادہ بود و سن آن روپیہ را باز نزد وے امانت نہاد و در نکاح کرامت النساء صرف کنید۔ حضرت والد بزرگوار ایشان را بہ تجزاین دو ہزار روپیہ از متاع دنیویہ چیزے نہ بود۔

**کرامت النساء** | برائے خدمت حضرت جد امجد قدس سرہ کسے از بازار کنیزے را خریدہ پیش کرد کہ کرامت النساء دختر آن کنیز بود۔ حضرت جد امجد می فرمودند من دخترے

نہ داشتم۔ پروردگار این دختر بہ من عنایت کردہ۔ حضرت ایشان کرامت النساء را بسیار عزیز داشتند۔ و دو ہزار روپیہ کہ در کلکتہ نزد پیش کنندہ ہدیہ محفوظ بود، برائے مصارف نکاح کرامت النساء مقروض فرمودند۔ حضرت عمہ محترمہ می فرمودند کہ کرامت النساء از پدیرشما سیزدہ سال خورد بود۔ گویا در ۱۲۸۵ھ ولادت کرامت النساء شدہ بود و عند ارتحال حضرة الجد عمر کرامت النساء سیزدہ سالہ بود۔

حضرة سیدی الوالد قدس سرہ مولوی عبید الرحمن معروف بہ مولوی سردار احمد مجذبی رامپوری



رادر امپور بہ منزل اولاد عزیز می داشتند و ارادہ فرمودند کہ عقدِ نکاح کرامت النساء بایشان بکنند، لیکن ابوبن سردار احمد این عقدِ زواج را خوش نہ کردند۔ حضرت عمہ محترمہ می فرمودند۔ وقتیکہ رضانہ کسے رضامند بر عقدِ نکاح کرامت النساء نہ شد، پدرشما نکاح دے بانیک عالم کشمیری کردند کہ از مخلصین ایشان بود، و بعد از چند وقت چون نیک عالم بر حقیقتِ حال آگاہ شد رقعہ نوشتہ زیر بالین نہاد و روپوش شد۔ در رقعہ نوشتہ بود کہ گمان می کردم کہ کرامت النساء نسبتاً مجدیہ است لہذا عقدِ زواج کردم و چون بہ حقیقت امر آگاہ شدہ ام روپوشی اختیار می کنم۔

تایید بیان حضرت عمہ محترمہ از مکتوب محمد اصحاب الدین چنگامی نیز می شود کہ از خلفائے حضرت ایشان است و در ۱۳۲۷ھ از چائے گام مکتوبے ارسال کردہ، و در ان نوشتہ است۔ "حال جناب علی آفندی صاحب معلوم نہ شد کہ بہ خدمت شریف حاضر اند یا نہ، و ہم معلوم نہ شد کہ حال میان عبید الرحمن کہ بابت تزویج عقیقہ مسلم شد یا نہ" اگر نیک عالم طلاق دادہ می رفت برائے حضرت ایشان قدس سرہ زحمتی پیدا نہ می شد۔ نیک عالم طلاق نہ داد و روپوشی اختیار کرد۔ لہذا کرامت النساء تا ۱۳۲۷ھ ہمراہ حضرت ایشان قیام نمود و باز بہ وجہ نا ملائم جدائی اختیار نمود و فیما بعد حاجی عبدالغنی دہلوی را علم شد کہ نیک عالم در پنجاب قیام دارد چنانچہ ایشان بہ پنجاب رفتند و از نیک عالم طلاق نامہ حاصل کردہ بہ دہلی آمدند و فیما بعد بہ معاونت حاجی محمد اسحاق نکاح کرامت النساء با ڈاکٹر ولی اللہ صدیقی ساکن رٹول ضلع میرٹھ کردند۔ پروردگار کرامت النساء را فرزندے عنایت کرد کہ نامش ابوالفیض بودہ۔ وفات ابوالفیض در حیات والدہ خود بعد از قیام مملکت پاکستان در کراچی شد۔ ایشان را ایک پسر ابونصر محمد عزیز است۔ سَلَّمَہُ اللہُ وَحَفِظَہُ۔

**بعض مفسدین** بعد از وفات حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بعض مفسدین کرامت النساء را الہ کار خود ساختہ فتنہ برپا کردند کہ کرامت النساء دختر حضرت صاحب است و ویرایش می رسد۔ حجت این گروہ رسالہ "ہدیہ احمدیہ" بودہ کہ احمد ابوالخیر العطار الملکی در ۱۳۱۳ھ تالیف کردہ و در ۱۳۱۳ھ در مطبع انتظامی کانپور طبع شدہ۔ درین رسالہ کرامت النساء را دختر حضرت سیدی الوالد ظاہر کردہ۔ برائے نا فہمان این رسالہ حجتی می تواند شد۔ لیکن کسانی کہ بہ احکام شریعت واقف اند می دانند اثبات نسب بہ نوشتن دیگران نہ می شود بلکہ اقرار والد لازمی است۔ حضرت سیدی الولد قدس سرہ بہ کسی نہ فرمودہ کہ کرامت النساء دختر من است۔ بلکہ از حضرت سیدی الوالد میر غلام خاں پسر خدا داد خاں در کوٹہ و صدر الدین کیفی غازی پوری در دہلی استفسار اولاد کردند۔







بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ بِخِدْمَتِ شَرِیفِ جَنَابِ عَمُو صَاحِبِ، مَخْدُومِ مَكْرَمِ قَبْلَةِ عَظَمِ  
 دِلِ بِچَاہِ ذَقْنِ اُفْتَادِ حَرِیفَانِ مَدَدِ یُوسُفِ گَمِ شَدَہِ اِرْوَاحِ عَزِیزَانِ مَدَدِ  
 بِلِ چَوِ فَضْلِ اِلٰہِی طَبِیبِ مَن گَرَدِ۔

و مکتوبے بہ سیادت و معارف دستگاہ مولانا سید عبدالسلام ہسوی کہ از اجل خلفائے مجدد  
 ایشان بودند قدس اللہ اَسْرَارُہُمَا۔ نوشتہ اند۔ اصل خط نزد فضائل و سیادت پناہ سید ابوالحسن ندوی  
 موجود است۔ ایشان نقل آن گرامی نامہ بہ عاجز دادہ اند کہ درج ذیل است۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى۔ ازاہو النحر  
 عبداللہ بن عمر کان اللہ لہ بہ خدمت حقائق پناہی معارف دستگاہی مولانا سید عبدالسلام جَعَلَهُ اللہُ  
 لِلْمُتَّقِينَ اِمَامًا وَاَكْثَرَ اَمْثَالًا وَبَارَكَ فِيْ عُلُوْمِهِ وَمَعَارِفِهِ وَنِعْمَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللہِ وَبَرَکَاتُہُ  
 وَبَعْدَ، فَلِلّٰہِ سُبْحَانَهُ الْمِنَّةُ وَالْحَمْدُ وَالشُّكْرُ عَلٰی مَا اَنْعَمَ عَلٰی مَا اَنْبَلٰی۔ ہر چند این مصیبت عظمی  
 فوت چنین مربی و مرشد و شفیق و عاشق و معلم مرجم و داروئے نہ دارو می دانم کہ تالپ گور این داغ  
 مونس من است۔ اما بعد وفات شریف عنایتہا و نواز شہا بیش از ایام حیات مشہود اند و دل را  
 بہ تصور صورت مبارکہ خورسندی دارم۔ اِنَّا لِلّٰہِ سُبْحَانَهُ مِلْکًا وِعِبَادَیۃً وَاَنَا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ بعد چند  
 اِنْ شَاءَ اللہ در ان عالم قدس مبعوس حاصل خواہد شد رَحِمَہُ اللہُ سُبْحَانَهُ وَاَکْزَمُ نَزْلُہُ فِی مَقْعَدِ صِدْقِ  
 عِنْدَ مَلِیکِ مُقْتَدِرٍ وَرَضِی عَنْہُ دَارُ صَافٍ عَلَیْنَا مِنْ فُیُوضَاتِہِ وَبَرَکَاتِہِ۔ عنایت نامہ  
 رسید شرفہا بخشید جزاکم اللہ خیراً۔ در حین حیات قبلہ گاہی ارشاد پناہی قدس سرہ نیز مکتوب  
 گرامی رسیدہ بود، لیکن بہ سبب اشتغال بہ تدوین حضرت ایشان اتفاق تحریر جواب نیفتاد، بعد وصول  
 مکتوب سامی حضرت ایشان رحمۃ اللہ فرمودند کہ مولوی صاحب بہ ما گفتہ بودند کہ اگر در ہندوستان آئی  
 بہ خانہ ما ہم بیائی۔ لیکن میان معصوم مارانہ گزاشتند و بہ خط مستقیم بہ رامپور آوردند۔ انتہی کلاماً  
 الشَّرِیفُ۔ عقد نکاح فقیر با دختر جناب مولانا محمد معصوم در منتصف ماہ گذشتہ جمادی الاولیٰ شد و  
 وداع در آخرین ماہ قصد دارند۔ دعا کنند کہ حق سبحانہ مبارک کند و موجب جمعیت و اطمینان کند  
 نہ پریشانی، باقی احوال مستوجب حمد الہی است، ختم ہا صبح و شام خواندہ می شود، و قصد حرمین ہمنوز بیج  
 موموم نیست، ہر چہ مرضی مولانا از ہمہ اولیٰ۔ اگر گاہ گاہ بہ مکاتیب خوش می فرمودہ باشند بعید از  
 محبت نیست۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی جَمِیعِ عِبَادِ اللہِ الصَّالِحِیْنَ، سُبْحَانَکَ اللّٰہُمَّ  
 وَبِحَمْدِکَ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَالتَّوْبَ اِلَیْکَ۔



حرفی ۱۲ جمادی الآخرۃ یوم الربوع (۱۱ ربیعہ) ۱۲۹۸ھ از رام پور متصل قلعہ  
ازین مکتوب گرامی ناپید بیان حضرت عمہ محترمہ شد کہ در بیان آثار سعادت گزشتہ کہ والد بزرگوار ایشان  
عاشق ایشان بودند چہ حضرت ایشان صراحت تحریر می فرمایند: "فوت چنین مرتبی و مرشد شفیق و عاشق" الخ  
و ازین مکتوب گرامی معلوم شد کہ عقد زواج اول در وسط ماہ جمادی الاول  
۱۲۹۸ھ با محترمہ عارفہ بنت حضرت شاہ محمد معصوم و حضرت امہ الجمیل

## عقد زواج اول

و بعد از چہل روز در او آخر ماہ جمادی الآخرہ وداع شد۔ در ہندوستان بعض اوقات این صورت  
پیدامی شود کہ نکاح می کنند لیکن دختر را بعد از مدتی بہ خانہ زوج می فرستند۔ و ازین مکتوب ظاہری شود  
کہ ازین عقد نکاح حضرت سیدی الوالد قدس سرہ چندان مطمئن نہ بودند۔ لہذا بہ حضرت سید نوشتہ اند  
و عا کنند کہ حق سبحانہ مبارک کند و موجب جمعیت و اطمینان کنند نہ پریشانی۔

از بطن محترمہ عارفہ پروردگار حضرت ایشان را در ظرف چہار سال سہ بنات، عابدہ، صابرہ،  
کاملہ عنایت فرمود۔ اگرچہ ہر سہ در ایام رضاعت رحلت کردند۔ مع ہذا در طبائع زوجین توافق نہ بود  
لہذا بعد از چند سال جدائی واقع شد۔ وَكَانَ ذَلِكَ قَدْ رَأَى قَدْرًا۔

از روزی کہ حضرت ایشان متوجہ بہ سلوک نقشبندیہ مجددیہ  
شدند از جمیع مشاغل اعراض نمودہ مصروف کار شدند۔ اندران

## قیام در دہلی و سرہند

ایام حضرت ایشان بر ورقے نوشتہ اند۔ می فرمودند ہر کراہیضہ قابلیت صحبتہائے مختلف فاسد  
شد، تدبیر کار او دشوار است، جز بہ صحبت اہل تدبیر کہ کبریت احمر است بہ اصلاح نہ می آید۔

جز صحبت عاشقان مستان میستند در دل ہوس قوم فرومایہ میبند  
ہر طائفہات بہ جانب خویش کشد چغندر سوئے دیرانہ و طوطی سوئے قند

می فرمودند۔ دور افتادگیہائے خلق از ان است کہ خود را دور می اندازند و بہ اختیار بار بر خود زیادت  
می گردانند و گرنہ قصور در فیض الہی نیست، می فرمودند، عادت انس می شود و انس طبیعت، سالک  
ترک نوافل عبادت گاہ گاہ از برائے ترک استیناس روا است۔ می فرمودند۔ شیخ ابو سعید  
ابوالخیر قدس اللہ سرہ فرمودہ اند کہ اِغْبَابُ الزَّيَارَةِ مَعَ حَضُورِ الْقَلْبِ خَيْرٌ مِنْ دَوَائِمِهَا بِلَا  
حَضُورٍ۔ و حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم را ابو ہریرہ راضی اللہ عنہ فرمودند۔ زُرْ غَيْبًا  
تَزِدُّ حُبًّا۔ وے از پس ستونے در گشت و گفت۔ یا رسول اللہ بیش ازین طاقت نہ دارم، اگرچہ  
اظہار کمال محبت خود کرد، اما اگر متابعت امر کردے بہتر بودے۔



سبحان اللہ چہ معارف بیان فرمودہ اند۔ کسے کہ در صد تحصیلِ این گونه معارف باشد و پیرا بہ خوش و قیہائے دوستان و صحبتہائے بے فکران چہ ارتباط خواهد بود۔ در رامپور اجتماع صاحبزادگان زندہ دل و خوش طبع بود۔ حضرت ایشان متلاشی سوختہ دلان و جگر ریشان نہ دند کہ۔ لَوَاقِیْمٌ عَلٰی اللّٰهِ لَا بَرَّةُ۔ مصداقِ حالِ ایشان بُود۔ و طلبہ کارکنجے بودند کہ بہ ذکر و فکرِ خود مشغول گردند۔

بہ فراغِ دل زمانے نظرے بہ ماہِ روئے بہ ازان کہ چتر شاہی ہمہ وزہائے ہوئے

لہذا از برائے دریافتِ این گونه احوال حضرت ایشان بہ خانقاہ ارشاد پناہ دہلی تشریف می آوردند و ازاوقاتِ خود بیشتر ادرین جادو ذکر و فکر بہ سر می بردند، در مکتوباتِ شریفہ حضرت ایشان مکتوبے است بہ نام سیادت و معارف پناہ سید عبد اللہ ذواوی خلیفہ حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ اللہ انوارہمما کہ تعلق بہ آوردنِ شیخ احمد بہار الدین دارد۔ ازین مکتوب گرامی کیفیات و احوال حضرت ایشان ظاہری شود حضرت ایشان درین مکتوب یک شعر نوشته اند کہ نزد عاجز خلاصہ تمام مکتوب است، کہ

دل اندر زلفِ لیلی بند و کار از عقل مجنون کن کہ سالک رازیان دارد مقالاتِ خرد مندی

حضرت ایشان در ظرفِ چہار سال (تاجمادی الاولیٰ ۱۲۳۲ھ) دوبار بہ سر ہند شریف رفتند و آنجا تقریباً چہل روز یک بار و یک ماہ بار در قیام فرمودند۔ از فیوضاتِ حضراتِ اجدادِ کرام لطفہا برداشتند و جماعتے را بہ فیوضاتِ الہیہ سرشار کردند۔ از اوراقِ قدیمیہ نامہائے بعض افراد معلوم شد۔ تذکاراً نوشتہ می شود۔ شیخ عبدالرحمن عرف غلام بھیک مخدومی، شیخ محمد معصوم مخدومی، حاجی عبد اللہ، پیر جی حسین شاہ عرف سوندھے شاہ منتظم آستانہ عالیہ حضرت مجدد قدس سرہ و متولی آن بقعہ مبارکہ، عبدالشکور خاں، قادر بخش کشمیری، اللہ بخش، احمد بخش، نبی بخش، خدا بخش، مولانا بخش، پیرا بخش، حکیم عبدالسبحان، شیرخان، اعظم خان، محمد حسین خان، حافظ غلام رسول دیران، حافظ محمد وزیر خان وزیر شاگرد دیران، قدرت اللہ، فیض اللہ، برکت اللہ حاجی محمد سرہندی، محمد اصحاب الدین چانگامی و غیرہ اصحابِ لدین مدتے در خدمت حضرت ایشان ماند و کسب سلوک کردہ بہ خلافت و اجازت ممتاز گشتہ بہ وطن مراجعت کرد و خلقے را وابستہ سلسلہ عالیہ فرمود۔ در اولادِ معنوی ان شار اللہ بیان ایشان فی الخاتمہ خواهد آمد، و حافظ غلام رسول دیران شاگرد خاقانی ہند استاد ذوق بودہ، چون داخل سلسلہ عالیہ شد، سلسلہ پیران طریقت را بہ فارسی نظم کردہ، تعدادِ ابیات یک صد و ہشتاد و چہار است، شش ابیات کہ در ابتدائے ذکر خیر، نوشتہ شدہ از کلام ایشان است، ابتدائے نظم بہ این دو شعر کردہ۔



الہی بہ حق رسول کریم کہ پاپوس اوگشت عرشِ عظیم

محمد کہ محمود دارد مقام محمد کہ هست انبیاء امام

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ حافظ غلام رسول ویران در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ  
آرمیدہ است۔ قبل از وفات خود تاریخ وفات خود از۔ "خاک سدہ خواجہ" استخراج کردہ کہ ۱۳۰۵ھ می باشد۔  
حافظ محمد وزیر خان وزیر بہ خدمت حضرت سیدی الوالد قدس سرہ عریضہ بہ مکہ مکرمہ نوشتہ۔ و این کیفیت را  
بیان کردہ۔ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَعَلَى اسْتَادِهِ۔

## ملاقات با سائین توکل شاہ

ملاقات حضرت ایشان با سائین توکل شاہ انبالوی شدہ  
احوال سائین صاحب را دیدہ حضرت ایشان بسیار  
خوش شدند و فرمودند سائین صاحب، این دولت از کجا فراہم کردہئی، سائین صاحب دست بستہ  
و اشک ریزان عرض کردند حضور، ہرچہ هست از خانہ شما است، سائین توکل شاہ خلیفہ ملا محمد جالندر  
و ایشان خلیفہ ملا محمد شریف و ایشان خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرار ہم بودہ اند، چند  
سال می شود کہ مولوی احمد سعید فرزند عصمت اللہ سرحدی بہ عاجز گفتہ کہ ملاقات حضرت ایشان با سائین  
صاحب در انبالہ شدہ بود۔ عاجز گوید کہ غالباً ملاقات اول در سرہند شریف بودہ۔ و در سرہند شریف چند  
نفر از انبالہ داخل سلسلہ مبارک شدند و این جماعت در ۱۳۰۵ھ حضرت ایشان را برائے چند یوم بہ انبالہ  
برد مولوی سراج الدین در محلہ مفتی والاں علاقہ سرہند بہرام خان، دہلی۔ قیام داشتند، ایشان بہ سائین صاحب  
کہ پیرو مشد ایشان بود مکتوبی نوشت و از قصد حضرت ایشان بہ انبالہ تحریر کرد۔ سائین صاحب بہ مولوی  
سراج الدین بہ اُردو مامعناہ نوشتند۔ اے ملا تو چہ تعریف آفتاب می کنی حضرت ایشان بہ مثل آفتاب اند  
مولوی سراج الدین رحمہ اللہ این مکتوب را بہ حفاظت نگاہ داشتہ بودند بہ دوستان خود نشان می دادند،  
از جواب سائین صاحب ظاہر می شود کہ ملاقات سائین توکل شاہ قبل از تحریر مولوی سراج الدین شدہ بود۔

## معاودت بہ حرمین شریفین

حضرت ایشان تا اواخر ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۹۴ھ بہ رامپور رسیدہ  
بودند تقریباً پنج سال در رامپور و دہلی قیام فرمودند۔ درین  
دوران خط و کتابت حضرت ایشان با ملا محمد عثمان دامانی خلیفہ وجانشین جناب حاجی دوست محمد قندھاری  
در امر خالقہ ارشاد پناہ دہلی شدہ، چونکہ حیات ازدواجی حضرت ایشان خوشگوار نہ بود و بعد از ولادت  
دختر ثالثہ کاملہ محترمہ عارفہ در خانہ ابون قیام داشت، حضرت ایشان قدس سرہ با کرامت النساء کہ در احوال  
معلقہ بودہ قصد حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً فرمودند، غالباً رفیق سفر



ایشان علی افندی بود۔ بہ او خرماءِ جمادی الآخرہ حضرت ایشان بہ بمبئی روانہ شدند۔ نوبتِ اول ورود حضرت ایشان بہ بمبئی بود۔ نہ با کسی تعارف داشتند نہ از معرفتین کے رفیق ایشان، البتہ آثارِ سیما حُمد فی وجوہہم من آثارِ الشُّجُود۔ و مصداق۔ هُمُ الَّذِینَ اِذَا رَاَوْا ذِکْرَ اللّٰهِ اَزْسِمَاۤءِ مَبَارَکَ ظَاہِرٌ یُّوَدُّ بِرَشْمِ فُرُوزِیٰں پر دانہا از خود می ریزند و بوسے گلہاد ماضی را از خود معطر می کنند۔ فَمَا بِالْکُمْ اَیُّهَا الْاُخْوَانُ بِنُورِ اللّٰهِ وَ اَنَارِ رَحْمَتِهِ۔ لہذا جماعتی از پاک دلمان بردست حق پرست در سلسلہ عالیہ داخل شدند ازین سعادت مندان حاجی محمد ایوب و محمد اسماعیل اند، این ہر دو افراد بہ ۲۵ ماہ رجب ۱۳۰۲ھ مکتوبے بہ خدمت ایشان ارسال داشتہ اند، درین خط نوشتہ اند: "بعد از انفصالِ صحبتِ شہوری دل بسیار مغموم و متفکر شد، گویا آدم از ملائک الامر و ضالۃ المؤمن ہجور شدہ باشد۔ بعد عصر ارادہ کردیم کہ یک بار از مطالعہ آفتابِ عالم تاب روئے انور و چہرہ منور کہ نقوشِ ماسوا از دیدش سوختہ شوند و جمالِ محبوبِ حقیقی بہ دساطتِ او دیدہ شود مشرف شویم لکن الگبوٹ روانہ شدہ بود بہ جز حسرت و غم بر غم ہیچ حاصل نہ شد۔

فراقے کافتد از دورانِ دوری بہ از وصلِ بدین تلخی و شوری

این خط در بارہ امرے ضروری بعد از روانگی جہاز بہ روز سوم نوشتہ شد و است۔ لہذا حضرت ایشان قدس سرہ از بمبئی بہ جدہ بہ بیست و دوم رجب ۱۳۰۲ھ روانہ شدہ اند۔

**نکاح دوم** | در مکہ مکرمہ جناب امجد حسین "شال والا" صدیقی نسباً شاہجہا پوری و طناً ہاجر مکہ و برادرِ خورد ایشان از مخلصین حضرت جد امجد و حضرت سیدی الوالد قدس اللہ امرار ہم قیام داشتند، چونکہ تجارتِ شال می کردند مشہور بہ شال والا (صاحبِ شال) شدند، برادرِ خورد چون برائے زیارت نزد حضرتین جلیلین می آمد، استیذان بہ این شعری خواست۔

بر در آمد بندہ بگر نختہ آبروئے خود ز عصیانِ رنجیتہ

جناب امجد حسین را دخترے بود کہ ہاجرہ نام داشت حضرت سیدی الوالد طلبگارِ آن عقیقہ طاهر شدند۔ حضرت ابوبکر کیمین این رشتہ را بہ خوشی منظور فرمودند چنانچہ در آواخردی القعدہ یا اوائل ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ عقدِ نکاح شد۔

**شوقِ زیارت** | حضرت ایشان اندرین ایام مکتوبے بہ ملا عبدالحکیم کولابی نوشتہ اند کہ در مدینہ منورہ قیام داشتند دران مکتوب تحریر فرمودہ اند: "عرض غلامی ازین اسیر ہوا و ہوس بہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ وسلم بہ ہزاران ادب نمایند۔ و نوشتہ اند: لَیْسَ لَیْسَ یَهْدِی رَبِّی لَا کُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّیْنَ۔ یا رسول اللہ چشمِ رحمت بکشاسوئے من



انداز نظر سلام عليك وعلى جميعك الى بكر وعمر وعلى خاد منيك سعيد وعمر رحمهم الله سبحانه  
 اليك رسول الله حَتَّ مِطِيتِي فَقَدْ كُنْتُ مُشْتَاًا إِلَيْكَ اسْتِثْيَا قِيَا  
 وَمَا كُنْتُ قَبْلَ الْيَوْمِ أَحْسَبُ أَنِّي الْأَقِيلُ لَكِنْ كَانَ لِي أَنْ أَلَا وَتِيَا

حضرت ایشان در ماه رجب ۳۰۳ هجری به مدینه منوره تشریف بردند شش ماه  
**دیار حبیب** آنجا قیام فرموده اند و در ۳۰۵ هجری نیز به آن ارض مبارک قصد فرموده اند و در آن وقت  
 آنجا حضرت ایشان را علالت در پیش آمد و علالت شدت پیدا کرد حضرت ایشان به بارگاه بے نیاز  
 خداوندی عرض نمودند که اگر شفا یابم، حج کنم و شترے را نخر کنم پروردگار ایشان را شفا داد و ایشان حج  
 و نحر کردند۔۔۔۔۔ در مدینه منوره به الطاف و عنایات نبویہ شرف شدند و ایشان را از بارگاه  
 نبوت اشارتے شد کہ بہ ہندوستان سفر باید کرد۔

**بر مزار ابن عباس** حضرت ایشان در ایام گرامیہ طائف تشریف بردند و آنجا بہ روز جمعہ ہزار  
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہا حاضر شدند چون از فیوضات  
و برکات صاحب مزار مستفید شدند صاحب مزار رضی اللہ عنہ بہ حضرت ایشان ارشاد کرد۔ امروز امامت  
نماز جمعہ شما بکنید حضرت ایشان می فرمودند۔ ما حیران ماندیم کہ حضرت چنین ارشاد می فرمایند و این مسجد  
شریف امام دارد۔ اندرین اثنا خبر آمد کہ امام علیعلی است و مؤذن نزد من آمد و استدعائے امامت کرد۔  
من امامت کردم۔ روزے حضرت ایشان در کوشہ بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند۔  
شخصی استفسار کرد۔ آیا بغیر صحبت پیر کامل کسی بہ ولایت می رسد حضرت ایشان فرمودند اگر بفضل پیر و کار  
شامل حال دے گردد بدون شیخ کامل بہ درجہ ولایت فائز می گردد۔ بعد از این ارشاد حضرت ایشان  
واقعہ حاضر شدن بر مزار ابن عباس و امامت نمودن را بیان فرمودند و باز ارشاد کردند چون از مسجد  
شریف برآمدیم یک مرد سفید ریش کہ بہ وضع افغانی بود پیشیم آمد و گفت۔ اگر ناگوار خاطر نہ شود سخنے عرض  
کنم۔ آن وقت جوانی من بود در طبیعت حدت و قہر بود۔ من بہ آن پیر مرد گفتم کہ از استماع قول حق خاطر م  
ملول نہ می شود۔ پیر مرد گفت۔ شما بہ وقت افتتاح صلاۃ تانرمہ گوش دست خود نہ می رسانید۔ اگر تانرمہ  
گوش دست خود برسانید خوب تر باشد۔ زیرا کہ پیر و کار شمار مقتدا ساختہ۔ بعد از بیان این واقعہ  
حضرت ایشان فرمودند یاد نہ دارم کہ بعد ازین در افتتاح صلاۃ تانرمہ گوش دست نہ رساندہ باشم  
و وقتہ کہ قصد افتتاح صلاۃ می کنم صورت آن پیر مرد بر من ظاہر می شود۔ اگر آن شخص کہ صحبت کاملے  
نہ رسیدہ بود ولی نہ بودے چرا خیالش عند افتتاح صلاۃ بہ دلم آمدے۔



**مراجعت بہ ہند** | حضرت ایشان ج ۳۵۵ کرند و کتابہا را نزد مولانا عبدالحق الہ آبادی شیخ دلائل حرم مکی و خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی رحمہما اللہ و سامان نزد مخلص خوقندی امانت نہادہ در اوایل ۱۳۰۶ھ یعنی در اوایل ستمبر ۱۹۸۸ء عن طریق البحر مع الہیہ محترمہ و یک دختر و سالکہ کہ احمدی نام داشت و کرامت النساء از جہدہ بہ بمبئی روانہ شدند یک مخلص بخاری رفیق سفر بود۔ تقریباً دو ماہ در بمبئی قیام فرمودند و جماعتی از آن دیار داخل سلسلہ مبارکہ گشت از آن جملہ حاجی عبداللہ عمر و طیب و ایوب کھتری را عاجز دیدہ است۔ باوجودی کہ در امور دنیویہ مصروف بودند از نسبت شریفہ بے بہرہ نہ بودند۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَ رَحِمَ جَمِيعُ اِخْوَانِهِمْ وَ رَضِيَ عَنْهُمْ اَجْمَعِينَ۔

**خالقہ ارشاد پناہ** | حضرت ایشان قدس سرہ در اوایل ماہ ربیع الآخر ۱۳۰۶ھ از بمبئی بہ خالقہ شریف دہلی رسیدند حضرت ایشان را علم بود کہ جد امجد ایشان خالقہ شریف را حوالہ جناب حاجی دوست محمد رحمہ اللہ و قدس سرہ کردہ اند، چنانچہ حضرت شاہ محمد ظہر قدس سرہ در مناقب احمدیہ صفحہ ۲۴۱ نوشتہ اند: و خالقہ و مکانات محل سرائے خود و تسبیح خانہ حوالہ ایشان نمودند و اختیار دادند کہ خواہ خود در آنجا باشند یا خلیفہ خود را دارند۔ لہذا ایشان مولوی رحیم بخش صاحب را کہ از زیدہ خلفائے ایشان اند در خالقہ شریف بہ جہت خدمت واردین و جارب کشی مسجد و مزارات بابرکات مقرر فرمودند۔ رَزَقَهُ اللّٰهُ اِلَی سِنَقَامَہٗ۔

**مولوی رحیم بخش** | عاجز گوید مولوی رحیم بخش عجب مرد ولی و فرستہ خصلت بودند۔ نہ سال خدمت خالقہ شریف بہ وجہ آخسن کردند و در حیات پیرو مرشد خود در ۱۳۸۳ھ رحلت فرمودند۔ مزار مبارک ایشان بیرون منجر مبارک بہ جہت شرق متصل مزار پرنوار حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ است، شانزدہ سال می شود کہ عاجز فرشی حوالی منجر شریف را درست می کرد۔ بہ جہت شمال متصل بہ قبر مولوی رحیم بخش یک قطعہ کلاں از سنگ خارا فرش شدہ بود۔ بہ روز شنبہ ۲۵ ماہ ربیع الآخر ۱۳۷۸ھ (۸ نومبر ۱۹۵۹ء) مزدوران آل سنگ را از آنجا کشیدند۔ در اثنائے کشیدن این سنگ یک سنگ خورد جائے خود را گزاشت و در قبر مولوی صاحب بہ اندازہ بیضہ مرغ سوراخے پیدا شد۔ اذان سوراخ نفحات بوسے خوش بہ چہار اطراف منتشر شد۔ عاجز بہ جہت غرب منجر شریف استادہ بود۔ بہ فاصلہ نہ دہ گز، چون بوسے خوش شمید بہ جہت مزدوران رفت و از حقیقت امر آگاہ شد، بہ معمار گفت کہ قدرے از گِل بردہ ان سوراخ بنہد۔ در مزدوران بعض افراد غیر مسلم بودند و از اظہار این کرامت متحیر ماندند۔ بلکہ یکے از ایشان بعد چند سال روزے بہ عاجز گفت کہ آن بوسے



خوش از یاد مَن می رود۔ صَدَقَ اللهُ الْعَظِيمُ۔ وَإِنْ يَرَوْا كَلَّآيَةً لَا يُؤْمِنُوا بِهَا۔ کسے سال وصالِ مولوی رحیم بخش از۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا يَخَافُ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ برآوردہ است کہ ۲۸۳ھ می باشد وَهُوَ جَدِّ بِهَذَا التَّارِيخِ، رَحِمَهُ اللهُ وَقَدْ مَن سَيَرُهُ۔

**شاه ولی النبی** | بعد از وفاتِ مولوی صاحب جناب حاجی صاحب بہ مدنیہ طیبہ خط نوشتند و از حضراتِ کرام مشورہ طلب کردند و مشورۃ ایشان شاہ ولی النبی مجددی رامپوری را برائے حفاظت خانقاہ شریف مقرر کردند، و تا وقتیکہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ در سنہ ۳۰۶ھ بہ خانقاہ شریف رسیدہ اند قیام ایشان در خانقاہ شریف بودہ کہ مدت بست و سہ سال می باشد۔

**ملا محمد عثمان دامانی** | وفاتِ جناب حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ بہ دوشنبہ ۲۲ شوال ۳۰۳ھ بودہ۔ ایشان را سہ خانقاہ بودہ، یکے در افغانستان، دوم در موسی زئی علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان و سوم خانقاہ شریف دہلی۔ جناب ایشان قبل از وفات خود ملا محمد عثمان دامانی را جانشین خود منتخب کردند۔ چنانچہ تحریر فرمودند: ”مولوی محمد عثمان صاحب را سلمہ بہ خلیفہ و مسند نشین خود متولی خانقاہات و کتب و اسباب متعلقہ لنگر ساختم و بر اتباع خود ایتباع او شان مقرر نمودہ ام۔“ ملا صاحب سی سال بر مسند ارشاد فائز ماند و بہ سہ شنبہ ۲۲ شعبان المعظم ۳۱۴ھ رحلت فرمودند۔ قَدْ مَن اللّٰهُ تَعَالٰی سَيَرُهُ۔

**آمد ملا عثمان** | حضرت ایشان قدس سرہ را معلوم بود کہ تولیت و اختیار خانقاہ شریف بہ دست ملا محمد عثمان است لہذا حضرت ایشان پیش از سفر حجاز بہ ملا صاحب خطوط نوشتہ اند: ”ملا صاحب دران روز ہا مریض بودند۔ در مکتوبے نوشتہ اند:“ از نا فرجامی بخت خویش در موانع آفاقہ و النفسیہ در عہدہ تعویق و عقدہ سلب توفیق افتاد تا این کہ روز گزشتہ از غلبہ امراض و ضعف بنیہ بہ جہت حضور جماعت عامہ در مسجد خاص خانقاہ با اختصاص توفیق حضور نیافت۔ ادر اک فیض حضور برکات ظہور ہموارہ غایتہ المامول و نہایت المسئول است و ہمیشہ با عجز و نیاز از درگاہ حضرت قاضی الحاجات کار فرماے کار ساز خواہان، مگر بہ برکت دعوات اجابت التزام و توجہات خاطر مکرمت ارتسام بہ حصول مقصود و نیل مطلوب مہر و خویش فائز و بہرہ مند گردد۔ باکریمان کار ہا دشوار نیست۔ حضرت من۔ از توالی امراض قدیمہ و جدیدہ از توفیقات ظاہرہ و باطنہ محروم است اگر بہ دعائے شفائے عاجل و سلامت خاتمہ یاد و شاد فرمایند از بندہ پروری و عنایت گستری بعید نیست۔ شاہان چہ عجب گرینواز نگدارا۔ الخ۔ و چون از حجاز مقدس بنیت اقامت در خانقاہ ارشاد پناہ برگشتند مکتوبے



بِ مَلا صاحب ارسال فرمودند و در آن مکتوب این شعر نوشته اند۔

ساقیا عشرت امروزه به فردا مفلک یازد یوان قضا خط امانی به من آر

مَلا صاحب در ماه رجب سنہ ۱۳۰۶ھ بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند۔ کسانے کہ در آن وقت حاضر بودند بیان این واقعہ می کردند۔ عاجز بیان حاجی محمد اسماعیل جوہری را قلم بند کردہ بود کہ نزد خانقاہ شریف دہلی سکونت داشتند و از مخلصین قدماہ حضرت ایشان بودند۔ گفتہ اند۔

مَلا صاحب در پینس "سوار بودند یعنی بر تخت روان کہ بر اکتاف رجال می باشند نشستہ بودند۔ و در معیت ایشان بہ اندازہ ہفتاد نفر بودند، بیشتر از ایشان رؤسائے ضلع بلند شہر ضلع علی گڑھ بودند۔ چون پینس بہ دروازہ خانقاہ شریف رسید۔ مَلا صاحب از پینس برآمدند۔ سفید ریش، وضاح الجبین، تخیف البنیہ بودند، جناب حضرت صاحب در دروازہ استادہ بودند۔ چون نظر مَلا صاحب بر جمال باکمال حضرت صاحب افتاد بے اختیار دستہائے ایشان بہ سوتے قدمہائے حضرت صاحب دراز شد۔ جناب حضرت صاحب مَلا صاحب را ہر دو باز گرفتہ در برگرفتند و باز دست راست خود را بہ سوتے مجر شریف بلند کردہ فرمودند۔ مَلا صاحب ببینید حضرات کرام چہ می فرمایند و باز مَلا صاحب را با خود گرفتہ بہ مجر شریف رفتند۔

**حق بہ حقدار رسید** | چون از مجر شریف برآمدند۔ مَلا صاحب بہ حاضرین گفتند کہ این خانقاہ شریف راجد بزرگوار حضرت صاحبزادہ بہ خلیفہ اجل خود حضرت حاجی دوست محمد قندھاری را در سنہ ۱۲۰۴ھ دادہ بودند و حضرت حاجی صاحب بہ این فقیر دادہ اند۔ امروز این خانقاہ شریف را فقیر بہ صاحبزادہ صاحب می دہد و باز مَلا صاحب بہ حاضرین گفتند باید کہ شما بہ خدمت حضرت صاحبزادہ رسیدہ باشید۔

**مراجعت شاہ ولی النبی رومشاہرہ** | چون مَلا صاحب خانقاہ شریف را بہ حضرت متصرف شدند شاہ ولی النبی بہ ریاست رامپور مراجعت نمودند۔ نواب کلب علی خان والی رامپور برائے مصارف خانقاہ شریف ماہانہ سی روپیہ ارسال می کردند، حضرت ایشان آن را قبول نہ کردند گویا بہ زبان حال شعر حضرت والد خود می خواندند۔

اہل حرفہ بہ کسب دارد ناز کار درویش بر خدا باشد

**آثار خلافت خاصہ** | در حرم محترم نبوی عند المواجهتہ الشریفۃ علی صاحبہما ألف ألف صلوة۔



و تحبۃ حضرت جد بزرگوار ایشان بشارت خلافت خاصہ دادہ بودند۔ وقت در رسید کہ آن بشارت کو صوح الفجر ظہور نماید۔ و ابتدائے آن از تعمیر خانقاہ شریف شروع شد۔

از روزے کہ جد بزرگوار حضرت ایشان قدم از خانقاہ شریف بیرون نہادہ بودند کہسہ بہ درستی و اصلاح عمارات نہ پرداختہ بود۔ و قتی کہ حضرت ایشان تشریف آوردند نیم حصہ از بام مسجد شریف افتیدہ بود و آن نیم دیگر کہ باقی بود پر خطر بود و در حجر ہائے خانقاہ شریف مردم قساق آباد بودند و شاہ ولی البنی کہ اسم با سنی بود بہ لین طبیعت مشہور بودند، لہذا نا اہلان جرأت پیدا کردہ بودند۔ روزے حضرت ایشان قدس سرہ فرمودند کہ از مسجد شریف بہ خانہ می رقم چون از نزد حجرہ گزشتہم آواز زنے بہ گوشم رسید چون دروازہ را داکردم دیدم کہ زن فاحشہ نشسته است۔ من حجر ہائے خانقاہ شریف را از فاسقان پاک کردم۔ بعد از تطہیر خانقاہ شریف بہ تعمیر مسجد شریف مصروف شدند۔ ابتدائے کار تعمیر از چہارم جمادی الاولیٰ ۱۰۳۸ھ شدہ و بہ پنجم محرم ۱۰۳۹ھ از تعمیر مسجد شریف و دیوار خانقاہ و حجر ہائے مسجد شریف فارغ شدند۔ تاریخ تعمیر مسجد شریف چنین فرمودہ اند۔

تعالی اللہ! عجب مسجد بنا شد کہ شد اسلام را زو رونق تام

رقم زرخیر تاریخ بنائش عبادت خانہ پاکیزہ اسلام (۱۳۱۰)

اسلام الدین معمار در تعمیر مسجد شریف کار کردہ بود۔ می گفت حضرت ایشان از خانہ برآمدہ در صحن می نشستند و بہ ذکر و فکر خود مصروف می گشتند و در آن و معماران در کار خود مصروف می بودند۔ گرد و غبار بر حضرت ایشان می آمد۔ از مخلصین کہسہ عرض می کرد۔ حضرت۔ این جا گرد می آید۔ حضرت ایشان می فرمودند کہ تعمیر خانہ خدای شود۔ از گرد آن دل من خوش می شود۔ معماران و سنگتراشان خشت و سنگ را می تراشند۔ آوازے کہ از تراشیدن خشت و سنگ پیدای شود تسبیح پروردگار تعالی شنودہ می شود۔ عاجز گوید کہ در فصل دوم رشحات نوشتہ۔ منتسبان خواجہ عبدالخالق رُوخ اللہ تعالی رُوخ کہ در بازار ہامی روند ہمہ آواز ہادر گوش ایشان ذکر می آید و غیر ذکر ہیچ چیز نہ می شنوند و در مبادی حال ذکر چنان غالب شدہ بود کہ از ہر باد و از ہر آوازے کہ بہ گوش می آمد ذکر شنودہ می شد۔ حضرت ایشان قدس سرہ بر طریق درویش حضرات خواجہا قدس اللہ اسرار ہم بودند و اسرار۔ تَسْبِيحُ لِّلَّهِ السَّمَادَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيْہِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا بِحَمْدِہِ ذَلِیْلٌ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيحَهُمْ۔ برایشان مکشوف شدہ بود چنانچہ از تسبیح ہر آواز حظہا بر میداشتند۔ ذَلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ۔

صحن مسجد شریف چہار صنف داشت و در باقی حصہ حوض بود حضرت ایشان حوض را پر کردہ



معین مسجد را وسیع کردند و محجر شریف و مزاراتِ مبارکہ را نو تعمیر کردند و تسبیح خانہ را نہایت عالی شان ساختند۔ چون کہ این مبارک مکان مسکنِ حضرت شاہ غلام علی و فیما بعد جائے حضرت شاہ ابوسعید و حضرت شاہ احمد سعید و مولوی رحیم بخش و شاہ ولی النبی بودہ و این بزرگواران درین مکان حلقہ و توجہ می کردند لہذا احترام کرام این مبارک مکان را تسبیح خانہ می گفتند۔ حضرت ایشان احترام تسبیح خانہ می کردند گاہے کفش پوشیدہ دران مکان نہ رفتہ اند۔ دامنابر ہنہ پامی رفتند و در حیاتِ مبارکہ ایشان کسے را بارانہ بود کہ کفش پوشیدہ دران مکان داخل شود۔ وَمَا أَحْسَنَ مَنْ قَالَ۔

برزینے کہ نشانے کف پائے تو بود سالہا سجدہ صاحب نظران خواہد بود۔  
و محجر شریف را بہ طرز جمیل بسیار خوب ساختند دیوار و جالیہا از سنگ باسی است و فرش و تعویذات از سنگ مرمر۔ در ۱۳۳۲ھ از محجر مبارک و در ۱۳۳۱ھ از تعمیر تسبیح خانہ فارغ شدند، این تعمیرات عالی شان را دیدہ این شعر بہ یاد می آید۔

چو فخر اندر لباسِ شاہی آمد بہ تدبیرِ عبید اللہی آمد

**جماعت معاندین و مفسدین** | حضرت ایشان قدس سرہ بہ تطہیرِ قلوب و تعمیرِ خانقاہ مصروف بودند و معاندین و مفسدین در ایذا رسانی، پُختانچہ جماعتی از اشرار در خانقاہ شریف داخل شدہ یار محمد ولد مرزا خروئی را زد و کوب کردند۔ یار محمد بہ عاجز می گفت۔ من تنہا بودم و ایشان بیشتر از پانزدہ نفر بودند۔ یار محمد زخمی شد و چند روز صحت فراموش بود، یکے از مفسدین کہ حبیب بخش نام داشت در محکمہ دعویٰ دائر کرد کہ یار محمد مرادہ است۔ این واقعہ از ۶ جنوری ۱۹۹۲ھ است (۲۶ جمادی الآخرہ ۱۴۱۲ھ) و بہ ۱۳ فروری ۱۴۱۲ھ (۱ شعبان ۱۴۱۲ھ) حاکم بہ براتِ یار محمد فیصلہ کرد۔ وَخَيْرُ هَذَا لَكَ الْمُبْتَطِلُونَ۔

**فتویٰ الکفر** | چون معاندین در وسائیل خود کامیاب نہ شدند ایشان اشاعتِ یک فتویٰ کفر کردند کہ حضرت ایشان قدس سرہ العیاذ باللہ کافر اند، روزے حضرت ایشان فرمودند کہ نزد من حکیم عبد المجید خان (برادرِ کلانِ حکیم محمد اجمل خان) آمدند و افسوس کنان بہ من گفتند کہ ملاّ فتویٰ کفر برائے شما داده اند۔ من بہ ایشان گفتم حکیم صاحب شما چرا رنجی خاطر می شوید۔ آیا من بہ فتویٰ این دو پیگی ملاّ ہا کافر می شوم چون حکیم صاحب کلام حضرت ایشان را شنید و استقلال و استغناء ایشان را ملاحظہ نمود در محبت و عقیدت مزید استوار شد و فی ما بعد قولی والد بزرگوار خود حکیم محمود خان را نقل می کرد کہ ماصحابہ کرام رضی اللہ عنہم را نہ دیدہ ایم۔ البتہ احوالِ آن مبارکان شنیدہ ایم۔ اگر در این زمان کسے خواہش دیر



آن احوال دارد به خانقاہ شریف برود و احوال حضرت شاہ صاحب و احوال مریدان ایشان را بسنگرد۔  
رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ مَا أَحْسَنَ قَوْلَهُ۔

**فتنہ قبر** | چون حضرت سیدی الوالد قدس سرہ قصد تعمیر محضر شریف کردند مریدان مولوی رحیم بخش اصرار کردند کہ قبر مولوی صاحب کہ بیرون محضر شریف است در محضر شریف داخل کردہ شود۔ حضرت ایشان

قدس سرہ فرمودند کہ مولوی صاحب خادم و محافظ خانقاہ شریف بودند۔ خادم را در صفِ مخدوم آوردن مناسب نیست۔ جواب حضرت ایشان را شنیدہ بعضی از مریدان گنہام خطوط فرستادند و واجد علی خان رئیس بدھانسی و مدار المہام ریاست جے پور را طرف دایرہ ساختند۔ چون حضرت ایشان را اطلاع برد سائیس ایشان شد فرمودند کہ اگر ایشان می خواہند کہ بر تربت مرشد خود تعمیر بنا کنند خاک ایشان را از این جا بزنند و ہر جائے کہ خواہند دفن کنند و بر سر آن عمارت بسازند۔ لیکن در خانقاہ شریف ایشان را حق تصرف نیست۔

**غم مسجد شریف** | چون واجد علی خان و رفقائے ایشان در سلسلہ قبر پیہر خود ناکام شدند استفتاء کردند کہ دروازہ مسجد بستن و مردمان را از مسجد منع کردن چہ حکم دارد و این استفتاء

از مفتی محمد مظہر اللہ امام مسجد فتحپوری دہلی کردند مفتی صاحب از آیت دَمِنْ اَظْلَمَ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُدَّخَلَ فِیْہَا استدلال کردہ تساعت این امر بیان کردند۔ واجد علی خان آن فتویٰ را در ڈاک خدمت حضرت ایشان ارسال کردند۔ جناب مفتی محمد مظہر اللہ رحمہ اللہ در ۲۸/۳/۱۳۸۲ ہجری عجلت فرمود کہ من حسب معمول بہ خدمت بابرکت حضرت ایشان بعد العشاء حاضر شدم در آن وقت جناب مولانا سیف الرحمن صدق مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری و دیگر افراد نشستہ بودند یک کاغذ در دست میارک حضرت ایشان بود۔ نظر حضرت ایشان بر آن کاغذ بود و فرمودند "مفتی مظہر این مسجد بیت است"۔ غیر ازین حضرت ایشان یک حرف نہ گفتند۔ و حضرت ایشان دایمہ مولوی مظہر می گفتند لیکن آن شب بہ مفتی مظہر یاد فرمودند چون حضرت ایشان این سخن فرمودند مرا آن استفتاء بہ یاد آمد کہ چند روز قبل واجد علی خان گرفتہ بودند و یقینم شد کہ واجد علی خان جواب مرا بہ حضرت ایشان ارسال کردہ اند۔ و بعد از ارشاد ایشان من در احوال خانقاہ شریف و مسجد شریف نظر کردم و دیدم کہ مسجد شریف را خصوصی راہ نیست بلکہ راہ برائے دائرہ خانقاہ است و از خانقاہ بہ مسجد راہ می رود۔ لہذا این مسجد فی الواقع مسجد بیت است۔ کَمَا قَالَ حَضْرَتُهُ قَدْ سَمِعْتُهُ۔

**گزارشتن زوجہ اولی** | چون حضرت ایشان از حرمین شریفین تشریف آوردہ در خانقاہ



ارشاد پناہ مقیم شدند و ملا عثمان رحمۃ اللہ از موسی زئی آمدہ خانقاہ شریف حوالہ ایشان کردند۔ ایشان را بہر  
حضرت ابن العم بن حضرت بنت العم خطوط نوشتند کہ اگر دختر شما بیاید ان شاء اللہ بہرام خواہد ماند حضرت  
عمہ محترمہ بہ عاجز گفتند کہ خواہش دختر من بہ رفتن نہ بود۔ لہذا من بہ والدہ شما نوشتم کہ دختر من خواہش رفتن  
نہ دارد لہذا شما طلاق بدہید چون این خط بہ والدہ شما رسید ایشان بہ وجہ خوب طلاق دادند۔

از جرین شریفین یک مخلص بخاری را آورده بودند۔ دوسہ سال آن بخاری در  
**سکونت خانقاہ** خدمت حضرت ایشان بود۔ بعد از رفتن وے تقریباً سہ سال کسے نہ بود۔

حضرت ایشان بعد از حلقہ شب دروازہ خانقاہ شریف را از اندرون بند می کردند صبح ساعت نہ،  
یک دو نفر از مخلصین دہلی می آمدند۔ و بر دروازہ دستک می زدند۔ ایشان را ہدایت کردہ شدہ بود کہ  
بعد از فتح باب دوسہ دقیقہ داخل خانقاہ شریف نہ شوند زیرا کہ حضرت والدہ صاحبہ دروازہ را می کشادند  
و اندرین ایام واقعہ جدائی کرامت النساء بہ وقوع آمدہ۔ گمان تقدّم البیان۔

حضرت ایشان ششم جمادی الاولی ۱۳۰۰ھ مکتوب بہ ملا محمد عثمان رحمہ اللہ نوشتہ اند۔  
در آن مکتوب است۔ حاضرین حلقہ شریفہ حاجی عیسی و عبد الرسول و محمد عالم و منشی محمد رضا و مولوی سیف  
الرحمن و احسان علی و اماد حسین و عبد الرحمن و حافظ محمد و دیگر خادین حبیب بخش و عبد الحق و عبد الواحد و  
سید اکبر و شمس الدین و گل محمد تسلیات عرض دارند و طلب دعوات می نمایند بر خود و بر محمد سراج الدین و  
جملہ خادین و مخلصین خانقاہ دعا خوانند۔

و اندرین ایام منشی حسین علی، نور الہی صندوق ساز، عبد الرحمن مین فروش، حاجی عبد الغنی  
منتظم عید گاہ، حاجی محمد اسحاق سوداگر صدر بازار، حاجی فضل عمر سوداگر حقیقت، مرزا فرخ شاہ گورگانی و  
منشی کرم اللہ خان معروف بہ منشی سنہ خان از حضرت ایشان بیعت شدہ اند۔

بعد از تعمیر مسجد شریف چند سال حضرت ایشان از اہل دنیا بالکلیہ  
**انقطاع از اہل دنیا** انقطاع ورزیدند حضرت ایشان بہ اسماعیل بن عبد الرحمن کہ از مخلصین

بمبئی بودہ اند۔ بہ روز جمعہ ششم جمادی الآخرہ ۱۳۰۰ھ مکتوب بہ نوشتہ اند۔ در آن خط تحریر است۔ کتاب  
مستطاب رسید سبحان اللہ عجیب کتاب است، سالہا است کہ حقیر مشتاق زیارت آن بود، بہ سبب  
شما بہ سعادت مطالعہ اش سرفراز شد، نسبت غلامی کہ این حقیر را بہ قرآن شریف است ہر چند نہ می  
گزارد کہ بہ کلام کسے ذوقین شوم۔

آن را کہ در سرائے نگارے است فراغ است از باغ و بوستان و تماشاخانے لالہ زار



اما در تصوف قدیم در مدح این کتاب لَمْ یَصْنَفْ مِثْلُهُ گفته رو است. و در آخر نوشته اند: زیاده از یک سال است که از خانقاه شریف قدیم بیرون نهاده ام. در وازه ملاقات مردم بالکل مسدود شده است. دوسه خادم ولایتی، یک نیم هندی به مشقت تمام حاضری شوند طالب خدا نیست الا ما شرافته، از آمدن مردم بے مزگی می شود به دعایا دارند. و نوشته اند: اے عزیز در عالم کس نیست و چیزی نیست که مراد ذوق دهد به جز خلوت من، سلوک سالکان و جذبه مجذوبان را درون حرم دل من باری نیست، خود در فهم عنایتی که بر من است قاصر م، به دیگران چه رسد، وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ - تَخَذِیْثًا یَنْعَمُ عَلَیْهِ اللّٰهُ بِشَاوِثِمْ که دوست باشید و فهم کنید.

من اگر رندم و گرشخ چه کارم با کس حانظرا از خودم عارف وقت خویشم  
تقریباً چار سال حضرت ایشان در وازه ملاقات بسته بودند. در او اخیر این دور یار محمد ولد مرزا خردی از سر و زه رسیده بود و چند سال در خدمت حضرت ایشان ماند. و بے عاجز بیان می کرد که چند بار این واقعه پیش آمده که حضرت ایشان کتاب بے من می دادند و من آن را فروخته قیمتش می آوردم و حضرت ایشان خرجه خانه از آن پول می کردند.

**احتیاط در قبول هدایا** حضرت ایشان در قبول هدایا بسیار احتیاط می کردند. از سود خور و راشی و متکب حرام قطعی و بد اعتقاد هدیه نمی گرفتند. و از کسانی که هدیه گرفته می شد، آن هدیه مع آن رقع که در آن نام مع ولدیت و بیان هدیه می بود در کنجی از خانه خصوصی حضرت ایشان نهاده می شد. اگر بر مزاج اشرف حضرت ایشان چیزی از آثار کدورت ظاهری می شد، روز دیگر آن هدیه به آن شخص واپس کرده می شد، مخلص از افغانستان قدری از روغن آورد. روز دوم آن روغن به آن شخص واپس کرده شد، حضرت ایشان فرمودند درین روغن بوسه حرمت می آید. آن شخص متحیر ماند که شائبه حرمت از کجا آمد. گو سفند از مال حلال خریده شده و عیال من از دست خود روغن کشیده. چون آن شخص از دہلی به خانه رسید تحقیق کرد و معلوم شد که آن گو سفند احیاناً در کشت دیگران رفته کشت می خورد، فهمید که بوسه حرمت ازین جا پیدا است. مولوی برکت الله نسباً فاروقی بود و در هانسی ضلع حصار قیام داشت از اصحاب اولین و صاحب نسبت و برکت و اجازت بود. در ۱۲۱۵ هجری حسب معمول به خدمت اقدس رسید و روپیه هدیه پیش کرد و یک دور در خدمت مانده به وطن بازگشت حضرت ایشان درج ذیل خط به ایشان نوشتند (اصل خط به اردو است)

روزے که شمار خدمت شدید به عصر آن روز دل را از شما بے لطفی حاصل شد. ما شمار ادب ریانت







فصیل یعنی دیوار شہر پناہ از سنگ خار بود و از بالا بہ اندازہ یک ونیم گز فمزد داشت۔ ڈاکٹر احمد اللہ خان شیرکوٹی از مخلصین صادقین بود۔ در فوج نوکری داشت۔ قیام گاہش نزد زمینت المساجد بود۔ وے بہ انتظار حضرت ایشان استاده می بود۔ و حضرت ایشان تقریباً یک ساعت آن جا توقف می فرمودند و از آنجا از راہ مسجد جامع و ملبی محل و چلی قبر بہ خانقاہ شریف می آمدند۔ ہمراہ ایشان یک مخلص افغانی می بود کہ یک قدم پس می رفت و اکثر اوقات از ہندیہا دو نفر می بودند کہ پیش ایشان می رفتند۔ یکے حافظ منیر الدین منیر و دوم مولوی عبد السبحان۔ بہ دوران تمشیہ حافظ منیر الدین بہ تلاوت کلام الہی مصروف می بود و حضرت ایشان استماع می فرمودند۔ مولوی عبد السبحان علوم دینیہ را در دیوبند خواندہ بودند۔ در ابتدا امر قدرے در بند مآخذ اذ لہما ذ اگر رفتار بودند لیکن رفتہ رفتہ ازین بند شہا آزاد شدند و بہ دل و جان معتقد حضرت ایشان شدند و اگر غیر ازین دو نفر کسی می بود آن ہم بہ ادب تمام و حضور قلب پیش حضرت ایشان می رفت احیاناً حضرت ایشان تفسیر و بیان آیات شریفہ می کردند و مولوی عبد السبحان لذتہا می برداشت۔ حافظ منیر الدین قرآن مجید را از اول تا آخر تلاوت می کرد۔ بہ ہر جائے کہ امروز می رسید فردایش از ان بعد تلاوت می کرد۔ روزے حافظ منیر الدین آن آیات مبارکہ تلاوت کرد کہ در ان بیان قوم لوط بود۔ حضرت ایشان بہ نوع بیان و تفسیر آن آیات مبارکہ فرمودند کہ مولوی عبد السبحان در تحیر بہمانند از خشیت پروردگار جلّ مجدّہ سئل اشک از چشمان مبارک جاری بود، و رفقا از خود بے خبر و زدیگر احوال بودند۔ مولوی عبد السبحان از دل و جان از ان روز معترف بزرگی و طہارت نفس و تنجی علمی حضرت ایشان شدند، تا وقتہ کہ مولوی عبد السبحان و حافظ منیر الدین بہ قید حیات بودند آن بیان را یاد می کردند۔ اگر مولوی عبد السبحان طالب آن بیان را قلم بند می کردند برائے انتفاع دیگران سببے ہتیمی شد، حیف صد حیف، آن قدر بکشست و آن ساقی نہ ماند۔

### قصہ نقاب

چونکہ حضرت ایشان در ان ایام بہ وقت تمشیہ چادے بر سر مبارک دبر روئے نور بہ نوعی پیچیدند کہ حضرت ایشان را ببینند و نظر مبارک ایشان بر کسے نیفتد۔ اہالیان شہر دہلی آن زمان را بہ ایام نقاب یاد می کردند می گفتند کہ حضرت شاہ صاحب بر روی مبارک خود نقاب می انداختند حالانکہ آن نقاب نہ بود بلکہ آن را لثام می توان گفت۔ اندران ایام بہ یکے از مخلصین فرمودند صورت بعض اشخاص مسخ شدہ بہ نظر می آید۔ از دیدن آن کہ یہ اشکال خود را نگاہ می دارم۔

ہوش در دم نظر بر قدم | حضرت ایشان دامنہ را حوال ہوش در دم می بودند عاجز



ہر وقت را یاد نہ دارد کہ ایشان از ہوش در دم غافل شدہ باشند و بہ وقت رفتار نظر بر قدم می داشتند۔  
نواہ در خانہ می بودند یا بیرون خانہ، یاد تفریح و تمشیہ، در ہمہ جائائیکہ التماس می بودند۔ اگر در راہ شایان  
دید چیزے پیش می آمد۔ کہے عرض می کرد۔ حضور التفات فرمائید این چہ عجیب چیز است، بہ استماع این  
قول حضرت ایشان توقف می فرمودند و اگر در راہ عمومی می بودند مگر اگر آشتی بہ جہت چپ استاندند  
و باز سر مبارک را برداشتہ آن چیز را ملاحظہ می کردند تا وقتی کہ ملاحظہ می فرمودند از جہانے خود حرکت نہ می  
کردند و بالکلہ تحسین گفتہ سر مبارک را پست کردہ براہ روان می شدند۔

در راہ ہا کہ ملاقات نہ می کردند البتہ بعض اوقات تکلم می فرمودند۔ اگر کہے در راہ ارادہ مصفا  
کردن می کرد۔ خادمے کہ در پس حضرت ایشان بہ یک قدم می بود آن شخص را بازمی داشت۔ پروردگار  
جل شانہ و علم احسانہ ہمہ وقت را برائے حضرت ایشان صفا فرمودہ بود۔ در کتاب الرقاق مشکات  
این حدیث قدسی موجود است۔ ابن آدم تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَصْدَقُ رِزْقًا غَنَى وَأَسَدًا فَقَرَّ لِي  
وَأَنْ لَا تَفْعَلَ مَلَأْتُ يَدَكَ شُغْلًا وَلَمْ أَصِدْ فَقَرَّ لِي حضرت ایشان بِفَضْلِ اللَّهِ وَ  
إِحْسَانِهِ ساحتِ سینہ مبارکہ خود را بِالْكَفِّ از فکر ماسوی اللہ پاک و صاف نمودہ بودند ہر وقت  
ایشان صاف و ہر آن ایشان در ذکر۔

قَوْمٌ هُمُومُهُمْ بِاللَّهِ قَدْ عَلِقَتْ	فَمَا لَهُمْ هِمٌّ تَسْمُو إِلَى أَحَدٍ
فَمَطْلَبُ الْقَوْمِ مَوْلَاهُمْ وَسَيِّدُهُمْ	يَا حَسَنَ مَطْلَبِهِمْ لِلْوَلِيِّ الصَّمَدِ
مَا أَنْ تَنَادَعَهُمْ دُنْيَا وَلَا شَرَفٌ	مِنْ الْمَطَاعِمِ وَاللَّذَائِثِ وَالْوَلَدِ
وَلَا لِبَاسٍ لِتَوْبٍ فَإِنِّي أَنَقِي	وَلَا التَّزَايِدُ فِي الْأَمْوَالِ وَالْعَدَدِ

و فیما بعد حضرت ایشان برائے چہار ساعت بیرون شہر و غریبہ می رفتند و آنجا بہ اندازہ دو میل  
می گشتند و بہ ذکر شریف مشغول می شدند یک خادم افغانی ہمراہ می بود کہ قدرے دور تر از حضرت  
ایشان می نشست و خیال می داشت کہ کہے نزد حضرت ایشان نہ رود۔

**مصیف کوٹہ** | حضرت ایشان قدس سرہ دو از دہ سال صیفادیش تاء در خانقاہ شریف  
قیام کردند۔ اگر باطن حضرت ایشان مثل بونے گل معطر و لطیف بود ظاہر  
ایشان نیز مثل برگ گل ملائم و پاکیزہ بود۔ در ایام تابستان از شدت حرارت تمام بدن مبارک از  
دانهہا کہ آن را "گرمی دانہ" گویند پرمی شد۔ و باحدث باطنی حدث ظاہری یک جاشدہ مزاج اشرف  
نازکتری ساخت، حکیم عبد المجید خان عرض کردند کہ شمارا در تابستان بہ مقام خنک باید رفت۔



و چونکه مزاج شما مطوب است لهذا مقام خشک مناسب تر است و حکیم صاحب تجویز کوئٹہ بلوچستان  
کردند کوئٹہ برائے حضرت ایشان جائے نو بود و نہ آنجا کسی از متعارفین بود. حضرت ایشان به حاجی  
فضل عمر سوداگر حفت فرمودند کہ تا کوئٹہ ہمراہ روند و آنجا مسکنے به ایجا گرفته برگردند. حضرت ایشان  
یک ملازم و یک ملازمہ را با خود گرفته با اہل و عیال در اوائل ماہ محرم ۱۳۱۵ھ (مئی ۱۹۰۷ء) به کوئٹہ  
بلوچستان تشریف بردند. حاجی فضل عمر نزد جامع مسجد قندھاریان یک بالاخانہ برائے چہا ماہ بہ کرایہ  
گرفتند و آنجا را پاک و صاف کردہ حضرت ایشان را بہ آنجا بردند و خودشان بہ پلی مراجعت نمودند.

**نور ہدایت و امید** | حضرت ایشان بایک خدمت گار ہندی بہ کوئٹہ رسیدند. از افغانی و از  
بلوچی یک حرف نہ می دانستند. در بالاخانہ قیام فرمودند. پروردگار جل

شأن قلوب العباد را بہ ایشان مایل کرد. مشکلات در باب الحب از صحیح مسلم روایت کردہ کہ رسول  
اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرمودہ: **إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا  
فَأَحِبَّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يَنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاجِبُوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ  
السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضِعُ لَهُ الْقَبُولَ فِي الْأَرْضِ**۔ الخ۔ یعنی تحقیق چون اللہ تعالی از بندہ خود راضی می گردد و  
ویرا دوست خود می سازد می خواند جبریل را و بہ دے می گوید، تحقیق من دوست می دارم فلان بندہ را  
پس تو او را دوست دار. پس جبریل آن بندہ را دوست می دارد و باز جبریل در آسمان ندا می کند و می گوید  
کہ اللہ تعالی فلان بندہ را دوست می دارد پس اے اہل سماء شما دوست دارید او را، پس آسمانیان  
او را دوست می دارند پس نہادہ می شود مرآن بندہ را قبولی در زمین و در دلہائے اہل زمین محبت  
آں بندہ جائے می گیرد۔ الخ۔ ظہور این حدیث شریف بہ اتم وجہ در کوئٹہ بلوچستان شد. روزے چند  
نہ گزشتہ بود کہ صلحا و اہل علم و اصحاب بصیرت و ذوی العقول بہ خدمت اقدس حضرت ایشان  
حاضر شدہ حلقہ غلامی بہ گوش خود انداختند و کسانے کہ دران دیار جمال با کمال حضرت ایشان میدہ گرفتار  
محبت ایشان شدہ بودند نامہائے ایشان تذکار المحبتہم عاجز می نویسند۔

ملا عبدالحلیم آخوندزادہ کا کڑی از قریہ چوہی از مضافات کوئٹہ۔ ملا عبد الرشید آخوندزادہ  
برادر کلان ملا عبدالحلیم، ملا ایاز آخوند از کچلاخ، مفتی محمد جمیعہ امام جامع مسجد مفتی کوئٹہ، قاضی لعل محمد  
نورزی از قلات نصیر، مرزا نیاز محمد خان قندھاری تاجر۔ مرزا محمد اسلم خان، حسن خان اندر، حاجی عبد الغنی  
و جلال خان از پشین و غیر ازین بعض افراد بودہ اند کہ نامہائے ایشان بہ یاد عاجز نہ مانده۔ ہر یکے از  
اینہا در فہم و فراست و عقل و جوانمردی از منتخبات روزگار بودہ۔ میر حسن صاحبزادہ پسر سید امان اللہ



مشہور بہ میان صاحب درپشتین قیام داشتند کہ بہ فاصلہ چہل میل از کوسٹہ است معروض صاحب علم و فضل بودند از دست امیر عبد الرحمن از افغانستان جلاوطن شدہ بودند ایشان فرزند اصغر خود کہ سید عبد الحلیم نام داشتند گفتند کہ آوازہ حضرت صاحب دہلوی مسموع شدہ۔ و معلوم شدہ کہ ایشان بہ کوسٹہ تشریف آورده اند۔ شامہ کوسٹہ بروید و از احوال و کیفیات ایشان معلوم کردہ بہ ما خبر بدید۔ سید عبد الحلیم صاحبزادہ بہ این عاجز بیان کردند کہ من از پشتین بہ کوسٹہ آمدم و سہ چار روز احوال حضرت صاحب را دیدم و از بعض افراد نیز پرسیدم و بہ پشتین رفتہ بہ والد بزرگوار خود گفتم کہ حضرت صاحب دہلوی عالم جمید و حافظ قرآن مجید ہستند۔ باہر کس ملاقات نہ می کنند۔ از فاسقان خود را دوری دارند۔ ہدیہ ہر کس را قبول نہ می کنند۔ نہ نزد کس میروند و نہ با کس تعرض می کنند۔ چون بر راہ می دند نظر ایشان بر قدم می باشد۔ مجلس ایشان مجلس علمی است۔ از مریدان ایشان ہر کہ خطائے می کند ز جہش می فرمایند۔ والدین چون بیان مرا شنیدند فرمودند اے پسر بالیقین این شخص از اولیائے پروردگار است بہ خدمت ایشان رسیدن از سعادت است۔ طوبی لمن لا ذم عنہ دارہ۔ و باز میر حسن صاحبزادہ از پشتین بہ کوسٹہ آمدند و تا ک ۳۳ صیف ہر یام صیف در کوسٹہ سکونت می داشتند و بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ استفادہ می کردند۔

**بہ گلستان رفتن** | جلال خان حضرت ایشان را در ۱۹ ص ۳۱۹ بہ گلستان بردند۔ چہل روز آنجا قیام حضرت ایشان بود۔ جماعتی از پاک نہادان داخل سلسلہ مبارک شدند۔ چون سید کرم شاہ، سید بدل شاہ، سید عبد الحق، خدائے رحم کا کر، محمد یعقوب ترین و غیر ہم۔

**واقعہ عبد الحمید آخوندزادہ** | ملا عبد الحمید صاحب علم و فضل و شخص معرود و اطراف پشتین استاد کل بودند مخلصان پاک نہاد کرم شاہ، بدل شاہ، محمد یعقوب و غیر ہم از توار و انوار و برکات بے اختیار شدہ نعرۃ اللہ اکبر در نماز بلند می کردند۔ درین باب کسے از آخوندزادہ صاحب استفسار کرد کہ آیا نماز این افراد درست است یا نہ۔ آخوندزادہ حسب فرمودند کہ نماز این افراد نہ می شود۔ این سخن بہ حضرت ایشان قدس سرہ رسید۔ و آن وقت آخوندزادہ صاحب نیز حاضر بودند۔ حضرت ایشان بعد از استماع این کلام دو چار دقیقہ حسب معمول خاموش ماندند و باز سر مبارک را بالا کردہ بہ آخوندزادہ صاحب این الفاظ فرمودند۔ اے عزیز حلاوت ایمان نہ چشیدہ تی اثر این قول بر صاحبزادہ بہ این اندازہ شد کہ در حیات خود عادہ حکم سابق نہ کردند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔



عاجز گوید که در احوال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن جوزی نوشته که ایشان در نماز سورہ کھف می خوانند چوں بہ۔ اِنَّمَا اشْكُوْهُنَّیْ وَحَزَنِّیْ اِلَی اللّٰہِ۔ رسیدند بہ گریہ درآمدند۔ راوی می گوید سَمِعْتُ لَيْثَ بْنَ عُمَرَ وَابْنَ عَبَّاسٍ مِی فرماید۔ رَأَيْتُ عُمَرَ رَضَوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ یَلْتَمِیْ حَتَّیْ اخْتَلَفْتُ اَصْلَہُ، و ابن عمر می فرماید غَلَبَ عَلَی عُمَرَ رَضَوَانُ اللّٰہِ عَلَیْہِ الْبُکَاءُ وَهُوَ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ صَلَٰةَ الصُّبْحِ فَسَمِعْتُ حَنِیْنًا مِنْ وَّرَآءِ ثَلَاثَةِ صُفُوْفٍ۔ کجا نعرہ نخوت و تمکنت و کجا آہ خشیت و عبودیت۔ شَتَّانَ مَا بَدَّیْنَهُمَا۔

**مفتی کفایت اللہ** | در دہلی شخصی از مفتی کفایت اللہ استفسار کرد کہ یک شخص امامت می کرد مقتدیانش مصروف بکابل بودند و بعضی از آنها نعرہ اللہ می زد۔ آیا نماز این افراد شد یا نہ مفتی صاحب از سائل دریافت نمودند کہ کدام شخص امامت می کرد و مقتدیانش کدام نفر بودند۔ سائل گفت۔ امامت حضرت شاہ ابوالخیر می کردند و مریدان ایشان مقتدیان بودند۔ حضرت شاہ صاحب سورۃ الشمس تلاوت می فرمودند مفتی صاحب بہ سائل گفتند۔ کفایت اللہ چسبان بگوید کہ نماز نہ شد۔ این کیفیت عشق و محبت است۔ مفتی صاحب چہ جواب درست داده اند۔ جزاہ اللہ خیر عبد الحمید دہلوی در وقت این سوال و جواب موجود بود و بہ عاجز حکایت این واقعہ کردہ۔

**پیر مردے** | روزے حضرت ایشان در خانقاہ شریف مصروف حلقہ و توجہ بودند کہ صاف باطن پیر مردے آمد۔ حضرت ایشان باوے بہ محبت پیش آمدند۔ بہ دوران گفتگو آن پیر مرد عرض کرد۔ حضرت بزرگوار، آن وقت ہم خواہد آمد کہ عوام الناس نیز حاضر شدہ استفادہ خواہند کرد۔ حضرت ایشان از استماع این سخن قدرے متبسم شدہ بہ حاضرین حلقہ فرمودند بشنوید این پیر مرد چہ می گوید۔ **نظام دکن** | در دہلی بہ یکم شوال ۱۳۲۰ھ و یکم جنوری ۱۹۰۳ء جشن تاج پوشی بادشاہ انگلستان بود۔ حکومت ہند تمام نوابہا و راجا ہا و امرا و زمینداران را از اطراف ہند مدعو کردہ بود۔ نظام دکن میر محبوب علی خان نیز بہ دہلی آمدہ بودند۔ واقعہ آمدن نظام دکن را چند افراد بہ عاجز بیان کردہ و حضرت سیدی الوالد قدس سرہ نیز بیان فرمودہ اند۔ عاجز اولاً بیان مخلصین می نویسد کہ تفصیل دارد و باز بیان حضرت ایشان قدس سرہ می نویسد۔ لَیْکُوْنَ اِلْخَتَامُ مِسْکًا۔

بیان مخلصین۔ در یک عربہ نظام دکن میر محبوب علی خان و فرزند ایشان میر عثمان علی خان سوار بودند۔ ہمراہ ایشان یک انگریز افسر بود و عاجز از بعض افراد شنیدہ کہ آن انگریز کمشنر بودہ (بر دروازہ



خانقاہ شریف یک افغانی نشستہ بود۔ اُردلی بہ افغانی گفت کہ نظام صاحب برائے ملاقات آمدہ اند۔ افغانی اطلاع کرد و باز نواب صاحب مع پسر و دوسہ نفر در خانقاہ شریف داخل شدند و انگریز افسر نزد دروازہ استادہ ماند۔ بعدِ قلیل نظام دکن مع فرزند و رفقا برآمدند و باز لوکران نظام در طبقہائے تقریبیٰ دنا نیر زیر سرخ (گفتہ اند کہ مالیتی یک کک رو پیہ بود۔ شاید از کسے شنیدہ باشند) بہ خدمتِ حضرت ایشان برآمد و عرض کردند کہ حضورِ نظام ہدیہ ارسال کردہ اند۔ حضرت ایشان فرمودند: ”من بالنواب صاحب ملاقات کردم۔ حاجت بہ این ہدیہ نہ دارم۔ برائے ایشان دعای کرم“ چنانچہ آن طبقہار املازمان نظام واپس بردند۔

بیان حضرت ایشان۔ روزے حضرت ایشان در دہلی بہ وقت بازگشت از تفریح و تمشیہ فرمودند ”دُر دُنْدَانِ بَغْلِیِ مادر دُود و مادر دُسط دالان بیرون مسجد شریف نشستہ بودیم (ایں دالان از جہت جنوب ہم مدخل دارد) نواب صاحب مع فرزند میر عثمان علی خان آمدند۔ چوں بہ مدخل دالان رسیدند سہ مرتبہ بہ ہر دو دست فرشی سلام کردند (بہ ہیئت رکوع شدہ ہر دو دست تا بہ قریب زمین سہ بار بیرون و بلند کردن) و نزد مدخل دوزانو نشستند۔ فرزند ایشان بہ پہلوئے ایشان نشستند۔ نواب صاحب استفسار احوال نمود۔ ما گفتم حمدِ خداے پاک راست کہ بہ عافیت ہستم۔ شما از احوال خود بفرمایید۔ ایشان گفتند:۔ حمد اللہ بہ عافیت ہستم۔ و بعد از چار پنج دقیقہ سہ بار فرشی سلام کردہ مرخص شدند۔ حضرت ایشان بیان ہدیہ نہ کردند۔

**امیر حبیب اللہ خان** | حاکم عام تمام ہند کہ آن را انگلیسہا و ایسرائے می گفتند دعوتِ شاہ افغانستان امیر حبیب اللہ خان در ۱۹۰۶ء کرد۔ امیر صاحب بہ دعوت و ایسرائے آمدند۔ بہ پنجم ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ (۲۰ جنوری ۱۹۰۶ء) سفیر محمد اسماعیل خان را امیر صاحب بہ خدمت حضرت ایشان فرستادند کہ آرزو مند زیارتِ حضرت ایشان بہ محمد اسماعیل خان فرمودند۔ امیر صاحب را سلام مابرسانید و از جانب ما بگوئید غرض و غایت آمدِ شما بہ دہلی ملاقاتِ فقیر نہ بود۔ لہذا برائے کارے کہ آمدہ اید آن را بہ اتمام رسانید۔ فقیر برائے شما دعائے خیر می کند۔ البتہ اگر از کابل بہ نیت ملاقاتِ فقیر آمدید۔ فقیر ملاقات می کرد۔ محمد اسماعیل خان بہ ہفتم ذی الحجہ باز حاضر شد و عرض کرد کہ امیر صاحب خواہش دارند کہ ہدیہ پیش کنند۔ حضرت ایشان فرمودند: مرا حاجت نیست۔ ایشان امیر مسلمانانند۔ خدمتِ اسلام بکنند۔ ہمیں تحفہ من است۔

**قیام در سکھر** | در ایام صیف حضرت ایشان بہ کوٹہ می رفتند و در ابتداے خریف بہ دہلی



تشریف می آوردند۔ در ۱۳۲۶ھ در دہلی موسمِ خوب نہ بود بخشی نئے خان و حکیم محمد اجمل خان بہ حضرت ایشان نوشتند کہ ہنوز قصدِ دہلی نہ فرمائید۔ و در کوٹہ موسمِ خنک شد۔ لہذا حضرت ایشان بہ سردار محمد علی خان پسر سردار شیر علی خان محمدزی فرمودند کہ بہ کراہے جائے در سکھر بگیزند۔ چنانچہ محمد علی خان برب دریا خانہ عمدہ بہ کراہے گرفتند و حضرت ایشان بہ شنبہ ۱۲ شوال ۱۳۲۶ھ (۱۸ اکتوبر ۱۹۰۶ء) از کوٹہ روانہ شدہ بہ روز دیگر بہ سکھر رسیدند و آنجا تقریباً دو ماہ قیام فرمودند۔

۲۴ رجب ۱۳۲۸ھ (۱۳ اگست ۱۹۰۹ء) حضرت ایشان در کوٹہ خانہ خریدند۔ خانہ در کوٹہ | دران روز ہا این خانہ در میان کشتہا بود۔ و حالاً در وسطِ شہر آمدہ و راستہ کہ متصل بہ خانہ است بہ نام "شارع پیر ابو الخیر" مشہور است۔

۲۴ رجب ۱۳۲۸ھ (۱۳ اگست ۱۹۰۹ء) حضرت ایشان در ماہ رجب ۱۳۲۹ھ (اکتوبر ۱۹۱۱ء) از کوٹہ بہ دہلی تشریف آوردند۔ در دہلی حکومتِ ہند مصروف بہ انتظاماتِ جشنِ تاجپوشی بادشاہ انگلستان بود۔ حضرت ایشان بمخلصین فرمودند کہ از اطراف و اکنافِ ہندوستان اہل دنیا برائے جشن بہ دہلی می آیند و از ایشان بعض افراد برائے ملاقات نزد من می آیند۔ و ما این کیفیت را خوش نہ داریم لہذا برائے ما بہتر این است کہ چند ماہ قیام در جائے دیگر کنیم تا کہ از اہل دنیا کسے نزد ما نیاید۔

عاجز گوید کہ در ۱۹۰۳ء نظام دکن آمدہ بودند و در ۱۹۰۶ء امیر حبیب اللہ خان سفیر محمد اسماعیل رافستادہ بودند۔ و غیر ازینہا بعض امرا و زمینداران خواہش ملاقات کردہ بودند چونکہ حضرت ایشان این صورتِ حال را خوش نہ داشتند لہذا در ۱۹۱۱ء قصد فرمودند کہ از دہلی بہ جائے دیگر بروند۔ در میرٹھ جماعتے از مخلصین کامل بالمحبۃ بود و خواہش داشتند کہ برائے چند وقت حضرت ایشان بہ میرٹھ تشریف برند چون از قصدِ حضرت ایشان واقف شدند، مجلس رائے خوب کہ بر شارع ویسٹند در صدر واقع بود بہ ایجار سی روپیہ ماہانہ برائے حضرت ایشان گرفتند۔ بہ جہتِ شرق و شمال شوارع بودند و متصل بمحل زمین فراخ بود حضرت ایشان مع اہل و عیال از دہلی بہ آنجا تشریف بردند و بہ اندازہ پنج ماہ آنجا قیام نمودند۔ در علاقہ "لال گرتی" از صدر شیخ و حید الدین بشیر الدین قیام

داشتند ایشان فرزندانش شیخ عبدالکریم بودند کہ از مخلصین کامل الارادہ محدث دار الحجہ حضرت شاہ عبدالغنی بود۔ ایں ہر دو برادر اگرچہ از حضرت سیدی الوالد بیعت نہ بودند لیکن در محبت و عقیدت از مریدان بیشتر بودند چون حضرت ایشان بہ میرٹھ رسیدند، ہر دو بہ خدمتِ اقدس رسیدہ عرض کردند کہ تا وقتے کہ قیام حضرت شہاد میرٹھ باشد برائے تفریح در عربہ مایان تشریف بہرند۔ حضرت ایشان معروض ایشان را قبول



فرمودند و برائے تفریح در عربہ ایشان بہ باغ معظم علی شاہ تشریف می بردند و در عودت در جائے ہر دو برابر قدرے توقف می فرمودند و نماز عشا آن جا خواندہ بہ اقامت گاہ خود تشریف می آوردند۔ در صدر جماعتی از مخلصین بود کہ برائے اشتراک نماز بانیا از آن جامی رسیدند و لطفہا می برداشتند۔

**شیعان علی** در میرٹھ جماعت شیعان علی از ایران رسید و در جائے کہ نزد قیام گاہ حضرت ایشان بود فرود آمدند اتفاقاً کیسہ دنائیر را گم کردند ہر چند تلاش کردند سودے نہ داد بالآخر نیت کردند کہ اگر کیسہ بہ دست مایان رسد قدرے بہ حضرت ایشان نذر کنیم۔ روز دوم کیسہ یافتند و ایفاء النذر قدرے از دنائیر بہ خدمت ایشان آوردند۔ حضرت ایشان را در قبول کردن ہدیہ تامل شد، چون آن جماعت بیان کرد کہ مایان از حضرات صحابہ کسے را دشنام نہ می دہیم البتہ بہ افضلیت حضرت علی قائل ہستیم۔ حضرت ایشان ہدیہ ایشان را قبول کردند، یکے از مجتہدین ایران در دہلی بہ خدمت ایشان رسیدہ بود۔ چند روز اقامت کرد و خواہش کرد کہ در سلسلہ عالیہ داخل شود عرض کرد کہ من از صحابہ کرام کسے را بد نہ خواہم گفت برائے طہارت باطن در سلسلہ شریفہ داخل می شوم۔ چونکہ دے در قول خود استوار بود حضرت ایشان ویرا داخل سلسلہ شریفہ کردند۔

**دستہ فوج پنجاب بہا** در میرٹھ دستہ اسپ سواران از پنجاب بہا بود۔ اکثر افراد این دستہ از حضرت ایشان بیعت بودند نام چند نفر بہ یاد عاجز است می نویسند عدالت خان مہتاب شاہ، بولے خان، شیر احمد، عبداللہ خان، محبوبے خان، فضل الہی، وغیرہم۔ ایشان در محبت و اخلاص صادق بودند۔ روزے حضرت ایشان را بہ میدان اسپ دوانی بردند۔ نیزہ بازی کردند و اسپہارا دوانیدند۔ یکے ہفت اسپہارا دوانید و در حالت تافتن اسپہارا پشت یکے بر پشت دیگرے خیزی زد و دیگرے بدن زین اسپ رامی دوانید چون بہ پیش حضرت ایشان رسید بر پشت اسپ ایستادہ سلام عرض کرد۔ برائے تماشا افسران فوج نیز رسیدہ بودند۔ بعد از میلہ اسپ دوانی بہ حضرت ایشان چائے دادند و علما گرفتند۔ رَحِمَہُمُ اللہُ جَمِیعًا وَ رَضِیَ عَنْہُمُ۔

**بہ سردھنہ** | سردھنہ از جاگیر نواب جانفشان خان بودہ۔ پروردگار ایشان را اولاد کثیر عنایت کردہ بود۔ بہ آیائے کہ قیام حضرت ایشان در میرٹھ بود جانفشان خان را یک پسر بہ قید حیات بود و اولاد فرزندان دیگر در میرٹھ و بلند شہر و در جائے دیگر سکونت اختیار کردہ بودند و صاحب املاک بودند۔ و بیشتر افراد از میدان حضرت ایشان بودند سرکردہ اینہا سید امجد علی شاہ بود۔ سید امجد علی شاہ و ابنائہ الامام ایشان در خدمت حضرت ایشان عرض کردند کہ برائے یک شب مع متعلقین بہ سردھنہ تشریف



برید۔ حضرت ایشان دعوت ایشان را قبول فرمودند۔ از میرٹھ در قطار آہن بہ سرو دھنہ تشریف بردند۔ بعد الغروب بہ سرو دھنہ رسیدند آن جا جم غفیر بہ استقبال استادہ بود۔ از محطۃ القطار تا جائے قیام تمام راہ را بہ بیارق کاغذی و گلہا آراستہ کردہ بودند۔ در عربہ اسپہانہ بودند۔ بلکہ اولاد جانفشان خان عربہ را حرکت دادہ تکبیر گویان تا قیام گاہ بردند۔ چون حضرت ایشان در محل فروکش شدند جوانان و فاشعار تماشا آتش بازی برپا کردند در آن وقت حضرت ایشان بہ تمام حاضرین خطاب کردہ فرمودند: ”وقتیکہ حضرت جد امجد شاہ احمد سعید قدس سرہ بہ حجاز مقدس ہجرت فرمودند بزرگان اینہا پروانہ راہداری از حکام حاصل کردند تا کہ حضرت ایشان مع متعلقین سفر بکنند و در راہ کسے مزاحم نہ شود“ درین موقع اصغر علی شاہ فرزند فتح علی شاہ فرزند جانفشان خان بہ سوز و گداز این نظم خواند۔

مظہر حق تامت و لجوئے تو	دید ہا محو رخ نیکوئے تو
اے ہلال عید جود ابروئے تو	چشم امید مریدان سوئے تو
مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئ اللہ از جمالِ روئے تو
ہستم آوارہ بہ جست و جوئے تو	خضر کوتارہ نماید سوئے تو
تشنہ ام نوشم زلالِ جوئے تو	اے کلید گنج فیض ابروئے تو
مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئ اللہ از جمالِ روئے تو
واقف اسرارِ پنهانی توئی	مُور و الطافِ رحمانی توئی
راز دارِ سترِ یزدانی توئی	خاصیہ در گاہِ سُبحانی توئی
مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئ اللہ از جمالِ روئے تو
اے توئی ہر گم رہے را رہنما	منبع جودی و بحرِ سخا
نیست جز تو درو دلہا را دوا	ہاں نگاہِ لطفِ براین بے نوا
مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئ اللہ از جمالِ روئے تو
نائبِ خیرالوری خواہم ترا	نفسِ دینِ مصطفیٰ خواہم ترا
وقتِ مایوسی ترا خواہم ترا	اے ستودہ رہنما خواہم ترا
مُفلسانیم آمدہ در کوئے تو	شیئ اللہ از جمالِ روئے تو
بر درت اے شاہِ شاہانِ آدمم	مضطرب و خاطر پریشانِ آدمم
ہم رہِ صدیاس و جرمانِ آدمم	باہزاران شوق و ارمانِ آدمم



مُفلسانیم آمده در کوئے تو  
 مُفت کردم عمر خود را من تلف  
 گوهر مقصود گم شد از صدق  
 مُفلسانیم آمده در کوئے تو  
 دست من از کار رفته اے حبیب  
 بردرت افتاده مسکین و غریب  
 مُفلسانیم آمده در کوئے تو  
 بادیا، در پیش می دارم سفر  
 خوف رهن در دلم شام و سحر  
 مُفلسانیم آمده در کوئے تو  
 بر سر کوه آفتابم آمده  
 سر ز نشها در حسابم آمده  
 مُفلسانیم آمده در کوئے تو  
 عمر آخر گشته و من بے خبر  
 خود نه کردم امتیاز خیر و شر  
 مُفلسانیم آمده در کوئے تو  
 ز اورا هم جز گناہان هیچ نیست  
 در کفم جز یاس و حرمان هیچ نیست  
 مُفلسانیم آمده در کوئے تو  
 نیست اندر حبیب و دامان یک جرم  
 در قطارِ خادمانت من و دم  
 مُفلسانیم آمده در کوئے تو  
 نامہ این اصغر گم کرده راه  
 اولیا را هست قدرت ازالہ  
 مُفلسانیم آمده در کوئے تو

شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو  
 گشته ام تیر ملامت را ہدف  
 مفلسم ہیچ نہ دارم من بہ کف  
 شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو  
 کارِ من از دست گشته بے نصیب  
 تیست جز تو بہر دردِ دلِ طبیب  
 شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو  
 پائے من لنگ است و منزل پر خطر  
 خواجہ ماشاہ ما بر ما نگر  
 شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو  
 وقتِ صبح و باز خواہم آمده  
 وقتِ یاس و اضطرابم آمده  
 شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو  
 ہر مان در منزل و من در سفر  
 داری اے خواجہ ز احوالِ خبر  
 شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو  
 توشہ من غیر عصیان ہیچ نیست  
 بے سرو و بر گیم و سامان ہیچ نیست  
 شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو  
 توشہ تا جانب عقبی روم  
 تا بگردم گرد و قربانت شوم  
 شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو  
 از عملہائے زیون گشتہ سیاہ  
 تیر جستہ باز گرداند ز راہ  
 شیئاً اللہ از جمالِ روئے تو



بس درین عالم ہمین خیر من است      خواجہ ام شاہ البوالخیر من است  
صد ہزار ان خادش غیر من است      خلد دیدارِ رخسیر من است  
مفلسانیم آمدہ در کوئے تو      شیدائش از جمالِ روئے تو

**در بلند شہر** | در سال ۱۳۳۳ھ جناب ہمیشہ کلان در کوئٹہ علیل شدند، چونکہ موسمِ دہلی خوب نہ بود۔

حضرت ایشان در اواخرِ رمضان از کوئٹہ بہ میرٹھ و آن جا چند روز قیام فرمودہ بہ بلند شہر تشریف بردند و آن جا در محلِ سر آئے خان شیرین خان دو ماہ قیام فرمودند۔ این محل سرِ شہر بہ کوئٹہ پھونس بود کہ نزدیکِ کالا آم بودہ۔ اطباء نے یونانی علاج ہمیشہ صاحبہ کردند و حق تعالیٰ ایشان را شفا بخشید۔ روزی حضرت ایشان برائے تفریح و تمشیہ برآمدند و بہ مزارِ مبارکِ ملا حسن شہید تشریف بردند کہ متصل مسجد شریف واقع است و در مسجد شریف مدرسہ احمدیہ بود و مولوی احمد اللہ درین مدرسہ مدرس بودند۔ این مسجد و مزار در محلہ فراشان است۔ حضرت ایشان چو از فاتحہ فارغ شدند بہ مولوی احمد اللہ فرمودند۔ ملا حسن مرا بر تخت شیشہ جائے دادند۔ مولوی صاحب عرض کرد چونکہ قلب حضور آئینہ است لہذا جناب شہید حضور مبارک را بر تخت شیشہ جائے داد۔ مولوی عبدالرشید در این وقت موجود بود، چند سال قبل بیانِ این واقعہ بہ عاجز کردہ، گفت، من بیعت شدہ بودم و دران وقت در مدرسہ احمدیہ سبق می خواندم۔

**گلاوٹھی** | گلاوٹھی از توابع بلند شہر است، اہالیان آن جائے حضرت ایشان را برائے چند عت آن جا بردند۔ حضرت ایشان در آنجا بر مزارِ میر مہربان علی فاتحہ خواندند۔ و رو بہ حاضرین کردہ پرسیدند آیا ریش میر صاحب موئے سیاہ و سفید داشت و آیا دو دندانِ پیشینہ ایشان شکستہ بود۔ حاضرین متحیر شدہ عرض کردند آیا ملاقاتِ میر با حضرت شما شدہ بود، فرمودند۔ در این وقت من ایشان را می بینم و ایشان پیش روئے من اند۔

**مسجد شریف حضرت بلالؓ** | در کوئٹہ مقابل خانہ خود بہ جہتِ شرق مسجد کشادہ در فیج و بارونق در سال ۱۳۳۳ھ تعمیر کردند و بہ مناسبت حضرت بلالؓ

مؤذن جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ مسجد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ موسم ساختن محمد وزیر حصاری از مخلصینِ قدما رمد سادہ و نیک و صاحبِ نسبت بودہ، بہ خدمت حضرت ایشان مکتوبے ارسال کرد، حضرت ایشان را بہ القاب صوفی، حاجی، مولانا وغیرہ یاد کردہ بود و مسجد شریف را مسجد بلال نوشتہ بود۔ حضرت ایشان بہ وئے تحریر کردند ما معناہ۔ مقصد از خط نوشتن خوش کردن



مکتوب اینیه است۔ اگر القاب درست می باشند دل خوش می شود، و از الفاظ تمسخر آمیز مثلاً، مولانا، مولوی صوفی، صاحب، دل ناخوش می شود و همچنان مسجد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ را مسجد بلال نوشتن دل را آزاری رساند، چه در این صورت تحقیر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ است۔ اگر چه عوام را وقتی نیست و تحریرات امثال شمارا هیچ منزلت نیست، مع هذا مناسب دانسته شد که از راه و رسم ادب بآغاز شمارا آگاه کرده شود۔ آئندہ از نوشتن این گونه الفاظ اجتناب کنید بلکه با امثال شما کم بود خط و کتابت بهتر است، والسلام۔ و اندران ایام حضرت ایشان این سه شعر گفته اند۔

نه جنابم نه شہ نہ مولانا      بندہ آستانہ عمر  
گر کنی نسبتم بہ آن در فیض      ہر چہ گفتی ازان بلند تر م  
در کنی زین اضافہ فی الجملہ      زشت کردار خیر محترم

**سنت بابائے ہم** | حضرت امام ربانی مجید و منور الف ثانی قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ را شاہ ہند جہانگیر یک سال در قلعہ گوالیار بند کرد۔ فوائدے کہ حضرت ایشان را ازان بندہ حاصل شدند۔ در مکاتیب شریفہ دفتر سوم بیانش فرمودہ اند۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ را نیز حصول این گونه معارف مقدر بود، پروردگار اسباب را فراہم کرد۔

**اسباب تربیت جلالی** | در ایام حرب عمومی اوّل حریت پسندان ہند، امثال شوکت علی و محمد علی و مولانا محمود الحسن دیوبندی در افواج حکومت ہندیک فتویٰ تقسیم کردند کہ ہندوستان در تصرف انگلیسہا است و انگلیسہا با خلیفہ المسلمین بر سر حرب و عدااں اند، لہذا برائے مسلمان جائز نیست کہ در فوج حکومت نوکری کنند۔ حکومت ارادہ کرد کہ در رد این فتویٰ تحریرے از علماء حاصل کند و برائے این کار نظر انتخاب حکومت بر حضرت ایشان افتاد کہ حضرت ایشان فتویٰ دہند و دیگر علماء و مشائخ تصویب و تایید کنند۔ چونکہ حکومت از طریقہ حضرت ایشان با خبر بود کہ باہر کس ملاقات نہ می کنند، لہذا انتخاب جناب مصباح الدین کرد کہ اُمّ الامم دے خواہر اب الامم حضرت ایشان بود۔ و ازین نسبت حضرت ایشان مصباح الدین را بہ برادر یادی کردند و ہر گاہ کہ مصباح الدین برائے ملاقات می آمد حضرت ایشان بہ وجہ خوب ملاقات می کردند چون کہ جناب مصباح الدین در حکومت موظف بود۔ حکومت بہ وے گفت کہ افسر پولیس ستری را با خود گرفتہ نزد حضرت صاحب بروید و دریں موضوع معاونت افسر پولیس ستری بکنید۔ اگر چہ جناب مصباح الدین این کار را خوش نہ داشت لیکن مجبور بود و بہ ساعت نہ از شب مع افسر نزد حضرت ایشان حاضر شد۔



افسر پولیس سری بہ حضرت ایشان گفت ما در تنہائی بہ شما چیزے عرض می کنیم حضرت ایشان فرمودند: این افراد کہ نشستہ اند بہ منزلہ اولاد من اند۔ ماضعیف شدہ ایم۔ در تنہائی با کسے ملاقات نہ می کنیم، افسر پولیس سری ازین سخن بشورید و این گفتہ روان شد: ما خواہیم دید کہ شما چہ گوئید در تنہائی با کسے ملاقات نہ می کنید۔ و از روز دیگر ہمہ روز دروازہ خانقاہ شریف دود و نفر از پولیس سری مقرر شد۔ در بست و چہار ساعت یک لحظہ از ایشان دروازہ خالی نہ می ماند نام ہر وارد و صادر را در سجلات می نوشتند۔ دوسہ روز ہمین کیفیت گذشتہ بود کہ بہ نام حضرت ایشان مکتوبے از حکومت رسید کہ بعد از ساعت دہ صبح در دفتر افسر کلان پولیس آمدہ یا افسر ملاقات بکنید۔ چنانچہ روز دیگر حضرت ایشان بہ ساعت دہ صبح عربہ طلب کردند و بہ دفتر افسر شریف برآمد۔ حافظ عبدالحکیم سوداگر حضرت ہمراہ ایشان رفت۔ آن روز در شہر دہلی بر زبان ہر شخص جاری بود کہ امروز حکومت حضرت ایشان را گرفتار می کند، حافظ عبدالحکیم این کلام را شنیدہ بود۔ بہ این عاجز می گفت کہ من از حد کبیدہ خاطر بودم حضرت ایشان در عرق چین و پیرہن بودند۔ چون عربہ بہ دروازہ کشمیری بہ دفتر افسر پولیس رسید۔ بآب دفتر پیش آمد و حضرت ایشان را گفت افسر بہ انتظار شما است و پردہ از دروازہ برداشت و حضرت ایشان را گفت کہ در آیند۔ حافظ عبدالحکیم در پس حضرت ایشان دست بستہ روان بود۔ بآب بہ حافظ گفت کہ شما بیرون انتظار کنید۔ حافظ بیان کرد کہ آن وقت چہ احوال داشتم۔ بیان نہ می توانم کرد۔ بہ سماع قول بآب بے ساختہ بہ آواز بلند از زبانم برآمد کہ جناب ایشان حضرت صاحب ماہستند۔ ما ایشان را تنہا نہ می توانیم گذاشت۔ این گفتہ من در پس حضرت ایشان روان شدم۔ افسر چون حضرت ایشان را دید استادہ شد و چشمان خود را پست کرد و بہ حضرت ایشان گفت کہ بر کرسی بنشینند۔ چنانچہ حضرت ایشان بر کرسی نشستند و افسر چشمان خود را پست کردہ سکت نشست و من دست بستہ بہ پشت مبارک ایشان استادہ ماندم چارہ پنج دقیقہ گذشت و افسر حرفہ نہ گفت۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ اردو انگریز را خطاب کردہ فرمودند: صاحب مرا از بہرہ طلب کردہ اید۔ حضرت ایشان انگلیسہ را صاحب می فرمودند۔ افسر گفت کہ بہ شکایت رسیدہ کہ شما برائے فاتحہ خواندن بر مزارات شریفہ کسے را نہ می گزارید۔ افسر این کلام گفت و نظرش بر زمین بود۔ حضرت ایشان فرمودند: برائے فاتحہ ہر کس را اجازت است البتہ برائے ملاقات من ہر کہ می آید بہ اجازت من در خانقاہ شریف داخل می شود بعد از این کلام حضرت ایشان را افسر گفت۔ شما بہ خانہ می توانید رفت۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ خیر بہ خانقاہ شریف آوردند و در راہ



## نظر بندی

اہالی دہلی حضرت ایشان را دیدہ شکر پروردگار بہ جا آوردند کہ حکومت حضرت ایشان را گرفتار نہ کرد۔  
 از این واقعہ طبیعت حضرت ایشان مکر شدہ حضرت والدہ محترمہ را سہرمودند۔  
 برائے سہ روز بہ زیارت ہمیشہ صاحبہ بہ رامپوری رویم۔ چنانچہ در اواخر محرم ۱۲۳۲ھ  
 (نومبر ۱۹۱۵ء) مع اہل و عیال و دونفر از مخلصین افغانستان بہ رامپور تشریف بردند۔ در رامپور کسے را  
 خبر نہ بود کہ حضرت ایشان بہ رامپور آمدہ اند۔

ملاقات حضرت ایشان با حضرت ہمیشہ صاحبہ محترمہ بعد از سی و دو سال صورت بست یعنی  
 بعد از یک قرن بہ قول کسانے کہ مدت سی و سہ سال را یک قرن می گویند۔ قطار آہن بہ ریاست رامپور  
 پیش از صبح صادق رسید۔ افسر محطہ حضرت ایشان را بہ غوفۃ الانتظار برد و گفت تا آفتاب بر نہ آید  
 شما دیرین جا آرام کنید۔ چنانچہ بعد طلوع الشمس بہ محلہ مدرسہ کہنہ درعہ بہ روانہ شدند۔ وہ خانہ حکیم  
 منظر حسین خان تشریف بردند۔ پروردگار حکیم منظر حسین خان را اجر ہائے بے شمار عنایت فرماید از  
 مدت سی سال یک خانہ خود را کاملآ بہ تصرف حضرت عمہ محترمہ دادہ بودند۔ بدون معاوضہ بلکہ ہر سال  
 درستی و مرمت مکان ہم حکیم صاحب می کردند۔ و اگر حضرت عمہ محترمہ بیماری شدند علاج و معالجہ ہم  
 حکیم صاحب می کردند۔ تا وقتے کہ حضرت عمہ محترمہ حیات بودند در ان خانہ قیام داشتند۔

موسم سرما بود۔ علی الصباح چون بہ خانہ حضرت عمہ محترمہ رسیدیم و مخلص افغانی بسم اللہ  
 خواندہ صدا داد کہ از دہلی حضرت صاحب تشریف آورده۔ حضرت عمہ محترمہ از درون دروازہ کشادند  
 حضرت ایشان اندرون قدم نہادند و از حضرت عمہ محترمہ کہ نزد دروازہ استادہ بودند استفسار نمودند  
 کہ ہمیشہ صاحبہ من کجا ہستند؟ چون ایشان لفظ برادر بر زبان آوردند حضرت ایشان بہ احترام  
 زائد نزد ایشان رفتہ سر مبارک را انحناء دادہ احترامات عرض کردند و باز تعارف مایان کردند۔ آن  
 ہر دو مبارکان در دالان نشستہ مصروف کلام شدند و حضرت والدہ صاحبہ ہمیشہ گان بہ بند و بست  
 چائے و فطور شدند۔ ہنوز یک ساعت نہ گزشتہ بود کہ مخلص افغانی از آمد عبد الصمد خان وزیر اعظم نواب  
 صاحب، و ہادی حسن خان وزیر خصوصی نواب صاحب، و ابوالحسن خان میر توشہ خانہ نواب صاحب  
 و صاحبزادہ محمد علی خان معروف بہ چپٹن خان صاحب توج عمہ نواب صاحب اطلاع داد و وقتے نہ  
 گزشتہ بود کہ از آمد مولانا ابو ذکار سلامت اللہ اسلام پوری خلیفہ مولانا ارشد حسین و مولانا عبد الغفار  
 خان و مولانا ظہور الحسن و صاحبزادگان مجددیہ مولوی اعجاز حسین و مولوی معوان حسین و مولوی رحمان  
 حسین و مولوی سردار احمد وکیل وغیرہم اطلاع داد۔



جائے حیرت بود کہ این افراد را از آمدن حضرت ایشان بہ چه طور خبر شد لیکن یک روز نہ گزشتہ بود کہ جائے حیرت نہ ماند و حقیقت امر واضح شد۔ چہ روز دیگر از دہلی حافظ عبدالحکیم سوداگر حجت آمد و گفت مرا حکیم محمد اجمل خان فرستادہ حکیم صاحب گفتہ اند وقتے کہ قطار آہن کہ در آن حضرت صاحب سوار بودند از دہلی حرکت کرد و کشنر دلی در سیارہ (موٹر کار) بہ رامپور روانہ شد، حاکم اعلیٰ از ہند (وائسرائے) اوراندر نواب حامد علی خان والی ریاست رامپور فرستادہ بود کہ حضرت صاحب بہ رامپور می رستند نواب صاحب ایشان را مہمان خود کردہ در رامپور نگاہ دارند و نہ گزارند کہ حضرت ایشان از رامپور بہ جائے دیگر روند و حکیم صاحب بہ حافظ عبدالحکیم گفتند کہ از جانب من بہ خدمت حضرت صاحب بعد از احترامات زائدہ عرض کنید کہ شما مہمانی نواب صاحب قبول فرمائید و از رامپور بہ جائے دیگر نہ روید۔

ہنوز این احوال بہ حضرت ایشان نہ رسیدہ بود کہ با وزیر ملاقات کردند و چون وزیر از مہمانی نواب حامد علی خان عرض کردند حضرت ایشان فرمودند کہ مابعد از سی و دو سال نزد ہمیشہ محترمہ برائے سہ روزہ آمدہ ایم بعد از سہ روز از ہمیشہ صاحبہ استفسار می کنیم و باز بہ شما بیان جواب می دہیم۔ سیوم روز حضرت ایشان بوزار فرمودند۔ نواب حامد علی خان والی رامپور بابرادر صاحب ماد حضرت شاہ محمد معصوم، وضعیتی ناشائستہ کردہ اند۔ این گونه اطوار را ماحتمل نہ می توانیم شد۔ لہذا مہمانی نواب صاحب را بہ شرط قبول می توانیم کرد۔ اولاً۔ نواب صاحب با ما خواہش ملاقات نہ کنند۔ ثانیاً۔ در جائے کہ قیام ما باشد بران جا کامل تصرف از ما خواہد بود۔ بلا اجازت کسے آن جا داخل نہ خواہد شد۔ ثالثاً۔ بامریدان و مخلصین ما نواب صاحب را تعلقہ نہ خواہد بود و نہ برایشان از حکومت بندشے عائد خواہد شد۔ وزیر بیان ایشان را بہ نواب صاحب رسانیدند و نواب صاحب آن را قبول کرد۔ وَالْحَقُّ أَحَقُّ أَنْ يُقَالَ۔ نواب بہ نوعی پابندی این شرائط کرد و بہ نوعی مہانداری حضرت ایشان تا آخر وقت کرد کہ لَا مَزِيدَ عَلَیْهِ خَلْقِ خَدَامٍ گفت کہ آیا این نظر بندی است یا نوابی است۔ عاجز گوید نہ دانستند۔ لَیْسَ لَیْهِ عِبَادَةٌ شَتُّونَ۔ این اظهار را فی احبُّ فُلَانًا الْحَدِيثُ۔ بودہ۔ دَرْکِ احوال محبوبان و مراد آن، تہی دستان چہ توانند کرد۔ حضرت امام الطریقہ سید محمد بہاء الدین نقشبند قدس اللہ سرہ و آفاض علی العالمین من برکاتہ و استرا سہ فرمود اند۔ رحمت حق بہانہ می خواہد، رحمت حق بہانہ می خواہد۔ از نعمت اطفال تا زمان نظر بندی تربیت حضرت ایشان کاملاً جمالی بودہ، تربیت جلالی را بیچ گاہ اثرے نہ بودہ۔ بازوے دیگر را نظر بندی بہانہ گشت۔ و حضرت ایشان قدس سرہ ذی الجناحین گشتند۔ ذَلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ۔

**مہمانی** | نواب حامد علی خان برائے حضرت ایشان محل قلعہ کہنہ رابع جمیع لوازم از قسم فرش و تختہا و



سریرِ بامہتیا کر دند۔ ہر دو وقت ارسلج نوابی طعام پختہ می آمد۔ و ہر روز پان، چھالیا، چائے سیاہ، و شکرو شیر و بسکٹ بہ مقدار وافر می آمد۔ و بہ وقت عصر یک عربہ برائے تفریح می آمد۔ اگر مہمانان می بودند، عربہ دیکر می آمد و اگر حضرت ایشان خواہش می کردند فیلیہا می آمدند و بر فیلیہا سوار شدہ بہ تفریح تشریف می بردند۔ نواب صاحب از باغ خسرو تا باغ بے نظیر یک راہ خصوصی ساختہ بودند۔ بہ ہر دو جانب این راہ کہ بہ اندازہ سہ میل دراز بود درختان میوہ دار بودند کہے را اجازت نہ بود کہ برین راہ رود، و اگر کہے می رفت سزای یافت نواب صاحب برائے حضرت ایشان اجازہ این راہ دادند۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ این راہ بہ باغ بے نظیر می رفتند۔ چون موسم گرم شد، یک سخنانہ برائے حضرت ایشان در دالان ساختہ شد کہ بر دیوار با و باش آب افشانندہ می شد و بادکش آہنی ہوارا منتشر می کرد۔ بر دروازہ محل مخلص افغانی مقرر بود، بلا اجازت کہے داخل نہ می تواند شد، در واقعہ کتاب النشرفی قراآت العشر کہ تفصیلش در رج ذیل است عبد الصمد خان و چھٹن خان صاحب زائد از نصف ساعت بیرون دروازہ انتظار کردند۔

**واقعہ النشر** | النشرفی قراآت العشر تالیف امام حافظ ابوالخیر محمد بن محمد الشہیر باین الجزری المتوفی ۸۳۳ھ طبع شدہ بود، و حضرت ایشان بہ اشتیاق این کتاب بودند، کہے عرض کرد کہ ازین کتاب نسخہ قلمی در کتب خانہ نواب صاحب موجود است، حضرت ایشان شخصے را بہ کتب خانہ فرستادند تا کتاب را عاریہ بیارد۔ مہتمم کتب خانہ بہ آن شخص گفت کہ از نواب صاحب اجازت گرفتہ کتاب ارسال خواهد شد۔ چون این جواب بہ حضرت ایشان رسید بہ دربان فرمودند۔ چون نان از مطبخ نواب آید گشتانندہ شود، و از طفلیں نواب کہے در محل داخل نہ شود، این خبر چون بہ نواب صاحب رسید علی الفور عبد الصمد خان و چھٹن صاحب را فرستادند کہ بار دیگر چنین واقعہ پیش نہ خواهد آمد۔ حضرت شامہانی را حسب سابق قبول فرمائید، بہ انتظار جواب ہر دو صاحبان بیرون دروازہ تقریباً نصف ساعت استادہ ماندند، چون حضرت ایشان معذرت متبول فرمودند ہر دو صاحبان داخل محل شدند، و جرت الامر علی ما کانت علیہا سابقاً، حضرت ایشان فیاض الدین خطاط را مقرر فرمودند تا کتاب النشر را نقل کند، این کتاب در دو جلد است۔ فیاض الدین جلد اول را کمالاً نقل کرد و از جلد دوم تا باب اِمَالَةِ هَاءِ التَّائِيَةِ وَمَا قَبْلَهَا فِي الْوَقْفِ نقل کردہ بود کہ سفر حضرت ایشان از رامپور بہ کوئٹہ شد کہ کتاب ناتمام ماند، و آن ناتمام نسخہ نزد عاجز محفوظ است۔

**پیشکش یک ہزار روپیہ در ہر ماہ** | نواب حامد علی خان بہ توسط عبد الصمد خان عرض نمود کہ خواہش دارم کہ یک ہزار روپیہ ہر ماہ بہ خدمت مبارک علی الدوام پیش کنم حضرت ایشان قبول نہ کردند۔ باز نواب صاحب اطہار خواہش کرد کہ این ہدیہ را برائے فرزندان



گرامی قبول فرمائید حضرت ایشان فرمودند عزیزان! ما از اولاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ در رامپور قیام دارند از ایشان بیشتر افراد در زبون حالی اند۔ اگر نواب صاحبِ عانت ایشان بکنند بہتر است۔

**نماز جمعہ** جامع مسجد از قیام گاہ حضرت ایشان قریب بود شاید فاصلہ دو صد گز داشتہ باشد۔ حضرت ایشان نماز جمعہ در جامع می خواندند۔ امام جامع عرض می کرد کہ حضرت ایشان اما

فرمایند عاجز یار! دیدہ کہ بعد از نماز جمعہ گاہے یک گاہے دو و گاہے سہ نفر بردست حق پرست داخل دائرہ اسلام می شدند و وقتیکہ حضرت ایشان از جامع بہ قیام گاہ خود مراجعت می فرمودند مردمان خواہش می نمودند کہ بہ سعادت دست بوسی سرفراز شوند چنانچہ گاہے می استادند و مردمان را شرف این سعادت می بخشیدند و چون حضرت ایشان روان می شدند در رؤیہ مردمان استادہ می شدند و حضرت ایشان کمال عاجزی ہوش در دم و نظر بر قدم داشتہ از بین ایشان می گزشتند۔

**شوق دیدن نواب صاحب** نواب حامد علی خان فرزند نواب مشتاق علی خان فرزند نواب کلب علی خان بود۔ نواب کلب علی خان بردست حضرت شاہ

عبدالرشید و نواب مشتاق علی خان بردست حضرت شاہ محمد معصوم فرزند حضرت شاہ عبدالرشید معیت کردہ بود۔ وقتیکہ مشتاق علی خان وفات کرد، حامد علی خان خورد سال بود، در صحبت اثنا عشریہ پرورش یافت و شیعی شد، مع ہذا حیانا اثر پدید رویہ کلان بروئے ظاہری شد و اظہار آن ہم می کرد، چونکہ دلدادہ متعہ بود و اثنا عشریہ ابواب متعہ برایش کشادہ بودند شیعی شد، روزے بہ وزرار و مصاحبین خود گفت کہ می خواہم کہ حضرت صاحب رازیارت کنم۔ چونکہ حضرت ایشان قدس سرہ دروازہ ملاقات برائے نوابان از اولی روز بند کردہ بودند برائے مصاحبان و وزرار جائے تفکر پیدا شد، جناب مولوی عبید الرحمن معروف بہ سردار احمد مجددی وکیل محل این اشکال پیدا کردند ایشان در قضایا محامات می کردند و محامی را در ہند وکیل می گویند۔ ایشان مشورہ دادند کہ حضرت ایشان قدس سرہ را گفتہ شود کہ سیر حامد منزل کنند۔ چرا کہ این محل قابل سیر است۔ روزے کہ حضرت ایشان برائے سیر حامد منزل تشریف آردند، نواب صاحب در یک حصہ آن محل باشند و از پس پردہ حضرت ایشان را بینند۔ این رائے را نواب صاحب نیز پسند کردند و بہ وکیل صاحب گفتہ شد کہ انتظام آوردن حضرت صاحب بکنند۔ چنانچہ وکیل صاحب حضرت ایشان را بہ حامد منزل بردند۔ در قاعہ کبریٰ تصویرے آویزان بود حضرت ایشان استفسار کردند کہ این تصویر از کیست کہ عرض کرد این تصویر از حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ است۔ حضرت ایشان چون این کلام شنیدند یہ وقت نظر سوئے آن تصویر دیدند و بعد از لحظہ فرمودند "نے نے این" حضرت ایشان



صرف این قدر فرموده بودند که وکیل صاحب عرض کردند جناب ملاحظہ فرمائید این چه عجب چیز است۔ چنانچہ حضرت ایشان بہ آن طرف متوجہ شدند و سخن تصویر نہایت تمام بہمانند فیما بعد وکیل صاحب گفت کہ آن وقت نواب صاحب پس پردہ بودند و احوال حضرت ایشان را ملاحظہ می کردند و کلام ایشان را می شنیدند حضرت ایشان شاید کلامی فرمودے کہ سببِ دل آزاری نواب صاحب شدے ازین جہت من حضرت ایشان را بہ جانب دیگر متوجہ کردم۔

ازین دید نواب صاحب را مسرتے روئے داد و ایشان ارادہ کردند کہ زیارت حضرت ایشان یکایک دیگر باز باید کرد چنانچہ نواب صاحب بہ مصاحبین خود گفتند ایشان بہ نواب صاحب گفتند کہ حضرت صاحب برائے تفریح و تمشیہ ہر روز بہ وقت عصر از راہ خسرو باغ بہ باغ بے نظیری روند، بلکہ حضرت ایشان بیشتر حصہ این راہ پا پیادہ قطع می کنند چنانچہ نواب صاحب یک روز بہ آن وقت کہ حضرت ایشان بر راہ خصوصی تمشیہ می کردند برائے زیارت حضرت ایشان در سیارہ روان شد مولوی سردار احمد وکیل مجددی و ماہر سہ برادر پیش حضرت ایشان بودیم بلکہ ماہر سہ برادر کرۂ خورد را یکے بہ دیگرے انداختہ و بازی کردہ می رفتیم و پس مایان حضرت ایشان مسجہ سنگ مقصودی در دست و نظر بر قدم داشتہ مشغول ذکر و فکر و خرام بودند و یک قدم پس از حضرت ایشان یک مخلص افغانی بود و پستہ عربہ چون کہ ما برادران مصروف کرہ بازی بودیم از سیارۂ نواب صاحب آواز اعلامیہ برآمد۔ مایان دیدیم کہ یک سیارہ می آید۔ بر شیشہائے سیارہ پردہ ہائے باریک بودہ۔ سردار احمد صاحب وکیل بہ مایان گفتند کہ در سیارہ نواب صاحب بودند۔ و بعد از دو سہ روز معلوم شد کہ نواب صاحب از دیدار حضرت ایشان بسیار مخطوط و مسرور شدہ بودند و بہ مصاحبان خود بیانش می کردند۔

روزے ابو الحسن میر توشہ خان نواب صاحب حضرت ایشان را  
مولانا عبد الغفار خان بہ خانہ خود مہمانی کرد۔ بعض افراد خصوصی را ہم مدعو کردہ بود چون حضرت

ایشان رسیدند حاضرین با حضرت ایشان ملاقات کردند مولانا عبد الغفار خان خلیفہ حضرت مولانا ارشاد حسین مجددی بودند چون بہ خدمت حضرت ایشان رسیدند حضرت ایشان دست مولوی صاحب را در دست خود گرفتہ فرمودند۔ از کثرت آمد و رفت کہ نزد نواب صاحب دارید احوال باطن خود را شما خراب کردہ اید۔ امروز نزد من والدہ شوکت علی و محمد علی آمدہ بود (وے از شاہ ولی النبی مجددی بیعت بود و شاہ ولی النبی مولانا ارشاد حسین از خلفائے جد بزرگوار حضرت ایشان بودند) قلب وے از قلب شما صاف تر روشن تر بود۔ عاجز گوید شاید مولوی صاحب گفتار حضرت ایشان را در دل خود وقعتے نہ دادہ بود، لہذا



حضرت ایشان قدرے بجلال آمدہ بمولوی صاحب فرمودند: شما از ما چہ می پوشانید۔ از فضل و مرحمت پروردگار این کیفیت و مقدرت مراحل است کہ اگر شما در دل خود خیال خود را تبدیل کنید۔ ہماندم بر ما ظاہر می شود۔ من بر مزار پیر شہادت بودیم۔ ایشان از شما شاکی بودند۔ اگر باور نہ دارید۔ مزار پیر خود رفتہ از ایشان دریافت کنید۔ از این کلام حضرت ایشان بمولوی صاحب اثر شد۔ حاضرین آن را محسوس کردند و فیما بعد معاینہ کردند کہ مولوی صاحب از ملاقات نواب صاحب خود را محفوظ کردند۔ نواب صاحب ہر چند خواہش کرد کہ ملاقات با مولوی صاحب بکنند لیکن جناب ایشان چنین موقع نہ سراہم نہ کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

### یک منکر و محمد حسن خان

محمد حسن خان فرزند فاروق حسن خان رامپوری از مشائخ سلسلہ چشتیہ بودند۔ روزے یک شخص نزد ایشان رفت و نسبت بہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ آغاز گفتگو کرد و گفت ایشان از اصحاب کمال نیند و مہمان نواب صاحب شدہ اند۔ محمد حسن خان تا بہ این سخن نیاوردہ یک لکۃ شدیدہ بر رخسار وے زدند و فرمودند۔ اے خبیث اہانت ولی پروردگاری کنی۔ جَزَاہُ اللّٰہِ خَیْرٌ اَوْ رَحْمَہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔ این واقعہ را خود محمد حسن خان بہ فرزند خود صابر حسن خان بیان کردہ بودند و چند سال قبل صابر حسن خان بہ عاجز نقل کردند۔ و بہ شنبہ سوم رجب ۱۳۹۰ھ (پنجم ستمبر ۱۹۷۱ء) رحلت نمودند و بہ موجب وصیت ایشان امامت نماز جنازہ این عاجز کرد۔ کَانَ رَجُلًا صَالِحًا مُسْتَقِيمًا عَلٰی سِیْرَةِ عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔ روزے حضرت ایشان حسب معمول در عربہ برائے سیر و تفریح برآمدند۔ مولوی سراج الدین وکیل کوہ دران قیام رامپور بالمواظبہ ہر روز ہمراہ ایشان بہ سیر و تفریح می رفتند و در راہ نزد دروازہ قلعہ یک ملزم بہ نظر مبارک ایشان درآمد کہ در ہر دو دست و در ہر دو پایہانش قیودات آہی بودند و چارہ بانہش را محافطین کہ با تفنگ بودند احاطہ کردہ بودند۔ حضرت ایشان عربہ را ستادہ کردہ از محافطین دریافت نمودند چہ ماجرا است۔ جناب سردار احمد را واقعہ معلوم بود۔ عرض کردند این جوان بچہ یک سید را کشتہ و امروز نواب صاحب حکم صادر کردہ اند کہ این جوان را بردار بکشند۔ حضرت ایشان روئے بہ ملزم کردہ فرمودند۔ اے جوان، از تکاپ جرم عظیم کردہئی۔ و عن قریب مژائے دنیوی بہ توادہ خواہد شد کہ مژائے وقت قلیل است و می گزرد۔ فکر آخرت کن و بہ صدق دل در بار گاہ رب العزت توبہ کن و طلب گار عفو کرم پروردگار شو تا کہ از عذاب آخرت نجات یابی۔ و نتیجہ حضرت ایشان این نصیحت می کردند آن جوان بہ ادب تمام استادہ بود و عاشک ہا از چشمانش می ریخت و محافطان وے نیز متاثر بودند۔



چون حضرت ایشان بہ سائق عربہ فرمودند کہ حرکت کنند آن جوان بہ عاجزی سلام عرض کرد و محافلین و نیز بہ طور فوجیان سلام کردند۔ رَحِمَهُمُ اللہُ بِمَیْنَتِهِ وَ کَرَمِهِ۔

**یک حال بے مثال** | در رامپور معمول حضرت ایشان بود کہ برائے سیر و تفریح بہ باغ بے نظیر از راہِ خصوصی نواب صاحب می رفتند و مراجعت از راہِ عمومی می کردند

و معمول داشتند کہ اسماء اللہ الحسنی و مُسَبَّحَاتِ عشر قدرے بہ آواز بلند در راہ می خواندند و مایان ہر سہ برادر نیز ہمراہ حضرت ایشان قدرے بہ آواز بلند این دُظائِفِ مبارکہ را می خواندیم۔ چونکہ موسمِ خنک نہ بود نماز مغرب خواندہ از باغ بے نظیر روانہ می شدند۔ مولوی سردار احمد وکیل ہمراہ می بودند۔ روزے در اثنائے اورادِ مبارکہ کیفیتِ حضرت ایشان را دے داد۔ در راہ آمد و رفت کسے نہ بود، و شب تاریک بود، درین عالم خاموشی و تنہائی یک بارگی حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند: آے درختان و آے بو تہا و آے سنگ ریزہا و آے زمین فردا بہ روزِ قیامت گواہی دہید کہ یک بندہ بر این راہ ذکر پروردگاری کرد و می رفت۔ حضرت ایشان قدس سرہ در احوال خود این کلام فرمودند و محسوس می شد کہ مخاطبان بہ اثبات جواب می دہند۔ عجب پُر اسرار و پُر انوار وقت بود و عجب مبارک حال و مبارک قال بود بعد از دوسہ سال در کوٹہ بلوچستان حضرت ایشان فرمودند: فضل پروردگار است آن کیفیت حالاً ہم ظاہر است، افسوس کہ دانشگان این امور نہ مانند۔ عاجز گویم کہ برین واقعہ شصت سال می گزر داما ہر وقت کہ آن کیفیت بہ یاد می آید جان تازہ و در بدن می دمد، و ہر زمان از غیب جانے دیگر است۔ را ظہور می شود۔ حیف صد حیف۔ آن قدح بشکست و آن ساقی نہ ماند۔ قَدَّسَ اللہُ رُوحَهُ وَ تَوَسَّطَ صُورَتِہُ وَ اَفَاضَ عَلٰی فَحْیَتِہُ مِنْ اَسْرَارِہُ وَ عَمَرَ قَائِمَہُ۔

**بر مزار حضرت والد بزرگوار** | در رامپور معمول شریف حضرت ایشان بود کہ بہ روز پنجشنبہ بر مزار پُر انوار حضرت والد بزرگوار قدس سرہ تشریف می بردند

در سربال بعد صلاۃ الظہر و العصر و در گرام بعد صلاۃ المغرب۔ مزار پُر انوار حضرت ایشان گما تَقَدَّمَ بَيَانُہُ فِی اَحْوَالِہِ الْمُبَارَکَۃِ بِمُتَّصِلِ کُنْبِ حضرت شاہ جمال اللہ قدس سرہ جہتِ غرب بر چہوترہ است۔ و از چہوترہ دیوارِ احاطہ تقریباً بست گز فاصلہ دارد۔ حضرت ایشان بیرون دروازہ احاطہ کفش کشیدہ۔ دست بستہ سرف مبارک را انحناء دادہ۔ مجسم کیفیت۔ وَ اَخْفِضَ لَہُمَا جَنَاحَ الدَّلِیْلِ مِنَ الرَّحْمَۃِ۔ شدہ بہ کمال حد و بہ مزار شریف می رفتند، بر چہوترہ بالا رفتہ و بر کنارہ چہوترہ استادہ (از مزار شریف بہ اندازہ پنج گز فاصلہ بودہ باشد) بہ سوئے غرب پشت و بہ سوئے مزار مبارک رو کردہ بسلام مسنون



برائے اموات قدرے بہ آواز بلند عرض می کردند و بازمی نشستند و چادرِ مبارکِ خود را بر سرِ مبارکِ خود انداخته، سورۃ یٰسین بہ کمالِ خشوع بہ آواز بلندی خواندند۔ بہ دورانِ قرارتِ سورۃ مبارکِ عجیبِ احوال و کیفیاتِ برپاکِ باطنان و اصحابِ نسبتِ ظاہری شدند۔ از اہالیانِ رامپور افرادِ کثیری رسیدند بلکہ از دہلی و میرٹھ بعض افراد بہ این روز خود را بہ رامپور می رساندند و از تجلیاتِ الہیہ و فیوضاتِ نامتناہیہ سرشاری شدند۔ عاجز آن روز را یاد دارد کہ بہ دورانِ قرارتِ سورۃ مبارکِ احوالِ بر حضرتِ ایشان ظاہر شدند کہ با خود آن ضبط و تمکنتِ کہ ایشان را بود بر زانو ہائے خود بلند شدند و یک شعر خود را کہ بہ اُردو فرمودہ اند خوانند۔ مفہومِ آن شعر این است۔ این خانہ از چراغِ فیوضِ عمر روشن است، از خود در سینہ خیر این نور نیست۔ وقتے کہ حضرتِ ایشان نامِ مبارکِ عمر بر زبانِ مبارکِ آوردند بر زانو ہائے خود بلند شدہ بہ ہر دو دست اشارہ بہ مزارِ پُر انوار کردند۔ در آن وقت بر حاضرین کہ چہل یا پنجہ نفر بودہ باشند احوالِ عجیبہ طاری شد۔ کہ نعرۃ اللہ زدہ بے ہوش افتاد کہے بہ وجد آمدہ چون ماہی بے آب می غلطید، بعض افراد از بالا لے جوترہ کہ از یک گز بلند تر بودہ باشد زیرِ افتادند تا زمانے کہے را از احوالِ خود خبر نہ بودہ۔

از حسنِ طبعِ خود شورے بہ جہان کردی بے چارہ و بسملِ رامپور و فغانِ کردی  
بعد از سی سالِ عزیزے بہ عاجز گفت۔ "آن مبارک وقت در حافظہ خیالم ثبت است۔  
ہر یک از حاضرین در دریاے فیوضات غرق بود۔ خوش نصیب اندکسانے کہ چنین احوال دیدند و در طلبِ اعلیٰ درجہ احسان۔ "اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّكَ تَرٰہُ" عمر صرف کردند و حلاوتِ "اَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُکُمْ لِذِکْرِ اللّٰهِ" را دریاقتند۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَرَضٰی عَنْہُمْ۔

**تدریسِ شاطبیہ** | در رام پور مولوی وحید اللہ خان و مولوی نظام الدین مدرس مدرسہ عالیہ و مولوی سردار احمد مجددی وکیل از حضرتِ ایشان شاطبیہ شریف شروع کردند و در مخازنِ کتاب خواندند۔ بنظر تدریسِ کتاب بہ باطن تسلیم مقامات بود و این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان۔

مَضَعِ الدُّهُورَ وَمَا اَتَيْنَ بِمِثْلِہَا وَلَقَدْ اَتٰی فَمَجَّزَنَ عَنْ نُّظَرِ اَرِثِہَا

**خاتمہ نظر بندمی** | جسدِ مبارک حضرتِ ایشان بسیار نازک بود۔ در موسمِ گرمِ بہار تمام جسدِ ایشان ریزہ ریزہ دانا ہا بر آمدند کہ آن را اہل ہند "گرمی دانہ" گویند۔ اگر چہ نواب صاحبِ برائے حضرتِ ایشان خن خانہ ساختند و در خن خانہ بہ وقتِ بادِ گرمِ راحت می باشد۔ یعنی از وقتِ چاشت تا صفر آفتاب۔ و در غیر این اوقات راحت نہ دارد بلکہ تکلیف دہ می باشد۔ اگر چہ از



شدت گرامی دانیہا حضرت ایشان را از حد زحمت بود۔ اما حرف شکایت گاہے بر زبان مبارک ایشان نیامد بلکہ کامل نمونہ: ”ہر چہ از دوست آید دوست باشد“ بودند۔

زحمتی کہ بہ حضرت ایشان رسیدہ بود حضرت والدہ صاحبہ را بے آرام ساخت۔ ایشان عبد الرحمن خضر خیل را بہ کوئٹہ فرستادند تا ملا عبد الحلیم و ملا عبد الرشید و مرزا نیاز محمد خان و مرزا محمد سلیم و ملا ایاز حسن خان اندری وغیرہم را از احوال حضرت ایشان آگاہ کنند کہ حضرت ایشان را حکومت ہند در رامپور نظر بند کردہ و از وجہ گرمی ایشان را بسیار آزار رسیدہ مخلصین کوئٹہ ازین احوال بے خبر بودند۔ چون از حقیقت امر آگاہ شدند، چند خواتین و سرداران قبائل را ہمراہ خود گرفتہ نزد حاکم اعلیٰ رفتند و گفتند کہ حضرت صاحب دہلوی یک مرد مذہبی است ایشان را بہ حکومت و سیاست کارے نیست۔ از آزار حضرت ایشان تمام اہالی بلوچستان و افغانستان آزرده و پریشان اند۔ حاکم اعلیٰ از بلوچستان با حاکم ہندوستان مکالمہ کرد و بعد از دوسہ روز حاکم ملا عبد الحلیم وغیرہ را طلب کرد و گفت برائے حضرت جناب اجازت است کہ بہ کوئٹہ بیایند۔ و باز حاکم بلوچستان پروانہ نوشت دران پروانہ مرقوم بود کہ حاکم بلوچستان بہ اجازت حاکم کلان ہندوستان (دائسرائے) می نویسند کہ حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی را اجازت است کہ بہ کوئٹہ تشریف بیارند و حاکم یک محافظ خصوصی نیز حوالہ ایشان کرد کہ بہ رامپور برو و ہمراہ حضرت صاحب بیاید۔ ملا عبد الحلیم وغیرہ رحمۃ اللہ کا کٹر را کہ از پیشین بودہ با پروا و محافظ بہ رامپور فرستادند چون رحمۃ اللہ کا کٹر مع محافظ پروانہ بہ رامپور رسید حضرت ایشان علیٰ اسمیم اللہ و بَرَکَیَہ، برائے کوئٹہ از رامپور روانہ شدند چون کہ از روانگی حضرت ایشان کے مطلع نہ شد ازین جہت برائے تو دیع بہ محطہ کے نیامد و بہ خاموشی از آن جا روانگی شد۔

**وصول بہ کوئٹہ** | تقریباً ہفت ماہ حضرت ایشان در رامپور نظر بند بودند۔ در اواخر شعبان ۱۲۳۲ھ کہ اواخر جوزا ۱۲۹۵ھ بودہ (ماہ جون ۱۹۱۶ء) از رامپور

روانہ شدہ بہ کوئٹہ تشریف بردند۔ اگرچہ در کوئٹہ برائے استقبال حضرت ایشان ہزار ہا افراد ہلال می رسیدند۔ لیکن درین سال اجتماع مردم فوق العادہ بسیار بود۔ بعض افسران انگلیزی نیز آمدہ بودند تا کیفیات و احوال را ملاحظہ کنند و قتی کہ قطار سکتہ الحدید بہ محطہ رسید بدین مبارک حضرت ایشان یک قمیص و بر سر مبارک عرق چین بود۔ حضرت ایشان نزد شباک نشستہ بودند۔ اول کسی کہ بہ دست بوسی حضرت ایشان مشرف شد آن ملا عبد الحلیم آخوند زادہ بود۔ چون نظر ملا صاحب بر بازو ہائے حضرت ایشان افتاد کہ از گرمی دانیہا پیر بودند ضبط نہ توانستند کرد و بہ آواز بلند مصروف گریدہ شدند۔



ہزار ہا مخلصین کو در محطہ بودند بہ آہ و گریہ و نعرہ مصروف شدند و چون حضرت ایشان در عربہ سوار شدہ بہ خانہ روانہ شدند سرستان بادہ وحدت اشک ریزان افتان و خیزان در چار اطراف عربہ روان و دوان بودند عجب وقتے بود و عجب احوال قُبْحَان مَن یَغْتَرُّ لَا یَتَغَيَّرُ وَ سُبْحَانَ مَن لَا یَقْبَلُ الزَّوَالَ۔  
یک بار چون حضرت ایشان بہ کوئٹہ رسیدند حاجی نیاز کہ از باران قلعه علاقہ شلکو بود لباس رنگین و عمدہ پوشیدہ بہ استقبال حضرت ایشان رسیدہ بود۔ حاجی نیاز مرد پاک باطن، صاحب نسبت بود حضرت ایشان را نیز بر حال و سہ نظر محبت بودہ۔ چون نظر حضرت ایشان بروے اقتاد فرمودند ”واہ واہ اے نیاز، امروز جامہ ہائے خوب پوشیدہ“ عاشق صادق چون از زبان مبارک محبوب خود نام خود را شنید بہ وجد آمد و مستی گنان عرض کرد۔ این روز عید من است کہ جمال باکمال شمارا می بینم۔ احوال ہر یک از ان صاف کیشان مثل احوال حاجی نیاز بودہ، افتان و خیزان مستی گنان مسافات صد ہا میال پا پیادہ قطع کردہ بہ خدمت ایشان می رسیدند روز ہا با شہا بر نان خشک آن ہم بہ قدر کفاف بہ سہری بردند و بہ زبان حال می گفتند۔

اے برادر بے نہایت در گہبست ؛ ہر چہ بڑے می رسی بروے میست

**آمد بی بی افسر انجلیزی** | افسر تمام پولیس بلوچستان، چہ پولیس ظاہری و چہ پولیس سری، بی بی بود۔ بعد از وصول حضرت ایشان بہ کوئٹہ، بی بی بہ حضرت ایشان احوال فرسناد کہ برائے ملاقات نزد شامی آئیم۔ حضرت ایشان بہ بابو ولی محمد کہ از مجیٹھ ضلع امرتسر بود۔ و از مخلصین حضرت ایشان بود فرمودند شما و حضرت بلال در ان وقت باشید حضرت برادر کلان و بابو صاحب کہ فیما بعد بہ صوفی صاحب اشتہار یافتند انتظام چائے کردند۔ بہ نواخت وہ از صبح بی بی آمد بہ حضرت ایشان گفت حکومت شمارا ہیچ گونہ آزار نہ می رساند، البتہ شما از اجتماعات دور باشید و در کار حکومت ہیچ نہ گوئید بی بی تا چہار سال در سفر دہلی و کوئٹہ یک پولیس باوردی ہمراہ حضرت ایشان می کرد۔

**آمد مہدی حسن** | مہدی حسن افسر پولیس سری از پنجاب بود و مذہباً قادیانی بود، بعد از چند روز از آمد بی بی و سہ بہ خدمت حضرت ایشان آمد، پسر جوان سال ہمراہ و سہ بود کہ بہمان سال از کلمیہ فارغ شدہ بود۔ آمد مہدی حسن از کار حکومت بود۔ اما آمد پسرش غیر از دیدن حضرت ایشان چیز دیگر نہ بود۔ مہدی حسن قدرے نشست و باز رفت پسرش نیز بہ رفاقت پدر رفت لیکن روز دیگر نہ در لباس اروپائی بلکہ در لباس وطنی حاضر شدہ بیعت شد۔



نگاہِ مست تو آن را کہ مستفید کند ہزار پیر خرابات را مرید کند  
عاجز آن جوان را می دید کہ ہر روز صبا چاہ ساعت نہ ونیم می آمد و نزد دروازہ خانہ حضرت  
ایشان بر روی خاک می نشست۔ رویش بہ بہت حضرت ایشان می بود شملہ دستار خود را بر روی  
خود می انداخت و بہ ذکر پاک پروردگار مصروف می شد بہ اندازہ سہ ساعت مصروف ذکر شریف می بود۔  
چون موسم خزان شروع شد، حضرت ایشان بہ دہلی تشریف آوردند و آن جوان بعد از دو ماہ رختِ سفر از  
دنیا بستہ بہ رُوح و رَیحان و جَنَّةُ نَعِيم شتافت۔ رَحِمَہُ اللہ و رَاضی عنہ۔

**آخوند جی شاہ محمد عمر** | در ”محلہ فرشتخانہ دہلی“ قیام آخوند جی بود کہ مُسَلِّک بہ سلسلہ عالیہ  
قادر یہ بودند مرد پیر صاحب نسبت و مبارک نفس بودند حضرت  
ایشان قدس سرہ بسیار بہ مودت و محبت با ایشان پیش می آمدند۔ بہ روز شنبہ دہم ماہ مبارک  
میلاد ۱۳۳۶ھ (دسمبر ۱۹۱۶ء) حکیم محمد شفیع معالج چشم، حضرت ایتان را گفت کہ آخوند جی بسیار علیل  
اند حضرت ایشان برائے عیادت تشریف بردند۔ ماہر سہ برادران و حکیم محمد شفیع و یک مخلص افغانی در  
معیّت حضرت ایشان بودیم۔ آخوند جی متصل بہ مسجد شریف در حجرہ بر سریرے دراز بودند چون از  
آمد حضرت ایشان شنیدند بہ مخلصان فرمودند کہ مرا بنشانید۔ اگرچہ حضرت ایشان فرمودند ”آخوند جی  
شما بہ حال خود باشید“ لیکن آخوند جی اصرار فرمودند و مخلصین ایشان را بنشانیدند۔ غیر از استخوان و  
پوست هیچ نہ ماندہ بود۔ آخوند جی برادر زادہ کلان خود را کہ مختار احمد نام داشت طلب فرمودہ بہ حضرت  
ایشان گفتند۔ این برادر زادہ من است و من این را برائے جانشینی خود تجویز کردہ ام، حضرت شام دعا  
فرمایید کہ صالح و قائم بر مسلک بزرگان باشد۔ چنانچہ حضرت ایشان دعا کردند و فرمودند کہ این س  
فرزندان من اند و نامہائے ماہر سہ برادر را گرفتہ فرمودند کہ شما دعا فرمایید کہ پروردگار ایشان را صالح کند  
چنانچہ در آن ضعف و نقاہت و علالت جناب ایشان دستہائے خود برائے دعا برداشتند و بہ  
خلوص دل و عاجزی دعا کردند حضرت ایشان و سائر حاضرین آمین می گفتند۔ حاکم در کتاب الدعاء از  
مستدرک روایت از سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کردہ کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ۔  
إِنَّ اللہَ حَیُّ کریمٌ یَسْتَجِیْبُ مِنْ حَبْدِہٖ أَنْ یَبْسُطَ الْیَدَیْہِ ثُمَّ یُرَدُّہَا خَائِبَتَیْنِ۔ عاجز بقین  
دارو کہ آن دعائے پاک نفسان مقبول بارگاہ شدہ۔ ذَلَّلَ مِنْ فَضْلِ اللہِ عَلَیْنَا۔ و بعد از دعا  
جناب ایشان بہ حضرت ایشان فرمودند۔ امامت نماز جنازہ ما حضرت شما خواہید کرد۔ حضرت ایشان  
بہ اثبات جواب دادہ فرمودند۔ فردا شب در خانقاہ شریف مغفلی مبارک میلاد منعقد خواہد شد،



شماره برادرزاده خود را بگوئید که دے دران مبارک محفل شریک شود و عندالقیام در بارگاه رسالت عرض سلام کند و باز نعت بخواند حضرت آخوندجی همان وقت به برادرزاده خود به تاکید فرمودند که شما دران محفل مبارک شریک شوید و سلام و نعت بخوانید۔

یک سال قبل در قدم شریف حضرت ایشان از مختار احمد نعت شنیده بودند۔ ازین جهت حضرت ایشان فرمایش سلام و نعت کردند۔

روز چارشنبه تمام کرده به شب پنجشنبه بعد العشاء الاخره  
بنگرید که روح پروازی کند | حسب معمول حضرت ایشان قدس سره مبارک احوال سردار

دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان می فرمودند چون که خانقاه شریف از مردم پر بود و جمعی کثیر بیرون دروازه استاده بود حضرت ایشان استاذند و فرموده جابہ جا استاده احوال مبارک بیان می کردند چون از جهت حجر مبارک به سمت منارہ جنوبی مسجد شریف تشریف می آوردند یک جائے استاذند که از منارہ فاصلہ سه گز دارد۔ حضرت ایشان از روضے کتاب سعید البیان که از تالیفات جد بزرگوار حضرت ایشان است احوال مبارک را بیان می کردند کہ مرد پیر محمد احسان کہ مرید جد بزرگوار ایشان بود و در خورد سالی حضرت ایشان را در آغوش خود گرفته گشت میگردید پاهائے مبارک ایشان را آہستہ آہستہ مالش شروع کرد۔ مِنْ خَيْرِ اَنْ يَرَى الْاِحْسَانَ حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند۔ اے احسان بگزار این پاہا را کہ در ذکر پاک سول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مانده و خستہ شوند۔ عاشق صادق احسان بہ این سخن در وجد آمد و خلق خدا متحیر ماند کہ حضرت ایشان نام احسان چه گونه گرفتند۔ هنوز تحیر مردمان باقی بود کہ حضرت ایشان فرمودند روضے ایشان بہ سمت شمال بود بنگرید کہ روح پروازی کند۔ و بعد ازین گفتار یک دقیقه خاموش ماندند ہزار ہا مردم این سخن را شنیدند دیدند کہ حضرت ایشان اشارہ بہ جانب پرواز روح کردند لیکن کسے را یار نہ بود کہ استفسار کند۔ تقریباً پانزدہ دقیقه گزشتہ باشد کہ از فراش خانہ شخصے آمد و بیان کرد کہ حضرت آخوندجی شاہ محمد مرعلت فرمود و بہ حسہ ساعت ہمان وقت و دقیقه را بیان کرد کہ حضرت ایشان دران وقت از پرواز روضے خبر داده بودند۔ کسانی کہ حاضر بودند اکثر ذکر این واقعہ می کردند چند ماہ پیش یک مرد پیر ذکر این واقعہ می کرد و وقتیکہ عاجز را این واقعہ یاد می آید این شعری خواند۔

وَ اَيُّ حَفِصٍ وَ كَمَا اَمِيَّةٍ فِي قِصَّةِ سَارِيَّةِ الْخُلُجِ

حضرت ایشان قدس سره چند بار از ارواح خبر داده اند۔ بیانش در فصل ثالث اشارت خواهد آمد۔ صبح آن شب حضرت ایشان قدس سره امامت نماز جنازہ آخوندجی



نزد قبرستان حضرت خواجہ خواجگان قبلہ حق پرستان خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کردند۔ و در آن بقعہ مبارکہ مدفون گشتند۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَفَعِیْ عَنَّهُ۔

**بہ خورجہ** | چودھری مولاداد خان از خورجہ بودند، اہلیہ ایشان بی بی حنیفہ صاحبہ الاملاک الاراضی بودہ۔ ہر دو از مخلصین صادقین حضرت ایشان بودند۔ ایشان در حفلہ زواج فرزند خود احمد سعید خان حضرت ایشان را در ۱۳۳۶ھ (۱۹۱۸ء) برائے یک ہفتہ بہ خورجہ بردند۔ و آن جادو محلہ نصر اللہ خان در خانہ چودھری صاحب قیام بود۔ برائے اہالی خورجہ اسباب سعادت فراہم شد، فراڈمی و جماعات بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ فوائد حاصل می کردند۔ در خورجہ مزار پر نور حضرت مرزا عبد الغفور است کہ از اجل خلفائے حضرت شاہ غلام علی و پیر صحبت حضرت شاہ عبد الغنی قدس اللہ سرار ہم بودند۔ حضرت ایشان بر مزار ایشان رفتند و لطفہا برداشتند۔ روزے بر ملاقات مولانا عبد الملک خان خوشیگی فرزند مولانا نصر اللہ خان احمدی خوشیگی قادری تشریف بردند۔ ملاقات پر مودت و پر لطف بود۔ مولانا عبد الملک بسیار ضعیف و پیر بودند۔ طاقت رفت و آمد نہ داشتند۔ از تشریف بردن حضرت ایشان بسیار مسرور و معظوظ شدند۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَفَعِیْ عَنَّهُ۔

**بہ نمائش گاہ بلند شہر** | در ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ چودھری مولاداد خان عرض کردند کہ در بلند شہر ہر سال نمائش می شود۔ در نمائش گاہ زمینداران خیمہا ایستادہ می کنند چنانچہ یک خیمہ از من است۔ آن جائے تفریح است اگر حضور اقدس صاحبزادگان را اجازت دہند، ایشان سہ شب آن جا قیام بکنند۔ حضرت ایشان اجازت دادند، و چودھری صاحب مایان رامع سہ نفر افغانہ بہ بلند شہر بردند این نمائش دایماد راہ مارچ می باشد یعنی در ماہ حمل۔ و آن سال ۱۹۱۹ء بودہ۔ بعد از رفتن مایان بہ دوروز حضرت ایشان یک موٹر کار بہ کرایہ گرفت۔ با سہ نفر از مخلصین افغانستان بہ نمائش گاہ تشریف آوردند و بہ چودھری صاحب فرمودند شما بچہ ہائے مرا آوردید و ما برائے دیدن ایشان کیم کارپاگان را قیاس از خود گیر۔ و تئیکہ حضرت ایشان در دہلی بہ مخلصین دہلی فرمودند کہ

کہ نمائش گاہ جائے سیر و تفریح است و رفتن حضرت ایشان در آنجا مناسب نیست لیکن نہ دانستند کہ کارپاگان را قیاس از خود بگیر۔ زانکہ ماند در نوشتن شیر شیر۔ حضرت ایشان بہ اول وقت ظہر رسیدند۔ وقت عصر برائے نماز بہ مصلائے نمائش گاہ تشریف بردند فرش مصلی بہ چین و نشان دیوار بہ قطار گلہا بود۔ از دیدن این منظر حضرت ایشان بسیار مسرور گشتند۔



چودھری مولاداد خان عرض کرد حضور این مصلی را بہ این نہج جمیل ہر سال عبدالعلی مختار تیار می کند و امسال بعض دشمنان بلا وجہ ایشان را در مقدمہ قتل گرفتار کردہ اند و شہادت ہائے کاذبہ فراہم کردہ ایشان را مستہم ساختہ اند بہ ظاہر احوال امید حیات ایشان کم ماندہ است ایشان در محبس بودند چونکہ سخت بیمار شدند در خانہ نظر بند اند نہ می توانند کہ از خانہ بیرون آیند حضرت ایشان فرمودند ما می خواہیم کہ ایشان را عیادت کنیم چودھری مولاداد خان فوراً عربہ طلب کردند و حضرت ایشان و ماہر سہ برادران و چودھری صاحب در عربہ و یک مخلص افغانی نزد سائق نشست بہر دروازہ نمائش گاہ چون خلایق را علم بہ ورود مسعود حضرت ایشان شد برائے مصافحہ و اخذ برکت بہ نوعی هجوم آوردند کہ عربہ حرکت نہ می توانست کرد۔ بالآخر بہ زحمت بسیار روانگی شد چون بہ خانہ عبدالعلی مختار رسیدیم و عبدالعلی را خبر شد کہ حضرت صاحب دہلوی تشریف آورده اند از فرط مسرت آب از چشمان ایشان جاری شد چلئے آوردند حضرت ایشان بہ عبدالعلی مختار فرمودند مصلی را دیدیم دلی ما خوش شد چودھری مولاداد خان از احوال شما خبر داده است اگر شما این دو شعر را کہ ما نظم کردیم بہ حضور قلب بعد از نماز پنجگانہ سہ بار بخوانید از لطف حق امید وارم کہ مشکل آسان خواہد شد۔

حَسْبِيَ اللَّهُ فِي الْحَيَاتِ وَفِي سَكَرَاتِ الْمَمَاتِ وَاللَّعْدِ

وَهُوَ نِعْمَ الْوَكِيلُ يَكْلُوْا بِي فِي تَهَارِيٍّ وَلَيْلَتِيٍّ وَغَدِ

یعنی اعتمادم ہست بر ذات احد در حیات و در ممات و در لحد

کار ساز و حق فظم شد کردگار زان برستم از غم لیل و نہار

چون حضرت ایشان این دو مبارک شعر را نوشتہ بہ عبدالعلی دادند ایشان آن رقعہ را بہ چشم خود نہادہ بوسہ دادند و سہ دینار سمرخ بہ صدعا جزی پیش کردند و گفتند حضرت والا! شاید شما ہدیہ نہ دارم۔ برائے حضرات صاحبزادگان این ہدیہ پیش می کنم۔ حضرت ایشان از آن جا آمدہ شب در نمائش گاہ بہ سر بردند و روز دیگر ماہر سہ برادران را با خود گرفتہ در سیارہ بہ دہلی تشریف آوردند۔

ملحدے مسلمان می شود | حضرت ایشان قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ در ۱۳۳۶ھ بہ نمائش گاہ تشریف بردند و بعد از بست و ہفت سال بہ روز و شنبہ ۲۵

رمضان ۱۳۶۳ھ (۳ ستمبر ۱۹۴۵ء) چودھری خدا بخش بہ خانقاہ شریف آمد۔ اولاً بہ مزارات مبارکہ رفت و عرض سلام کرد و فاتحہ خواند و یاز نزد عاجز آمد و گفت خانہ من در دہے نزد بلند شہر است۔ در دہہ مایک برہمن بود۔ من از خورد سالی نزد دے می رفتم مرا بادے محبت شد و مذہب دے قبول طبعم شد۔ من علی الاعلان رسول خدا را صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پیش مسلمانان بدی گفتم۔ عمر من بست و سہ یا بست چہار



ساله بود که بر دروازه تماشای شخصی را در عرب دیدم. با ایشان سه فرزندان و یک شخص دیگر نشسته بود، و یک افغانی نزد سائق بود. مردمان بر عرب هجوم آورده بودند و هر یک خواهش می کرد که دست خود را به ایشان برساند، به نظر من چنین درآمد که از آسمان ملکه نزل کرده در عرب نشسته است. من بسیار سعی کردم که دست خود را به ایشان برسانم لیکن نتوانستم و عرب روان شد من از مردمان پرسیدم که این مرد نوری که بود گفتند ایشان حضرت شاه ابوالخیر اند که در دہلی سکونت دارند من همان دم در دل خود گفتم اگر به دہلی رفتم شد به زیارت ایشان خواهم رفت. آن روز در دہلی من نور اسلام روشن شد و پروردگار فضل فرمود که من مسلمان شدم و من امروز با اول به دہلی آمدم ام نزد جامع مسجد درباره حضرت ایشان دریافت کردم. مردم گفتند که حضرت ایشان رحلت فرموده اند و در خانقاه شریف مزار مبارک ایشان است اگر چه من در حیات مبارک ایشان ندیدم لیکن بر مزار مبارک ایشان رسیدم و فاتحه خواندم. خدا بخش برائے حضرت ایشان دعا ها می کرد. ترجمہ اللہ۔

**حادثہ ریل** | معمول حضرت ایشان بود که یک صالون قطار آہن را کہ چهار عجلات می داشت برائے خود از دہلی تا کوٹہ و از کوٹہ تا دہلی مخصوص می کردند و در راه به ہیچ جائے تبدیلی نمی شد چونکہ صالون خورد می بود در قطار سریع اتصالش نمی شد بلکہ در قطار بطی کہ بہ راہ سہاسٹہ و بھٹنڈہ می رفت الحاق آن کردہ می شد و این صالون چند ساعت در سہاسٹہ و چند ساعت در روہڑی بہ انتظار قطار دیگر استا می بود۔ در سال ۱۳۳۸ھ دوم صفیووم پنجشنبہ (۲۴ اکتوبر ۱۹۱۹ء) حسب معمول حضرت ایشان از کوٹہ بہ دہلی در صالون خورد مخصوص روانہ شدند۔ عند الصبح الصادق قطار بہ روہڑی رسید و صالون حضرت ایشان را یک قاطرہ بہ جہتہ بروہاستادہ کرد۔ عمال قاطرہ را از صالون منفصل کردند و قاطرہ روان شد۔ صالون بہ جہتہ شرق کہ قدرے انحادداشت غلطیدن شروع کرد۔ عمال سنگ ریزہ ہا بر خط آہن می نہادند تا کہ صالون بر جائے خود قائم گردد۔ لیکن حرکت صالون دراز زیاد بود۔ قاطرہ کہ صالون را آورده بود بر خط آہن دیگر بود۔ عمال بہ سائق قاطرہ گفتند تا جہت شرق رفتہ راہ را بگیرد۔ صالون بہ مقام اتصال خطوط قریب شدہ بود کہ قاطرہ در حرکت درآمد و سائق سعی کرد کہ قاطرہ را بہ سرعت از مقام اتصال بگزارند چون قاطرہ بہ مقام اتصال رسید کنج شمال شرقی صالون نیز قریب رسیدہ بود لہذا اصطدام شدید واقع شد۔ قاطرہ از مقام اتصال درگشت و صالون از خط آہن فرو آمدہ بر دو عجلات جنوبی بنوعی قائم شد کہ پائیدان زیرین حصہ جنوبی متصل بہ زمین شد و حصہ شمالی صالون بہ ہوا متعلق ماند بہ نوعی کہ عجلات شمالی بہ اندازہ یک گز از زمین بالا بود۔ این آن وقت بود کہ خبیطہ تمیض از خبیطہ استود بہ امتیاز رسیدہ بود و دروے صالون شرقاً و غرباً بود۔



ماہر سہ برادر مع حاجی ملا احمد خان مسہ خیل در غرفہ شرقی و حضرت ایشان مع حضرت والدہ ماجدہ و خومہان در غرفہ غربی بودند نشست گاہ حضرت ایشان بہ جہت شمال بود کہ از زمین بالا رفتہ بود و روئے ایشان بہ جہت غرب۔ بر حضرت ایشان کیفیت طاری بود و در ان احوال "بڑی برکت خدا کے نام میں ہے۔" میخواندند۔ یعنی در نام پاک پروردگار بے برکتہاست۔ حضرت ایشان تبسم کنان این مصرع میخواندند کہ محافظ کلان محظّطہ کہ انگیزی بود مع جمیع از ملازمین و پنج ششش افراد بولیس حاضر شد۔ چون کیفیت صالون را ملاحظہ کرد۔ گفت حیرانم کہ این صالون چہ گونہ بر دو عجلات قائم است۔ حضرت ایشان در جواب ہمان مصرع آورد و خواندند و تبسم می فرمودند۔ افسر انگیزی از احوال حضرت ایشان حیران ماند۔ ہمان وقت برائے حضرت ایشان و جمیع افراد انتظام قطور و چائے کرد و من بعد ہر وقت کہ حضرت ایشان بہ رو ہٹری می رسیدند بے برائے سلام می آمد و چائے بسکٹ می آورد۔

**راہ لاہور** | بعد از حادثہ ریل حضرت برادر کلان در خدمت حضرت ایشان عرض کردند اگر سفر در قطار سریع کردہ شود بہتر است۔ در لاہور تبدیلی ریل خواہد شد۔ چنانچہ از اواخر رجب ۱۳۳۸ھ (اپریل ۱۹۲۰ء) تا اوائل ماہ مبارک میلاد ۱۳۴۱ھ (اواخر اکتوبر ۱۹۲۲ء) شش بار سفر بہ راہ لاہور شدہ۔ بار اول یک شب در مال روڈ قیام کردند از االیان لاہور کہے را علم نہ شد۔ و بار دیگر ہشت روز در خانہ عبدالعزیز وکیل۔ یکی دروازہ و باز چار مرتبہ در انچھرہ در جائے میان قمر الدین و برکت علی۔ تہ جمہما اللہ۔

**میان شیر محمد شریقی و مولانا رفیع احمد شاہ امام** | بہ ماہ صفر ۱۳۳۹ھ (اکتوبر ۱۹۲۰ء) چون حضرت ایشان از کوئٹہ

بہ دہلی می آمدند ڈاکٹر اشفاق محمد ام تسری کہ مخلص صادق حضرت ایشان بود۔ موقع را غنیمت شمرده برآ قیام حضرت ایشان خانہ عبدالعزیز وکیل را در لاہور مہیا کردند کہ در یکی دروازہ بود۔ قیام حضرت ایشان ہشت روز در آن جا بود۔ از کوئٹہ چند مخلصین تالاہور آمدند و از دہلی چند مخلصین بہ استقبال حضرت ایشان رسیدند۔ اہالی لاہور جوق در جوق برائے زیارت می رسیدند۔ روزے حضرت ایشان برگریسی ہندی کہ آن را "مونڈھا" گویند در صحن خانہ نشستہ بودند از زائرین خانہ پر بود کہ مرد پاک مشرب و پاک طینت جناب شیر محمد شریقی تشریف آورد۔ بر سر مبارک حضرت ایشان عرق چین و برتن قمیص خورد۔ بعد و چہان مبارک ایشان بند بود کہ مولانا شیر محمد آمدند چون نظر ایشان بر جمال مبارک۔ اذرا و اذرا ذکر اللہ۔ افتاد بے خود شدہ پا ہائے مبارک حضرت ایشان را کہ بر زمین آویزان بود بہ ہر دو دست



خود گرفتہ چشم بند کردہ بنشستند۔ ہر دو پاک نفوس بہ سیرِ موطنِ مقدسہ مصروف بودند و خلقِ خدا بر چہرہ ہائے مبارکہ ایشان انوارِ الہیہ را دیدہ میجوئود، تقریباً نصف ساعت برین کیفیت گزشت۔ چون مولانا مخلص شدند حضرت ایشان بہ حاضرین گفتند: "شیر محمد شیر پنجاب است"۔ ایشان خلیفہ امیر الدین، خلیفہ سید امام علی شاہ خلیفہ سید حسین علی شاہ خلیفہ حاجی احمد خلیفہ خواجہ زمان، خلیفہ شیخ محمد خلیفہ خواجہ زکی خلیفہ خواجہ حنیف خلیفہ حضرت عبدالاحد و حدت بودند، روزے سفر می کردند کہ یک سکہ را در محطہ دیدند بے اختیار دست خود را بر رویش فرد آورده گفتند: این ریش تو ریش مسلمانان است۔ آن سکہ از قول ایشان بر ہم شد و چیزے سخت و مست گفت، جناب ایشان در صالونے داخل شدند و آن سکہ بہ جائے دیگر نشست۔ قطار روان شد و در احوال سکہ تغیر و نمود۔ در محطہ دیگر جناب ایشان را تلاش کردہ بہ خدمت ایشان رسید، و مسلمان شدہ داخل سلسلہ گشت۔ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی۔ مولانا شیر محمد بعد از دو روز ہمراہ جناب رؤف احمد شاہ امام جامع قلعہ گوجر سنگھ، برائے زیارت آمدند۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را بر شانہ رؤف احمد شاہ نہادہ فرمودند: "شاہ صاحب عجب دل است"۔ و باز بہ مولانا شیر محمد فرمودند: "شیر محمد امروز چہ شدہ"۔ ایشان عرض کردند: "نعم یا سیدی سستی واقع شدہ۔ حضرت ایشان فرمودند: "اگر چہ مشائخ قدیمہ و اراحوال نیند تا ہم مقام شکر پروردگار است و احوال غنیمت اند"۔ این فرمودہ برائے ہر دو پاک مشربان و صاف کیشان دعا ہا کردند: "قَدْ سَنَّ اللّٰهُ اسْرَارَهُمْ"۔ مولانا شیر محمد دوبار بہ اچھرہ نیز برائے ملاقات حضرت ایشان رسیدہ اند۔

**حضرت طاہر بندگی** | روزے در خانہ عبدالعزیز وکیل نماز عصر خواندہ حضرت ایشان مصروف

علقہ بودند کہ یک بارگی سر مبارک برداشتہ فرمودند کہ مزار پُر انوار حضرت مولانا طاہر بندگی کجا است۔ ڈاکٹر اشفاق محمد برائے بردن حضرت ایشان بہ امر تسر بہان روز بہ امر تسر رفتہ بودند۔ برادر کلاش ڈاکٹر شوق محمد عرض کرد کہ در قبرستان مزنگ است۔ و آن جائے بسیار دور نیست۔ حضرت ایشان فرمودند کہ آن جا رفتن است۔ شخصے عرض کرد۔ وقت غروب آفتاب قریب است۔ فرمودند نماز شام بہان جامی خوانیم۔ و حضرت ایشان بہان دم بہ بہان عرق چین و میص خورد استادند و پایادہ روان گشتند۔ بہ اندازہ صد گز رفتہ باشند کہ یک ہندو مع دوستان خود پیش روے حویلی خود برکرا سی ہندی نشستہ بود۔ چو حضرت ایشان را دید۔ دست بستہ استاد و عرض کرد۔ حضرت تقدیسے این جا توقف فرمایند۔ چنانچہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر ہر کرا سی نشستیم۔ حضرت ایشان خاموش بودند و چشمان مبارک حضرت ایشان بند بود۔ بعد از لحظات عربہ آمد۔ در عربہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و



حافظ عبدالحکیم سوداگر حضرت دہلوی شہسختیم و نزد سائق یک مخلص افغانی۔ ڈاکٹر شوق محمد و دیگر افراد سائق عربہ مایان را از محل وصول آگاہ کردہ برائے خود بہ تلاش عربہ ہاشند و عربہ مایان روان شد، بہ نزدیکی مزار پرنوار مقام اتصال چہار را ہا است۔ سائق بر راہ شمال رویہ روان شد حضرت ایشان یکبارگی چشمان مبارک خود را واکردہ فرمودند، این (سائق) مایان را کجای ہر۔ ببینید، ببینید حضرت این جا استادہ می فرمایند من بہ این سو ہستم، صاحبزادہ شہا کجای روید۔ و قلیکہ حضرت ایشان این جا استادہ فرمودند شاہ بہ جہت غرب کردند۔ مرد پاک طینت حافظ عبدالحکیم دہلوی کلام حضرت ایشان را بہ سائق گفتند۔ سائق گفت من بر راہ درست می روم، حضرت ایشان کلام سائق شنیدہ خاموش شدند اما آثار اضمحلال بر بشرہ مبارکہ ظاہر شد عربہ دود گز یا قدرے زاندر رفتہ باشد کہ سائق عربہ استادہ کرد و گفت۔ فی الواقع من راہ غلط کرد ام۔ و عربہ را گشتانہ بہ ہمان جائے آورد کہ حضرت ایشان از غلط روی وے آگاہ کردہ بودند و بہ ہمان جہت روان شد کہ حضرت ایشان بہ آن جہت اشارہ فرمودہ بودند و درین اثنا بر بشرہ مبارکہ آثار مسرت ظاہر و باہر بودند و چہرہ انور کا لیدر التمام روشن و منور بود۔ اندرین اثنا ڈاکٹر شوق محمد مع چند رفقا رسیدند و حضرت ایشان از کیفیت ایشان را آگاہ کردند و نزد مزار پرنوار یک مسجد خورد است حضرت ایشان اولاً بہ مسجد شریف رفتہ نماز شام خواندند و باز بہ مزار شریف حاضر شدہ۔ سلام مسنون عرض کردند و باز بہ ادب تمام دوزانوشتہ سورہ ملک بہ کمال خشوع و نیاز مندی بہ آواز بلند خواندند و قد مراقب نشستند و باز بہ ہر دو دستہائے خود مزار پرنوار را مسح فرمودہ بر سر و روی خود مسح کردند و بہ ادب نیاز تمام از انجا معاودت فرمودند۔ آن وقت چشمان مبارک ایشان سرخ بود و تا یک زمان حضرت ایشان در احوال خود ماندند۔

چوں بادہ شوق تو کند بَرّاتی گرد تن و روح جملہ مست ساقی

تن مست شمرای مع مست ساقی آن گرد فانی و این بگرد باقی

**مقبرہ جہانگیر** ایک بار میان قمر الدین، حضرت ایشان را بہ مقبرہ جہانگیر بردند حضرت ایشان بر آقا مقبرہ کہ مسلح و جائے فرحت بخش بود قدرے مشغول بہ ذکر شریف شدند اندرین اثنا از جہت جنوب مشرق آواز لالائے اَللّٰہ بلند شد۔ کسے بہ ذوق و شوق تمام بہ ذکر شریف مشغول شدہ بود حضرت ایشان متوجہ بہ ذکر شریف شدند و فرمودند۔ کسے از یک بندگان پروردگار بطریق حضرات قادرہ قدس اللّٰہ اَسْمَاءُ هُمْ مشغول ذکر شریف شدہ است، و حضرت ایشان برائے آن پاک نفس دعا ہا کردند۔ وَالِدُ عَائِلَةٍ مِّنْ غُلَامٍ مُّسْتَجَابٍ۔

(متعلق بہ سفر امرتسر صفحہ ۲۱۱ ملاحظہ کنید)



## بہ دھوراجی

میں ہائے ممبئی و کاٹھیاواڑ پر عرس شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ پر سریت شریف می رفتند و در وقت ذہاب یا ایاب بآستانہ خیر جہان نیز حاضری شدند چنانچہ در ۳۳ صفر ۱۲۹۱ ہجری حاجی ہاشم حاجی ولی پسران حسن دادا بہ خدمت شریف رسیدند و عرض کردند کہ در ماہ صفر ۱۲۹۱ زواج اولاد مایان است۔ از حضرت شہا التجامی کہیم کہ بہ آن وقت در حفلہ زواج شرکت فرمائید حضرت ایشان فرمودند کہ اندران ایام مادر کوئٹہ بلوچستان می باشیم۔ حاجی ہاشم عرض کرد کہ من انتظام آورد حضرت شہا از کوئٹہ خواہم کرد و بعد از اختتام حفلہ زواج حضرت شمارا بدہلی می رسانم۔ ان شاء اللہ بہ حضرت شہا تکلیف نہ خواہد رسید حضرت ایشان استدعائے حاجی ہاشم را قبول کردند و بہ چہارم صفر ۱۲۹۱ (۶ اکتوبر ۱۹۱۱ء) سہ نفر از دھوراجی بہ کوئٹہ رسیدند و بہ دوشنبہ ہشتم صفر حضرت ایشان رابع متعلقین با خود گرفتہ از کوئٹہ روانہ شدند۔ یک شب در اچھرہ لاہور و دو شب در دہلی قیام شد و بہ روز دوشنبہ ۵ صفر (۱ اکتوبر) وصول بہ دھوراجی بود۔ آن روز وصول را اگر یوم مشہور گفتہ شود درست باشد از دھام خلّاق از دھوراجی چند محطّات قبل شروع شد۔ دیوانہ وار مردم برائے دیدن انسان کامل، خلیفۃ اللہ فی الارضین بر قطار گرد می آمدند، ہیچ جائے در قطار نہ ماند کہ از پروانہ ہائے شمع انوار الہیہ پر نہ شدہ باشد۔ در حجرہ کہ ماہر سہ برادر بودیم چون از واردین پرسید۔ در یک محطّہ از ان جا پائین شدہ بہ حجرہ حضرت کعبۃ الآمال رفتیم۔ دیدیم کہ حضرت والدہ محترمہ و ہر سہ ہمیشہ گان در کنجہ نشستہ اند و مشتاقین حضرت ایشان را محاط اند۔ کسے پائے مبارک ایشان را مالش می کند، کسے دست مبارک ایشان را گرفتہ کسے جا مہائے ایشان را بر دید ہائے خود می مالد کسے زار و قطاری گریہ کسے نعرۃ اللہ اکبر بلند می کنند مایان بہ جہت زاویہ نشاستیم۔ چون کہ با مہائے صالونات از خلّاق پُر بود قطار سکتہ الحدی ہم بہ احتیاط سائر بود۔ در محطّہ دھوراجی از دھام خلّاق بیش از بیش بود۔ از کثرت خلّاق وجوش و نعر ہائے ایشان منتظمین حیران ماندند۔ بالآخرہ۔

درین دریائے بے پایان رین طوفان شرافزا سرفگندیم بسم اللہ فجرِ نبیہا و مرسا ہا

جماعتی از منتظمین حضرت ایشان را در دائرہ گرفتہ بہ وقت تمام تاسیاریہ رسانند۔

حضرت برادر کلان با حضرت ایشان بودند۔ این عاجز و برادر خود را یک جماعت منتظمین بہ صد زحمت تقریباً در ریح ساعت بستیاریہ کعبۃ الآمال رسانید۔ عاجز از منتظمین و دیگر افراد شنیدہ کہ این اجتماع مردم از صد ہزار بیش بودہ۔ از محطّہ تا قیام گاہ از بام خانہا باران گلہا و در اہم بودہ۔ حاجی ہاشم و حاجی ولی یک عمارت عالی شان را کہ دو منزلہ بود برائے حضرت ایشان تہیہ کردہ بودند در حصّہ رضی



یک غرفہ وسیع دکشادہ برائے نشست حضرت ایشان بود و دوسہ غرفہا برائے مخلصین کہ از میرٹھ و دہلی ہم سفر شدہ بودند و یک مطبخ و طبابخ و پنج شش نفر منتظمین شب و روز حاضری بودند و بالاخانہ برائے سکونت حضرت ایشان و مایان بود ہشت روز قیام حضرت ایشان در انجا بود و درین عرصہ مخلصین جیت پور برائے یک شب حضرت ایشان را بہ جیت پور در ستارہ بردند آن جابر کنارہ رودی اقامت گاہ بود بسیار جائے مفرح و دلکش چون کہ مزار آب حصہ کی ہی بود و آب در سنگ ریزہا روان بود لہذا بسیار پاک صاف بود علی الصبح چون ماہر سہ برادران از خواب بیدار شدیم دیدیم کہ حضرت ایشان وضو کردہ از جہت مجری المیاء می آیند و می فرمایند: بچہا بسیند چہ جائے خوب و آب روان است، بروید و وضو کردہ بیائید و چون مایان وضو کردہ آمدیم حضرت ایشان امامت کردند، دوسہ نفر دیگر ہم شریک عمت بودند آن جائے پرسکون و دلکش و آن وقت مبارک و آن نماز بانیا حضرت ایشان سبحان اللہ چہ وقت بودہ قدس اللہ سیرۃ و نور صریحہ۔

**دعوت راجہ** | بہ روز دوشنبہ ۲۲ صفر ۱۲۴۲ (اکتوبر) حضرت ایشان از دھوراجی برائے دہلی روانہ شدند چند محطہ قطار گزشتہ بود کہ بہ یک محطہ دستہ فوج استادہ بود و یک جوان خوش قامت و خوش لباس پیش دستہ فوج استادہ بود و در پہلوئے جوان یک شخص دیگر در لباس رسمی بود چون قطار استادہ دستہ فوج بہ حضرت ایشان سلامی داد و باز ہر دو افراد نزد حضرت ایشان آمدند حضرت ایشان نزد شباک نشستہ بودند یکے اذ ایشان بہ جانب دیگر اشارہ کردہ گفت کہ ایشان جناب ولی عہد اند و پدرا ایشان امیر صاحب اند ولی عہد پیش آمدہ مصافحہ کرد و گفت کہ پدر من مریض اند و خواہش دارند کہ جناب شما دعوت ایشان را قبول فرمائید و یک دوشب این جا قیام کنید حضرت ایشان بہ محبت و نرمی فرمودند: شامی بلینید کہ من با اہل و عیال و رفقا و سامان روان ہستم و ہمالون قطار تادہ ملی مخصوص شدہ اندرین احوال معذورم۔ اگر شما بہ دھوراجی احوال می فرستادید از آن جابر برائے یک شب آمدن آسان بواز جانب من پدید خود را سلام برسانید ما دعای کنیم کہ پروردگار ایشان را شفا دہد۔ ولی عہد این کلام شیرین ایشان شنید و سر نیز خم کرد و دستہ فوجی سلام پیش کرد و قطار روان شد۔

**بہ پانی پت** | غلام اکبر معروف بہ اگر و فقیر ولد محمد ایاز قوم انجیل ملیزی ساکن کٹوا از مخلصین پاک نہاد صاحب جذبہ صاحب نسبت، صاحب ولایت را حضرت ایشان بر مزار مبارک بزرگان دین می فرستادند و می گفتند سلام مرا عرض کنید و ہر چہ ایشان فرمایند



آمدہ بہ ما بگوئید چنانچہ در ۱۳۳۴ھ حضرت ایشان غلام اکبر را بہ خدمت حضرت ابو علی قلندر بہ پانی پت فرستادند غلام اکبر از پانی پت آمدہ عرض کرد کہ حضرت قلندر فرمودند خود شش نہ می آید و مریدان را می فرستد حضرت ایشان بعد از استماع این پیام قصد پانی پت کردند و آن جادو خانہ نواب زادہ فاخر احمد خان انصاری در محلہ قاضیان سہ شب قیام فرمودند این خانہ از حضرت قاضی شمارا اللہ بودہ حضرت ایشان چون درین خانہ داخل شدند بہ وقت نظر در چار اطراف دیدند و فرمودند کہ مراد است کہ حضرت جد امجد ما بہ وقت رفتن بہ حریم شریفین این جا قیام فرمودہ بودند و آن زادو یہ را نشان دادند عاجز گوید کہ این واقعہ در ۱۳۳۴ھ بودہ و در آن وقت سن مبارک ایشان دو سال بودہ فاخر احمد خان و تمام افراد متحیر بودند کہ حضرت ایشان واقعات آن سن یاد دارند ذلک الفضل من اللہ حضرت ایشان بر مزار پرنوار حضرت قلندر رفتند و بہ خدام حضرت قلندر دو صندرو پیہ دادند و بر مزار حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء قاضی شمارا اللہ و شمس الدین ترک قدس اللہ اسرار ہم حاضر شدند و با ہزاران فتوح از آن جا بہ دہلی مراجعت فرمودند و کان ذلک فی اواخر شہر ربیع الآخر۔

**بہ سعد آباد** نواب لطافت علی خان رئیس سعد آباد مخلص صادق حضرت ایشان بود در ۱۳۳۹ھ رحلت کرد و قبل از ارتحال بہ فرزند خود کرامت علی خان گفت کہ اگر حضرت پیر و شرم را یک بار بر سر تربت مایاری کہ یک مبارک نظر ایشان بر تربت افتد از حق من آزاد هستی و پروردگار ترا اجر ما خواهد داد کرامت علی خان در محفل مبارک میلاد شریف در ۱۳۳۹ھ حاضر شد و بہ چودھری مولاداد خان خوجوی اطہار مافی الضمیر کرد و خواہش کرد کہ حضرت ایشان را بہ نوعی برائے تشریف بردن بہ سعد آباد عرض کنند کہ حضرت ایشان رضا مند شوند و کرامت علی خان بہ خانہ خود رسیدہ بہ حضرت ایشان عریضہ ارسال کرد حضرت ایشان حسب معمول بعد العشاء الآخرہ از عریضہ کرامت علی خان در حلقہ بیان کردند چودھری مولاداد خان کہ مرد فہیم و مزاج دان حضرت ایشان بود و موقع را غنیمت شمرد عرض کرد کہ سعد آباد جائے سیر و تفریح است اگر حضور انور تشریف بہرند خوش خواہند شد چنانچہ حضرت ایشان مع متعلقین و مولوی سردار احمد وکیل مجددی را امپوری دھادہ سعید الزبیر مجددی کہ در مغلیہ دہلی قیام داشت و مولوی بخش اللہ دہلوی و چودھری مولاداد خان خوجوی و سید امجد علی شاہ سردھنوی و در تن لال دہلوی و سہ نفر از مخلصین افغانستان بہ روز دوشنبہ ۲۵ ماہ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ (۲۶ دسمبر ۱۹۲۱م) قبل از زوال از دہلی روان شدہ تا عصر بہ سعد آباد رسیدند و یک ہفتہ آن جا قیام فرمودند روزے در صبح چون از جائے حضرت ایشان فارغ شدند بیرون تشریف آوردند و فرمودند



شاید این باغ است۔ چودھری مولاداد خان عرض کردند۔ نعم یا سیدی این باغ است و روشِ خوبِ ارد۔ اگر حضور چند قدم سیر بفرمایند خوب است۔ چنانچہ چودھری صاحب حضرت ایشان را بہ آن راہ بردند کہ از نزد قبر لطافت علی خان می گزشت۔ حضرت ایشان حسب معمول در احوال و در کیفیات خود بہ آہستہ خرامی مصروف بودند۔ چون بہ قرب تربت رسیدند۔ کہ آن جناب را متوجہ کرد و چودھری صاحب عرض کرد۔ این تربت لطافت علی خان است۔ حضرت ایشان استادند و اولاً بہ سوئے تربت دیدند و باز سلام سنون و فاتحہ مختصر خواندند و دعائے مغفرت فرمودند۔ تمنائے لطافت علی خان صورت واقعی پیدا کرد۔ **ہیئالہ ثم ہیئالہ۔**

بر سرِ خاک مایہ نغمہ عشق را سترَا      کہ جذبات شوق تو نعرہ ز خاک بر زخم

بعد ہزار سال اگر بر قبیرم گزر کنی      مشک شود غبار من روح شود ہمتہ تنم

**بہ اکبر آباد (اگرہ)۔** ایک روز کرامت علی خان حضرت ایشان و جمیع افراد را بہ اگرہ بردند۔ حضرت ایشان تاج محل و دیگر آثار قدیمہ را دیدند و باز ہزار مبارک حضرت ابوالعلی حاضر شدند۔

آن جا ہمہ تنہائی بود و از مجاورین و زائرین کہ نہ بودہ حضرت ایشان بہ چودھری مولاداد خان و سردار احمد وغیرہا فرمودند۔ چہ سبب است کہ حضرت ابوالعلی مدارات مانہ کردند۔ کہ بہ مدعائے کلام حضرت ایشان نہ رسید۔ و وقتے زیاد نہ گزشت کہ آمد مردم شروع شد و بہ اندازہ شہت نفر جمع شدند۔ در آن وقت حضرت ایشان فرمودند۔ بنگرید کہ حالا حضرت ایشان مدارات ما کردند۔ تمام رقت متعجب ماندند۔

**محفل مبارک میلاد شریف۔** کرامت علی خان از اگرہ دوسہ میلاد خوانان را طلب کرد و روز پنجشنبہ تمام کردہ بہ شب جمعہ بعد از عشاء آخرہ محفل مبارک منعقد شد۔ مولوی سردار احمد مجددی، سعید الزبیر مجددی، چودھری مولاداد خان و امجد علی شاہ، در تن لال و

کرامت علی خان و یک یاد و نفر از خویشان ایشان و ہر سہ افاغنہ شریک محفل مبارک بودند۔ و در غرفہ متصلہ مستورات بودند۔ حضرت ایشان بہ کمال ادب و زانو نشستن چہان مبارک بند و الذقن ملصق بصدہ الشریف میلاد خوانان آغاز ذکر پاک محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کردند۔ چون بہ ذکر مبارک ولادت با سعادت رسیدند قیام کردند و حضرت ایشان و جمیع حاضرین استادند میلاد خوانان بہ عرض سلام منظوم مشغول شدند و بر حضرت ایشان کیفیت طاری شد، دست بستہ پائے مبارک را آہستہ آہستہ می کو بیدند۔ کرامت علی خان عرق پاشی کرد۔ و عطر خوب بر ہمہ حاضرین مالید و خوشبوئے عود و بنجر کرد۔ حضرت ایشان جنوب رویہ استادہ بودند۔ و بعد از طاری شدن کیفیت آہستہ آہستہ قبلہ رو گشتند۔ حضرت برادر کلان و مولوی سردار احمد و چودھری مولاداد خان و کرامت علی خان چون داشتگی حضرت



ایشان را دیدند، دست یک دیگر مضبوط گرفتہ حضرت ایشان را در حلقہ گرفتند و چون این کیفیت طول کشید، مولوی سردار احمد بہ میلاد خوانان اشارہ کردند کہ خاموش شوند۔ از چشمان مبارک ایشان اشکها جاری بود کہ بر رخسار غلامیدہ ریش مبارک را تر کردہ بر زمین می ریخت و بعد از لحظہ حضرت نشستند و تا یک زمان در احوال خود مستغرق ماندند۔

میلاد خوانان بہ صبح آن شب بہ کرامت علی خان می گفتند کہ مایان در محافل عمومی و خصوصیت از مدۃ العمر میلاد شریف می خوانیم لیکن آن برکات و کیفیات کہ امشب محسوس کردیم، هیچ گاہ نہ دیدہ ایم۔

**مراجعت و شکار** | بہ دوشنبہ سوم جمادی الاولی، دوم جنوری ۱۳۲۲ء بعد از زوال بہ عت یک بہ محطہ روانگی شد۔ در راہ چند آہوان بہ نظر آمدند۔ حضرت برادر کلان و سید امجد علی شاہ تفنگبا گرفته از دو جانب بہ آہوان روان شدند و حضرت برادر کلان یک آہوز دند۔ حضرت ایشان این تماشا را می دیدند و بسیار خوش شدند و فرمودند این آہور را مسلم بہ دہلی بریدہ بہ عت سہ در ربع قطار از سعد آباد روان شد و بہ ساعت ہشت و نیم بہ دہلی رسید۔

**سفر آخرین کوئٹہ** | پش شب پنجشنبہ یکم شعبان ۱۳۲۲ء (۲۹ مارچ ۱۹۲۲ء) از دہلی بہ لاہور و یک شب در اچھرہ قیام کردہ بہ روز شنبہ بہ کوئٹہ رسیدند۔ در اد اخیر جمادی الآخرہ بقضار اللہ و قدرہ یک واقعہ بظہور رسید کہ حضرت ایشان متا لم شدند و منظور پروردگار بود کہ آخر سال از حیات مبارک ایشان سال تا لم بود۔ و باز در کوئٹہ علالت حضرت والدہ ماجدہ شروع شد۔ و چون مرض شدت اختیار کرد طبیعہ حاذقہ عرض کرد کہ مریضہ را در بیمارستان زنان داخل کنید، چنانچہ قیام حضرت والدہ صاحبہ در مستشفی شد۔ و ہمیشہ محترمہ کلان برائے تیمارداری ہمراہ ایشان در مستشفی بودند۔ چند وقت نہ گزشتہ بود کہ ہمیشہ محترمہ بہ رنجوری چشمان مبتلا شدند۔ طبیعہ ہر تدر علاج کرد۔ فائدہ نہ شد۔ چون خوف زوال بصارت پیدا شد۔ حضرت ایشان از دہلی حکیم محمد شفیع معالج چشم را طلب کردند۔ حکیم صاحب در علاج چشم بکتائے روزگار بود۔

حضرت ایشان در ہفتہ بہ روز یک شنبہ ساعت دہ صبح برائے عیادت حضرت والدہ صاحبہ بہ مستشفی تشریف می بردند۔ و ماہر سہ برادر با حضرت ایشان می رفتیم۔ ہمیشہ گان انتظام چائے می کردند۔ بہ اندازہ یک ساعت آن جا توقف می کردند۔ این سلسلہ علاج و معالجہ تا آخر روز حیات ایشان باقی ماند۔ در ہر ماہ زائد از یک ہزار روپیہ درین سلسلہ صرف می شد۔

حضرت ایشان در دو سالہائے آخر برائے تفریح "باغ تولہ" را منتخب کردند۔ این باغ



بہ جهتِ مریاب بہ فاصلہ چہار میل از کوٹہ واقع بود۔ تولد از قندھار آمدہ در کوٹہ آباد شدہ بود۔ اگرچہ ہندو بود اما از دل و جان معتقدِ حضرت ایشان بود۔ این باغش در یک زمان فی الواقع باغ بود لیکن فیما بعد کاریز خشک شد و باغ ویران گشت۔ چند درخت از زرد الو ماندہ بود۔ این جائے بے گیاه و پرغبار چونکہ گوشہ سکون بود۔ مرغوبِ حضرت ایشان شد۔ تولد مردہ بود پس رش زندہ بود۔ حضرت ایشان نزد وے احوال فرستادند کہ ما خواہش داریم کہ برائے تفریح بہ باغ شمار ویم۔ وے گفت۔ خوش نصیبی ما است کہ حضرت صاحب آن جاتشریف بر نہ چنانچہ حضرت ایشان در دو سالہائے آخر بہ آن جاتشریف می بروند می فرمودند۔

بہشت آن جا کہ آزارے نہ باشد کسے را با کسے کارے نہ باشد

ماہر سہ برادر و جناب ملا امان اللہ و ملا منظر شہوانی و ملا صاحب خان قمبرانی و حاجی نادر بڑہی بیرون باغ در جائے نشستیم و حضرت ایشان بہ ذکر و فکر مشغول می بودند برائے نماز شام میان می رسیدیم و بعد الصلاۃ بہ خدمت ایشان نشستیم۔ روزے بعد الصلاۃ بر صلی ہم چنان بہ حال قعدہ چشم بند کردہ نشستہ بودند بہ آواز بلند خواندند۔

امام اہل دینی یا محمد      سراج المرسلینی یا محمد  
طواف می کند اہل سادات      تو بر روی زمین یا محمد  
بہ درگاہت نیاز اہل عالم      تو بے شک نازنینی یا محمد

وقتے کہ حضرت ایشان اس سہ بیت خواندند و کلمہ یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) می فرمودند ہر دو دست مبارک را برداشتہ بہت آرام بہ ادب و نیاز تمام اشارہ می کردند محسوس می شد کہ حجابات بالکلیۃ مرفوع شدہ اند و حضرت ایشان در بارگاہ رسالت عرض نیاز می کنند۔ باغ تولد اگرچہ برائے دیگران ویران خاک دان بود اما برائے حضرت ایشان دار النعم و الراحة بود۔ مجلسے کہ بعد نماز شام می بود عجب شیرینی و حلالت می داشت۔ حضرت ایشان احیاناً اشعار حضرت مولانا سید حبیب الرحمن ردو لوی و گاہے اشعار حضرت والد بزرگوار خود و گاہے از اشعار خود می خواندند۔ گاہے بہ اردو گاہے بہ فارسی گاہے بہ عربی۔ در اشعار عربی گاہے از جائے استفسار می کردند و استاد مایان جناب ملا امان اللہ چیزے می گفت۔ و لطفہا می برداشت۔ روزے حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ اے زید بیاض خورد و قلم ہمراہ خود داشتہ باش۔ اشعارے را کہ می شنوی نوشتہ باش۔ چنانچہ این عاجز آن اشعار را می نوشت۔ ہر گاہ عاجز آن بیاض را مطالعہ می کند آن وقت و آن جا و آن صحبت بہ یاد می آید۔ و علاوے فوق العادہ در ہا



خود محسوس می کند، روزی هفت شعر عربی از حضرت استاد خواندند عاجزان اشعار را تبرکاً نقل می کنند

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي كَيْفَ يَصْحَوْ قَوَادِ  
وَشَدَّ رِحَالُ الزَّائِرِينَ لِيَوَادِ  
تَأَلَّقَ بَرْقٌ مِنْ جَمِيٍّ هُوَ يَتُهُ  
فَلَمْ يُبْقِ لِي قَلْبًا فَكَيْفَ التَّشَادِ  
وَمَعْدَرَةٌ مَتْنِي إِلَى مَنْ يَلُومُنِي  
إِذَا طَارَ بِي شَوْقِي لِأَرْضِ سَعَادِ  
أَتَحْسِبُ أَنَّ الصَّبَّ يَسْتَأْمِرُ الْجَحَى  
وَقَدْ قَادَهُ دَاعٍ وَأَطْرَبَ حَادِ  
وَهَلْ يَسْتَجِيرُ الْمَرْءُ عِنْدَ ارْتِحَالِهِ  
إِلَى خَيْرِ خَلْقِ اللَّهِ نَرَيْنِ الْعِيَادِ  
كُنْ شَرَفًا آتِي الْوُذُ بِحَضْرَةٍ  
مُقَدَّسَةٍ الْإِعْتَابِ ذَاتِ عِمَادِ  
هِيَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى لِمَنْ ضَاقَ ذَرْعُهُ  
هِيَ السَّنْدُ الْوَدْقَى عَلَيْهَا عِمَادِ

به دوران قیام کوئته در سال آخر روزی خان قبیلہ بختیار برائے ملاقات

خان قبیلہ بختیار آمد اگرچه این خان از اتباع مملکت ایران بود۔ اما اندران ایام آن حصہ زیر تصرف انگلیسہا بود۔ لہذا ہمراہ خان چار پنچ باودی فوجیہا بودند و خود خان ہم در لباس رسمی بود۔ وقت عصر بود کہ خان آمد۔ در آن وقت عربیہ استادہ بود و وقت برآمدن حضرت ایشان بود تا برائے تفریح تشریف ببرد مخلصان خان را از عربہ قدرے دور تر استادہ کردند چون حضرت ایشان برآمدند ملائیک نظر بسم اللہ خواندہ عرض کردہ حضور خان بختیار برائے زیارت آمدہ۔ حضرت ایشان برین اطلاع توقف فرمودہ نظر برداشتہ خان را دیدند و باز "خان و سردار را نہ می شناسم من خود خانم و سردارم" گفتہ در عربہ سوار شدند۔ این خان چار پنچ بار برائے زیارت آمد و نوبت آخر نہ باوے فوجی بود و نہ بر تنش لباس رسمی و بیرون دروازہ قیام گاہ حضرت ایشان بروئے خاک لب راہ نشیستہ بود۔ لیکن حضرت ایشان ویرا شرف ملاقات نہ بخشیدند۔ بعد از دو سال کہ ۱۳۴۳ھ بود این عاجز در کوئتہ بود و حضرت برادر کلان و برادر خورد از وجہ ضرورتے بہ دہلی آمدہ بودند کہ آن خان برائے ملاقات آمد و باعاجز ملاقات کرد۔ عاجز بہ وے گفت۔ اے خان راست بگو۔ چہ علت بود کہ حضرت ایشان قدس سرہ شمارا شرف ملاقات نہ بخشیدند۔ آیا خیال فاسدے در دل شما نہ گزشتہ بود۔ خان گفت۔ من این خیال کردہ حاضر شدہ بودم، کہ من خان یک قبیلہ ام و با من فوجیہا اند۔ لہذا حضرت ایشان مدارات منجما ہند کرد۔ و من یقین دارم کہ از وجہ این خیال فاسد، حضرت ایشان بہ سونیم التفاتے نہ کردند و سر مودند۔ خان و سردار را نہ می شناسم من خود خانم و سردارم۔ وقتے کہ خان این بیان می کرد از چشمانش اشکها می ریخت و باز گفت۔ برایم این شرف بسیار است کہ حضرت ایشان را از دور زیارت کردم و امروز در



قیام گاہ حضرت ایشان دست بوسی فرزند حضرت ایشان میسر شد رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی وَ اَجَزَهُ عَلٰی  
حَسَنٍ عَقِيدًا وَ خَيْرًا

**سفر محمد اسماعیل خان** | محمد اسماعیل خان محمدزی در کوئٹہ املاک کثیر داشت، تقریباً

یک صد خانہ برائے ایجار و یک قصر عالی شان دو منزلہ برائے  
خود ساخته بود۔ این قصر دو حصہ داشت، یکے نشست گاہ و دیگرے حرم سرا۔ محل وقوع این قصر نزد  
خانہ حضرت ایشان بود۔ محمد اسماعیل خان بسیار کوشش کرد کہ حضرت ایشان این قصر را قبول فرمایند  
لیکن کامیاب نہ شد۔ در کسب مال و زراعت محمد اسماعیل خان بے احتیاطی واقع شدہ بود۔ ازین  
جهت حضرت ایشان ہدیہ ایشان را قبول نہ فرمودند۔ نہ ہدیہ قصر و نہ ہدیہ عربہ و واسطہ نہ زرو نقد۔

خاک نشینی است سلیمانیم      تنگ بود افسر سلطانیم

ہست چہل سال کمی پوش      کہنہ نہ شد جامہ عریانیم

**میر اعظم خان** | در کوئٹہ ساہ سال معمول حضرت ایشان بود کہ بروز جمعہ برائے تفریح بر مزار  
عثمانی و حیدری تشریف می بردند۔ بیان عثمانی و حیدری در خاتمہ در بیان

اولاد صلی خواہد آمد۔ حضرت والدہ صاحبہ و خواہران رانیزی بردند۔ ملا عبد الحلیم بر مزارات ایشان  
چہار دیواری ساخته بودند۔ و آن جا حضرت ایشان بہ ذکر و فکر مشغول می شدند۔ تا وفات ملا عبد الحلیم کہ  
در ۱۳۳۶ ہجری درین معمول فرق نیامد۔ چون ملا عبد الحلیم وفات یافتند و در احاطہ خواہران دفن شدند۔  
یک بار حضرت ایشان بہ آن جا رفتہ اند و باز نہ رفتند۔ یک روز فرمودند کہ عبد الحلیم بسیار عاجزی و  
اظہار مسرت می کند و ما را بہ طرف خود مشغول می کند، ازین جهت ما بہ آن جا رفتن گزاشتیم۔ مسکن میر  
اعظم خان در راہ مزارات واقع بود۔ اعظم خان فرزند خدا داد خان بود کہ امیر بلوچستان بود۔ پسر کلان  
خدا داد خان محمود خان نام داشت، وے رفیق انگلیس ہا ستہ پدر و برادر خود را بہ دست انگلیس داد و  
خودش زیر سایہ حکومت انگلیس شدہ خان قلات گشت۔ اعظم خان آیام نظربندی خود را در کوئٹہ بہ سر می برد۔  
خانہ وے از کوئٹہ بہ فاصلہ چہار و نیم میل بہ جهت غرب بر راہ چین واقع بود و از مزارات عثمانی و حیدری  
نیم میل پیشتر بود۔ چونکہ بہ روز جمعہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بعد از نماز جمعہ مع متعلقین بہ مزارات  
شریفہ تشریف می بردند و آن جا بہ ذکر و فکر مشغول می شدند و میر اعظم خان از دل و جان شیدائے آن جناب  
بود۔ بہ روز جمعہ مع فرزندان خود اکرم خان و احمد یار خان پیش روے خانہ خود بر کراسی می نشستند و  
چون عربہ حضرت ایشان قریب می رسید دست بستہ بہ ادب تمام استادہ می شدند و سر خود را



انخدا دادہ عرض تحیہ می نمودند۔ اعظم خان اسپ سواری را خوش می داشت۔ اگر حضرت ایشان را در جائے می دید بہان وقت از اسپ پائین شدہ دست بستہ می استاد۔ بارے بروز جمعہ حضرت ایشان بہ مزار شریفہ در عربہ می رفتند۔ اعظم خان پیش روئے خانہ خود حضرت ایشان را دیدہ حسب عادت دست بستہ استادہ شدہ از ما برادران یکے عرض کرد کہ اعظم خان استادہ است حضرت ایشان بہ سائق عربہ کہ مظفر نام داشت فرمودند کہ عربہ استادہ کند باز بہ جانب اعظم خان التفات فرمودند۔ اعظم خان این موقع را غنیمت دانست و مع فرزندان و خدم دویدہ بہ خدمت مبارک رسید و عرض کرد اگر قدسے توقف فرمائید مستوجب صدمت گردد۔ حضرت ایشان معروض ایشان را قبول فرمودند و قدسے در خانہ ایشان نشستند۔

**سفیر گل محمد و سردار امیر احمد** | حضرت ایشان در باغ روشن آرا متصل سبزی منڈی، دہلی تشریف فرما بودند کہ سردار گل محمد خان سفیر کابل با سردار

امیر احمد خان حاضر شدند۔ و این اول ملاقات ایشان بود۔ امیر احمد خان از سید عبدالرحمن در بغداد بیعت شدہ بود۔ خطاب سر حکومت انگلیسیہ بہ ایشان دادہ بود۔ چہ در حرب عمومی اول سید عبدالرحمن معاونت انگلیس کردہ عراق را از دست خلیفہ المسلمین کشیدہ بہ دست انگلیسہا داد۔ حضرت ایشان را این واقعہ معلوم بود۔ امیر احمد خان بیان بغداد و سید عبدالرحمن نقیب کرد، حضرت ایشان خاموش ماندند۔ چون امیر احمد نوبت و گریہ آن ذکر مشغول گشت۔ حضرت ایشان سر مبارک خود را برداشتہ بہ قہر امیر احمد خان را فرمودند۔ "لے خبیث پیش من تعریف کد ام شخص می کنی۔ آن شخص کہ از سلطان المسلمین بغاوت کردہ رفیق انگلیسہا شدہ ملک اسلام را بہ دست کفار سپردہ، ہوش کن بار گذر چنین خائنان اسلام پیش مانہ کنی" وقتے کہ حضرت ایشان بہ قہر تمام این کلام می فرمودند۔ گل محمد خان و امیر احمد خان از فرط خوف لرزان بودند و بہ عاجزی و زاری طلبکار عفو شدند۔ و بعد ازین ہر روز ایشان بہ خدمت اقدس در باغ روشن آرا می رسیدند۔ زیرا کہ گل محمد خان قریب باغ بود۔ بعد از پانزدہ سال امیر احمد خان بہ عاجز گشت۔ قربان حضرت صاحب شوم، ہر گاہ کہ آن نگاہ خشکین بہ یاد می آید تنم می لرزد۔ وقتے کہ امیر احمد خان این سخن می گفت از فرط محبت اشکہا می نشت۔ سردار گل محمد خان نیز موجود بودند و دعا ہا برائے حضرت ایشان می کردند۔ آن نگاہ قہر کہ امیر احمد خان بیانش می کرد۔ پردہ ہائے غفلت را زایل کردہ بود و برایش رحمت شدہ بود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَحِمَہُ رَفِیقَہُ گل محمد و رضی عنہما۔



## امیر امان اللہ خان شاہ افغانستان

در ایام شاہزادگی وقتی کہ امان اللہ خان والی کابل بود در خواب حضرت ایشان را دید و یک گونہ تعلق قلبی پیدا کرد۔ و خواست کہ از احوال مبارکہ حضرت ایشان آگاہ شود۔ لہذا چہار نفر را از مخلصین پاک روش حضرت ایشان طلب کرد، یار محمد ولد مرزا خروئی از سرورہ، حاجی ملا احمد خان ولد عبدالکریم مٹہ خیل از کٹواڑ، سید احمد جان لدیہ از خیر کوٹ کٹواڑ ملا خیر اللہ ولد ملا عبداللہ جلال زئی، اندڑ، از پاچگی علاقہ شلگرسہ شب با این چہار افراد، بعد العشاء الآخرہ مجتہد ہا کردہ از احوال و کیفیات حضرت ایشان با خبر شد، بہ شب سیوم یک گونہ اثری نیز بر ایشان ظاہر شد و گفت من مخلص و مرید حضرت ایشانم۔ اندرین ایام قیام حضرت ایشان در کوٹہ بود۔ لہذا بہ صبح شب سیوم عریضہ نیاز با یک تپوے اعلیٰ ساخت کابل و ہم دو پار چہائے کشمیرہ از ساخت کابل و سہ پوست قرہ قولی بہ دست قاصدے بہ کوٹہ فرستاد، چون شاہ شد حاجی ملا احمد خان مٹہ خیل را بہ کابل طلب کرد و بہ دست حاجی صاحب عریضہ نیاز با یک ساعت حبیبی مع سلسلہ طلائی و قطب نماے اعلیٰ بہ خدمت حضرت ایشان بہ ماہ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ فرستادہ، در عریضہ التجا کردہ بود کہ در اوائل موسم بہار، او اخیر اپریل و اوائل ثور بہ کابل تشریف بیارید و بلاد افغانستان را از قدوم میمنت لزوم خود مشرف فرمائید۔ بہ حاجی صاحب نیز این سخن گفتہ بود چنانچہ حاجی صاحب بہ خدمت حضرت ایشان عرض نمود و ساعت و عریضہ پیش کرد و امیر صاحب بہ سفیر خود سردار غلام حیدر خان محمدزی ہدایت کرد کہ بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شدہ دعوت کابل را عرض کند چنانچہ درین سلسلہ چند بار سفیر آمد حضرت ایشان حسب عادت مبارکہ خود بیان این امر بہ مخلصین کردند، و قرار گرفت کہ شیخ غلام احمد ہانسوی، و چودھری مولاداد خان خورجوی و حافظ اشفاق الہی میرٹھی و حافظ عبدالحکیم و مولوی بخش اللہ دہلویاں و چند نفر دیگر در خدمت حضرت ایشان بہ کابل خواہند رفت، سردار غلام حیدر خان بہ شاہ بشارت نوشت۔ از شاہ تاگدا ہر یک مسرور و شادان بود و بہ خیال کس نہ گزشت کہ چون اظهار و رأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً می شود وقت۔ قَسَمْتُ بِمُحَمَّدٍ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرُكَ إِنَّهُ كَانَ تَوَّاباً۔ می رسد، و عنقریب بہ حضرت ایشان نوید یَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّاتِي۔ رسیدنی است۔ اَلْبَقَاءُ لِلَّهِ وَحْدَهُ۔

چونکہ علالت حضرت والدہ محترمہ شدید بود حضرت برادر کلان بہ معیت ایشان ایام آخرین بہ پنجشنبہ پنجم ماہ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ از کوٹہ بہ راہ لاہور بہ دہلی روانہ شدند



ہمراہ ایشان عیال ایشان و خواہر کلان و برادر خورد نیز بودند معالجہ کوٹہ بمعالجہ مستشفی دہلی نو مکتوبے نوشتہ بود۔ چنانچہ بہ ہفتم ماہ مبارک در مستشفی داخل شدند حضرت ایشان بہ روز شنبہ ششم ماہ مبارک کہ ۲۸ ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء بود، از کوٹہ روان شدند، عاجز در خدمت حضرت ایشان بود۔ در روز یکشنبہ عند العشاء الآخرہ بہ لاہور رسیدند، و بہ اچھرہ تشریف بردند حکیم محمد شفیع معالج چشم باڈاکٹر اشفاق محمد امترسی وغیرہ در عربہ دوپایہ سوار بودند کہ نزد قیام گاہ اچھرہ در حفرة پیراز گردو غبار بغلطید۔ حکیم محمد شفیع و ڈاکٹر اشفاق محمد وغیرہ ہما خاک آلود شدند۔ درین حادثہ جعبہ پان کہ در دست حکیم بود بہ افتاد و یک علیہ از جعبہ در خاک بماند۔ بہ صبح دوشنبہ کہ هنوز وقت نماز بود حضرت ایشان از بیرون بہ خانہ داخل شدند۔ عاجز در صد نماز خواندن بود کہ حضرت ایشان فرمودند: "زید، بسین، ما علیہ خود را تلاش کردہ آوردیم بہ شب عربہ دوپایہ حکیم محمد شفیع و ڈاکٹر اشفاق محمد بغلطید و این علیہ در خاک ماندہ بود" عاجز ہر دو نفر، حکیم و ڈاکٹر ہماہائے خود را صاف می کردند و بہ میان قمر الدین وغیرہ می گفتند: عجب است کہ جناب حضرت ہما بہ جائے غلطیدن عربہ تشریف بردند و در جائے کہ علیہ تہ خاک بود دست مبارک خود را در خاک داخل کرد علیہ را کشیدند۔ عاجز گوید کہ این کرامتہ بود کہ در آن وقت بظہور رسید۔ **فَإِنَّ عِبَادَ اللَّهِ الْمُكْرَمِينَ يَنْظُرُونَ بِتُورٍ اللَّهِ جَلَّ شَانَهُ كَمَا وَدَّ فِي الْخَبَرِ۔**

**پیر عبد الخالق ہوشیار پوری** | پیر عبد الخالق فرزند پیر قادر بخش اند جد کلان ایشان از گردیز بہ پنجاب آمدہ بودند۔ پدر ایشان خلیفہ حاجی محمود جالندھری خلیفہ مولوی محمد شریف خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید بود، تربیت ایشان ابتداءً سائین توکل شاہ کرد و بالآخر بہ خدمت حاجی محمود جالندھری رسیدند و خلافت یافتند، ایشان در مدینہ منورہ بہ خدمت حضرت شاہ عبدالغنی و در مکہ مکرمہ بہ خدمت حضرت جد امجد شاہ محمد عمر قدس اللہ اسرار ہما رسیدہ اند، آن نصیبہ ایشان نزد حاجی صاحب بود۔ لہذا ہما بخار سیدہ بیعت شدند و نصیبہ خود ہما داشتند، حاجی صاحب بسیار مہین و کهن سال بود بہ ہشتم ربیع الاول ۱۳۰۶ھ وفات یافت۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

پیر عبد الخالق علیل بودند و برائے معالجہ بہ لاہور آمدہ بودند، بہ وقت عصر عاجز نزد حکیم محمد شفیع نشستہ بود کہ حضرت ایشان از عاجز دریافت فرمودند: خواہش سیر و تفریح داری۔ عاجز در اثبات جواب داد۔ میان قمر الدین و ڈاکٹر اشفاق محمد عرض کردند کہ پیر عبد الخالق برائے معالجہ آمدہ اند اگر حضور انور عیادت ایشان بکنند بہتر باشد حضرت ایشان فرمودند کہ پدر پیر عبد الخالق و سائین توکل شاہ بسیار باادب بودند و ارتباط ایشان با حضرات کرام بود۔ عربہ طلب کنید تا بہ



عیادتِ ایشان برویم، چنانچہ عربہ رسید و حضرت ایشان و این عاجز و حکیم محمد شفیع و ڈاکٹر اشفاق محمد اندرون عربہ و میان قمر الدین بالا نزد سائق نشستند و بہ قیام گاہ پیر عبد الخالق روان شدیم۔ قیام پیر عبد الخالق در راعی بلڈنگ بود کہ بیرون شہر در مرغزار واقع بود۔ چون عربہ بہ راعی بلڈنگ رسید، میان قمر الدین پائین شدہ نزد پیر صاحب رفتند تا ایشان را خبر دہند، ایشان بزرگسریے بدون پیر ہن و کلاہ در یک لنگی نشستہ بودند و نزد ایشان بر کرسی ہندی یک جوان در لباس اروپائی بود و جماعتی از مخلصین بہ شکل ہلالی نشستہ بود۔ چون قمر الدین بہ ایشان اذ آمد حضرت ایشان خبر داد، ایشان علی الفور بر مہنہ سر، بر مہنہ تن، بر مہنہ پادریک لنگی دست بستہ بہ جانب عربہ روان شدند و چون نظر ایشان بر حضرت ایشان افتاد از ہر دو چہان ایشان سیل اشک روان شد۔ طاقت گفتار نہ ماند، در احوال جذب و بخودی نزد حضرت ایشان رسیدہ ہر دو پائے مبارک را بہ ہر دو دست خود گرفتند حضرت ایشان بہ محبت و شفقت ایشان را استادہ کردہ دست راست بر شانہ چپ ایشان نہادہ بہ جانب سر پر روانہ شد۔ چون حضرت ایشان بر سر نشستند پیر صاحب دوسہ قدم، دست بستہ، چشم بند کردہ، رجعت قہقری نمودہ استادند۔ و چہمان ایشان گوہر غلطان می ریخت۔

صحرانشین ز سیلِ حذر کن کہ آستین ترمی کنم بہ گریہ و افشردہ می روم  
چند دقیقہ حضرت ایشان نیز چشم بند کردہ متوجہ بہ ایشان ماندند و باز بہ محبت تمام فرمودند کہ نزد ما بنشینید چنانچہ پیر صاحب قریب ایشان بر کرسی ہندی نشستند۔ ڈاکٹر اشفاق محمد احوال این ملاقات بہ اردو نوشتہ۔ ابتدا ربسم اللہ و یک شعر فارسی کردہ آن تحریر پیش عاجز است تذکار المحبتہ آن رامی نویسد۔

## تحریر ڈاکٹر اشفاق محمد | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شیخ اشفاق، ابو الخیر چاکل بود است کہ قدم بر قدم احمد مرسل بود است  
وقت مراجعت از کوئٹہ بہ دوران عارضی قیام لاہور حضرت پیر و مرشد جناب مولانا و ہادیانا و مرشدنا، حافظ، قاری، حاجی، شاہ ابو الخیر مجددی، فاروقی، دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہ فرود گاہ حضرت صاحبزادہ محمد عبد الخالق صاحب مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہ "راعی بلڈنگ" تشریف بردند۔ حضرت مؤخر الذکر بہ نہایت محبت و ادب قدمبوسی حضرت صاحب قبلہ کرد و بہ احترام بجائے خود نشان دہ باز بہ مریدان خوش اعتقاد خود متوجہ شدہ فرمود۔ کجا بخت مایان کہ بجائے مایان قدم میمنت لزوم اولاد حضرت مجدد قدس سرہ شود۔ سبحان اللہ کہ این چہ مبارک ساعت است۔



قبلہ حضرت صاحب دہلوی بمن خطاب کردہ ارشاد کردند بنگرے اشفاق بنگر کہ صاحبزادہ چہ اظہار اخلاص و محبت می کنند و پروردگار را شکر است کہ صاحبزادہ منازل سلوک را طی کرده اند و طالبان حقیقت از ایشان استفادہ می توانند کرد۔ بعد ازین صاحبزادہ صاحب قبلہ ام حضرت صاحب را بہ حرم برابر وند و آن جا "مائی صاحبہ" (عیال صاحبزادہ صاحب) از پس پردہ ہدیہ سلام و نذر پیش کردند و باز حضرت صاحب بیرون تشریف آوردند و چائے آورده شد و حضرت ایشان از صاحبزادہ استفسار صحت فرمودند و ایشان بہ جواب عرض کردند کہ عارضہ کثرت بول (ذیابیطس) پیدا شدہ است و امید واثق دارم کہ از برکت قدوم مبارکہ حضور صحت یاب خواہم شد، حضور پر نور دہلوی علیہ الرحمہ بمن حکم دادند کہ تشخیص کردہ چیزے تجویز نمایم چنانچہ من بیان پرہیز و اغذیہ وغیرہ کردم، و از ان پس از آن جا مراجعت شد، چون حضرت ایشان قصد مراجعت فرمودند صاحبزادہ صاحب اقدام مبارکہ را گرفته بسیار گریہ کردند۔ قبلہ ام حضرت صاحب را نیز رقتہ پیدا شدہ و دیدہ ایم نیز از آب شدند و معلوم می شد کہ در آن وقت آنجا ہر روز دیوار و اوراق اشجار بہ گریہ و زاری مصروف اند۔ و عندالوداع جناب صاحبزادہ بار دیگر اقدام مبارکہ حضرت صاحب را محکم گرفتہ بوسہ دادند۔ آن وقت بر حضرت صاحب کیفیت طاری شد و فرمودند، اے مردمان طریقہ ادب را از ایشان حاصل کنید، ایشان را ہزار ہا مریدان و صد ہا خلفا اند و ہمان الفاظ مبارکہ فرمودند کہ بنگرید بنگرید صاحبزادہ بہ چہ اخلاص و محبت از ما مخلص می شوند۔ و حضرت ایشان در عربہ شوار شدند۔ آن گاہ کہ از حضرت ایشان اجازت جزب البحر طلب کرد۔ حضرت ایشان فرمودند۔ اے عزیز صبر کن کہ این وقت مرا الہم جدائی صاحبزادہ در گرفتہ است۔

یکے از غلامان (ڈاکٹر) اشفاق محمد۔ امرتسر

عاجز گوید کہ حضرت ایشان قدس سرہ در اچھرہ پیش صد ہا نفر بہ اشفاق محمد و قمر الدین فرمودہ بودند کہ پدر میر عبد الخالق و سائین توکل شاہ بسیار با ادب بودند و از اظہار ادبے کہ پیر عبد الخالق کرد ارشاد حضرت ایشان بہ اتم وجہ بہ ظہور رسید۔

خوشتر آن باشد کہ ستر و لبران گفته آید در حدیث دیگران

**مرد پیر** | صبح آن روز بہ وقت چاشت عاجز از حضرت ایشان اجازت طلب کرد کہ برائے سیر و تفریح ہمراہ حکیم محمد شفیع برود، فرمودند کہ بجای روی عرض کرد کہ بہ باغ شالامار، فرمودند، عربہ طلب کن ما ہم می رویم۔ چنانچہ با حکیم و ڈاکٹر و قمر الدین بہ باغ رفتیم آن جا حضرت ایشان بر کنار حوض بر کرسی نشستند۔ وقتے گذشتہ بود، پیر مردے کہ بہ صد سال عمر رسیدہ



باشد آمد و بہ پہلوئے حضرت ایشان نشست۔ حضرت ایشان در عرق چہین و پیرہن بودند۔ آن پیر مرد بہ وقتِ نظر در ایشان نگریست و دستِ خود را بر سرِ مبارکِ حضرت ایشان نہاد و گفت: سائین شمارا خدا خوش دارد۔ دوسہ بار این کلام گفت و روان شد۔ فرالدین و غیرہ حیران بودند کہ این پیر مرد کیست و حضرت ایشان بہ آن پیر مرد، بیچ نہ فرمودند و خاموشی قدرے بستم کُنان نشیستہ بودند۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ مَنْ هُوَ ذَاكَ الرَّجُلُ وَلَیْسَ كَانَ الْاَمْرُ عَجَبًا۔

**وصول بمسقطِ راس** | یہ روز سہ شنبہ صبا خابہ ساعتِ ہفت و ربع بہ نہم ماہ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ موافق ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۲ء برہ دہلی رسیدند۔ حضرت برادر

کلان و برادرِ خورد با جماعتِ کثیرہ از مخلصین دہلی، میرٹھ، سرسہ و غیرہ از بہر استقبال بہ محطہ رسیدہ بودند بہ آرام و راحت بہ خانقاہ ارشاد پناہ رسیدند۔ و آن جا ملاحظہ فرمودند کہ مخلصین برائے احتفال میلاد شریف بہ ترتیباتِ لازمہ مشغول اند۔ بسیار خوش شدند و دعا ہا برائے ایشان کردند۔

**بنائے مسجد و ارادہ حج** | وقتے کہ از کوشہ بہ دہلی روانہ می شدند سیزدہ ہزار روپیہ محفوظ کردند و فرمودند اگر حیاتِ ماند اولاد را ہمراہ خود گرفتہ بہ حج می روم، چون بہ دہلی

رسیدند بعد از میلاد شریف بہ حافظ غلام محمد باغ والا فرمودند کہ در رامپور مسجد شریف حضرت محمد شہید باری حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرار ہما بوسیدہ و منہدم شدہ شما آن مسجد شریف را از سر نو تعمیر کنید کہ سہ گنبد داشتہ باشد و بر سر ہر گنبد کوچک منارہ مخروطی از منس نصب کنید کہ آن را بہ اردو کلس گویند۔ حضرت ایشان برائے این کار دو ہزار روپیہ بہ حافظ غلام محمد دادند۔ در ایامِ علالت حافظ غلام محمد برائے معائنہ کلسہا آورد، بسیار خوش وقت شدند و مزید دو ہزار و پچصد روپیہ بہ حافظ عنایت کردند۔ جزوی کار از این مسجد شریف ماندہ بود کہ حضرت ایشان ازین جہان رختِ سفر بستند۔ و فیما بعد حافظ غلام محمد آن را بہ اتمام رسانید، حافظ غلام محمد از مخلصین صادق المحبتہ والا خلاص بود۔ بروز سہ شنبہ ۲۱ ماہ ربیع الآخر ۱۳۴۲ھ (۲۱ دسمبر ۱۹۵۲ء) ازین دار احزان بہ دار الجنان رحلت نمود۔ رحمہ اللہ۔

**مستشفى رفتن** | در این سال معمول حضرت ایشان بود کہ تا ساعتِ یازدہ روز بہ مستشفى تشریف می بردند۔ حضرت برادرِ کلان پیش شقہائے مرضی در زمینِ خالی خیمہ نصب کردہ

بودند۔ حضرت ایشان در ان خیمہ تا ساعتِ ہشت شب قیام می فرمودند و باز عیادت کردہ بہ خانقاہ شریف تشریف می آوردند و بعد از صلاۃ عشاء بہ حلقہ و توجہ مشغول می شدند و معمول مایان برادران بود کہ یک بار در ہر روز برائے عرض تحیات و تسلیات و اخذ دعوات و برکات بہ خدمتِ حضرت ایشان می



رسیدیم۔ و بیشتر رفتن مایان بہ خدمتِ حضرتِ ایشان بعد از خواندن سبق می بود۔ حضرتِ ایشان از کیفیتِ دروس استفساری فرمودند چونکہ استفسار حضرتِ ایشان سطحی نہ می بود لہذا مایان بعد از خواندن دروس از اساتذہ با ملا صاحب کہ بہ رفاقتِ ہر یک از مایان می بود مذاکرہ می کردیم۔ و سبق را بہ وجہ خوب یاد می کردیم و حقیقت آن است کہ آن جد و جہد کہ اندران ایام از وجہ حضرتِ ایشان کردہ شد تعلقہ با علم پیدا کرد کہ تا این زمان بفضلِ اللہ و احسانہ ثابت است۔

مایان ہر سہ برادر بعد از نماز پیشین برائے زیارتِ حضرتِ ایشان مستثنی می رفتیم و نماز دیگر ہمراہ حضرتِ ایشان خواندہ بہ خانقاہ شریف مراجعت می کردیم۔

**یک کشف** روزے چون مایان اجازتِ مراجعت طلب کردیم حضرتِ ایشان بہ عاجز فرمودند: ”زید! اگر خواهش داری کہ رفاقتِ ما کنی پس توقف کن“ چنانچہ عاجز توقف نمود۔ اندران ایام شدتِ سرما بود روزہائے اوائلِ مینا و واسط جہدی بود۔ از نماز شام تا ساعتِ شش فراغت می شد و حضرتِ ایشان بہ ساعتِ ہشت از آنجا حرکت می کردند۔ این وقفہ بر عاجز گران آمد۔ و صحنِ شفقہ عاجز قدم می زد و خیال می کرد کہ چرا توقف کردی و خود را پریشان ساختی۔ عاجز درین خیال غلطان و بیجان بود کہ ناگاہ حضرتِ ایشان بہ استعجالِ تمام بر مہنہ پا از خیمہ اندرون شفقہ داخل شدند و بہ ملاطفتِ تمام ہر دو دستِ مبارک را بر شانہ ہائے عاجز نہادہ فرمودند: ”زید! پریشان مشو، والدہ شما بسیار خدمتِ ما کردہ و ما میخوانیم کہ قدرے معاوضہ ادا کنیم بہ ساعتِ شش از شب در مرضِ ایشان شدت می شود۔ و در آن وقت عیادتِ کردہ بہ خانہ می رویم“ عاجز عرض کرد، بہتر است۔ حضرتِ ایشان بہ خیرتِ شریف بر زد و عاجز را انفعال حاصل شد کہ چرا پریشانی پیدا کرد و چرا حضرتِ ایشان را زحمت داد۔

**اجازت یک قبر** حضرتِ ایشان در سالِ آخر از کوٹہ مخلصین دہلی چند خطوط نوشتند کہ در خانقاہ شریف اجازتِ یک قبر ساختن از حکومتِ حاصل کنید۔ اگرچہ حضرتِ ایشان تاکیدات فرمودند اما مخلصین تساہل و تغافل کردند روز جمعہ ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۲۴۱ھ مطابق بہم فروری ۱۹۲۳ھ حضرتِ ایشان بہ مستشفی نہ رفتند و بہ وقتِ دیگر برائے تفریح بیرون دروازہ کشمیری بہ شارعِ علی پور شریف بردند و بہ سائقِ عربہ فرمودند بہ دفتر وائسرائے برو۔ آن جا امین الاسلام کلکتوی بہ انتظار حضرتِ ایشان استادہ بود۔ عاجز خیال دار کہ یک دور و ز قبل امین الاسلام بہ خدمتِ حضرتِ ایشان بہ مستشفی رسیدہ بود و از قیام گاہ خود خردادہ بود۔

امین الاسلام وابستہ طریقہ نقشبندیہ بود۔ پیرش خلیفہ صوفی فتح علی دہلوی بود۔ وقتے کہ حضرتِ ایشان



باقبلہ گاہ خود در ۱۲۹۶ھ یککلمتہ رسیدہ بودند صوفی فتح علی بہ خدمت حضرت جد امجد رسیدہ بودند۔ ان در ان ایام ملاقات با حضرت ایشان کردہ بود۔ امین الاسلام عضو مجلس شوری بود و برائے اشتراک در جلسہ شوری برائے سہ یا چار ماہ بہ دہلی می آمد۔ وہ بہ خدمت حضرت ایشان حاضر می شد، و دو سال قبل حضرت ایشان برائے سیر و تفریح بہ قیام گاہ وے کہ در دہلی جدید بودہ تشریف می بردند خوش نصیب بود امین الاسلام کہ ہر روز دو ساعت نزد حضرت ایشان بہ ذکر شریف مشغول می گشت و چون بر میخواست اثر خمار و چشمانش ظاہری بود بطائف امین الاسلام ذکر گویند۔ با متاعب عالیہ دنیویہ مقاماتِ ثانیہ باطنیہ را جمع کردہ بود۔ طُوْنِی لَہُ ثُمَّ طُوْنِی لَہُ۔

وقتہ کہ حضرت ایشان بہ قیام گاہ امین الاسلام رسیدند وے با انتظار استادہ بود، و دیدہ نزد عربہ رسید و عرض کرد کہ تشریف آورید۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را بر شانہ وے نہادہ فرمودند۔ مرا یک کار است، اگر وعدہ می کنی کہ آن کار را بہ انجام رسانی، می آیم۔ وے عرض کرد کہ بجان و دل سعی خواهم کرد۔ حضرت ایشان فرمودند کہ برائے یک قبر ساختن در خانقاہ شریف از حکومت اجازت حاصل کنید وے اقرار کرد و حضرت ایشان در مزار بہ ذکر شریف مصروف گشتند و نماز شام خواندہ از آن جا روانہ شدند۔ حضرت ایشان بہ سائق عربہ فرمودند کہ درین قرب و جوار کوٹھی نواب پہاٹو، ہست، آن جا نواب مزل اللہ خان قیام دارد، پسرش داؤد احمد خان علیل است، بہ عیادتش رفتن است سائق واقف بود و بہ کوٹھی رسانید۔ حضرت ایشان بہ حضرت برادر کلان فرمودند برو معلوم کن کہ مزل اللہ خان موجود است یا نہ۔ حضرت برادر کلان نواب صاحب را نہ می شناختند، نواب صاحب بارفقائے خود در دالان نشستہ بود۔ حضرت برادر کلان استفسار فرمودند۔ این جا مزل اللہ خان موجود است یکے از حاضرین استفسار کرد۔ چہ ماجرا است۔ ایشان فرمودند حضرت صاحب تشریف آورده اند و استفساری نمایند بہ مجرب استماع این سخن نواب صاحب مع رفقا علی العجل باشعل بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را بر شانہ نواب صاحب نہادہ اعادہ همان کلمات کردند کہ بہ امین الاسلام فرمودہ بودند۔ وقتہ کہ نواب صاحب اقرار کرد، حضرت ایشان از عربہ فرود آمدہ ہمراہ ایشان نزد داؤد احمد خان تشریف بردند و بہ نہایت شفقت بر سرش دست مبارک نہادہ ادعیہ مانورہ خواندہ دم کردند، نواب صاحب یک صدر و پیہ ہدیہ پیش کرد و حضرت ایشان از آن جا بہ خانقاہ شریف روانہ شدند۔ نواب مزل اللہ خان از حضرت ایشان بیعت نہ بود لیکن معتقد و مخلص بود داؤد احمد خان پسرشان بود و بیعت شدہ بود۔ بعد از عرصہ قلیلہ از وصال حضرت ایشان



وے نیز۔ اَنْتُمْ سَلَفْنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ گویان نزد مرشد خود رسید۔ رَحِمَهُ اللهُ وَحَشَرَهُ مَعَ عِبَادِهِ الصَّالِحِينَ  
 و زایدہ خاتون زہمت دختر نواب صاحب بود۔ در شعر گوئی استعداد کامل داشت۔ مجموعہ کلام وے کہ  
 موسوم بہ فردوسِ تخیل است در پنجاب طبع شدہ است۔ زایدہ خاتون نیز از حضرت ایشان بیعت بود۔  
 ہر گاہ کہ بہ خدمت پیرو مرشد عریضہ ارسال می کرد، بہ صورتِ لالی منظومہ می بود۔ عاجز یک عریضہ را دیدہ بود۔  
 شعر خوب و تخیل اعلیٰ و طرز جمیل داشت۔ در عالم شباب در حیات پیرو مرشد بہ ماہ مایو ۱۹۲۲ء رحلت نمود۔  
 رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ عَلٰی اٰیٰتِهَا وَاٰخِرُهَا کَلِمَاتُ الْحَمْدِ وَبِکِی الْغَمَامِ۔

این تفریح از آخرین تفریحات این روز از اول روز ہائے علالت حضرت ایشان بود و اتفاقاً کہ بعد  
 مراجعت بہ خانقاہ شریف بہ ظہور رسیدند فصل ہشتم ان شار اللہ مذکور خواہند شد۔

**طلب کردن میلاد خوانان** | حضرت ایشان را گفتہ شد کہ مرض حضرت والدہ صاحبہ  
 بِفَضْلِ اللهِ وَاِحْسَانِهِ زائل شدہ، البتہ ضعف و لقا

باقی است و در یک ماہ یا چہل روز انشاء اللہ طاقت قدم زدن پیدا خواہد شد۔ از استماع این خبر  
 حضرت ایشان را مسرت حاصل شد و بگنوز کر امت علی خاں رئیس سعد آباد احوال فرستادند کہ میلاد  
 خوانان اکبر آباد را بیارید تا کہ این جا بہ شکرانہ شفایابی میلاد شریف بخوانند۔ کر امت علی خاں در چند روز میلاد  
 خوانان را ہمراہ خود گرفتہ بہ روز یکشنبہ یاد و شنبہ کہ روز سوم یا چہارم از علالت حضرت ایشان بود حاضر  
 شدند و یک شب بہ سر کردہ برگشتند و وقتے بر ایشان نگزشتہ بود کہ صدائے الرَّحِيل، الرَّحِيل  
 شنیدند۔ اَلْبَقَاءُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ۔

كُلُّ ابْنِ اُنْتٰی اِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهُ يَوْمًا عَلٰی اَلِهٖ حَدُّ بَاءٍ فَحُمُوْلُ

**کتاب حالات مشائخ نقشبندیہ** | محمد حسن خان ساکن کوئٹہ کرت پور۔ علاقہ بجنور این  
 کتاب بہ اردو نوشتہ محمد حسن خان بہ زیارت حضرت

ایشان در حدود ہزار و سصد و پانزدہ یا بہ تفادیت یک سال تقدیماً و تاخیراً رسیدہ بود۔ وے بیان حضرت  
 ایشان بہ این معنی کردہ۔ اندرین ایام حضرت ایشان در خانقاہ شریف مقیم اند و نہایت انزو و انقطاع از  
 خلق اختیار کردہ اند۔ دنیا دہل دنیا را آن جا مدخل نیست در ورع و تقویٰ را سخا قدم در آداب  
 شریعت و طریقت از بس مستقیم اند، اللہ تعالیٰ در عمر ایشان برکت عنایت کند۔

**کتاب مقدمتہ الکتاب** | محمد امان الرحمن دہلوی از برادران خود جمیل الرحمن راشد قادری  
 بیعت بود۔ در احوال برادر خود کتاب صال الجمیل باز رسالہ مقدمتہ



الکتاب تالیف کرده۔ در مقدمہ کہ در ۱۳۴۵ھ تالیف شدہ این معنی را بیان کردہ۔ در مزاجِ اقدسِ حضرت شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ بے شک امارت و نفاست بودہ لیکن نہایت با وضع و پابند اوقات و بزرگِ حق گو بودند تجددِ عماراتِ خانقہ بہ یمنِ التفاتِ ایشان شدہ و در احوالِ بیشتر بتدگانِ خدا یکسر انقلاب پیدا کردہ اند۔

**کتاب آثارِ رحمت** مولانا امداد صابری دہلوی در احوالِ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجرِ نوشتہ اندہ و از وجہِ رشتہ تلمذ ذکرِ حضرت ایشان نیز کردہ اند۔ نوشتہ اند ما معنای ہر سال بہ شبِ دوازدهم ماہِ ربیع الاول محفلِ میلادِ شریف منعقد می کردند و بیانِ ذکرِ شریفِ خود حضرت ایشان می کردند۔ انوار و برکاتِ ہجوم می شد و از چشمہا مسلسل سیلِ اشک روان می بود و برائے قلوبِ ہر لفظِ ایشان بہ منزلتِ شتر شدہ از ہر سو فغان و آہ و بکا بر می خاست۔ اندرین محفلِ مبارک خلقِ خدا بہ کثرتِ آمدنِ جانی کہ در خانقہ شریف جائے قدم نہادن می ماند و از ہجومِ خلایق آمد و رفتِ شارسع نیز بتندی شد۔ حضرت ایشان بہ کمالِ خضوع و خشوع نمازی خواندند در نماز از وجہِ فہم معنی حلاوتی کہ روئے میداد رقتہ بر حضرت ایشان طاری می شد و کسانے کہ شریکِ نمازی بودند از خود رقتہ مسلسل اشک ہامی ریختند۔

**تحفۃ الاخیار** برادرِ طریقت، صاحبِ علم و نسبتِ ملا غلام احرار صاحبِ جزادۃ اندری شنگری رحمۃ اللہ در بیانِ پیروم شد خود کتابِ تحفۃ الاخیار نوشتہ اند۔ عاجز بر خے از ان می نویسد۔

ز د بہ ہمین دورِ سمک تا سماک	دمد مہ فقیر ابوالخیر پاک
خیز ز غفلت و طلبِ کار شو	در طلبِ خیر چو احرار پو
ترک ہمہ شمر و ہمہ ضمیر کن	فاسْتَبِقُوا خوان طلبِ خیر کن
خیر چو خور نور زمین و سماست	آئینہ نورِ حقیقت نماست
آمدہ از قدس یکے طیر پاک	جائے گرفتست درین دیر خاک
باز پس از گلخن این خاک دان	گشتہ سوئے قدس، مبارک روان
از رہِ جان رفته، بہ جانان شدہ	طوفِ حرم کردہ و لمعان شدہ
در سفرِ عشق سوئے گلستان	رفته قدم بر قدمِ دلستان
دائرہ بر دائرہ رفته چنین	تا بہ دیر دائرہ لا تَعین
گشتہ طفیلش چہ حقائق شناس	تا بہ صلاۃ است و قائق شناس



کارِ صلاحاتش به حقیقت مدام  
 مشرب او مشرب احمد شده  
 نسبت او محو کن هر خیال  
 نفی کن عالم امکان شده  
 گشته سیراب ز کاین کرم  
 پاک دلش آئینہ سان با صفاست  
 قطب رشاد است بعین الیقین  
 رطب لسان است به شیرین کلام  
 دل برود در حرکت از سکون  
 نسبت او قوت ایمان شده  
 قول مبارک ہمگی پُر اثر  
 روئے مبارک چو تجلی کند  
 دیدہ ناکس نہ تواند چنین  
 رُخ بنماید ز یکے سر هزار  
 دور و نزدیک از و نور یاب  
 دست درازش که کشدمی کشد  
 دیدہ دل از ہمگی دوخته  
 قُرَّة عَیْنِی فی الصَّلَاتِش قدم  
 سَرَّاتِی اللہ بِقَلْبِ سَلِیم  
 راه روش راه احمد شده  
 احمدی است خواجه به نسبت دوبار  
 زجرده زمرہ جدل است او  
 روشنی و نور دل از ضرب او  
 گفت یکے روز که این خوش بکوب  
 تازه ز ضربم دل و ایمان شوند  
 رفت برین، خواجه خیر الانام  
 بر قدم پاک محمد شده  
 دور کن زمرہ قیل و قال  
 نسبت او نور دل و جان شده  
 نور گرفتست ز شمس حرم  
 شمع شعار راست و شیر با وفاست  
 دیدہ کشادست به حق الیقین  
 از دهنش یافته تمکین کلام  
 راه نامی شودت از درون  
 قوت او مثبت ایقان شده  
 لذت آن کے بود اندر شکر  
 بیندش آن کس که تویی کند  
 تازه سر غور ببیند به این  
 نکتہ اگر دانی ازین سر برار  
 غمزدگان گشته از و سور یاب  
 خنجر نازش که کشدمی کشد  
 آیت لَا تُلْهِکُمْ اندوختہ  
 مقبوس نور و زخور دمیدم  
 حاصل او هست من رَیِّ عَیْلِم  
 سر دلش نسبت احمد شده  
 کار تخلص تو به حکمت برار  
 وارث آل و ترہ عدل است او  
 ہر بشیاطین کند از حرب او  
 تا کہ صفا خوش شود از ضرب چوب  
 مردم ازین در بہ گلستان شوند



پاک روان بر در او صف به صف  
تیر و عایش که رہا ندر کف  
پیر شریعت و طریقت وے است  
جملگی اترار از دل خوشن اند  
در همه اقطار زوے مام و موم  
بادشہ کشور انلاک دل  
پیروفا گنج دہ تا قصان  
نے صفتش موعے بہ موگفتہ ام  
ہر نفس از صدق تجلی کند  
از سر جمعیت دل با حضور  
ہر دش از نفس خلاف است و جنگ  
دود دروغ ہم نہ شدہ در درون  
راست بود ہر سخن راستان  
ہر سخنش راست بہ میزان شدہ  
باطن او صاف شہ مستیر  
ہیچ نہ باید کہ شوم مو شگاف  
در نہ مقامات ز حبان بر ترش  
خواجہ من او ست غلامش منم  
تا مگر م خواجہ و قائے کند  
کز ضرر نفس و شیاطین رہم  
ہم رہ او بودہ بہ حبان رسم  
مقصد خود یا ہم و شادان شوم  
رسم وفا منزل خیر است و بس  
پرز معالی لب خیر است این  
بر قدمش ہر کہ بہ سیر است بہ

چاشنی گیرند از و کف بہ کف  
حق بر تیرش بر ساند ہدف  
مرشد قانون حقیقت وے است  
عاشق او بیند کہ کابل و شن اند  
خاک درش بادشہ شام و روم  
قطب درین کرۂ املاک گل  
زو بہر نور مہ کا ملان  
یک زہدش خوتے ہموگفتہ ام  
و فق شریعت رہ مولی کند  
در سخن و کار رود با سرور  
بر سر شیطان چہ کشاد است چنگ  
مشعل صدق است درون و بین  
کامدہ از صدق بود داستان  
زان کہ چنین کار عزیزان شدہ  
بہ کہ نگہ دار مشن اندر ضمیر  
تا کہ نہ ریزد ہمگی خون ز ناف  
بر ترا زان چار قدم کشورش  
کف بہ سر استادہ سلا مش منم  
بہرمن از رحم دعائے کند  
خاتمہ بالخییر شود حبان دہم  
تا وسط خلد بہ احسان رسم  
دلبر خود بنیم و خند ان شوم  
خیر چہ گویم آب خیر است و بس  
ہان بہ جان دبدب خیر است این  
کار کہ پیوستہ بہ خیر است بہ



## دعا برائے مرشد زادہائے خود

تیغِ فشرخ بر نہرِ این سرکشان      دارِ خدا تا سرِ محشر کشان  
 ظلِ عمر را تو اثر کم کن      دیو ازین خوف بے غم کن  
 از دلِ بوالخیسِ رُبِ رِیو کن      وز سرپاکش تو سرِ دیو کن  
 دار تو مقطوعِ ہمہ کید و فن      از مددِ باطنِ خیرِ ز من  
 تا بہ جہانِ دورِ صلائی بود      غلغلہٴ رسمِ بِلّائی بود  
 زِیدی بہ آفاقِ گرامی شود      بدرِ جہانِ ماہِ تمامی شود  
 سَلَام از آفاتِ سلامتِ بدار      نسبتِ شان تا بہ قیامتِ بدار

متعلق بہ صفحہ ۱۹۰:-

**بہ امرتسر** ڈاکٹر اشفاق محمد امرتسری از بس خواہشمند بود کہ یک بار حضرت ایشان را بہ امرتسر  
 برد، چون در ماہ صفر ۱۳۳۹ ہجری (اوایل اکتوبر ۱۹۲۰ء) قیام حضرت ایشان برائے  
 ہشت روز در لاہور شد۔ ڈاکٹر صاحب موقع را غنیمت دانست و بہ امرتسر رفت و آن جا با خواجہ  
 غلام صادق کہ از مُردیانِ حضرت ایشان و از رؤسا امرتسر بود ملاقات کرد، خواجہ صاحب در فکر  
 عقدِ نکاحِ دخترِ گلانِ خود کہ ممتاز سلطانہ نام داشت با برادرزادہٴ خود میر مقبول محمود مصروف بود۔  
 چون از ڈاکٹر صاحب نوید تشریف آوری حضرت ایشان شنید تاریخِ انعقادِ نکاح مقرر کرد و  
 محلِ عالی شان خود را کہ بر مال روڈ واقع بود برائے حضرت ایشان ترتیب داد۔ نام این محل  
 ”ڈولینڈیز“ بود لیکن مشہور است بہ ”ٹھنڈ کھوی“۔ ڈاکٹر صاحب بہ لاہور آمدند و حضرت  
 ایشان را با متعلقین در ستیارات بہ امرتسر بردند و آن جا حضرت ایشان یک شب قیام کردند۔  
 در عقدِ نکاح ممتاز سلطانہ شریک شدند و دعائے خیر کردند، اہالی امرتسر بہ کثرت حاضر شدہ مستفیض  
 مستفیض شدند میر انور سعید محمود کہ برادرِ خوردِ میر مقبول محمود و برادرزادہٴ خواجہ غلام صادق اند نام  
 کوٹھی و نامِ دختر و زوج و دختر نوشتہ از لاہور بہ عاجز ارسال کردہ اند۔ جَزَاۃُ اللہِ خَیْرًا وَ دَفَقَہُ  
 لِمَرْضَاتِہِ۔

سہ فشرخ شاہ کابل۔



## فصل دوم

در

## معمولاتِ شریفِ حضرتِ ایشان

معمولات حضرت ایشان بسیار منضبط بودند برائے ہر کار وقت مقرر بود کہ در ان وقت آن کار را بہ سرانجام می رسانیدند، میچ گاہ در معمول ایشان فرق واقع نہ می شد و این انضباط مختصر در امور اختیار نہ بود بلکہ در امور طبیعیہ کَقَضَاءِ الْحَاجَةِ وَالْأَكْلِ وَالشَّرْبِ وَالتَّوْمِ، نیز می بود، ہر کار را وقت مقرر بود کہ در حضور و سفر بہ یک منوال انجام می یافت۔

سر دفتر معمولات مبارکہ خواندن بسم اللہ الرحمن الرحیم بود۔

**خواندن بسم اللہ**

ہست کلیدِ درِ گنجِ نعیم ۛ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائے ہر کار بہ بسم اللہ شریف می کردند و مخلصین پاک طینت ہدایت بود کہ ابتدائے ہر کار بہ بسم اللہ کنند و ہر گاہ کہ برائے کارے بہ خدمت ایشان رسید بہ بلند آواز بسم اللہ خواندہ حاضر شوند، لہذا در جائے کہ حضرت ایشان قیام می داشتند از این مبارک صدا امواجِ آشیرِ رقصان می بود۔ اگر کہ برائے ملاقات و زیارت می آمد، در بان بسم اللہ خواندہ برائے اطلاع می رفت چون کہ دے بسم اللہ را بہ حضورِ قلب کمال ارتباط می خواند، تاثیرے بر سامعین می شد و اصحابِ غفلت را از تباطے بہ پروردگاری شد۔ و اثر بسم اللہ خواندن در وقت ملاقات ظاہری شد کہ اصحابِ غفلت بہ نحو آمدہ در لجنۂ تداست غرق می شدند و اشکھا از چشمان ایشان مثل سیل روان می شد و اصحابِ نسبت و حضور جاہلے معرفت می نوشیدند، کسانیکہ تنگ ظرف می بودند بہ ہوش می شدند۔

شیبہ رحمت عالمیان بِأَنْفُسِنَا هُوَ بِآبَائِنَا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم برآمدند و گزر بر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کردند و دیدند کہ بہ آوازِ پست نمازی خوانند و باز گزر بر حضرت ایشان بر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیدند کہ بہ آواز بلند نمازی خوانند۔ صبا حابہ حضرت صدیق فرمودند کہ در صلاۃ اللیل بہ آوازِ پست تلاوت می کردی۔ عرض نمودند: قَدْ أَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ۔ می شنو انیدم کہے را کہ باوے مناجات می کردم۔ و باز حضرت ایشان بہ حضرت فاروق فرمودند کہ تو بہ آواز بلند تلاوت می کردی۔ عرض کردند: أَوْ قِظْ



الْوَسْنَانِ وَالْطَّرْدُ الشَّيْطَانِ خوابِ ناکان و غافلان را بیداری کردم و شیطان را می راندم۔  
رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ حضرت صدیقِ فرمودِ قدرے آوازِ خود بلند کن و بہ حضرت  
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمود۔ قدرے آوازِ خود پست کن۔

حضرت ایشان قدس سرہ برائے از الہ غفلت و طردِ شیاطین نسخہٴ جد امجد خود استعمال کردہ ہزارا  
قلوب را از تیرہ غفلت بہ وادیِ ائمن حضور و آگاہی رساندند۔ پروردگار فرمودہ۔ اَتُوا الْبُيُوتَ مِنْ  
اَبْوَابِهَا۔ حضرت پیر برات قدس سرہ فرمودہ۔ کمافی کشف الاسرار۔ ”وہ خانہا کہ در آید از در۔ در آید و  
آزمائند کہ در آید و از ختم او بہ پرہیز بدتا بہ نیکی دو جہان رسید۔“ و فرمودہ۔ اَطْلُبُوا الْمَعْرُوفَ مِنْ اَهْلِهِ  
ہر معروفی را جائے ہست و ہر کارے را روئے دہر برے را محکم و آہلے چوں نہ بہ جائے خویش و نہ از اہلِ خویش  
طلب کنی بُر نہ باشد۔ پر آن است کہ از اہلِ خویش طلب کنی ”جَعَلْنَا اللّٰهُ مِنْ اَهْلِ الْخَيْرِ وَالْبَرِّ۔“

نقشبند چمن شرب و حضور غفلت از باغِ مبارک بس دور

نقشبند گل و نسرين صلاح یکسراين سلسلہ آئين صلاح

**طہارت** بعد از وقتِ چاشت از خانہٴ خصوصی خود بہ حرمِ سر اشرافی می آوردند و از حوائجِ ضروریہ  
فارغ می شدند۔ معمولِ شریف ایشان بود کہ بعد ابول استنجاء بہ آب فرمودہ استعمال کیسہ  
خوردی کردند۔ و بعد از قضائے حاجت و استنجاء بہ جامہٴ اعضا را خشک می کردند۔ و بہ روز جمعہ بعد از  
معمولاتِ صبا جیہ و شرب چائے غسل کردہ تبدیل لباس می کردند۔ و در دہلی احیاناً بہ حمامِ شریف می بردند  
یک روز پیشتر بہ صاحبِ حمام اطلاع دادہ می شد۔ و قتی کہ برائے حضرت ایشان مقرر کردہ می شد در آن  
وقت در عربہ حضرت ایشان تشریف می بردند۔ در اکثر اوقات بعد از دو ہفتہ و احیاناً بعد از سہ ہفتہ موئے  
تراش می آمد۔ و بعد از تراشیدن موئے سر، اصلاحِ بروت و لحيہ مبارک می کرد۔ و بعض اوقات ناخنہا  
را ہم می گرفت و الا در اکثر اوقات خود حضرت ایشان بہ سکنیہ (ناخن تراش) ناخنہا را می گرفتند۔ و بہ روز  
جمعہ قبل الاغتسال مو بہائے بروت را بہ مقراض می تراشیدند۔ و در دہلی احیاناً صفا کنندہ گوشہا را  
طلبیدہ گوشہا را صاف می کردند۔

**لباس** بر سر مبارک سفید پنچ گوشہ عرق چین می بود، اگر موسمِ خنک می بود، یا از خانہ می برآمدند  
بالائے عرق چین کلاہ نرم بنیہ دار می پوشیدند، بالائے کلاہ دستار سفید و مختصر و مدور  
می بود، دستار را نشستہ و در چین بستن بر سر گردانیدہ می بستند، یک ہفتہ بلکہ دو ہفتہ آن دستار  
بستہ می بود، احیاناً بہ اندازہٴ یک و جب عذبہ می نہادند و الا بیشتر بلا عذبہ دستار می بستند و بر تن مبارک



یک پیرہن کوتاہ می پوشیدند، به نوسے کہ اگر بر سر دوپائے خود می نشستند چنانچه مردم برائے وضو کردن می نشینند۔ دامن پیرہن مس به زمین نہ می کرد، چاک پیرہن بر سینه بودہ کہ سہ تکرہ وعروہ مقطنی می داشت، احیاناً خطمو بہا از سینه مبارک ظاہری شد۔ و از ارکہ چہار انگشت ازشتانگ بالا ترمی بود۔ در زمستان صدیری پنبہ دار استعمال می فرمودند۔ و بالائے آن استعمال جبہ ہندیہ پنبہ داری کردند کہ آن را بہ اردو انگرگھا گویند و رازی جبہ تا نصف ساق می بود۔ و احیاناً استعمال پتوے کابلی یا شال کشمیری نیز می کردند۔ و یک چادر سفید کہ بہ درازی دو گز انگیزی، و بہ عرض یک گز بودہ ہمراہ خود می داشتند۔ اگر موسم بسیار سرد می بود یا تند بادی وزید بر سر و گلوے خود آن را می بچسپیدند و اگر بر مزارات اولیائے کرام می رفتند بر سر مبارک دروے نور انداختہ بہ تلاوت قرآن مجید و مراقبہ مشغول می شدند۔ استعمال دستانہ یا جوربین نہ می کردند۔ بہ یاد عاجز حضرت ایشان دو پزار پوشیدہ اند۔ پزار اولینہ پشاور و زرین و آخرینہ باغبانی زرین بودہ۔ کہ تا این زمان نزد عاجز محفوظ است۔ بہ روز عید عبا استعمال می فرمودند۔ احیاناً استعمال عطری کردند از دیگر خوشبوہا و عطریات، شمامہ العنبر را دوست تر داشتند۔

**اَطْعَمَ وَاشْرَبَ** | حضرت ایشان چائے سبز اعلیٰ صبا و مساء استعمال می فرمودند۔ در صبح بعد از وقت اشراق و دو سار بہ عصر یا بین العشاءین۔ و بہ صبح قدرے از نان ترم یا بسکٹ و شیر نیز استعمال می کردند۔ چون کہ بہ دوران شرب چائے اشتغال بہ امور یقینیہ نیز می داشتند۔ و زیاد صرف می شد و بیشتر اوقات علی الخصوص بہ صبح ضرورت پیدا می شد کہ بار دیگر چائے گرم کردہ شود، اگرچہ مقدار چائے زائد از چہار فنجان نہ می بود۔ درین وقت حضرت ایشان بہ تغذیہ جسم و روح لطفہا می برداشتند و خوش نصیبان از کاس الکرام فوائدی برداشتند۔

غدا بعد نیم روز بہ ساعت یک و عشاء بعد العشاء الآخرہ بہ ساعت نہ تناول می فرمودند۔ حضرت ایشان در رہائش گاہ خود نان تناول می فرمودند و استعمال چائے نیز بہمان جامی کردند شاید چند بار اتفاق افتادہ باشد کہ کسی از اولاد یا ایشان طعام خوردہ باشد و آن ہم بہ یوم الوصول از دہلی بہ کوٹہ یا از کوٹہ بہ دہلی۔ و الاطعام حضرت ایشان بر خوانے چیدہ بالائے منضدہ صغیرہ کہ بہ اندازہ یک و جب ارتفاع می داشت نہادہ می شد و حضرت ایشان بہ شروع و حضور تمام تناول می نمودہ اند و خواجہ ہاشم کشمی در فصل ششم از "زبدۃ المقامات" نوشتہ اند کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ طعام را بہ شروع و حضور تمام تناول می نمودہ اند و یاران را نیز آن وقت بہ حضور و شروع تاکید می کردند۔ در وقت شرب چائے و تناول طعام نشست ایشان چہار زانو بودہ۔ و حین الاکل التفات بہ چیزے یا کسے نہ می کردند، نوبتہ این عاجز

لے متعلق بہ لباس تحریر حضرت ایشان را بر صفحہ ۳۲۱ ملاحظہ کنید۔



و برادرِ عزیزِ حفظہ اللہ و سلمہ یوم الوصول بہ دہلی برخوان ایشان شریک طعام بودیم از مایان دانهائے برنج برخوان اقتید چون حضرت ایشان از تناول طعام فارغ شدند دانهائے برنج را برخوان ملاحظہ فرمودند و بہ مایان فرمودند بچہا، شمایان دانهائے برنج ریختہ اید و باز آن دانه را جمع فرمودہ تناول نمودند اگر برخوان آچار یا چٹنی یا مربی می بود شوق می فرمودند و شیرینی را دوست می داشتند و بعد از طعام قدرے تناول می نمودند اگر برخوان می بود و اگر از فواکہ آنبہ کہ بسیار مرغوب طبع مبارک بودہ، یا خر بوزہ یا انگوری بود متصل بہ غذا تناول می نمودند و اگر بہ جائے مہمان می شدند، بامیزبان و یاران برد ستارخوان شریک طعام می شدند مابرا در آن متصل بہ حضرت ایشان می نشستیم چون ابتدا بہ تناول طعام می کردند بہ آواز بلند می فرمودند ہر کس مشغول طعام خود باشد بہ سوتے ماکس نہ نگر۔ دیدہ شدہ کہ اگر کس بہ جانب ایشان نظری کرد حضرت ایشان را آگاہی می شد و سر برداشتہ آن راجع بہ طرد می کردند حضرت ایشان ہیچ گاہ اظہار ناپسندیدگی یا بد مزگی طعام نہ کردہ اند۔ البتہ اگر لذتے می یافتند کلمہ ”واہ واہ“ بر زبان مبارک می آمد۔

حضرت برادر کلان آدم اللہ آیا مہ عرق آنبہ کشیدہ با شیر و قدرے شکر آمیختہ در برادرہ یخ کردہ پیش می کردند حضرت ایشان بہ رغبت زائد تناول می نمودند و کلمہ واہ واہ بار بار بر زبان مبارک می آمد و دعا بہ برادر صاحب می دادند چند نوبت بعض افراد را طلب نمودند و ایشان را شریک این نعمت لذیذہ کردہ فرمودند ببینید کہ حضرت بلالؓ ماچہ لذیذ شیرینی ساختہ اند حضرت برادر کلان عادت داشتند کہ ہمراہ رفقا چائے شیر یا چیزے دیگر می ساختند و احیاناً قدرے برائے حضرت ایشان می بردند کہ بہ سرت تمام قبول می کردند و تناول کردہ واہ واہ می گفتند اگرچہ آن وقت گزشتہ و آن دور رفتہ اما آن کیفیت در حافظہ خیال و آن صوت در پردہائے گوش محفوظ است۔ اَلْبَقَاءُ لِلّٰہِ وَحْدًا ۸۔

در میان اکل طعام آب نہ می نوشیدند بلکہ کم و بیش یک ساعت بعد رغبت بہ آب می شد اوقات شرب میاہ مقرر بودہ چون بہ سیر و تفریح تشریف می بردند یک صراحی آب ہمراہ می بود تا بہ وقت مقرر آب نوش فرمایند۔ استعمال تنبول کہ بہ ہندی آن را پان گویند با تمباکوی کردند و آن را ہم اوقات مقرر بودہ از ہشت قطعہ اند ہیچ گاہ استعمال نہ کردہ اند۔ و تنبول در قے است کہ با آہک و کتھا و سپاری استعمال کردہ می شود۔ آہک چون با کتھا مزج می شود رنگ سُرخ پیدا می کند و ورق پان مثل دیگر اوراق جانبے الملس و دیگرے ریشہ دارد و در رواج آن است کہ آہک و کتھا را کہ تر کردہ می باشند بر جانب چپ کہ ریشہ داری باشد می مالند لیکن برائے حضرت ایشان بر جانب راست کہ الملس است مالیدہ می شد زیرا کہ حضرت ایشان را این عادت از آیام اقامت مکہ مکرمہ بودہ مولانا نسیم احمد فریدی فاروقی



امروہوی بیان کردند کہ مولانا حافظ عبدالرحمن صدیقی مفسر قرآن عظیم و صدر مدرس مدرسہ جامع مسجد امروہو با عزیز خود در خورد سالی بہ مکہ مکرمہ رفتہ بودند و حفظ کلام اللہ المجید بہ دیار مقدسہ کردہ اند۔ اندران آیام ملاقات ایشان با حضرت ایشان شدہ بود، چون حضرت ایشان در خانقاہ شریفہ ملی اقامت کردند، جناب حافظ صاحب برائے ملاقات آمدند حضرت ایشان بہ وجہ خوب ملاقات کردند و بہ حافظ صاحب فرمودند: "پانڈان نہادہ است پان بسازید و بخورید و یک پان ساختہ بہ ما ہم بدہید" جناب حافظ صاحب برائے حضرت ایشان پان را بروجہ راست ساختہ تقدیم کردند حضرت ایشان چون پان را دیدند تبسم کردہ فرمودند: "این عادت ما را شما یاد دارید" رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِمَا فِی کُلِّ حَیْنٍ وَ اِنْ۔

روزے در کوٹہ بلوچستان از حبیب ملا عبدالعزیز کا کڑی قحطی نسوار افتید، آن قحطی از شاخ حیوان بہ شکل و حجم بیضہ مرغ بودہ۔ حضرت ایشان استفسار نمودند کہ این چیست، ملا عبدالعزیز عرض نمود کہ قحطی نسوار است، فرمودند: "در جوانی وقتے کہ در حرمین شریفین بودیم استعمال نسوار کردہ ایم۔ در آن جا نسوار را نشوق می گویند۔"

**قبیلہ** بعد از غدا قیلولہ می کردند۔ و بعد از قیلولہ نماز پیشین می خواندند۔ **وضو** حضرت ایشان بہ کمال احتیاط وضو می کردند موسم سرما باشد یا گرما، عرق چین و بیرہن می کشیدند۔ روزے فرمودند: "قطرات آب مستعمل می افتد ازین جہت پیرہن می کشیم" و باز بسم اللہ خواندہ ہر عضو را سہ بار می شستند، در شستن اعضا خوب دَک می کردند۔ در اواخر آیام اگر چہ دندانہا نہ داشتند اما مسواک می کردند۔ مسواک ایشان از شاخ نیم می بود کہ از اشجار مشہورہ ہند است، چوب نیم تلخ می باشد سہ بار مسواک بر لثہا می مالیدند۔ مسح بر تمام سر مبارک می کردند۔ در وضو کردن کمتر از دہ دقیقہ صرف نہ می شد و بعد از وضو بہ رومالے دستہا و روے نور را خشک می کردند باز پیرہن و عرق چین می پوشیدند۔ بعد از وضو بر لثہ مبارکہ تجلیات انوار ظاہر و باہری بود و معلوم می شد کہ مصداق این حدیث مبارک شدہ اند کہ شیخین آن را روایت کردہ اند۔ مَنْ تَوَضَّأَ أَحْسَنَ التَّوَضُّؤِ خَرَجَتْ خَطَايَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِہٖ " کہے کہ وضو کنند و بہ وجہ خوب بکند از بدن وے خطا با خارج می شوند حتی کہ از بین ناخنہا جدامی شوند" حضرت ایشان بہ یک وضو چند نماز را ادا می نمودند۔ دیدہ شد کہ بہ وضو نظر نماز عشا می خواندند و عاجز یاد نہ دار کہ بہ این دوران بار و گرو وضو کردہ باشند بہ دوران وضو ادعیہ مروجہ از حضرت ایشان مسموع نہ شدہ۔

**نماز بانساز** شیخ بدرالدین سرچندی در حضرت خامسہ از حضرات القدس در بیان نماز خواندن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نوشتہ اند: "آثار خضوع و خشوع از استیلای طہن



بظاہر ایشان پیدا ہویدامی شد و جمیع اصحاب ایشان در صورت بہ نماز ایشان تقلید می کردند، این حقیقہ پیش از انتظام در زمرہ خدام آن امام ہمام گاہ گاہ در نماز ہائے جمعہ مسجد ایشان می رسید و نماز گزاروں ایشان را ہر کہ می دید بے اختیار از جامی رفت و بے یقین می دانست کہ ایشان ہموارہ با سرور کائنات صحبت می دارند و نماز کردن آن حضرت علیہ السلام والتحیۃ رامی بیند، بروفق آن نمازی گزارند، و اگر نہ این حقیر علماء و مشائخ دیگر را ہم می دید این قسم نماز از ہیچ کس نہ می دید، ہمیشہ در اول نقطہ وقت نماز گزاروں و بہ یک نسق پیوستہ ادا کردن از غائب روزگار است، گاہی نہ دیدم کہ از وقت خود لمحہ تجاوز کردہ باشد یا از طریق ادائے نماز گاہی در قوم و یاد جلسہ یا در ادبے از آداب نماز گونہ تفاوت ظاہر شود، نماز ایشان اعظم خوارق بود کہ خرق عادت و عرف عالم می نمود، بظاہر است کہ ہموارہ بر یک طرز بے حصول ملائے و کلائے همچنان تعظیم و توقیر و تمکین و وقار و خشوع و انکسار نماز گزاروں کمال رسوخ بر اتباع نبوی و نہایت قوت باطن می خواہد۔

عاجز گوید، بیانی کہ شیخ بدرالدین سرہندی رحمہ اللہ در ضی عنہ از نماز بانیا حضرت مجدد کردہ اند گویا کہ بیان نماز حضرت ایشان ما است البتہ در اوقات نماز صورتے دیگر بودہ۔

**حضور قلب** اگرچہ حضرت ایشان ہر کار بہ فراغ دل و طمأنینہ می کردند اما نماز را شان دیگر بودہ۔ حکیم حبیب اللہ مولوی عزیز اللہ از سکھان پیالیہ بودند، سعادت ازلی رفیق ایشان شد و سلمان شدند و در اوائل شمس ۱۳۰۰ بہ خدمت مبارکہ حضرت ایشان رسیدہ داخل سلسلہ مبارکہ شدند۔ حکیم حبیب اللہ مولوی محمد نویس پیش امام مسجد شاہجہانی واقع در گاہ مبارک حضرت خواجہ اجیری قدس سرہ بیان کردہ و مولوی محمد نویس بہ عاجز نقل کردہ۔ بہ آیامی کہ حضرت ایشان مسجد مبارک خانقاہ شریف را نو تعمیر می کردند، شبے در خدمت مبارکہ حضرت ایشان حاضر بودم۔ حضرت ایشان قصد ادائے نماز کردند شش یا ہفت بار برائے تکیہ تحریمیہ ہر دو دستہارامی برداشتند و تکیہ نہ می گفتند باز رو بہ من کردہ فرمودند: ہائے ہائے حبیب اللہ، حضور قلب این وقت مفقود است، ہائے این چہ شدہ؟ و بَعْدُ بَوَّحَہ چون حضور قلب حاصل شد امامت فرمودند۔ و جناب مفتی منظر اللہ پیش امام جامع فتحپوری دہلی بہ عاجز گفتند کہ من مولوی سیف الرحمن صدر مدرس مدرسہ فتحپوری و مولوی شمس الدین دوسہ نفر دیگر حاضر بودیم کہ اذان شام شد۔ چند دقیقہ گزشت و حضرت ایشان ہیچ حرکت نہ کردند باز فرمودند مولوی منظر شمایان رفتہ نماز بخوانید، نماز شمایان را تا خیر می شود۔ حضرت ایشان بہ اندازہ ربع ساعت خاموش نشستہ ماندند و باز نماز خواندند۔ عاجز گوید کہ احیاناً دیدہ شدہ کہ وقت نمازی شد و حضرت ایشان در زنگ زیاد می کردند و باز در اواخر اوقات نمازی خواندند، و این حوالہ در حیات قبلہ گاہ خود حضرت ایشان را حاصل بود، در ۱۲۹۶ھ چون بہ طابہ طیبہ می رفتند از جدہ بہ حضرت







می گفتند: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدٌ أَكْثَرُ أَطْيَبًا مُبَارَكًا فِيهِ مِلءُ السَّمَاوَاتِ وَمِلءُ الْأَرْضِ وَمِلءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ يَعْدُو بِأَرْبَعَةِ رَفَعَةٍ هَمَانِ ادْعِيهِ رُكُوعَ تَسْبِيحَاتِ سَجْدَةٍ مِثْلَ خَوَانِدِ الْبَيْتِ بِجَانِ لَكَ تَرَكَعْتُ، لَكَ سَجْدَتٌ وَبِجَانِ تَرَكَعْتُ، سَجْدَتُ لَكَ، سَجْدَتُ لَكَ مِثْلَ فَرْمُودِ دُوبَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَعَافِنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَدِرْقَعْدَهُ بِحُجُونِ السَّلَامِ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ می گفتند: صُورَتِ اخْفِضْ جَنَاحَكَ ظَاهِرِ مِثْلِ شَدِّ مُحْسُوسِ مِثْلِ شَدِّهِ بِكَيْفِيَّاتِ دَاخِضِ فِي قَلْبِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصُهُ الْكَرِيمِ وَقُلِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ لِيَصُدَّقَ أَمْلَكَ فِي أَنَّهُ يَبْلُغُهُ وَيَرُدُّ عَلَيْكَ مَا هُوَ أَوْ فِي مَنَّهُ. كَمَا قَالَ مُجَّةُ الْإِسْلَامِ الْإِمَامُ الْغَزَالِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُ فِي الْإِحْيَاءِ: سرشار اند و گویا عرض می نمایند.

يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ إِنَّمَا الْفُوزُ وَالْفَلَاحُ لَدَيْكَ

و چون آشهد آن لا اله الا الله می گفتند انگشت خنصر و بنصر را بند کرده از وسطی و اینها هم حلقه ساخته به انگشت میسخته به وقت گفتن الا الله اشاره می کردند و به وقت اشاره انگشت را به شکل ابرو قدر خمدر می داشتند و بعد از اشاره انگشتان را حسب سابق قبله رو دراز می کردند و در قعدة اخیره بعد از درود شریف اللَّهُمَّ أَنْزِلْهُ الْمُقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبَارِكْ بِنَا آيَاتِ الْخِ وَبَارِكْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا. اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمُعْزَمِ می خواندند و در و تر بعد از قنوت حنفی قنوت مشافعی نیز می خواندند.

**قنوت نازل** | به زمانه که نصاری در طرابلس و بلقان و خرب عمر می اول با خلیفه المسلمین مصروف

جنگ و جدال بودند حضرت ایشان در نماز فرض در رکعت اخیره چون از رکوع استاده می شدند به آواز بلند برائے نصرت اسلام دعای می کردند گاهی هر دو دست به صورت دعا برداشته و گاهی به صورت ارسال اگر دستها را می برداشتند عند الاختتام بر روی مبارک فرد آورده تکبیر گفته به سجده می رفتند و دعای که حضرت ایشان می خواندند درج ذیل است.

اللَّهُمَّ قَاتِلِ الْكُفْرَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ يَجْعُدُونَ آيَاتِكَ وَيَكْذِبُونَ رُسُلَكَ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ وَيَتَعَدَّوْنَ حُدُودَكَ وَيُقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ، اللَّهُمَّ خَالِفْ



بَيْنَ كَلِمَتَيْهِمُ اللَّهُمَّ زَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ، اللَّهُمَّ أَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ  
 اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ أَهْزِمِ الْكُفَّارَ وَأَنْصُرِ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِمُ  
 اللَّهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوسِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً  
 يُلْقِيهِمُ الظَّالِمِينَ وَتَجْعَلْنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ وگاهی دعا را به این الفاظ شروع می کردند  
 اللَّهُمَّ أَنْصُرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ اللَّهُمَّ أَنْصُرْ جُيُوشَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ أَهْلِكَ الْكُفْرَةَ وَ  
 الْمُشْرِكِينَ اللَّهُمَّ دَمِّرْ أَعْدَاءَ الدِّينِ و باز دعای اول الذکر را می خواندند و در آخر بید دعا این گفته  
 به سجده می رفتند.

**اذان** در دہلی حضرت ایشان به کوه فتح گڑھ کہ بہ جہت سبزی منڈی واقع است سالہا سال برائے  
 تفریح رفتہ اندہ در آن ایام این کوه تفریح گاہ عامۃ الناس نہ بودہ برائے ذکر و فکر عجب جائے  
 پربہار و پرسکون بودہ ماہر سہ برادر و یک مخلص افغانی ہمراہ ایشان می بودیم حضرت ایشان در جائے بہ  
 ذکر پاک پروردگار مشغول می شدند و مایان بہ قرب و نزدیکی ایشان بہ تفریح و بازی مشغول می شدیم احیاناً  
 حضرت ایشان آن جا اذان دادہ اندہ صدائے حضرت ایشان نہ بسیار بلند و نہ بسیار پست بلکہ متوسط  
 می بودہ و از مٹ و کشالی پاک و صاف، لحن و نرم را اثرے نہ می بودہ بہ حضور و آگاہی اذان دادہ روئے  
 مبارک بہ سوائے مایان کردہ می فرمودند بیایید بچہا کہ نماز بخوانیم و باز حضرت ایشان نماز می خواندند  
 با حق تعالی بہ مناجات مشغول می شدند.

در سال ہزار و سہ صد و سی و شش یاسی و ہفت خدائے رحم کہ از بلاد افغانستان بودہ خدمت  
 می کرد آواز وے بسیار بلند و پرورد بودہ و آن سال در مسجد شریف کوٹہ وے اذان می دادہ روزے برائے  
 کارے بہ وقت پیشین این عاجز در خدمت حضرت ایشان رسید آن وقت خدائے رحم اذان می دادہ  
 عاجز دید کہ حضرت ایشان چہمان مبارک خود را بند کردہ متوجہ بہ آواز اذان ہستند عاجز بہ خاموشی استادہ  
 ماند و بعد از اتمام اذان عاجز ملاحظہ کرد کہ حضرت ایشان لطفہا برداشتہ اند و بہ عاجز خطاب کردہ فرمودند  
 زید، خدائے رحم اذان خوب می دہد.

حضرت ایشان چون اذان می شنیدند بہ این الفاظ دعائی کردند اللَّهُمَّ رَبِّ هَذَا  
 الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اِتَّ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا  
 مُحَمَّدًا الَّذِي وَعَدْتَهُ إِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِيعَادَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ  
 لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَبَّنَا وَبِ مُحَمَّدٍ رَسُولِكَ بِإِسْلَامِهِ دِينَنَا



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ بِضَالَةٍ تَسْخَطُ بَعْدَهُ وَارْضَهُ عَنِّي.

**جماعت** حضرت ایشان در خانہ وضو کردہ، سنن خواندہ بہ کمالِ ہر روز دو قارو سکینہ برائے قرائتِ

بہ سبب شریف می رفتند، در صحیحین وارد است۔ اِذَا التَّوَضَّأَ فَاحْسَنَ التَّوَضُّؤَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطِ خُطْوَةً إِلَّا رَفَعَتْ لَهُ بِحَادِ رَحَّةٍ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ یعنی کہ بہ نیک وجہ وضو کرد و محض از برائے نماز بہ مسجد آمد، ہر ہر گامے کہ دے می بردارد و می نہد، یک گنہ دے بلند و یک خطائے دے ساقط می شود۔ صَدَقَ الصَّادِقُ الْمُصَدِّقُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اثر این مبارک حدیث بر بشرہ حضرت ایشان ظاہر و باہر می بود۔ در آن وقت بہ نوعی ظہورِ انوار و تجلیات می شد کہ ہر کس بہ سوئے حضرت ایشان تاب نظر کردن نہ می داشت، بہ مبتدیان خوف و دہشت غلبہ می کرد و کسانے کہ از حضور نسبت و صفائے باطن نصیبہ و ربودہ اند بہ اندازہ صفائے خود مستفید و مستفیض می شدند، بعض افراد انوار و تجلیاتِ الہیہ را عیاناً می دیدند و بعضے مشاہدہ جمالِ حضرت مُحَمَّدٌ صَلَّی عَلَیْہِ الصَّالِحِیْنَ وَالتَّحِیَّاتُ وَالتَّلَیَّاتُ می کردند۔ کُلُّ مُتَسَرِّکٍ لِمَا خُلِقَ۔

**نظر بر احوالِ مقتدیان** معمول حضرت ایشان بود کہ قبل از نماز بلکہ قبل از اقامت گفتن نظر بر احوالِ مقتدیان می کردند و طریقہ اش آن بود کہ از جانب پشت

نمازی با از یک طرف تا بہ سر دیگر گزری کردند۔ یک مخلص پاک باطن با کمالِ ادب بہ پہلوئے ایشان می بود، بر کسے کہ حضرت ایشان دست مبارک می نہادند، ویرا آن مخلص کہ ہمراہ ایشان می بود از صف بیرون می کرد، و گاہے حضرت ایشان بہ محراب رفتہ و بہ جانب نماز یہا کردہ، چشم بند کردہ استادہ می شدند و یک مخلص از یک طرف ہر مصلی دست خود می نہاد و تا وقتے کہ از حضرت ایشان اشارہ نہ می یافت دست نہادہ منتظر امر می بود اگر حضرت ایشان آواز "ہون" می کردند و بہ دیگرے منتقل می شد و اگر می فرمودند "این را دور کن" دے امتثال امر می کرد، بعض اوقات خدمتِ اختیارِ مقتدیان متعلق بہ مخلصے صاحبِ نسبت می شد، حسنِ مشاخیل از گلو از افغانستان چند سال این خدمت را بہ وجہ خوب سرانجام دادہ۔

**اعترض بے خردان** اہل دنیا و اصحابِ پندار را در ہمچ حال قرار نیست، مقصد ایشان جز

اعتراض کردن چیزے نیست، ملا علی بن حسین کاظمی در "شحات عین الحیاة" قولِ عارف نامی مولانا عبدالرحمن جامی نقل کردہ کہ "مردم بد نفس چون خواهند کہ عیب کسے بر شمارند اول بدیہائے کہ در ذات ایشان موجود است بر زبان جاری می شود آن بہ فہم ایشان نزدیک تر است" و قطب شامی شیخ عبدالغنی نابلسی در رسالہ "ایضاح الدلالات" بیان خوب نوشتہ اند و این شعر را آورده اند۔



إِذَا سَاءَ فِعْلُ الْمَرْءِ سَاءَتْ ظَنُونُهُ وَصَدَقَ مَا يَعْتَادُهُ مِنْ تَوَهُّمِهِ  
بعضی از حاسدان گفته اند که در نماز از فاسقان و آرباب غفلت متاثر شدن از بے کمالی و قلت نور است  
چه اصحاب کمال را به نوع انواری باشند که بر هزاران ظلمات غالب آید، این بے خبران نام الوار و تجلیات شنیعه  
اند و از کیفیات و حقائق بے خبر اند نه می دانند که مقتدی را با امام خود ارتباطی است، اگر ارتباط درست  
کامل است خلل در نماز پیدا نمی شود، و اگر نادرست و ناقص است خلل واقع است۔ عاجز چند احادیث  
می نویسد تا بے خردان عبرت گیرند۔

**احادیث مبارکه** ۱۔ مشکات در باب القارة از مالک و احمد و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن  
ماجر روایت کرده آن رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ  
جَمْعًا فِيهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ هَلْ قَرَأَ مَعِيَ أَحَدٌ مِنْكُمْ اِنْفَاقًا قَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ  
إِنِّي أَقُولُ مَا لِي أَنَا زَعُ الْقُرْآنِ - یعنی برگشت رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم از نماز که جمهر کرد  
در وے گفت، آیا کسی از شما یان اکنون چیزی بامین خوانده، یکے گفت آری یا رسول الله من خوانده ام، پس  
آن حضرت فرمود من در وے خود می گفتم که مرا چه شده که کشاکش کرده می شوم با قرآن مجید۔

۲۔ مشکات در باب الوسوسة از مسلم نوشته۔ عَنْ عَثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ  
اللَّهِ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ خَالَ بَيْنِي وَبَيْنَ صَلَاتِي وَبَيْنَ قِرَاءَتِي يُلَبِّسُهُمَا عَلَيَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهُ خَنْزِبٌ فَإِذَا أَحْسَسْتَهُ فَمَعُودًا بِاللَّهِ  
مِنْهُ وَانْفُلْ عَلَى يَسَارِكَ ثَلَاثًا فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَآذَنَهُ اللَّهُ عَنِّي عَثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ كُودِكَةً مِنْ  
گفتم یا رسول الله به درستی که شیطان حائل می شود میان من و میان نماز من و میان قرائت من، پس فرمود  
پیغمبر خدا صلی الله تعالی علیه وسلم آن شیطان است که وے را خنرب گفتم می شود۔ پس چون ویرا دریابی پناه  
جوئے به خدا از وے و تفل کن یعنی تلف کن بر جانب چپ خود سه بار عثمان گوید که من آن را کردم و دور گردانید  
آن شیطان را الله تعالی از من۔

۳۔ مشکات در کتاب الرقاق از احمد نقل کرده که عائشه صدیقه رضی الله عنها گفت۔ كَانَ لَنَا  
مَسْرُوفِيَّةٌ تَمَاشِيلُ طَيْرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ حَوِّلِيهِ فَإِنِّي إِذَا رَأَيْتُهُ ذَكَرْتُ  
الدُّنْيَا۔ ما را پرده بود که در وے تصاویر پرندگان بود پس رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود اے عائشه این  
پرده را دور کن زیرا که من چون می بینم این را یاد می آرم متاع دنیا را۔

شیخ عبدالحق در شرح نوشته۔ عزیز من چون یاد دنیا و دیدن آن چه یاد دهن از آن موجب تشویش دل



و تکریر صفاتی وقتِ مقربان است قیاس باید کرد نفس دنیا را که چو حال خواهد بود  
 ۴- مشکات در کتاب السیر از بخاری نوشته که انس رضی الله تعالی عنه گفت: بَكَانَ قِسْرًا  
 لِعَالِشَةٍ سَتَرْتُ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطِي عَنَّا قِرَامًا  
 هَذَا فَإِنَّهُ لَا يَزَالُ تَصَادِيرُهُ تَغِيضُ لِي فِي صَلَاتِي - پرده باریک رنگین و منقش عایشه را بود  
 که گوشه خانه خود را به آن پوشیده بود پس گفت پیغمبر صلی الله علیه وسلم مر عایشه را دور کن از پیش ما پرده خود را  
 پس به درستی که این صورت و ظاهر می گردد بر من در نماز من -

۵- مشکات در کتاب السیر از بخاری مسلم نوشته که عایشه صدیقہ رضی الله عنها گفته صلی رسول  
 الله صلی الله علیه وسلم فی خمیسہ لَهَا اَعْلَامٌ فَنَظَرْتُ اِلَى اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوا  
 بِخَمِيصَتِي هَذِهِ اِلَى اِبْنِ جَحِيمٍ وَاسْتَوْنِي بِاَبْنِ جَانِبِيَّةٍ اِلَى جَهْمٍ فَإِنَّهَا اَلْهَتْنِي اِنْقَاعُ صَلَاتِي - نماز  
 گزار رسول الله صلی الله علیه وسلم در جامه که سیاه علم داشت پس نگاه کرد آن حضرت به جانب اعلام و  
 یک نگاه کردن - و چون از نماز فارغ شد فرمود که این خمیصه مرا پیش ابو جهم برید و بسیار دید برائے من کلیم  
 درشت وے - به درستی که این خمیصه مرا از ذوق و حضور نماز اکنون باز داشت - و در روایتی از بخاری  
 آمده - قَالَ كُنْتُ اَنْظُرُ اِلَى عِلْمِهَا وَاَنَا فِي الصَّلَاةِ - که آن حضرت صلی الله تعالی علیه وسلم گفت - من به جانب  
 علم خمیصه نگاه می کردم و حال آنکه من در نماز بودم فَاَخَافُ اَنْ يَفْلِتَنِي پس ترسیدم که در فتنه بنید از در  
 و باز دارد از حضور - شیخ عبدالحق در شرح نوشته معلوم می گردد و تصور و نقوش ظاهری  
 را در نفوس طاهره و قلوب صافی تاثیر برائے است، با وجود علو مقام و کمال نزاهت، و نظریه تحقیق این تاثیر و  
 تغیر ناشی از کمال صفا و غایت لطافت است چنان که در جامه سفید یک نقطه سیاه اگر افتد نمایان  
 گردد و هر چند سفید تر و صاف تر نمایان تر و آلودگان و تیره دلان را از آن معنی آگاهی نه بود، و نزد من این  
 تعلیم است مرا متراوی و توبیه است مرا ایشان را بر تثبیت احتیاط و احتیاس در معاشرت ملاست ملاحظاتی  
 ۶- مشکات در آخر باب صفة الصلاة از احمد نوشته که ابو هریره رضی الله عنه گفت - "صَلَّى بِنَا  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَفِي مَوْخِرِ الصَّفْوِ رَجُلٌ فَأَمَسَاءَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا  
 سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فَلَانُ أَلَا تَتَّقِي اللَّهَ أَلَا تَرَى كَيْفَ تُصَلِّي، اَنَّا كُنَّا  
 تَرَوْنَهُ اِنَّهُ يَخْفَى اَعْلَى شَيْءٍ يَمَّا تَصْنَعُونَ وَاللَّهِ اِنِّي لَا أَرَى مِنْ خَلْفِي كَمَا أَرَى مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ - که پیغمبر  
 خدا با نماز ظهر را گزارد و در صف پایان از صفها مردے بود پس نماز را بدگزار و چون سلام داد آن مرد را  
 پیغمبر خدا صلی الله تعالی علیه وسلم آواز داد و بخواند و فرمود اے فلان از خدا نه می ترسی آیا نه می بینی که چه گونه



نمازی گزاری۔ بہ درستی کہ شمایان گمان می برید کہ پوشیده است بر من چیزی از آن چه کہ شمای کنید بگوئید  
بہ خدا۔ ہر آئینہ می بینم از پس پشت خود چنان کہ می بینم از پیش روئے خود“

**در مرقات نوشتہ** | قال ابن حجر ای فی حال الصلاة لانه عليه الصلاة والسلام

كان يحصل له فيها قوة العين بما يفاض عليه فيها من غايات القرب  
وخوارق التجليات فتكشف له حقائق الموجودات على ما هي عليه في ذلك من خلفه كما  
يدرك من امامه لانه لباهر كماله لا يشغله جمعه عن فراقه فهو وان استغرق في عالم  
الغيب لا يتفق عليه شيء من عالم الشهادة الخ۔ ابن حجر گفته کہ آن سرور صلی اللہ  
علیہ وسلم را این کیفیت در حال نماز بودہ زیرا کہ در حال نماز از وجہ غايات قرب و خوارق تجليات قوت  
بصارت چشم مبارک بہ حدی می رسید کہ بر آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم حقائق موجودات بہ وجہ اتم ظاہری  
گشت، پس از جہت پشت ہم بہ همان طور ادراک می کرد کہ از پیش روی کرد، و از وجہ انتہائے کمال  
بے مثال دید حقائق کائنات جمعیت مبارک را بہ خود مشغول نہ می ساخت، و با وجود استغراق در عالم  
غیب، هیچ شیء از عالم شہادہ بر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخفی نہ می ماند“

**شیخ عبدالحق نوشتہ** | این جا محل عتبر و تذکار است مرعابل را در تاثیر صحبت کہ سید رسل  
صلوة الله وسلامه عليه بہ آن مرتبہ و جلالت شان در حالت قرآ

قرآن در نماز کہ از اعظم حالات و اقرب اوقات دوست در قرب حضرت رب العالمین از صحبت یکے از احادیث  
بزرگ سنن و بعض آداب وضو کہ نہ عبادت مقصود لذاتہ است متاثر گردیدہ جائے دیگران کہ بہ صحبت  
و مخالطت اہل فسق و بدعت گرفتار باشند و شب و روز بہ ایشان باشند“

از خوان کریمان غلامان را نصیبی می باشد حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس سرہ نوشتہ  
اند در مکتوب صدم از دفتر سوم۔ این بزرگوار ہر چند نبی نیست اما بہ تعبیت انبیا شریک دولت خاصہ انبیا  
است علیہم الصلوات والتسلیمات۔ و اگرچہ طفیلی است اما سفرہ نشین خوان نعمت شان است، و ہر چند  
خادم است اما ہم نشین مخدومان است، و آن تابع است کہ مصاحب ہما از مقبوعان است۔ الخ۔  
بے خردان از بے خردی خود چیز ہائے می گویند و بہ شناعیت و قباحیت آن نہ می رسند حافظ  
شیراز گفتہ وچہ خوب گفتہ رحمہ اللہ۔

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ چون نہ دیدند حقیقت رہ افسانہ زدند  
**امامت** | از حیات مبارکہ والد بزرگوار قدس اللہ سرہ تا ماہ مبارک رمضان ۱۲۲۵ھ امامت خود



حضرت ایشان می کردند، دست از هر دو عالم افشاندہ تکبیر می گفتند به مجرد استماع اللہ اکبر از مقتدیان بر اصحاب نسبت اثر می شد کہ اکثر افراد راتن می لرزید و قرأت ایشان بہ منزلہ جوئے روان بود کہ بہ یک نہج دو تیرہ روان می باشد، پاک باطنان از برکات و فیوضات سلسلۃ النجاس "محمور شدہ مدہوش می شدند سرور مشواری نعرۃ اللہ زدہ ہمیشہ شدہ می افتاد۔ در تن سید اکرم شاہ از آتش محبت بہ نوسے بے قراری روئے می داد کہ بہ ہر دو دست سینہ خود را اللہ گویان می زد۔ قاری عبد الغنی الطاک شامی را اشک سیل از چشمانش روان می گشت۔ بعض افراد را بخودی روئے می داد۔ و از دنیا و مافیہا بے خبر گشتہ بر یک حال می ماند۔ کسے در قیام و کسے در سجود چنان چہ نماز تمام می شد، و نمازیان سنن و نوافل خواندہ می رفتند و این مدہوشان بادۂ وحدت بر احوال خود می ماندند۔ بیچ گاہ دیدہ نہ شد کہ حضرت ایشان بہ ابن عجمی پاک نہادان چیزے گفتہ باشند۔ قرأت حضرت ایشان قدرے طویل می بود۔ استعاذہ فرمودہ و بسملہ خواندہ بہ تلاوت مصروف می شدند، عاجز یاد دارد کہ نوبتے در دہلی برجیل "فتح گڑھ" کہ ساہا ہا سال تفریح گاہ حضرت ایشان بود در صلاۃ مغرب سورۃ صافات و سورۃ صافات تلاوت کردند۔ ماہر سہ برادر و یک مخلص افغانی در پس ایشان بودیم۔ بہ دوران تلاوت از تن مبارک ایشان یک موئے را حرکت نہ می شد۔ توقف بہ مراعات اوقاف صحیحہ می کردند چون آیات و عمید رامی خواندند در خضوع و خشوع نمایان اضافہ می شد۔ و گاہ استعاذہ می فرمودند۔ تلاوت چہ بود کہ مکالمہ باری العزت می بود، و از کیفیات ولذات "أریحنی یابلاً" روشناس می کرد۔ روزے بعد العصر برائے تفریح بیرون دروازہ ترکمان برآمدند و تادروازہ اجیری تشریف بردند، بہ قرب دروازہ اجیری "تالاب شاہ جی" بود۔ این تالاب بسیار کلان و عمیق بود۔ از سنگ فارا ساختہ شدہ بود۔ نزد تالاب بہ جہت شرق یک مصطبہ بود کہ وندگان و آندگان در آن جا قدرے استراحت می کردند بعض اوقات نماز ہم می خواندند چون حضرت ایشان آن جا رسیدند وقت نماز شام شد چنان چہ فرمودند بیانید کہ برین مصطبہ نماز بخوانیم۔ و حضرت ایشان در آن زاویہ خموشی و یکسوئی بہ ذوق و شوق تمام نماز خواندند، در اول رکعت دو رکوع از سورۃ النجم و در رکعت دوم رکوع سوم از النجم و رکوع اول از سورۃ قمر خواندند و از بحار حقایق حقیقت کعبہ حقیقت قرآن حقیقت صلاۃ حقیقت معبودیت صرفہ۔ میراب گشتہ مراجعت فرمودند۔ اندران ایام این جہت پراز خاک ویران بود۔ اگر حضرت ایشان بہ آن جہت گاہے می رفتند چون مراجعت می فرمودند در دروازہ خانقاہ شریف بر کرسی ہندی (مونڈھا) می نشستند و مخلصین پاک ضمائر کہ بہ انتظار چنین مواقع می بودند کہ بہ نوسے دست خود بہ جیم مبارک ایشان رسانند۔ بہ ادب تمام و حضور قلب بہ خدمت مبارک رسیدہ



اولاً گردوغبار رامی افشانند و باز پائہارامی مالیند، حضرت ایشان مصروف کار و مخلصین متوجہ بہ سوتے یارمی بودند، منشی احمد حسین دہلوی کہ صاحب نسبت و پاک ضمیر بودہ چند بار بہ عاجز گفت کہ من پائے مبارک ایشان را آہستہ آہستہ می مالیدم چون دست خود بر عضلات ساق نہادم عیاناً محسوس کردم کہ ہر گاہ حضرت ایشان گویا بہ اسم اللہ است از احساس این امر کیفیتے بر من طاری شد حضرت ایشان فرمودند: احمد حسین من امروز نماز شام نزد تالاب شاہجی خواندم۔ سورۃ وَالنَّجْم تِلَاوَت نمودم، عجب لذت و کیفیت حاصل شد۔

عاجز گوید کہ چند سال می شود کہ پیر مردے کہ بہ جہت صدر بازار قیام داشت حاضر شد و در سلسلہ شریفہ داخل شد و بیان کرد کہ من جوان بودم و برائے شناساندن بہ تالاب شاہجی آمدہ بودم، وقت نماز شام رسید و اتفاقاً حضرت ایشان با جماعت مخلصین تشریف آوردہ نماز خواندند من نیز شریک جماعت شدم۔ عجب لذتے بر من حاصل شد و بہ خانہ رسیدہ بہ پدر خود واقعہ بیان کردم۔ ایشان گفتند: اے پسر، نصیبہ خوب داری، مدتهاست کہ آرزو دارم کہ یک نماز در پس ایشان بخوانم لیکن تا این زمان بہ مراد خود نہ رسیدہ ام و ترا صدقہٗ این دولت دست داد۔ این پیر مرد گفت ازان روز متمنی بودم کہ در سلک خادمان حضرت ایشان در آیم۔ امروز پروردگار خواہش مرا بہ اتمام رسانید۔

**ختم قرآن مجید** معمول حضرت ایشان بود کہ در نماز قرآن مجید را با ترتیب تلاوت می فرمودند و چون ختم می فرمودند نان پنچتہ مخلصین رامی دادند و آن روز آثار سرور و بر شہ مبارکہ ظاہری بود۔ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ در فصل ششم از زبدۃ المقامات نوشتہ اند: ”و در اواخر ختم قرآن مجید در نماز اشتغال می فرمودند: وَمَنْ يُشَابِهْ أَبَاهُ فَمَا ظَلَمَ۔“

**بعد از سلام دادن** چون حضرت ایشان از نماز سلام می دادند سہ بار استغفار می کردند۔ گاہ بہ این لفظ استغفر اللہ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَیْهِ و گاہ بہ این لفظ استغفر اللہ الْعَظِيمَ الَّذِیْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَیْهِ و بعد ازین دعای کردند مگر بہ فجر و مغرب بعد از خواندن استغفار دہ بار بہ همان جلسہ می خواندند۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِیَدِهِ الْخَبْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ و باز بہ این الفاظ دعای کردند۔ اللَّهُمَّ انْصُرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِینَ اللَّهُمَّ انْصُرْ جُیُوشَ الْمُؤَحِّدِینَ اللَّهُمَّ أَهْلِ الْکُفْرِ وَالْمُشْرِکِیْنَ اللَّهُمَّ ذَمِّرْ أَعْدَاءَ الدِّینِ اللَّهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِینَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِینَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ اصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ ارْحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ



اللَّهُمَّ فَرِّجْ عَنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ وَأَحْيَانَا اِضْمَامِ اَيْنَ دَعَا  
مِي كَرَدَنده اللَّهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعُوْذُ بِكَ  
مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَ  
الْمُغْرَمِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ  
لَا يَخْشَعُ وَنَفْسٍ لَا تَتَّقُ وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَنَعُوْذُ بِكَ اَنْ نَرْجِعَ عَلَى اَعْقَابِنَا اَوْ اَنْ نُفْتَنَ عَنْ  
دِينِنَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ بِكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ  
مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْنَا  
وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ نَعْمَلْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفَجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ  
اللَّهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اَنْ تُضِلَّنَا أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالَّذِي لَا يَنْبَغِي  
اِلَّا نَسِي يَمُوتُونَ. وَأَحْيَانَا بَعْدَ اَيْنَ دَعَايَ قُنُوتِ نَازِلِهِ سَمِی خوانند.

و معمول حضرت ایشان بود که بعد از صلاه فجر چون از دعا فارغ می شدند بر سر سجاده به همان کیفیت  
قعه مراقب می شدند و چون آفتاب می برآمد مخلصه بسم الله خوانده عرض می کرد، آفتاب برآمد و حضرت  
ایشان نماز چاشت خوانده به قیام گاه تشریف می بردند.

**نماز جمعه** می فرمودند نماز جمعه چند شرط دارد که بدون تحقیق آن شروط به خواندن نماز جمعه  
مکلف از عهده فرض بر نمی آید. کالمصدر و الاتحاد عند جماعة - مولوی  
عبد الرحمن پسر مولوی امام الدین ساکن نکودر علاقه جالندهر پنجاب جوان صالح و سعادت مند بوده که در  
مدرسه دیوبند تحصیل علم دین مشغول بود. و مکتوبی به حضرت ایشان نوشت و سوال از جمعه کرد و حضرت  
ایشان به جواب تحریر فرمودند. معناه: اگر از شرائط جمعه بالیقین شرطی مفقود باشد پس نماز جمعه مسقط  
فرضی ظمیر نیست. و خواندن نماز ظهر ضروری و فرض است. از کتب معتبره مذہب، هدایه و شرح وقایع قدوسی  
و کنز این مسئله ظاهر است، کسانی که مذہب حنفی را و شرائط مرقومه کتب راجح و معتبری دانند مسلک  
ایشان بر همین است، و کسانی که اصول مذہب خود را و شرائط مرقومه کتب راجح و معتبری می دانند  
مسلک ایشان مایل به عدم تقلید است که از راه صواب برکنارند.

عاجز گوید. علامه مقدسی در نور الشمعه فی ظہر الجمعه که به عربی است تحقیق خوب کرده و نوشته  
برائے نماز جمعه چند شرائط اند. لا بد من تحقیقها للتحقق المشروط. اگر در تحقق شرطی شک واقع شود  
به خواندن نماز جمعه مکلف از عهده فرض بر نمی آید. و علامه شنوانی در انوار ساطعه مذہب اربعه را بیان



کرده است۔ می نویسد کہ در زمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در مدینہ منورہ با مسجد نبوی صلی صاحبہ الصلاۃ والتحمیۃ نہ مساجد بودند کہ الہی این مساجد اذان حضرت بلالؓ را می شنودند و صلوٰت خمسہ در مساجد خود می خواندند لیکن نماز جمعہ را ہمہ در مسجد نبوی ادا می کردند و حضرت عمرؓ بر اعراسہ اسلام ابو موسیٰ اشعری و عمرو بن العاص و سعید بن ابی وقاص نوشتہ کہ برائے قبایل مساجد و برائے جمعہ مسجد جامع بنا کنند کہ بہ روز جمعہ ہمہ درین مسجد جمع شدہ نماز بخوانند علامہ سبکی شافعی نوشتہ لا اخفظ عن صحابی ولا تابعی تجوز تعددہا۔ شیخ احمد معروف بہ ملا جیون مؤلف نور الانوار در فی الاصول، المتوفی ۱۰۳۰ھ در کتاب التفسیرات الاحمدیہ بیان شرائط کردہ و نوشتہ است: "لہذا اختلفوا فرقا مختلفا فقلیل منهم من ترکوا الجمعة اصلا وطائفة اکتفوا بها وبعضہم اداوا الظہر فی منزلہم ثم سعوا الی الجمعة واكثرہم دأوا علی اداکھا اذ لا علما منهم بانھا من اکبر شعائر الاسلام و التزموا بعدھا اداء الظہر لکثرة الشکوک فی شأنہا وغلبۃ الاوہام وإن کان لا یجوز الجمع بین الفرضین عند اهل الاسلام"۔ علامہ ابن الہمام نوشتہ اند: "فالم یحقق وجود الشرط لم یحکم بوجود الجمعة فلم یحکم بسقوط الفرض واللہ سبحانہ اعلم"۔ خواجہ ہاشم کشمیری در فصل ششم از زبدۃ المقامات نوشتہ اند کہ حضرت مجدد قدس سرہ برائے نماز جمعہ بہ مسجد جامع و بہ عیدین مصلیٰ حاضری شدند ظہر را نیز بعد از اداائے جمعہ احتیاطا می گزاردند عمل حضرت ایشان ماقدم سرہ بر مسلک حضرت مجدد قدس سرہ بود کہ ظہر را می خواندند و می فرمودند کہ خواندن نماز ظہر لازم و واجب است بعد از نماز جمعہ نماز ظہر کاملا باسنن می خوانند۔

**مساجد دہلی** | حضرت ایشان چند سال در جامع شاہجہانی و باز چند سال در مسجد مدرسہ خیش نماز جمعہ خواندند اتفاقا یک روز گزیر ایشان بر کلاں مسجد شد کہ بہ جہت دروازہ ترکمان واقع است، این جامع از عہد فیروز شاہ تغلق است کہ در قرن ہشتم بودہ۔ در آن جامع حضرت ایشان انوار و برکات زیاد یافتند، بلکہ بعض اسطواناتہا را منس کردند و محفوظ شدند، و از آن پس بہ آن جامع تشریف می بردند، بعد از چند سال اتفاق افتاد کہ در خطبہ امام خطائے کرد حضرت ایشان بہ آواز بلند اصلا فرمودند۔ بعد از یک روز آن امام بہ حضرت ایشان مکتوبے ارسال داشت کہ اگر جناب شما بہ جامع دیگر تشریف میریزید بہتر باشد چنانچہ بعد از آن روز حضرت ایشان در عربہ بہ مدرسہ مولوی عبدالرب تشریف می بردند کہ بعقب محطۃ خط آہن واقع است این مدرسہ بہ وجود مبارک استاد دی مولانا عبدالعلی آباد شدہ بود۔ حضرت مولانا اولاد مدرسہ خیش صدر مدرس بودند عجب مرد پاکیزہ و پاک باطن و پاک



مشرّب بودند و با حضرت سیدی الوالد ارتباط تام داشتند و حضرت ایشان نیز جناب ایشان را دوست داشتند راست است است **إِنَّمَا يَعْرِفُ الْفَضْلَ ذُووُهُ** بعد از نماز جمعہ حضرت ایشان با حضرت مولانا و دیگر اساتذہ ساعتی صحبت می کردند، چون اہل دہلی را ازین حال آگاہی شد پروانہ نمط آن جامی رسیدند از فیوضات و برکات دامنہائے مراد پری کردند۔ **فَهَيِّنَا اللَّهُ ثُمَّ هَيِّنَا اللَّهُ**۔

در فصل اول گزشتہ چون حضرت ایشان از رامپور بہ کوئٹہ رسیدند افسر پولیس بی، ٹی، بہ خدمت اقدس رسید و عرض کرد کہ از مجالس عمومیہ اجتناب نمایند۔ لہذا حضرت ایشان بعد از ان تا دو سال برائے نماز جمعہ بہ مہرولی تشریف بردند و آن جادو مسجد خانقاہ حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی نماز خواندند بلکہ امامت نماز ہم حضرت ایشان می کردند۔ امام آن جامع مبارک حافظ عابد علی از مخلصین حضرت ایشان بودند۔ حافظ عابد علی و دیگر صاحبزادگان آن در گاہ خواہش نمودند کہ حضرت ایشان امامت کنند۔ در دہلی چون اہل قلوب و پاکیزہ نفوس برین امر مطلع شدند بہ صد شوق بہ آن بارگاہ می رسیدند حتی کہ در مسجد و محن مسجد گوشہ خالی نہ می ماند۔ **هَذِهِ هِيَ الْقُبُولِيَّةُ الَّتِي اخْبَرِيَهَا الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "ثُمَّ يُؤْضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ"** در کوئٹہ نماز جمعہ دائما در جامع قندھاریان می خواندند، چند وقت امام جامع مفتی محمد جمعہ بود چون دے بہ وطن خود (قندھار) مراجعت نمود مفتی عبید اللہ ساکن قریہ شالوکہ بہ فاصلہ دوسہ میل از شہر کوئٹہ واقع است، امام جامع مقرر شد، ہر دو پاک نہادان از مخلصین حضرت ایشان بودند۔ حضرت ایشان بعد از نماز جمعہ احیاناً نزد مفتی عبید اللہ در جامع توقف می کردند۔ اجتماع علماء و صلحامی شد۔ چہ پاکیزہ نفوس بودند و چہ پاکیزہ اجتماع۔

آسمان رشک برد بہر زمینے کہ درو دوسہ کس دوسہ دم از بہر خدا نشینند

در دہلی نماز عید بہ عید گاہ محمد شاہی می خواندند و در کوئٹہ بہ عید گاہ افغانان تشریف می بردند و امامت می فرمودند بہ عید شوال ۱۳۳۵ھ سورہ ق تلاوت فرمودند۔

کاسہ سورہ قمر یا حدید یاد دیگر سورہ شریفہ می خواندند۔ و خطبہ مفتی عبید اللہ می خواند۔ البتہ یک نماز عید الاضحیٰ از ۱۳۳۵ھ کہ آخرین نماز عید بودہ، در عید گاہ پنجابیان خواندہ اند، چون کہ اندران آیام امامت متعلق بہ حضرت برادر کلان حفظ اللہ و البقاہ بودہ لہذا امامت ایشان فرمودند۔

بہ روز عید استعمال یک سبّاء یا چغہ می کردند و در غروب مصطفیٰ تشریف می بردند در عید الفطر بہ آواز لیسٹ و در عید الاضحیٰ قدس بہ آواز بلند تکبیرات می خواندند، بہ وقت مراجعت، چہ در دہلی و چہ



در کوئٹہ برائے مصافحہ و دست بوسی ہجوم خلافت می شد چون کہ مخلصین پاک نہاد بر حضرت ایشان می آمد  
می بودند ازین جهت بہ عافیت می ماندند چند افراد بہ عاجز گشته اند کہ این گونه ہجوم خلافت بر کسے دیگر نہ  
دیدہ ایم، چون از عید گاہ بہ خانہ تشریف می آوردند بسیارے از مخلصین با عربہ می دویدند۔  
از حسن ملیح خود شورے بہ جہان کردی بیچارہ لیسبل را مصروفِ فغان کردی  
چون بہ خانہ می رسیدند اجتماع زائرین می شد و حضرت ایشان تا وقت زوال ملاقات می فرمودند۔  
درین روز اہل دنیا نیز حاضر می شدند و خطبہ می برداشتند۔

**تراویح** از آغاز شب تا اول عقد سادس در تراویح امامت می فرمودند۔ و تا زمانے کہ حضرت سیدہ  
الوالد حیات بودند امثالاً لا امریہ و اتباعاً لیسیرتہ در تراویح سہ ختم از قرآن مجید می کردند  
حضرت والدہ بزرگوار بہ برادر زادہ خود نوشتہ اند۔ بہ سبب اوشان سہ ختم قرآن شنیدن می شود، و مردمان  
اہل ذوق و شوق حاضر می شوند تا تذکیر یعنی بدفع اول تراویح ایشان تمام می شود، و بعد از وفات قبلہ  
گاہ خود اکتفا بہ ختمے کردند معمول حضرت ایشان بود کہ بعد از چہار رکعت بیان آن مضامین مبارکہ  
می کردند کہ در چہار رکعات تلاوت فرمودہ بودند اہل ذوق و شوق مثل سید عسکرامام عید گاہ دہلی و  
حافظ محمد آفاق شریک می شدند سالہا سال این کیفیت بہماند خوش نصیبان ازین دولت لازوال  
بہرہ ور شدند۔ کسانے کہ بیان حضرت ایشان شنیدہ بودند می گفتند کہ عجب جلالت و لطف سرور روی  
می داد، از سامعین ہر یک ہمہ تن گوش می بود حضرت ایشان در چہار ساعت بلکہ در چہار نیم ساعت  
از تراویح فارغ می شدند۔

چون سن شریف بہ پنجاہ رسید قصد فرمودند کہ خدمت امامت در تراویح بہ شخصے تفویض نمایند  
کہ صاحب نسبت بود و بہ فن تجوید واقف بود چنان چہ مخلصے از مقاطعہ پنجاب دو سال امامت کرد۔  
حضرت ایشان را لذتے روی نہ داد۔ اندرین اشخاص تعالیٰ حافظ نیاز احمد را بہ خدمت حضرت ایشان رسانید۔  
**حافظ نیاز احمد** فرزند شیخ عبدالرحمن ساکن سہارن پور بہ عمر چفدہ یا ہژدہ سال بہ آستانہ  
خیر جہان رسید۔ درین عمر نوجوانی عجب صدق کابل و عزم راسخ نصیب شدہ  
بود کہ یا اللہ العجبت۔ در او اہل احوال زجر ہا و توجہ ہا برداشت تا سختی اکرامات و انعامات گردید ان اللہ  
لا یضیع أجر المؤمنین۔ اندر ان ایام قاری عبدالغنی انطاکی شامی بہ اشارہ غیبی از وطن خود نزد  
حضرت ایشان آمد و بہ کسب فیوضات وطی مدارج مشغول گشت مسلسل چہار سال تا ۱۳۲۷ھ  
در دہلی و کوئٹہ دامن مراد را پر کرد۔ درین ایام حضرت ایشان حافظ نیاز احمد را حوالہ قاری عبدالغنی



کردند مساعی ایشان بار آور شد و حافظ نیاز احمد در تجوید و ادائے حروف از کمال افراد گشت پروردگار ایشان را بحسب شیرینی صوت و جلالتِ نغمه داده بود کہ چون بہ تلاوت قرآن عظیم مشغول می شد یا دُعُیَّتْ مِزْمَارًا مِنْ مِّزَامِیْرٍ اِلَّا دَاوُدَ راتازہ می کرد کہ سرور عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ بعد ازین از حضرت ایشان تعلیم اوقاف حاصل کرد کہ بیانش فی مابعد خواهد آمد از معرفت اوقاف برائے اہل علم در فہم معانی سہولتہا پیدا شد و لذت تلاوت دو بالا شد۔

حضرت ایشان از سال ہزار و سہ صد و سی و سہ (۱۳۳۳ھ) قاری نیاز احمد را تعلیم قرأت بدو ربّیّہ شروع کردند و در سال سی و سہ روایت قانون از امام نافع مدنی، و در سال سی و چہار روایت و رش از امام نافع، و در سال سی و پنج روایت بزی از ابن کثیر مکی، و در سال سی و شش روایت قبیل از امام ابن کثیر و در سال سی و ہفت روایت دُورنی و روایت سُوسی از امام ابو عمر و بصری، و در سال سی و ہشت روایت ہشام و روایت ابن ذکوان از امام ابن عامر و شقی، و در سال سی و نہ روایت شعبہ و روایت حفص از امام عاصم کوفی و روایت خلف و روایت خلاد از امام حمزہ کوفی تعلیم دادند۔ و قاری نیاز احمد در ظرف ہفت سال بہ دوازده روایت از ائمہ ستہ تلاوت نمود۔ قاری نیاز احمد در ماہ شعبان بہ کوٹہ می رسید و درس شاطبیہ و ابن قاصح از حضرت ایشان می گرفت و در ماہ رمضان از ساعت نہ صبحاً تا ساعت دو بعد از زوال نزد حضرت ایشان مصروفِ قرأت و تلاوت می بود۔ درین درس مبارک حضرت برادرِ کلان متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ نیز شریک می بودند و در سالہائے کہ جناب استادِ مولانا محمد عمر گھوسوی در کوٹہ می بودند شریک درس می شدند۔

افسوس صد افسوس کہ بہ روز یکشنبہ ہفتم محرم ۱۳۳۵ھ در کوٹہ قاری نیاز احمد بہ مرض و بامبتلا شد و بہ چہار شنبہ دہم محرم کہ چہار دہم ستمبر ۱۹۲۱ھ بود بہ وقت نیم روز رحلت نمود۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ غَفَرَ اللّٰہُ لَنَا وَلَہٗ وَرَحِمَہٗ وَرَضِیَ عَنْہُ وَحَشَرَہٗ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِم مِّنَ النَّبِیِّیْنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشَّہَدَاءِ وَ الصَّالِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَافِقًا و در گورستانِ کاسیان، در سفحِ جبلِ مدفون گشت۔ حضرت ایشان قدس سرہ مکتوبے بہ مولوی بخش اللہ دہلوی ارسال فرمودہ اند و در ان شتائم

خیرے کن اے فسلان و غنیمت شمار عمر زان پیشتر کہ بانگ برآید فسلان نہ ماند و از مرض و وفات ایشان نوشتہ در آخر تحریر فرمودہ اند بہ دہم ماہ کہ یوم عاشورا است بہ وقت نیم روز انتقال فرمودند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

بہان میں تو کارِ نکوئی رہے گا نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا



در جهان کار نکوئی خواهد ماند۔ نہ کہے پائیدہ است و نہ کہے پائیدہ خواہد ماند۔ غفر اللہ لنا ولہ،  
 چه وقت خوب روز خوب ایشان دریافتند۔ فی الحقیقہ ایشان لائق این سعادت بودند۔ صر خدا بخشے  
 بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔ یعنی خداوند بیا مزرہ شخصے را کہ وفات یافتہ۔ فضائل کثیرہ می داشت۔  
 در ظرف شانزدہ سال نسخہ عزیز الوجود قاری نیاز احمد ترتیب یافتہ بود کہ در عین ربیعان شباب  
 سفر آخرت اختیار نمود۔ از قرأت بدو سبعمہ یک قرأت امام کسائی بہ ہر دو روایت و از تراویح حضرت پیرو  
 مرشد یک تراویح سال چہلم ماندہ بود کہ وقوع این کار شد۔ و کان ذلک قد راققہ و را۔ سراضیتنا  
 بقضاء اللہ و قد براہ۔ قاری نیاز احمد کشیدہ قامت، کشادہ جبین، سرگین چشمان،  
 آرزو الحاح جبین، بلند بینی بیضوی شکل، گندمگون رنگ، سابل الاطراف، خوش آواز، پاکیزہ کردار داشت،  
 و پروردگار بہ کمالات باطنیہ ہم سرفرازش کردہ بود۔ گاہے شعر ہم می گفت۔ عاجز یک شعر ایشان یاد دارد کہ  
 درج ذیل است۔

لیتے ہی نام مرشد ہاں اے نیاز دیکھو کوسون ہے بھاگی ظلمت وقت سحر سے پہلے  
 یعنی بہ مجر دے کہ نام مرشد بر زبان آمد۔ اے نیاز بنگر کہ چسان ظلمت قبل از وقت سحر بہ مراحل دور شد  
 دای نام خیر جہان خیط آب فیض است کہ بہ ظہور ش خیط اسود رو پوش شدہ۔ رحمہ اللہ۔

**امامت قاری نیاز احمد** | در او اہل ایام دومہ سال قاری نیاز احمد در دہلی امامت کرد و ما بعد  
 تا آخر ایام سلسلہ امامت در کونٹہ جاری بودہ۔ برائے استماع قرآن  
 مجید جم غفیر از گٹواز، وغزنی و شیلگس و مقس و قلات و قندھار و ارغستان و ژوب و پشین می رسید۔  
 چونکہ اندران ایام در بلاد افغانستان نہ وجود سیارات بود و نہ طرق معتبدہ، لہذا مخلصین صادقین یا قافلہ،  
 اِمازاکیا و اِماقا شیا، در روز ہا می رسیدند۔ بیشتر افراد از علماء و طالبان علم می بودند و از اطراف شہر  
 کونٹہ نیز جماعتی از اہل ذوق و شوق می رسید، کسے از سہ میل و کسے از چہار میل و کسے از پنج میل ہر روز می آمد  
 بعد از تراویح بازی گشت و از شہر کونٹہ معدودے چند از مخلصین می بودند و سہ نفر از مقاطعہ پنجاب کہ از مریدان  
 مولانا خلیل احمد انبیلٹھی بودند شریک می شدند۔ این مبارک جماعت از ہفتاد و ہشتاد نفر کم نہ می بود و بعض  
 سالہا تا بہ صد می رسید۔ در اخلاص و محبت و ذوق و شوق این طائفہ مبارکہ چون این عاجز فکر می کند عبارت  
 حضرت جد امجد عاشر امام ربانی مجید الف تانی قدس اللہ سرہ بہ یادش می آید کہ بہ برادر خورشید شیخ مودود رحمہ اللہ  
 نوشتہ اند (دفتر اول مکتوب) ”اے برادر مردم از اطراف و جوانب ترکیا سبای نیوی نمودہ در رنگ نمود  
 تلخ می ریزند و شما قدر دولت خانگی را ناشناختہ و طلب نیلے دنیہ بہ ذوق می دوید و بہ شوق خواہان حصول



آنید کیفیتِ راکہ حضرت جدِ امجدِ اعلیٰ بیان فرمودہ اند، نمونہ اش را عاجز در زبانِ حضرت ایشان دید کسانے ہم می رسیدند کہ از وجہِ عنسر پیادہ پا بر نان خشک گفتا کہ درہ قطع منازل می کردند و بہ خندہ پیشانی از احوالِ زجر تو بیخ می گزشتند تا در بحرِ محبت نفسہا را پاک کنند و خود را از انوارِ باطن مشابہ املاک کنند و از گلستانِ عالم امر گل چینی ہا نمایند۔

وجودش موجِ الٰہی بیابد ز اصلِ موجِ آگاہی بیابد  
ببیند موجِ حُسن و عشق یک دست شود زین موجِ عالمگیر سر مست  
وقتے کہ امام و مقتدیان بہ یک رنگ باشند یقیناً آن نماز معراج مومنین باشد درین مجمع کثیر از آثارِ کسائی و اطوارِ اہل غفلت از قسم آروغ و تنخخ هیچ گاہ ظاہر نمی شد ہر یک بہ قدرِ حوصلہ و ظرفِ خود در بحرِ مشاہدہ غرق می بود بر اصحاب و جد و اہل درد آثارِ جذب ظاہری شد بعضے از ایشان تاب نیاوردہ بہ نعرہ اللہ و آہ و بکا مصروف می شدند و بعضے از خود بے خبر می ماندند تقاری نیاز احمد رحمہ اللہ بہ ذوق و شوق مصروف تلاوت می بود بہ وقت ذکرِ تحمید و روضاتِ جنات مشاہدہ آن احوال می کرد و چون بہ ذکرِ حضراتِ انبیاء علی نبینا و علیہم الصلاۃ والسلام می رسید مشاہدہ می کرد کہ آن بزرگواران تشریف فرما شدہ استماع می فرمایند ایام تالستان بود قریب بساعت دہ ابتدائے نماز می شد و تا ساعت دو فراغت می شد و معمول شریف آن بود کہ بعد از چہار رکعت قدرے بہ آواز بلند سبحان اللہ و آلِ حمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم عدّ خلقہ و رضا نفسہ و زینۃ عمر شہ و مید اذ کلہایتہ ..... در ترویجہ سہ بار و باز یک بار درود شریف می خواندند و ماہر سہ برادر نیز با حضرت ایشان بہ آواز بلند می خواندیم۔ بعد از دو اوردہ رکعت تمام افراد را دو دو پیالہ چائے خوب می دادند و بہ شب دو اوردہم و نوزدہم و بیست و یکم و بیست و سوم و بیست و پنجم و بیست و ہفتم و بیست و نہم تمام افراد بعد از تراویح قورمہ نان می دادند حضرت ایشان بہ مولوی بخش اللہ دہلوی در مکتوبے نوشتہ اند بہ دو اوردہم فاتحہ حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و بہ نوزدہم فاتحہ شبیر خدا علیٰ ترغی و حضرت فاطمہ و بہ بیست و یکم فاتحہ حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و بہ بیست و سوم از شبِ ولادت محمدی (بنت البنت) و بہ بیست و پنجم از حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و بہ بیست و ہفتم ایضاً از حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و بہ بیست و نہم ایضاً از حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کسانے کہ در تراویح شریک می شوند قورمہ و نان و چائے و روزہ کشائی دادہ می شود و آلِ حمد للہ رب العالمین۔ در آخر ایامِ رُو مال حاجی محمد اسمٰعیل زری مارکیٹی بہ پنج شبہائے جفت از عشرہ اخیرہ انتظام قورمہ و نان می کرد۔



## حافظ پنجاب و یک کشف

در ایام تابستان بہ کوئٹہ حج کثیر از پنجاب و سندھ می رسیدہ آوازہ  
 قرأت قاری نیاز احمد بہ گوش اینہامی رسید و کسانے کہ شائقِ استماع  
 قرأت می بودند آمدہ بیرون دروازہ خانہ بر لب شایع عام استادہ شریک نماز بانیا می شدند شارع شمالاً و  
 جنوباً واقع بود و خانہ بہ جہت غرب از شارع بود دروازہ فراخ کشادہ می بود و تمام صحن و برتخے از حصہ والہ  
 از شارع بہ نظمی آمدہ صحن خانہ تادروازہ پراز نمازیہامی بود۔ بلکہ بعض افراد بر شارع نیز صفہا قائم می کردند۔  
 آواز قاری نیاز احمد بہ وجہ خوب ہمہ جامی رسید۔ قاری نیاز احمد بہ قرأت سُبْعَ تلاوت می نمود۔ کسانے کہ تعلق  
 بہ قرأت دارند اختلافات ائمہ را می دانند کہ در قرار تے اگر عَلَمُون بہ یا خواندہ شد۔ در قرأت اُخری تَعْلَمُون  
 بہ تاوارداست۔ اتفاقاً حافظ از پنجاب بہ کوئٹہ رسید و شوقِ استماع قرآن مجید ویراہ در خیر رسانید۔ در جاکہ  
 حافظ نیاز احمد تَعْلَمُون بہ تا خواندند و در روایتِ شخص آن کلمہ مبارکہ بہ یا خواندہ می شود۔ حافظ خیال کرد  
 کہ قاری را اشتباہ شدہ چنان چہ دے فتح داد و بہ آواز بلند تَعْلَمُون گفت۔ چون برد و رکعت تازی  
 نیاز احمد سلام گشتانہ حضرت ایشان با آواز بلند فرمودند نماز مایان را کلامِ شخص خراب کردہ دے را این جا  
 حاضر کنید۔ حافظ پنجاب آواز حضرت ایشان شنید و قبل ازین کہ خادم بہ دے برسد دے بہ ہمیت تمام  
 دوید و خود را از دست گیری خلاص کرد۔ این واقعہ در شب جمعہ پیش آمدہ بود۔ و معمول حضرت ایشان بود۔  
 کہ از ساعت نہ صبحاً تا ساعت دو قبل از نماز پیشین تعلیم قرأت بہ قاری نیاز احمد می کردند و بہ روز  
 جمعہ تا ساعت دو از دہ و باز سلسلہ تعلیم و تدریس در جامع بعد از نماز جمعہ شروع می کردند و ہمے استماع  
 قرأت خلقِ خدا بہ جامع می رسید۔ چنان چہ بہ صبح آن شب حسب معمول بعد از نماز جمعہ سلسلہ تدریس  
 در جامع شروع شد۔ چون قاری نیاز احمد پیش دے حضرت ایشان بہ فاصلہ چند گز نشست و شائقین  
 استماع قرأت بہ سکون جا ہا گرفتند حافظ پنجاب نیز در اوایل صف بہ جہت شرق نزد قاری نیاز احمد جا  
 گرفت۔ بہ جز پروردگار جل شانہ کسے را علم نہ بود کہ بہ شب این حافظ فتح دادہ بود۔ حضرت ایشان  
 قبل از تدریس نظر بہ سوتے حضار کردند کہ بیشتر از دو صد بلکہ سہ صد نفر بودند و جوانے را کہ بہ قدر سنون  
 ریش و کاکلہا تا نیمہ دوش و بر سر کلاہ و دستار سفید داشت و پیرہن و رنگ بستہ بود۔ بہ دقیق  
 نظر دیدند و فرمودند۔ چرا بہ شب نماز را خراب کردی؟ تمام حاضرین متحیر شدند کہ حضرت ایشان چہ می  
 فرمایند و آن جوان از خوف و دہشت بلرزید۔ و باز حضرت ایشان فرمودند۔ تو نہ می دانی کہ چند قرأت  
 متواترہ اند و چند روایات ثابتہ؟ و باز این شعر خواندند۔

عشقت رسد بہ فریاد گرتو بہ سانِ حافظ۔ قرآن ز بر بخوانی با چار دہ روایت



حافظ پنجاب با خوف و ندامت و عاجزی بسیار اعترافِ لاعلمی و خطائے خود کرده یہ ہزار اہل  
نزدِ حضرت ایشان رسیدہ باویدہ گریان دست بوس شدہ از جان و دل گرویدہ حضرت ایشان شدہ  
نگاہ مسیت تو آن را کہ مستفید کند ہزار پیر خرابات را مُرید کند  
این واقعہ غالباً در سال ہزار و سہ صد و سی ہفت بودہ۔

**گلدستہ** اَلشَّيْءُ بِالشَّيْءِ يُذَكَّرُ۔ واقعہٴ حافظِ پنجاب ذکر کردہ شد کہ کرامتے است باہر از حضرت  
ایشان قدس سرہ، و از واقعہٴ حافظ یک جمعہ پیشتر یا پستتر کرامتے دیگر در مسجد جامع ظاہر  
شد کہ خلق خدا را بہ حیرت انداخت لہذا عاجزان واقعہ را نیز بیان می کنند۔

حضرت ایشان در مسجد جامع چون بہ سستگاہ خود رسیدند گلدستہ بسیار کلان و اعلیٰ و خوب را  
در ظرفی نہادہ یافتند حضرت ایشان بہ وقت در گلدستہ نگریستند و مفتی عبید اللہ گفتند: عبید اللہ! این  
گلدستہ از کجا آوردی؟ عرض کردند: این را دلاور آوردہ است۔ فرمودند: دُرُ کُنْ دُرُ کُنْ چنان چہ  
مفتی صاحب آن را برداشتند۔

دلاور از بلاد افغانستان و از مخلصینِ صادقین قدما و از اصحابِ نسبت بودہ حضرت  
ایشان بہ دومِ رمضان ۱۳۱۰ مکتوب بہ حاجی عبداللہ عمریمین بہ بمبئی نوشتہ اند: دران تحریر یافتہ است  
”امروز روزہ دوم است از ما شکی شدت دارد۔ نماز فجر در مسجد شریف ادا کردم، سکندر خان و دلاور  
این دو افراد با من نماز خواندند، الخ، دلاور خان کہ بیانش در مکتوب شریف آمدہ بہمان دلاور است کہ  
گلدستہ آوردہ بود۔ چند سال در خدمت بودہ۔ و خدمتہائے حضرت برادرِ کلان در خورد سالی کردہ۔  
با وجود اخلاص و صدقِ عزیمت این مسکین خود را بہ نوشیدنِ چرس متعویذ ساخت۔ چون حضرت ایشان را  
برین امر آگاہی شد وے را بدر کردند۔ این ہمہ واقعات قبل از ولادتِ این عاجز بودہ۔ دلاور از دل و  
جان عاشقِ حضرت ایشان بودہ۔ بہ ایامے کہ حضرت ایشان در دہلی قیام می داشتند وے بہ دہلی می آمد و  
چون حضرت ایشان برائے تفریح تشریف می بردند وے در راہ بہ گوشہ می استاد و از دور جمالِ باکمالِ  
حضرت ایشان را می دید و چون حضرت ایشان بہ کوسٹہ می رفتند وے نیز بہ کوسٹہ می رسید و بہ نوعی مشاہدہٴ  
رُوحانور می کرد۔ عَفَرَ اللہُ مَا لَہُ وَ رَحِمَہُ۔

مسجد جامع از نمازیان پُر بود۔ جمیع افراد متحیر بودند کہ از گلدستہٴ خوش رنگ و خوش بو، بوئے  
کراہیت و کثافت چہ گونه دریافتند؟ مفتی عبید اللہ رحمۃ اللہ نیز اظہارِ حیرت می کردند۔  
**صلوٰۃ تسبیح** بہ آواخرِ رجب ۱۳۱۰ھ از مدینہ منورہ سید یوسف زوای می مع فرزند کلان خود بہ کوسٹہ



به اشاره رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برائے بیعت رسید در فصل سوم بیانش خواهد آمد، شب بست و هفتم بود که ایشان عرض کردند مبارک شب است اگر شما صلاة التبیح را به جماعت بخوانید بهتر باشد، حضرت ایشان فرمودند که نزد احناف خواندن نوافل به جماعت کراهت دارد، عرض کردند که چندین مسائل اند که پیروان یک امام اتباع امام دیگر کرده اند، مثلاً مسئله اجرت بر طاعت که احناف قول امام شافعی را گرفته اند، اگر حضرت شادین مسئله بر قول شافعی عمل کنید کراهت را مدخله نخواهد بود، سید یوسف با خود رفیقے نیز آورده بودند عرض کردند که رفیق من شافعی المذهب است، وے امام شود و ما همه ویرا اقتدا کنیم، به اندازه شصت یا هفتاد نفر از مخلصین آن وقت حاضر بودند و از ایشان جماعتی از اہل علم بود، حضرت ایشان به اصحاب علم متوجہ شدہ کلام سید یوسف بیان فرمود استفسار نمودند اصحاب علم عرض نمودند که درین صورت کراهت باقی نمی ماند چنانچہ رفیق سید یوسف امام شد و حضرت ایشان و تمام مخلصین و سید یوسف مع فرزند و ما برادران ویرا اقتدا کردیم، و از ان پس این مبارک نماز را حضرت ایشان در لیالی مبارکہ به جماعت می خواندند و حضرات برادران و این عاجز تا این زمان می خواند، و ہزاران افراد بہ این نماز مبارک روشناس شدہ برائے خود اسباب سعادت فراہم آوردند امام مسلم در صحیح خود این حدیث شریف را روایت کردہ کہ رحمت عالمیان فرمودہ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا بَعْدَ لَا كُتِبَ لَهُ مِنْ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ رَافِعٍ شَيْءٌ" کہے کہ در اسلام طریقہ خوب را رائج کنند پس از وے بران طریقہ عمل کردہ شود ویرا مثل اجر ہر عامل دادہ خواہد شد بہ غیر آن کہ از اجر عاملین چیزی کم کردہ شود، از روئے این حدیث صحیح سید یوسف از او می تحتی اجر ہائے بے حساب شدہ - وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ -

از مقاطعہ پنجاب غلام محی الدین بہ خدمت مبارکہ مکتوبے ارسال کرد و طریقہ خواندن این نماز استفسار کرد، حضرت ایشان بہ جواب تحریر فرمودند: "سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ" را در چہار رکعات سہ صد بار باید خواند، در ہر رکعت ہفتاد و پنج بار بعد از سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ و قبل از سورہ فاتحہ پانزدہ بار، و بعد از فاتحہ سورہ دہ بار و در رکوع بعد از سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ دہ بار و در قومہ بعد از رَبَّنَا اَلْحَمْدُ لَكَ دہ بار، و در سجۃ اولی بعد از سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ دہ بار و در قومہ بعد از اَللّهُمَّ اغْفِرْ لِي دہ بار، و در سجۃ ثانیہ بعد از سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ دہ بار، و بہ ہمین پنج رکعت دوم و سوم و چہارم کہ قبل از قرأت پانزدہ بار و بعد از قرأت دہ بار و در رکوع دہ بار و در قومہ دہ بار و در



سجده اولیٰ ده بار و در جلسہ ده بار و در سجده ثانیہ ده بار بخواند۔ در التحیات نہ خواند۔ کسے از حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پرسید کہ در این نماز کدام سوره باید خواند۔ فرمودند در رکعت اولیٰ سورہ تکوین و در ثانیہ سورہ غافر و در ثالثہ سورہ کافرون و در رابعہ سورہ اخلاص۔ شامی جلد اول صفحہ ۱۸، ۱۹۔ ام این مبارک نماز را رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ عظم خود حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعلیم فرمودہ بودند روزی بہ عظم خود فرمودند اے عظم، آیا با تو صلہ نہ کنم، آیا بہ تو نعمت عطا نہ کنم، آیا بہ تو نفی نہ رسانم عرض کرد بلی یا رسول اللہ کردہ باش فرمودند اے عظم چہار رکعت نماز بخوان و در ہر رکعت سورہ فاتحہ یا سورہ بخوان و باز اللہ اکبر الحمد للہ و سبحان اللہ پانزدہ بار و باز بہ رکوع برو و در رکوع ده بار و باز چون از رکوع استادہ شوی ده بار و باز در سجده ده بار و باز چون از سجده بنشینی ده بار و باز در سجده دوم ده بار و باز بعد از سجده و قبل از قیام ده بار مجموعہ این ہمہ ہفتاد و پنج در یک رکعت و سہ صد در چہار رکعت شد۔ اگر خطا ہائے توبہ اندازہ ذرات ریگ باشند، پروردگار آن را معاف خواہد کرد۔ حضرت عباس عرض کرد۔ کراہقت است کہ ہر روز این نماز را بخواند۔ فرمودند۔ اگر ہر روز نہ توانی در ہفتہ یک بار بخوان و اگر در ہفتہ نہ توانی در ماہ و اگر در ماہ نہ توانی در سال بخوان۔ ترمذی و ابن ماجہ این حدیث شریف را روایت کردہ اند۔ و ترمذی از امام عبد اللہ بن مبارک آن کیفیت را روایت کردہ کہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ از شامی نقل کردہ۔ ————— باید دانست کہ چہار رکعات را بہ یک سلام خواندن و بہ دو سلام خواندن جائز است و اگر در نماز سہوے واقع شود، پس در سجرات سہو و بین السجدتین تسبیحات نہ خواند زیرا کہ تعداد تسبیحات سہ صد است کہ آن بہ اتمام رسیدہ۔ حضرت ابن عباسؓ بہ ہر روز جمعہ بعد از زوال این مبارک نماز را می خواند۔ امام غزالی فرمودہ اگر با تسبیحات الحاق لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیّ العظیم کہ وہ شود بہتر است۔ حضرت سیدی الوالد خوئلہ را ضم کردہ اضافہ عَدَدَ خَلْقِهِ وَ رِضَا نَفْسِہِ وَ زِنۃ عَرْشِہِ قِمَدَ اَدَکَلِمَاتِہِ می کردند۔ و چہار رکعت را بہ یک سلام می خواندند چون نوبت امامت بہ حضرت برادر کلان ادام اللہ ارشادہ رسید ایشان سورہ مبارکہ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا درین مبارک نماز تلاوت می کردند و حضرت ایشان قدس سرہ لذتہا بر می داشتند۔

معمول حضرت ایشان بود چون نماز تسبیح را بہ جماعت می خواندند، اول بیان فضیلت از روئے روایت ترمذی و ابن ماجہ می کردند۔ نوبتے در دہلی حاجی ظفر الدین بعد از نماز از حضرت ایشان استفسار کرد۔ جمیع گناہان مایان آمرزیدہ شد۔ حضرت ایشان فرمودند۔ ”من از پروردگار خود امیدوارم کہ دے بفضل و کرم خود تمام گناہان ماہمی آمرزد“ عاجز گوید۔ در حدیث شریفہ ادا است۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ



إِنْ تَخَيَّرُوا الْخَيْرَ وَإِنْ شَرَّ أَفْشَرُ بِاَلْإِيمَانِ كَارِهًا دُشْوَارِ نَيْسَبَتِ - امام الطریقہ حضرت سید محمد بہار الدین  
مشکل کشادس اللہ سرور و افاض علیہما من فیوضاتہ و برکاتہ فرمودہ اند "رحمت حق بہانہ می جویدہ"  
رحمت حق بہانہ می جویدہ

دے کریم است و رحیم است و سلام      بندگان را چشم بر لطفش مدام  
**سُنَنُ وَ نَوَافِلُ** حضرت ایشان سُنَن و نوافل را ایستادہ می خواندند - بسیار کم دیدہ شد کہ نوافل را  
نشستہ خواندہ باشند حتی کہ بعد الوتر دو رکعت را نیز بیشتر استادہ می خواندند  
و احیاناً نشستہ ہم خواندہ اند -

**روزہ کشائی** معمول شریف حضرت ایشان بود کہ جمیع مخلصین را عند الافطار روزہ کشائی  
تقسیم می کردند تا زمانے کہ در دہلی بہ ایام ماہ صیام قیام داشتند خود و پوری و خرما  
و غیرہ می دادند و در کوئٹہ قطعہ نان و دو پیالہ چائے - برائے نماز شام استعجال نہ می فرمودند - بہ اندازہ  
نیم ساعت یا قدرے کم و قفقہ می شد و باز بہ سکون و طمانینت نمازی خواندند -

**فِطْرَہ** معمول شریف حضرت ایشان بود چون مُبَصَّلُ شریف می بردند اولاً فطرہ را تقسیم می کردند از  
خود و از حضرت والدہ محترمہ و از ہر سہ خواہران و ماہر سہ برادران و از ہر دو نواسہ -

**اضحیہ** معمول حضرت ایشان بود کہ یک اضحیہ از حضرت رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و یک از  
حضرت والد ماجد خود و یک از حضرت والدہ ماجدہ خودی کَرْنَالِیَہ در بعض سالہا از ابوبکر کریمین  
ناغمہ شدہ اما از حضرت رحمت عالمیان هیچ گاہ ناغمہ نہ شدہ ، و یک از حضرت والدہ شریفہ و یک از  
ہر اولاد و کذا از اولاد اولاد - در اواخر سالہا حضرت برادر کلان و بازا این عاجز و برادر خورد چند ماہ قبل  
گو سفندان را گرفتہ نخود و جو می دادیم - چون حضرت ایشان را بریں امرا گاہی شدہ - ایں ہر سہ گو سفندان  
را بہ روز و از دہم عند العصر ذبح می کردند و بہ روز سیزدہم قورمہ و نان پنختہ مخلصین را می دادند و بعض افراد  
از شہر نیز دعوت می کردند عجب مبارک اجتماع و مبارک صحبت می بود کہ سائے کہ از ان خوان نعمت ہائے  
لا زوال حظے یافتہ بودند تا حیات بودند از چشمہ ہائے خود گوہر غلطان رنجیتہ بیانش می کردند -

**زکات** در حساب زکات فوق العادہ احتیاطی می کردند مخلصے کہ تولیدار در اہم و دنانیر می بود ،  
حساب نقود پیش می کردند زیورات کہ برائے ہم شیرگان ساختہ بودند طلب می فرمودند بہ شیخ  
عبدالباری جوہری نو مسلم و حافظ عبدالحکیم سوداگر حفت و حاجی شہاب الدین کلاہ فروش دہلوی بخش اللہ  
کہ در مدرسہ علوم جدیدہ مدرس بود ، حوالہ می کردند اینہا زیورات را بہ وقت تمام وزن کردہ قیمتش معلوم



می کردند و مقدارِ زکات را بیان می کردند و حضرت ایشان به تحویل داری فرمودند که در اہم زکات را از مال  
ملکی کشیدہ در خریطہ زکات محفوظ کند و در کتابچہ اندر آن بکند و در اہم و دنا نیر زکات را با در اہم و دنا نیر  
مال ملکی خلط نہ می کردند یک سال یک تحویل در چند در اہم زکات را با در اہم مال ملکی خلط کرد و موردِ عتاب گشت  
حضرت ایشان برائے سادات کرام زکات را تجویزی کردند می فرمودند برائے سادات عوض زکات  
برنج از خمس بود چون خمس و نصیبہ خمس نہ ماند اخذ زکات جائز شد عا جزد در صفحہ ہفتاد و دو از جلد  
دوم رد المحتار تا یہ قول حضرت ایشان یافتہ نوشتہ است - رَوَى عَصْمَةُ عَنْ الْإِمَامِ أَنَّهُ يُجَوِّزُ  
الدَّافِعُ إِلَى بَنِي هَاشِمٍ فِي زَمَانِهِ لِأَنَّهُ عَوَضَهَا وَهُوَ خَمْسُ الْخَمْسِ لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِمْ لِإِهْمَالِ النَّاسِ أَمْرَ  
الْغَنَائِمِ وَإِصْلَاحُهَا إِلَى مُسْتَقْبَلِهَا وَإِذَا لَمْ يَصِلْ إِلَيْهِمْ الْعَوَضُ عَادُوا إِلَى الْمُعَوَّضِ كَذَا فِي الْبَحْرِ  
یعنی در مسئلہ غنائم اہمال واقع شدہ نہ خمس ماندہ و نہ خمس الخمس چون بہ بنی ہاشم عوض نہ می رسد کہ خمس  
الخمس است مُعَوَّضُ بَرَسَدِ الْحَمْدِ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ قَنْطَرًا وَ لِكُلِّ شَيْءٍ سَهْلًا -

**بیعت و ارشاد** پروردگار جل شانہ حضرت ایشان را عجب بصارت و بصیرت عنایت فرمودہ  
بود کہ بہ یک نظر صدق و اخلاص و استعداد طالب حق را معلوم می کردند،  
چون بہ نظر غائر سوائے کسی دیدند محسوس می شد کہ نظر مبارک تا بہ سوی دار قلب رسیدہ و در بدن آن شخص  
آتش غرور و ارتعاد پیدا می شد بلکہ بعض افراد را رزہ بر اندام می افتاد اگرچہ این یک نظر برائے قبول کردن و  
نا قبول کردن کفایت می کرد تا ہم حضرت ایشان بعض اوقات آزمائش و امتحان می کردند و بعد از آن سعیت  
می کردند درین سلسلہ مولوی عبدالشکور فرزند شیخ احمد بن فدا حسین ساکن قریہ "تنگمڈوا" تابع میوڑگل  
علاقہ "اگنیاب" ملک "بڑما" در بیاض خود احوال مرید شدن خود را بہ قلم خود بہ اردو نوشتہ عا جزان را  
ذکر می کنند طریقہ حضرت ایشان ظاہر گردد -

**بیان مولوی عبدالشکور** در میرٹھ بہ طلب علم دین مصروف بودم و خواہش داشتم کہ بہ ہادی  
طریقت خود را برسانم میلان طبعیتم بہ طریقہ نقشبندیہ بود -

از اتفاقات آمدنم بہ دہلی شد و صدقہ در جلسہ دستار بندی بہ مدرسہ مولوی عبدالرب رسیدم آن جا  
بر تخت یک بزرگ رانستہ یافتیم کہ از دست ایشان بہ طالبان انعامات می رسیدند بہ اختتام جلسہ  
ہر یک از حاضرین ساعی شد کہ با حضرت آن بزرگ مصافحہ بکنند من ہم منتظر فرصت بودم چون بار یافتیم  
بسم اللہ خواندہ مصافحہ کردم کف دست ایشان را لمس از ریشم و خنک چون بیخ یافتیم بہ وقت مصافحہ  
اثر خنکی در تمام جسم من بہ نوعی سرائیت کرد گو یا اثر برق بہ من رسیدہ است من از کسانے کہ در آن محفل بودند



پرسیدم این بزرگ کیست گفتند که ایشان حضرت شاه ابوالخیر اند که در خانقاه خود قیام دارند و خانقاه ایشان در شارع چلی قبر است، و طریقه ایشان نقشبندیہ مجددیہ است۔

در دہلی مرا یک دوست چاٹگامی بود کہ نزد خانقاه شریف قیام داشت بہ وے گفتم کہ مرا بخدمت حضرت ایشان برسان۔ وے گفت کہ من نہ می توانم کہ شمارا بہ خدمت حضرت ایشان برسانم۔ ہر کہ برائے ملاقات می رود، در بان اطلاعش می کند و دیدہ شدہ کہ بہ نوبت اول کم کسے رامی خواہند۔ بلکہ بعد از دو سہ روز طلب می فرمایند۔ حضرت ایشان امتحان عزم وے می کنند۔ و من بہ شما این رائے می دہم کہ شما اولاً از تحصیل علوم خود را فارغ کنید و باز برائے بیعت کردن بیائید زیرا کہ طالبان علم را کہ برائے بیعت می آیند حضرت ایشان می گویند اولاً از تحصیل علم خود را فارغ کنید و باز آمدہ داخل طریقه شریفہ شوید۔ و وقتے کہ شما قصد آمد بہ خدمت حضرت ایشان کنید بہ عزم محکم قصد کنید و سنجیدہ باشید کہ اگر تا یک ماہ مرا طلب نہ کنند من بر دروازہ حضرت ایشان ہر روز خواہم رسید و ساعتہا انتظار خواہم کرد۔

دوست چاٹگامی بہ من درست مشورہ داد۔ پروردگار ویرا اجرو ہدین بہ میرٹھ رفتیم و بعد از یک سال از تحصیل علم فارغ شدہ بر در اقدس حاضر شدم۔ در بان حضرت ایشان را اطلاع داد طلبم نہ فرمودند من نزد بواب نشستہ انتظار کردم۔ سہ روزہ بر این منوال گزشت، روز چہارم حضرت ایشان (ملاً) عبداللہ (علینری) را امر کردند کہ مراد داخل سلسلہ عالیہ کند چنان چہ وے در عمارت دروازہ مرا بیعت کرد و تعلیم و طیفہ لطیفہ قلبی کرد و گفت کہ این جانشستہ بہ وظیفہ شریفہ مشغول باش۔ بہ روز ششم بعد اذان کہ بہ اندازہ یک ساعت مشغول ذکر شریف گشتم طلبم فرمودند، کسے کہ تعلیم دادہ بود بہ خدمت ایشان رسانید۔ وقتے کہ وے مراد حضور ایشان می برد بہ من ہمیت ایشان مستولی گشت و مَن مَرْتَعِدُ الْفَرَائِصُ بہ حضور ایشان رسیدہ عرض سلام کردہ دوزانو نشستم، حضرت ایشان بہ ہر و نمودت معاملہ نمودند و مصافحہ کردند و از احوال استفسار نمودند و باز مرا بہ ہمان نہج بیعت کردند کہ خلیفہ ایشان کردہ بود و حضرت ایشان نیز تعلیم لطیفہ قلبی کردند۔ بعد ازین مرا اجازت شد کہ ہر روز بروے ایشان نشستہ بہ ذکر شریف مشغول مانم۔

اندر ان ایام حضرت ایشان از نماز شام فارغ شدہ بہ حلقہ و توجہ مشغول می شدند و تا ساعت وہ بلکہ یازدہ مصروف می ماندند و باز مؤذن اذان می داد و حضرت ایشان نماز خواندہ بہ حرم سران شریف می بردند و مخلصین رخصت می شدند۔

طبیعت حضرت ایشان جلالی بود و اثر عشق و سوز و گداز بر ایشان غالب بود۔ احیاناً



حضرت ایشان از مثنوی یا از کتاب دیگر شعرے یا از احادیث مبارکہ حدیث شریف می خواندند و بمن می گفتند "مولوی عبدالشکور مطلب این چہیت" من احیاناً خاموش می ماندم و احیاناً عرض می کردم کہ حضور مبارک بیان فرمایند۔ در آن وقت حضرت ایشان بہ نوعی بیان آن شعر یا حدیث شریف می کردند کہ مَالًا اُذُنٌ سَمِعَتْ بروئے صادق آمدے۔ ومن در آن وقت اشک ہائے حضرت ایشان می دیدم کہ از چشمان مبارک مسلسل می ریخت۔

لذتِ بادۂ عشق است زمین مست پیرس ؛ ذوقِ این می نہ شناسی بہ خدا تانہ چشی  
احیاناً از ماندگی بر متکا تکیہ می فرمودند در آن وقت من جسید مبارک رامی مالیدم و حضرت ایشان در آن وقت با این ناچیز کلام می کردند، از شیرین کلامی حضرت ایشان من چہ گویم، البتہ یقین دارم کہ شیرین کلامی ایشان را ہر کہ بشنود از دل و جان شیدا و عاشق ایشان گردد۔ اگر چہ حضرت ایشان میانہ قد بودند لیکن در ہزار ہا افراد سر مبارک ایشان نمایان می بود، ومن طاقت نہ دارم کہ قوتِ بدنی و کیفیاً روئے انور را بیان کنم، و از رعب و ہیبت ایشان چہ گویم، بدانید کہ در مقابل شیرینان شہستہ ام یا راے کسے نہ بود کہ چشم خود را بر چشم مبارک ایشان دوختہ ہم کلام شود، ہر کہ با حضرت ایشان ہم کلام می شد از خود نظرش بہ سوئے زمین می رفت، در آئینہ ثلاثہ، اردو و فارسی و عربی مہارت داشتند و در ہر سہ زبان اشعار گفته اند۔ الخ۔

مہابۃ سیدنا عمرؓ | مولوی عبدالشکور از ہیبت حضرت ایشان درست نوشتہ، عاجز ہزاران افراد را دیدہ کہ تاب دیدنہ داشتہ لرزہ بر اندام می شدند و این ہیبت از امام الاعلیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایشان را وراثتہ رسیدہ بود۔ علامہ ابوالفتح عبدالرحمن بن الجوزی رحمہ اللہ در سیرۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نوشتہ "عَنْ اَسْلَمَ اَنَّ نَفَرًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَلَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ فَقَالُوا كَلِّمْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَإِنَّهُ قَدْ أَحْسَنَانَا حَتَّى دَانَاهُ مَا نَسْتَطِيعُ أَنْ نَدِيَهُمْ إِلَيْهِ أَبْصَارُنَا، قَالَ فَذَكَرَ ذَلِكَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لِعُمَرَ، قَالَ أَوْ قَدْ قَالَ ذَلِكَ، وَاللَّهِ لَقَدْ لَبِثْتُ لَهُمْ حَتَّى تَخَوَّفْتُ اللَّهَ فِي ذَلِكَ وَلَقَدْ اسْتَدَدْتُ عَلَيْهِمْ حَتَّى خَفْتُ اللَّهَ فِي ذَلِكَ وَابْتِغَيْتُ اللَّهَ لَأَنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ قَامَتِي۔ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ مُرَّةٍ قَالَ لَقِيَ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ عُمَرَ فَقَالَ لِي لَنَا فَقَدْ مَلَأَتْ قُلُوبَنَا مَهَابَةً فَقَالَ أَفِي ذَلِكَ ظُلْمٌ قَالَ لَا قَالَ فَرَأَيْتَ اللَّهَ فِي صُدُورِكُمْ مَهَابَةً؟ يَعْنِي جَمَاعَتَهُ مِنْ مُسْلِمِينَ بِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ كُفَّتْ كِتَابُ دُرِينَ بَابُ بَاعْمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ شَيْءٌ مَكَامِلُهُ يَكُنْ كَدُّ مَيَّانٍ رَابِعُهُ خَالِفٌ كَرْدُهُ كَرُونُ

از زمین سر مست پیرس



به خدا، مادامست نظریه سولیش نمی توانیم کرد. عبد الرحمن گوید که من این سخن به ایشان رساندم. و گفتم  
آیا مردم این سخن می گویند. سوگند به خدا که برائے آن ها تا به حدی نرم شدم که از الله تعالی در نمی خود ترسیدم  
و تا به حدی شدت بر آن ها کردم که از الله تعالی در آن ترسیدم. سوگند به خدا که از آن ها خائف ترم از خودم.  
و عمر بن مروه گوید که شخصی از قریش به عمر گفت، نرم شو برائے ما یان که دلها بے مایان را از بیعت پرستی  
وے گفت. آیا درین امر چیزی ظلم است. مرد قریشی گفت نه. عمر گفت. پس الله تعالی در صدور  
شما یان زیاده کن در این بیعت را. رضی الله تعالی عنه.

**إِلَى مَا كُنَّا فِيهِ** | حضرت ایشان به دست مبارک خود بعض افراد را بیعت کرده اند.  
والّا مخلصه صاحب نسبت و صاحب استعداد را می فرمودند که  
از طرف ما بیعت کن و تعلیم و طیفه شریفه بده. و هر که برائے بیعت شدن می آمد اولاً از وے اقرار  
می گرفتند که نزد ما از امور دنیوی و امراض جسمانیّه چیزی نه خواهد گفت محض از برائے کسب باطن  
باطنی و رضائے پروردگار آمد شما خواهد شد. این اقرار از مرد و زن می گرفتند و هر یک را پابند این اقرار می ساختند  
و نیز اقرار می گرفتند که از محرمات شرعیّه اجتناب خواهد کرد و فرائض و واجبات را ترک نه خواهد کرد. باز هر دو  
دست طالب حق را به هر دو دست مبارک خود گرفتند استغفار و کلمه توحید و کلمه شهادت می  
خواندند و آن طالب نیز به آواز بلند می خواند و می فرمودند که ترا داخل سلسله مبارک نقشبندیه کردیم  
و باز تعلیم لطیفه قلبی می کردند و هدایت رابطه نیز می فرمودند و تا وقتی که لطیفه قلبی را ذکر نمی شد.  
تعلیم لطیفه دیگر نه می فرمودند و نه به او را در وظائف و نوافل مشغول می کردند. ذکر آن است که به  
مذکور و اصل کند و از غم دنیا و آخرت و آرزو و دل و زبان به مولای خود گوید. اَللّٰهُمَّ اَنْتَ مَقْصُودِي  
وَمَا ضَالٌّ مَطْلُوْبِي.

مَقْصُودِي مِنْ خَسْتِهِ زَكُوْنِيْنَ تَوْبِيْ از بهر تو میسر و برائے تو زکیم  
اَلْبَتَّةَ حُوْنِ طَالِبِ حَقِّ اَرْوَطَةٍ رَبِّ تَالِيْ يَتْلُو الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ می برآمد اگر طالب  
از اهل نوشت و خواند می بود اجازت دلائل الخیرات و حصن حصین یا حزب اعظم می دادند و هدایت  
می فرمودند که احیاء العلوم و منهاج العابدین و کیمیائے سعادت را مطالعه کند و نفحات الانس و  
رشحات عین الحیات و مکتوبات قدسی آیات را بخواند حضرت ایشان از گرداب پندار و نام و نمود و  
از مروج صوفیّت مریدان خود را دور می داشتند می فرمودند "دل به یار و دست به کار" و این شعر  
می خواندند.



در بہاران کے شود سرسبز سنگ خاک شوتا گل برودید رنگ رنگ  
 چون طالب حق در دائرہ ولایت کبریٰ داخل شدہ از تجلیات اسماء و صفات الہیہ بہرہ مند  
 می شد و استعداد ارشاد می داشت اجازت ارشادش می دادند می فرمودند کہ حضرات انبیاء علی  
 نبیینا و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات برین مقام فائز می شدند نبوت آن حضرات علیہم السلام ظاہر  
 می شد و حضرت ایشان سعیہا می کردند کہ کسی از مخلصان ایشان در دام عجب پندار گرفتار نہ گردد،  
 احیاناً این شعر را می خواندند کہ حضرت والد بزرگوار ایشان قدس اللہ اسرارہما فرمودہ اند۔  
 رد عمر در خدمت پیر سعید تا نگوگرد در ذیلہ خوئے تو  
 اگر در کس شمع از آنانیت می یافتند در شکنجہ تادیب در آورده مستقیم الاحوالش می ساختند۔  
 خواہ مرید ارجمندی بود یا فرزند دلبد در مکتوبے بہر لوی برکت اللہ ہا نسوی کہ صاحب نسبت و از  
 اہل اجازت بود تحریر فرمودہ اند۔

خواہ پندار کہ مرد و اہل است حاصل خواہ بہ جز پندار نیست  
 دستانی خود بہ رزم حاسد تا کے ترویج چنین متاع کاسد تا کے  
 تو معدوم خیال ہستی از تو فاسد باشد خیال فاسد تا کے  
**مکتوب مبارک** کسانے را کہ از اصحاب استعدادات و اہل نسبت می بودند بر آؤنی لغزش  
 ز جرد تو بیخ می کردند و سعیہا می فرمودند کہ ایشان را از اخلاق حیوانیہ رہانیدہ  
 بہ اوصاف ملکیت متصف سازند حضرت ایشان بہ روز پنجشنبہ ہفتم شعبان ۱۲۲۱ھ از دہلی پنجشنبین  
 صادقین کا ملین از کوٹہ نوشتہ اند بسم اللہ الرحمن الرحیم خادمان سعادت آثار مرزا نیاز محمد حسن  
 و عبدالرشید و عبدالحمید و ملا عبید اللہ و آیاز و عل احمد مؤذن و منو و ملا داؤد و مارکیٹی و محبت و ہارون سپر  
 بوستان و احمد جان قندھاری و آغا جان و غیر ہم ہمہ بہ وظائف طاعات و عبادات بہ جد و جہد  
 سعی می کردہ باشند و عمر گران مایہ را مقبت ضائع نہ کنند۔

سر پایہ دولت اسے برادر بہ کف آر دین عمر گرامی بہ خسارت مگزار  
 دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال میدار نہ ہفتہ چشم دل جانب یار  
 و از غصہ و خشم خود را دور درازند و از غیبت و تحقیر مسلمانان و دروغ زنی بسیار پرہیز کنند،  
 این اخلاق رذیلہ در شمایان بسیار است و مستحکم است و چون کہ این رذائل در شمایان بسیار است  
 ازین جہت تاثیر ذکر شریف و حضور دل در شمایان کم است، ہر قدر ما توجہ بہ حال شما کردیم و نصیحت



کردیم تا شہر شمایان نہ شد، این ہمہ بہ سبب عادات شماست بہ اخلاقِ رذیلہ، پس باید کہ در دور کردن  
 این اخلاقِ سیمہ سعی بلیغ کنند، وقتِ روانگی را از کوسٹ، در مرزانیاز سُستی و پریشانی معلوم می شود و ہم  
 آن نبویسید کہ چہ بود، اگر در مہفتہ یک بار بر زیارت شریف حاضر شدہ وظیفہ بست و پنج ہزار یا حضور  
 دل کنند، امید است کہ حضور دل زیادہ شود و السلام علیکم

پنجشنبہ ہفتم شعبان ۱۳۲۱ھ  
 عبداللہ ابوالخیر فاروقی

بہ کسانی کہ این مکتوب شریف ارسال شدہ بود اگر چہ در او اہل نوعی از جبر و تنبیہ برداشت  
 کردند و از احوال "أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَمْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِتَتَّقُوا" قدسے دریافتند لہذا مستحقِ گرامت  
 "إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ" شدند و ہر یک از ایشان بدر فلک الکمال گشت۔

بعض افراد بر حضرت ایشان اعتراضات می کردند کہ ایشان مریدان خود را از جبر و  
 تنبیہ می کردند این صرفہ گویان نہ دانستند کہ وظیفہ مرشد و ہادی این است کہ

### صرفہ گویان

مریدان را از اخلاقِ رذیلہ پاک کردہ بہ اوصافِ ملکیتہ متصف گردانند۔ پروردگار جل شانہ می فرماید۔  
 كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رُسُلًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْنَا آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ  
 وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ، ہچنان کہ فرستادیم در میان شما رسولے را کہ از نزد شما است  
 می خوانند بر شما یان آیاتِ ما و شما یان را پاک می کند و می آموزد شما یان را کتاب و حکمت و تعلیم می دہد شما یان  
 را آن چیز کہ نمی دانستید شما یان آن را، پروردگار جل شانہ تزکیہ را اول ذکر کردہ و باز بیان تعلیم فرمودہ  
 تا دقتی کہ از آلائشات تجلیہ حاصل نہ شود حصولِ کمالات کہ تجلیہ است چہ گونه حاصل شود مقصدِ حضرت ایشان  
 طہارت و تزکیہ مریدان بود۔ بزمی بود یا بہ درستی، بہ قول شدید باشد یا بہ ضربِ موحج۔ بہ اصلاح آنها  
 می کوشیدند۔  
 مشکات در باب الدعوات از بخاری و مسلم آورده کہ سرورِ عالمیان صلی  
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ اللہم اِنِّی اَتَّخِذُ عِنْدَکَ عَهْدًا اَنْ تُخَلِّفَنِیْہِ فَاِنَّمَا اَنَا نَسْرٌ اَمَّی  
 الْمُؤْمِنِیْنَ اَذِیَّتُهُ شَتْمُہُ، لَعْنَتُہُ، جَدَّتُہُ فَاجْعَلْہَا فِی صَلَٰةٍ وَ زَکَاۃٍ وَ قُرْبَۃٍ تَقْرِیْبُہَا بِہَا  
 اِلَیَّکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔ ای، خداوند! بہ درستی کہ من گرفتار نزد تو پیما نے را کہ ہرگز خلافت نہ کنی مرا آن پیمان  
 را، پس نیستم من مگر یک آدمی، پس از مسلمانان ہر کدام را کہ بر جانم اورا، دشنامش دہم، لعنتش کنم،  
 ویرانم، پس این ذکر شدہ اشیا را بر آئیش بگردان رحمت و پاکیزگی و سببِ قربت بہ خود کہ نزدیک  
 گردانی تو اورا بہ این مذکورات بہ سوائے خود روز قیامت؟ حضرت ایشان قدس سرہ کہ از دل و  
 جان شیفتہ و گردیدہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند ہمین دُعا از پروردگار خود داشتند۔



## مقام مرشد

مشکات در باب حفظ اللسان از شعب الایمان بیہقی نقل کرده کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا گفتہ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزشتہ بر ابوبکر رضی اللہ عنہ در حالے کہ ابوبکر بعضی از مملوکان خود را دشنام می داد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ جانب ابوبکر التفات فرمود و ارشاد کرد لعنت کنندگان و صدیقان (یعنی این دو صفت با ہم نہ می شود، لَا يَتَّبِعِي بِصِدِّيقٍ اَنْ يَكُونَ لَعَانًا، نہ می شاید صدیق را کہ لعنت کنندہ باشد) پس ابوبکر در آن روز از مملوکان خود بعضی را آزاد کرد و باز نزد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آمد و گفت، لَا اَعُوذُ بِكَ مِنْ اَنْ يَكُونَ لَعَانًا، گر دین کار باز نہ کردم۔“

و مشکات در فصل ثالث در مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از زمین نقل کرده۔  
 کہ نزد عمر ذکر ابوبکر رضی اللہ عنہما کردہ شد۔ پس عمر گریست و گفت۔ دوست می دارم کہ عمل تمام عمر من مانند عمل یک روز از روز ہا و یک شب از شبہائے ابوبکر می بود۔ شب آن شب است کہ بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ غار رفت۔ و وقتی کہ بہ غار رسیدند۔ بہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفت بہ خدا کہ تو در غار نہ در آئی تا نہ در آیم پیش از تو۔ اگر در وے چیزے باشد بہ من برسد نہ ترا۔ پس ابوبکر در آمد بہ غار و جادوب داد غار را و در یک جانب غار سوراخے یافت پس پارہ کرد از آن خود را و بستہ کرد آن سوراخ را بہ آن پارہ از آن و دو سوراخ ہا مانند پس بہ ہر دو پا ہائے خود آن دو سوراخ را بستہ کرد و باز بہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفت۔ اَدْخُلْ، داخل شو۔ پس در آمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سر مبارک خود را در کنار ابوبکر بنہاد و خواب کرد و از جہت سوراخ ابوبکر گزیدہ شد، و وے حرکت نہ کرد جہت ترس آن کہ بیدار گردد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اشک ہائے ابوبکر بر روی مبارک پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افتاد، پس آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود ترا چہ شد اے ابوبکر گفت لَدِ غَتِّ فِدَايَ اَبْنِي وَ اُمِّي گزیدہ شد م فداے تو باد پدر من و مادر من، پس افگند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعاب دہن خود را و رفت از الم آن چہ می یافت ابوبکر و باز عود کرد آن زہر بر ابوبکر و سبب موت ابوبکر گشت۔ و روز آن روز است کہ چون وفات یافت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مرتد شد عرب و گفتند کہ مازکات نہ می دہیم و ابوبکر گفت کہ اگر عقالے را دپائے بند شتر را منع کنند من ایشان را جہاد کنم بر آن من گفتم اے خلیفہ پیغمبر خدا تَالِيفِ النَّاسِ۔ تا لیف کن مردم را، و نرمی کن با ایشان، پس ابوبکر بہ من گفت اَجَبَاؤُنِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَ خَوَّارُنِي فِي الْاِسْلَامِ آیا در جاہلیت جباری در اسلام نامردی۔ اِنَّهُ قَدْ اِنْقَطَعَ الْوَحْيُ وَ لَمْ يَنْقُصْ وَ اَنَا سَحِيٌّ۔



به درستی که وحی گسته شد و دین کامل گشت آیامن زنده مانم و دین نقصان نپذیرد“  
 حضرت عمر رضی الله تعالی عنه اگرچه از سردارِ کل عالمیان صلی الله تعالی علیه وسلم مستفید شده بود و صحبت آن حضرت صلی الله تعالی علیه وسلم رسیده بود اما خلافت از حضرت ابوبکر صدیق رضی الله تعالی عنه رسیدنی بود و کیفیتی که برائے تحمل بارِ امانت ضروری بود از حضرت صدیق رضی الله تعالی عنه رسید. حافظ ابو عمر بن عبد البر در کتاب الاستیعاب فی معرفة الاصحاب در احوال حضرت صدیق رضی الله تعالی عنه نوشته کان أبو بکر یقول أنا خلیفة رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم وکذلک کان یدعی یا خلیفة رسول الله وکان عمر یدعی خلیفة ابی بکر صدرا من خلافتی حتی لسمی یا مایر المؤمنین لقصة سندا کرها فی باب ان شاء الله تعالی که حضرت ابوبکر خود را خلیفه رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم می گفت و مردمان نیز به این نام حضرت ایشان را یاد می کردند و در عمر را به نام خلیفه ابی بکر در اوایل خلافت ایشان می گفتند تا آنکه به نام امیر المؤمنین موسوم شد و در احوال حضرت عمر رضی الله تعالی عنه نوشته که حضرت عمر خود را خلیفه ابی بکر می نوشت و در گفتن خلیفه خلیفه رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم طوالت بود چون لبید بن ربیع عامری و عدی بن حاتم طائی حضرت ایشان را به امیر المؤمنین نام بردند حضرت عمر آن را خوش گردید و سیوطی در تاریخ الخلفاء نوشته که حضرت عمر رضی الله تعالی عنه می گفت: “لَوِ دِدْتُ اَنْی شَعْرَةٌ فِی صَدْرِ ابِی بَکْرٍ الْبَتَّةُ خَواهِشِ دَاشْتُمْ کَ مِنْ بَرِئَتِهِ ابُو بَکْرٍ کَی مَوْتِ بُو دَمِ”

ابن سعد در جزء پنجم صفحه دو صد و هشتاد و هفت از طبقات کبری نوشته عن عکرمه قال کان ابن عباس یجعل فی رَجُلٍ الْکَبْلَ یُعَلِّمُنِ الْقُرْآنَ وَ یُعَلِّمُنِ السُّنَّةَ - یعنی حضرت ابن عباس در پائے عکرمه قیدی نهاد تا که وے قرآن و حدیث را یاد گیرد. بخاری نیز در صحیح خود در باب التوثیق من تخشی معترته نوشته: “قیل ابن عباس عکرمه علی تعلیم القرآن و السنن و الفرائض” و آن چه حضرت عمر به دره خود غافلان را تنبیه می فرمود محتاج هیچ تعارف نیست.

مرشد برحق از حنیض پستی به آوج بلندی می رساند و از لذائذ و کیفیات “وَالَّذِی نَفْسِی بَیْده لَوُتَدُّ وَ مَوْنٌ عَلَی مَا تَکُونُونَ عِنْدِی وَ فِی الذِّکْرِ لَصَافِحَتُکُمُ الْمَلَائِکَةُ عَلَی فُرُشِکُمْ وَ فِی طُرُقِکُمْ - لَکِنْ یَا حَنْظَلَةُ سَاعَةٌ وَ سَاعَةٌ - رَوَاهُ مُسْلِمٌ کَمَا فِی بَابِ ذِکْرِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنَ الْمَشْکَاةِ” حنظله بن ربیع اُسیدی رضی الله عنه می گوید که حضرت ابوبکر رضی الله عنه به من گفت، اے حنظله چه حال داری، من گفتم که رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم مایان را به نار و جنت



تذکیر می کند و احوال ما آن می باشد که گویا دوزخ و جنت را به چشم خود می بینیم و چون از نزد آن سرور صلی الله علیه وسلم می برآئیم و باز نهها و اولاد و زمینات مخالطت می کنیم از آن چیزها بسیاری را فراموش می کنیم. حضرت صدیق اکبر فرمود که به خدا این گونه احوال ما را هم پیش می آید و باز من و ابو بکر به خدمت آن سرور صلی الله علیه وسلم رسیدیم و من گفتم که یا رسول الله حنظله منافق شده و عرض احوال کردم. پس آن سرور صلی الله علیه وسلم فرمود: سوگند به آن پاک ذات که نفس من در دست قدرت اوست که اگر بر آن حال که نزد من به شمایان حاصل می شود، شمایان دایم بمانید هر آئینه مصافحه کنند شمارا فرشتگان بر فراشهای شما و در راه های شما لیکن اے حنظله گاه و گاه -

اگر در ویش بر حال بماند  
سر دست از دو عالم بر فشانده  
گه بر طارم اعلیٰ نشینم  
گه بر پشت پائے خود نه بینم

**بیعت زنان** | بیعت زنان متعلق به حضرت والدۀ ماجده بود. بلکه حلقه و توجه نساء نیز به ایشان تعلق داشت. روزی در کوسه حضرت ایشان به عاجز فرمودند: والدۀ شما احوال بلند و کیفیات ارجمند دارند و ما ایشان را اجازه تعلیم و ارشاد داده ایم. مع هذا یک نوبت در کوسه عاجز دیده که از پنجاب جماعتی از نساء برای بیعت به خدمت حضرت ایشان رسید. حضرت ایشان ردای طویل را بر زمین انداختند و جانبی را از آن رداء در دست خود گرفتند و جانب دیگر را جماعت زنان گرفت و آن جناب اولاً عهد گرفت که از نواهی اجتناب و رزق و رداء او امر کوتاهی نکنند و ایشان را داخل سلسلۀ عالیه نمود.

**حلقه و توجه** | حضرت ایشان به مواظبت بعد از وقت چاشت از ساعت نه تا ساعت دوازده بلکه تا ساعت یک از صبح و از نماز شام تا نصف الیل حلقه می فرمودند. البته در چند سال آخر حلقه صبح نه می کردند و حلقه شام تا ساعت دو از لیل طول می کشید. در حلقه صبح بیشتر به تدریس مشغول می بودند که بیانش عن قریب خواهد آمد.

ابتداءً حلقه منظر کیفیات جلالتیه می بود. حضرت ایشان به نظر باطن احوال مخلصین را ملاحظه می فرمودند. اگر در کس خللی یافتند به حسب احوال تنبیه می فرمودند. به اندازه یک ساعت یا یک نیم ساعت دور جلالتی طول می کشید و بعد ازین آغاز دور جمالی می شد. روزی در حلقه مبارکه مخلصین گفتند: ما چه کنیم، برای اصلاح احوال باطن شمایان توجهات و سعیهای کنیم و نوع از آثار حسن و جمال در قلوب شمایان ملاحظه می کنیم و خوش می شویم، و دیگر روز چون آثار خیر و برکت را محو می یا بیم و جایش پرده های ظلمات به نظر می آیند



کبیدہ خاطر شدہ زجر و توبیخ می کنیم۔ عاجز چندین افراد را دیده کہ سالہا سال بہ خدمت اقدس ایشان رسیدہ اند و اسما الطغفہا و عنایتہا یافتہ اند یک بار ہم کلمہ درشت را از ایشان نہ شنیدہ اند چون میر حسن صاحبزادہ و ملا محمد حسن بابی قندھاری، و رحیم داد مستنگی، و فتح اللہ اندری، و حاجی نور احمد مقری، و ملا گل محمد انخیل، و ملا حاجی گل، و عبد الحکیم دقتانی، و مولوی عبد العزیز بنگالی و غیر ہم۔ بلکہ این عاجز دیدہ کہ بعض افراد را یاد می فرمودند و خواہش داشتند کہ ایشان برائے چند وقت حاضر شوند۔ از اینہا ملا محمد حسن بابی است کہ چند سال در کوسٹ بہ خدمت حضرت ایشان بودہ و در ۱۳۳۸ھ بہ قندھار رفت و دو سال آخر از خدمت مبارک کہ جدا ماند۔ قیام ملا محمد حسن در کوسٹ بہ جائے محمد اسلم خان نورزی بودہ حضرت ایشان درین عرصہ چند بار بہ محمد اسلم فرمودند کہ ملا محمد حسن را از قندھار طلب کنید۔ اگر در جائے شما ایشان را تکلیف می شود ما ایشان را جائے می دہیم۔ ایشان بیابند و بہ راحت قیام کنند۔

کسے کہ ہمہ وقت و ہمہ حال متوجہ الی اللہ باشد با اصحاب غفلت چہ صحبت دارد۔ عالمے کہ مصروف تحقیقات علمیہ بود برایش صحبت جاہل بہ جز تضييع وقت چیزے دیگر نیست۔ مثلی مشہور است *الجنس الی الجنس یمیل*۔ پروردگار جلّٰی جلالہ تعالیٰ بہ سردار کل جہان و رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قصہ ہائے انبیاء علیہم السلام بیان کردہ تا کہ قلب مبارک ایشان قرار گیرد۔ پروردگار گفتہ *وَكَلَّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الثَّرْسِلِ مَا نُنَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ*۔ حضرت ایشان قدس سرہ چیزے یاد دلدادہ بودند بوی آن چیز را خوانان بودند، روزے در خانقاہ شریف دہلی مصروف حلقہ و توجہ بودند۔ ناگاہ شخصے از دروازہ شرقی درآمد و بر مزارات مبارکہ رفتہ سلام و فاتحہ خواند و قدے مراقبہ کردہ باز گشت۔ وقتے کہ آن مرد خدا باز می گشت حضرت ایشان سر مبارک برداشتہ جانب آن مرد نگریستند و بہ حاضرین گفتند *این مرد پاک نفس را بنگرید کہ چہ دل پاک مثل انا دارد۔ اگر این گونه افراد نزد من آیند من ایشان را کسے چیزے خواہم گفت۔*

بعد از دو رجلاالی دور جمالی شروع می شد سبحان اللہ چہ مبارک ساعت و چہ پاک محفل می بود ہر یک از شراب محبت سرشار شدہ از دنیا و مافیہا بے خبر می شد نشست حضرت ایشان چہار زانو می بود۔ یک بالشت خورد بر رانہاے خود نہادہ ہر دو مرافق را بر آن می نہادند۔ بہ دوران توجہ سر مبارک ایشان مائل بر زمین می شد تا ساعت دو بلکہ بعد تر از آن این کیفیت می ماند۔ شبے بعید الرحمن خان شروانی فرزند مولانا حبیب الرحمن خان، صدر یار جنگ، علی گڑھی بہ ساعت دو فرمودند *بر ما چہ فضل پروردگار است، این وقت کہ مخلوق در خواب است۔ در این جا بندگان خدا مصروف ذکر الہی اند۔* عبید الرحمن خان می گوید کہ



بعد ازین قول حضرت ایشان صدائے هُو برآوردند و محسوس کردم نہ صرف خانقاہ شریف و مسجد شریف خانقاہ بلکہ از در و دیوار عمارات ملحقہ خانقاہ شریف صدائے اللہ اللہ بر خاستہ۔ ازاہالیان ہند چندین برادران طریقت بہ این عاجز گفتہ اند کہ مادر خانہ خود سچیہا می گنیم کہ حضور قلب حاصل کنیم و بہ ذکر پروردگار مشغول شویم۔ اما وقتے کہ قصد حضرت ایشان می کنیم داز خانہ خود پائے پیروں می نہیم ذکر شریف جاری می شود و در حضور حضرت ایشان کیفیتے روی می دہد کہ از بیانش زبان قاصر است عاجز در نظم "نغمہ ہجران" گفتہ۔

تبدلہ عالم ابو الخیر کبیر  
داشت از گردون محی الدین نقب  
با کمال و بند غریق اندر کمال  
ہر چہ گویم در کمالش کمتر است  
یک نگاہش زندہ کردے صد تلوب  
چون نہ دارد تاب و صفش را زبان  
طالبان را ہر چہ باشد از کمال  
خادمان شان بہ سوز و درد دل  
آہ و زاری بود ایشان را شعار  
از شراب معرفت بے ہوش بند  
گریکے از سوز آہے می کشید  
گریکے را چشم بودے اشک بار  
گریکے از شوق و جذبہ می تپید  
چون بہ حلقہ می نشستے پیش پیر  
ہر یکے مہیوت گشتے از جمال  
بے خبر گشتے را خیار و عیان  
گر تو می دیدی جمال انجمن  
می گزشت اندر دلت چندین سوال  
این گروہ انس و جنم یا ملک  
جذبہ اصحاب چون بینم نہان

ذخیر دین عبداللہ آن قطب شہیر  
مولدش دہلی و فاروقی نسب  
چون مجدد داشت جذبہ مثال  
وز گمان من مقامش برتر است  
یک دمش از مذنبان شستے ذنوب  
زان نویسم خادمانش را بے بیان  
بر علو کعب استاذ است دال  
ہمچو پروانہ بہ شمع مشتعل  
عشق حق می داشت شان را بے قرار  
رُبَّ اشعث را مثال خوش بند  
دیگرے را مرغ جانش می پرید  
دیگرے را سینہ بودے ہمچو نار  
دیگرے از وجد جامہ می درید  
ہمچو ہالہ گرد آن ماہ منیر  
خواندہ ذات پاک ذوالجلال  
با خبر گشتے را سرا و نہان  
کلب حیرت می گزیدی در دہن  
برزبان حال رفتے این مقال  
یا قمر را با نجوم اندر فلک  
برکت خیر القرون چون شد عیان



یہی گاہے من نہ دیدم مردمان  
گفت پیغمبر کہ مردانِ خدا  
بس ہمیں تعریفِ نیکانِ آمدہ  
ختم سازم وصفِ شانِ براین کلام  
زین نمط با این صفت اندر جهان  
دیدنِ شان یاد حق بخشد ترا  
بس ہمیں توصیفِ مردانِ آمدہ  
تا کہ قولِ مصطفیٰ یا بدختام  
نیک مردان، پچوایشان بر زمین  
در لیا لہبائے برکت از صیام  
ختمِ ستر آن با قرأتِ با حضور  
روحِ شان در خلدِ بس فرحان بود  
رحمتِ حق روز و شب بر شان بود

دیدہ شدہ کہ بعض افراد از وجہ اقوالِ معاندین سوئے ظن بہ حضرت ایشان می داشتند و این سوئے ظن تا زمانے می بود کہ بہ خدمتِ اقدس نہ رسیدہ بودند روزے کہ بہ خدمتِ ایشان می رسیدند گردیدہ حضرت ایشان می شدند و ازین جملہ سیادت پناہ سید احمد شمس العلماء، امام جامع دہلی فرزند جناب سید حافظ محمد الامام رحمہما اللہ بودہ۔ تا سالہا از حضرت ایشان دوری و زریدیدند و چون نوبتی بہ خدمتِ ایشان رسیدند معتقد بلکہ گردیدہ حضرت ایشان شدند۔ وفاتِ ایشان بہ روز چہارشنبہ ۲۴ شوال ۱۳۶۶ھ (۱۰ ستمبر ۱۹۴۷ء) بودہ تا روز وفات محبت و ارتباطی کہ با ما برادران داشتند بر فرطِ عقیدتِ ایشان دال بود کہ با حضرت ایشان داشتند۔ وقتے کہ ذکر حضرت ایشان می کردند بہ ادبِ احترام تام می کردند۔ رحمہ اللہ۔

و کسانے کہ از وجہ ہیبتِ حضرت ایشان برکنارہ بودند چون بہ خدمتِ مبارک می رسیدند از جان دل گردیدہ حضرت ایشان می شدند و منہم صاحبِ النسبۃ و المودۃ و الاخلاص حکیم فرید احمد عتّابی اَمْرُوہوی، روزے بہ قُربِ حقیقی قبر بہ دستِ بوسی حضرت ایشان رسیدند و عرض کردند اگر حضرت اقدس اجازت دہند فقیر بعد العشاء بہ خدمتِ اقدس برسد۔ حضرت ایشان بہ انبساطِ کامل فرمودند۔ ہاں، ہاں، بہ شب بیائید چنانچہ از ان روز تا شبِ وفاتِ سہ سال ہر شب در دہلی بہ خدمتِ حضرت ایشان می رسیدند۔ و ایشان شخصے اند کہ احوالِ کسبِ سلوک از حضرت ایشان استفسار کردند و جواب کہ حضرت ایشان دادند تحتِ عنوانِ تحریرِ مبارک در فصلِ اول گزشتہ۔ جناب حکیم صاحبِ از اہلِ باطن و اصحابِ سلوک بودہ و سلسلہٴ ارادت و بیعتِ ایشان بہ قطبِ عالم حضرت شاہِ عِسلام علی قدس، اللہ سرہ و آفاض علی العالمین پُرۃ می رسید، ایشان از شاہ بہار الدین اَمْرُوہوی بیعت







می دادند و در صلوات دلائل الخیرات را دوست می داشتند اگر کسی تصحیح این کتابها را ایشان می خواست  
منظوری فرمودند چنانچه آن شخص به دوران حلقه هر روز یک حزب پیش حضرت ایشان می خواند پاک نسب  
پاک باطن سید احمد حسن ساکن انوپ شهر از توابع بلند شهر از حضرت ایشان دلائل الخیرات خوانده و چند افراد  
حصن حصین خواندند بعد از نماز عشاء برائے نیم ساعت به حرم سرالشریف می بودند  
آنجا مخلصات از پس پرده از حضرت ایشان تو جهات و هدایات حاصل می کردند

### تربیت مخلصین

حضرت ایشان به درستی اخلاق مریدان سعیهای کردند از گرداب آنانیست و  
پنداری کشیدند می فرمودند تا وقتی که اخلاق رذیل زایل نشوند حصول  
کمالات باطنی متعذر است ملا حبیب الله ولد نیک از جهات پشاور و غیره بود سالها سال خدمت  
حضرت ایشان کرده قصیده مبارکه برده را عاقل بود بعد از بیعت شدن در خدمت حضرت ایشان  
عرض کرد که من این قصیده را عالم و خلق خدا را تعویذ می دهم اگر حضرت شما اجازت عنایت کنید من این  
عمل را جاری دارم حضرت ایشان به ملا حبیب الله اجازت داده بودند ملا حبیب الله از اصحاب نسبت  
و حضور آگاهی بود روزی خطائی کرد حضرت ایشان صباها به ساعت ده یا بعد از آن به عاجز فرمودند  
زید برو به حبیب الله بگو تو این خطا کرده ای لہذا دور و پیہ جرمانه بده ملا حبیب الله در خانقاه شریفی  
نزد محجر مبارک استناده بوده عاجز پیام حضرت ایشان رسانید وے گفت من جرمانه نمی دهم  
عاجز جوابش رسانید حضرت ایشان جواب شنیده برائے دوسه دقیقه سر مبارک را مائل به جهت صد مبارک  
کردند و باز سر مبارک را برداشته فرمودند برو به حبیب الله بگو مادر طلب تو نه رفته بودیم تو برائے بیعت  
آمدی دما از تو اقرار گرفتیم که مخالفت نه خواهی کرد حالا مخالفت کرده ای و جرمانه نمی دهم لہذا به خانه خود برو  
و با ما تعلق مدار عاجز این قول را به ملا حبیب الله رساند وے این قول را شنیده چشمان خود را بند کرده وے  
خود را به جهت قیام گاه حضرت ایشان تحویل داده به کیفیت جذب در آمده با چشم گریان به عجز گفت  
من جرمانه می دهم من جرمانه می دهم و دور و پیہ به عاجز داد و خودش مصروف و جدوگریه شد عاجز آن  
دور و پیہ به خدمت مبارک رسانید و عرض کرد که ملا حبیب الله جرمانه ادا کرد حضرت ایشان سر مبارک  
خود را به جانب عاجز برداشته فرمودند زید تو دیدی در آن وقت بروئے مبارک کیفیت انبساط ظاهر  
باهر بود و عاجز خیال دارد که حضرت ایشان وقتی که سر مبارک خود را برائے لمحات فرو برده بودند نوعی از  
تصرف باطنی به کار آوردند که ملا حبیب الله از دایره طغیان در حلقه فرمان درآمد و این گونه تصرفات در  
اکثر اوقات از حضرت ایشان ظاہری شد خصوصاً با کسانی که نوعی ارتباط قلبی پیدا کرده بودند



حضرت ایشان احوال ہند را دیدہ مخلصین می گفتند کہ از  
اجتناب از صحبت واعظان واعظان دور باشند و بہ وعظ ایشان نہ روید و عاجز گوید

در ہندوستان بہ کثرت فرق و احزاب را ظہور شدہ است۔ کسے دیوبندی است، کسے بریلوی، کسے  
چترالوی، کسے غیر مقلد، کسے وہابی، کسے اہل حدیث، کسے اسلامی و کسے تبلیغی و کسے چیزے دیگر۔ این ہمہ فرق را  
ذایعیان اند، وعظہا می کنند و عوام را بر راہ غلطی اندازند دیدہ شدہ کہ از استماع وعظ اینہا شکوک شہات  
در دل جائے میگیرند، برائے فرید پیر و مرشد، ہر وہابی است۔ کسے را کہ پیر و درگاہ پیر و مرشد کامل عنایت  
کردہ کہ علم بہ احکام شریعت و عارف بہ اسرار طریقت باشند از ہر چہ پیش دیگرے رود۔

آن را کہ در سرائے نگاہے است فارغ است از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

و اگر پیر کسے بہ احکام شریعت چندان علم نہ داشتہ باشد و یا باید از عالم استفسار مسائل کند کہ از جمیع  
این احزاب بر طرف باشد چہ اصحاب احزاب مسلک حزب خود را بیان می کنند و چہ چہ سوتے ویرانہ  
کشد طوطی سوتے قند، و کس نہ گوید کہ دوغ ماتر ش است۔ سید احمد حسین انوپ شہری پسر سلسلہ ملازمت  
شہر لونا رفت و آن جائزید امام مسجد شریف کہ عالم بودہ نشست و درخواست شروع کرد۔ و حسب معمول  
بہ خدمت حضرت ایشان بہ کوٹہ عریضہ ارسال کرد۔ حضرت ایشان بہ جواب تحریر فرمودند: "در وظیفہ شما کدورت  
بہ نظر می آید، آیا نزد بدعقیدہ افراد نشست و درخواست می دارید؟" احمد حسین بہ عاجز گفت، من متحیر  
اندم کہ کدام کس بدعقیدہ است کہ ازوے دور مانم، و اندر بن فکر غلطان و بیجان بہ مسجد شریف رفتم و در  
صحبت مولوی صاحب نشستم و مدتے نگزشت کہ شخصے نزد مولوی صاحب چیزے از خلاوہ آورد و گفت  
برائے فاکہ حضرت پیران پر قدس اللہ سرہ این شیرینی آورده ام شما فاتحہ خواندہ ایصالِ ثواب کنید مولوی صاحب  
بہ آن شخص گفت: "این ہمہ کار بایں لایعنی اند و من این گونہ کار نمی کنم" از مولوی صاحب چون این سخن شنیدم  
و انستم کہ این امام بدعقیدہ است و خود را از صحبت و سہ بر کنار کردم۔

اجتناب از صحبت صوفی ناتمام | دی فرمودند کہ از صحبت جاہل و ناتمام صوفیہ خود را محفوظ  
دارید۔ مولانا سید عبدالجلیل در ۱۳۲۲ھ بیعت شدند۔

دو سہ ماہ در حلقہ مبارکہ حاضر شدند چون حضرت ایشان بہ کوٹہ رفتند، ایشان بہ ڈاسٹہ برگشتند کہ در  
مضافات دہلی دسہ بزرگ است۔ مولوی صاحب بہ این عاجز گفتند: "آنجا یک صوفی بود۔ من ہر روز  
بہ خدمت و سہ رسیدہ بہ ذکر شریف مشغول می شدم۔ چون حضرت ایشان از کوٹہ مراجعت فرمودند بہ خدمت  
مبارکہ رسیدم، حضرت ایشان مرا برائے تعلیم حضرت بلال مقرر فرمودند۔ من محسوس کردم کہ حضرت ایشان را



بر احوال من آن نظر التفات نیست که در سال ماسبق بود۔ در آن آیام حضرت ایشان پا پیاده برائے تفریح و تمشیه از خانقاہ شریف می برآمدند و عند المعادۃ برگرسی ہندی در دروازہ خانقاہ شریف قدرے آرام می گرفتند و مخلصین پاک منش این فرصت را غنیمت شمرده پا ہائے ایشان را بہ شوق تمام می مالیدند۔ روزے حضرت ایشان چون باز گشتند برگرسی ہندی نشستند و در جانبے استادہ دیدند و بہین خطاب کردہ فرمودند: "عبد الجلیل چہ ماجری است کہ حلاوت سال گزشتہ در تونہ می یابم" عرض کردم: خطائے از من سر نہ زدہ البتہ من در صحبت یک صوفی نشستہ بہ ذکر شریف مصروف می شدم، فرمودند: "این کثافت کہ در تونہ ہر است اثر بہان صحبت است" عرض کردم حضور انور آن نسبت را سلب بفرمایند، فرمودند: "سلب نسبت بکنم؟" و باز چشمان مبارک را بند کردہ متوجہ بہ سونے من شدند و من محسوس کردم کہ در سینہ من چیزے جمع کردہ می شود و باز چیزے از ام الدماغ من خارج شد و آن وقت یک آواز کہ آشبہ بطنطن باشد شنیدم۔ حضرت ایشان چشمان مبارک را کشادہ بہ من گفتند: "عبد الجلیل چند روز ذکر شریف نہ کنی" مولوی صاحب می گفتند: بعد ازین احوال باطنی من درست شد و از الطاف و عنایات حضرت ایشان بہرہ مند گشتم۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

عمل حضرت ایشان بر عزیمت بود۔ اَمَّا اَحْيَانًا بِلا ضرورت برائے اختیار از عزیمت بہ رخصت

احوال مخلصین بر رخصت عمل می کردند کسانے کہ دانائے رازی بودند می دانستند کہ این اعتبار است و پروردگار از شر لی محفوظ دارد۔ و بعض افراد را خناس دروڑہ شکوک و اذہام می انداخت و این گونه افراد را حضرت ایشان فی مابعد سیاست می فرمودند ازین جملہ حافظ عبد الحکیم سوداگر حجت دہلوی بود۔ در اوایل ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۳۵ واقعہ خود را بیان کردند۔ بعد از تقسیم ہند حافظ عبد الحکیم بہ کراچی رقت و بعد از یک و نیم سال واقعہ حافظ عبد الحکیم

بہ دہلی باز آمد روزے نزد محرم مبارک با عاجز نشستہ بود و بیان کرد کہ یک بار در دلم اعتراض پیدا شد و رفتہ رفتہ جائے گرفت، شبے برائے شرکت در حلقہ شریفہ حاضر شدم، در بان اطلاع کرد کہ حضرت ایشان طلب نہ فرمودند، من قدرے انتظار کردہ بہ خانہ رفقہ شب دوم و باز شب سوم نیز ہمین صورت پیش آمد۔ آن کہ بہ دلم خیال آمد کہ امشب نیز حاضر می شوم، و تا آن وقت بہ خانہ مراجعت نہ کنم کہ حضرت ایشان رانہ بنیم۔ چنان چہ بعد از عشاء بر در اقدس حاضر شدم، در بان اطلاع کردہ جوابے نہ یافت من در دروازہ نشستم، بعد از نصف شب بہ ساعت دو ملا حاجی احمد خان مٹہ خیل آمد و مرا گفت کہ حضور انور بہ قیام گاہ خود شریف بروند لہذا شما بہ خانہ خود



بر گردید من به ایشان گفتم - تا وقتی که به سعادت قدمبوسی نہ رسم ازین جانہ خواہم رفت شما یک بار بہ خدمت ایشان باز اطلاع من بدہید - چنانچہ ملا احمد خان از راہ بام رفتہ حضور انور را اطلاع داد - حضرت ایشان فرمودند عبد الحکیم را بیار - چنانچہ من از راہ بام با ملا احمد خان بسم اللہ الرحمن الرحیم خواندہ حاضر شد م چون حضرت ایشان آواز من شنیدند بیرون صحن برآمدہ دروازہ زمینہ را کشادند - چون من بہ حضور ایشان رسیدم پائے مبارک ایشان گرفتہ اشک ریزان عرض کردم کہ تقصیر مرا عفو فرمائید، حضرت ایشان نزد دروازہ زمینہ استادہ بودند، مرا از اکثاف گرفتہ استادہ کردند و فرمودند عبد الحکیم از چند روز در دل تو کجی بود لہذا ما ترانہ خواستیم حکیم اجل خان را تو می شناسی - بہ نوعی کہ مے تشخیص امراض جسمانی می کند و باز علاج می کند، بہ فضل پروردگار تشخیص امراض قلب بہ همان طور می کنیم و باز علاج آن می کنیم تو بین کہ چہ طور از کجی دل تو آگاہ شدیم و علاج آن کردہ زایل کردیم - ہوش کن کہ بار دیگر این گونه فعل از تو سر نہ زند، این کلام فرمودہ مراد عادیہ رخصت کردند - این تنبیہ برائے عبد الحکیم باعث خیر و برکت گردید و محبت پیرو مرشد و سرور قلبش متکمل گشت و از علالت - لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ - مُتَلَذِّذُ گشت - تا وقتی کہ مُرید در محبت پر خود فانی نہ گردد فنا فی الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے می تواند شد و تا وقتی کہ فانی در محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ گردد، فنا فی اللہ کے می شود -

**واقعة مولانا سيف الرحمن** | حضرت ایتان مخلصین را بر زلات تنبیہ می فرمودند چنانچہ مولانا سیف الرحمن را بر وابستگی ایشان با اہل دنیا تنبیہ فرمودہ ماند مولوی صاحب از مخلصین اولین حضرت ایشان اند و در مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی صدرِ مَدَرِیس بودند - در اوایل عقد رابع از مایہ چہار دہم در تحریک ترک موالات ہجرت کردہ بہ کابل رفتند و در سال ہزار و سہ صد و پنجاہ ملاقات ایشان در حرم محترم عند المقام با این عاجز شدہ محبت و اخلاص و ارتباطی کہ با سیدی الوالد قدس سرہ داشتند آثار آن ظاہر و باہر بود، بیان حضرت ایشان می کردند پیہم اشک ہا از چشمان خود می نچینند در آن بقعہ مبارکہ دعا ہا می کردند - رَحِمَہُ اللہُ دَرَضِی عَنہُ -

مولوی صاحب از اہل دنیا شخصے را بہ خدمت حضرت ایشان آوردند آن شخص دو از دہ ہزار روپیہ کلد از زکات بہ خدمت حضرت ایشان پیش کرد تا کہ ہر کرا خواہند بدہند و ہر جا کہ خواہند صرف نمایند مولوی صاحب سفارش آن شخص کردند، حضرت ایشان را اوضاع و اطوار آن شخص پسند نیامد و روپیہ بہ دے گشتانند مولوی صاحب را گفتند کہ چرا سفارش چنین شخص کردی و باز مولوی صاحب را از خانقاہ شریف بدر کردند چنانچہ چند روز مولوی صاحب از حلقہ و توجہ محروم ماندند -



## واقعہ ملا عبدالحلیم آخوندزادہ

در کوشہ بلوچستان نزد خانہ حضرت ایشان در احاطہ سفینہ محمد اسماعیل محمد عمر نوزی قیام داشت۔ وقتے کہ حضرت ایشان برائے تفریح و تمشیہ تشریف می بردند در راه بہ کمال ادب عرض احترام می کردند و یگان وقت بہ خدمت شریف رسیدہ چندے می نشست۔ اگرچہ دے از حضرت ایشان بیعت نہ بود و ریش دے ہم کمتر از دانه برنج بودہ لیکن دیدہ شدہ کہ حضرت ایشان بروے شفقت می کردند۔ روزے دے پریشان حال حاضر شد در دست دے یک جام بود و در آن جام قدرے از آب آورده بود۔ حضرت ایشان پرسیدند "محمد عمر چیست" عرض کرد۔ دخترم از دیروز بہ دزیزہ مبتلا است، ولادت نہ می شود و حالا امید حیات گستہ۔ حضرت ایشان جام را در دست خود گرفته چیزے خواندند و دم بر آب کرده بہ محمد عمر دادند و فرمودند۔ پریشان مشو۔ این آب را بہ دختر خود بدہ۔ پروردگار فضل خواهد فرمود۔ چنانچہ محمد عمر آب را برد و بعد از نصف ساعت باز گشت و دست و پائے حضرت ایشان را بوسہ دادہ عرض کرد۔ یہ مجرد نوشیدن آب ولادت شد و دختر راحت یافت و از خطرہ برآمد۔ حضرت ایشان الحمد للہ گفتند و شادان گشتند۔

ملا عبدالحلیم آخوندزادہ از اجل خلفائے حضرت ایشان بودند۔ بیانش ان شاء اللہ در خاتمہ خواهد آمد۔ ملا صاحب روزے بلا وجہ محمد عمر نوزی را کہ ذکرش بالا گذشت سخت و شست گفت۔ چون حضرت ایشان را علم واقعہ شد در بان را امر کردند کہ دو چار کفش ملا صاحب را بر سرش بزنند۔ چنانچہ در بان امتثال امر کرد۔ ملا صاحب چند دقیقه خاموش ماندند و باز بر در مبارک حاضر شدہ مصروف آہ و بکا شدند۔ حضرت ایشان آواز ملا صاحب می شنیدند و درین دوران متوجہ بہ سوئے ایشان ماندند و باز سراپا رحمت و شفقت شدہ نزد ملا صاحب آمدہ بر سر و پا ہائے خود شستہ دست مبارک بر سر ملا صاحب فرو آوردند و اظهار رضامندی خود کردند۔ ملا صاحب رادل بستہ شد و دست مبارک ایشان را بوسہ داد۔ آہ و کالے ملا صاحب نہ از در و ضرب بود بلکه در دل ایشان این خیال آمد کہ حضرت ایشان از من ملول خاطر شدہ اند۔ رَحِمَہُ اللہ و رَضِیَ عَنہ۔

## واقعہ ملا عبد اللہ عینی

ملا عبد اللہ از مخلصین قدام صاحب نسبت و اخلاص و مودت و صاحب اجازت بودی گفت کہ لغزشے از من واقع شد و علالت باطنی را در با ختم حضرت ایشان طبیب دہا بود برایم پنج ضرب چوب تجویز کردند۔ چنانچہ خادمے امتثال امر کرد۔ ملا عبد اللہ گفت چون ضرب اول بر جسم واقع شد دیدم کہ پردہ ہائے غفلت چاک شدند از فرط مسرت بہ جناب گفتم کہ رعایتے بمن نہ کنند و ضرب را بہ شدت جاری کنند۔ چون ضرب پنجم رسید کارخانہ باطن کاملاً



پاک شدہ برود و آلِ حمدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

حافظ میرالدین دہلوی در آن وقت حاضر بود بہ عاجز می گفت کہ من حیران ماندم کہ ملا عبد اللہ بر سرِ ہر چوب الحمد للہ می گفت و در اتمام ضرب حالت وجد و دوسے طاری گشت من از ملا عبد اللہ استفسار کردم۔ ایشان حقیقت امر بیان کردہ گفتند۔ ”این ضرب چوب نہ بود بلکہ داروے دل بود“ رَحِمَہُ اللہُ وَرَاضِیٌ عَنْہُ۔ بیان ملا عبد اللہ در خاتمہ ان شاعر اللہ خواہد آمد۔

**واقعہ ملا جمعہ خان** ملا جمعہ خان از یاران قدیم و مردِ مستقیم بود۔ احوالش در خاتمہ ان شاعر اللہ خواہد آمد۔ در سال ہزار و سصد و سی و ہفت بہ کوئٹہ آمدند۔ روزے در

خدمت حضرت ایشان عرض کردند۔ ”حضور انورِ فضل پروردگار شد کہ از بارگاہِ نبوت علیٰ صَاحِبِہَا الصَّلَاۃُ وَالْحَیَّۃُ بلا واسطہ فیض یاب می شوم حضرت ایشان خوش وقت شدہ فرمودند۔ ”اے عزیز ہر چہ می یابی ازین سوراخ می یابی؟“ و اشارہ بہ سینہ مبارک خود کردند، ملا صاحب عرض کرد کہ حالاً واسطہ در میان نہ مانده و بلا واسطہ فیض یاب می شوم حضرت ایشان فرمودند۔ ”پس شمارا حاجت آمد بہ نزد چیست شمار دید؟“ و در بان را گفتند کہ ملا صاحب را رخصت کنند و فرمودند کہ در حد و خانہ ہائے مانہ آیند۔ ملا صاحب بعد ازین واقعہ پانزدہ یا بست روز در کوئٹہ ماندند لیکن شرف دست بوسی نہ یافتند و کتب الخاطر بہ وطن خود مراجعت کردند۔

عاجز گوید۔ بابائے سوم حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ کتابِ ہدایۃ الطالبین در حیات پرورد شد خود قیومِ جہان حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ سرہ الا قدس نوشته اند و باز حضرت پرورد شد آن تالیف قیم را مطالعہ کردہ نوشتہ اند۔ ”آن چہ درین رسالہ مذکور است بسیار مسرور و محفوظ گردانید۔“ این کتاب در بیان سلوک نقشبندیہ مجددیہ از اہمات کتب است۔ درین کتاب حضرت جدِ امجد قدس سرہ تحریر کردہ اند۔ ”قلوب مشائخ کرام را کہ تا بہ حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سائط فیض اند مانند عینک باید داشت۔“ قلوب حضرات مشائخ امثال زجا جہائے ”دور بین“ اند کہ ہر قدر زجا جہا را بہ پہلوئے یک دگر نہادہ بسوئے کواکب می بینند نظر تیز تر و صاف تر می شود۔ بہ وقت نظر کردن زجا جہ از صفائے خود بہ نظر نہ می آید۔ انسان خیال می کند کہ دسے اشیائے بعیدہ را بہ چشم خود می بیند۔ حالانکہ این دید رہینِ منت است آن زجا جہا است کہ بہ پہلوئے یک دگر نہادہ شدہ اند حضرات مشائخ قدس اللہ انوار ہم فرمودہ اند۔ ”برائے تحقیق امور ظاہری قلب و سائط بہتر است تا مطلق سہو و نسیان کمتر باشد۔ ازین جا است کہ ثلاثیات امام بخاری را منتر لتے دیگر است، اما برائے حداثت



بصیرت کثرت و سائنط بہتر و خوب تر است، ہر قدر کہ زمان از ایام سردارِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دور تری افتد زیادتِ واسطہ نافع تر آید کہ قلوب اولیاء با یک دگر پیہم شدہ کیفیت دیگر پیدا می کنند۔ ملا جمعہ خان رحمہ اللہ صفائے وقت و حال را دید و صفائے زجاہہ کا شہا کو کتب دُرّی را فکر نہ کرد کہ موصل بہ آن مصدر فیوضات است۔

زَقَّ الزَّجَاجُ وَ رَاقَتْ الْخَمْرُ فَتَشَابَهَا وَ تَشَاكَلْ الْأَمْرُ

دران روز ہا حسین اللہ صاحبزادہ اندر می شلگری حاضر بود۔ چون ملا جمعہ را حضرت ایشان از جائے خود کشیدند حسین اللہ بہ دے گفت۔ آن چہ حضور انور فرمودہ عینِ صواب است، لہذا اعترافِ تقصیر خود بکنید۔ ملا صاحب گفت من حقیقت امر را بیان کردہ ام و رجوع از ان نہ می توانم کرد۔ این بیان حسین اللہ صاحبزادہ بہ عاجز کرد۔

ملا صاحب بعد از چند ماہ بہ دہلی حاضر شد۔ و در آن جا قیام کرد کہ برائے قیام کردن مخلصین مخصو بود۔ اما اجازت دخول خانقاہ شریف بہ ایشان دادہ نہ شد۔ روزے ملا صاحب بالائے بام دروازہ ترکمان رفت۔ واللہ اعلم چہ صورت حال پیش آمد کہ از بالائے دروازہ بر روی خاک افتاد۔ بندی بام دروازہ از ہشت یا نہ گزافرنجی کم نیست، اگر چہ ہیچ عضو از ملا صاحب شکستہ نہ شدہ بود اما خستگی و درد بہ حدّے بود کہ از حرکت معذور بودند۔ و مخلصین ایشان را برداشتہ بہ قیام گاہ رسانیدند۔ بہ وقت عصر چون حضرت ایشان برائے سیر و تفریح در عربہ سوار شدند از میان برادران یکے عرض کرد کہ امروز ملا جمعہ از بالائے بام دروازہ ترکمان غلطیدہ بر روی زمین افتاد۔ حضرت ایشان بہ خوب وجہ تفصیل واقعہ شنیدہ و لحظہ توقف کردہ فرمودند۔ ”اچھا ہوا“ یعنی خوب شد۔

عاجز در احوال حضراتِ عالی قدر قدس اللہ اَسْرَارُہم در جائے خواندہ کہ برخالف اولیائے کاملین از جانب حق جلّ و علا تنبیہ واقع می شود و بعض اوقات آن تنبیہ مہلک می باشد، یکے را از حضرات کرام شخصے آزار رسانید، ایشان بہ خادمے گفتند کہ آن شخص را بزند۔ خادم تغافل کرد، و وقتے نہ گزشت کہ آن آزار دہندہ بر زمین افتاد و ہمان دم مرد۔ آن حضرت بہ خادم گفت من ملاحظہ کردہ بودم کہ غیرت خداوندی بہ جوش آمدہ، خواستم کہ بہ لکھائے یا بہ لکدے خلاصی یا بدلیکن تو تغافل کردی و دے از جان رفت۔ و الْأَمْرُ کَمَا قَالَ وَقَدْ سَأَلَ اللَّهُ أَسْرَارَهُمْ فَقَدْ أَخْرَجَ الْبُخَارِشِي عَنِ النَّسِ وَأَبْنَى هُرَيْرَةَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَنْ أَهَانَ لِي وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِي بِالْمُحَارَبَةِ۔ پروردگار از غضب خود ہمہ را محفوظ دارد۔ نزد عاجز ”خوب شد“ گفتن حضرت ایشان بعد از



استماع واقعہ و بعد از تفکر از این وجہ بوده باشد کمالاً صاحب راز حمیت زیاد نہ رسید، تمام اعضا سالم مانند  
**واقعہ ملا عبد الحنان ترکی** ملا عبد الحنان ترکی طالب علم ذی استعداد بود۔ در دہلی بہ طلب  
 علم مصروف بود۔ چون در اوایل ماہ مبارک میلاد از شملہ  
 حضرت ایشان از کوئٹہ بہ دہلی رسیدند، حسب معمول تا نیم روز بیرون نشستند و باز آخرین مصروف کلام  
 ماندند۔ چون وقت برخاست رسید نظر ایشان بر ملا عبد الحنان افتاد۔ دریافت نمودند۔ در کدام مدرسہ  
 خواندی و چہ خواندی عبد الحنان بیان کتاب ہا و مدرسہ کردہ عرض کرد کہ از استاد تجوید کلام اللہ شریف  
 نیز کردہ ام۔ ازین خبر حضرت ایشان بسیار خوش شدند و فرمودند چیزے بخوان، آن وقت عاجز بہ قرب حضرت  
 ایشان استادہ بود۔ عبد الحنان سورہ فاتحہ را تلاوت کرد، چون ”بِ الْمَغْضُوبِ“ و ”الضَّالِّينَ“ رسید  
 ضاد را بہ صوت ظا ادا کرد۔ از استماع صوت ظا آثار کراہت بر روی مبارک ظاہر شدند و حضرت  
 ایشان بہ حرم سرائے شریف بردہ بہ عاجز گفتند کہ برو بہ دربان بگو کہ عبد الحنان را از خانقاہ شریف  
 بکشند و داخلہ دے در خانقاہ شریف ممنوع است۔ عاجز پیام را بہ دربان رسانید و آمد عبد الحنان در  
 خانقاہ شریف بند شد، بعد از شش ماہ حضرت ایشان بہ کوئٹہ شریف بردند۔ ملا عبد الحنان نیز  
 آن جا رسید۔ ماہ شعبان و ماہ رمضان گزشت و دے در حد و خانہ مسجد شریف حضرت ایشان  
 داخل نہ شد۔ در ماہ شوال روزے یک رقعہ خورد بہ عاجز داد کہ بہ خدمت حضرت ایشان برساند۔ بر یک  
 جانب رقعہ نوشتہ بود۔ غلام شہاب عبد الحنان، ساکن ناوہ، مقرر افغانستان، و بر جانب دیگر نوشتہ بود۔  
 ”ترحم یا حضور ی ترحم“ حضرت ایشان رقعہ را ملاحظہ فرمودند و بعد از چند دقیقہ بہ عاجز گفتند۔  
 بہ عبد الحنان بگو کہ تو چہ مسلک جمہور گزاشتہ، مسلک روافض و غیر مقلدین اختیار کردی۔ عاجز ایس  
 کلام بہ عبد الحنان رسانید۔ دے گفت من برخطائے خود نادم و منفعلم و تو بہ می کنم حضور تو بہ مرا  
 قبول فرمایند و از من راضی شوند۔ حضرت ایشان فرمودند۔ از تحریف کلام الہی دل من آزرده است  
 و نادقتے کہ بہ ایمان موثقہ اقرار نہ کنی کہ باز این فعل از تو صادر نہ خواہد شد۔ دل من از تو خوش نہ می شود۔  
 ملا عبد الحنان بر دروازہ حضرت ایشان بہ انحنائے تام نشستہ مصروف آہ و فغان و اشک ریزی بود  
 و بہ سوگند ہائے شدیدہ اقرار کرد کہ بازار تکاپ این عمل نہ خواہد کرد۔ حضرت ایشان فرمودند کہ اقرار خود را  
 با ایمان موثقہ تحریر کند۔ چنان چہ دے آن ہمہ را تحریر کرد۔ و عاجز آن رقعہ را بہ خدمت حضرت ایشان  
 رسانید۔ حضرت ایشان بہ آواز بلند این الفاظ فرمودند۔ ”اگر بروعدہ خود  
 قائم ماندی من از تو راضیم و الا لا“ بعد ازین عبد الحنان اجازت طلب کرد تا بہ وطن برود۔ حضرت



ایشان اجازت دادند۔ وہے از دروازہ مرخص شد۔ حضرت ایشان از عبدالحنان بہ نوعی کہ سوگند ہا با اقرار لسانی و تحریری گرفتند برائے بعض افراد جائے حیرت بود۔ لیکن احوال عبدالحنان ثابت کرد کہ آن ہمہ عین صواب بود و اندیشہ حضرت ایشان ناشی از احوال "إِنَّهُ يَنْظُرُ بُيُوتِ اللَّهِ" بود عبدالحنان مسلک روافض و غیر مقلدین را تا آخر ایام نہ گذاشت، در عقد سابع از مایہ چہار و ہم عاجز بہ توسط یک ملا بہوے احوال فرستاد کہ حضرت ایشان قدس سرہ از استماع قرأت شما آزرده خاطر شدند۔ و عندالوداع چہ اقرار و چہ تحریر از شما گرفتند و شما چہ سوگند ہا خوردید۔ افسوس کہ آن ہمہ را فراموش کردید۔ رضائے حضرت ایشان مشروط بود۔ و شما خوب می دانید کہ اذافات الشرط فأت المشروط۔ چون کہ این تمام واقعات بہ پیش عاجز بہ ظہور رسیدہ ازین جہت این احوال بہ شما می فرستد۔ آن ملا پیام عاجز رسانید و عبدالحنان ساکت و واجم ماند۔ اَقَالَ اللَّهُ عَثْرَتَهُ وَ رَحِمَهُ۔

**واقعه ملا نیک نظر ترکی** ملا نیک نظر از قاری ولی محمد میرٹھی شش ماہ فن تجوید خواند و بہ سال آخر در کوشہ ملازم خدمت حضرت ایشان بود و در عربہ نزد سائق

نشستہ ہمراہ ایشان بہ باغ تولہ می رفت۔ روزے حضرت ایشان بہ وقت مراجعت از باغ تولہ بہوے گفتند نیک نظر تو از قاری مامشق کردہئی۔ چیزے تلاوت کن۔ نیک نظر دوسہ آیات مبارکہ را بہ بد مزگی تلاوت کرد۔ حضرت ایشان فرمودند۔ چہ طور می خوانی۔ وہے گفت از دوسہ روز رسیدنہ من گرانی است۔ آن وقت حضرت ایشان خاموش ماندند و روز دیگر چون حضرت ایشان در عربہ نشستند و نیک نظر قصد کرد کہ بالا نزد سائق بنشیند حضرت ایشان فرمودند در سینیہ تو گرانی است۔ لہذا دویدہ پیش عربہ برو۔ چنانچہ نیک نظر تا "جنگل باغ" کہ از باغ تولہ یک میل پیشتر و از کوشہ بہ فاصلہ دو نیم میل واقع است پیش عربہ بتاخت و آن جا رسیدہ بہوے جنگل باغ رفت۔ و چون حضرت ایشان از نماز شام فارغ شدند ملا نیک نظر بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان فرمودند "نیک نظر چہ ماجرا است" عرض کرد۔ در جنگل باغ بسیار استفراغ کردم و مواد سیاہ از سینیہ من خارج شد۔ حضرت ایشان الحمد للہ گفتہ فرمودند۔ تو بہ خانہ برو۔ نیک نظر فی مابعد می گریست و می گفت، آن گرانی کہ در سینیہ خود محسوس می کردم قطعاً زائل شد و هیچ گاہ اثرے از ان نہ یافتم۔

عاجز گوید کہ علمائے سیر از احمد و داری و طبرانی و بیہقی و ابو نعیم و ابن ابی شیبہ نقل کردہ اند کہ ابن عباس گفتہ کہ زنی بچہ خود را نزد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم آورد و گفت کہ بہ وقت نان خوردن آتار جنون بر این طفل ظاہر می شود، حضرت رحمت عالمیان مبارک دست خود را بر سینیہ بچہ فرو آورد



و آن بچہ تے کردو بلائے بشکل جزوے از شکیم بچہ برآمد و مرض زایل شد۔

وَكَلَّمَهُمْ مِنْ سُرِّ سُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

**واقعہ مولوی محمد اسحاق و سید زاهد حسین** | مولوی محمد اسحاق در مدرسہ امداد الاسلام واقع صدر بازار، میرٹھ مدرس بود،

قبل از ولادت این عاجز بیعت شده بود۔ عیالش چند وقت مرضعہ عاجز بوده و مولوی صاحب چند مدت حضرت برادر کلان را در خورد سالی سبق می داد۔

سید زاهد حسین از امر و همه بود او هم اندران ایام داخل سلسلہ شده بود۔

این ہر دو افراد سالہا سال بہ خدمت حضرت ایشان حاضر می شدند و استفادہ می کردند سید زاهد حسین بعض مکاتیب حضرت ایشان را جمع کردہ بود۔ وقتے کہ آن مجموعہ را می خواند بہ آہ و فغان مصروف می گشت۔ در حلقہ شریفہ بر ہر دو افراد احوال ارجمند طاری می شد کہ از ضبط ایشان خارج می بود لہذا در وجد آمدہ احیائاً می غلطیدند و احیائاً ناعرہ زدہ بے خودی می شدند۔

و معمول حضرت ایشان بود کہ بہ دوران قیام دہلی بہ شب دوازدهم ہر ماہ کتاب مبارک سَعِيدُ الْبَيَانِ فِي مَوْلِدِ سَيِّدِ الْاَنْسِ وَالْجَنِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم را می خواندند۔ در حصہ شمالی از دالان مسجد شریف پردہ آویختہ می شد تا حضرت والدہ ماجدہ و نسای صالحات استماع کنند و بہ جہت جنوب مخلصین پاک نہاد صف بہ صف مراقب می نشستند و از انوار نبوت و اسرار ولایت بقدرِ تحصیل خود ہر یک دامن مراد پری کرد۔ درین مبارک و پاکیزہ محفل غیر از مخلصین کسے شرکت نہ می توانست کرد۔ قاری فضل الرحمن پانی پتی از مخلصین پاک نہاد بود۔ تلاوت شریفہ بہ وجہ خوب می کرد۔ درین مبارک محفل قدرے از کلام الہی تلاوت می کرد کہ از مخلصین نعت مبارک ہم می خواند۔ درین مبارک محفل بعض افراد از میرٹھ، پانی پت، سرسہ، ہانسی، ریواڑی می آمدند۔ روزے بعض پاک نہاد افراد عرض کردند کہ اگر برائے عوام اجازت شود و ایشان نیز احوال مبارک بشنوند، بہتر باشد حضرت ایشان فرمودند کہ شب دوازدهم ماہ مبارک میلاد برائے عوام اجازت است کہ بیایند و احوال مبارک بشنوند۔ و از آن پس محفل مبارک میلاد بہ صورت عمومی انعقاد یافت۔ و بعد از قیام میرٹھ کہ در ۱۳۲۹ ہجری بودہ حضرت ایشان در زمین ابن مبارک محفل سغیہا فرمودند۔ مولوی محمد اسحاق و سید زاهد حسین برائے اشتراک حاضر شدند، چون ترتیبات زیب و زینت و آرایش را ملاحظہ کردند در دل ایشان مشکوک و شبہات پیدا شدند و ہمان دم ملاقات ناکردہ باز گشتند، حضرت ایشان را بر احوال ایشان آگاہی شد و در بان را فرمودند



برائے ایشان اجازت نیست کہ در خانقاہ شریف داخل شوند مولوی صاحب و سید زاهد حسین در عرصہ دو سال چند بار حاضر شدند لیکن اجازت دخول نہ یافتند حضرت ایشان ز این دو افراد را از خانقاہ شریف بدر کردند بلکہ نسبت شریفہ را نیز از ایشان سلب کردند۔ آخر الامر ایشان بہ جائے دیگر رفتند و بیعت شدند چند سال بعد ملاقات ہر دو افراد با قاری ولی محمد میرٹھی شد قاری صاحب بہ ایشان گفتند: وجہ خوب گفتند: من این قدر می دانم کہ ساہا سال شما ہر دو بہ خدمت حضرت صاحب حاضری شدید و بر شمایان ظہور کیفیت می شد و حلقہ شریفہ گاہے نعرہ می زدید گاہے دروغ می آمدید پروردگار شمایان را نعمت عطا کردہ بود شمایان از ان نعمت دو گشتانہ بہ جائے دیگر رفتید۔ حال اور شمایان از کیفیات سابقہ نامے و نشانے نہ ماندہ مگر کیفیات سابقہ از راستی بودہ شمایان کفران نعمت کردہ اید، و اگر از تقشع بودہ شمایان مستحق نعمت الہی نہ بودہ اید بہ ہر حال ہرچہ بہ شمایان رسیدہ، سزائے اعمال شمایان است۔“

در اوایل ۱۳۶۶ھ جناب مولوی محمد اسحاق بہ خانقاہ شریف دوسہ بار آمدند۔ این آمد ایشان بعد از سی و پنج سال بود۔ با حضرت برادرِ کلان و بآین عاجز ملاقات کردند۔ بر حرام نصیبی خود متأسف و شک ریز بودند۔ از کلام ایشان پُر ظاہر بود کہ در جائے دیگر ایشان را هیچ نصیب نہ شد و نوبت آخر چون برائے ملاقات آمدند عند المراجعہ دست عاجز گرفتہ تا بہ محضر شریف آمدند و آن جا بے اختیار شدہ بہ جانب زار پُر انوار اشارہ کردہ گفتند: ”من بہ ہمان رنگ یک ادنی غلام حضور مبارک کہ اول بودم۔“ و یک نعرہ زدہ مصروف گریہ و بکا شدند۔ غفر اللہ لہ و رجمہ و رضی عنہ۔

**واقعہ ملا احمد خان** روزے حضرت ایشان در کوٹہ بیرون خانہ برکزی ہندی جلوہ افروز بودند۔ جماعت کثیرہ از مخلصین افغانستان حضرت ایشان را مخاطب بود۔ و بیشتر از آنہا علماء بودند کہ کم از چہل تن نہ بودہ باشند۔ طبیعت حضرت ایشان بسیار شاد و چہرہ مبارک مثل گل شکفتہ بود۔ از بطن اتفاق ذکر افغانستان و اہالی آن دیار در میان آمد حاجی ملا احمد خان مشغیل عرض کرد، در افغانستان از میراث چیزے نمی دہند و اگر نہ را شوہر ش بمیرد از اقربائے زوج جبراً بایں نکاح می کنند۔ از استماع این سخن حضرت ایشان متألم شدند و بعد از چند دقیقہ بقیام گاہ خود تشریف بردند۔ جماعت علماء بہ ملا احمد خان گفت: چہ مبارک بود کہ آن را در ہم زدی۔ چہ این ذکر را در میان آدمی۔ ہنوز مکالمہ علماء جاری بود کہ حضرت ایشان برہنہ سر برہنہ پا بہ صورت استعجال از خانہ برآمدند و فرمودند: ”کے را کہ کلام احمد ناگوار خاطر گزشتہ دے می خواہد کہ خود را از وبال پاک کند پنج ضرب چوب برداشت کند۔“ این قول فرمودہ بہ خانہ تشریف بردند۔ ہر یک از حاضرین جلسہ خود را برائے ضرب پیش کرد و خود را پاک کرد، غیر از یک ملا کہ دے بشیاء ظریف الطبع و خستہ رو بود۔



غالباً نامش ملا باز بود۔ وے برائے ضرب خود را پیش نہ کرد۔ رفقایِ ش گفتند: جائے ظرافت نیست۔ باید کہ خود را برائے تطہیر پیش کنی، ملا صاحب حسبِ عادتِ خود بہ ظرافت مشغول شد و خود را برائے ضرب پیش نہ کرد۔ بعض علماء کہ در ان وقت موجود بودند خود را برائے ضرب پیش کردہ بودند بہ عاجز گفتند کہ بعد از چند روز مایان اجازت گرفتہ بہ وطن مراجعت کردیم۔ آن ملائے ظریف رفیق مایان بود۔ در راہ محسوس کردیم کہ دردِ ماغ ملا صاحب فتویٰ راہ یافتہ چون وے بہ خانہ خود رسید بہ مرض جنون مبتلا شد۔ چند وقت زندہ ماند و بالاخر در جنون وفات یافت۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَحِمَ جَمِيعَ اِخْوَانِهِ وَرَضِيَ عَنْهُمْ۔

**واقعہ محمد رفیع** | شیخ محمد رفیع برادر خورد حاجی محمد اسماعیل از قدامے مخلصین بود۔ بار اول بہ حج رفت و با مولانا سید حبیب الرحمن ردو لوی ملاقات کرد۔ حضرت مولانا استاد مشفق حضرت ایشان بودند محمد رفیع بہ عاجز بیان می کرد۔ چون برائے ملاقات بہ جائے حضرت مولانا رسیدم بہ خادم گفتم کہ برائے ملاقات آمدہ ام۔ خادم خبر رساند انا اجازت حضور می نہ یافتم۔ روز دوم باز رفتم و بہ خادم گفتم کہ عرض کند از دہلی آمدہ ام از غلامان حضرت شاہ ابوالخیرم و سلام ایشان آوردہ ام۔ چون این پیام بہ ایشان رسید طلبم نمودند و از احوال حضرت مرشد استفسار کردند برائے حضرت ایشان سلام دادہ فرمودند "خود ایشان نہ می آیند و بہ دست مریدان سلام ارسال می کنند۔" شیخ محمد رفیع گفت من طبیعت و احوال حضرت مولانا را مشابہ طبیعت و احوال حضرت مرشد می یافتم۔ ہمان کیفیتِ جلالی و ہمان استغفار و بے پروائی۔

**مولانا حبیب الرحمن ردو لوی** | حضرت مولانا از عشاق حضرت سردارِ کل کائنات بودند علیہ الصلوٰات والتحیات در ان ایام بہ بہت بدویانِ حجاز آمدند و حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تکریماً مأمون و مصون نہ بود۔ مردم بہ صورت و تافلہ می رفتند و جماعتی از محافلین با قافلہ می بود۔ لیکن حضرت مولانا ازین قیودات آزاد بود۔ ہر گاہ داعیہ شوق حضرت ایشان را بہ قرار می کرد۔ پا پیادہ و تنہا بہ طابہ طیبہ روان می شدند۔ چون نظر اہل بادیہ بر حضرت ایشان می افتاد می گفتند: هَذَا اَوْلٰی اللّٰهِ۔ حضرت مولانا می فرمایند:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي كَيْفَ يَعْجُزُوا	وَشَدَّ رِجَالُ الزَّائِرِينَ لَوَادِ
تَالِقَ بَرْقٍ مِنْ حَمِيٍّ مَنْ هَوَيْتُ مَا	فَلَمْ يُبْقِ لِي قَلْبًا فَلَكَيفَ التَّسَادِ
وَمَعْدَرَةُ مَتِيٍّ إِلَى مَنْ يَلُومُنِي	إِذَا طَارَ بِي شَوْقِي لِأَرْضِ سَعَادِ
أَتَحْسِبُ أَنَّ الصَّبَّ يَسْتَأْمِرُ الْجَحِي	وَقَدْ قَادَهُ دَاجٍ وَأَهْلَبَ حَامِ



وَهَلْ يَسْتَحْيِرُ الْمَرْءُ عِنْدَ اَرْتِحَالِهِ اِلَى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ زَيْنَ الْعِبَادِ  
كُنِيَ شَرَفًا اِنِّى الْوُذُّ بِحَضْرَةٍ مُّقَدَّسَةِ الْاَعْتَابِ ذَاتِ عِمَادِ  
هِيَ الْعَزَّةُ الْوُثْقَى لَيْسَ صَاقُ ذُرْعَةٍ هِيَ السِّنْدُ الْاَوْفَى عَلَيْهِمَا اِعْتِمَادِ

**بقیہ از احوال محمد رفیع** شیخ محمد رفیع بار دیگر حرمین شریفین زاد تھا اللہ شرفاً و تکریماً و  
مہابتاً رفت و از ان جاذبہ باغ و ریاضت بازگشت، چون بآستان

خیر جهان رسید و در بان اطلاع کرد حضرت ایشان فرمودند: "چہ غرور داری کہ یک حج کردی و باز دیگر و برپا  
احسان می نہی؟" و قتی کہ حضرت ایشان بہ توسط دربان این پیام بہ محمد رفیع فرستادند مولوی سراج الدین ساکن  
پھانگ مفتی و الان علاقہ ترا با بہرام خان۔ دہلی حاضر بود مولوی صاحب مرد پیر و ضعیف و نیک بودند عرض  
کردند حضور انور برایش دعا فرمایند مولوی صاحب بہ نوعی از عاجزی این التماس کردند کہ قہر حضرت ایشان  
مُبَدَّل بہ لطف و مہربانی شد و بہ مولوی صاحب فرمودند: "آن چہ مای کنیم برائے مخلصین غیر از دعا چیزے  
نیست؟" و قتی کہ حضرت ایشان این کلام فرمودند اثرے مخلصین شد و صدائے "اللہ" و "ہائے ہو"  
برخواست در ذکر "صرفہ گویان" عاجز حدیث صحیحین را نقل کردہ۔ آن را ملاحظہ باید کرد تا معلوم گردد ہر چہ  
مرشد کابل می کند برائے بہبودی می کند۔ شیخ سعدی چہ خوش گفتہ رَحْمَةُ اللّٰهِ۔

پادشاہے پسر بہ مکتبہ اد لوح سیمینش در کنار نہاد  
بر سر لوح بد نہشتہ بہ زر جور استاد بہ زہر پدیر

**خلاصۃ القول** معاملہ حضرت ایشان با مخلصین خالصاً اللہ بود۔ طالب حق را بہ ذکر شریف مشغول  
می کردند، وسیعہا می فرمودند کہ ساحت سیتہ وے از اخلاق سیتہ پاک و صفات  
گرد و از دولت حضور آگاہی حفظے برداشتہ از زمرہ "رَبِّ تَالِیْ یَتْلُو الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنُ یُلَٰعِنُهُ"  
برآمدہ داخل جماعت "أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِکْرِ اللّٰهِ" گرد ازین جا است کہ حضرت ایشان طالب حق را  
در ادائل احوال بہ آورد و وظائف و نوافل مشغول نمی کردند و می فرمودند کہ بیست و پنج ہزار بار ذکر شریف  
کردن برایش از اشتغال بہ آورد و وظائف بہ درجہا بہتر است۔ چہ این ذکر شریف وے را بہ درجہ  
احسان "أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنْ لَکَ نَرَاہُ" (المحدث، می رساند) و قتی کہ طالب بہ درجہ حضور آگاہی  
و بہ فنائے قلب نہ می رسید بہ لطائف دیگر و بہ مراقبات مشغول نہ می کردند و نہ این دو شعر خواندند۔

دل گفت مرا علم لدنی ہوس است تعلیم کن اگر ترا دست رس است  
گفتم کہ اے گفت دگر، گفتم بیج درخانہ اگر کس است یک حرف بس است







البتہ ما شنیدہ ایم کہ در پنجاب از دست جاہل پیران خلق خدا از راہ صواب دور افتادہ و فسق و فجور مبتلا می شوند  
لہذا ما شمارا اجازت تبلیغ اسلام می دہیم کہ شما بندگان خدا را بر اتباع احکام شرعیہ و اجتناب از محرمات ،  
بیعت کنید و از طرف ما وظیفہ لطیفہ قلبی تعلیم کنید تا کہ از شر پیران جاہل محفوظ مانند۔

منشی حسین علی از مخلصین اولین و از خادمان خصوصی بود۔ در تعمیر خانقاہ شریف و محجر مبارک تسبیح خانہ  
و حرم مراۃ جدیدہ و ترتیب کتب خانہ خدمات شائستہ بہ جا آورده بہ عاجزی گفت کہ در او اہل ایام دہے  
در حلقہ شریفہ حاضر بودم کہ در بان عرض کرد۔ شخصہ کوہی برائے بیعت حاضر شدہ (نام مسکن آن شخص از یاد منشی  
حسین علی رفته بود لہذا تعبیر بہ مرد کوہی کرد) حضرت ایشان ویرا طلب فرمودند۔ و ما دیدیم کہ مے جوانی بود۔ و در  
رُوح حضرت ایشان نشست۔ حضرت ایشان ویرا بیعت کردہ تلقین ذکر شریف کردند و ساعتی متوجہ بوی  
شدند باز در بان را فرمودند از خانہ یک کلاہ و دستار بیار چوں کلاہ و دستار رسید بہ دست مبارک خود کلاہ  
بر سر و نہادہ دستار بستند و فرمودند ما شمارا اجازت می دہیم ہر کہرا خواہید داخل سلسلہ کنید منشی حسین علی بعد  
از بیان کردن این واقعہ گفت۔ مایان کہ در حلقہ شریفہ حاضر بودیم۔ بہ دل خود گفتیم۔ سالہا است کہ حاضر می  
شویم و بہ سعادت اجازت نہ رسیدیم و این جوان آمد و بیعت شد و خلافت یافت و بہ خانہ خود برگشت۔  
حضرت ایشان خیال مایان را دریافتہ فرمودند، شما یان این گونه خیال نہ کنید این شخص چراغ را درست کردہ،  
بازیت و فتیلہ آورد۔ کار ما صرف این قدر بود کہ گوگرد زودہ چراغش را روشن کنیم، منشی حسین علی گفت بعد از  
چند روز این خبر رسید کہ آن جوان رحلت کرد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ رَحِمَہُ اللّٰہ۔

خلق از حضرت ایشان تا بہ نہایات الوصال رسیدہ جہانے را مستفیض و مستفیض کردہ اند۔ از این  
جماعت صاف کیسان بیان آن افراد کہ بہ علم عاجز رسیدہ است در خاتمہ خواهد آمد۔ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ جَمِیعَہُمُ  
وَرَضِیَ عَنْہُمُ وَعَنَّا مَعَہُمُ۔

**محفل مبارک میلاد شریف** | در رگ و پے حضرت ایشان عشق نبوی سرایت کردہ بود  
غالباً واقعہ سال سی و ہشت بعد از انایہ سیزدہم است کہ  
کہ در عشرہ اولی از ماہ میلاد سید امجد علی شاہ از میرٹھہ باریقیہ برائے زیارت حاضر شد۔ آن وقت حضرت  
ایشان در قیام گاہ خود تشریف فرما بودند عاجزان ہر دو افراد را بہ خدمت شریف رسانید۔ و دوران گفتگو  
حضرت ایشان فرمودند۔ از اوّل روز این ماہ مبارک بہ نوے نزول انوار و برکات می شود کہ ما را از خود  
ما بے خبر می گردانند۔ در سال ہزار و سہ صد و بیست و نہ قیام حضرت ایشان چند ماہ در  
میرٹھہ بود۔ آن جا حضرت ایشان را معلوم شد کہ بعض افراد از علمائے ہند مسدک و ہابیہ نجدیہ را اختیار کردہ



انعقاد محفل میلاد شریف اور ان مبارک محفل عند ذکر الولاۃ الشریفہ قیام تعظیمی را باہرام مشرکین ہند تشبیہ دادہ مکروہ تحریمی می گویند از استماع این کلام حضرت ایشان بسیار افسردہ خاطر و متالم شدند و قصد فرمودند کہ در زیرب وزینت این پاک محفل سعیہا نخواہند نمود چنانچہ حضرت ایشان بہ نوع انعقاد این مبارک محفل کردند کہ خلق بہ حیرت بماند در محفل مسجد شریف و در محفل کہ متصل بہ مسجد شریف است بہ قافہ یک و نیم گز انگیزی عمود ہائے چوبی استادہ می کردند و بر سر این عمود ہا شبکہ محکم از عمدہا ساختہ می شد و بالائے شبکہ شامیانہ ہائے منقش و مزین می بود و ما بین ہر دو عمود مجموعہ مشعلہائے بلوری کہ آن را بہ دو جہاز گویند می آویختند و عمود ہا را بہ جامہ می پوشانیدند یک عمود را بہ جامہ سرخ و دیگرے را بہ جامہ سبز و بر جامہ "فتیہ" زری می پیچیدند بر جامہ سرخ فتیہ نقرئی و بر جامہ سبز فتیہ ذہبی و در دو دیوار خانقاہ شریف و مسجد شریف بہ گلہا و اوراق اشجار مزین می کردند و در دوازہ خانقاہ شریف یک دروازہ بسیار خوش رنگ و خوش نما از گلہا و برگہا استادہ می کردند و دروازہ دیگر بر چوک چلی قبری بود و از ان دروازہ تا دروازہ خانقاہ شریف بر تمام راہ کہ بہ اندازہ دو صد گز باشد شبکہ گلہا و برگہا می بود۔

منشی حسین علی، حافظ غلام محمد باغ والا، شیخ شہاب الدین تاجر کلاہ و پسرانش عبدالغفور و شمس الدین، شیخ محمد رفیع تاجر ظروف چینی، شیخ عبدالحق اپن، حافظ عبدالجکیم سوداگر جفت، حکیم محمد شفیع معالج چشم، شیخ نور الہی صندوق والا، مولوی بخش اللہ، مولوی بدرالاسلام، حافظ منیر الدین، حافظ محمد سلطان، شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم، حافظ محمد اسحاق مشہور بہ رانی کھیت والا و باز پسرش شیخ محمد الیاس رانی کھیت والا، مستری عبدالرحیم، این ہمہ از شہر دہلی۔ حافظ حفیظ الدین، حافظ اشفاق الہی از میرٹھ، چودھری مولاداد خان از خوجہ، شیخ غلام احمد از ہانسی، انتظام این مبارک محفل می کردند این ہا کیشان و پاک نشان از جان و دل مصروف این کاری بودند و در مشکات از صحیحین نقل است کہ سردار عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ لا یومن أحدکم حتیٰ اكون احب الیہ من والدیہ و ولدیہ و الناس اجمعین عاشر سردار دو جہاں بودہ۔ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمُ اجمعین۔

معمول حضرت ایشان بود کہ در منتصف ذکر شریف وقفہ می کردند و آن گاہ تمام حاضرین حاضر را کہ بہ اندازہ چہار ہزار نفوس می بودند دو دو جام شیر جاستہ دادہ می شد برائے اناث جماعتی از صالحات مقرر بود تا ہمہ را تقسیم نمایند و چون ذکر شریف تمام می شد ہر فرد را از شیرینی دوا لندہ دادہ می شد۔ این شیرینی بہ مقدار دوازہ من انگلیزی در روز پیشتر در خانقاہ شریف بہ اہتمام حاجی شہاب الدین و فرزندانش



تیار کرده می شد و معمول بود چون برائے عرض صلاوة و سلام عند ذکر الولادة المبارکة قیام کرده می شد عطر نفیس بر تمام حاضرین و حاضرات مالیده می شد و در تمام خانقاه شریف از عرق پاشها عرق پاشی کرده می شد و از بخور عود و لوبان تمام فضا معطر می شد و معمول حضرت ایشان بود که به صبح آن مبارک شب به چهار صد یا پنج صد نفر طعام نفیس و اعلی می دادند گاهی قورمه ذان سرخ روغنی که آن را شیرمال گویند و شیر برنج و احیاناً بریانی و زرده (یعنی پلا و هندی و برنج شیرین با چیزه از میوه خشک).

عاجز بیان آن ذکر مبارک می کنند که روز پنجشنبه تمام کرده به شب **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** جمعه دوازدهم ماه مبارک ربیع النور ۱۳۲۱ هجری بوده و بعد از آن پانزده اسابیح حضرت ایشان ازین جهان رحلت فرموده اند به اعتبار ماه شمسی دوم ماه نوامبر و یازدهم ماه عقرب بود و به آن شب چون بین العشائین از مستشفی تشریف آوردند به کارپردازان خطاب کرده گفتند: "مومنونوز به اعتدال نه رسیده است. اگر حیات باقی ماند سال آینده تحویل ماه کرده خواهد شد. بیان ماه ذکرند که این احتفال در کدام ماه خواهد بود و مخلصین برائے حضرت ایشان به جهت جنوب صحن مسجد شریف به قرب محراب مبارک نشستگاه مرتفع ترتیب داده بودند. ارتفاعش بیشتر از یک گز انجلیزی بوده. نماز عشا خوانده بعد از ساعت نه حضرت ایشان برائے بیان ذکر مبارک بر نشستگاه تشریف فرما شدند. خانقاه شریف از شائقین پر بود. اولاً حضرت ایشان به سونے چراغان و زیب و زینت نظر کردند و خوش وقت شدند و باز بر ازدهم مخلوق نظر کرده فرمودند: خاموش شوید و ذکر مبارک محبوب رب العالمین صلی الله تعالی علیه و سلم را بشنوید. مخلصان با وفا و مریدان با صفا و بالنسبت تحت شریف را محاط بودند. ماهر سه برادر به جهت غرب بودیم. وقتی که حضرت ایشان برائے خاموش شدن امر کردند به عجب نوع خاموشی سرایت کرد که آوازهای اندک شنیده نمی شد. روزه حضرت ایشان به جهت شمال بود و نشست دوزانو به هیئت قعدہ نماز چند دقیقه به کمال عاجزی سر مبارک را فرو آورده و چشم بسته خاموش نشستند. و باز به آواز بلند بسم الله الرحمن الرحیم خوانده به قرأت دُرود مبارک کبریت آخر شروع کردند که از لسان عرب بهره دارد و از لذت صلوات طیبات حظ برداشته است. بعد از صلوات ماثوره بیج صلوات را بر صلوات کبریت احمر ترجیح نه خواهد داد. از ازل تا آخرین درود شریف را به کمال خضوع و خشوع خواندند به اندازه نصف است در قرأت درود شریف مشغول بودند حضرت ایشان چشما و رُوخا و قلباً و خیالاً متوجه به بارگاه نبوی صلی صاجبه اکمل الصلوات و اطیب التحیات بودند سوز و درون از راه چشمان به شکل اشک ظاهر و بر اصحاب قلوب کیفیات. کاتی انظر الی رسول الله صلی الله تعالی علیه و سلم طاری بود



برایشان بار بار انکشاف می شد که حضرت ایشان این هدیه صلاه و سلام در خدمت سرورِ دو عالم صلی الله تعالی علیه وسلم پیش می کنند و آن رحمت عالمیان صلی الله تعالی علیه وسلم از راه بندگی و نوازی و غلام پروری قبول می فرمایند بر حضرت ایشان الطاف و عنایات می کنند بر لوی عبد العزیز که کنونی بنگالی که از خلص یاران و اهل نسبت و ارباب کشف و اصحاب ارشاد بوده به جهت مواجهه شسته بود. بار بار به جذب آمده و به اختیار شده جنت می زد و دست خود را جانب حضرت ایشان بلند کرده از روی درد و سوز و جذب به آواز بلند می گفت "بنگرید، بنگرید که رحمت عالمیان صلی الله تعالی علیه وسلم تشریف فرما شده اند و بر حضرت ما به قسم شفقت می فرمایند" و این گفته هر دو دست خود را بر سینه خود به شدت می پیچیدند و زار زاری می گریستند. و بعض دیگر اهل نسبت در وجد آمده همچون ماهی به آب می غلطیدند از باب ضبط اگر چه حرکت نمی کردند اما به اختیار از زبان ایشان لفظ مبارک "الله" می برآمد بعض افراد به هوش شده می افتیدند و کسانی که از امور باطن و اسرار نهانی و سوز نهانی آگاه نبودند می مبارک حضرت ایشان را می نگرستند و بار بار سبحان الله بر زبان ایشان جاری می شد. ایشان بر روی نور حضرت ایشان عیاناً انوار و تجلیات می دیدند بعد از خواندن درود شریف، بیان ولادت مبارک از روی کتاب سعید البیان کردند چون بیان ولادت شریف شد برخاستند و تمام حاضرین و حضرات هم استاده شدند و دست بسته عرض صلاه و سلام کردند حضرت ایشان در قیام این اشعار خواندند:

وُلِدَ الْحَبِيبُ وَحَدُّهُ يَتَوَرَّدُ	وُلِدَ الْحَبِيبُ وَمِثْلُهُ لَا يُوَلَّدُ
وَالْتُّورُ مِنْ وَجَنَاتِهِ يَتَوَقَّدُ	وُلِدَ الْحَبِيبُ مُطَهَّرًا وَمُكَلَّلًا
كَلَّا وَلَا ذِكْرَ الْحَمِيٍّ وَالْمُعَبَّدُ	وُلِدَ الَّذِي لَوْلَاهُ مَا ذِكْرُ التَّقَى
كَلَّا وَلَا كَانَ الْمُحَقَّبُ يُقْصَدُ	هَذَا الَّذِي لَوْلَاهُ مَا ذِكْرُ الْقُبَا
وَالْحِذُّ عَ حَقًّا قَالَ أَنْتَ مُحَمَّدُ	هَذَا الَّذِي جَاءَتْ إِلَيْهِ غَزَالُ
هَذَا الْخِتَامُ إِلَّا نَبِيَاءُ وَسَيِّدُ	هَذَا إِمَامُ الْمُرْسَلِينَ حَقِيقَةُ
وَنَفَائِسُ فَنَظِيرُهُ لَا يُوجَدُ	هَذَا الَّذِي خُلِعَتْ عَلَيْهِ فَلَابِسُ
هَذَا أَمِيرُ الْكَوْنِ هَذَا أَحْمَدُ	جَبْرِيلُ نَادَى فِي مَنْصَبِهِ حُسَيْنِ
هَذَا هُوَ الْحُسْنُ الْجَمِيلُ الْمَفْرَدُ	يَا عَاشِقِينَ تَوَلَّاهُوا فِي حُبِّهِ
فِيمَا مَضَى هَذَا أَحَدٌ يَتُ مَسْنَدُ	لَمْ يَأْتِ فِي أَوْلَادِ آدَمَ مِثْلُهُ
وُلِدَ الْحَبِيبُ وَمِثْلُهُ لَا يُوَلَّدُ	قَالَتْ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ بِأَسْرِهِمْ



صَلُّوا عَلَيْهِ بِكُورَةٍ وَعَشِيَّةٍ أَلْفَ الصَّلَاةِ مَعَ السَّلَامِ وَارِيدُ  
 چون حضرت ایشان قیام کردند بعضی از مخلصین بر عرق پاشی و بعضی به مالیدن عطر مصروف  
 شدند، حافظ عبدالحکیم دہلوی به شوق و محبت و ادب بر جسم مبارک ایشان عطر مالید و بزبانش صلاۃ و  
 سلام جاری بود۔ باز نزدیک برادران آمد و عطر مالید و باز نزدیکان رفت، حضرت ایشان بعد از خواندن  
 اشعار بر جائے خود نشستند و به اندازہ یک ساعت بیان ذکر شریف کردند و باز وقفہ نمودند و مخلصین  
 تقسیم چائے مصروف شدند و بعض افراد نعت مبارک خواندند حضرت ایشان نیز درین وقت چائے نوش  
 فرمودند تقریباً یک ساعت این وقفہ بود۔ قاری فضل الرحمن و بابوشیر محمد تلاوت قرآن مجید کردند۔ بابوشیر محمد  
 فن تجوید رامی دانست و بسیار خوب تلاوت می کرد۔ حضرت ایشان خوش می شدند۔ از میرٹھ قاری ولی محمد درین  
 مبارک شب می آمدند۔ حضرت ایشان فرمودند: "قاری ما کجا است؟" چنانچہ قاری صاحب یک رکوع  
 به قرأت یکے از ائمہ سبعہ خواندند۔ سبحان اللہ چه قرأت بود و چه اثر داشت۔ اگرچہ بعد از ارتحال حضرت  
 ایشان چند بار قاری صاحب آمدند و تلاوت کردند، اما نہ آن اثر یافتہ شد و نہ آن کیفیت حضرات مشائخ  
 قَدَسَ اللہُ اَسْرَارُہُمُ الْعَلِیَّۃَ فرمودہ اند: "آب در جو بہ مددیاری رود"

الشیء بالشیء یدکر | منشی احمد حسین ساکن چھتہ لال میان دہلی در مسجد شریف محلہ خود مدرسہ

قرأت ساختند۔ بعد از چند وقت در خدمت حضرت ایشان عرض کردند  
 کہ بعض طالبان مدرسہ و استاد ایشان شوق زیارت دارند۔ حضرت ایشان اجازت دادند و یک شب  
 بعد العشاء الآخرہ منشی احمد حسین با طالبان و استاد ایشان حاضر شد۔ اول طالبان و بہ آخر استاد چیزے  
 تلاوت کرد و از حضرت ایشان کلمات تحسین شنیدند و دعوات مبارکہ گرفتہ رخصت شدند۔ منشی احمد حسین  
 بہ عاجز گفت کہ طالبان بہ استاد خود گفتند: مایان را بہ وجہ خوب درس نہ می دہید، بہ نوعی کہ پیش حضرت صاحب  
 تلاوت فرمودید گاہے بہ پیش مایان نہ خواندید۔ استاد سوگند خورده گفت: بہ حضور حضرت ایشان چون برائے  
 تلاوت مبارکہ بسم اللہ خواندم بر من حالت طاری شد کہ مرا از خود روبرو، خودم نہ می دانم کہ بہ چه طور خواندم چون  
 از تلاوت فارغ شدم بہ احوال خود باز گشتم۔ مولائے روم قدس اللہ سرہ حقیقت را چہ خوب بیان کردہ۔  
 کین فغان این سرے ہم زان سراست۔

رجوع بہ حدیث میلاد | بعد از دو بجائے تا ساعت دو از شب این مبارک محفل برپا بود، ساعت  
 حضرت ایشان بیان فرمودند و باز حضرت برادر کلان را فرمودند تا کہ از  
 روئے کتب مبارک بیان ذکر شریف کنند چنان چہ حضرت برادر کلان بیان ذکر شریف کردند و حضرت ایشان







سویم افکن ز مرحمت نظرے باز کن بر رخم ز لطف درے  
 یار رسول اللہ السلام فلنیک انما الفوز والفلاح کذیک  
 بہ سلام آدم جوا بم دہ مرہجے بر دل خسر بم نہ  
 بس بود جہاد و احترام مرا یک جواب از تو صد سلام مرا  
 گرنہ رفتم طریق طاعت تو ہستم از عاصیان اُمت تو  
 رحم کن بر من و فقیر می من دست بکشا بہ دستگیری من  
 آدم زیر بار عصیان پست اقم از پائے گرنہ گیری دست  
 عفو فرما شہا گناہ مرا دم بہ دم دور کن سیاہ مرا  
 جلوہ می نما برائے خدا رحم فرما بہ مستمند گدا  
 جلتے دہ در حریم خویش مرا مرہجے بخش سینہ ریش مرا  
 خدا در انتظار حمد مانیت محمد چشم بر راہ شنایت  
 خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس محمد حامد حمد خدا بس  
 مناجاتے اگر باید بیجاں کرد بہ بیتے ہم قناعت می توان کرد  
 محمد از تو می خواہم خدا را الہی از تو عشق مصطفیٰ را

بعد از اتمام ذکر شریف سراپا نیاز شدہ مبارک دست ہائے خود را برائے دعای برداشتند  
 حاکم در جزر اول از مستدرک صفحہ ۵۳۵ روایت کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ۔  
 "إِنَّ اللَّهَ لَيَسْقِيَنَّ مِنَ الْعَبْدِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَخْتَابَهُ تَيْنِ۔" دعائے حضرت ایشان  
 بہ دعوات ماثورہ می بود۔ در تمام مدت ذکر شریف بہ کمال ادب و وزانومی نشستند و چو از دعا فارغ  
 می شدند پشت مبارک را بر مٹکا نہادہ پائے خود را دراز می کردند مخلصین پاک نہاد بہ انتظار این  
 وقت مسعودی بودند و چند کس جسد مبارک ایشان را می مالیدند و فیض ہائے تازہ می برداشتند۔  
 تقسیم کنندگان شیرینی برہر دور دروازہ با شیرینی می رسیدند۔ دروازہ غربی برائے ذکور و دروازہ شرقی  
 برائے انات می بود۔

بعض لطائف ذکر مبارک | این یک امر واقع است کہ ہر سچ مبارک محفل بہ این طور نہ بودہ  
 است کہ دروے امرے ملتفت النظارتہ بودہ باشد۔ این جامعہ  
 آن واقعات را می نویسد کہ در این مبارک محفل بہ ظہور آمدہ۔ و قبل ازین کہ بیان واقعات کردہ شود، بیان



رسیدن صوتِ مبارک به جمیع حاضرین، می کند، که نزد عاجزان از لطائفِ عظیمه کراماتِ باهرو است۔

**رسیدن صوتِ مبارک به ہر یک** | خانقاہ شریف کا بلا از ذکر و انات پُر می شد بلکہ پیشینے

دروازہ بر شائع عام اجتماع شائقین می شد ہر یک ہمہ تن گوش می بود و بیان مبارک را بہ شوق و ذوق می شنید و برائے چند ساعت از امورِ ناکارہ و فانیہ و مٹیویہ گسستہ با امورِ طیبہ و باقیہ اخرویہ می پیوست۔ تا چار پنج سال قبل چند افراد در دہلی بہ حیات بودند کہ در آن محفل مبارک شریک شدہ بودند و از علالت و برکت آن محفل بیان کردہ می گفتند عجب است کہ آواز مبارک ایشان بہ ہر یک می رسید حالانکہ حضرت ایشان را میانہ آواز بود و آلہ مکمل الصوت را در آن ایام رواج نہ بود۔ عاجز گوید فی الواقع این از کراماتِ حضرت ایشان بود۔ نسبت غلامی و عشق کہ بہ سردارِ کل کائنات داشتند صلی اللہ علیہ وسلم ایشان را بہ این کرامت سرفراز کردہ بود، در جلد دوم از طبقات ابن سعد صفحہ ۱۸۵ روایت کردہ عن عبد الرحمن بن معاذ التیمی و کان من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ونحن بیئنی قال ففتحت السماء عنا حتی ان کنا نسمع ما یقول ونحن فی منازلنا قال فطفق یعلمهم مناسکهم حتی بلغ الجمار۔ یعنی عبد الرحمن بن معاذ تیمی کہ از حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم بودہ می گوید کہ مایان در منی بودیم کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ خواند و مایان را تعلیم احکام حج فرمود۔ برائے استماع خطبہ مبارکہ پروردگار گوشہائے مایان را بکشد، و مایان کہ در خیام و منازل خود بودیم خطبہ مبارکہ را می شنودیم۔ حضرت امام ربانی مجتہد الف ثانی قدس اللہ سرہ جابہ جاد رکاتیب مبارکہ خود می نویسند کہ در خوان دولت ضیافت کریمان زیادتیہا لازم است کہ اولش گویان نصیب خادمان بود و اولش گویان را بہ تبعیت و وراثت شریک دولت خاصہ فرمایند۔ با کریمان کار ہادشوار نیست۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

**خطاب بہ عبید الرحمن خان** | عبید الرحمن خان فرزند صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن خان

شروانی در ۱۳۳۵ھ از حضرت ایشان بیعت شدند ہر سال در محفل مبارک شریک می شدند حضرت ایشان را بروئے نظر عنایت بودہ عبید الرحمن خان بہ قرب تخت نشستہ ذکر شریف را استماع می کرد۔ حضرت ایشان بہ دوران ذکر شریف دے را خطاب کردہ فرمودند۔ ”عبید الرحمن بنگر کہ چہ نزول انوار است خوب بنگر کہ فی مابعد این گونہ انوار نہ خواہی دید۔ عبید الرحمن خان بفضل اللہ و احسانہ بہ حیات اند و بہ چشم پر نعم و دل بر بیان این واقعہ را بیان می کنند سلمہ اللہ تعالیٰ و حفظہ و وقفی و آیاتہ لما یحبہ و یرضاه۔“



## سید بشیر علی

سید بشیر علی از گوالیار است۔ چند سال می شود کہ بہ قالقہ شریف آمدہ با فقیر ملاقات کرد و گفت... کہ من درین محفل مبارک شریک شدم بچہ سبحان اللہ چہ بابرکت محفل بود۔ ہیچ محسوس نہ می شد کہ ساعات گزشتہ بلکہ در اختتام خواہش دلی بود کاش این ذکر مبارک قدرے طول کشید۔ چون حضرت ایشان از دعا فارغ شدند و سامعین بر لے دست بوسی ایشان بہ ادب پیش آمدند مرا نیز خواہش این سعادت پیدا شد چون راہ یافتہ دست بوس شدم۔ و تکیہ دست مبارک ایشان را بہ دست خود گرفتم حضرت ایشان یک بارگی بہ سویم نظر کردند و فرمودند تو سید مستی، و باز امر فرمودند کہ در قرب ایشان بنشینم۔ چون حضرت ایشان برخاستند امر فرمودند تا مرا از شیرینی دہم دادہ شود۔ سید بشیر علی این واقعہ بیان کردہ گفت کہ بسیار جا ہارفتہ ام و با افراد کثیرہ ملاقات کردہ ام، کس را بہ جز حضرت ایشان نہ یافتہ کہ بہ مجرد یک نظر سیادت مراد ریافتہ باشد۔ حضرت ایشان از نسبت سیادت تکرم من کردند۔ سید بشیر علی بعد از چہل سال این واقعہ بیان کرد و باز عقد گوہر غلطان بادعوات صادقہ نذر روح پر فتوح حضرت ایشان کردہ از عاجز مرخص شدند۔ اَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْهِ وَالْحَقُّ بِآيَاتِهِ الْكَامِلِينَ الطَّاهِرِينَ۔

## بیان مرد پیر

در محلہ فراش خانہ دہلی یک مرد پیر قیام داشت و با عاجز راہ محبت و الفت می پے مود۔ دوسہ بار بہ این عاجز بیان کرد کہ چون حضرت ایشان قدس سرہ بیان و لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ کردند و فرمودند کہ چون این آیت شریفہ بر رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نازل شد، حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در بارگاہ بے نیاز جَلَّ جَلَالُہُ دَعَا نَوَالُہُ عرض کردند۔ اگر از امت من فردے در دوزخ بماند من راضی نہ خواہم شد۔ از سماع این بیان مبارک عجب کیفیت بر من طاری شد و عجب احوال رونے داد کہ از بیانش زبانم تپان است۔ ہر گاہ مرد پیر این بیان می کرد بے ساختہ می گریست و دعا ہا برائے حضرت ایشان می کرد۔ و بعد از ذکر این واقعہ گفت کہ من بہ مواظبت در حلقہ ترجمہ قرآن مجید از واعظ شیرین بیان مولانا احمد سعید دہلوی حاضر می شدم۔ روزے بہ جناب واعظ گفتم، جناب من این چہ ماجرا است کہ من یک بار از حضرت شاہ صاحب بیان و لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ شنیدہ ام و بہل سال گزشت کہ از جلالت آن سر شام و از جناب شاہ روز ترجمہ قرآن مجید می شنوم لیکن از آن کیفیت محروم۔ مولانا احمد سعید کلام مرا شنیدہ گفتند کہ اے عزیز۔ تو کرا ذکر می کنی و از کہ می گویی، کجا حضرت ایشان و کجا من بیان مولانا احمد سعید رحمہ اللہ در فصل سوم ان شار اللہ خواہد آمد۔



**مولوی اشفاق الرحمن** | نزد خانقاہ شریف دہلی صوفی اسماعیل قیام داشت۔ مولوی اشفاق الرحمن ہمراہ صوفی در حلقہ مبارکہ شریک شد۔ دس خلیفہ یک مولوی دیوبندی مسلک۔ مخالف احتفال میلاد شریف و عرس شریف بود۔ و اشفاق الرحمن صاحب ہم مخالف این اعمال حسنہ بود۔ دس می گفت کہ من از اول تا آخر ذکر شریف شریک بودم۔ بیان حضرت ایشان بیچ ندرت نہ داشت ہمان بیان بود کہ اکثر بیشتر از علمائے کرام آن را بیان می کنند۔ امانہ می دانم کہ چہ بود کہ از اول ذکر شریف تا آخر میں رقت طاری بود و درین مدت پیہم اشک از چشمان من جاری بود۔ وقتے کہ ایشان قیام کردند من ہم استادم۔ و بعد ازین وقتے کہ من نزد پیر خود رفتم این واقعہ و کیفیت را بیان کردم۔ گفتند کہ ایشان مغلوب الاحوال اند۔

**یک اہل حدیث** | جوانے از قوم پنجابیان دہلی کہ در صدر بازار قیام داشت و از جماعت غیر مقلدین بودہ برائے دریافت حقیقت آمد۔ این جماعت خود را اہل حدیث می نامد۔ آن جوان گفت: "ارادہ کردہ بودم کہ قدرے می نشینم و بازمی روم۔ اما وقتے کہ حضرت ایشان بخواندن درود کبریت احمر ابتداء کردند ولم قرار گرفت و این قرار تا وقت اختتام ذکر شریف ماند، قیام ہم بسکون خاطر کردم"۔ این جوان سی سالہ در اختتام محفل مبارک بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد بہ شوق و اخلاص یک صد روپیہ برائے مصارف این پاک محفل پیش کرد۔ حضرت ایشان آن روپیہ را قبول کردہ بدسے گفتند۔ در شکرانہ این نعمت عظمیٰ فردا کہ دعوت طعام است تو ہم بیا۔ چنانچہ آن جوان سعادت بہ روز دیگر آمد۔ از صحبت حضرت ایشان مستفید شد و بعد از طعام رخصت گرفتہ بہ خانہ رفت۔ نام این جوان از یاد عاجز رفتہ۔ رَحِمَہُ اللہُ اَیَّاکَانَ۔

**مسئلہ میلاد و قیام** | حافظ محمد وزیر خان حافظ در محلہ دُریبہ دہلی قیام داشت و دسے شاگرد حافظ غلام رسول ویران بود۔ با استاد خود در سال سیزدہ صد یا یک سال قبل یا بعد از حضرت ایشان بیعت شدہ بود چون در دہلی دہا بیت را فروغ شد۔ حافظ مکتوبے بہ خدمت حضرت ایشان بہ کوٹہ ارسال کرد۔ حضرت ایشان بہ رد و جوابش نوشتند۔ عاجز مفہوم آن مکتوب گرامی می نویسد۔

**مکتوب مبارک** | بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ محمد وزیر خان را بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب شما محرمہ ۲۶ اگست ۱۹۱۰ (۲۰ شعبان ۱۳۲۸) رسید۔ نوشتہ اید کہ اسعد در دیوان خود بر انعقاد محفل میلاد شریف ایراد گرفتہ۔ رئیس منکرین مولوی رشید احمد صاحب بہ دست خود تحریرے نوشتہ و فہر خود بخودے زدہ بہ من ارسال کردہ اند۔ می نویسند۔ مردم بر من الزام نہادہ اند کہ من



مولود شریف را مستحب نمی دانم. این گونه اختلافات در شهر شام در هر کوچه و گزرموجود است و میلاد شریف کردن ماهم مشهور است. در همین سال به شیب دوازدهم ماه ربیع الاول مادر دہلی میلاد شریف خواندیم. مرزا عبدالحکیم بیگ مدرس و نشتی نئے خان و نواب احسان الرحمن خان و صدراعظم حاضر بودند مولوی عبد الشحان کہ یامن ہم اخلاص دارد و بامنکرین مولد ہم، نیز حاضر بود و خواندن مولود مارامی دانند و آن چه شمار یافت کرده اید از حاضرانستن پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در محفل مولود از خواندن درود تاج، پس از مولوی مشتاق احمد صاحب و دیگر علمائے شہر دریافت کنید۔

غیر مقلدین را کلان پیر حافظ ابن حجر عسقلانی و محدثین را کلان دست گیر حافظ جلال الدین سیوطی مولود شریف را مستحسن بہتر و منکرش را بد قسمت و بے نصیب و بے ادب می نویسند حافظ جلال الدین سیوطی را یک رسالہ است کہ نام آن *حسن المقصد فی عمل المولد* است درین رسالہ از حافظ ابن حجر عسقلانی نقل کرده اند کہ انعقاد محفل مولود شریف بدعت حسنة است بشیل مدرسہ ساختن و کتاب تصنیف کردن عبارت کتاب را کہ به عربی است کاملًا نوشته بہ مولوی مشتاق احمد فرستادہ ایم۔ و علامہ یوسف بن اسماعیل نہہانی در رسالہ *"النظم البديع فی مولد النبی الشفیع"* گفته اند۔

وَأَعْلَمُ بَأَنَّ مَنْ أَحَبَّ أَحْمَدًا  
لَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ اسْمُهُ مُرَدَّدًا  
لِذَاكَ أَهْلُ الْعِلْمِ سَنُوا الْمَوْلَدَا  
مِنْ بَعْدِهِ فَكَانَ أَمْرًا رَشَدًا

أَرْضَى الْمَوْلَى إِلَّا غَوَاةً فَجَبِلَ

ترجمہ این اشعار از عالم دریافت کنید در ترجمہ عاجز۔ بدان، ہر آن کس کہ با احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محبت دارد یقیناً وے نام آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را بار بار بر زبان خود خواهد آورد۔ از ہمین جا است کہ بعد از زمان آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل علم طریقہ مولود را رواج دادہ اند و از این عمل تمام عالم مسرور و شادان است بجز سرکشان نجد۔

بقیہ المکتوب :- خلاصہ کلام این است کہ این عمل مبارک کہ خواندن مولود شریف می باشد نزد مایان مفتاح سعادت و دو جہان و مصباح ہدایت انس و جان است۔ غیر ازین آن چه از امور اختلافیہ اند از مولویان شہر خود دریافت کنید۔ این رقم را بہ احتیاط نگاہ دارید۔ ان شاء اللہ تا یازدہم، دوازدهم شوال قصد سفر بہ دہلی داریم تحریر ہشتم رمضان المبارک، سہ شنبہ ۱۳۲۹ھ۔ حضرت ایشان ذکر تحریر مولوی رشید احمد کردہ اند عاجز آن تحریر را بلفظہ در رسالہ خیر الموروثی احتفال المولد و در کتاب مقامات خیر ص ۹۹ نقل کردہ است۔ تحریر ایشان بہ اُردو است بلجز ترجمہ آن را فارسی می نویسند۔



**ترجمہ تحریر مولوی رشید احمد** | ذکر میلاد فخر عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام مندوب و مستحب است اگر یہ روایات صحیحہ کردہ شود و امرے مکروہ و غیر مشروع منضم

ہے ان نہ شود۔ این بیان را عاجز بار ہا بہ صراحت نوشتہ است و در کتاب براہین قاطعہ نیز بہ صراحت بیان جواز و ندب کردہ شد۔ درین امر کسی را اعتراض نیست و ہرچہ از بحث و کلام است آن ہمہ در قیود و انداست لا غیر حشاد را یا نظر نیست یا فہم عمل اسانذہ و مشائخ خود را ہم برین یافتہ ایم۔ آن چہ اہل عناد بر بندہ و احباب بندہ اتہام انکار نفس ذکر مولد شریف کردہ اند آن محض افراست فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ مہر

**عبارت ابن حجر** | حضرت ایشان ذکر عبارت حسن المقصد فی احتفال المولد کردہ اند این عبارت را بہ مولانا عین القضاۃ حیدر آبادی و طنائو لکھنوی مسکننا بمولف کتاب

نہایتہ الارشاد الی احتفال المیلاد (عربی) نیز تحریر کردہ ارسال فرمودہ بودند۔ اتماماً للغامدہ عاجز آن عبارت را نقل می کنند تا معلوم گردد کہ حضرات ائمہ اعلام چہ می فرمایند و مدعیان علم الذین یصدّقون علیہم حفظت شیئاً و غابت عنک اشیاء چہ حال دارند۔ اللہم اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَ قَلْبٍ لَا یُخَشَعُ وَ نَفْسٍ لَا تَسْبَعُ وَ دُعَاءٍ لَا یَسْمَعُ۔ عبارت کتاب این است: "وَقَدْ سِئِلَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ حَافِظُ الْعَصْرِ أَبُو الْفَضْلِ أَحْمَدُ بْنُ حَجَرٍ عَنْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ فَأَجَابَ بِمَا نَصَّهُ: أَصْلُ عَمَلِ الْمَوْلِدِ بَدْعٌ لَمْ تُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِينَ الْقُرُونِ الثَّلَاثَةِ وَلَكِنَّهَا مَعَ ذَلِكَ قَدْ اشْتَمَلَتْ عَلَى مَحَاسِنَ وَضِدَّهَا فَمَنْ تَحَرَّى فِي عَمَلِهَا الْمَحَاسِنَ وَتَجَنَّبَ ضِدَّهَا كَانَ يَدْعُو عَةً حَسَنَةً وَإِلَّا فَلَا۔ قَالَ: وَقَدْ ظَهَرَ لِي تَحَرُّجُهَا عَلَى أَصْلِ ثَابِتٍ وَهُوَ مَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ نَسَأَ لَهُمْ فَقَالُوا هُوَ يَوْمٌ أَعْرَقَ اللَّهُ فِيهِ فِرْعَوْنَ وَفَتَى مُوسَى فَفَعَنُ نَصْرُمَهُ شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَفَعَنُ أَحَقُّ دَاوُلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ: فَيُسْتَفَا مِنْهُ فِعْلُ الشُّكْرِ لِلَّهِ عَلَى مَا مَنَّ بِهِ فِي يَوْمٍ مَعَيْنٍ مِنْ إِسْدَادِ نِعْمَةٍ أَوْ دَفْعِ نِقْمَةٍ وَيَعَادُ ذَلِكَ فِي نَظِيرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنْ كُلِّ سَنَةٍ وَ الشُّكْرُ لِلَّهِ يُحْصَلُ بِأَنْوَاعِ الْعِبَادَةِ كَالسُّجُودِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالتِّلَاوَةِ وَآيِ نِعْمَةٍ أَكْثَرُ مِنَ النِّعْمَةِ بِبُرُودِ هَذَا النَّبِيِّ الرَّحْمَةِ وَذَلِكَ الْيَوْمُ: وَ عَلَى هَذَا فَيَنْبَغِي أَنْ يُتَحَرَّى الْيَوْمُ بِعَيْنِهِ حَتَّى يُطَابِقَ قِصَّةَ مُوسَى فِي يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَمَنْ لَمْ يُلَاحِظْ ذَلِكَ لَا يَبَالِي بِعَمَلِ الْمَوْلِدِ فِي أَيِّ يَوْمٍ مِنَ الشَّهْرِ بَلْ تَوَسَّعَ قَوْمٌ فَنَقَلُوهُ إِلَى يَوْمٍ مِنَ السَّنَةِ وَفِيهِ مَا فِيهِ



فَهَذَا مَا يَتَعَلَّقُ بِأَصْلِ عَمَلِهِ وَأَمَّا مَا يُعْمَلُ فِيهِ فَيَتَّبَعِي أَنْ يُقْتَصَرَ فِيهِ عَلَى مَا يُفْهَمُ الشُّكْرُ لِلَّهِ تَعَالَى مِنْ مَخْرُومَاتٍ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ مِنَ التَّلَاوَةِ وَالْإِطْعَامِ وَالصَّدَقَةِ وَإِنْ شَاءَ شَيْءٌ مِنَ الْمَدَائِحِ النَّبَوِيَّةِ وَ الزُّهْدِيَّةِ الْمُحَرَّكَةِ لِلْقُلُوبِ إِلَى فِعْلِ الْخَيْرِ وَالْعَمَلِ لِلْآخِرَةِ وَأَمَّا مَا يَتَّبَعُ ذَلِكَ مِنَ السَّمَاعِ وَاللَّهُوِ وَغَيْرِ ذَلِكَ فَيَتَّبَعِي أَنْ يُقَالَ مَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ مُبَاحًا بِمَحِثٍ يَقْتَضِي الشُّرُورَ بِذَلِكَ الْيَوْمِ لَا بِأَسْ بِالتَّحَاقُّ بِهِ وَمَا كَانَ حَرَامًا أَوْ مُكْرَهًُا فَيُتَمَنَعُ وَكَذَا مَا كَانَ خِلَافَ الْأَوَّلَى - یعنی در مسئلہ احتفال مولد مبارک از شیخ اسلام، حافظ عصر ابو الفضل احمد بن حجر عسقلانی استفسار کرده شد ایشان به جواب نوشتند اصل از عمل مولد بدعت است در قرون ثلاثہ از سلف صالح یکے ہم این عمل نہ کرده مع ہذا این عمل بر محاسن و غیر محاسن مشتمل است، کسے کہ درین عمل محاسن را تحری کند و از غیر محاسن اجتناب و رزد پس این عمل بدعت حسنة است، ورنہ نہ۔ و بر اصل صحیح کہ در صحیحین است تخریج این عمل نزد من ثابت است و اصل صحیح این است کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ مدینہ منورہ تشریف آورد و ہر دو را دید کہ بہ روز عاشورا روزه می داشتند از ایشان استفسار فرمود گفتند این آن روز است کہ پروردگار در آن روز فرعون را غرق کردہ و موسی را نجات دادہ، لہذا شکر اللہ مایان روزہ می داریم۔ پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود، نسبت بہ شمایان برائے موسی مایان احق و اولی ہستیم و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در آن روز روزه گرفت و امر فرمود تا صحابہ روزه گیرند ازین حدیث صحیح استفادہ می شود کہ اگر پروردگار در روزی مُعَيَّن نعمتے ارزانی دارد یا نقتے را دور کند پس شکر آن بہ جا باید آورد و عادۃ آن شکر در نظیر آن روز ہر سال باید کرد۔ و شکر پروردگار بہ انواع عبادات حاصل می شود مثلاً سجدہ کردن (نماز خواندن)، و روزه داشتن و صدقہ کردن و تلاوت قرآن مجید و کلامین نعمت عظیم تر است از نعمت بروز نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و از آن روز کہ یوم میلاد سرور عالم است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہذا باید کہ بعینہ تحری آن روز کردہ شود تا کہ با قصۃ موسی بہ روز عاشورا مطابقت آید، و کسے کہ ملاحظہ این امر نہ می کند و در یک روز از روز ہائے آن ماہ عملی مولد می کند، و بعض افراد درین عمل توسع اختیار کردہ در یک روز از تمام سال عملی مولد می کنند و آن چہ درین صورت است ہست۔ این بیان متعلق بہ اصل عمل مولد است۔ و آن چہ در مولد از اعمال کردہ شوند بیانش این است کہ اقتصار بر آن امور کردہ شود کہ شکر پروردگار از ان ہمیدہ شود بہ مثلی کہ آولا گفتہ ایم از تلاوت و اطعام و صدقہ و خواندن بعض مدائح نبویہ و زہدیہ کہ استماع آن محرک قلب باشد بہ فعل خیر و اعمال آخرت۔ و آن چہ در اتباع این امور از تقسیم سماع و ہر و غیر ذلک کردہ می شود پس درین باب مناسب قول این است کہ آن امور کہ مباح اند و سرور آن روز اقتضائے آن



مورکند نقصانے نہ دارد کہ آن را ملحق بہ امور سابقہ گردانیم۔ و آن امور کہ حرام باشند یا مکروہ پس ازان منع کردہ  
نمود و همچنان از امور خلاف اولیٰ ۱۱

**عاجز گوئید** | در اواخر قرن ششم در موصل (عراق) یک ولی پروردگار شیخ عمر بن محمد گزشتہ است وے  
در شب میلاد احوال مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را بیان می کرد و اظہار اللہ در  
و شکر اللہ خیرات و ثمرات می کرد۔ این خبر بہ سلطان اربل ابو سعید مظفر الدین کو کبری رسید۔ در کتب تاریخ آمدہ  
کہ سلطان از صلحائے امت بودہ، وے این عمل افضل المندوبات و احسن المثوبات را بہ ترک احتشام  
شروع کرد و علامہ روزگار حافظ احادیث مبارکہ ابو الخطاب بن دحیہ را گفت کہ درین اجتماع عظیم احوال  
مبارکہ را بیان کند، چنان چہ ایشان رسالہ "التنویر فی مولد السراج المنیر" تالیف کردند و در محفل  
مبارک ۶۳۰ خواندند۔ ازان روز این عمل مبارک را پروردگار قبولیت در روئے زمین عنایت کرد و  
در اقطار عالم اسلام این سنت حسنہ رواج یافت و علماء اعلام و حفاظ احادیث مبارکہ رسائل نوشتند  
عاجز چند حفاظ احادیث را نام می نویسد کہ رسالہ ہا نوشتہ اند: (۱) حافظ ابو الخطاب بن دحیہ (۲) حافظ  
ابوشامہ (۳) حافظ ابن کثیر (۴) حافظ سخاوی (۵) حافظ شمس الدین دمشقی (۶) حافظ جلال الدین سیوطی۔  
(۷) و تحریرے کہ ابن حجر نوشتہ نقل کردہ شد۔ علمائے اعلام از مذاہب اربعہ در اثبات و افضلیت این  
عمل مبارک رسالہا نوشتہ اند و فتاویٰ دادہ اند۔ اگر کس نامہائے ایشان را جمع کند رسالہ کبیرہ ترتیب یابد۔  
علمائے اعلام از احادیث صحیحہ و ثابتہ اثبات این عمل کردہ اند۔ البتہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کہ مصداق  
"هَذَا الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ دِيهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ" کہ ارواہ البخاری فی صحیحہا ۱۱ بودہ و  
اذناب وے مخالفت کردند، این گروه باطن سقیم در مخالفت کوشید و از روزے کہ اشتقیار اتصرف بر حجاز  
مقدس شدہ بہ جبر و قہر و ضرب، اہالی آن دیار را از این عمل بازداشتہ اند۔ افسوس کہ در ہندوستان بعض  
افراد اتباع غواۃ نجد کردہ اند پروردگار از شر ایشان مسلمانان را محفوظ دارد۔

محبت حضرت رحمت عالمیان و محبوب رب العالمین سیدنا سید الانبیاء والمرسلین شرعاً مطلوب  
است۔ حدیث صحیحین است۔ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أكونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ  
أَجْمَعِينَ۔ از محافل میلاد شریف در محبت آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اضافہ می شود کہ سراسر خیر است۔  
افسوس صد افسوس این گروه باطن سقیم مصداق۔ مَنَاعِ الْخَيْرِ گشتہ حضرت سیدی الوالد القدس سرہ و نور ضریحہ خوب  
نوشتہ اند: نزدایان خواندن مولود شریف مفتاح سعادت و جہان مصباح ہدایت انس و جان است۔ در حدیث  
شریف وارد است۔ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي - إِنْ خَيْرٌ أَخْيَرُ فَإِنْ شَرٌّ أَشَرُّ برائے عاشقان محفل میلاد شریف بشارت



است عظیم۔ فَطَوَّبَ لِيْهِمْ ثُمَّ طَوَّبَ لِيْهِمْ۔ جَعَلَنَا اللهُ مِنْهُمْ۔

بعض معاندین و مخالفین | غالباً واقعہ سال سی و نہ است کہ بعض مفسدین مکتوبے بہ حضرت

ایشان ارسال کردند کہ در تحریک ”ترک موالات“ شریک شوید  
واللہ ما یان فتنہ برپا کردہ در محفل میلاد تمام چہرا غان بلوری رامی شکینم و دیگر نقضان می رسانیم۔ این جماعت  
اشقیان نامہ لے خود را در خطانہ نوشتہ بودند۔ حضرت ایشان این خط را نزد حکیم محمد اجل خان شریفی و ڈاکٹر  
مختار احمد انصاری با این پیام فرستادند۔ ”ما اظہار الشکر و رد شکرا للہ علی ما اَنعَمَ عَلَیْنَا بِہِ ذَہ  
النِّعْمَۃِ الْعَظْمٰی۔ جلسہ میلاد شریف منعقد می کنیم اگر مفسدین آمادہ فساد اند، جلسہ عام نہ می کنیم۔“  
پروردگار حکیم صاحب و ڈاکٹر صاحب را اجر عینیت کنند کہ بہ خدمت حضرت ایشان رسیدند و  
عرض کردند، شما حسب معمول جلسہ منعقد کنید، ما از اول وقت عشا تا اختتام جلسہ حاضری با شیم و با خود  
چند فقار می آریم۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کہ فتنہ و فساد نہ خواہد کرد، چنانچہ ہر دو افراد بار فقار حسب وعدہ  
حاضر شدند و محفل مبارک با صد خیر و برکت بہ اتمام رسید۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ، وَخَیْرَ  
هٰذَا لَکَ الْمُبْطِلُوْنَ۔

مَالِکُ مُعْتَرِضٌ | در ہزار و سہ صد و چہل و دو مولوی بخش الشریک جوان را در خانقاہ

شریف دہلی بہ خدمت حضرت برادر کلان اَدَامُ اللّٰہُ اَرْشَادُہ  
آورد آن جوان از حضرت برادر بیعت شد و قبل از بیعت شدن این واقعہ را بیان کرد۔ سال گزشتہ ۱۳۲۱ھ  
من نزد دروازہ خانقاہ شریف استاد م کہ مردم در آرائش محفل میلاد شریف مشغول اند من در دل  
خود گفتم۔ این چہ بدعت و اسراف بے جا است۔ اندرین اثنا حضور اقدس از حرم سر برآمدند و برائے  
تنبیہ من بہ آواز بلند بہ کارپردازان خطاب کردہ فرمودہ اند۔ اندرین ایام غفلت و بے دینی غلبہ پیدا  
کرده است۔ این ہمہ مصارف و زیبائش برائے ازدیاد شوق است و نیز اظہار سرور مقصود است۔  
در مجالس دنیویہ مردمان بہ چہ قسم اظہار مسرت می کنند۔ ما اگر بہ روز ولادت رحمت عالمیان صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم برائے اظہار سرور این ہمہ آرائش و زیبائش کنیم چہ قباحت دارد۔ چون حضور اقدس این  
فرمودند در دل من اعتراض دیگر پیدا شد، و حضور اقدس معاف فرمودند کہ سائے کہ در دل خود درشتی دارند  
پروردگار ایشان را توفیق نیکی عنایت کند۔ و باز بہ حرم سرات شریف بردند حضور اقدس اگر چہ با من کالمہ  
نہ فرمودند لیکن من بہ وجہ خوب فہمیدم کہ این ارشاد برائے من است۔ مع ذلک بہ دل خود ایراد ہا را  
جائے دادہ از آن جا روانہ شدم۔ از آن وقت خللہ در عقل و دماغم پیدا شد و چند وقت نہ گزشت کہ من



مجنوب الحواس گشتم۔ والدین من نزد علماء و صلحا رفتند و کیفیت بیان کردند به ایشان گفته شد که فرزند شما در شان بزرگے بے ادبی کرده است و این همه وبال از آن است۔ چنانچه والدین من مرا به اجمیر شریف بردند و آنجا پیش روی مزار پُر انوار حضرت خواجہ قدس سرہ انداختند من چهل روز در اجمیر قیام کردم۔ چیزے از احوال و درست شد و من حقیقت واقعہ را به والدین خود بیان کردم۔ ایشان واقعہ را به علماء و صلحا بیان کردند۔ به ایشان گفته شد کہ فرزند خود را نزد حضور اقدس برید تا کہ دے را بیعت کنند۔ چون از وفات حضرت ایشان علم شد۔ به ایشان گفته شد کہ در خدمت جانشین حضرت ایشان قدس سرہ برید من به خدمت مفتی کفایت اللہ مکتوبے نوشتم و دریافت نمودم کہ جانشین حضرت ایشان کیست و قیام ایشان کجا است، مفتی صاحب تحریر فرمودند۔ جانشین حضرت ایشان فرزند کلان ایشان اند کہ حضرت بلال نام دارند و اندرین ایام قیام ایشان در خانقاہ شریف است۔“ این واقعہ بیان کرده آن جوان مکتوب مفتی صاحب را از جیب خود برآورد و نشان داد۔ عَفَى اللَّهُ عَنْهُ وَرَحِمَهُ۔

**وہابیہ و اذنب وہابیہ** | از ذکر وہابیہ و اذنب وہابیہ در دل کدورتے پیدامی شود و آثار جلیس بدرو می نماید کہ آن۔ اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رَیْحًا خَبِیْثَةً۔ کما فی الصحیحین۔ است و اگر ازالہ آن اثر بد نہ کردہ شود، صورت ران ظاہری شود۔ ابن جریر و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ روایت کردہ اند کہ کما فی تفسیر ابن کثیر عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال، ان العبد اذا اذنب ذنبا کانت نکتۃ سوداء فی قلبہ فان تاب منها صقل قلبہ وان زاد زادت فذلک قول اللہ تعالیٰ۔ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ و قال الترمذی حسن صحیح و لفظ النسائی ان العبد اذا اخطا خطیئۃ نکت فی قلبہ نکتۃ سوداء فان هو نزع واستغفر و تاب صقل قلبہ فان عاد زید فیہا حتی تعلو قلبہ فهو الران الذی قال اللہ تعالیٰ۔ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ۔ برائے ازالہ آن اثر بد کہ از ذکر اذنب وہابیہ پیداشدہ است چند شعر عارف کبیر و ولی شہیر شیخ شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن سعید دلاصی مصری معروف بہ ابو صیری قدس سرہ کہ در اسکندریہ فون انداز قصیدہ ہمزیہ ایشان نقل می کنند کہ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ احیاناً می خواندند و باز درود کبریت احمر می نویسید کہ حضرات عالی قدر قدس اللہ اسرار ہم آن را بہ مواظبت می خواندند۔

**ابیات قصیدہ ہمزیہ** | یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ

اَنْتَ مِصْبَاحٌ کُلِّ فَضْلِ فَمَا تَقْصُرُ..... دُرِّ الَاْعَنُ ضَوْؤُکَ الْاَضْوَاءُ



لَكَ ذَاتُ الْعُلُومِ مِنْ عَالَمِ الْغَيْبِ..... بِ وَمِنْهَا لِأَدَمَ الْأُسْمَاءُ  
لَمْ تَزَلْ فِي ضَمَائِرِ الْكَوْنِ تُخْتَا..... ذَلِكَ الْأُمَمَاتُ وَالْأَبَاءُ  
فَامَضَتْ فِتْرَةٌ مِنَ الرُّسُلِ إِلَّا..... بَشَّرْتَ قَوْمَهَا بِكَ الْإِنْبِيَاءُ  
تَبَاهَى بِكَ الْعَصُورُ وَتَسْمُو..... بِكَ عَلَيَاءُ بَعْدَهَا عَلَيَاءُ  
لَيْلَةُ الْمَوْلِدِ الَّذِي كَانَ لِلدِّي..... مِنْ سُورٍ بِيَوْمِهِ وَازْدِهَاءُ  
وَتَوَالَتْ بُشْرَى الْهَوَا تَفِ أَنْ قَدْ..... وَلِدَ الْمُصْطَفَى وَحَقَّ الْهَنَاءُ  
مَوْلِدُكَ كَانَ مِنْهُ فِي طَائِعِ الْكُفِّ..... رِوَابٌ عَلَيْهِمُ وَوَبَاءُ  
أَطْرَبَ السَّامِعِينَ ذِكْرُ عَلَاةُ..... يَا رَاجِ مَالَتْ بِهِ النَّدَاءُ  
وَبِحُبِّ النَّبِيِّ فَا بَغِ رَضَى اللَّهِ..... فِي حُبِّهِ الرِّضَى وَالْحَبَاءُ  
فَسَلَامٌ عَلَيْكَ تَشْرَى مِنَ اللَّهِ..... وَتَبْقَى بِهِ لَكَ الْبَاءُ وَاءُ  
وَسَلَامٌ عَلَيْكَ مِنْكَ فَمَا غَدُ..... ذِكْرُكَ مِنْهُ لَكَ السَّلَامُ كِفَاءُ  
وَسَلَامٌ مِنْ كُلِّ مَا خَلَقَ اللَّهُ..... لِتَعْيَا بِذِكْرِكَ الْأُمَلَاءُ  
وَصَلَاةُ كَالْمُسْكِ تَحْمِلُهُ مِنْ..... نَبِيِّ شَمَالٍ إِلَيْكَ أَوْ تَكْبَاءُ  
وَسَلَامٌ عَلَى ضَرْبِ حِلَقٍ تَخْضَلُ..... لُ بِهِ مِنْهُ تُرْبَةٌ وَعُسَاءُ  
وَتَنَاءٌ قَدْ مَتَّ بَيْنَ يَدَي نَجْ..... وَآيَ إِذْ لَمْ تَكُنْ لَدَى ثَرَاءُ  
مَا أَقَامَ الصَّلَاةَ مَنْ عَبَدَ اللَّهَ..... وَ قَامَتْ بِرَبِّهَا الْأَشْيَاءُ  
الْحَبَاءُ الْعَطَاءُ. الْبَأْوَاءُ الشَّرَفُ وَالْفَخْرُ الْأُمَلَاءُ يَجْمَعُ مَلَاءُ وَهُوَ الْجَمَاعَةُ مِنَ النَّاسِ الشَّمَالُ  
هِيَ رِيحٌ تَهْبُ مِنْ جِهَةِ الْقُطْبِ إِلَى الْمَغْرِبِ. النُّكْبَاءُ هِيَ رِيحُ الصَّبَا. وَعُسَاءُ أَيْ لَيْسَتْ  
ذَاتُ زَمَلٍ. ثَرَاءُ أَيْ مَالٌ كُنِيَ اتَّصَدَقَ بِهِ.

**الكبريت الاحمر** اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ أَبَدًا أَدْنَى بَرَكَاتِكَ سَرْمَدًا وَارْزُقْ  
تَحِيَّاتِكَ فَضْلًا وَعَدَدَ أَمْوَالٍ أَدْنَى سَلَامِكَ أَبَدًا مُجَدِّدًا  
عَلَى أَشْرَفِ الْحَقَائِقِ الْإِنْسَانِيَّةِ وَالْجَانِبِيَّةِ وَتَجْمَعُ الدَّقَائِقِ الْإِيمَانِيَّةِ وَطُورِ التَّجَلِّيَاتِ الْإِحْسَانِيَّةِ  
وَمَهْبِطِ الْأَسْرَارِ الرَّحْمَانِيَّةِ وَعَرُوسِ الْمَمْلَكَةِ الْقُدُسِيَّةِ وَأَقَامِ الْحَضْرَةَ الزَّيْنِيَّةَ وَاسْطَةَ عَقْدِ  
النَّبِيِّينَ وَمُقَدِّمَةَ جَيْشِ الْمُؤْمِلِينَ وَقَائِدَ رُكْبِ الْأَنْبِيَاءِ الْمُكْرَمِينَ وَأَفْضَلَ الْخَلَائِقِ الْجَمْعِينَ  
حَامِلِ لَوَاءِ الْعِزِّ الْأَعْلَى وَمَالِكِ أَرْمَةِ الْمُجْدِ الْأَسْنَى شَاهِدِ أَسْرَارِ الْأَزَلِ وَمُشَاهِدِ



أنوار السوابق الأول ترجمان لسان القدم وصنيع العليم والحليم والحكيم مظهر سِرِّ الجود  
 الجزئي والكلي وإنسان عَيْنِ الوجود العلوي والسفلي رُوح جسد الكونين وعَيْنِ حَيَاةِ  
 الدارين المتخَلِّقِ بأَعْلَى رُتَبِ العبودية والمتَحَقِّقِ بِأَسْرَارِ المَقَامَاتِ الإِصْطِفَائِيَّةِ سَيِّدِ  
 الأَشْرَافِ وَجَامِعِ الْأَوْصَافِ الْخَلِيلِ الْأَعْظَمِ وَالْحَبِيبِ الْأَكْرَمِ نَبِيِّكَ الْعَظِيمِ وَرَسُولِكَ  
 الْقَدِيمِ الْكَرِيمِ الْهَادِي إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ الْمُخْصُوصِ بِأَعْلَى الْمَرَاتِبِ وَالْمَقَامَاتِ  
 الْمُؤَيَّدِ بِأَوْصِيَاءِ الْبَرَاهِينِ وَالذَّلَالَاتِ الْمَنْصُورِ بِالرَّغَبِ وَالْمُعْجَزَاتِ الْخَوَاصِرِ الشَّرِيفِ  
 الْأَبْدِيِّ وَالنُّورِ الْقَدِيمِ الْمُحَمَّدِيِّ سَيِّدِ نَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ الْمُحَمَّدِيِّ فِي الْإِيْمَادِ وَالْوُجُودِ الْفَاتِحِ لِكُلِّ  
 شَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ وَخَفْزَةِ الْمَشَاهِدَةِ وَالشُّهُودِ تُورِكُ كُلِّ شَيْءٍ وَهَدَاهُ وَسَيَّرَ كُلِّ سِرٍّ وَسَنَاهُ الَّذِي  
 شَقَّقَتْ مِنْهُ الْأَسْرَارُ وَانْفَلَقَتْ مِنْهُ الْأَنْوَارُ السِّرِّ الْبَاطِنِ وَالنُّورِ الظَّاهِرِ السَّيِّدِ الْكَامِلِ  
 الْفَاتِحِ الْخَاتِمِ الْأَوَّلِ الْآخِرِ الظَّاهِرِ الْبَاطِنِ الْعَاقِبِ الْخَاسِرِ النَّاهِي الْأَمِيرِ النَّاصِحِ النَّاصِرِ الصَّابِرِ  
 الشَّاكِرِ الْقَانِتِ الذَّاكِرِ الْمُنَاسِحِ الْمَاجِدِ الْعَزِيزِ الْحَامِدِ الْمُؤْمِنِ الْعَايِدِ الْمُتَوَكِّلِ الزَّاهِدِ الْقَائِمِ  
 السَّاجِدِ التَّابِعِ الشَّهِيدِ الْوَلِيِّ الْحَمِيدِ الْبُرْهَانِ الْحُجَّةِ الْمُطَاعِ الْمُخْتَارِ الْخَاضِعِ الْخَاشِعِ الْمُسْتَنْصِرِ  
 الْحَقِّ الْمُبِينِ طَهْ وَلَيْسَ الْمُرْقِلِ الْمُدَّةِ ثَرْسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ وَ  
 حَبِيبِ رَبِّ الْعَالَمِينَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى وَالرَّسُولِ الْمُجْتَبَى الْحَكِيمِ الْعَدْلِ الْحَكِيمِ الْعَلِيمِ الْعَزِيزِ الْحَلِيمِ  
 الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ الْمُبَارَكِ الْمَلِكِ الْصَادِقِ الْيَصْدُقِ الْأَمِينِ الدَّاعِي إِلَيْكَ بِإِذْنِكَ السِّرَاجِ  
 الْمُنِيرِ الَّذِي أَذْرَكَ الْحَقَائِقَ بِجَمَلَتِهَا وَفَاتَحَ الْخَلَائِقَ بِرُحْمَتِهَا وَجَعَلَتْهُ حَبِيبًا وَنَادَيْتُهُ قَرِيبًا وَ  
 أَدْنَيْتُهُ رَقِيبًا وَخَتَمْتَ بِهِ الرِّسَالَةَ وَالذَّلَالََةَ وَالْبَشَارَةَ وَالنَّدَاةَ سِرَّةَ وَالنُّبُوَّةَ وَنَصْرَتَهُ  
 بِالرَّغَبِ وَظَلَّلْتَهُ بِالسُّحُبِ وَرَدَدْتَ لَهُ الشَّمْسَ وَشَقَّقْتَ لَهُ الْقَمَرَ وَانْطَقَتْ لَهُ الصُّبُورُ وَ  
 الظُّبَى وَالذُّبَابُ وَالْجُدَعُ وَالذِّرَاعُ وَالْجَمَلُ وَالْجَبَلُ وَالْمَدَرُ وَالشَّجَرُ وَانْبَعَتْ مِنْ صَاحِبِهِ  
 الْمَاءُ الزَّلَالُ وَانْزَلَتْ مِنَ الْمُزْنِ بِدَعْوَتِهِ فِي عَامِ الْمَحَلِّ وَالْجَدْبِ وَابِلَ الْغَيْثِ وَالْمَطَرِ  
 فَاعْشَوْشَبَ مِنْهُ الْقَفُورُ وَالصُّخْرُ وَالْوَعْدُ وَالسَّهْلُ وَالرَّمْلُ وَالْجَزْرُ وَاسْرَيْنَتْ بِهِ لَيْسَانُ مِنَ  
 الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى السَّمَاءَاتِ الْعُلَى إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى إِلَى قَابِ قَوْسَيْنِ  
 أَوْ أَدْنَى وَأَرَبَتْهُ الْآيَةُ الْكُبْرَى وَأَنْلَتْهُ الْغَايَةَ الْقُصْوَى وَكَرَّمَتْهُ بِالْمُخَاطَبَةِ وَالْمُرَاقَبَةِ وَ  
 الْمُشَافَهَةِ وَالْمُشَاهَدَةِ وَالْمُعَايَنَةِ بِالْبَصَرِ وَخَصَّصَتْهُ بِالْوَسِيلَةِ الْعُظْمَى وَالشَّفَاعَةِ الْكُبْرَى  
 يَوْمَ الْفَرَجِ الْأَكْبَرِ فِي الْمَحْشَرِ جَمَعَتْ لَهُ جَوَائِعَ الْكَلِمِ وَجَوَاهِرَ الْحَكِمِ وَجَعَلَتْ أَمَّتَهُ خَيْرَ



اللَّهُمَّ وَغَفَرْتَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ الَّذِي بَلَغَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّى الْأَمَانَةَ وَنَصَحَ الْأُمَّةَ  
 وَكَشَفَ الْغَمَّةَ وَجَلَّى الظُّلْمَةَ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَبَدَ رَبَّهُ حَتَّى آتَاهُ الْيَقِينُ اللَّهُمَّ أَلْبَعَثْهُ  
 مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي يُغِيْطُهُ فِيهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ اللَّهُمَّ عَظِّمْهُ فِي الدُّنْيَا بِإِعْلَانِ ذِكْرِهِ وَ  
 إِظْهَارِ دِينِهِ وَإِبْقَاءِ شَرِيعَتِهِ وَفِي الْآخِرَةِ بِقَبُولِ شَفَاعَتِهِ فِي أُمَّتِهِ وَاجْزَالِ أَجْرِهِ وَمُؤَيَّتِهِ  
 وَابْدَاءِ فَضْلِهِ عَلَى الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ بِالمَقَامِ المَحْمُودِ وَتَقْدِيمِهِ عَلَى كَافَّةِ الْمُقَرَّبِينَ بِالشُّهُودِ  
 اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ الْكُبْرَى وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْيَا وَأَعْطِهِ سُؤْلَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَى  
 كَمَا آيَنْتَ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْ أَكْرَمِ عِبَادِكَ عَلَيْكَ شَرَفًا وَمِنْ أَرْفَعِهِمْ  
 عِنْدَكَ دَرَجَةً وَأَعْظَمِهِمْ مَخْطَرًا وَأَمْكِنِهِمْ عِنْدَكَ شَفَاعَةً اللَّهُمَّ عَظِّمْ بَرْهَانَهُ وَأَبْلِغْ  
 حُجَّتَهُ وَأَبْلِغْ مَأْمُولَهُ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ اللَّهُمَّ أَتْبِعْهُ مِنْ أُمَّتِهِ مَا تُقَرِّبُهُ عَيْنُهُ وَأَجْزِهِ  
 عَنْ أَخَيْرِ مَا جَازَيْتَ بِهِ نَبِيًّا عَنْ أُمَّتِهِ وَاجْزِ الْإِنبيَاءَ كُلَّهُمْ خَيْرَ الْجَزَاءِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ  
 عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا شَرِهَتْهُ الْأَبْصَارُ وَسَمِعَتْهُ الْأَذَانُ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ مَنْ صَلَّى  
 عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ عَدَدَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى  
 أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَمَا يَنْبَغِي أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَعَلَى  
 آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَوْلَادِهِ وَأَحْفَادِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَعِثْرَتِهِ وَعَشِيرَتِهِ وَ  
 أَصْهَارِهِ وَأَحْبَابِهِ وَأَخْتَانِهِ وَاتَّبَاعِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَأَنْصَارِهِ وَخَزَنَةِ أَسْرَارِهِ وَمَعْلَدِ الْوَارِثَةِ  
 وَكُنُوزِ الْحَقَائِقِ وَهَدَايَةِ الْخَلَائِقِ وَنُجُومِ الْإِهْتِدَاءِ لِمَنْ اقْتَدَى بِهِمْ وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كَثِيرًا  
 دَائِمًا أَبَدًا وَأَرْضَ عَنْ كُلِّ الصَّحَابَةِ رِضَى سَرْمَدٍ أَعَدَّ دَخْلِكَ وَزِينَةَ عَرْشِكَ وَرِضَى  
 نَفْسِكَ وَمِدَادَ كُلِّ مَاتِكَ وَمُنْتَهَى عِلْمِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ ذَكَرُوكُمْ كُلَّمَا سَهَى عَنْ ذِكْرِكُ غَافِلٌ  
 صَلَاةٌ تَكُونُ لَكَ رِضَى وَلِحَقِّهِ أَذَاءٌ وَلَنَا صَلَاحًا دَائِمًا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةُ وَالْفَضِيلَةُ وَالذَّرَجَةُ  
 الْعَالِيَةُ الرَّفِيعَةُ وَالْبَعَثُ الْمَقَامُ المَحْمُودُ وَالْبُلُوَاءُ الْمُعْقُودُ وَالْحَوْضُ الْمُرْوُودُ وَصَلِّ يَا زَ  
 عَلَى جَمِيعِ إِخْوَانِهِ مِنَ الْإِنبيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَمَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِينَ  
 وَصَلِّ عَلَى اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ السَّابِقِ  
 لِلْغَلِيِّ نُورُهُ وَالرَّحْمَةِ لِلْعَالَمِينَ ظُهُورُهُ عَدَدَ مَا مَضَى مِنْ خَلْقِكَ وَمَا بَقِيَ وَمَنْ سَعِدَ  
 مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِيَ صَلَاةٌ تَسْتَغْرِقُ الْعِدَّ وَتُحِيطُ بِالْحَدِّ صَلَاةٌ لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا انْتِهَاءَ  
 وَلَا أَمَدَ لَهَا وَلَا انْقِضَاءَ صَلَاةٌ مَعْرُوضَةٌ عَلَيْهِ مَقْبُولَةٌ لَدَيْهِ صَلَاةٌ دَائِمَةٌ بِدَوَامِ



وَبَاقِيَّةُ بَيْقَاتِكَ لَا تُنْتَهَى لِمَادُونِ عِلْمِكَ صَلَوةٌ تُرَضِّيكَ وَتُرَضِّيهِ وَتَرْضَى بِهَا عَنَا صَلَوةً  
تَمْلَأُ الْأَرْضَ وَالسَّمَاءَ صَلَوةً تُحَلُّ بِهَا الْعُقَدُ وَتُقَرَّجُ بِهَا الْكُرْبُ وَتُجْرَى بِهَا الطُّفُكُ فِي أَمْرِي  
وَأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ وَبَارِكْ لَنَا عَلَى الدَّوَامِ وَعَافِنَا وَاهْدِنَا وَآمِدْ دُنَا وَاجْعَلْنَا أَمِينِينَ وَبَسِّرْنَا  
أُمُورَنَا مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوبِنَا وَابْدِئْنَا وَالسَّلَامَةَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِنَا وَدُنْيَانَا وَالْآخِرَتَيْنَا وَ  
تَوْفِقْنَا عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاجْمَعْ بَيْنَنَا فِي الْجَنَّةِ مِنْ غَيْرِ عَذَابٍ بَلِّغْ بِمَع كُلِّ شَفِيقٍ وَ  
أَنْتَ رَاضٍ عَنَّا وَلَا تَمُكِّرْ بَيْنَنَا وَاخْتِمْ لَنَا مِثْلَ بَخِيرٍ وَعَافِيَةٍ بِهَا مِجْنَةُ الْجَمْعَيْنِ خَتَمَ  
اللَّهُ لَنَا بِالْحُسْنَى هُوَ مَوْلَانَا نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ  
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

**حرف آخر از مولد شریف** حضرت ایشان از نعمت اطفار تا آخر ایام عاشق و دلداره این  
مبارک و محمد محفل بودند و از آن افراد که محفل میلاد مبارک منعقد می کردند  
خوش می شدند و برای ایشان دعا می کردند و با آن کسان نیز ملاقات با و دعا می کردند که انعقاد محفل  
مبارک میلاد را بدین می گفتند و کسی که انعقاد این مبارک محفل را بدین گفت از و نفرت می کردند می گفتند  
که این گونه افراد بد عقیده و بی ادب اند.

از خدا خواهم تو رفیق آدب بے ادب محسوس ماند از لطیف رب  
**زیارت قبور** حضرت مشایخ قدس الله اسرارهم را معمول بوده است که بر مزارات اولیا و صلحا می رفتند  
و فیوضات و برکات را استفاده می کردند مسلم در صحیح خود از بریده روایت کرده که  
رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم فرموده: "كُنْتُ هَيْتَكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَرَزُوا رُوحًا مِنْ شِمَارِهَا نَبِيٌّ كَرِهَ بَوْمَ  
الزِّيَارَةِ كَرْدَنِ قُبُورِ بَسْ زِيَارَتِ بَلَنْدِ قُبُورِ رَا - و این ماجه از ابن مسعود روایت کرده که آن حضرت صلی الله  
تعالی علیه وسلم فرموده: "كُنْتُ هَيْتَكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَرَزُوا رُوحًا فَإِنَّهَا تَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا وَتُذَكِّرُ  
الْآخِرَةَ" من شمارا پیش ازین نمی کرده بودم از زیارت کردن قبور پس به دوستی که زیارت کردن قبور بے رحمت  
می گرداند دنیا و یاد می دهد آخرت را.

بعض کوتاه نظر حضرت مشایخ اعراض می کنند که مقصد از زیارت قبر عبرت و پند گرفتن است که  
مصیر را نیز به خاک رفتن و خاک شدن است نه استفاده انوار و استفاده فیوضات. امام فخرالدین رازی  
در کتاب خود المطالب العالیه کلام لطیف نفیس نوشته اند و استاد محمد زاهد الکوثری وکیل الشیخ الاسلامیه بدر  
السلطنة العثمانیه سابقا در تکملة السیف الصقیل فی الرد علی ابن قیل بر صفحه ۱۶ نقل کرده اند عاجز آن را نقل می کند.



## امام رازی گفت

وَإِذَا عَرَفْتَ هَذِهِ الْمُقَدِّمَاتِ فنقول إنَّ الإنسانَ إِذَا أَذْهَبَ إِلَى قَبْرِ  
 إِنْسَانٍ قَوِيَ النَّفْسُ كَمَا مِلَّ الْجَزْهُرُ شَدِيدَ التَّأْثِيرِ وَوَقَفَ هُنَاكَ سَاعَةً  
 وَتَأَثَّرَتْ نَفْسُهُ مِنْ تِلْكَ التَّرْبَةِ حَصَلَ لِنَفْسِ الزَّائِرِ تَعَلُّقٌ بِتِلْكَ التَّرْبَةِ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّ لِنَفْسٍ  
 ذَلِكَ الْإِنْسَانَ الْمَيِّتَ مُلَاقَاةً بِسَبَبِ اجْتِمَاعِهِمَا عَلَى تِلْكَ التَّرْبَةِ فَصَارَتْ هَاتَانِ النَّفْسَانِ  
 شَبِيهَتَيْنِ بِمِزَانَيْنِ صَقِيلَتَيْنِ وَضِعَتَا بَحْثٍ يَنْعَكُسُ الشَّعَاعُ مِنْ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا إِلَى  
 الْأُخْرَى فَكُلُّ مَا حَصَلَ فِي نَفْسِ الزَّائِرِ الْحَيِّ مِنَ الْمَعَارِفِ الْبُرْهَانِيَّةِ وَالْعُلُومِ الْكُسْبِيَّةِ وَالْأَخْلَاقِ  
 الْفَاضِلَةِ مِنَ الْخُضُوعِ لِلَّهِ تَعَالَى وَالرِّضَى بِقَضَاءِ اللَّهِ يَنْعَكُسُ مِنْهُ نُورٌ إِلَى رُوحِ ذَلِكَ الْإِنْسَانِ  
 الْمَيِّتِ وَكُلُّ مَا حَصَلَ فِي نَفْسِ ذَلِكَ الْإِنْسَانِ الْمَيِّتِ مِنَ الْعُلُومِ الْمَشْرُفَةِ وَالْأَثَارِ الْعُلَوِيَّةِ  
 الْكَامِلَةِ فَإِنَّهُ يَنْعَكُسُ مِنْهُ نُورٌ إِلَى رُوحِ هَذَا الزَّائِرِ الْحَيِّ وَهَذَا الطَّرِيقُ تَصِيرُ تِلْكَ الزِّيَارَةُ  
 سَبَبًا لِحُصُولِ الْمَنْفَعَةِ الْكُبْرَى وَبِالْبَهْجَةِ الْعُظْمَى لِرُوحِ الزَّائِرِ وَرُوحِ الْمَزُورِ فَهَذَا هُوَ  
 السَّبَبُ الْأَصْلِيُّ فِي مَشْرُوعِيَةِ الزِّيَارَةِ وَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَحْصَلَ فِيهَا أَسْرَارُ أُخْرَى أَدَقُّ  
 وَأَحَقُّ مِمَّا ذَكَرْنَاهُ وَتَمَامُ الْعِلْمِ بِالْحَقَائِقِ لَيْسَ إِلَّا عِنْدَ اللَّهِ - اهـ - وَأَمَّا بَقَاءُ النَّفْسِ  
 مُدْرِكَةً لِبَعْضِ الْجُزْئِيَّاتِ فَقَدْ بَيَّنَّهَا الرَّازِيُّ فِي الْفَصْلِ الْخَامِسِ عَشَرَ مِنَ الْكِتَابِ  
 الْمَذْكُورِ وَقَالَ الرَّازِيُّ أَيْضًا فِي تَفْسِيرِهِ "أَنَّ الْأَرْوَاحَ الْبَشَرِيَّةَ الْخَالِيَةَ عَنِ الْعَلَائِقِ  
 الْجِسْمَانِيَّةِ الْمُشْتَاقَّةَ إِلَى الْإِتِّصَالِ بِالْعَالَمِ الْعُلَوِيِّ بَعْدَ خُرُوجِهَا مِنْ ظِلْمَةِ الْأَجْسَادِ  
 تَذْهَبُ إِلَى عَالَمِ الْمَلَائِكَةِ وَمَنَازِلِ الْقُدُسِ وَيُظْهَرُ مِنْهَا أَثَارُ فِي أَحْوَالِ هَذَا الْعَالَمِ  
 فَهِيَ الْمُدَبِّرَاتُ أَمْرَاءُ الْإِنْسَانِ قَدْ يَرَى أُسْتَاذُهُ فِي الْمَنَامِ وَيَسْأَلُهُ عَنْ مُشْكَلَةٍ  
 فَيُرْسِدُهُ إِلَيْهَا" يَعْنِي جُورْنِ ابْنِ مَقْدَمَاتٍ رَابِدَانَسِي پَسِ مِي گُویم کہ چون شخصے زیارت قبر کسی می رود کہ  
 نفس قوی وجوہ کامل و تاثیر شدید داشته باشد و قدرے نزد تربت توقف می کند ویرا با تربت تعلقی پیدامی شود  
 تو دانسته لی کہ نفس آن انسان میت را با نفس انسان زائر از وجہ اجتماع آن هر دو نفوس بر آن تربت  
 ملاقات رود داده است و مثال این هر دو نفوس بر رنگ دو آئینہ مجلی و مصفی است کہ بہ نوعی واقع شداند  
 کہ شعاع یکے در دیگر منعکس می شود، ہرچہ در زائر زنده از معارف برہانیت و علوم کسبیتہ و اخلاق فاضلہ  
 از قسم خضوع بہ و راضی بودن بہ قضائے پروردگاری باشد الوار آن بروح آن انسان میت منعکس شود  
 و ہرچہ از علوم مشرفہ و آثار علویہ کاملہ در مزور میت اندر روح این انسان زنده منعکس می شود، و ازین  
 وجہ این زیارت قبور سبب حصول منفعت کبری و بہجت عظمی است، ہم برای زائر زنده و ہم برای



مزور مرده۔ و برائے مشر و عیت زیارت قبور این یک سبب اصلی است و مکن که در مشر و عیت زیارت  
 قبور اسرار دیگر نیز باشند که احق بالذکر و ادق بوند از آن چه که ماذکر کرده ایم، چه علم تمام حقائق به جنس پروردگار  
 کے رانیت۔ و امام رازی این بیان را کہ نفس ادراک کننده بعض جزئیات می ماند، در فصل پانزدهم  
 از این کتاب کرده اند و ایشان در تفسیر خود نوشته اند: آن ارواح بشریہ کہ از علائق جسمانیہ عالی و  
 مشتاق بہ اتصال عالم علوی می باشند چون از ظلمت اجساد می برآیند بہ عالم ملائکہ و منازل قدس  
 می رسند از آن ارواح در احوال این عالم آثار ظاہری می شوند و آن را مذہب راہت امر گویند آیاتہ می بینی  
 کہ احیاناً شخصی استاد خود را در خواب می بیند و از وسع استفسار از اشکال می کند و می بیند خواب  
 می نماید۔ انتہی پروردگار امام رازی رحمہ اللہ و رضی عنہ را جہائے بے شمار دہد چه حقائق را بیان کرده  
 اند کہ سائنے کہ از این گونه اسرار حکم ناواقف اند می خواهند کہ از زیارت قبور منع کنند در حدیث لا تشد  
 الرجال الی ثلاثہ مساجد۔ خلاف قاعدہ نحویہ مستثنیٰ منہ را عم قرار می دہند و خطا بر خطا  
 می کنند کُلِّ یَعْمَلْ عَلٰی شَاکِلَتِہِ۔

حضرت ایشان قدس سرہ بہ زیارت قبور می رفتند و مستفید می شدند و برائے زیارت قبور سفر  
 کردن را جائز می گفتند چنانچہ در ابتدائے احوال دوبار از رامپور بہ سرہند شریف و در آخر احوال برائے  
 زیارت حضرت قلند بہ پانی پت سفر کرده اند و حافظ اشفاق الہی را ہدایت فرمودند تا بہ اجمیر شریف سفر  
 کنند چنان کہ در فصل چہارم بیانش خواهد آمد و بیان رفتن حضرت ایشان بہ مزار والد بزرگوار خود در رامپور  
 و بہ مزار مولانا طاہر بندگی در لاہور گزشتہ۔ حضرت ایشان بہ کمال ادب بر مزارات بزرگان دین حاضر می شدند  
 کفشہا را بیرون در دوازہ احاطہ از پائے می کشیدند و از آن جادست بستہ سر بہ جیب انداختہ بہ مزار مبارک  
 می رفتند و اولاً سلام مسنون برائے اموات رو بہ سوئے قبر و نیشبت بہ سوئے قبلہ کردہ استادہ می خواندند  
 و باز دو زانو نشستہ چادر خود را بر سر روئے خود انداختہ بہ آواز بلند مصروف تلاوت می شدند اکثر سورہ  
 یس و گاہ سورہ ملک می خواندند و باز قدرے مراقب می شدند و باز دست برداشتہ دعائی کردند  
 و بعد ازین با حضور و آگاہی و با ادب و احترام بہ رجعت قہقری رخصت می شدند۔ عاجز بیان حاضر شدن  
 حضرت ایشان را بر مزارات اولیائے پروردگاری کنند حضرت نقشبندیہ را اول ذکر می کنند۔ وَاللّٰهُ الْمُؤَقِّ  
 خواجہ نقشبندیان حضرت باقی باللہ | دوسہ بار رفتن حضرت ایشان بہ موقع عرس شریف  
 و یک دوبار بدون عرس شریف بہ یاد عاجز است  
 یک بار بہ شب عرس شریف حضرت ایشان در صحن مسجد شریف نشستند مزار پرانوار بہ جہت جنوب بود۔



بعد از عرض سلام و تلاوت سورۃ مبارکہ حضرت برادر گلان بہ آواز بلند شجرۃ شریفہ منظومۃ حضرت مولانا خالد کردی خواندند سبحان اللہ چہ مبارک وقت و مبارک حال بود۔

**سید السادات نور محمد بدایونی** حضرت ایشان پیر و مرشد حضرت مرزا جان جانان منظر و خلیفہ حضرت شیخ سیف الدین بوده اند قدس اللہ اسرار ہم و ساہا

از حافظ محمد حسن خلیفہ حضرت خواجہ محمد معصوم کسب معارف نموده اند۔ در رقمہ نیک احتیاط می کردند۔ بہ دست خود چیزے می پختند و چند روز بران اکتفا می نمودند۔ استغراق کامل و جذب قوی داشتند۔ از کثرت مراقبہ پشت مبارک خم شدہ بود۔ می فرمودند از سی سال تعلق طبیعت بہ لذت طعام نہ مانده است۔ ہر چہ میسر آید می خوریم۔ بہ یازدہم ذی القعدہ ۱۳۵۰ھ رحلت فرمودہ اند و بہ فاصلہ یک تیر ہجرتاب بہ جہت جنوب از مزار حضرت سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہ در باغ نواب مکرم خان مدفون شد۔ نواب مکرم خان از اولاد حضرت سید محمد نقشبند بہار الدین قدس سرہ و از خلفائے حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ بودند روزے سلطان اورنگ زیب عالمگیر از نواب صاحب استفسار از عمر ایشان فرمود عرض کرد، سہ سال کہ آن مدتے است کہ در خدمت پیر و مرشد خود بودند ام۔

اوقات ہمان بود کہ بایار بہ فرقت باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری است

چون ایشان وقت آخر شد بر سر ایشان کلاہ حضرت عبید اللہ احرار نہاد نما گفتند اگر چہ از انوار این کلاہ فائز شدہ ام اما می خواہم کہ در انوار پیر خود غرق شوم لہذا کلاہ پیر من بر سرم نہید۔ چنان چہ آن مبارک کلاہ بر سر ایشان نہادند و اندران حال رحلت فرمودہ اند۔ حضرت مرزا منظر جان جانان می فرمودند کہ زائد از ہزار کس از آن جناب ذاکر و شاغل شدہ بہ درجہ حضور و آگاہی رسیدہ اند مثل سید حشمت خان و مولوی محمد باقی۔

قدس اللہ اسرار جمیعہم۔

بہ مرور ایام باغ نہ ماند و چون انگلیسہا ارادہ تعمیر شہر دہلی نو کردند تمام اراضی آن جہت را حکومت گرفت خواست کہ مزار حضرت ایشان را در سیل آب بارانی آوردہ بے نشان سازد۔ حضرت ایشان را چون علم این امر شد بسیار متفکر شدند و درین سلسلہ از کوشہ حاجی ملا احمد خان شاخیل را بشملہ نزد سفیر افغانستان فرستادند۔ سفیر سیعیہا کرد و مزار پر انوار محفوظ ماند۔ و باز حضرت ایشان ارادہ فرمودند کہ آن قطعہ زمین را محفوظ کنند۔ چنان چہ بہ دیوار پختہ آن جارا احاطہ کردند و بہ سنگ سرخ فرش ساختند۔

در ایکے کہ عاجز چار پنج سالہ بود حضرت ایشان را دوسہ سال معمول بود کہ ہر روز در عربہ آن جامی رفتند۔ بہ ساعت وہ صبا متوجہ آن جہت می شدند۔ یک مخلص افغانی را ہمراہ می گرفتند، برائے فرش کرد



یک گلیم برائے استعمال یک آفتابہ کلان و یک صراحی و در مطبق غذا ہر سہ برادر ہر سہ می بود ہر سہ برادر ہر سہ می بودیم حضرت ایشان نزد مزار شریف زیر سایہ درخت "نیم" بہ ذکر شریف مشغول می شدند و ما برادران در قرب جوار بہ بازی و سیر و تفریح مشغول می شدیم چون وقت تناول غذا می رسید حضرت ایشان استادہ شدہ قدرے بہ آواز بلند می فرمودند: "بچہا بیاید و نان بخورید" بعد از تناول غذا قدرے قیلولہ می فرمودند و باز وضو کردہ نماز می خواندند عاجز یاد دار د کہ احیاناً حضرت ایشان اذان می گفتند و تکبیر گفتہ نماز می خواندند تا آن زمان دیوار احاطہ و فرش نہ ساختہ شدہ بود حضرت ایشان می فرمودند کہ این مبارک زمین قطعہ جنت است۔ بہ پہلوے حضرت سید السادات جہت شرق مزار حضرت امۃ الفاطمہ زوجہ حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ امرار ہما واقع است کہ جدہ حضرت ایشان اند۔

بہ روز جمعہ ۲۰ رمضان ۱۳۶۶ھ (۱۵ اگست ۱۹۴۷ء) انگلیسہا اسباب بربادی مسلمانان پیدا کردہ رخت سفر از ہند بر لبست۔ اندران وقت ہر چہ از ظلم و عدوان پیش آمدہ بر صفحات تاریخ ثبت است، دران ایام زد و خورد بعض اشقیاسنگ سرخ فرشی را از ان جا بردند۔ دو جادووار را نیز نقصان رساندند۔ بہ دو شنبہ دواز دہم محرم ۱۳۶۳ھ (۲۱ ستمبر ۱۹۵۳ء) عاجز آن جا با یک نفر رفت تا اندازہ مصارف کند۔ دران وقت یک ہندو با چیزے گلہا رسید۔ گلہا را بر مزارات نہاد و گفت: "سنگہائے فرشی این جا را دو نفر بردہ اند۔ یکے در این قریہ سکونت دارد و اشارہ بہ جہت دہ کرد و دیگرے در بھوگل" می باشد کہ در قرب یک آبادی جدید است، صاحب قریہ ازین سنگہا خانہ خود ساخت۔ چون سقف خانہ می خست و تیر ہا را بردیوار نہادہ سنگ ہا را بالائے تیر ہا فرش کرد و بر سرش گل و خشت نہاد۔ و بنایان بعد از زوال برائے نان خوردن رفتند و اہل و عیال خود را آواز داد تا کہ تعمیر و تسقیف را بہ بینند با افراد خانہ زیر بام بود کہ یک بارگی بام بر سر آن ہافتاد۔ چنان چہ آن ہندو و زنش و یک دختر کلان و سہ و دو بچہ و دختر ہمان دم بمردند۔ و آن کس کہ در بھوگل سکونت داشت دو روز بیماری کشید و مرد و باز پیش و بازین پیش و در چند یوم مردند۔ و زنش را ہر دو چشم کور شد۔ و مردم می گوید کہ این ہمہ عقاب آن بے ادبی است کہ ایشان در این جا کردہ بودند۔ من بہ ہر روز پنجشنبہ حاضری شوم و قدرے از گلہا بر مزارات می نہم۔ امروز شمایان را دیدم لہذا آمدم۔"

بہ روز سیوم عاجز بورہائے سیمنٹ و اہاک و غیرہ آن جا فرستاد مع یک بنار و چہار مزدور، و بعد از ظہر عاجز آن جا رسید۔ برائے حفاظت سیمنٹ و غیرہ لازم بود کہ دو نفر آن جا قیام کنند۔ چون کہ آن جائے تنہائی بود و در قرب و جوارش کسے سکونت نہ داشت مزدوران خائف بودند۔ یکے قدرے ہمت داشت،



وے راضی شد و دیگرے رفاقت وے کرو۔ روز دوم چون این عاجز عند الظہر آن جا رسید دید کہ بر مزار شریف گلهاء قدرے شیرینی نہادہ اند و مزدوران بہ شوق تمام مصروف عمل اند۔ دو نفر مزدور کہ آن جا بہ شب قیام کردہ بودند گفتند: یا ان نزد سامان خود خواب کر دیم۔ در نیم شب یکے از ما بیدار شد و باز پہلوئے خود تبدیل کردہ ارادہ خواب کر دید کہ بر صریح مبارک یک پیر مرد کہ پشتش دو تا بود مشغول ذکر شریف و بہ قبلہ نشست است وے بہ غائر نظر در پیر مرد نظر کرد و باز رفیق خود را بیدار کر د کہ آن ہم بہ بلینہ چنان چہ وے نیز بہ زیارت مشرف شد و آن ہر دو تا دیر این احوال را می نگریستند و بیان کردند کہ بعد از ان یک بار گئی آن پیر مرد از نظر ما یان غائب شد۔ و بعد از دید این کرامت این دو نفر تا اختتام کار آنجا بہ رغبت و شوق تمام مقیم بودند۔

**حضرت حافظ سعد اللہ** | خلیفہ حضرت محمد صدیق فرزند ششم حضرت خواجہ محمد معصوم اند حضرت مرزا مظہر بعد از وفات سید السادات حضرت محمد افضل خلیفہ حضرت

حجتہ اللہ نقشبند تادوازہ سال از حضرت حافظ سعد اللہ استفادہ کردند۔ مزار مبارک ایشان بیرون دروازہ اجیری در احاطہ مدرسہ غازی الدین خان در زیر زمین (سرداب) موجود است، روزے حضرت ایشان بر مزار مبارک ایشان حاضر شدند و دیدند کہ از صدمات قطار خط آہن کہ در قرب آن جا واقع شدہ در بام شگافہا افتادہ، حضرت ایشان آن جا پایہ ہائے عمدہ استادہ کردند۔ بعد از تعمیر پایہ ہا و ساختن دروازہ خوب چون بر مزار مبارک حاضر شدند در واقعہ دیدند کہ حضرت حافظ می فرمایند: صابرا، تو خانہ مرا محفوظ کردی پروردگار خانہ ترا محفوظ دارد۔ آن وقت جمعے از مخلصین و صدر مدرس مدرسہ غازی الدین خان، ماسٹر فضل الدین و مولوی سید عطار الحق موجود بودند۔ حضرت ایشان بہ انبساط تام این مکاشفہ را بیان فرمودند کہ کار اصلاح بہ توسط فضل الدین و عطار الحق شدہ بود۔ رحمہما اللہ و قدس اللہ ستر الحافظ۔

**حضرت شاہ گلشن** | خلیفہ حضرت عبدالاحد وحدت۔ مزار مبارک ایشان در دائرہ کناٹ پلین (دہلی نو) آمدہ حکومت ارادہ کرد کہ مزار را بر دارد۔ حضرت ایشان مسمعی

فرمودند کہ بہ امام صاحب جامع مسجد دہلی شمس العلماء، سید احمد گفتند کہ اجازت تعمیر مزار شریف حاصل کنند۔ امام صاحب سعیا کر دند چند روز قبل از وفات حضرت ایشان اجازت نامہ تعمیر مزار شریف آوردند۔ حضرت ایشان برائے تعمیر مزار شریف بہ اندازہ دو ہزار روپیہ فراہم کردہ بودند۔ بعد از ارتحال حضرت ایشان حضرت برادر کلان بہ شخصے تفویض این کار کردند و تعمیر بہ وجہ خوب شد۔

بہ ایام آخرین روزے حافظ عبدالحکیم سوداگر حجت دہلوی در خدمت حضرت ایشان بہ وقت ظہر بہ اسپتال رسید۔ عاجز نزد خیمہ استادہ بود۔ ناگاہ حضرت ایشان از خیمہ برآمدند و حافظ عبدالحکیم را فرمودند: یا



دوست راست خود بر شانہ عاجز نہادہ روان شدند۔ وہ مزار حضرت گلشن رسید فاتحہ مختصرہ خواندہ دوبہ حافظ عبدالحکیم کردہ فرمودند حضرت ایشان عمر شریف خود را در مجاہدات صرف کردہ اند سبزی فروش دوکانداران ناکارہ برگہائے سبزی رامی انداختند و ایشان آن برگہار او پوست خرپزہ و تر بوز وغیرہ را از بازار جمع کردہ آب حوض مسجد جامع می شستند و بعد از دو سہ روز قدرے اذان تناول می کردند و از آب حوض سہ کف آب می نوشیدند و سی سال در یک گلیم گزرانیدند۔ روزے در الان مسجد کہ بہ جہت بازار واقع است نشستہ بودند نظر ایشان بر موکبے افتاد۔ مابین موکب یک "فینس" را معمور از الوار یافتند۔ بہ خادم خود فرمودند آتش بسیار تا این گلیم خود را بسوزانم۔ خادم عرض کرد قبلہ گاہم چرا گلیم رامی سوزند فرمودند۔ از سی سال این گلیم را می پوشم۔ دروے آن قدر الوار می بینم کہ در این فینس کہ از امیرے است می بینم۔ خادم عرض کرد حضور این موکب و این فینس از قبلہ عالم خواجہ محمد زبیر است۔ حضرت ایشان این کلام شنیدہ فرمودند پروردگار را شکر است کہ این موکب پیر زادہ من است و گلیم من رسوانہ شد۔ قدس اللہ سرہ۔

**حضرت عبدالعدل** | مزار مبارک ایشان در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ مابین مزار پرنوار ایشان مزار حضرت خواجہ خورد واقع است۔ حضرت ایشان بہ روز

یکشنبہ ۲۸ صفر ۱۳۳۵ھ (۲۴ دسمبر ۱۹۱۶ء) صبا حاضر مزار پرنوار ایشان حاضر شدند۔ فاتحہ مختصرہ خواندند باز خس و خاشاک وغیرہ را بہ دست مبارک خود پاک کردند و عرض کردند "من از اولاد برادر مرشد شما ہستم شمارے من و اولاد من دعا کنید" و باز دست مبارک خود را بہ خاک پاک تربت رسانیدہ بر سر دروے انور خود مالیدند۔ از مخلصین پاک نہاد چند افراد موجود بودند یکے از انہا روز و تاریخ و سال را نوشتہ بود۔ از روئے آن تحریر عاجز تاریخ نوشتہ است۔ حضرت عبدالعدل از خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر کسب سلوک کردہ خلافت یافتہ اند و حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی از ایشان استفادہ کردہ اند این واقعہ بہ یاد عاجز بود بہ اول ماہ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ عاجز بر مزار حضرت ایشان رفت و دید کہ بر مزار مبارک انبارے از خاک و سنگ افتیدہ۔ چنان چہ عاجزان انبار را دو کرد و مصطبہ را ارتفاع دادہ سنگ مزار را بروے نہاد۔ و کَانَ الْفَرَاغُ مِنْ اَتْمَامِ هَذَا الْعَمَلِ يَوْمَ السَّبْتِ ۳۱ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْاَوَّلِ سَنَةِ ۱۳۶۶م وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى ذٰلِكَ۔

**حضرت شاہ محمد آفاق** | ایشان فرزند احسان اللہ فرزند محمد اظہر کہ از دربار سلطان عالمگیر خطاب

نواب اظہر الدین خان داشت فرزند محمد نقی فرزند حضرت عبدالاحد وحدت قدس اللہ اسرار ہم بودہ اند۔ کسب سلوک مجددیہ از خواجہ ضیاء اللہ کشمیری کردند و خلافت یافتند۔ ایشان از اہل خلفائے حضرت خواجہ محمد زبیر اند۔ قدس اللہ اسرار الجمع حضرت ایشان قوی النسبہ ،



قوی التاثر و مقتدرائے وقت و ہم عصر حضرت شاہ غلام علی و حضرت شاہ ابوسعید بودند، و در محله مغلیہ دہلی قیام داشتند خانقاہ حضرت خواجہ محمد زبیر و مسجد شریف ایشان بہ برکت انفاس قدسیہ حضرت ایشان آباد ہو و فات حضرت ایشان بہ چہار شنبہ ہفتم محرم ۱۲۵۱ھ واقع شد و متصل بہ دیوار مسجد شریف جہت غرب مدفون شدند حضرت سیدی الوالد تاریخ وفات ایشان گفتہ اند۔

چون جناب شاہ آفاق از جہان کرد رحلت سوئے جنات نعیم  
گفت سال رحلتش خیر حزمین غلدرامادائے او کن اے کریم  
و گفتہ اند

نور ملت نور اسلام آفتاب اوج علم نور افزائے جنان گردید با صد احترام  
گفت رضوان از پیر ضبط سنین حلتش جنت المادی شدہ ماوائے آن عالی مقام  
در مغلیہ دہلی قیام سعید الزبیر بود و فرزند محمد زبیر فرزند سراج الزبیر فرزند احمد بخش فرزند عبد القدوس  
فرزند عبد القادر فرزند قبلہ عالم محمد زبیر فرزند ابو العلی فرزند حجۃ اللہ نقشبند فرزند خواجہ محمد معصوم قدس سرہ اسرار  
و افاض علینا من برکاتہم، وفات ایشان بعد از طلوع آفتاب بہ ساعت نہ روز شنبہ ۲۲ جمادی الاولیٰ  
۱۲۶۶ھ (۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء) واقع شد و متصل صحن مسجد شریف پیش روئے حجرہ کثیست گاہ ایشان بود  
مدفون شدند ایشان را سہ سپر بود۔ رشید الزبیر، حمید الزبیر، حفید الزبیر، نام آخرین را حضرت سیدی الوالد  
نہادہ بودند۔ سعید الزبیر مرد صالح و سادہ و پاک روش بود۔ اکثر بہ خدمت حضرت ایشان  
می رسید۔ و حضرت ایشان نیز چند بار در سال بہ جائے ایشان می رفتند و احیاناً حضرت والدہ و خواہران را  
نیز می بردند بر مزار پیرانوار حضرت شاہ آفاق فاتحہ می خواندند و بہ مراقبہ و ذکر شریف مصروف می شدند روزے چون  
از ان جادو عربہ سوار شدہ بہ خانقاہ شریف روانہ شدند از حضرت جد امجد شاہ احمد سعید گفتند کہ ایشان بہ خدمت  
حضرت شاہ آفاق می رسیدند شاہ آفاق را نور بصارت نہ بود۔ نور بصیرت بسیار قوی بود۔ استعمال چلم می کردند  
حضرت جد امجد چلم را درست کردہ پیش می کردند و بہ ادب می نشستند و قتی کہ حضرت شاہ آفاق ہو کردہ دود  
رامی کشیدند آن وقت نسبت شریفہ را آن گونه تاثیر می بود کہ در توجہات حضرت شاہ غلام علی ردی داد۔  
قَدَسَ اللہُ اسرارَہُمَا الْعَلِیَّۃ۔

نزد مزار حضرت شاہ آفاق متصل بہ دیوار مسجد شریف آن تختہ از سنگ "باسی" نہادہ بود کہ بر آن  
قبلہ عالم حضرت خواجہ محمد زبیر را غسل دادہ بودند۔ این قطعہ سنگ را حضرات کرام و آبائے عظام تخت  
شریف می گفتند۔ در ہندوستان از خلفائے شاہ آفاق ملحق الاحفاد بالابداد مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی



اشتهار زیاد دارند فضل رحمن نام تاریخی است که ۳۸۰ هجری است و وفات ایشان در ۱۳۱۲ هجری بوده. صدریاری جنگ نواب مولانا حبیب الرحمن خان شروانی علی گڑھی از ایشان بیعت بودند در حوالی ۱۳۲۹ هجری حبیب الرحمن خان بر مزار حضرت شاه آفاق حجره ساختند تخت شریف حسب سابق متصل به دیوار بیرون حجره بود. به آخر رمضان ۱۳۶۶ هجری و آواسط اگست ۱۹۴۶ هجری آزادی دست دادند بین هند به خونِ مظلومان رنگین شد و هزارها مساجد و مقابر ایشان نه مانده اند درین آیام زو خورد و رشید الزبیر شهید شد و اولاد دوسه و برادرانش به پنجاب پاکستان رفتند. هندوان بر مسجد شریف و مزار مبارک تصرف کردند تخت شریف ضائع شد. مسجد شریف مسکن و حجره مزار شریف و اراضی دوکانها گشت، تا هفده سال مزار شریف نشانی نه بود. به پچشنبه یکم محرم ۱۳۸۴ هجری ۱۴۰۱ مئی ۱۹۶۴ هجری، عبدالغفار سکر تیر مجلس اوقاف دہلی نزد عاجز مولوی اخلاق حسین و برادرش حکیم سید حسین را فرستاد که دی روز حجره مزار شریف را هندوان خالی کرده اند شما جائے مزار مبارک را در حجره معین کنید عاجز همراه ایشان به غلیوره رفت شخصی که بر این حجره تصرف کرده بود تعویذ مزار را شکسته بود. و فرش آنجا را با فرش حجره برابر کرده مخزن زغال ساخته بود. عاجز جائے قبر ایشان داد چون فرش آن جا شکستند قبر ظاہر شد. وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكَ.

عاجز به روز چهارشنبه هفتم محرم آن جا رسید. آن روز، روز عرس بود، دکانداران آن جا که هندوان و کھان بودند عرس شویک شدند، چون ایشان را علم شد که عاجز از آقارب حضرت ایشان است بسیار تعظیم پیش آمدند و گفتند: "شخصی که قبر مبارک را شکسته بود بعد از چند وقت در هر دو دست دے در شروع شد و باز دانه پدید آمدند هر چند علاج کرد فائده نه شد آخر الامر هر دو دستهای دے پر از زخمها شد و باز از بند دست هر دو دست جدا شد و در همین زحمت و تکلیف شدیدی برد، چون می مردمی گفت که نخوری من از بے ادبی این مزار است لهذا این حجره را حواله به مسلمانان کنید که شما یان به عذاب مبتلانه شوید ازین جهت این حجره حواله به شما یان می کنیم و ما یان برائے هر خدمت که باشد حاضر هستیم" این بیان هندوان بود که پیش روئے جمع کثیر به عاجز گفتند: اِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ.

**حضرات محدثین دہلویہ** | نوبت حضرت ایشان به گورستان ہندیان، بر مزارات شاه عبدالرحیم و شاه ولی اللہ و شاه عبدالعزیز و شاه رفیع الدین و شاه عبدالقادر

تشریف بردند همراه ایشان بماندازه بست و پنج نفر از مخلصین بودند مثلاً حاجی ملا احمد، مولوی عبدالعزیز کھلنوی، مولوی بدیع الاسلام و مولوی بخش اللہ و غیر ہم. نماز مغرب در مسجد خواندند و باز متوجہ به مزارات شریفہ شدند بعد از عرض سلام به تلاوت سورۃ یٰسین معروف شدند اگر چه حضرت ایشان حسب معمول



بہ آواز بلند تلاوت می کردند تا آواز حضرت ایشان پست مانده بود حضرت ایشان مخلصین گفتند: انا این جائے بروید چنانچه ہمیں دیوار مسجد شریف نشستند حضرت ایشان باز تلاوت شروع کردند چون آواز بلندی پیدائے کرد سوئے آسمان سرور داشته نظر کردند باز بہ تلاوت مصروف شدند چون از تلاوت و مراقبہ و دعا فارغ شدند صدائے مخلصین دادند و فرمودند: ما خیال کردیم شاید اثرِ کدورتِ شمایان است کہ آواز بلند نمی شود لہذا شمایان را گفتیم کہ بروید بعد از رفتن شمایان چون در کیفیت فرق نہ یافتیم سوئے آسمان نظر کردیم دیدیم کہ از بالا سُرُائے مایان تا آسمان ملائکہ سکینہ فضا را پر ساخته اند و از ضغطہ ملائکہ آواز بلند نہ می شود۔

**واقعہ حضرت اُسَید** | این واقعہ کہ حضرت ایشان را پیش آمدہ عاجز را واقعہ حضرت اُسَید بہ یاد می آرد کہ در مشکات در کتاب فضائل القرآن از صحیحین نقل شدہ است حضرت

ابو سعید خدری می گوید: در اثنائے آن کہ اُسَید سورہ بقرہ را در شبی خواند و نزد وے اسپ وے بستہ بود۔ ناگاہ اسپ وے بجهید۔ وے خواندن را ترک کرد و اسپ ہم آرام گرفت۔ و چون اُسَید باز خواند اسپ باز جولان کرد۔ اُسَید باز خاموش شد و اسپ ہم ساکن گشت۔ اُسَید بار سوم باز خواند و اسپ نیز بار سوم جولان کرد۔ اُسَید قرارت را گذاشت۔ پس اُسَید کہ یحیی نام داشت نزدیک بہ اسپ بود و وے رسید کہ پیش را از اسپ آوازے رسید چون پس خود را از آن جایی کہ در سرخورد بہ جانب آسمان برداشت۔ ناگاہ مانند سائبان چیز با بدید و در سائبان امثال چراغہا چیزے بود۔ اُسَید بن حفیر این واقعہ را صباخانہ نزد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرد۔ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوبار فرمود: اے پسر حفیر بخوان اے پسر حفیر بخوان۔ اُسَید عرض کرد یا رسول اللہ من ترسیدم کہ پسرم یحیی را اسپ پائے مال کند کہ وے نزد اسپ بود و من بہ سوئے یحیی منصرف شدم و سر خود را بہ سوئے آسمان برداشتم ناگاہ دیدم مانند سائبان کہ در وے مانند چراغہا است۔ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود خبر داری کہ آن چیز است۔ اُسَید گفت من خبر نہ دارم۔ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود آن فرشتگان انداز جہت آواز تو کہ قرآن می خواندی قریب شدند و اگر تمام شب می خواندی صبا حامی دیدی کہ مردم بہ سوئے آن ہا می بینند۔

**واقعہ قبر فتح اللہ** | بیان فتح اللہ ان شاء اللہ در فصل سوم خواهد آمد مزار فتح اللہ از مدخل بہ جہت شرق واقع بود چون حضرت ایشان از مدخل برآمدند عاجز عرض کرد جناب حضرت

آن قبر فتح اللہ است حضرت ایشان سر مبارک خود را بلند کردہ بہ دقت سوئے قبر نظر کردند۔ اصحاب نسبت عیاناً ملاحظہ کردند کہ از چشمان مبارک حضرت ایشان تا قبر فتح اللہ دو خطوط نوری ممتد شدہ۔ بعض افراد این واقعہ را دیدہ نعرہ اللہ زدند و تازمانے در احوال ماندند۔



## حضراتِ عندلیب و درد

نماز عصر خواندہ یک روز بیرون دروازہ ترکمان برآمدند و فرمودند بہ مزارِ عندلیب و دردی رویم۔ جماعتی از مخلصین ہمراہ بود۔ چون بہ مزارات رسیدند فاتحہ مختصرہ خواندہ مراجعت فرمودند۔ آنجا میج نشستند۔ خواجہ محمد ناصر عندلیب از خلفائے قبلہ عالم خواجہ محمد زبیر بود و بعد از اترحال پیرو مرشد خود بنائے طریقہ محمدیہ نہادہ اند و ایشان را کتبے است موسوم بہ "نالہ عندلیب" و خواجہ درد فرزند ایشان است، ایشان را اول المحمدین می گویند علم الکتاب نالہ درد، آہ سمد، درد، شمع محفل، اسرار صلاۃ از تالیفات ایشان است۔ اشتہار این بزرگواران نسبت بہ طریقت در شاعری بیش از بیش است قدّس اللہ أسرارہما۔

حضرت ایشان چون ازان جابر گشتند اتفاقاً قطارے از شتران می گزشت۔ یک بچہ شتر آواز با کردہ نزد حضرت ایشان رسید، و ایشان استادہ شدہ "واہ وا" فرمودہ دست خود را جانب دے دراز کردند۔ بچہ شتر سُرور دے خود را بر دست مبارک ایشان می مالید و آواز ہای کرد۔ ان وقت عجب کیفیت ظاہر شد۔ حاجی ملا احمد خان سبحان اللہ گفتہ در وجد آمدند۔ آواز بچہ شتر برائے دیگر مخلصین پاک نہاد ہم سبب جد شد۔ کسانے کہ نیردان پرستی کنند بہ آواز دولاب مستی کنند

## حضرت قطب الاقطاب

بعد از مائے سیزدہ در سال سی و پنج و سی و شش حضرت ایشان بہ ہر روز جمعہ از دہلی بہ مہرولی می رفتند۔ حکیم محمد شفیع معالج چشم و یک مخلص افغانی در عربہ ہمراہ می بودند۔ حکیم محمد شفیع معالج چشم متصل باری در پہاڑ گنج، کہ در ان ایام در راہ مہرولی واقع بود۔ قیام داشت چون عربہ حضرت ایشان آنجا می رسید محمد شفیع بالائے عربہ نزد سائق می نشست مہرولی از دہلی فصل یازدہ میل انگیزی دارد۔ در نیمہ راہ مقبرہ صفدر جنگ واقع است کہ حوضہا و باغچہ جمیل دارد۔ حضرت ایشان آنجا قدرے توقف می کردند۔ و سیر و تفریح کردہ بہ مہرولی می رفتند۔ روزے برکنارہ حوض یک جا استادند فرمودند کہ در اوایل صفر ۱۲۴۴ھ چون حضرت جد امجد بہ سفر حجاز مقدس روان شدہ بودند و چند روز این جا قیام کردہ بودند، در ان ایام ما این جا بازی می کردیم۔ و یک روز این جا برکنارہ حوض استادہ بودیم کہ یک انجلیزی آمد و استفسار کرد کہ آیا در این جا عبد اللہ نام کسے مقیم است۔ کسے بر دے گفت کہ این بچہ عبد اللہ نام دارد۔ انجلیزی تبسم کرد و بید خود را بہ زنی بہ پشت من رساند و روانہ شد۔ عاجز ان وقت و آن جا را یاد دارد و البقاء للہ و حدّہ جَلَّ جَلالہ۔

از صفدر جنگ بہ درگاہ حضرت قطب الاقطاب می رفتند۔ درگاہ مبارک دو دروازہ دارد، یکے غرب ندیہ و دیگرے شمال ندیہ۔ حضرت ایشان از دروازہ غرب ندیہ داخل می شدند۔ وقتے کہ از عربہ پائین می شدند۔



به سائق می فرمودند که به مینار قطب برود۔

حضرت ایشان کَمَا كَانَتْ عَادَتُهُ الْمُبَارَكَةُ۔ تمامی ادب شده به مسجد شریف می رفتند۔ امام مسجد شریف حافظ عابد علی از مخلصین حضرت ایشان بود۔ وے و جمیع صاحبزادگان آن درگاه به خدمت حضرت ایشان عرض کردند که امامت آن جناب فرمایند۔ چنانچه حضرت ایشان و باز حضرت برادر گلان آن جا امامت جمعه کردند۔ و بعد از نماز جمعه بر مزار پرانوار حاضر شده سوره یسین می خواندند۔ عجب لطفها روی نمود۔ چون اہل دہلی را از این امر آگاه ہی شد اصحاب ذوق و شوق به کثرت آن جامی رسیدند۔ چنانچه دالان ہائے مسجد شریف و ہم صحنش از مردم پرمی شد۔ و بہ وقت فاتحہ دائرہ مزار شریف از اندرون و آن مکرکہ مابین مسجد شریف و دائرہ واقع است از شاہین پرمی بود۔ حضرت ایشان سعیہا می فرمودند کہ از خلایق خود را دور دارند لیکن خلق خدا پروانہ نمط برایشان هجوم می آورد۔ در فصل دوم از کتاب الرقاق مشکات از ترمذی دابن ماجہ نقل کرده کہ یک شخص نزد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر شد عرض کرد۔ دَلَّيْنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِي اللَّهُ وَأَحَبَّنِي النَّاسُ، قَالَ أَزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللَّهُ وَأَزْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبُّكَ النَّاسُ۔ راہ نمایند مبراہ کارے کہ چون آن کار را بکنم دوست دارد مرا حق تعالیٰ و دوست دارند مرا آدمیان آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود رغبت در دنیا مکن تا دوست دارد ترا پروردگار و در آن چہ نزد مردم است رغبت مکن تا دوست دارند ترا مردم۔ چون کہ حضرت ایشان از دنیا و از اہل دنیا تامل و زیدند و جانب آنها التفات نہ کردند و رضائے مولیٰ حاصل نمودند۔ قُلُوبُ الْعِبَادِ قَالَتْ إِلَيْهِ۔

غالباً در سال سی و پنج از ماتہ چہار دہم ملا صاحب خان قمرانی از کوٹہ و گل خان شخیل از افغانستان برائے خوش کردن حضرت ایشان از دہلی تا مہرولی و باز از مہرولی تا دہلی پیش روے عربہ حضرت ایشان می تاختند و در راہ با یک دیگر ملاعبت نیز می کردند تا نظر التفات بہ سوئے ایشان نہ نمایند۔ رَحِمَهُمَا اللَّهُ وَ حَشَرَهُمَا مَعَ مَنْ أَحَبَّاهُ۔

گرمیل کند سونے ہلالی عجیب نیست شاہان چہ عجب گربنواز ندگدارا

در دہلی نواب خضر در علاقہ بلیماران قیام داشت۔ وے از حضرت شاہ ولی النبی مجددی خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید طریقہ شریفہ گرفتہ بود۔ مرد ذاکر و شاغل و متراض بود۔ از وہ پیری از تحصیلداری متقاعد شدہ بود۔ لہذا فرصت یافت کہ در کنجہ نشستہ عبادت پروردگار کند۔ بیشتر بہ درگاہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین و کمتر بہ درگاہ حضرت قطب الاقطاب سکونت می کرد۔ در آیائے کہ حضرت ایشان بہ مہرولی می رفتند قیامش آن جا بود۔ در نماز و در حلقہ زیارت بہ مواظبت شریک می شد۔ روزے در حلقہ زیارت ظہور



برکات و فیوضات از حد فزون بود۔ از حاضرین کسی نہ ماند کہ بہ آہ و بکا مصروف نہ شدہ باشد۔ چون حضرت ایشان ازان جا روانہ شدند بہ دستِ یسار بازوئے نواب خضر اگر رفتہ بودند آن وقت بہوئے فرمودند۔ خضر دیدی کہ امروز جناب حضرت چہ مہربانیہا فرمودہ اند۔ نواب خضر بہ گریہ مصروف شدہ گفت، بلے من دیدم و خوب دیدم حضرت ایشان بہوئے فرمودند۔ یک در گیر محکم گیر۔ یعنی این چہ می کنی کہ گاہے در نظام الدین قیام می کنی و گاہے در قطب۔ بعد ازین ارشاد گرامی نواب خضر سکونت نظام الدین اختیار کرد و تا آخر حیات آنجا قیام کرد۔ در یک ماہ برائے یک روز و یک شب بہ دہلی می آمد۔ وجہ معاش رami گرفت و اہل و عیال رami دید و روز دیگر می رفت۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔

از حلقہ زیات فارغ شدہ پا پیادہ بہ مینار قطب کہ بہ اندازہ نصف میل فصل دارد تشریف می بردند و آن جا در مرغ زار زیر سایہ درختہ با ماہر سہ برادر غذا تناول می کردند و قدرے قیلو لہ کردہ مراجعت بہ خانہ می کردند۔

دو بار حضرت ایشان در عرس شریف حضرت نظام الدین قدس  
حضرت سلطان المشائخ

سُورۂ بہ شب تشریف بردہ اند۔ بہ ظاہر احوال سبب رفتن آن شد کہ حسب معمول چون بعد العشاء بر تخت تشریف فرما شدند کہ در دروازہ خانقاہ شریف بودہ۔ از شارع آوا مردم بہ مسامع شریفہ رسید۔ استفسار نمودند این آواز ہا از چہ وجہ است۔ مولوی بخش اللہ و مولوی بدر الاسلام عرض کردند کہ شب عرس حضرت سلطان المشائخ است و مردم آن جامی روند فرمودند عربہ بیارید کہ ما ہم می رویم۔ چنان چہ عربہ رسید و حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و حاجی ملا احمد خان و یک مخلص دیگر از افغانستان روانہ شدیم۔ حضرت ایشان از جانب دروازہ شمالی بہ ادب تمام داخل شدند۔ از مخلصین پاک نہاد جمع کثیر آن جا رسیدہ بود آن پاک نہادان حضرت ایشان را مُحاط شدند و از ہجوم خلایق محفوظ کردہ بہ مزار پُر انوار رسانیدند حضرت ایشان در گنبد شریف داخل شدہ جہت غرب مزار اول اسلام عرض کردند باز نشستہ سُورۂ ملک تلاوت کردند۔ پس پشت حضرت ایشان پنجرہ ہائے سنگی بود متصل بہ آن مخلصین پاک نہاد نشستند نزد چلی قبر مولوی دُکھن قیام داشت کہ ہم داعظ شیرین بیان و ہم در طریقہ چشتیہ شیخ طریقت بود۔ و متصل پنجرہ از اول تا آخر استادہ بود۔ بر حضرت ایشان حالتے طاری شد کہ غیر از آن وقت دیدہ نہ شد۔ با حضرت سلطان المشائخ بہ آواز بلند ہم کلام بودند بار بار لفظ ”جی“ می گفتند کہ بہ جائے بلے در آمد و استعمال می شود۔ آن وقت حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند کہ من بہ خدمت شمار رسیدہ عرض کردہ بودم کہ اولادِ برینہ نہ دارم۔ دعا فرمایید کہ اللہ تعالی مرا اولادِ برینہ عنایت کند حضرت شہاد عا کروید و



پروردگار مراسمِ سپر عنایت کرد۔ یکے بلال است دوم زید سوم سالم۔ حالاً از حضرت شہا التجامی کُنم کہ در حق ایشان دعا فرمائید کہ حق تعالی ایشان را نیک صلح کند۔ و باز حضرت ایشان خاموش شدند و بعد لحظه لفظ "جی" بر زبان مبارک راندند۔ بہ دورانِ مکالمہ احیانا سر مبارک خود را خم می کردند و گاہے دستہا را برداشته اشارہ می کردند حضرت ایشان درین مکالمہ موجودند کہ ناگاہ از دروازہ گنبد مبارک آوازے کرخت بلند شد۔ کہ شمایان برآئید تا دیگران بہ زیارت مشرف شوند۔ این آواز کرخت سلسلہ مکالمہ را بند کرد و حضرت ایشان مابرداران را فرمودند: "این افراد ناراض می شوند بسیار سید چچا کہ ما برویم۔"

عاجز سابقا بیان کردہ کہ کسانے کہ با اولیائے پروردگار می ستیزند۔ از جانب پروردگار بہ ایشان تنبیہ می شود۔ درین وقت اظہار آن تنبیہ شد۔ ہنوز حضرت ایشان از جائے خود قدم نہ برداشته بودند کہ آن شخص کرخت آواز صرا بلند کردہ گفت: "وائے کسے مرا کشت؟" و معلوم شد کہ کسے بر شکم کلان دے مشتے بہ شدت زدہ بود۔ و آواز درومی نالید و می پیچید۔

چون حضرت ایشان از قتبہ برآمدند خلق خدا راے مصافحہ، هجوم آورد۔ مخلصان پاک نہاد را پروردگار اجر داد کہ ایشان احاطہ کردہ حضرت ایشان را بہ عربہ رسانیدند۔ مولوی دلہن فیما بعد بہ مولوی بخش اللہ مولوی بدالاسلام وغیرہما گفت کہ سالہا است کہ من بہ عرس شریف می روم۔ کیفیائے کہ آن شب بہ ظہور آمدند ہیچ گاہ نہ دیدہ بودم تا وقتے کہ حضرت ایشان در قتبہ بودند من از خود بے خبر بودم۔

**نوبت دیگر** | الطاف و عنایاتے کہ در سال اول یافتہ بودند محرک شد کہ سال دوم باز قصد کنند چنان چہ نماز عشا خواندہ حضرت ایشان ماہر سہ برادر و مولوی سردار احمد وکیل مجددی رامپوی مع یک مخلص افغانی بہ مزار فیاض الانوار حضرت سلطان المشائخ رسیدیم۔ حضرت ایشان حسب محول سلام عرض کردند و در انوشستند تا سورتے تلاوت فرمایند۔ لیکن درنگے نہ شد کہ حضرت ایشان برخاستند و آثار پریشانی بر بشیرہ مبارکہ ظاہر بود۔ در عربہ چند دقیقہ خاموش ماندند و باز بہ سردار احمد وکیل خطاب کردہ فرمودند: "سردار احمد! امروز چہ بود کہ مزار مبارک را از انوار و برکات یک سرخالی یافتیم۔ امروز از من گناہے ہم سرزد شد۔" چون عربہ ایشان بہ محاذات دروازہ غری قلعہ کہنہ نزد مزار "ملک شاہ" کہ جہت شرق شارع عام است رسید۔ حضرت ایشان یک بارگی بہ آواز بلند فرمودند: بنگرید بنگرید! کہ این جا حضرت استادہ اندومی فرمایند۔ شمار تربت مارفتید و ما از بے اعتدالی زائرین این جا آمدیم۔" حضرت ایشان اشارہ بہ جہت غرب شارع کردہ بودند و وقتے کہ کلام حضرت سلطان المشائخ را نقل می کردند از مسرت روئے مبارک چون گل شگفتہ بود۔ و اثر نسبت مبارکہ ہر یک محسوس کرد۔ حیف صد حیف۔ آن قدر حشمت و آن ساقی نہ ماند۔



## حضرت چراغ دہلی

**حضرت چراغ دہلی** | یہ مزار پر انوار حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی دو بار حضرت ایشان تشریف  
بروزہ اند۔ نوبتِ اول بہ قطار آہن تا محطہ اُذکھلا رفتند از آن جا مزار تشریف  
بہ اندازہ دو نیم میل افرنگی بُعد دارد برائے حضرت ایشان بند و بستِ فینس کردہ شدہ بود و برائے ماہر سہ براد  
انتظام عربہ گاؤ۔ و نوبتِ دیگر در عربہ بہ راہ مہرولی تا مقبرہ ”بیوی باندی“ (السَّيِّدَةُ وَالْأَمَةُ) و از آنجا  
در فینس۔ از بیوی باندی تا اہر مبارک فاصلہ دو میل افرنگی باشد بہ ہر دو نوبت جمع کثیر از مخلصین رفاقت کردند  
مرد پیر محمد احسان از حضرت جد امجد شاہ احمد سعید بیعت بود۔ و در آن ایام حضرت ایشان را در آغوش خود گرفتہ  
می گشتند و بے از جان و دل عاشق و شیدا بے حضرت ایشان بود، درین سفر مبارک رفاقت کردہ بود و متصل  
بہ فینس با حضرت ایشان حرف زدہ می رفت۔۔۔۔۔۔ شیخ عبدالباری نو مسلم کہ بصارت نہ داشت  
و مولوی بخش اللہ و مولوی بدر الاسلام و مولوی عبدالعزیز کھلنوی با چند مخلصین خود و جمعی از مخلصین افغانستان  
و سید احمد حسین انوپی شہری وغیرہ نیز ہمراہ بودند، آن جا بر مولوی عبدالعزیز احوالِ جذب طاری شد و آن چہ  
بہ باطن مشاہدہ می کرد بر زبانش می آمد و بہ آواز بلند می گفت۔ حضرت ایشان بخلصین فرمودند۔ بشنوید  
عبدالعزیز چہ می گوید۔ و بیانِ کرامتِ آن خاک کہ زیر پایے مبارک آمدہ بود در فصل سوم ان شار اللہ خواہد آمد۔

سید محمود بخار

**سید محمود بخار** | بعض افراد بہ حضرت ایشان گفتند کہ بعد از ”بارہ پلہ“ از شاہراہ بہ جہت شرق مزار سید محمود بخار است کہ بہ ۲۶ صفر ۱۲۸۷ وفات یافتہ و از اولاد سید ناصر الدین

است. ایشان از اکابر اولیائے وقت بودند و چون که در علم ظاهر پائیه بلند داشتند ازین جهت ایشان را بحار گفتند حضرت ایشان یک بار آن جاتشه یف بردند از شهر دہلی غالباً فاصلہ پنج میل انگلیزی دارد و قدس شہ سرفہ۔

شاہ کلیم اللہ

شاہ کلیم اللہ | مزار ایشان در شہر دہلی مابین قلعہ و مسجد جامع واقع است۔ روزے صبا خانہ و حضرت ایشان متولی مزار شریف ایشان حاضر شد و کاغذے پیش کرد کہ بران کاغذ

امضہ کردہ مہر کنندہ حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند و چہ ما بسیار عاجز آن را آوردہ مہر و قطعہ ملا دادند  
صند و چہ بر آوردند و قطعہ ملا و را بروے مالیند چون سیاہی خوب گرفت کاغذ را قدرے نم دادند و مہر کردند

بسیار روشن و صاف مہر آمانہ بود چون حضرت ایشان از مہر و امضاء فارغ شدند متولی عرض کرد کہ شب عرس حضرت است اگر تشریف بیارید سبب از دیاد خیر و برکت باشد حضرت ایشان دعوتش را قبول

را شروع کرو۔ تاوقتے کہ حضرت ایشان آنجا بودند از ساز و قوالی چیزی نہ بود۔



**شاہ عبدالسلام** | روزے پیر جی عبدالصمد کالے صاحب والے بہ خدمت ایشان در اسپتال حاضر شدند و عرض کردند کہ مزار مبارک حضرت والدہ شاہ عبدالسلام در حدود این مستشفی واقع است۔ شاہ عبدالسلام (فرزند دختر شاہ فخر معروف بہ کالے صاحب) در طریقہ چشتیہ صاحب ارشاد بودند در اول قرن چہارم ہم حضرت ایشان در دہلی قیام داشتہ اند۔ کما تقدم فی الفصل الاول۔

و در ان ایام با شاہ عبدالسلام ملاقات کردہ بودند۔ لہذا بہ پیر جی عبدالصمد فرمودند۔ ما بہ مزار ایشان می رویم۔ چنانچہ ہمان وقت با پیر جی عبدالصمد روان شدند۔ دست مبارک بر شانہ عاجز نہادند و از پس یک مخلص افغانی بود۔ در جائے کہ مزار شاہ عبدالسلام واقع است مشہور بہ ”بائس کولی“ است۔ حضرت ایشان بعد از عرض سلام فاتحہ مختصرہ خواندہ رو بہ پیر جی عبدالصمد آوردہ فرمودند: ”نقشہ مولوی عبدالسلام پیش رویم آمد و محبت و مہربانی ہا کہ بامن می کردند بہ یادم آمد“ و باز بہ پیر جی عبدالصمد گفتند: ”مراد از الباقیات الصالحات خیر ہمین است“ و باز با پیر جی بہ اسپتال تشریف آوردند بہ او اہل رمضان ۱۳۶۶ھ (اواخر جولائی ۱۹۴۶ء) پیر جی عبدالصمد رحلت نمود، و بہ پہلوئے پدر بزرگوار خود مدفون گشت۔ رَحِمَہُمَا اللہُ وَرَاضَیَ عَنْہُمَا۔

**بندۂ عالم الغیب** | بروہ فتح گڑھ متصل بہ مستشفی عمارت پنجہ سنگی و منزلہ است۔ اہل دہلی می گویند کہ در این عمارت مزار پیر غیب است۔ یہ منزل زیرین آثار قبر نہ بود۔ البتہ در منزل دوم نشان قبر بود و آن قبر شرقاً و غرباً ساختہ شدہ بود۔ در ایام طفولیت نسبت بہ این مزار از افراد کہن سال شنیدہ شد کہ مشہور این است کہ چون ایشان را شمالاً و جنوباً دفن کردند روز دوم دیدہ شد کہ قبر ایشان از خود محول بہ شرق و غرب شدہ است لہذا چون عمارت ساختند بر بالاخانہ نیز شرقاً و غرباً قبر ساختند نشان زیرین از مورایام محوشدہ بود و نشان منزل دوم در سال ۱۳۶۶ھ اعدار اسلام محو کردند۔ عاجز در نظم ”تذکرہ لحد“ گفتہ

رفته رفته جسم گردد خاکِ گو ر      رفته رفته گور گردد بے اثر  
رفته رفته محو گردد این جہان      کس نہ ماند جز خدائے بحر و بر

حضرت ایشان چون از نزد این عمارت بر شارع می گزشتند احیاناً بر کنارہ شارع رو بہ عمارت کردہ پا ہارا از کفش کشیدہ و بر کفش نہادہ سلام و فاتحہ مختصرہ می خواندند روزے ارشاد کردند ”کے از نیک بندگان پروردگار است“ حضرت ایشان گاہے در ان عمارت داخل نہ شدند و صاحب مزار را بہ نام ”پیر غیب“ ہیج گاہ یاد نہ کردند بلکہ ”بندۂ عالم الغیب“ می گفتند۔ رَحِمَہُ اللہُ اَیَّاکان وَضَعُ



## چتلی قبر

روزے برائے تفریح در عربی می رفتند چون نزد چتلی قبر رسیدند فرمودند: "این جای هیچ نسبت نیست" از ارشاد حضرت ایشان تا سید آن روایت مشهوره می شود که مردم کهن سال بیان می کردند و اعظم شیرین بیان دہلی مولوی احمد سعید نیز بیان کرده اند کہ امیرے را بڑا بلیق بود۔ این بزرگے بسیار دوست می داشت چون آن بزرگمرد۔ دے آن را دفن کرد چون کہ بڑا بلیق بود یعنی سیاه و سفید و در آردو آن را "چتلی" گویند ازین جهت این قبر بہ چتلی قبر اشتہار یافت۔ بر تعویذ این قبر تا این روز ہا نشانات ابلق بودہ چون کہ در ہندوستان برائے تولیت سعیہا می کنند و می خواہند کہ آن قبر را کہ متولی آن گشتہ اند مکانتے دہند۔ لہذا برایش انتسابے پیدای کنند چنان چہ برائے این قبر نیز این واقعہ پیش آمد کہ بعد سہ چار سال از ارتحال حضرت ایشان شخصے نزد عا جز آمد و گفت این قبر پسر حضرت شہاب الدین سہروردی است قدس سرہ کہ نامش مجد الدین بودہ و چند روزہ گزشت کہ آن شخص و برادرانش یک جوان صالح را علی رؤس الأشراف نزد قبر در جک قتل کردند۔ این اشقیار نہ با مجد الدین تعلق بود و نہ با شہاب الدین مقصد۔ ایشان تولیت مزار و چیزے از در اہم بود۔ برائے فائدہ دنیویہ فانیہ از کتاب کبیرہ کردند۔ حسیبی اللہ و نِعَمَ الْوَكِيل۔

## مَا يَتَعْلَقُ بِزِيَارَةِ الْقُبُورِ

دیدہ شدہ کہ حضرت ایشان نزد آن قبر راحت و سکون می یافتند کہ در حوالی آن قبور عامۃ المسلمین نہ می بود مثلاً در دہلی قبر سید السادات نور محمد بدائیونی یا شاہ محمد آفاق مجددی قدس اللہ أسرارہما یاد کوٹہ قبر عثمانی و حیدری نزد این چنین قبور حضرت ایشان ساعتہا می نشستند و بہ ذکر پروردگار مصروف می ماندند و چون می برخاستند مسرور و شادان و چشمان مبارک خمار آگین بود و در کوٹہ پنجشنبہ، از رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ وفات ملا عبدالحلیم آخوندزادہ شدہ ایشان را در دائرہ عثمانی و حیدری بہ جهت شرف مدفون کردند حضرت ایشان حسب معمول بعد از رمضان چون برائے زیارت رفتند قبر ملا عبدالحلیم را دیدند بعد از آن در گاہے بہ آن جانہ رفتند و روزے در کوٹہ بہ عاجز گفتند۔ عبدالحلیم عاجزی می کند و ذہن مرا بہ سوئے خود متوجہ می کند ازین جهت ما آن جانہ می رویم۔ شبے در دہلی اہل حلقہ را خطاب کردہ فرمودند: "از روزے کہ تدفین شمایان در حوالی قبور صلحا شدہ مادر خدمت پیران عظام خود فتن گزاشتیم، ما قبور شمایان را از اغر با پری یا بیم و شمایان وقتی کہ در زندگانی خود پیش مای آسید بہ نوعی تکرر پیدای شود کہ از وظائف خود بازمی مانیم۔ لہذا بہ صحرامی رویم و در گوشہ تنہائی تکمیل وظائف می کنیم" از ہمیں جہا است کہ حضرت ایشان خوش نہ داشتند کہ جماعت مخلصین در تفریح گاہ بہ خدمت ایشان برسند۔ و خدمت گارے را کہ می بردند ہدایت بود کہ از حضرت ایشان دور تر بنشینند۔



نور خدا مشغول خیر است و بس رسم صفا منزل خیر است و بس

**بعض اوراد و وظائف** بیان ذکر و مراقبات و تلاوت مبارکہ در فصل اول تحت عنوان

”تحریر مبارک“ دور ”لائحہ عمل“ گزشتہ۔ اندان آیام حضرت ایشان شمس پارہ قرآن مجید تلاوت می کردند و فی البعد پنج پارہ می خواندند حضرت والدہ مبارکہ یا کہ از خواهران از روی مصحف مبارک استماع می کرد و حضرت ایشان از حفظ تلاوت می کردند و به جائے دلائل الخیرات بطولت مآثره اشتغال می نمودند و در مطالعہ احادیث مبارکہ مشغول می بودند مسند امام احمد و منتخب کنز العمال را بسیار دوست می داشتند و در مطبعہ میمنہ مصر مسند شریف و برہامش منتخب کنز العمال در پنج جلد طبع شدہ است۔ این کتاب مبارک دامن نزد ایشان می بود۔ ازین کتاب سہ نسخہ داشتند۔ آن نسخہ کہ در مطبعہ حضرت ایشان بودہ، بہ جبرائیل علامت خطوط دارد چون برائے تفریح تشریف می بردند۔ در گوشہ تنہائی دو ساعت بلکہ قدرے زائد بہ ذکر پروردگار مصروف می بودند مسبحہ صدوانہ در دست راست می بود کشتی می دانند کہ حضرت ایشان آن وقت بہ کدام ذکر شریف مشغول می بودند۔ وقتہ کہ می خیسند چشمان مبارک خمار آلود و طبیعت حضرت ایشان مسرور و شادان بودے۔

**ختم خواجگان** حضرت ایشان مخلصین را ہدایت می فرمودند کہ ختم خواجگان را بخوانید خواندن این ختم بس نافع است۔ پروردگار آفات را دور می کند و نزول برکات و خیرات می نماید و طریقہ خواندنش این است۔

اَوَّلَ السُّورَةِ فَاتِحَةٍ مَعَ بِسْمِ اللَّهِ هَفْتَ بَارَ۔ بار۔ درود شریف یک صد بار۔ و منقول از حضرات مشائخ این درود مبارک است۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ۔ و باز سُوْرَةُ اَلَمْ تَشْرَحْ مَعَ بِسْمِ اللَّهِ هَفْتَ اَوْ ثَلَاثًا۔ و باز سُوْرَةُ قُلْ هُوَ اللَّهُ مَعَ بِسْمِ اللَّهِ یک ہزار بار۔ و باز سُوْرَةُ فَاتِحَةٍ مَعَ بِسْمِ اللَّهِ هَفْتَ بَارَ و باز فوق الذکر درود شریف یک صد بار۔ اصل ختم خواجگان این است کہ ذکر کردہ شد۔ البتہ معمول حضرات مشائخ کرام است کہ بعد از ختم مبارک چند اسماء مبارکہ نیز می خوانند حضرات کرام قدس اللہ اسرار ہم این ہفت مبارک اسم را یک یک صد بار می خوانند۔ ۱) يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ۔ ۲) يَا رَافِعَ الْبَلِيَّاتِ۔ ۳) يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ۔ ۴) يَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ۔ ۵) يَا بَلِّغَ الْوَعْدِ۔ ۶) يَا مُجِيبَ الدُّعَاءِ۔ ۷) يَا مُسْتَجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۸) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۹) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۱۰) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۱۱) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۱۲) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۱۳) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۱۴) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۱۵) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۱۶) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۱۷) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۱۸) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۱۹) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۲۰) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۲۱) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۲۲) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۲۳) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۲۴) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۲۵) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۲۶) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۲۷) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۲۸) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۲۹) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۳۰) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۳۱) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۳۲) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۳۳) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۳۴) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۳۵) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۳۶) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۳۷) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۳۸) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۳۹) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۴۰) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۴۱) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۴۲) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۴۳) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۴۴) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۴۵) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۴۶) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۴۷) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۴۸) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۴۹) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۵۰) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۵۱) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۵۲) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۵۳) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۵۴) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۵۵) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۵۶) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۵۷) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۵۸) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۵۹) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۶۰) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۶۱) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۶۲) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۶۳) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۶۴) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۶۵) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۶۶) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۶۷) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۶۸) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۶۹) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۷۰) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۷۱) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۷۲) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۷۳) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۷۴) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۷۵) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۷۶) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۷۷) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۷۸) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۷۹) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۸۰) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۸۱) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۸۲) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۸۳) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۸۴) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۸۵) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۸۶) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۸۷) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۸۸) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۸۹) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۹۰) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۹۱) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۹۲) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۹۳) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۹۴) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۹۵) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۹۶) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۹۷) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۹۸) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۹۹) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔ ۱۰۰) يَا مُجِيبَ الْغَوَاظِ۔



می خوانند یعنی اے شفا دهنده بیماران - (۶) یا مُجِيبَ الدَّعَوَاتِ - اے قبول کننده دعاها -  
(۷) یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ - اے در رحم کنندگان بیش از بیش رحم کننده -

ده چیزها که هفت هفت بار خوانده می شود حضرت ایشان چون  
**مُسَبَّحَاتِ عَشْرَ** در عربی روانه می شدند مُسَبَّحَاتِ عَشْرَ و اسمای حسنی را به آواز

می خوانند و ما هر سه برادر نیز به آوازی خواندیم و اگر تفریح یا پیاده می بود، هر که همراه می بود می خواند و حضرت  
ایشان بر اے خواندنش هدایت می فرمودند - آن ده چیزها این است - (۱) سوره فاتحه مع بسم الله (۲) سوره  
ناس مع بسم الله (۳) سوره فلق مع بسم الله (۴) سوره اخلاص مع بسم الله (۵) سوره کافرون مع بسم الله،  
(۶) آیته الکرسی (۷) سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا  
بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ عَدَدُ خَلْقِهِ وَرِضَا نَفْسِهِ وَزِنَةُ عَرْشِهِ وَمِثْرُ كَلِمَاتِهِ (۸) درود شریف  
و حضرت ایشان درج ذیل درود شریف می خوانند و می فرمودند که درین درود شریف ذکر امهات المؤمنین  
و ذکر ذریت آمده، و در معنی ذریت عموم آمده، لهذا این درود شریف را خوش می دارم - اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى  
رَسِيدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآزْوَاجِهِ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى  
رَسِيدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ رَسِيدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى رَسِيدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآزْوَاجِهِ  
أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى رَسِيدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ رَسِيدِنَا  
إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ (۹) اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا  
كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ  
الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ إِنَّكَ سَمِيعٌ قَرِيبٌ مُجِيبُ الدَّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ -  
(۱۰) اللَّهُمَّ يَا رَبِّ افْعَلْ بِي وَبِهِمْ عَاجِلًا وَآجِلًا فِي الدِّينِ وَالْدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا أَنْتَ لَهَا  
أَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهُ أَهْلٌ إِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ جَوَادٌ كَرِيمٌ يَلِكُ بَرٌّ ذُو رَحِيمٍ -

حضرت ایشان با مُسَبَّحَاتِ عَشْرَ سید الاستغفار را ضم می کردند  
**سَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ** هفت بار می خوانند و می فرمودند ما دوست داریم که این هفت

بار خوانده شود - اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَ  
وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ  
بِذُنُوبِي وَاعْفُرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ -

**اَسْمَاءُ حَسَنَى** حضرت ایشان قدس سره مبارک نامهای پروردگار جل شأنه



وَعَمَّ احْسَانُهُ رَابِعُ اِنْ نَجَّيْ خَوَانِدُو لُطْفِهِامِي بِرِوَاشْتَنْدَرِ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ  
 شَرِّ مَا خَلَقَ سَبَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ  
 الْعَلِيمُ سَبَّارِ اَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ سَبَّارِ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا  
 هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ  
 السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِمُّ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ  
 الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي  
 لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِمُّ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ  
 الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ  
 الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ  
 الْعَظِيمُ الْغَفُورُ الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيفُ الْمُقَيِّتُ الْحَسِيدُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّحِيمُ  
 الْجَبَّارُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْجَبَّارُ الْبَاسِطُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ الْقَوِيُّ الْمُتَيْنُّ الْوَلِيُّ  
 الْحَمِيدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِي الْمُعِيدُ الْحَيُّ الْمَيِّتُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْوَاحِدُ الْوَاحِدُ الْوَاحِدُ الْقَهْدُ  
 الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْأَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُتَعَالَى الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُتَنَقِّمُ  
 الْعَفْوُ الرَّؤُوفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنَى الْمَانِعُ الضَّارَّ  
 النَّافِعُ النُّورُ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ  
 مِنَ الظَّالِمِينَ وَهَ بَارِقُ سُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ وَلَهُ الْحُكْمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ  
 وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُخْرِجُ الْأَرْضَ  
 بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي  
 السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا  
 خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا  
 يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ  
 بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ  
 اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ  
 الطَّاغُوتُ يُخْرِجُهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ  
 آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَا يَكُنِيهِ وَكُتِبَ



وَرُسُلِهِ لَا تَفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ لَا  
يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا  
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرَ أَكْمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ  
وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ  
إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ اللَّهِ لَاسْمَاءٌ  
وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أَدْنَوْا لِكِتَابٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ  
اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ  
مَنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ يَدُكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تُؤَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ  
وَتُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتُزْزِقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ  
حِسَابٍ سُوْرَةُ اخْلَاصٍ سَبْعُ بَيِّنَاتٍ فَلَقَى سَبْعَ بَيِّنَاتٍ سُوْرَةُ نَاسٍ سَبْعَ بَيِّنَاتٍ

المزود وجه الغرافي الاستغاثه باسماء الله الحسنى | علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی

دفع النون وسكون الباء كما في بعض البلدان، يك صدو شصت وثمانه اسماء حسنى را از روى روايات مختلفه جمع كرده  
بالکلمات ماثوره نظم فرموده است. حضرت ايشان قدس سره اين منظومه مبارکه را بسيار خوش داشتند. برائے  
رفع شدائد و الا اين منظومه مبارکه را و بعد از شجره طيبه نقشبنديه را که نظم کرده حضرت مولانا خالدرى است قدس  
الله امرار همامى خواندند و حق تعالى جل شانہ لطف مى فرمود و آن صعبوت رفع مى شد، روزى حضرت  
ايشان قدس سره مى فرمودند که در اوائل قرن رابع عشر روزى از حرم نبوى على صاحبہ ازكى الصلوات و  
الطيب التحيات و افضل التسليمات بيرون آمد شخصى اين مزد وجه غرابه من داد چون آن را خواندم لطفها  
برداشتم و اليكم الان بالمزود وجه المباركت.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الْإِلَهِ وَبِإِيدِينَا دَلَّ عِبْدَنَا غَيْرُهُ شَقِيْنَا  
يَا حَبْدًا رَبَّنَا وَحَبَّتْ دِينَا وَحَبْدًا مُحَمَّدًا هَادِيْنَا  
لَوْلَا هُ مَا كُنَّا وَلَا بَقِيْنَا  
اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا



فَأَنْزَلْنٰ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبَّتِ الْأَقْدَامَ إِنَّا لَأَقِينَا

نَحْنُ الْأُولَىٰ جَاوِلُكُمْ مُسْلِمِينَ

وَالْمُشْرِكُونَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا

وَقَدْ تَدَاغَىٰ جَمْعُهُمْ عَلَيْنَا طَبَقَ الْحَادِيثِ الَّتِي رَوَيْنَا

فَارْدُدْهُمْ اللَّهُمَّ خَاسِرِينَ

اللَّهُ يَا رَحْمَانُ يَا رَحِيمُ اللَّهُ يَا سَمِيَّ وَيَا قَيُّوْمُ

اللَّهُ يَا قَوِيَّ يَا قَدِيمُ اللَّهُ يَا عَلِيَّ يَا عَظِيمُ

لَا يَنْبَغِي لِلْقَوْمِ أَنْ يَعْلُوْنَا

اللَّهُ يَا لَطِيفُ يَا عَلِيمُ اللَّهُ يَا رَوْفُ يَا حَكِيمُ

اللَّهُ يَا تَوَّابُ يَا حَلِيمُ اللَّهُ يَا وَهَّابُ يَا كَرِيمُ

هَبْنَا الْعُلَا وَاجْعَلْ عِدَانَا الذُّوْنَا

اللَّهُ يَا مَالِكُ يَا مُنِيرُ اللَّهُ يَا مَلِيكُ يَا قَدِيرُ

اللَّهُ يَا مُوَلَّىٰ وَيَا نَصِيرُ اللَّهُ أَنْتَ الْمَلِكُ الْكَبِيرُ

لَيْسَ عِدَانَا لَكَ مُعْجِزِينَ

اللَّهُ يَا شَاكِرُ يَا شَكُورُ اللَّهُ يَا عَفُوَّ يَا غَفُورُ

اللَّهُ يَا عَالِمُ يَا خَبِيرُ اللَّهُ يَا فَتَّاحُ يَا بَصِيرُ

وَتَحَرَّمْنَا فَتَحَكَ الْمُبِينَا

اللَّهُ يَا ظَاهِرُ يَا جَلِيلُ اللَّهُ يَا بَاطِنُ يَا وَكِيلُ

اللَّهُ يَا صَادِقُ يَا جَمِيلُ اللَّهُ يَا حَافِظُ يَا كَفِيلُ

كُنْ حَافِظًا لَنَا وَكُنْ مُعِينًا

اللَّهُ يَا غَنِيَّ يَا حَمِيدُ اللَّهُ يَا مُغْنِيَّ وَيَا رَشِيدُ

اللَّهُ يَا مُبْدِيَّ يَا مُعِيدُ اللَّهُ يَا عَزِيزُ يَا مُجِيدُ

لِعِزِّكَ التَّوْحِيدُ يَشْكُو الْهُوْنَا

اللَّهُ يَا قَادِرُ يَا مُقْتَدِرُ اللَّهُ يَا قَاهِرُ يَا مُوَحِّدُ

اللَّهُ يَا فَاطِرُ يَا مُصَوِّرُ اللَّهُ يَا مُحْصِيَّ وَيَا مُدَبِّرُ



دَبَّرْنَا وَدَمِّرْنَا الْعَادِيَّةَ  
 اللَّهُ يَا دَائِمٌ لَا يَمُوتُ اللَّهُ يَا قَائِمٌ لَا يَقُوتُ  
 اللَّهُ يَا مُحْيِي وَيَا مُمِيتُ اللَّهُ يَا مُعِيتُ يَا مُقِيتُ  
 كُنْ غَوْثَنَا وَحِصْنَنَا الْحَصِيَّةَ  
 اللَّهُ يَا بَاسِطُ أَنْتَ الْوَاسِعُ اللَّهُ يَا قَابِضُ أَنْتَ الْمَانِعُ  
 اللَّهُ يَا خَالِقُ أَنْتَ الْحَامِعُ اللَّهُ يَا خَافِضُ أَنْتَ الرَّافِعُ  
 اِرْفَعْ مَعَالِيَنَا إِلَيْتِنَا  
 اللَّهُ ذُو الْمَعَارِجِ الرَّفِيعُ اللَّهُ يَا وَاقِي وَيَا سَرِيعُ  
 اللَّهُ يَا كَافِي وَيَا سَمِيعُ يَا نُورُ يَا هَادِي وَيَا بَدِيعُ  
 أَذْ بَدَّنَا بِمَا جَدَى يَكْفِينَا  
 اللَّهُ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اللَّهُ ذُو الطُّولِ عَلَى الدَّوَامِ  
 اللَّهُ يَا ذَا الْفَضْلِ وَالْإِنْعَامِ وَالسَّيِّدُ الْمُطْلَقُ لِلْأَنَامِ  
 اِرْحَمْ عِبِيدَ الْكَافِرِ عَابِدِيْنَا  
 اللَّهُ يَا أَوَّلُ أَنْتَ الْوَاحِدُ اللَّهُ يَا آخِرُ أَنْتَ الرَّاشِدُ  
 يَا وَثَرُ يَا مُتَكَبِّرُ يَا وَاحِدُ يَا بَرُّ يَا مُتَفَضِّلُ يَا مَاجِدُ  
 بِفَضْلِكَ أَقْبَلْنَا عَلَى مَا فِينَا  
 اللَّهُ يَا مُبِينُ يَا وَدُودُ اللَّهُ يَا مُحِيطُ يَا شَهِيدُ  
 اللَّهُ يَا مَتِينُ يَا شَدِيدُ يَا مَنْ هُوَ الْفَعَالُ مَا يُرِيدُ  
 إِنَّا ضَعَفْنَا لَكَ قَدْ لَجِينَا  
 اللَّهُ يَا مُعِزُّ يَا مُقَدِّمُ اللَّهُ يَا مُذِلُّ يَا مُنْتَقِمُ  
 الْبَادِي الْبَاقِي فَلَا يَنْعَدِمُ الْمُحْسِنُ الْوَالِي الْحَفِيطُ الْوَكْرَمُ  
 لَيْسَ لَنَا سِوَاكَ مَنْ يَحْيِينَا  
 اللَّهُ يَا وَاسِعُ أَنْتَ الْأَبَدُ اللَّهُ يَا بَاعِثُ أَنْتَ الْخَالِدُ  
 يَا مَالِكُ الْمُلْكِ إِلَهِ الصَّمَدُ لَا كُفُوَ لَوَالِدٍ لَا وَلَدُ  
 كَفَّ الْعِدَّاعَ نَاقِدًا وَذِينَا



اللَّهُ يَا غَالِبُ يَا قَهَّارُ اللَّهُ يَا نَافِعُ أَنْتَ الصَّارُ  
اللَّهُ يَا بَارِيُّ يَا غَفَّارُ يَا رَبِّ يَا ذَا الْقُوَّةِ الْجَبَّارُ

قَوْمٌ لَنَا الدُّنْيَا وَقَوْمٌ الدِّينُ

اللَّهُ رَبُّ الْعِزَّةِ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِمُّ الْعَلَامُ  
ذُو الرَّحْمَةِ الْأَعْلَى الْأَعَزُّ التَّامُّ مَنْ دِينُهُ الْحَقُّ هُوَ الْإِسْلَامُ

قَبِيضٌ لَهُ اللَّهُمَّ نَاصِرُنَا

اللَّهُ أَنْتَ الْمُتَعَالَى الْحَكَمُ الْفَرْدُذُّو الْعَرْشِ الْوَلِيُّ الْحَكَمُ  
الْغَافِرُ الْمُعْطَى الْجَوَادُ الْمُنْعِمُ الْعَادِلُ الْعَدْلُ الصَّبُورُ الْأَرْحَمُ

مَكْنُ لَنَا فِي أَرْضِنَا تَمَكِينُنَا

اللَّهُ يَا قُدُّوسُ يَا بَرُّهُانُ يَا بَارِيَّاحَتَانُ يَا مَنَّانُ  
يَا حَقُّ يَا مُقْسِطُ يَا دَيَّانُ تَبَارَكْتَ أَسْمَاؤُكَ الْحَسَنُ

بِهَاقِرْعُنَا يَا بَلَكُ الْمَصُونَا

اللَّهُ يَا خَلَّاقُ يَا مُنِيبُ اللَّهُ يَا رَزَّاقُ يَا حَسِيبُ  
اللَّهُ يَا قَرِيبُ يَا رَقِيبُ الْمُسْتَعَانُ السَّامِعُ الْمُجِيبُ

إِنَّا دَعَوْنَاكَ اسْتَجِبْ آمِينَ

شجره نقشبندیہ محمدیہ | ابن شجرہ شریفہ راقطب الآفاق شیخ  
المشاہد علی الاطلاق علامہ ضیاء الدین

عالم العثماني العراقي الشهير في النقشبندی قدس الله سره نظم کرده جناب ایشان از اجل خلفاء حضرت  
شاه عبداللہ معروف بہ شاہ غلام علی قدس سره بودند و در مرض طاعون بہ شب جمعہ چہار دہم ذی القعدہ  
سنہ ۱۲۴۲ ہجری رحلت فرمودند۔

بسم الله الرحمن الرحيم

خداوند بہ حق اسم اعظم  
بہ سوز سینہ صدیق اکبر  
بہ شاہ صفدر کرا رحیدر  
ز شد فصل بہ روز کارزارش  
بہ نور سید اولاد آدم  
بہ سلمان و بہ قاسم با روگر  
کہ از نیروش و اشد باب خبر  
زعزرائیل و ضرب ذوالفقار



بہ آن سُرورِ گلستانِ نبوت  
 حسنِ کرمِ محضِ لطف و خیرخواہی  
 بہ آن نو باوہِ باغِ رسالت  
 حسینِ آن سُرورِ جمعِ سعیدان  
 بہ آن چشم و چراغِ اہلِ بنیشت  
 علی بنِ الحسینِ آن زینِ عباد  
 بہ آن کانِ صفا و منبعِ نور  
 محمد باقرِ آن کوہِ مفاخر  
 بہ حقِ مجمعِ البحرینِ انوار  
 امامِ صادق و مصدوقِ جعفر  
 بہ حقِ جملہ اہلِ بیتِ اطہار  
 کہ ہر یک کشتیِ بحرِ یقین است  
 بہ آن سُرورِ مستِ صہبائے محبت  
 رئیسِ عشقِ بازانِ قطبِ بسطام  
 بہ سُرورِ بوالحسنِ ازجامِ عشقت  
 بہ حقِ بوعلیِ آن قطبِ فائق  
 بہ عبدالحقِ آن السُّرورِ تمکین  
 کہ پانہادِ آن فرخندہ اختر  
 بہ حقِ خواجہ عارفِ کانِ معنی  
 بہ تمکینِ عزیزانِ پیرِ نساج  
 بہ حقِ خواجہ بابائے سماسی  
 امیرِ شہِ کلالِ آن پیرِ کابل  
 بہارِ الدینِ والدِ نسیا محمد  
 بہ بے نقشیِ چو کردی سر بلندش  
 ز بسِ کز دے گرہ از کار و اشد  
 بہ آن شمعِ شبستانِ فتوت  
 فرود آمد ز تختِ بادشاہی  
 بہ آن یکتائے میدانِ بسالت  
 سپہ سالارِ افواجِ شہیدان  
 کہ بروئے بدمدارِ آفرینش  
 کہ بود از غیرِ ذاتِ بختِ آزاد  
 کہ بود اندرِ قبابِ عزِ مستور  
 کہ از نحرِ ریش گفتند باقر  
 کہ شد او را ز صدیق و علی بار  
 کہ این دو منصبِ او را شد ملستر  
 کلان و خورد و مرد و زن بہ یک بار  
 چہ کشتیِ لنگرِ روئے زمین است  
 کہ بدغواصِ دریائے محبت  
 کہ در این رہ نہ زد چون او کسے کام  
 کہ بدشائستہ اقدامِ عشقت  
 بہ خواجہ یوسفِ آن غوثِ خلافت  
 امامِ پیشوایانِ رُہ دین  
 بہ جز اندرِ قدمِ گاہِ ہمبیر  
 بہ حقِ خواجہ انجمنِ فغنی  
 کہ بر چرخِ برین سودا ز شرفِ تاج  
 بہ آن خورشیدِ برجِ حق شناسی  
 کہ فکرِ غیرِ نگزشتہ است در دل  
 کہ این راہِ ہدیٰ زو شد مہتد  
 نہادی نامِ شاہِ نقشبندش  
 خطابش خواجہ مشکِلِ کُشا شد



بہ قطبِ حق عسلا الدین عطار  
 بہ آن پیرے کہ چرخ آمد مقاش  
 بہ حق آبروئے پیرِ احتسار  
 چہ گویم من بہ وصفِ آن گرامی  
 مقامِ خواجہ برتر از گمان است  
 دلش بحرے است ز اسرارِ الہی  
 بہ خواجہ زاہد آن پیرِ صفائش  
 بہ حق خواجگی کا ندر بدایت  
 بہ آن مہرِ سپہرِ ارجمندی  
 کہ صہبائے محبت راست ساقی  
 بہ آن ستارِ سیرِ بے نہایت  
 بہ آن نبیوعِ اسرارِ نہانی  
 بہ نورِ دیدہ فاروقِ احمد  
 ز نورش شد سوادِ ہند روشن  
 چراغِ محفلِ باریک بینان  
 نہ سجدہ ہر کہ داندار تقایش  
 بہ ہر دو دیدہ آن غوثِ قیوم  
 بہ شیخِ عبدِ الاحد آن نجمِ ثاقب  
 بہ سیفِ الدین و آن نورِ محمد  
 بہ پیرِ ماکہ ہست اندر زمانش  
 نہ شد مجز بندگی آرام گاہش  
 نہ گویم از کمالِ اتش کہ چون است  
 بہ حق بوسعیدِ سعد و ران  
 بہ حق ہادیِ ابدالِ اوتاد  
 بہ پیرِ مرشدِ عالمِ محمد

کہ از عالمِ کشادے قفلِ اسرار  
 از آن یعقوبِ چرخِ گشت نامش  
 کہ زوزیبِ دگر گرفت این کار  
 کہ در وصفش چنین گفت آجامی  
 برون از حدِ تقریر و بیان است  
 کہ ویکِ قطرہ از مہتابِ ماہی  
 بہ جانِ بازاری مولاناے درویش  
 نمودے درجِ اسرارِ نہایت  
 ختامِ خواجگانِ نقشبندی  
 دُرِ دریائے عرفانِ خواجہ باقی  
 بہ آن سرِ بنگِ اربابِ درایت  
 بہ آن شہبازِ بُرجِ لامکانی  
 کہ زو شرعِ محمد شد مجدد  
 از سرِ ہند شد وادیِ ایمین  
 سپہ سالارِ فوجِ پاکِ دینان  
 نگاہِ ہیچ کس با نقشِ پایش  
 سعیدِ عروۃ و ثقاتِ معصوم  
 محمد عابدِ آن والا مناقب  
 بہ شمسِ الدین حبیب اللہ ارشد  
 ہدایتِ خضر اندر آستانش  
 از آن شد نامِ عبد اللہ شاہش  
 زہرِ وصفے کہ اندیشم فزون است  
 بحارِ فضلِ ایزدِ لطفِ یزدان  
 شہ احمد سعیدِ آن قطبِ ارشاد  
 عمرِ کز وے طریقت شد مجدد



ز عرفان عین و از مقصود مبین است  
در آخر اول اسم رحیم است  
به آن غوث زمان قطب ہدایت  
امام اولیا کا ن کرامت  
رئیس پاک یازان قبلہ دین  
دارغ محفل ارباب تمکین  
محی الدین عبداللہ ابوالخیر  
کہ بودہ ذات پاکش منبع الخیر  
بہ درگاہ تو این عبد محقر  
کند عرض اے کریم بندہ پرورد  
غریب و بے کسم بر من بخشائے  
چو کس مشکل کشا نبود تو بخشائے  
در یکشائے از خوشنودی خویش  
برین سرگشتہ مہجورد لریش  
بہ ہر کس کز کرم کردی نگاہے  
دو عالم رانہ می سجد بہ کاہے  
ز بحر کز فیوض گشت ریزان  
ز عین مکرمت بر این عزیزان  
بہ رحمت رشتہ ہم بردل من  
اگر ریزی شود حل مشکل من  
زمن ہرگز نہ شد کارے کہ باید  
گنہ زین سان کہ در گفتن نیاید  
ز اعمال بد خود شر مسارم  
نہ طاعت نے زبان عذر دارم  
چو بر خود بینم از بس شرمساری  
بہ دوزخ خوشترم از ستکاری  
بیامزد و میرس از کار خامم  
بہ رسوائی نیز دانتقامم  
اگر چہ من ستم بر خویش کردم  
قباحتہائے از حد بیش کردم  
چومی اندیشم از دریائے جودت  
خوشم با این ہمہ نقض عہودت  
بہ محض فضل تو امید دارم  
تو خود فرمودہ آمرزگارم

معنی نہ ماند کہ ما بین خطین ہشت اشعار از حضرت ناطق قدس سرہ نیند بلکہ فیما بعد  
حضرات کرام قدس اللہ اسرارہم اضافہ فرمودہ اند۔

اشعار ناطق سہیلی | روزے در کوٹہ اشعار عبدالرحمن ناطق سہیلی خواندند و فرمودند، اگر چہ جنوہ  
قلب این اشعار را خواندہ دعا کردہ شود۔ انشاء اللہ مقبول خواہد شد۔

يَا مَنْ يَرَى مَا فِي الصُّمُورِ وَيَسْمَعُ  
أَنْتَ الْمُعَدُّ لِكُلِّ مَا يَتَوَقَّعُ  
يَا مَنْ يُرْجَى لِلشَّدَايدِ كُلِّهَا  
يَا مَنْ إِلَيْهِ الْمُشْتَكَى وَالْمَفْزَعُ  
يَا مَنْ خَزَائِنُ رِيقِهِ فِي قَوْلٍ كُنْ  
أُمْنٌ فَإِنَّ الْخَيْرَ عِنْدَكَ أَجْمَعُ  
فَالِي سِوَى فَقْرِي إِلَيْكَ وَسِيلَةٌ  
فَبِالْإِفْتِقَارِ إِلَيْكَ فَقْرِي أَذْفَعُ



قَالِي سَوَى قُرْعَى لِبَابِكَ جِلَّةً      فَلَا يُنْزِلُ رَدَّتْ نَائِي بَابٍ أَقْدَرُ  
وَمَنْ الَّذِي أَدْعُو وَاهْتِفْ بِاسْمِهِ      إِنْ كَانَ فَضْلُكَ عَنْ قَبُولِكَ يُمْنَعُ  
أَسْأَلُ جُودَكَ أَنْ تُقْنِطَ عَاصِيَا      فَالْفَضْلُ أَجْزَلُ وَالْمُؤَاهِبَةُ وَسْعُ

**صلوة حاجت** علامہ ابن جزری در حصن حصین بہ دو وجہ صلات حاجت را ذکر کرده، یکے از ابن حبان و ابن سنی وغیرہا و دیگرے از ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم۔ دور ہر دو وجہ آمدہ کہ اولاً بہ نیک وجہ وضو کند و دو رکعت نماز گزارد۔ و باز دعا کند در وجہ اول الفاظ دعا بہ این لفظ وارد است۔ کہ اولاً پروردگار را ثنا کند باز بر رسول وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درود فرستد باز گوید۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَغَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْعِصْمَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدْعُ عَلَيَّ ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔ و حاجت اتم است کہ بہ اللہ تعالیٰ باشد یا بہ یکے از بنی آدم۔ و در وجہ دوم آمدہ کہ بعد از دو رکعت این دعا کند۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ ذَا التَّوَجَّهِ اِلَیْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتُوَجَّهُ بِكَ اِلَی رَبِّیْ فِی حَاجَتِیْ هَذِهِ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔

مولوی بخشش اللہ دہلوی مرد پاک دل و صادق الارادہ کامل المحبہ بود۔ از روزے کہ بیعت شد تا آخر یوم در حلقہ شریفہ ہر روز شریک می شد۔ سیزدہ یا چہار دہ سال بہ خوب وجہ خدمت کرد۔ حضرت ایشان را نیز نگاہ لطف برعاش بود۔ روزے بہ وے فرمودند تا ترا صلاۃ حاجت تعلیم می کنیم در حاجت شدید این نماز بخوان۔

بہ وقت تہجد بہ وجہ احسن، با حضور دل وضو کن و باز بہ عاجزی و صدق نیت پنج بار یا ہفت بار استغفار و توبہ کن۔

اَسْتَغْفِرُ اللهَ الْعَظِيمَ الْاَرْحَمَ      مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ ضَارٍ عَامِسْتَسْلِمًا  
و باز دوازده رکعت بہ یک سلام بخوان۔ از اول نماز تا آخرش کاہلاً متوجہ بہ پروردگار باش و نیک دانستہ باش کہ پیش مولی و مالک خود استادهئی۔ وے ترا می بیند و تو از گناہانت گناہان خود از دید انوار تجلیات وے تعالی شانه قاصر هستی۔ بعد از ہر دو رکعت قعدہ کنی و در قعدہ اخیرہ التَّحِيَّاتُ خواندہ بخوان۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ



سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ  
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ و باز به حضور قلب و رود شریف خوانده  
رَبَّنَا آتِنَا الْحَمْدَ خَوَانِدَه سَلَام بَدَه و باز تکبیر گویان به سجده برو، و در سجده سورۀ فاتحه مع بسمه هفت بار،  
و آیتہ الکرسی هفت بار، و لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يَدِيهِ  
الْخَبْرُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بار، و- اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِمَعْقِدِ  
الْعِزِّ مِنْ عَرَشِكَ وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ وَاسْمِكَ الْأَعْظَمِ وَجَدِّكَ الْأَعْلَى  
وَكَلِمَاتِكَ الثَّمَانِيَةِ- هفت بار- بخوان و در جناب مالک و مولائے خود به عاجزی دعا کن و تکبیر گفته  
سراز سجده بردار-

**تعویذات** عاجز یار نہ دارد کہ حضرت ایشان تعویذ نوشتہ باشند و نہ از کہے شنیدہ کہ بہ کہے تعویذ دادہ  
باشند، البتہ بہ حضرت والدہ ماجدہ قدس سرہ صاف فرمودہ اند کہ حصن حصین و القول الجمیل  
کتاب ہائے معتبر اند و برائے حضرت والدہ ماجدہ طفر الجلیل ترجمہ و شرح حصن حصین و شفا العلیل  
ترجمہ القول الجمیل پسند فرمودہ بودند چنان چہ حضرت والدہ صاحبہ احياناً تعویذ می دادند و حضرت  
ایشان بعض مخلصین را نیز اجازت دادہ بودند مثلاً ملا عبد الرشید آخوند زادہ از کوٹہ- ملا حبیب اللہ  
از جہات سرحد و غیر ہمارا-

**تعویذ سال نو** سالہ در کوٹہ جون اول ماہ محرم دیدیم حضرت ایشان بہ ماہر سہ برادر فرمودند  
بروید و یک صد سیزدہ بار بسم اللہ الرحمن الرحیم بنویسید و نزد والدہ خود ببرید  
کہ تعویذ کنند شمایان در گلوئے خود برسینہ آن تعویذ را آویزان کنید بہ عاجز و برادر عزیز فرمودند کہ بسم اللہ  
نوشتہ بہ ما نشان دہید چنان چہ ماہر و تحمیرات خود را پیش کردیم و حضرت ایشان ملاحظہ فرمودہ چند جارا  
اصلاح فرمودند و گفتند ہر سال بہ اول شب سال نو ہچمان کردہ باشید- چنان چہ تا یک مدت عاجز  
بر آن عمل کرد-

**برائے مرض صراع** حضرت ایشان در اول دلائل الخیرات موروئی تحریر فرمودہ اند بسم اللہ  
الرحمن الرحیم- برائے دفع مرض صراع اول یک کرتہ (قمیص) فراخ دوختہ  
ہشت تعویذ بہ این نہج بدوزند کہ دو تعویذ جانب پیش برسینہ و دو بہ جانب پشت بہ زیر شانہ ہر دو بہ  
ہر دو باز و دو زیر ہر دو بغل، و تعویذ این است- بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ هَذَا لَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ  
بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كَلِمَةٌ بِهِ الْمَوْتُ بَلْ لِلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا-



## القول الجمیل

تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہ الاقدس در تعویذات کتاب مفید است۔ حضرت شاہ غلام علی و حضرت شاہ ابوسعید و حضرت شاہ احمد سعید و اولادہ الکرام قدس اللہ اسرارہم از روئے این کتاب تعویذات می نوشتند۔

## دعا و دم کرن

البتہ حضرت ایشان دعا می کردند و بر مریض دم ہم می کردند۔ در بیان واقعہ ملا عبدالحلیم آخوندزادہ گزشتہ کہ محمد عمر نوری آب آورد و حضرت ایشان بران دم کردند اگرچہ این گونه واقعات بسیار کم بودہ اند۔ روزی حضرت ایشان در حرم سرا بودند کہ یوسف علی خان مدار المہام ریاست جے پور حاضر شد و بہ دست خادش یک صراحی پر از آب بود۔ در خانہ او مریضی بود و ارادہ داشت کہ آب را دم کنانیدہ برد۔ اطلاع آمد یوسف علی خان کردہ شد۔ وقتی نہ گزشت کہ حضرت ایشان از حرم سرا آمدند، هنوز بہ شستگاہ نہ رسیدہ بودند کہ حاجی ملا احمد مٹھ خیل را بہ آواز بلند فرمودند۔ احمد بہ فلان بزرگ بنویس کہ بر آب دم کردہ ارسال دارد۔ یوسف علی خان چون این کلام را شنید و سببوسی کرد و رخصت شد۔ اگر حضرت ایشان دین باب مراعات کردے۔ صفائے وقت از حضرت ایشان رفتے۔ وہ جائے طالبان حق۔ اصحاب حاجات را ہجوم ہونے۔ چند واقعات کہ پیش آمدہ نوشتہ می شود۔

## والدہ شوکت علی محمد علی

آبادی بانو والدہ شوکت علی محمد علی از شاہ ولی البنی مجددی رامپوری خلیفہ حضرت شاہ احمد سعید بیعت بودہ۔ در فصل اول در بیان واقعہ مولانا عبد الغفار خان نیز بیان والدہ محمد علی گزشتہ۔ اگرچہ آبادی بانو باہر دو فرزند خود با انگلیسہا در جہاد مصروف بودہ اما از صفائے باطن غافل نہ بودہ۔ اکثر نزد حضرت والدہ محترمہ می آمد و بہ ذکر شریف مشغول می گشت۔ شبے دے با دختر محمد علی آمد۔ این دختر نہ سالہ یادہ سالہ بود۔ حضرت ایشان آن وقت بہ حلقہ شریفہ مصروف بودند۔ والدہ محمد علی دختر را بہ خدمت حضرت ایشان فرستاد۔ دختر عرض کرد کہ والدہ من بسیار علیل است۔ برائے صحتش دعا فرماید محمد علی و شوکت علی۔ ان روز ما سیر فرنگ بودند۔ خذ لہم اللہ تعالیٰ۔ در عرض داشت دختر عجب اثرے بود کہ چہمان مبارک حضرت ایشان پر نم شد و دست تضرع بہ بارگاہ کبریا دراز کردند۔ کسانے کہ در حلقہ شریفہ شریک بودند نیز دستہا برداشتند۔ حضرت ایشان دعا کردند و جماعت آمین گفت۔ چند روز نہ گزشت کہ خبر صحت یابی بہ حضرت ایشان رسید و معنی این حدیث شریف ظاہر شد کہ حاکم و مستدرک روایت کردہ۔ إِنَّ اللَّهَ لَيَسْتَجِیْبُ مِنَ الْعَبْدِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ فَيَرُدَّهُمَا خَائِبَتَيْنِ۔ ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ۔

معظم علی شاہ | پسر علی خان پسر جانفشان خان از مخلصین صادق المحبہ الارادہ بود



آہا اشتغال در امور دنیویہ بیشتر داشت اوقات عزیز خود را در قضا یا دعاوی صرف می کرد۔ حضرت ایشان چند بار نصیحت کردند لیکن او بہ حال خود گرفتار ماند۔ نوبتہ در بعض دعاوی چنان ملوث شد کہ اندیشہ منزلی جنس و بند پیدا شد چوں راہ خلاصی مسدود یافت بہ خدمت حضرت خیر جہان رسید تا ہمت برگمارد و دعائے فرمانید کہ مشکل آسان گردد۔ حضرت ایشان اولاً زجرش کردند و از خانقاہ شریف بند کردند و فرمودند: "ما چند بار نصیحت کردیم لیکن تو گوش نہ نہادی"۔ معظّم علی شاہ دو روز در کوچہ بہ سر کرد بہ عاجزی و زاری مصروف ماند۔ تا آن کہ فغانش را اثری پیدا شد۔

تا نہ گریہ طفل کے جوشد لبّین تا نہ گریہ ابر کے خند و چمن

حضرت ایشان معظّم علی شاہ را طلب فرمودند و بہ محبت نصیحت کردند و دستش را در دست ہائے خود گرفتہ اقرار گرفتند کہ بار دیگر نافرمانی نہ خواہد کرد، بعد ازین حضرت ایشان ہر دو دست ہائے خود را برائے دعا برداشتند و بسم اللہ الرحمن الرحیم خواندہ سورہ فاتحہ را تا بہ آیات نستعین خواندند فرمودند: "یا اللہ العالین مبرا پرستش می کنیم و از تو طلبگار ہوں و امداد مستیم۔ بہ لطف خود گناہان مایان و معظّم علی شاہ جمیع مسلمانان را معاف فرما و معظّم علی شاہ را ازین آفت محفوظ دار"۔ حضرت ایشان این دعا می کردند و اہل حلقہ و معظّم علی شاہ بہ تائین مصروف بودند و آثار اجابت از در حق بہر استقبال می آید۔ ظاہر و لائح بود۔ معظّم علی شاہ مطمئن البال و قری العین مخلص شد۔ روز دوم بمحکمہ رسید۔ و حاکم بہ برائت دے حکم کرد۔ معظّم علی شاہ ہماں دم برقیہ ارسال کرد چوں حضرت ایشان را اطلاع واقع شد پروردگار را حمد و ثنا کردند و شکرانہ الہی بہ جا آوردند۔

**دم بر بیمار ان** معمول شریف حضرت ایشان بود کہ بر بیمار ان دم می کردند۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ می خواندند و دعا می کردند۔

**علالت اولاد** اگر از اولاد کسی علیل می شد حضرت ایشان بسیار کبیدہ خاطر می شدند۔ در معالجہ مصارف زیاد می کردند۔ حضرت والدہ صاحبہ ہر شب زیر بالش مریض پنج پیسہ می نہادند و در قیام دہلی بزر او در کوئٹہ گوسفند را صدقہ می کردند و روز و شب دوسہ بار لا محالہ نزد مریض می آمدند و ادعیہ فوق الذکر را خواندہ دم می کردند۔ اگر مریض بہ خواب می بود بیدارش نہ می کردند۔ و اگر بیدار می بود از احوالش استفسار می فرمودند و دست مبارک بر پیشانی و سہ نہادہ کیفیت تب معلوم می کردند۔ بر بستر مریض گاہی نہ می نشستند کہ بے آرام نہ شود بلکہ بر گرسی یا بہ جائے دیگری نشستند و دیدہ شدہ کہ



بعد از دم کردن قدرے خاموش می نشستند۔ عاجز خیال دارد که بطریقہ حضرات نقشبندیہ بہ سلب کردن مرض متوجہ می بودند، هیچ گاہ از حضرت ایشان احوال جزع و فزع ظاہر نہ شدہ و نہ هیچ فرق در معمولات مبارکہ واقع شدہ۔ ہر کار و ہر عمل بروقت خود حسب معمول سرانجام می یافت۔ گاہے بہ کسے از بیماری اولاد چیزے نہ گفتند۔ اگر کسے از افسردگی و آثار الم چیزے بفہمیدام دیگر است۔ نزد عاجز عمل حضرت ایشان برین حدیث شریف بودہ کہ روا یتش بخاری و مسلم کردہ اند۔ **إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا تَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَىٰ رَبُّنَا**۔ نوبت آخر برائے دیدن مریض بعد از نیم شب بِلَيْلِ السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ وَالثَّلَاثَةِ تشریف می آوردند چون از حلقہ مبارکہ فارغ می شدند در دست مبارک خود چراغ گرفته بہ آہستگی می آمدند تمام خانہ در خواب می بود کسے را از آمدن ایشان خبر نہ می شد۔ حسب معمول دم می کردند و قدرے توقف کردہ می رفتند و چون مریض شفای یافت احیاناً شُکراً لِلَّهِ برائے مسکینان انتظام طعام می کردند و احیاناً بہ رامپور، عزیزان تنگ دست را در اہم ارسال می کردند۔

**برائے ایصال ثواب** | در بمبئی وفات حاجی ایوب شد حضرت ایشان بہ حاجی عبداللہ عمر تحریر فرمودند کہ دوستان را باید ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ از سر صدق و اخلا خواندہ ثوابش بہ روح حاجی ایوب رسانند و بجزو نیاز در بارگاہ کبریا برائے مغفرت دے دعا کنند۔

**برائے دفع اثر چشم بد** | سید احمد حسین آٹوپ شہری بہ خدمت مبارکہ عریضہ ارسال کرد کہ سپر علیل است وَالْمَظْنُونُ أَنَّهُ مُصَابٌ بِالْعَيْنِ حضرت ایشان تحریر فرمودند۔ **وَإِنْ يَكَاذُ الَّذِينَ كَفَرُوا الَّذِيْنَ يَقُولُونَ لَا بَصَارَ لَهُمْ لِمَا سَمِعُوا الَّذِيْ كَرَدَ يَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ**۔ راجحان و دم کن کہ برائے دفع اثر چشم بد مفید است۔ احمد حسین عمل کرد و پسرش بفضل اللہ و احسانہ شفا یافت۔

**برائے حاجت برآری** | فرمودند کہ بہ صبح و بہ شب قبل از خفتن وضو کردہ بہ عاجزی و حضور قلب اولاد و آخرایازدہ یازدہ بار درود شریف و در مابین یک صد بار این دعا را بخواند **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ بُنَّانَ اللَّهُ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ بُنَّانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ** مشکلات را پروردگار آسان خواهد کرد۔

**برائے اوجاع و خصوصاً وجع چشم** | در اول مجلد از نصف آخر من الجواهر الحسن تفسیر امام عبدالرحمن ثعالبی متوفی ۸۷۸ھ نسخہ



مخطوطہ حضرت ایشان تحریر فرمودہ اند۔ مِنْ قَوَائِدِ سُورَةِ الْقَائِمَةِ وَأَسْرَارِهَا وَمَنَافِعِهَا إِنَّمَا تَقْرَأُ أَحَدِي دَارَ لَعِينٍ مَرَّةً مَا بَيْنَ صَلَاةِ رَكْعَتِي الْفَجْرِ وَصَلَاةِ قَرِيبَةِ الصُّبْرِ كُلِّ وَجَعٍ عَامَةً وَلَوْ جَعَلَ الْعَيْنُ خَاصَةً فَيَبْرَأُ الْوَجَعُ بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى - حَدَّثَنِي بِذَلِكَ بَعْضُ أَوْلِيَاءِ الْهِنْدِ وَهُوَ يَعْقُوبُ بْنُ خُضَيْرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ - يَعْنِي جَهْلِي وَيَكُ بَارِخْوَانْدَن سُوْرَةُ فَاتِحَةِ مَا بَيْنَ سُنَّتِ وَفَرِيضَةِ صَبْحٍ بَرَاءَةِ هَرُوجِ عُمُوَادِ بَرَاءَةِ وَجَعِ چَشْتَمِ خُصُوصًا مُفِيدِ اسْتِ وَبِهِ مِنْ اَيْنِ فَاَنْدِه رَا اَز اَوْلِيَا ئِ هِنْدِ يَعْقُوبُ بْنُ خُضَيْرٍ بَيَانِ كَرْدِه رَحْمَةُ الشَّرِّ

**دعائے ماہِ نور** | چوں ماہ نور امی دیدند هر دو دست بار برداشته این دعای خواندند اللَّهُمَّ أَهْلَهُ عَلَيْنَا بِالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيقِ لِمَا نَحِبُّ وَتَرْضَى، رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ - هِلَالٌ خَيْرٌ وَرُشْدٌ - چُون کَلِمَةُ رَبِّكَ اللَّهُ می فرمودند به انگشت شهادت اشاره به هلال می کردند تا معلوم شود که این با خطاب به هلال است -

**دعائے سالِ نور** | در کونته چوں ماہ محرم از ساله دیدند حکیم صبح الزمان هندی که مخلص صادق بود این دعا تعلیم فرمودند - اللَّهُمَّ أَنْتَ اللَّهُ الْأَبَدُ الْقَدِيمُ وَهَذِهِ سَنَةٌ جَدِيدَةٌ، إِنِّي أَسْأَلُكَ فِيهَا الْعِصْمَةَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَأَوْلِيَاءِ الشَّيْطَانِ وَالْأَمَانِ مِنَ السُّلْطَانِ الْجَائِرِ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِي شَرٍّ مِنَ الْبَلَايَا وَالْآفَاتِ وَأَسْأَلُكَ الْعَوْنَ وَالْعَدْلَ عَلَى هَذِهِ النَّفْسِ الْأَمَّارَةِ بِالسُّوءِ وَالْإِسْتِغَالَ بِمَا يَقْرَبُنِي إِلَيْكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَبِهِ دَعَا كَفْتَنْدِ بِرُوشْكَرَانِه حَقِّ بِه جَا آر، دو رکعت بخوان که دے تعالی شانہ ترا این نعمت عطا کرد -

بے توجانان و ترار نہ توانم کرد احسان ترا شمار نہ توانم کرد  
گر بر تن من زبان شود هر موعے یک شکر تو از هزار نہ توانم کرد

**رویت سبیل نجات از بلیات** | بر درتے تحریر فرموده اند - بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ - مَنْ أَسْبَلَى بِبَلِيَّةٍ وَشَاءَ أَنْ يُرَى فِي مَنَامِهِ سَبِيلُ

النَّجَاةِ مِنْهَا فَلْيَقْرَأِ الشَّمْسَ وَاللَّيْلَ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ - كُلَّ وَاحِدٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ مُضْطَجِعًا عَلَى الشَّقِ الْأَيْسَرِ مُتَوَضِّئًا مَلْبَسًا بِلِبَاسٍ طَاهِرٍ، وَلْيَقُلْ بَعْدَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ - اللَّهُمَّ ارِنِي فِي مَنَامِي كَذَا وَكَذَا وَاجْعَلْ مِنْ أَمْرِي قُرْجًا وَخُرْجًا وَارِنِي فِي مَنَامِي مَا اسْتَدَلَّ بِهِ عَلَى إِجَابَةِ دَعْوَتِي - انْتَهَى - إِنْ رَأَى فِي اللَّيْلَةِ الْأُولَى فِيهَا - وَالْأَفْلَحُ عَمَلٌ فِي الثَّانِيَةِ وَالْآفِي الثَّالِثَةِ وَهَكَذَا إِلَى سَبْعِ لَيَالٍ فَإِنَّهُ يَرَاهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ بِالضَّرُورَةِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ



تَعَالَى - وَقَدْ جُذِبَ مَرَارًا - اگر کسی به آفت مبتلا شود و نخواهد که در خواب راه نجات را دریابد، پس وضو کرده و لباس طاهر پوشیده به پہلوئے چپ دراز گشته ہفت ہفت بار سورہ شمس و سورہ لیل و سورہ اخلاص را بخواند - و باز ہفت بار این دعا کند، بار خدا یا - مراد خواب ازین آفت راه نجات بنا و برائے من ازین آفت مخلص پیدا کن و در خواب بر من چیزے ظاہر کن کہ بر اجابت دعائے من دال باشد، ۱ھ - اگر شب اول ظاہر شود قبھا و نعم، ورنہ بہ شب دوم ہم این عمل کند اگر باز ظاہر نہ شود بہ شب سوم این عمل کند، و ہم چنان تا ہفت شب - ان شاء اللہ درین مدت مقصد خود را دریابد، بار بار بہ تجربہ آمدہ -

**ختم مقدس** در بیاضی نوشتہ اند ختم مقدس معظم در جلسہ واحدہ بہ تعیین وقت بحضور قلب خوانندہ ایصال ثواب آن بر روح پُرفروش امام الطریقۃ قطب الحقیقۃ مجدد الف ثانی حضرت امام ربانی قدسنا اللہ بسرہ الا قدس کند، برائے حل مشکلات و انجاء ہما ت حصول نسبت بہ حضرت امام ربانی قدس سرہ بہ غایت مجرب است (۱)، درود شریف یک صد بار (۲) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ - پنج صد بار، (۳) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ - صد بار (۴) يَا حَسْبِيَ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ، صد بار (۵) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ - صد بار (۶) يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، صد بار (۷) يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، صد بار (۸) لَا فُلْجَاءَ وَلَا مُنْجَاءَ اِلَّا الْبَلَاءُ، صد بار (۹) رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَاَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ، صد بار (۱۰) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، پنج صد بار (۱۱) درود شریف یک صد بار، **بہترین اوقات ولیالی و ایام** تحریر فرمودہ اند کہ بہترین اوقات سحر است یعنی رَجیع ازان بین العصر و المغرب، بعد ازان بین المغرب و العشاء، بعد ازان بعد العشاء، بعد ازان ما بقی من الاوقات علی السوار - و بہترین شب ہا شب آدینہ و شب دوشنبہ و بہترین روز ہا جمعہ و دوشنبہ و پنجشنبہ است -

**لطف خفی** در اوّل مجلد دلائل الخیرات نوشتہ اند

وَكَمْ يَلِيهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيٍّ      يَدُقُّ خَفَاهُ عَنْ فَهْمِ الزَّكِيِّ  
وَكَمْ يُسِرُّنِي مِنْ بَعْدِ عُسْرِ      وَفَرَجَ كُرْبَةِ الْقَلْبِ الشَّجِيِّ



وَكَمَّ امْرِئُ سَاءٍ بِهِ صَبَاحًا      وَتَأْتِيكَ الْمَسْرَّةُ بِالْعَشِيِّ  
إِذَا اضْأَقَتْ بِكَ الْأَحْوَالُ يَوْمًا      فَتَقُ بِالْوَاحِدِ الْفَرْدِ الْعَلِيِّ  
تَمَسَّكَ بِالنَّبِيِّ فَكُلَّ خَطْبٍ      يَهُونُ لِمَنْ تَمَسَّكَ بِالنَّبِيِّ  
وَلَا يَجْزَعُ إِذَا مَاضَا قَصْدُ رُ      فَكَمَّ لِلَّهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيِّ

**داروئے دل عاشق** در اول مجلد نوادر الاصول نوشته اند الصلوة والسلام  
عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، يَا رَسُولَ اللَّهِ حَدِيثُكَ غَوْثِي

وَأَعْتَصَمْتُ بِبَابِكَ وَالتَّجَانُّ إِلَى جَنَابِكَ -

سَرَى الْبَرْقُ مِنْ نَجْدٍ فَجَدَّدَ تَذَكُّرِي      عَهْدُ دَائِجُ زَوِي وَالْعَذِيبُ وَزِي قَارِي  
وَهَيَّ مِنْ أَشْوَاقِنَا كُلِّ كَامِنٍ      وَأَجَّحَ فِي أَحْشَائِنَا لَاحِجَ نَارِ

یعنی، اے رسول خدا، درود سلام بر شما باد، اے رسول خدا حدیث شما معنوت من است و التجانی من  
به دلیر شما است و ملازم من رجبہ شما است۔ برق به جہات نجد درخشد و مرا آن آیام یاد دہانید کہ  
بہ جزوی و عذیب و زی قار بہ سر بردہ بودم و از اشواق من برانگیخت آن چہ پوشیدہ بود و در زہد من تش

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِي مَنْ أَلُوذُ بِهِ      سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَجِيمِ  
وَلَنْ يَضِيقَ رَسُولَ اللَّهِ جَاهُكَ بِي      إِذَا الْكَرِيمُ تَجَلَّى بِأَسْمِ مُنْتَقِمِ  
چہ غم گرداغ عصیان می برم بوسہ سیاه آنجا      کہ گرد آن مہ ملک ملاحت عذرخواہ آنجا  
دران وادی کہ تواند ز حیرت مور پاماندن      نمود آن قافلہ سالار عالم شاہراہ آنجا  
چمن معلوم بوسہ زلف عنبرینز او دامن      صبارا گل بہ دامان می کند ہر صبح گاہ آنجا  
مرا مرست در کاشانہ دل قہوتی دارم      تو آن لے سرور دین سرکشیدن گاہ گاہ آنجا  
رُخ خود بر نہ بایی یا شفیع المذنبین از من      پیادہ در رکابت چون دوز روشن شاہ آنجا

**اجازت اوراد و صلوات** حضرت ایشان را اجازت عن سیدیہ الوالد عن أبيہ  
عَنْ شَاهِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ وَالِدِ شَاهِ وَلِيِّ اللَّهِ قَدْ سَ

اللَّهُ أَسْرَارَهُمْ بُوْدَہ و از حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ نیز مجاز بودند اگر بہ کس اجازت دلائل الخیرات  
یا حصن حصین یا حزب اعظم یا اوراد و تہنیتی می دادند در اکثر اوقات بر سر ورق کتاب سند را ہم می نوشتند۔  
و محبت بعض جاہانیزی کردند عاجز در افغانستان نسخہ دلائل الخیرات را زیارت کرد۔ حضرت ایشان بہ  
حَبْرٍ أَحْمَدَ كَمَا كَانَتْ عَادَتُهُ الشَّرِيفَةَ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَحْيَانِ۔ بِرَأْسِ مَبَارَكِ أَحْمَدِ رَأَى اللَّهُمَّ



صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى مَنْ اسْمُهُ أَحْمَدُ - دو پیش نوشته بودند یعنی اسم مبارک را منصرف کرده بودند، عاجز روزی این امر را پیش مولانا قاضی سجاد حسین صدر مدرس مدرستہ عالیہ فتحپوری بیان کرد۔ ایشان گفتند امام قسطلانی در ارشاد الساری شرح بخاری بیان این مسئلہ کردہ اند قسطلانی نوشته اند - اسمہ احمد، قال فی الدرر یحتمل النقل من الفعل المضارع او من افعل التفضیل والظاهر الثاني وعلى كلا الوجهين فمنعه من الصرف للعلمية والوزن الغالب الا انه على الاول يمتنع معرفة وينصرف نكرة وعلى الثاني يمتنع تعريفاً وتنكيراً لانه يختلف العلمية الصفة واذا انكر بعد كونه علماً جرى فيه خلاف سيبويه والاختلاف هو مسئله مشهورة عند النحاة والشد حستان يمدحه (فی الرثاء)، عليه الصلاة والسلام وصرفه -

صَلَّى إِلَهِ وَمَنْ يَحْتَفُّ بِعَدُوِّهِ وَالطَّيِّبُونَ عَلَى الْمُبَارَكِ أَحْمَدُ

فاحمد بدل او بيان للمبارك -

**تحریر بر شجرہ شریفہ** | حضرت ایشان بر شجرہ شریفہ نام خود را و باز نام طالب حق مع ولادت و می نوشتند و دعای کردند و بعد از ولادت ماهر سر برادر - بعد از نام خود

نام ماهر سر را می نوشتند و باز نام طالب حق را عبارت یک شجرہ شریفہ بر این نهج است -

جُدُّ لِعَايَ وَمَا سِوَايَ هُوَ الْعَا حَيٌّ دَلَّ كَيْنَ تَنْكِرِي اسْتَحْيَاءُ

الہی برین بندہ شرمندہ عبد اللہ ابوالخیر فاروقی و بر اولادش بلال بن عبد اللہ وزید بن عبد اللہ و سالم بن عبد اللہ عفی اللہ عنہم و غفرلہم و رحمہم و بارک فی ایمانہم و صلاحہم و علمہم و عملہم و محمد و ہمد و بردین محمد ولد شجاع شاہ توری مہربانی و رحم کن و از خشم و غضب خود ہمہ مایان را نگاہ دار و بہ رضا مندی خود ہمہ مایان را مشرف کن آمین بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ -  
دوشنبہ ۲۱ جمادی الآخرہ ۱۳۳۴ھ

شعر عربی از قصیدہ ہمزیہ امام البصیری است قدس سرہ - در ماسوی، مانافیہ است یعنی کرم کن برگناہگار و نیست جز من گناہگارے - و تنکیر لفظ عاصی از وجہ شرمندگی است نہ از وجہ جہل حضرت ایشان بر بعض شجرات احوال سالک را نوشته اند کہ از درجات ولایت بہ کدام درجہ رسید است -  
**اشتراک در مجلس نکاح** | حضرت ایشان بعض اوقات در محفل عقد نکاح شریک شدہ اند بلکہ خطبہ نکاح نیز خواندہ اند خطبہ کہ حضرت ایشان می خواندند



در کتاب حصن حصین موجود است تبرکاً عاجز آن را می نویسد: **الخطبة** "اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ تَحْمَدُهُ  
وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِ  
اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضِلّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ  
لَهُ وَاشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ  
وَخَلَقَ مِنْهَا رِجَالًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَاءَلُوْنَ بِهِ وَاَرْحَامًا  
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ  
يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ  
يَطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا وَرَسُوْلُهُ اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ  
السَّاعَةِ مَنْ يَطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَعَصِمْهُمَا فَانْه لَا يَضُرُّهُ اِلَّا نَفْسُهُ وَلَا  
يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا وَلَسَّ اَللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ لَنَا مَنْ يَّطِيعُهُ وَيَطِيعُ رَسُوْلَهُ وَيَتَّبِعُ رِضْوَانَهُ  
وَيَجْتَنِبُ سَخَطَهُ فَاَنْتُمْ اَنْتُمْ حُنَّ بِهِ وَلَهُ -

**عقیقه** بیان عقیقه انشاء الله تعالی در خاتمه این کتاب در ذکر اولاد خواهد شد.

**مسأله فقهیه در لباس** حضرت ایشان تحریر کرده اند: **تَقْصِيْرُ النِّسَابِ سُنَّةٌ وَاسْبَابُ**  
**الْاَزَارِ وَالْقَمِيْسِ بِدْعَةٌ، يَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ الْاَزَارُ فَوْقَ**

**الْكَعْبَيْنِ اِلَى نِصْفِ السَّاقِ وَهَذَا فِي حَقِّ الرِّجَالِ وَامَّا النِّسَاءُ فَيَرِخْنَ اَزَارَهُنَّ**  
**اَسْفَلَ مِنْ اَزَارِ الرِّجَالِ لِيَسْتَرْظَهْنَ قَدْ مَهَّنَ اسْبَابُ الرَّجُلِ اَزَارُهُ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ**  
**اِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْخِيْلَاءِ فِيْهِ كَرَاهَةٌ تَنْزِيْهٌ، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ - عالمگیری باب للباس -**

کوتاه کردن جامه ها سنت است و فرو گذاشتن ننگ یا شلوار و پیرهن بدعت است. باید که ازار بالا تر از  
بند پا بود تا نیم شتالنگ، و این حکم بر مردان است. و زنان را باید که فرو گذارند ازار خود را کتشت پا

ایشان پوشیده ماند، فرو گذاشتن ازار زیر بند پا از مرد اگر از وجه تکبر نیست کراهت تنزیه دارد. از فتاوی

**منقبت غوث دلی** ملا فیض الله ولد ملا در محمد قوم وردگ ساکن شکی به یکشنبه نوزدهم جمادی  
الأولی ۱۳۳۶م واردات قلب خود را قلم بند کرده موسوم بمنقبت غوث

دلهوی ساخت تخریش پیش عاجز است بر نخ ازان نوشته می شود و قد لِحَقَّ هُوَ بِمَنْ أَحَبَّهُ، خدا  
رحمت کند این عاشق را پاک طینت را -

بیایه کامل و مرد خردمند که گویم پیش تو پیرانه یک پسند



ازین دنیا تو محبت خویش بردار  
به زاری روبرو درگاه خدا آر  
شرارِ عشق او در جهان افکن  
دلِ اول یکے رهبر بگیری  
که در شر راه عشقش پردها هست  
اگر یک جرعه از جامت چشیدی  
یگانه پیروارم من به دلی  
که او صفاتش بدون از حدِ کلکم  
لکالاش چو بیش از بیش باشد  
که شاه دهلوی غوثِ جهان است  
به صدقِ دل غلامِ خاک او شو  
که خادم را به راه راست آرد  
موافق دال با ندلول یک جا  
به علم ظاهرو باطن محتلا  
کلام پاک را از بهر توشه  
به مثل کوه ثابت بر شریعت  
ز اشغال جهانی بس نفور است  
مجددِ آنفِ ثانی حبه او بود  
ز رویش آن چمنان انوار تابد  
اگر در روز خورشید است تابان  
گزرتا دارد آیام و لیالی  
فیوض عام او هر جا رسیده  
گرفته پایه اش زمین طاقِ اخضر  
مبارک ذات او از فضل بے چون  
طفیلش عاجزان و بے نوایان

ز اموال و مناسش دل جدا دار  
که گردی بر درش از اهل ابرار  
تعلق هائے غیرش را به هم زن  
که بے رهبر نه پے بُردن توانی  
به جز مرشد ترا وصلش کجا هست  
حجابات جهان را بس در یدی  
عجب بحر است از فیض الهی  
صفاتش بیشتر از حدِ عقلم  
یکے از نعت فیض الله نگارد  
ز فیضش پر زمین و آسمان است  
پس او بسته فتراک او شو  
در اوصافِ نکو ثانی نه دارد  
ابوالخیر آمده متلّاعِ شریها  
ز نور پاک سبحانی مجتلا  
ز اول تا به آخر یاد کرده  
رسیده تا به پایانِ طریقت  
مگر در آن چه کز بهرش ضرور است  
که در عرفان کسے بروی نیفزود  
که در شمس و قمر هرگز نه باشد  
جمالش روز و شب بنگر فروزان  
نه باشد از فیوضش جائے خالی  
به جان ارجمندان آرمیده  
ز رویش نور بی چون است اظہر  
یکے گنجی است از انوارِ مکنون  
چشیده جاها از بحرِ عرفان



به راه راست آورده هزاران  
 به وقت کشف بر آن خواجہ عالی  
 چو در اسرار حق مجذوب گردد  
 نگاہ گر بہ مردم افکناند  
 مراقب می شود چون خواجہ ما  
 رود تالا مکان در طرفتہ العین  
 چو واصل می شود در کتبہ پاکش  
 بہ جائے می رسد آن جانِ جانان  
 چو بر مالش کرم کردہ الہی  
 وجودش موردِ انوارِ سبحان  
 مقام غوثیت دارد جنابش  
 خدا بخشیدہ برتر پایہ اورا  
 فدا کردہ اگر کس برورش سر  
 ز بحر فیض خود آن مرشد ما  
 اگر یک جرعه اندازد بہ کامت  
 بہ رحمت کن نظر اے خواجہ دین  
 منم کمتر غلام از خادمانت  
 اگر در آستانت جائے یابم  
 رہا دگر گلخن تو تاج من باد  
 برائے بے کسان روز قیامت  
 قبولم کن زہرت بر غلامی  
 رہانیدہ ز دست نفس و شیطان  
 ہویدا باشد از مسہ تا بہ ماہی  
 عوائق از دلش مسلوب گردد  
 ہمہ پیرو جوان در قص آید  
 شود در لحظہ از عرش بالا  
 شود تازہ بہ نور رب کونین  
 ہمہ تن محو در کنہ جلالش  
 نہ یابد رہ بدایع عقل انسان  
 نہ دارد دوی بہ عصر خویش ثانی  
 بود در روز و شب دائم در خشان  
 بسے ابدال و اقطاب اندیشش  
 الہی کم مگردان سایہ اورا  
 ز عرفان گشتہ پرچون معذرت  
 کند سیراب و ادیبہائے دلہا  
 شوی مخمور تار و زرقیامت  
 بہ حال زار فیض اللہ غمگین  
 مرا نم از جناب بارگاہیت  
 میان خلق سرافراز باشم  
 بر اوج و صلتت معراج من با  
 توئی جبل المتین جانم فدایت  
 غلامیت مرا شد پادشاہی

بود از صدق فیض اللہ غلامت

نگاہ لطف کن بر خاکسارت



## فصل سوم

در

## اکرامات الہیہ بر حضرت ایشان

در فصل اول، تحت عنوان "نور ہدایت دمید" حدیث مبارک از صحیحین نقل کردہ شدہ کہ چون پروردگار جلّ شانہ و عَمَّ احسانہ از بندہ خود راضی می گردد و جبریل را خواندہ می گوید من لکان بندہ را دوست می دارم تو او را دوست دار پس جبریل آن بندہ را دوست می دارد و در آسمان ندای کند کہ پروردگار فلانی را دوست می دارد پس اے اہل آسمان شما ہم ویرا دوست دارید پس آسمانیان ویرا دوست می دارند و قبولیت آن بندہ در زمین نہادہ می شود و در دہائے اہل زمین محبت دے جائے می گیرد و مشکاة در باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ حدیث صحیح بخاری از ابوہریرہ نقل کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خدائے تعالیٰ گفت کسے کہ دوست را از دوستان من دشمن دارد پس بہ تحقیق من خبر می کنم او را بہ جنگ۔ و بندہ من نزدیکی من نہ جست بہ بیچ چیزے کہ محبوب تر است بہ من۔ تقرب دے از چیزے کہ فرض گردانیدہ ام بروے و بندہ من را نماز دیگری من می جوید بہ نوافل تا آن کہ دوست می دارم من آن بندہ را چون دوست می دارم او را می باشم شمع دے یعنی شنوائی دے کہ می شنود بہ آن۔ وی باشم بصر دے یعنی بینائی دے کہ می بیند بہ آن۔ وی باشم دست دے کہ می گیرد بہ آن۔ وی باشم پائے دے کہ راہ می رود بہ آن۔ اگر آن بندہ از من طلب کند می دهم او را و اگر پناہ جوید پناہ می دهم او را، الخ۔ چون بندہ بہ محض فضل پروردگار بہ مقام محبوبیت و ملائمت می رسد ہمہ افعال دے افعال الہیہ می گردند۔ عاجز در منقبت حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ نوشتہ۔

بہ اسرار طریقت فرد کامل	بہ احکام شریعت مرد کامل
دشمن معمر از انوار باری	زبان در ذکر حق ہر آن جاری
ہمہ تن گوش بر قول خدا بود	ہمہ تن پائے در راہ رضا بود
ہمہ تن دیدہ بہر دیدہ جانان	ہمہ تن لب بر لے ذکر سبحان
نہ دیدے گر رضائے حق نہ دیدے	نہ گفتے نے برفتے نے شنیدے



بہ ظاہر پیکر شس از خاک بودہ بہ باطن کل ز نور پاک بودہ  
 آن بندہ برگزیدہ کہ این مقام را می یابد و بے خلیفہ اللہ فی الارضین می شود، قیام تمام عالم  
 بہ ذات و بے وابستہ می باشد۔ امام المحققین، برہان المتقدّمین، حجۃ المتأخّرین حضرت ابوبکر محمد علی الدین  
 الحاتمی الطائی المعروف بہ ابن عربی قدس اللہ سرہ الاقدس این گونه فرما کل را قطب الاقطاب می  
 گویند و امام ربانی مجدد و منور الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرہ الاقدس دیر اقیوم  
 می نامند۔ درین امر کسے را کلامی نیست کہ مخلوقات منظر صفات حضرت خالق عزّ ربّہا و تعالیٰ شانہ می باشد۔  
 السان کامل کہ ممتاز بہ احسن تقویم شدہ منظر صفت قیومیت ہم شدہ لہذا نزد عاجز نامے را کہ حضرت مجدد  
 قدس سرہ تجویز کردہ اند انسب اولی است بلکہ مطابق واقعہ۔ و کسانے کہ از علم و دانش دور و از حقائق و  
 دقائق بے خبر اند این تسمیہ را سویر ادب قرار می دهند۔ و فکر نہ می کنند کہ صاحب سمع و بصر را سمع و  
 بصیر و صاحب علم و خبرت را علیم و خبیر و صاحب علم و دانش را علیم و حکیم و صاحب جبر و قہر را جبار و  
 قہار می گویند و هیچ خیال سویر ادب بہ کسے نہ آمد۔ در قیومیت این خیال چرا آمد۔ و الحقیقہ کما قیلت۔  
 النَّاسُ أَغْدَاءٌ لِّمَا جَعَلُوا۔

**راہ اجتناب** بہ این مراتب عالیہ رسیدن وابستہ بہ محض فضل و لطف پروردگار است۔ لا غیر۔ حضرت  
 موسیٰ علی نبینا وعلیہ و علی جمیع الانبیاء الصلوٰت و التسلیمات برائے آتش گرفتن برآمدند و بہ نبوت و رسالت  
 فائز شدند۔ اللّٰهُ یُخَوِّضُ الْاَیُّہِ مَنْ یَّشَاءُ وَ یَهْدِی الْاَیُّہِ مَنْ یَّیْتِبُ۔

عاجز احوال حضرت سیدی الوالد قدس اللہ سرہ الاقدس را از یوم ولادت تا اول روز علالت  
 بہ تفصیل در فصل اول نوشتہ۔ از روز اول کہ اسباب سعادت برائے حضرت ایشان مہیا شدہ کسب  
 دران ہیچ مدخلی نیست وَ الْاَیُّہِ بِبَعْضِ هَذِیۃِ الْاَسْبَابِ۔

دراشت علم و فضل و حفظ قرآن و ولایت و مقبولیت از آبا ئے کرام یعنی از حضرت مجدد و از  
 حضرت مخدوم بلکہ از بابائے پانزدہم حضرت امام رفیع الدین قدس اللہ سرہ اہم العلیہ رسیدہ۔ ذلک  
 الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ۔

ولادت با سعادت حضرت ایشان خمرہ قیوم وقت بودہ۔  
 در گوشہ ہائے حضرت ایشان اذان و اقامت قیوم جہان کردہ و تحنیک از دست مبارک  
 ایشان شدہ۔ ابتدای تعلیم کہ آن را رسم بسم اللہ گویند در حرم محترم نبوی علی صاحبہ  
 الصلاۃ و التیمتہ قیوم جہاں کردہ۔



در حریم محترم نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ عند المواجهۃ الشریفہ بردست حق پرست قیوم جهان بیعت شدند۔۔۔۔۔ در حریم محترم نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ بشارت خلافت خاصہ یافتند۔  
و علوم دین از اولیائے کبار و عشاق سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کردند این گونه سعادت و خصوصاً بہ این تسلسل بہ کہ نصیب می شود۔

بالائے سرش ز ہوش مندی می تافت ستارہ بلندی  
پروردگار حضرت ایشان را بہ این سعادت سرفراز کرد و از محبوبان و مرادان خاص گردانیدہ  
در قلوب اہل زمین محبت ایشان را محکم کرد۔ حضرت ایشان از مجاز مقدس با اہلیہ خود یک خورما  
و خرد یک مخلص بخاری بہ دہلی تشریف آوردند و دروازہ خانقاہ شریف بروئے مردم بستند مع ذلک  
بندگان خدا بشارت غیبیہ از اطراف و اکناف عالم بردار قدس حاضری شدند و سلاطین و امراء  
سامعی می بودند کہ نوبتے سعادت دست بوسی حاصل نمایند۔ کسے گفتہ و راست گفتہ۔

بہ مقبولی کسے را دست رس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست  
در ایامے کہ عاجز ہنوز در عقدا دل از عمر خود آنادی گشت در کوئٹہ بلوچستان جماعتی از مخلصین  
با اختصاص قاضی لعل محمد نورزی از قلات نصیر، ملا عبدالحلیم آخوندزادہ کاکڑی، سید عبدالحق ایشین،  
خدائے رحم کاکڑ ایشین، ملا یاز کاکڑ از کجلاغ، ملا محمد شاہ افغانی، ملا پیر احمد قرکی، احسان اللہ صاحبزادہ  
ابوبکر خیل، عبدالحق صاحبزادہ ابوبکر خیل، ملا محمد علی افغانی، مرزا نیاز محمد خاں قندھاری و غیر ہم نزد حضرت  
ایشان حاضر بودند۔ محمد شاہ در احوال جذب و مستی خود اشعار خود را می خواند و آہ و نغمہ می زد چند شعرش  
را عاجزی نوید۔

اے محمد شاہ ز حق غافل مباش	طاقت کن روز و شب کابل مباش
لاف کم زن از دروغ و مکر و کید	منصرف شوا ز گنجہاں عمرو و زید
گر تو خواہی تا شوی بدر منیر	خاک شود ز زیر پائے این فقیر
عزوة و ثقی زکان معنوی	بحر معنی بادشاہ دہلوی
مے کہ تنہا جن و آدم با جماد	ہر چہ در امر است در حکم تو باد
زادہ خود را بہ رحمت دارشاد	اے ستون دہلوی فات العباد
تا زمین و آسمان دارد قرار	نام نیکت باد باقی پائدار
آن وقت ہر یک از مخلصین از باد ہائے عرفان سرشار بود و از حق ایشان۔۔۔ دل	



ہر ذرہ در جوش انا الشرق گویان: وجہین مبارک ایشان کا بہر اتمام روشن و تابان بود۔ دران وقت حضرت ایشان تحدیثاً بنعمۃ اللہ فرمودند: اے عزیزان تعلقِ فتح باب بہ محض فضل پروردگار است، کسے افواج کثیرہ می برد و سبھیہا می کند و ناکام می گردد و دیگرے بانصرے چند می رود و قیاب می شود: نہ ہر کہ سر بترشد قلندری داند: ایں واقعہ را حاجی تلاً ایاز کا کڑی بہ عاجز بیان کردہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

روزے حضرت ایشان در عاتقہ شریف بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند و دران آیام سید محمد شاہ قشوری کہ بیانش درین فصل خواہد آمد مصروف کسب سلوک بودند۔ عرض کردند: فردا چہ مقام می باشد؟ آن وقت مولانا سید الرحمن، مولوی عبد الباقی، منشی حسین علی، منشی احمد حسین و دیگران حاضر بودند۔ حضرت ایشان چند دقیقہ خاموش ماندند کہ از میرٹھ مولوی شمس الدین و حافظ اشفاق الہی رسیدند۔ و مولوی شمس الدین سلام و احترام یک مردِ کامل رسانید۔ آن مرد نہ گاہے بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ بود و نہ حضرت ایشان را باوے تعارف ظاہری بود البتہ "الذو اُخ جُنُودٌ مُجْتَدِدَةٌ قَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اُنْتَلَفَ وَمَا تَنَاقَرَا اِنْخَلَفَ" را حکمے دیگر است، حضرت ایشان بہ سید محمد شاہ فرمودند: فردا ایں مقام است: پروردگار حضرت ایشان را مراتبِ عالیہ عنایت کردہ بود، ارباب بصیرت با حضرت ایشان بہ اخلاص پیش می آمدند۔ کسانے را کہ عاجز دیدہ یا احوال ایشان را شنیدہ ذکر می کند۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِیْقِ۔

مولانا عبد الحق الہ آبادی | خلیفہ محدث دارالہجرۃ حضرت شاہ عبد الغنی و شیخ الدلائل حرم کی و مؤلف الاکلیل علی مدارک التنزیل، والذی المنظم فی حکم مولد النبی

الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم، والکنز الاکبر شرح الفقہ الاصفیٰ وغیرہا اند۔ با حضرت ایشان اخلاص کامل و محبت زائد داشتند۔ ایشان را در بہرہا یک خلیفہ بود کہ نامش نور محمد بود۔ و سے بیان می کرد کہ پیرو مرشدین می فرمود کہ در ہندوستان حضرت شاہ ابوالخیر اند۔ در فضائل و کمالات ایشان را نظیرے نیست۔ مولوی صاحب سالہا سال خدمت کتابہائے حضرت ایشان کردہ اند جزاۃ اللہ خیراً و رحمہ و رضی عنہ۔

سائین توکل شاہ انبالوی | خلیفہ تلامذہ محمود جالندھری بود و تلامذہ محمود خلیفہ تلامذہ محمد شریف و ایشان خلیفہ حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرارہم۔ در

سرہند شریف و در انبالہ ملاقات حضرت ایشان با جناب سائین شدہ بود۔ سائین از اصحاب نسبت و جذب و اہل کمال بود۔ اگرچہ از علم ظاہر نصیب نہ داشت اما از علم باطن سینہ اش معمور و مملو بود۔ ہزار افراد از ایشان استفادہ کردند و صد ہا افراد اجازت و خلافت یافتند۔ حضرت ایشان چون سینہ سائین را معمور یافتند۔ خوش شدہ فرمودند: سائین ایں دولت از کجا یافتید؟ سائین دست بستہ با گریہ و نالہ



عرض کرد حضور، این ہمارا خانہ شہماست۔ قدرے انا حوال جناب سائین در فصل اول صفحہ یک صد و پچہل  
دہشت گزشتہ رَحِمَہُ اللہُ وَرَحْمَتُہُ غَنَہُ۔

**پیر سید جماعت علی شاہ** | خلیفہ بابا فقیر محمد چورہی خلیفہ خواجہ نور محمد تیراہی خلیفہ بابا فیض اللہ تیراہی  
خلیفہ خواجہ محمد عیسیٰ گندہ پوری خلیفہ حافظ سید جمال اللہ رامپوری خلیفہ

سید قطب الدین محمد شرف حیدر حسین خلیفہ حضرت خواجہ محمد زبیر خلیفہ جد امجد خود حضرت حجۃ اللہ محمد  
نقشبند خلیفہ پدر بزرگوار خود حضرت خواجہ محمد معصوم اند قدس اللہ اسرارہم قیام ایشان در علی پور سیدان،  
علاقہ سیالکوٹ بود۔ یک صد و دو سال عمر یافتہ بہ شب جمعہ بست و ہفتم ذی القعدہ ۱۳۶۴ھ رحلت نمود  
اند ملاقات ایشان در خانقاہ شریف دہلی و باز در کوئٹہ بلوچستان با حضرت ایشان شدہ، در کوئٹہ فرزند  
کلان خود را کہ سید محمد حسن نام داشت تبرکاً از حضرت ایشان بیعت کنانید۔ سید محمد حسن در مدرسہ دیوبند  
تحصیل علم کردہ بود۔ پیر صاحب دے را از مدرسہ بہ اجیر شریف فرستادہ بودند۔ چرا کہ ایشان در بعض  
مسائل مخالف دیوبندیہا بودند و مزلت این گروہ را بہ شدت تمام ردی کردند چوں کہ در مشاجرات و  
مناظرات از وجہ تعصب انسان در اکثر اوقات در لغزش غمی افتد ازین جہت در دہلی حضرت ایشان  
بہ پیر صاحب فرمودند: جماعت علی شاہ بشنود اللہ تعالیٰ را در مرتبہ دے و نبی صلی اللہ علیہ وسلم را  
در مرتبہ دے بدارید۔ این امر واقع نہ شود کہ نبی را از مرتبہ دے بلند کردہ بہ مرتبہ الوہیت برسانید و  
این تمام مختہا کہ شما کردہ اید برباد نہ شود یعنی

خدا را در اُلُوہیت احد خوان  
نبی را در عبودیت یکے دان

سلسلہ ایشان بفضل اللہ و احسانہ جاری است۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَحْمَتُہُ غَنَہُ

احوال میان شیر محمد بر صفحہ ۸۸ گزشتہ است

احوال رؤف احمد شاہ نیز بر صفحہ ۸۸ گزشتہ است

احوال پیر عبد الخالق بر صفحہ ۲۰۱ و مایلیہا گزشتہ است

**مفتی محمود مدراسی** | فرزند علامہ قاضی بدرالدولہ مدراسی۔ بہ مدینہ منورہ رفت و از حضرت شاہ  
محمد منظر مجددی سلسلہ شریفہ گرفت و کسب سلوک کرد و خلافت یافت۔

حضرت شاہ محمد منظر بہ عربی رسالہ "الہدای المنظم" فی القیام تجاہ القبر المکرم نوشتہ اند مولانا محمود شمس بہ عربی  
نوشتہ اند کہ نامش۔ السلک المنظم۔ است و در احسن المطابع مدراس در ۱۳۲۲ھ طبع شدہ مفتی محمود چند  
بار بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شدہ اند۔ نوبتے استادی مولانا محمد عمر نیز حاضر بود۔ چون حضرت



ایشان از حلقہ و توجہ فارغ شدند و رو بہ مفتی محمود کردہ فرمودند: مفتی محمود راست گو کہ در توجہات حضرت عم گرامی و توجہات مافرق محسوس کردید مفتی محمود بہ وجہ در آمدہ عرض کردند: بہ خدا من ہیچ امتیاز در توجہات شما و توجہات حضرت عم شما نہ می کنم: حضرت ایشان سرور شدند و شکر حق بہ جا آوردند۔  
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**پیر جی منظر علی خان** | وطنش مراد آباد است و قیام در حصار کردہ۔ عاجز در مقامات خیر و برا خلیفہ سائین توکل شاہ انبالوی نوشتہ حالانکہ وے خلیفہ پیر سائین توکل شاہ، جناب حاجی محمود جالندھری است۔ وے از پیر خود و نیز از سائین توکل شاہ مجاہد حضرت سیدی الوالد شنیدہ بود لہذا اشتیاق ملاقات داشت، وے بہ حاجی فیض اللہ سرسوی گفت کہ از مخلصین ہاکمال بودہ و کار تعمیر خانقاہ شریف بہ وے تعلق داشت حاجی فیض اللہ برایش اجازت طلب کرد و وے بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد و بروے این حقیقت ظاہر شد: شنیدہ کے بودمانند دیدہ: ہرچہ شنیدہ بود از ان بیش از بیش یانت۔ و از حضرت ایشان طلبگار اجازت سلسلہ مبارکہ شد چونکہ احوال وے بسیار خوب بود حضرت ایشان بہ خوشی ویرا اجازت ارشاد دادند۔ روز منظر علی خان بہ منشی احمد حسین دہلوی گفتند: گدائی در جناب حضرت صاحب از شاہی جائے دیگر دہا بہتر است۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**حافظ النور علی رشتکی** | وے نسباً صدیقی است و از خلفائے حاجی محمود جالندھری است۔ وفات حاجی صاحب بہ ہشتم ربیع الاول ۱۳۰۶ شہ شدہ۔ بعد از وفات پیر و مرشد بہ خدمت حضرت ایشان اکثر می آمدند۔ مردنیک و پاک دل بودند۔ در ساعت ۱۲ شمس مہارت کاملہ داشتند در مسجد جامع و در قچوری و دیگر مساجد بر سنگ مرمر ساعت شمسی ساختہ نصب کردہ بودند کہ از دست بُرد زمانہ محفوظ نہ ماندند۔ در خانقاہ شریف ہم دو ساعت در ۱۳۰۶ شہ (۱۹۰۳ م) نصب کردہ بودند یکے در صحن مسجد شریف و دیگرے بر بام مسجد شریف کہ بفضل اللہ و احسانہ تا نان تحریر این کتاب ہر دو محفوظ اند۔ برائے معرفت سایہ اہلی و وقت زوال و وقت عصر سہولت زیاد پیدا کردہ اند۔ جناہ اللہ خیرا۔ چون عمر ایشان بہ ہفتاد و نہ رسید بہ روز پنجشنبہ ہشتم شوال ۱۳۰۶ شہ (۲۴ جون ۱۹۰۲ م) در وطن خود رحلت نمود و ہمہ در آن جامہ فون گشت۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**مولوی جعفر شاہ** | از افراد خصوصی سائین توکل شاہ بودند و با حضرت ایشان نیاز تام داشتند و از روزے کہ درج ذیل خواب دیدہ بودند در اعتقاد و محبت ایشان مزید



اضافہ شدہ بود۔ می گفتند: "من در چراغ دہلی" بہ درگاہ حضرت نصیر الدین محمود قدس سرہ شے ماندم و در خواب دیدم کہ سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بر تخت رونق افروز ہستند و حوالی تخت کرسیہا نہادہ اند کہ بر آن با علما و مشائخ نشستہ اند۔ می بینم کہ بر یک کرسی حضرت شاہ ابوالخیر نشستہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**شاہ سلیمان کنگن پوری** | خلیفہ سائین توکل شاہ اند۔ حکیم مکرم الدین معالج چشم مرید ایشان بود کہ نزد "حوض قاضی" دہلی جائے داشت۔ و حکیم صاحب با حضرت ایشان نہایت محبت و اخلاص داشت۔ از اولاد حکیم صاحب کسے را عقد نکاح بود حکیم صاحب حضرت ایشان را بہ نیازمندی و عاجزی دعوت اشتراک داد۔ حضرت ایشان فرمودند: "اگر برائے نشستن مایک جائے خالی مہیا کنید کہ آن جا کسے نہ باشد مای آئیم" حکیم صاحب بر بالاخانہ انتظام جائے کردند و حضرت ایشان تشریف بردند۔ ماہر سہ برادر و یک منخلص افغانی ہمراہ حضرت ایشان بودیم۔ آن جا حکیم صاحب در خدمت حضرت ایشان رسیدہ عرض کرد کہ شاہ سلیمان خواہش دہیوسی دارد۔ حضرت ایشان برایش اجازت دادند۔ شاہ سلیمان دہیوسی کردہ بہ ادب تمام دوزانو نشست و بعد از لحظہ عرض کرد: "حضور انور مرا در طریقہ سہروردیہ بیعت کنید" حضرت ایشان استدعائے ایشان را قبول کردہ فرمودند: "بیائید۔ چنانچہ ایشان قریب تر رسیدند۔ حضرت ایشان دستہاے ایشان را در دستہائے خود گرفتہ کلمہ توحید و کلمہ شہادت خواندند۔ ایشان نیز خواندند باز فرمودند: "ما شمارا در سلسلہ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ بیعت کردیم و اجازت می دہیم کہ شما درین سلسلہ عالیہ کسے را بیعت کنید و اجازت دہید۔ باز ہر دو حضرات در مراقبہ نشستند و شاہ سلیمان فی ما بعد غالباً پنج روپیہ ہدیہ پیش کرد و دست بوسیدہ مرخص شد۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**مولانا مشتاق احمد انبیسٹھوی** | ایشان خلیفہ حافظ صابر علی رامپوری خلیفہ سرست بادۂ وحدت حافظ لطافت علی دیوبندی و طنائے شیخ پورہ مسکن و دفنا اند و شرب ایشان قادی و چستی بود۔ از پیر پیر خود نیز فوائد حاصل کردہ اند۔ اگرچہ وطن ایشان انبیسٹھ بود لیکن در آواخر در کچھورہ علاقہ کرنال اقامت اختیار کردند و ہشتاد و ہشت سال عمر یافتہ بہ دوشنبہ بیت و ہفت محرم ۱۳۶۳ ھ رحلت نمودند۔ عجب مرد پاک دل پاک روش بودند۔ سالہا سال در عریک اسکول "نزد دروازہ اجیری مدرس بودند۔ دوران ایام بہ مواظبت



بہ خدمت حضرت ایشان می رسیدند و فائدا حاصل می کردند۔ در سال ۱۳۵۶ ملاقات با ایشان در سمرقند شد۔ ایشان با خلیفہ خود حافظ عبدالغنی پیش امام مسجد کشمیریان شملہ برائے ملاقات آمدہ بودند۔ بیشتر از یک ساعت نشستند جنرال قونصل افغانستان صلاح الدین خان سلجوقی نیز آن وقت موجود بودند جناب مولانا بہ ذوق و شوق و اشک ریزان ذکر حضرت ایشان می کردند خلیفہ ایشان حافظ عبدالغنی دریاقت کرد کہ جناب شما ذکر کدام بزرگ می کنید۔ ایشان گفتند من ذکر حضرت مولانا شاہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ می کنم کہ سالہا سال از ایشان استفادہ کردہ ام۔ صلاح الدین خان سلجوقی کلام مولانا مشتاق احمد را بسیار بہ فکر می شنود۔ سلجوقی از زبدۂ علماء و اہل فضل و کمال بود۔ سالہا بہ وظائف دینی مشغول بودہ باز بہ میدان سیاست درآمد۔ زبان انجلیزی بیاموخت۔ حافظہ قوی داشت از قصائد عربی و فارسی شی کثیر از برداشت۔ با عاجز اکثر بہ عربی کلام می کرد۔ اگرچہ دے حضرت سیدی الوالدانہ دیدہ بود اما احوال ایشان شنودہ بود و از دل و جان معتقد حضرت ایشان بود۔ چون مولانا مشتاق احمد بیان حضرت ایشان کرد۔ سلجوقی را مزید محبت و عقیدت پیدا شد۔ جناب مولانا اختتام کلام خود بر این قول کردند۔ "من سالہا بہ خدمت حضرت ایشان رفتم۔ کمالے و کشفے کہ حق تعالی بہ حضرت ایشان عنایت کردہ بود نظیر آن در جائے یافت نہ می شود۔ و از وجہ اخلاص پروردگار ایشان را این دولت عطا کردہ بود۔ رحمہ اللہ و رحمہ صلاح الدین و رضی عنہما۔"

**مولوی رکن الدین الوری** | خلیفہ مولانا مفتی مسعود احمد صدیقی پیش امام مسجد فتحپوری مفتی صاحب خلیفہ سید امام علی شاہ اندکہ در رتہ حقیقہ پنجاب قامت داشتند در بیان میان شیر محمد شرچپوری بیان سلسلہ شریفہ گزشتہ۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ وقتے کہ عارضی قیام در خانقاہ شریف داشتند و ہنوز بہ حجاز مقدس مراجعت نہ فرمودہ بودند با مفتی صاحب ملاقات ہا کردہ بودند و چون از حجاز مراجعت فرمودند برائے ملاقات مفتی صاحب در سہ بار رفتند حضرت ایشان از احوال باطن ایشان خوش بودند۔ در ان ایام مولوی رکن الدین را ہم دیدہ بودند وفات مفتی صاحب در سال ہزار و سہ صد و نہ شدہ۔ بعد از وفات پیرو مرشد خود مولوی رکن الدین سالہا بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند و فوائد ہا حاصل کردہ اند فرزند ایشان مفتی محمود کہ درین ایام در حیدرآباد سندھ مقیم اند بہ عاجز بیان می کردند کہ والد بزرگوار م بہ من گفت۔ "روزے بہ خدمت حضرت شاہ ابوالخیر می رفتم۔ نزد مسجد جامع سید احمد (شمس العلماء) پیش امام مسجد جامع ملاقی شد (اندک ایام جناب سید احمد از حضرت ایشان انحراف داشت) و نسبت بہ حضرت ایشان اعتراضات کرد۔"



من از آنجا بہ خانقاہ شریف رفقہ و بعد الاستیذان چون نزد حضرت ایشان رسیدم و جائے گرفتہ دیدم کہ کتابے در دست مبارک ایشان است و ایشان ازان کتاب چیزے می خوانند و شخصے آن را می نویسند۔ و بہ ہمین حال دیدم کہ حضرت ایشان ہچنان کتاب را پیش روی خود داشتہ بہ زبان اردو فرمودند: این امام جامع مسجد اعراض می کند و بلا وجہ غیبت می کند: و باز مصروف بہ خواندن کتاب شدند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**مفتی محمد منظر اللہ** | فرزند مولوی محمد سعید، فرزند مفتی مسعود احمد نقشبندی ہستند روزے عا جز گفتند کہ قبلہ گاہ من بہ حیاتِ جدم رحلت نمودند۔ من خود رسال بودم کہ جدم مرا برائے امامت تجویز کردند و فرمودند کہ تا من بہ سن بلوغ و رشد نہ رسم امام من نیابتہ امامت کنند چنانچہ بعد بلوغ و رشد امامت بہ ایشان متعلق شد۔ ایشان از پیر زادہ جد خود سید صادق علی بیعت شدند و خلافت از مولانا رکن الدین التوری یافتند۔ اما کسب سلوک از حضرت ایشان کر وہ اند۔ سالہا بہ خدمت حضرت ایشان رسیدہ اند۔ روزے بہ عا جز گفتند کہ بعد از سالہا روزے تبسم فرمودہ حضرت ایشان بہ من خطاب کردند۔ مولوی منظر ہر چہ کہی من پیر تو گشتہ ام۔ مفتی صاحب می گفتند دران روز ہا اگر چہ من تصور پیر خود می کردم لیکن آن تصور از خود زائل گشتہ تصور حضرت ایشان قائم می شد۔ مفتی صاحب این بیان کر وہ از فرط محبت اشک ریز شدند۔ و روزے بہ عا جز گفتند کہ جناب حضرت ایشان را در گرفت و ساوِس بے حد کمال بود۔ روزے من حاضر شدم در بان اطلاع کر دہ حضرت ایشان نسبت بہ شخص دیگر می فرمودند کہ ”در خانہ خود چنین می کند چنان می کند و حالانکہ من آمدہ است“ من چون این کلام شنیدم بہ دل خود گفتم کہ حضرت ایشان عیوب و ایرا ظاہر فرمودند و اندیشہ کردم کہ این وقت بہ خانہ باز گردم۔ بہ مجرای این کہ خیالی باز گشت بہ دلم رسید حضرت ایشان مرا طلبیدند چون جائے خود گرفتہ۔ ازالہ خیالی اول بہ این الفاظ کردند ”مولوی منظر تمام مردم بہ یک رنگ نیستند۔ با کسے نرمی کر وہ می شود و با کسے دشمنی۔ ما چہ کنیم کہ این نا اہل سزاوار ہمین بودہ“ انا رشا و ایشان دوسرہ از دل من رفت و مفتی صاحب روزے این واقعہ ہم بہ عاجز بیان کر دند۔ کہ یک شخص بسیار متمنی بود کہ از حضرت ایشان بیعت شود۔ اما ہیبت ایشان غالب بود و نہ می توانست کہ در خدمت حضرت ایشان برسد۔ چند بار بہ من گفت کہ مرا ہمراہ خود ببرید کہ بیعت شوم۔ چنانچہ روزے ویرا ہمراہ خود گرفتہ حاضر شدم۔ و عرض کردم کہ این شخص خواہش دارد کہ بیعت شود، حضرت ایشان فرمودند: ”مولوی منظر، برائے خدا بسیار کم افرادی آیند۔ اکثر افراد برائے امور دنیویہ می آیند کہ تعویذ بگیرند یا برایشان دم کر وہ شود یا برائے



مشکلات دنیویہ دعا کردہ شود۔ مولوی منظر این شخص را شما همراه خود ببرد و بیعت کنید، مفتی صاحب گفتند چون با آن شخص روان شدم به دے گفتیم، یقین دارم کہ تو این گونه خیالات را در دل خود جائے داده باشی، دے بگریست و گفت، راست گفتید، من در دل خود آن گونه خیالات آورده بودم۔ مفتی صاحب بار بار این ماجرا گفتہ کہ پروردگار حضرت ایشان را بہ نوعی از کمالات عالیہ سرفراز فرمودہ بود کہ در مشائخ سابقین کمتر افراد با آن کمالات متصف باشند۔ مفتی صاحب این قول گفتہ آہدیدہ می شدند و دعا با در حق حضرت ایشان می کردند۔ افسوس صد افسوس کہ جناب مفتی صاحب بہ روز دوشنبہ چہارم شعبان ۱۳۸۶ھ (۲۸ نومبر ۱۹۶۶ء) رحلت سرفرازین جہان بر بستند۔ رحمہما اللہ ورضی عنہ۔

**سید ظہور الحسن** از نگینہ ضلع بجنورد و معروہ پاک دل بود و در طریقہ شریفہ صاحب الہجازہ والا رشاد بود۔ در سر بند شریف حضرت ایشان را دیدہ بود و از دل و جان معترف کمال ایشان بود۔ پیارے محل و پسرانش ہزاری لعل و راچند کہ بر دست مبارک حضرت ایشان شرف بہ اسلام شدہ بودند۔ از دوستان ظہور الحسن و پسرش نور الحسن بودند۔ ظہور الحسن بار بار بہ ایشان می گفت کہ مثل حضرت ایشان در مشائخ موجود نیست بعد از وفات حضرت ایشان وفات یافتہ، پسرش را قیام دعلی گڑھ بود۔ رحمہما اللہ ورضی عنہما۔

**حافظ سید محمد شاہ قصوری** دے پسر دختر مولانا عبدالرسول قصوری است کہ فرزند و خلیفہ و جانشین جناب غلام محی الدین قصوری بودند و ایشان از اجل خلفائے حضرت شاہ غلام علی قدس اللہ اسرار ہم بودہ اند۔ چون عبدالرسول وفات یافت محمد شاہ ۱۰ سالہ یا ۱۲ سالہ بود۔ از معارف یکسر تہی دامن بود۔ چون کہ از ادیائے حق یک ولی کامل و بی استجادہ نشین خود ساختہ بود۔ حق تعالی اسباب سعادت برایش مہیا ساخت سید محمد شاہ چون جوان شد داعیہ خدا طلبی در باطنش پیدا شد و بہ خدمت خیر جہان رسید و بہ کسب سلوک مشغول گشت۔ دے ہر سال برائے چہل روز می آمد و فیوضات و برکات حاصل می کرد۔ برادر خود دے سید احمد شاہ از حضرت ایشان بیعت بود۔ دے برائے پسر کلان خود سید رؤف احمد شاہ خواہر کلان را طلب کردہ بود۔ کما سیاقی البیان فی الخاتمۃ۔ رحمہم اللہ ورضی عنہم۔

**پیر جی سید ممتاز علی** ساکن فیروز آباد و خلیفہ مولوی سرفراز علی ساکن سکندر پور علاقہ مین پوری را داعیہ خدا طلبی از سر صدق و اخلاص بود۔ سالہا سال مجاہدات شاقہ و ریاضات کثیرہ کردہ بود۔ پیرو دے خلیفہ سائین توکل شاہ انبالوی بود۔ ملاقات ممتاز علی شاہ با حاجی



فیض اللہ سرسوی شد کہ از مخلصان پاک نہاد حضرت ایشان بود و دران ایام کار تعمیر خانقاہ شریف متعلق بہ دے بود۔ بہ سال بست و ششم یا ہفتم از قرن چہار دہم ممتاز علی شاہ در مقامے از مقاماتِ سلوک بند ماند۔ بہ مشورۃ حاجی فیض اللہ دے مکتوبے بہ خدمت حضرت ایشان بہ کونٹہ ارسال کرد۔ حضرت ایشان بہ جواب نوشتند کہ عبور از این مقام تعلق بہ محبت دارد۔ اگر مصارف آمد و رفت داری حاضر شو۔ چنان چہ دے بہ کونٹہ رفت و آن جا مولانا سید عبد الجلیل را یافت یک ہفتہ قیام کرد و بفضل اللہ و احسانہ از ان مقام عبور حاصل کرد و از کونٹہ سرور القلب مراجعت کرد و در دل خود محبت مولانا سید عبد الجلیل را با خود آورد۔ سید ممتاز علی شاہ با عاجز ارتباط زیاد داشت یک بار عاجز را بہ فیروز آباد ہم برد۔ عجب پاک دل و صادق المحبۃ بود۔ اگر دے مدتے در خدمت حضرت ایشان ماندے از عجائب و زکار گشتے۔ چون کہ از حضرت ایشان بسیار می ترسید از حضوری قاصر ماند۔ حاجی فیض اللہ و مولانا عبد الجلیل راتاً آخر وقت یاد می کرد۔ بہ روزہ شنبہ ۱۳ شعبان ۱۰۳۴ھ ۲۴ مارچ ۱۹۱۵ء رحلت نمود و در فیروز آباد در خانہ خود جائے را کہ برائے خود تجویز کردہ بود بہار امید۔ رحمہ اللہ در ضی عنہ۔

### سید ابوالخیرات

فرزند سید عبد الحلیم است کہ خلیفہ محمد رضا بنارسی بود و دے خلیفہ عبد المجید حضرت شاہ احمد سعید بود۔ در حدود ہزار و سہ صد و بست و پنج یا شش بہ خانقاہ شریف دہلی آمد۔ حضرت ایشان نماز عصر خواندہ از دالان مسجد شریف برآمدند و نظر کیما اثر بر دے فتاد بہ مخلص افغانی فرمودند۔ بروان جوان را بہار کہ بوسے انس از دے می آید۔ دے ابوالخیرات را پیش کرد۔ حضرت ایشان از احوالش دریافت نمودند، چنانچہ کیفیت خود بیان کرد و باز عرض کرد مرا بیعت کنید۔ حضرت ایشان فرمودند نصیبہ تو نزد پدر بزرگوار است۔ بروا از ایشان بیعت شود سلوک مجدد یہ را طے کن و فیما بعد برائے چند وقت این جا بیا، چنان چہ سید ابوالخیرات بہ خانہ رفت و از حضرت والد خود بیعت شدہ کسب سلوک کرد و خلافت یافت۔ بہ بست و ہفتم صفر سال سیزدہ صد و سی والد بزرگوار شش رحلت نمود و بعد از چند ماہ دے بہ خدمت خیر جهان رسید، چند وقت در حلقہ نشست و آن چہ مقسوسش بود حاصل کرد و با اجازت ارشاد بہ وطن خود مراجعت کرد۔ فہینا لہ ثم ہینا لہ وفات ابوالخیرات بہ نوزدہم ذی الحجہ سال سیزدہ صد و پنجاہ و سہ در مقام سیوان ضلع سارن شد۔ دے بہ مخلصین خود این واقعہ را بیان می کرد و خلیفہ دے غلام محمد ساکن کمال پور ڈاک خانہ نرائن پور ضلع مرزا پور سہ سال قبل نزد عاجز آمد و این تفصیل بیان کرد۔ رحمہ اللہ در ضی عنہ۔

شاہ محمد شعیب | فرزند حکیم راحت علی ساکن قلندر پور۔ علاقا عظم گڑھ بیان کرد کہ آغاز شباب



من بود۔ و دران ایام من ریش خود را می تراشیدم۔ من برای تحصیل علم بہ دہلی رفتم۔ و در آبادی حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ ملاقات من با شاہ عبدالصمد شد، چوں کہ من تمنائے داشتہم کہ یک بار زیارت حضرت ایشان بکنم لہذا بہ شاہ عبدالصمد گفتم کہ مرا بہ خدمت حضرت ایشان برسانید، ایشان گفتند طاقت این کار نہ داریم۔ حضرت ایشان یک بزرگ شمشیر بر مہنہ بستند چون این جواب شنیدم بہ دل خود گفتم کہ من لا محالہ بہ درگاہ حضرت ایشان خود را می رسانم و ہر چہ پیشم آید نقصانے نہ دارم۔ اگر بہ حضوری مشرف شدم بہ مقصود رسیدم و اگر مراراً نہ منور آرانم، بعد ازین بہ کمال محبت و اخلاص حاضر شدم و بہ دربان گفتم کہ حضرت ایشان را اطلاع بدہد۔ آن وقت چند طالبان علم نیز حاضر شدند۔ دربان از آمد طالبان و از آمد من اطلاع رسانید حضرت ایشان بہ طالبان جواب ارسال کردند: "فقیر کے فرصت دعا ہا دارو کہ نمایان در امتحانات کامیاب شوید۔ دیگر مشائخ موجود اند نزد ایشان بروید" و مرا طلب فرمودند۔ من بہ ادب تمام حاضر شدم و سلام عرض کردم۔ دیدم کہ حضرت ایشان یک گونہ در احوال استغراق اند۔ بر چہرہ انور پر تو انوار تجلیات ظاہر و باہر بود، آن گونہ انوار تجلیات من بر چہرہ کس نہ دیدہ ام، محسوس می کردم کہ عکس آفتاب در آئینہ رخسار ظاہر است۔ حضرت ایشان سلام را جواب دادند و من نشستم، بآب بہ من اشارہ کرد۔ تا بخیزم، لیکن من حرکت نہ کردم۔ بعد از چند دقیقہ حضرت ایشان فرمودند: "جان بجانا نہ بدہ ورنہ بتاندا جل" اے عزیز زحمت ہستی۔ و من از انجا برخاستم۔ ارشاد حضرت ایشان را اثر ظاہر شد کہ من وابستہ بہ سلسلہ قادریہ شدم۔ انتہی: شاہ محمد شعیب ابن بیان را در سال ۱۳۸۵ھ در گھوسی نویسانید و بعد از یک سال در سال ۱۳۸۹ھ رحلت کردہ و بہ پہلوے پیر و مرشد خود شاہ فتح قلندر در موضع قلندر مدفون شد۔ ایشان خلیفہ پیر خود بودند و با استاد ی جناب مولانا محمد عمر گھوسی از بظاہر زیاد داشتند۔ حضرت استادی می فرمودند کہ شاہ محمد شعیب مرد پاک باطن و مبارک احوال بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

دطن ایشان امرؤ ہمہ است از توابع مراد آباد۔ از شاہ بہار الدین

**حکیم فرید احمد عباسی** | امردہوی خلیفہ شاہ عبدالرحمن شاہ جہانپوری خلیفہ قطب ارشاد زمانہ

حضرت شاہ غلام علی عبداللہ دہلوی قدس اللہ سرار ہم بیعت بودند۔ مرد پاک باطن و صاحب نسبت بودند۔ در طب یونانی استعداد خوب داشتند۔ حکیم محمد اجل خان ایشان را در جامعہ طبیبہ استاد مقرر کردہ بودند۔ در سال ۱۳۷۴ یا ۱۳۷۸ ملاقات ایشان با حضرت سیدی الوالد نزد حجتی قبر شد۔ حضرت ایشان در عربہ سوار بودند و برای تفریح تشریف می بردند۔ حکیم صاحب حضرت ایشان را دیدہ بہ سرعت نزد عربہ رسید و سلام عرض کردہ دست مبارک را بوسہ داد۔ آن بوسہ چہ بوسہ بود کہ مہر غلامی بر قلب حکیم صاحب ثبت کرد۔ بہ اخلاص



تمام عرض کردند اگر اجازت باشد بعد العشاء حاضر خدمت اقدس شوم۔ حضرت ایشان اجازت دادند، و حکیم صاحب ازان روز تار و زوفاات حضرت ایشان بالالتزام بہ خدمت اقدس می رسید۔ چون کہ صاحب استعداد بود ترقیات بے اندازہ حاصل کرد عاجز خبر نہ دارد کہ حضرت ایشان حکیم صاحب را اجازت ارشاد دادند یا نہ البتہ ایں قدری دانند کہ از بسیاری پیران و خلفاء بہ مراتب بلند تر بود۔ و سہ احوال سیر سلوک را از حضرت ایشان دریافت کردہ بود، شاگردانش بہ عاجز بیان کردہ اند کہ بہ دوران درس اگر ذکر حضرت ایشان می آمد بر حکیم صاحب کیفیت طاری می شد و بیان حضرت ایشان را بہ اخلاص تمام می کردند و اشک ہائے محبت می ریختند۔ بعد از تقسیم ہند بہ لاہور رفتند۔ پس از ہشت سال عاجز بہ لاہور رفت۔ آنجا بہ روز دوشنبہ دہم شعبان ۱۳۴۳ھ (۲۷ اپریل ۱۹۵۵ء) با فرزند کلان ایشان برادر طریقت علی احمد ملاقات شد و از و سہ معلوم شد کہ حکیم صاحب در ”موڈل ٹاؤن“ خانہ نشین آمد۔ عاجز با و سہ بہ ملاقات حکیم صاحب بہ موڈل ٹاؤن رسید۔ از وجہ کلان سالی و تقلبات روزگار ضعیف و تقاہت بر جسم ایشان ظاہر بود مع ذلک در محبت و اخلاص حضرت سیدی الوالد عاجز ایشان را مصداق این شعر یافت۔

ہر چند بیر دختہ دل و ناتواں شدم      ہر گز کہ یاد روئے تو کردم جوان شدم  
بعد ازان روز عاجز ایشان را نہ دیدہ۔ پروردگار بادستانِ پاک طینت زیر سایہ پیر و مرشد برحق عاجز را جمع کند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**مولوی امداد اللہ خان** | فرزند کلان حافظ عنایت اللہ خان رامپوری کہ خلیفہ حضرت مولوی ارشاد حسین مجددی رامپوری اند۔ مولوی امداد اللہ از دیاست رامپور بہ سر ہند شریف رفت و ازان جا برائے ملاقات حضرت ایشان بہ دہلی آمد۔ ہمراہ و سہ باقر رضا خاں بود کہ فی ما بعد سکونت کراچی اختیار کرد۔ چہار سال قبل بہ حیات بود و سہ ایں واقعہ بیان کرد کہ مولوی امداد اللہ خان بہ خانقاہ شریف دہلی رسیدہ در عمارت دروازہ نشست در بان را برائے اطلاع کردن نہ گفت۔ مدتہ نہ گزشت کہ حضرت ایشان از حرم سرادریافت فرمودند کہ از رامپور کدام شخص آمدہ۔ آن وقت مولوی امداد اللہ نام خود را بہ لُواب نشان دادند و و سہ اطلاع رسانید۔ حضرت ایشان مولوی صاحب را نزد خود طلب فرمودند و فیما بعد مرانیز خواستند۔ ایں کرامت حضرت ایشان بود کہ از خود بہ آمد مولوی امداد اللہ آگاہ شدند۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

ذکر محمد حسن خان رامپوری چشتی بر صفحہ ۸۷۸ گزشتہ است۔



دیوان محمد حسن خاں کرتپوری نقشبندی از کتاب دے "حالات مشائخ نقشبندیہ" بر  
صفحہ ۲۰۷ گزشتہ۔

**پیر ابوالخیر غازی پوری** | در سلسلہ نقشبندیہ پیر طریقت بود۔ در سال آخر مع فرزند خود ابوالہیث  
بعد العشاء الآخرہ برائے زیارت حاضر شد۔ روز دوم برائے عبادت  
حضرت والدہ ماجدہ بہ مستشفی رسید و آن جا در خدمت حضرت ایشان بہ اندازہ دو ساعت نشست چون  
قصدمراجعت کرد حضرت ایشان فرمودند۔ بعد العشاء بہ خانقاہ شریف رسید و ہمراہ ماغذاتناول کنید۔  
چنان چہ دے باپسر خود بروقت رسید۔ چون وقت شستن دست رسید دے آفتابہ دلگن در دست  
خود گرفت و دست مبارک حضرت ایشان شست و گفت: پروردگار بر من چہ کرم فرمودہ کہ  
این خدمت از من گرفت؟ پیر ابوالخیر بہ دوران اکل طعام گفت۔ دی شب ہجوم فیوض برکات  
بود و امشب احساس کمی می شود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ فضل پروردگار است کہ در فیوضات  
و برکات کمی نیست البتہ از وجہ نان خوردن در ادراک فیوضات کمی واقع شدہ است۔ بر سر مبارک  
حضرت ایشان مثال نعل المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آویزان بود۔ پیر ابوالخیر غازی پوری استفسار آن  
کرد۔ حضرت ایشان فرمودند۔ سن این مثال مبارک را بر سر خود آویزان کردہ ام تا کہ در حضور مبارک  
سردار کائنات علیہ افضل الصلوٰت و ازکی التحیات اظہار غلامی من بودہ باشد و باز حضرت ایشان  
از حضرت جامی قدس سرہ این شعر خواندند۔

ادیم طائفی نعلین پاکن شرک از رشتہ جانہاے ماکن

پیر ابوالخیر در خدمت حضرت ایشان عرض کرد کہ حضور اقدس لطائف مرا معائنہ فرمایید چنان چہ  
ہر دو حضرات چشمہا بند کردہ بنشستند۔ و بعد از مدت حضرت ایشان فرمودند فضل پروردگار است  
کہ چیزے از انوار یافتہم۔ پیر ابوالخیر این شعر خواند۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدمی تا کس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگر

پیر ابوالخیر غازی پوری بہ خواندن ثنوی شریف مشہور بود چنان چہ دے چیزے از ثنوی شریف  
بہ ذوق و شوق خواند۔ و باز عرض کرد۔ حضرت شما بزرگ و بزرگ زادہ ما ہستید۔ اگر بہ من اجازت ارشاد  
عنایت کنید عین بندہ پروری باشد۔ حضرت ایشان طلبش را قبول فرمودہ گفتند۔ از ما بہ شما اجازت است۔  
دے در شکرانہ دست مبارک حضرت ایشان بوسید و بہ یاد عاجزی آید کہ چیزے بہ طور نذر نیز پیش کرد۔  
غائب بعد از یک ماہ حضرت ایشان رحلت فرمودند و پیر ابوالخیر در فاتحہ کلاں کہ بہ ۲۹ رجب ۱۳۳۱ ہجری بودہ



حاضر شدہ دوسرے روز ماند شتوی شریف ہم خواند وقت اول را یاد می کرد می گریست۔ رحمہ اللہ و غنی۔

جناب مولانا از خلفائے حاجی ادا اللہ ہاجر کی بودند و بر

## مولانا کرامت اللہ خان دہلوی

مسک پر و مرشد خود بہ وجہ خوب قائم بودند۔ بہ بسیار

محبت میلاد شریف می خواندند و قیام می کردند۔ و با حضرت ایشان محبت فوق العادہ داشتند۔ شبے در

کوچہ قابل عطار دہلی میلاد شریف بود۔ اہل کوچہ حضرت ایشان را دعوت شرکت دادند چنانچہ حضرت

ایشان آن جا رفتند۔ برائے بیان ذکر شریف مولانا را طلب کردہ بودند چون حضرت ایشان نشستند اہل

آن جا بہ مولانا گفتند کہ بیان بفرمائید۔ و برائے ایشان کرسی نہادند۔ جناب مولانا گفت۔ حضرت ایشان

بر زمین باشند و من بر کرسی۔ کلام مولانا بہ سمع مبارک حضرت ایشان رسید۔ فرمودند۔ جناب مولانا این

احترام شمانیت این احترام آن ذکر مبارک است کہ پروردگار آن را بلندی عطا کردہ و فرمودہ۔ وَرَفَعْنَا

لَكَ ذِكْرَكَ۔ عَلٰی صَاحِبِ الذِّكْرِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ وَرَحِمَ اللّٰهُ کَرَامَتِ اللّٰهِ وَرَضٰی عَنْہُ۔

ایشان از ارشد تلامیذ مولانا محمد قاسم نانوتوی اند و از استاد ایشان

## استادی مولانا عبد العلی

مولانا احمد علی سہارنپوری نیز حدیث شریف خواندہ اند۔ و رابطہ برائے

کار بہ دہلی در مدرسہ حسین بخش واقع محلہ ٹیما محل صدر مدرس بودند۔ با منتظین آن مدرسہ در امرے

اختلاف واقع شد لہذا قصد کردہ کہ بارفقائے خود از دہلی بروند۔ این خبر چون بہ نواب فیض احمد خان

نواب ابوالحسن خان، مولوی عبدالاحد مالک مطبع مجتہبی، منشی نئے خان و عبدالستار مشہور بہ نواب

صاحب کازہ پنجاب پہلے دہلی و از مخلصین حضرت سیدی الوالد بود رسید۔ با ہم گفتند کہ جنین مرد پاک

طینت را نہ باید گزاشت کہ از دہلی رود۔ لہذا این جماعت نزد ایشان حاضر شد و گفت بہ مسجد مولوی عبدالرزاق

اشرف برید و آن جا درس دمید۔ چنان چہ آن جناب مع رفقا آن جا رفتہ سلسلہ تدریس شروع کردند۔

شمار مولوی صاحب اگرچہ در علمائے کرام و محدثین عظام می شود اما ایشان از جماعت

”خیار کمال الذین اذا رادوا ذکر اللہ“ بودند۔ یہاں ولایت از حبیب ایشان ظاہر بود۔ عاجز معین و ابن

را از اول تا آخر حرفا حرفا از ایشان خواندہ۔ و مدارک عشق ایشان را کہ ہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بود

در یافتہ است در رد ابن تیمیہ و اتباع وے از وہابیہ نجدیہ تقریرات شائقہ می کردند چون بہ حدیث

لَوْلَا قَوْمُكَ حَدِيثُ شِوَا عَهْدٍ رَسِيدٌ فَرَمُودٌ نَدَانُ چہ این گروہ در حجاز مقدس گنبد ہا و مقابر را شکستہ

و مسلمانان عالم را رنج رسانیدہ است از روئے این حدیث صحیح فعل ایشان ناجائز است۔ و تقریرے

کہ در بیان حدیث لا تشد الرجال کردہ اند ملاؤش تا این زمان عاجز را خوش وقت می سازد چون عاجز



از دورۂ حدیث فارغ شد فرمودند چیزے دیگر بخوان و باز انتخاب قصیدۂ بُردہ کردند چنانچہ تا ادا اہل ماہ رمضان عاجز از ایشان قصیدۂ مبارکہ می خواند چون عاجز از قصیدۂ مبارکہ شعرے رامی خواند جناب ایشان در گریہ مصروف می گشتند و تا حدی می گریستند کہ ایشان را طاقت گفتار نہ می ماند بہ وقت تمام در یک روز دو یا سہ شعر خواندہ می شد حضرت سیدی الوالد قدس سرہ پاک باطنی جناب ایشان را دریافتہ بودند لہذا اولاً در مدرسہ حسین بخش نماز جمعہ می خواندند و چون جناب مولانا بہ مدرسہ عبدالرب تشریف آوردند حضرت ایشان نیز آن جامی رفتند بعد از نماز بہ اندازہ یک ساعت ہر دو حضرات با ہم تکلم می فرمودند و اہل دل لطفہای ہر دو داشتند جناب مولوی صاحب تقریباً از پانزدہ سال در مرض فلج مبتلا بودند طاقت حرکت و نشست و برخاست نہ داشتند یک دست را قدرے حرکت می دادند لہذا حضرت ایشان نزد ایشان می رفتند آن وقت جناب ایشان دامن حضرت سیدی الوالد را بر چشمہای خود می نہادند و می فرمودند مرا بوسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم می آید۔

دلِ گردیدہ بوسے حبیب است زہے بوسے کہ از کوسے حبیب است

روزے جناب ایشان بہ حضرت سیدی الوالد رقعہ ارسال کردند و در آن نوشتہ بودند کہ من در خواب دیدم کہ شما در مدرسہ گشت می کنید و ناگاہ شما بہ صورت مبارکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر می شود جناب مولوی صاحب در طلبہ افتتاح صبح بخاری یا در طلبہ اعتنا مش حضرت ایشان را مدعو می کردند حضرت ایشان بہ شوق می رفتند جناب مولوی صاحب را با استاد خود مولانا محمد قاسم و با حضرت سیدی الوالد تعلق خاطر و ارتباط وافر بود چون ذکر ایشان می کردند بے ساختہ از چشمان ایشان اشک جاری می شد وفات ایشان بہ روز یکشنبہ سیزدہم جمادی الاولی ۱۳۴۷ در مدرسہ عبدالرب واقع شد و بعد از غروب در جوار حضرات محدثین دہلویہ در گورستان مہندیان مدفون شدند قدس سرہ و تَوَرَّضْ نَجَہ۔

از جہات سرحد افغانستان یک دلی کامل برائے سہ روز نزد حضرت

آمدیک دلی کامل

ایشان می آمد سچ سامان ہمراہ ایشان نہ می بود یک مجلد از حدیث شریف در نقل ایشان می بود در اتباع سنت نظیر خود نہ داشتند لباس ایشان لنگی و ردّا و دستار بود و در پائے نعل شراب دار و ناما بر سر خاک نمازی خواندند گاہے دیدہ نہ شدہ کہ ہر جامہ نماز خواندہ باشند عا جواک وقت و آن جاے را یاد دارد کہ در تفریح گاہ بر سر کوہ مخلص افغانی کبیل فرش کرد حضرت ایشان امام و ماہر سہ برادر و مخلص افغانی و آن مرد دلی مقتدی بودیم چون حضرت ایشان برائے نماز استادند مرد دلی از جانب خود کبیل را دو تاہ کرد و بہ حضرت ایشان خطاب کردہ گفت : شما ایں چہ بدعت اختیار



کرده اید، حضرت سیدی الوالد به سوسے ایشان ملقت شدہ تبسم فرمودند۔ و باز شروع بہ نماز کردند۔ ہر دو حضرات پاک مشرب و پاک مسلک و پاک دل بودند و از دل و جان عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودند بمقصد ہر یک رضائے پروردگار بود۔ ہر یک می گفت۔

مقصود من خستہ ز کونین توئی از بہر تو میرم و برائے تو زیم

لہذا قصۂ ناراضگی را گنجائش نہ بود۔ بلکہ کلّ یعمل علی شاکلۃ قلبہ قریبکم اعلّمہ بمن ہوا ہدی سبیلًا۔ را کیفیت بود۔ عاجز تقریرات و تحریرات مدعیان علم شنیدہ و دیدہ کہ بیان بدعات می کنند ترغیب می دهند کہ از بدعت اجتناب کردہ شود۔ تمام زور گفتار و قوت قلم برین صرف می کنند کہ محفل مبارک میلاد شریف منعقد نہ کنید و قیام نہ کنید عرس بزرگان دین نہ کنید غیر ازین سہ امر ہر چہ کردہ شود حرجی نہ دارد۔ اتباع سنت آن بود کہ آن ولی پروردگاری کرد۔ چہ در اکل و شرب چہ در لباس و مسکن۔ برائے نماز سجادہ افروش کردن یقیناً بدعت است۔ امتیاز علماء بہ دستار کتان و بیرون طویل و جبہ فراخ یقیناً بدعت است۔ روزے حضرت عمر حضرت جابر رضی اللہ عنہما را دیدند۔ استفسار نمودند ما ہذا یا جابر وے عرض کرد۔ شہیت لحمًا فاشتریتہ۔ حضرت گفت۔ کُلّما اشتہیت اشتريت اما تخاف هذه الآیۃ۔ اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا۔ کما ذکرہ ابن الجوزی فی سیرتہ۔ افسوس صد افسوس کسانے کہ امامت نماز را جرت گیرند و بعد از نماز صبح ترجمہ قرآن مجید بہ مز و کنند۔ و اگر برائے وعظ روند مقررہ خود را وصول کنند۔ انہا انعقاد محفل مبارک را بدعت گویند۔ علی اللہ توکلنا۔ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم الظالمین۔ این واعظان ارشاد حضرت عمر را بفہمند تا اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا برایشان صادق نیاید۔ البتہ امثال این ولی پروردگار را می شاید کہ از نماز بر ساط خواندن یا از انعقاد محفل میلاد استفسار کنند چہ وے در تمام امور اتباع سنت را ملحوظ می دارد۔ چنان چہ آن ولی روزے نسبت بہ محفل مبارک میلاد شریف بہ حضرت ایشان گفت کہ در عہد نبوی و عہد صحابہ انعقاد این گونہ محافل شدہ۔ حضرت ایشان فرمودند این درست است۔ در آن زمان مبارک بہ فریقہ جہاد ہر یک مشغول بود۔ درجہ مستحسانات و مستجابات بعد از فرائض و واجبات است۔ و در این زمان عوام در لہو و لعب و فسق و فجور اوقات خود را صرف می کنند۔ ما می خواہیم کہ در قلوب ایشان محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شود کہ محبت آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم اصل ایمان است۔ برائے حصول این مقصد انعقاد این مبارک محفل می کنیم کہ امّہ دین آن را بدعت حسنہ گفتہ اند۔ و نیز فرمودند کہ یوم المیلاد و یوم الارتحال و یوم البعث را منبتی است۔ پروردگار نسبت بہ حضرت یحییٰ علیہ السلام گفتہ۔ وَ سَلَامٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ وَ یَوْمَ یَمُوتُ وَ یَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا۔



و پروردگار قول حضرت عیسیٰ علیہ السلام را نقل کرده و گفته: وَالسَّلَامُ عَلَیْ یَوْمٍ وَّلِذَتْ دِیَوْمَ امُوتَ وَ یَوْمَ اَلْبَعْثُ حَیَّآ۔ ولادت سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم برائے عالمیان سراسر رحمت است واللہ تعالیٰ می فرماید قُلْ یَفْضِلُ اللّٰهُ وَ یَرْحَمُہٗ فَبِذَٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا۔ لہذا انعقاد مخلص مبارک میلاد شریف و اظہار سرور در آن یوم مسعود مطابق نشاء خداوندی است جل شانہ۔ چون آن ولی پاک نہاد کلام حضرت ایشان شنید خاموش نشست و چیزی نہ گفت۔

شبے آن پاک نہاد در کوچه چهل امیران معروف بہ کوچه چیلان نزد خانہ مولوی بدرالاسلام در مسجد شریف بعد از نماز خفتن در احوال جذب و وجد از شمال بہ جنوب از جنوب بہ شمال می گشت، اتفاقاً مفتی کفایت اللہ آن وقت داخل مسجد شریف شد و سر مست بادۃ الفت را در چنین احوال بے قراری یافت مفتی صاحب تادیر احوالش را دید، و فیما بعد از مولوی بدرالاسلام استفسار کرد کہ آن شخص از کجا بود و حالاً کجا است مولوی بدرالاسلام گفت: کہ این شخص ہر سال برائے سہ روز بہ خدمت اقدس حضرت صاحب می آید۔ یک کتاب حدیث متاع دے می باشد۔ مایان نہ از نام دے واقف، ستیم و نہ از وطنش خبر داریم اگر چہ آن ولی پروردگار مراجعت کردہ اما در خانقاہ شریف امثال دے موجود اند۔

سر بر آراز کاشف تحقیق تادیر کوئے خیر کشتگان زندہ بینی انجن در انجن

حضرت ایشان بسیار مراعات این ولی پروردگاری کردند کہ اعلیٰ نمونہ: رَبِّ اشْعَثْ اَنْفَرُ بُو دیک سال چون دے آمد از موہائے مژہ، چشم دے زخمی شدہ بود، حضرت ایشان بہ حکیم محمد شفیع معالج چشم فرمودند کہ علاج چشم بکنہ چنانچہ دے معالجہ کرد و حضرت ایشان یک کبیل برائے پوشش دلنگ و ردایہ چیزے از دراہم بہ آن پاک مرد الذی لَا یَشَارُ اِلَیْہِ بِالْبَنَانِ دادند، روزے بہ وقت بازگشت از سیر و تفریح در یک حدیث شریف مابین ہر دو حضرات اختلاف شد و اختلاف در لفظ حدیث شریف بود۔ چون بہ خانقاہ شریف رسیدند حضرت ایشان از کتب خانہ کتاب را خواستند۔ و آن چہ حضرت ایشان می فرمودند در کتاب بود۔ آن پاک نفس آن جا را دید و بسیار خوش شد۔

بلبل خود را بگل می رساند و پروانہ بر شمع می ریزد و بندگان خدا نزد او لیامی روند تا وقتے کہ وجود حضرت ایشان موجود بود قیام گاہ حضرت ایشان از رجال الغیب محاط بود، حیف صد حیف۔ آن قلع شکست و آن ساقی نہ ماند۔

صاحبزادہ ملا پیر محمد | خلیفہ والد خود صاحبزادہ امیر محمد بود و دے خلیفہ پدر خود صاحبزادہ مرزا محمد شکیل کشوازی کہ خلیفہ دوست محمد شمرنی بود و دے خلیفہ صہونی زبردست



لوگری کہ خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی نسباً و دہلوی مولداً و مدفناً بود۔ در حوالی سال ستم ازائے چہارم ہمراہ مریدان خود برائے حج رفت۔ در مراجعت بہ دہلی در خدمت حضرت ایشان رسید۔ حاجی ملا احمد شاہ خلیل اطلاع کرد، حضرت ایشان صاحبزادہ را طلب کردند۔ ایشان عرض کردند: پروردگار شما را در این زمان قطب ارشاد کرده است۔ احوال باطنم ملاحظہ کنید۔ اگر در من صلاحیت ارشاد باشد فرماید اجازت عطا فرماید چہ شما درین وقت امام طریقہ ہستید و اگر در من صلاحیت ارشاد نہ باشد مرا آگاہ سازید تا ترک مشغولت کردہ غلامی در گاہ شما اختیار کنم۔ حضرت ایشان متوجہ بہ باطن ایشان شدند و فرمودند: "فصل پروردگار است در شما صلاحیت ارشاد است۔ و از طرف ما نیز بہ شما اجازت ارشاد است۔ شما بہ ہدایت علی مشغول باشید" صاحبزادہ بہ اجازت و خلافت حضرت ایشان مشرف گشتہ بہ وطن مراجعت نمود۔ رَحِمَہُ اللہُ دَرَجَتِی عَنَہُ۔

**خلیفہ طریقہ بنوریہ** | در علاقہ ارغسان و بلوچستان از سلسلہ میاں عبدالحکیم کہ در طریقہ بنوریہ مجدد فرد کامل گزشتہ اندیک شیخ بن رسیدہ و صاحب ارشاد بود چون حضرت ایشان بہ کونہ تشریف بردند آوازہ حضرت ایشان بہ آن مرد کامل رسید۔ وے بہ نور باطن دریافت کہ حضرت ایشان قطب ارشاد و قیوم جہان اند۔ لہذا وے نزد ملا عبدالحکیم آخوند زادہ خلیفہ خود را فرستاد کہ من خواہش دارم کہ زیارت حضرت صاحب بکنم۔ ملا صاحب بہ خدمت حضرت ایشان عرض کرد و حضرت ایشان اجازت دادند کہ وے بیاید۔ ملا صاحب این خبر بہ خلیفہ وے گفت و خودش مشغول بہ انتظام خانہ شد۔ چہ ہمراہ آن شیخ جمعی از مریدان و خلفائیزی آمد چون خلیفہ نزد آن شیخ رسید خبر فرحت اثر رسانید وے در صدد سفر شد لیکن، تَجَرَّی الرِّیَاحِ بِمَا لَا تَشْتَمِی السُّقُنُ۔ ہنوز وے حرکت نہ کردہ بود کہ پیام۔ یَا اَیَّتِہَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ اَرْجِعِی اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَۃً۔ گوش حق نیوشش شنید و وحش پرواز کردہ۔ "فَاَدْخِلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخِلِیْ جَنَّتِیْ" و را سزاوار گشت چون این خبر بہ حضرت ایشان رسید دعا با در حق وے کردند حمد اشد و رضی عنہ، این واقعہ یک سال یا دو سال قبل از ولادت ابن عاجز بہ وقوع پیوستہ، ملا ایاز کا کڑی بیان این واقعہ می کرد و نام آن خلیفہ طریقہ بنوریہ را ہم بیان می کرد لیکن از یاد عاجز رفتہ وَکَانَ ذَٰلِكَ قَدْ رَامَقَدْ وُورًا۔

**مقبولیت این را گویند** | در فصل اول بیان عوام داہل دنیا گزشتہ کہ بہ چہ طور گرہ حضرت ایشان جمع می شدند و مالا عاجز بیان ادبیائے حق کردہ کہ چہ ادب و احترام حضرت ایشان می کردند و ہر یک سعی می کرد کہ از حضرت ایشان استفادہ بکنند۔ زمین را مقبولیت گویند و زمین منصب قطب و الاقطاب قیومیت است۔ راست است۔



بہ مقبول کسے را دسترس نیست قبول خاطر اندر دست کس نیست

اشاراتِ غیبیہ | ملا فیض اللہ دروگ گفتہ رحمۃ اللہ

چو احوال ترا در خواب دیدم زارشادِ دیگر کس دست شستم

عاجز احوال چند نفر می نویسند کہ ایشان را اشارات شدہ تا بہ خیرِ جهان خود را رسانند

اختر مشکی | از افغانستان بودہ۔ برائے ایفائے نذر بہ سرہند شریف یک دُنبہ بُرد تا آن را ذبح کردہ بہ خدمت حضرت امام ربانی مجدد و منور الفِ ثانی قدس سرہ تقسیم کنند۔

بہ شب در خواب حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی را دید کہ می فرماید: اختر این دُنبہ را بہ دہلی بر آن جا در خانقاہ یک پچہ من است۔ خادمان و سے در حقیقت خادمان من اند۔ دُنبہ را ذبح کردہ بہ ایشان بدہ۔

اختر آن دُنبہ را بہ دہلی آورد و خواب خود را پیش حضرت ایشان ذکر کرد۔ آن وقت ظہورِ برکات و فیوضات عجیبہ شد و خانقاہ شریف از نعرہ ہائے آہ و ہوا پر شد و حضرت ایشان بہ عاجزی و نیاز مندی این شعر خواندند:

گریں کند سوئے ہلالی عجبہ نیست شاہان چہ عجب گریںوا زند گدارا

غلام احرار صاحبزادہ آن وقت موجود بود و این واقعہ را بیان می کرد۔

مردولی فتح اللہ اندری | از بلاد افغانستان بود از روئے مصحف قرآن مجید را می خواند۔ دیگر از نوشت و خواند بے بہرہ بود۔ مرد سادہ و صاف دل و کم گو

بود آن چہ از اشارات و بشارات دریافتہ بود۔ نویسانیدہ بہ خدمت حضرت ایشان پیش کرد۔ آن تحریر را عاجز نقل می کند: لَعَلَّہُ مَدَارُکُ فَضْلِہٖ وَ فَضْلُ مَوْشِدِہٖ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَ نُسَلِّمُ

بہ خدمت خادمان قدسی مکان ولایت و کرامت نشان قطب الطریق غوثِ الخلائق پیر روشن

ضمیر حضرت صاحب دامن برکات۔ از کترین مریدان حلقہ بہ گوش فدوی ترابِ القدرم خاکسارِ نستغ اللہ

اندری بعد از قدمسہ ہائے فراوان (عرض می دارد) آن کہ سہ شبانروز پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام را در

خواب دیدہ ام و پیر صاحب (حضرت صاحب) ہم در خواب بہ من حکم کردہ کہ شما آمدہ خدمت مرا بکنید۔

چون از خواب بیدار شدم نہ دانستم کہ تعبیر خواب من چیست۔ قبلہ گاہ۔ آیا اجازت می دهید کہ خدمت

شمارا بکنم و یا بہ اجازت شما بہ زیارت بیت اللہ بروم۔ آن چہ امر بدید۔ زیرا کہ بہ دنیا دارا، ہیچ خاطر

متوجہ نہ می گردد۔ و غیر اندر س کلام اللہ و خدمت پیر صاحب دامن برکاتہ دیگر مطلب بہ دنیا نہ دارم۔

زیادہ برین خود شیدرافات و افاضت گرم باد بالنون والصاد، فقط عبادت است ۲۴ شعبان المعظم



۳۲۳ھ۔ المکرآن کہ یک راس گو سفند ہم بہ ذمہ من فی سبیل اللہ خیرات ہست آن چہ حکم شود عریضہ۔  
فدوی تراب القدرم فتح اللہ اندر۔

بعد از تقدیم این عریضہ فتح اللہ یازدہ سال خادم خصوصی حضرت ایشان بودہ چون حضرت ایشان از حرم سرا بیرون تشریف می آوردند فتح اللہ بہ فاصلہ سہ یا چہار گز می نشست در احوال خود مستغرق می گشت حضرت ایشان ہیچ وقت از فتح اللہ ناراض نہ شدہ اند و نہ گاہی دیر از جبر و تویخ کردہ اند اگر حضرت ایشان کے راز جبر و تویخ می کردند فتح اللہ بہ بسیار مسرت می گفت: "نَنْ يٰ بَيَاغُوَا جُوْزُ كَثِيْرِي دِي" امروز باز تماشاے برپا کردہ معلوم می شود کہ بہ مقام ضمنت فتح اللہ فائز شدہ بود و بہ طور انعکاس بر سر آن امر سرور و شادان می بود کہ رضاے حضرت ایشان را دران می یافت تا وقتے کہ فتح اللہ زندہ ماند در سیر و تفریح وے رفیق می بود۔ استغنائے حضرت مرشد در وے کامل اثر کردہ بود و بہ کسے التفات نہ می کرد خواه کسے امیر باشد یا خان بود۔ صاحبزادہ باشد یا آخوندزادہ چون از تلاوت قرآن مجید فارغ می شد جامہ ہائے کہنہ خود را بہ دست خود پیوندمی نہاد و می دوخت، ہر خانہ بخیمہ وے بہ اندازہ درازی برنج می بود۔ در دہلی گنبد ہائے مسجد شریف صنادیق وے بودند۔ سامان خود را اندرون گنبد ہا می نہاد۔ در عیدین حضرت ایشان بہ وے جامہ ہائے نومی دادند۔ دوسرہ روز آن جامہ ہا را می پوشید۔ و باز بہان جامہ ہا تار تار بر تنش می بود۔ آن چہ وے در عریضہ خود نوشتہ بود بر بہان کیفیت تا آخر وقت بہ اند۔ در سفر کوئٹہ و دہلی ہمراہ می بود۔ غالباً واقعہ عشرہ اولی از محرم ۱۳۳۶ھ است (اکتوبر ۱۹۱۷ء) کہ در سفر مراجعت از کوئٹہ حسب معمول سالون حضرت ایشان در ساسٹا ستادہ شد فتح اللہ در جامہ نان خود را بچپیدہ بر رصیف نشست و بہ اکل طعام مصروف گشت۔ از بے خودی و دارتنگی فتح اللہ را چارہ نہ بود، وے اندران احوال بودہ کہ سگے جامہ نان را از پیشش ربود۔ فتح اللہ در پس سگ دوید۔ سگ بہ خط آہن رسید۔ وے نیز از رصیف بر خط آہن درآمد و جامہ را حاصل کردہ می خواست لہ بر رصیف بر آید کہ یک قاطرہ رسید و شکم و حصہ زیرین فتح اللہ را از کار انداخت۔ مخلصان کہ رفیق سفر بودند فتح اللہ را در حالت بیہوشی از ان جابر داشتند۔ تقریباً تا دو روز نفس فتح اللہ جاری بود۔ و باز رحلت کرد و در دہلی در جوار حضرت محمدین کرام مدفون گشت۔ در فصل دوم واقعہ قبر فتح اللہ کہ نوشتہ شدہ آن واقعہ از قبر وے بودہ۔ کَانَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَرَضِيَ عَنْهُ صَادِقًا فِيْ مَنَامِهِ صَادِقًا فِيْ قَوْلِهِ صَادِقًا فِيْ وَعْدِهِ وَكَانَ يَصْدُقُ عَلَيْهِ مَا قَالَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَبِّ اشْعَثْ اَعْبَرُ ذِي طَمَرَيْنِ تَبُوْعُهُ اَعْيُنُ النَّاسِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَا يَبْرُوْهُ۔



## اکبر توخی

مثل مشهور است - اَلشَّيْءُ بِالشَّيْءِ يُدْنَى كَوْنُ ذکر فتح اللہ اندری عاجز را اکبر توخی بہ یاد آورد۔  
 اکبر توخی چارہنج سال کاملًا قَیْنًا وَ شَتَاءً در کوئٹہ خدمت کردہ - در زمستان حفاظت خانہ  
 و در تابستان بَوَّابی حرم سرا - عاجز یاد نہ دارد کہ درین عرصہ حضرت ایشان گاہے بروے ناراض شدہ  
 باشند۔ یادین عرصہ گاہے اکبر توخی را غفلت طاری شدہ باشد۔ ہمہ وقت و ہمہ حال در زوکر پروردگار  
 مصروف می بود۔ اگر ناگاہ کسے نزد وے می رفت یا آوازے رامی شنید از جائے خود خست می زد و  
 ذکر قلبی ذکر سانی شدہ اللہ اللہ گویان یک نفس می دوید و درین عرصہ چیزے کہ پیش وے می آمد آن  
 را سوے آسمان می انداخت۔ اکثر دیدہ شد کہ جماعتے از مخلصین بیرون دروازہ نشستہ می بود۔ اکبر  
 دتار ہائے ایشان را اللہ اللہ گویان می پرانید۔ و اگر کفشہا یا چیز دیگر می یافت آن را بہ بالائی انداخت  
 و چون نفس وے تمام می شد بہ ہوش می آمد و آثار ماندگی بروے ظاہری شد۔ اکبر توخی در ہر چہ مشغول  
 می بود اظہار ہمان حال از وے می شد۔ چون کہ لطائف مبارکہ را عروج می بود و ہر لطیفہ مبارکہ بہ جانب  
 فوق کشان کشان می رود اظہار آن بہ انداختن اشیاء بہ سوے فوق می شد۔ بعد از وفات وے چند  
 معتبر افراد بہ عاجز گفتہ اند کہ تا یک ناں بر قبر وے ایجا نا شعلہ نور دیدہ شدہ۔ کَانَ رَحِمَہُ اللہُ جَدِیرًا  
 بِہَذِیہِ الْکَرَامَۃِ وَالْعِلْمِ عِنْدَ اللہِ۔

## قاری عبد الغنی شامی

وطن ایشان انطاکیہ از ملک شام است اشارہ غیبی یافتند۔ ع  
 بہ دہلی روا گرد جستجوے آب حیوانی۔ چنان چہ بہ خدمت بابرکت  
 خیر جہاں رسیدند از ۱۳۲۳ تا ۱۳۲۷ م چارہ سال کاملًا در دہلی و کوئٹہ در خدمت حضرت ایشان ماندند۔  
 در ۱۳۲۷ م وقتے کہ از کوئٹہ رخصت می شدند حضرت ایشان بروے عنایات کردند و بہ اجازت خلعت  
 ممتاز فرمودند۔ مولانا سید عبد الجلیل در آن وقت موجود بودند و بہ عاجز این بیان کردند۔ قاری نیاز احمد و  
 حضرت برادر کطان فن تجوید از قاری صاحب خواندہ اند۔ و سلیمان فرزند عبد الرحمن دہلوی کہ ہم عمر حضرت  
 برادر کطان بود و چند مدت با حضرت ایشان می بود نیز مخارج حروف را از قاری صاحب درست کردہ  
 بود۔ چارہنج سال پیشترہ عاجز ویرا ملاقات کردہ۔ وصحت مخارج حروفش یا وقاری صاحب تازہ کرد۔  
 قاری صاحب از کوئٹہ بہ افغانستان رفتند و در سال چہل و سہ یا چہل و چار از ماہ چہار و ہم بارادہ حج  
 از افغانستان برآمدند۔ اندران ایام عاجز جناب ایشان را دیدہ۔ از رفقائے پاک نقش عاجز شنیدہ  
 کہ چون قاری صاحب در نماز اقتدا بہ حضرت ایشان می کردند از خود بے خبر می شدند و سیل اشک از  
 چشمان جاری می شد۔ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی وَ رَضِیَ عَنْہُ۔



**سید یوسف زواوی** | سید یوسف مع فرزند جوان سال و یک رفیق از مدینہ منورہ در ۱۳۳۲ھ - ۱۹۱۵ھ

به کوئٹہ رسیدند نزد محطہ قطار برلے واروین عمارت و منزل حکومت ساخته بود کہ بسیار جمیل و آرام ده بود۔ سید یوسف آنجا قیام کرد۔ و برلے زیارت نزد حضرت ایشان رسید۔ و از اولاد سید صالح زواوی بود کہ از اجلہ خلفاء حضرت شاہ محمد مظہر مجددی بود قدس سرہ بلکہ بعد از وفات پیر مرشد جانشین ایشان و مربی اولاد و محافظ خانقاہ شریف ہم بود۔ فرزند کلان حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ کہ احمد (الثانی) بہار الدین بود در آن وقت شش سالہ بود۔ پروردگار سید صالح زواوی را اجر داد ہیکہ خدا شائستہ در آن وقت سرانجام داد جزاۃ اللہ خیراً و رحمۃ و رضی عنہ۔ سید یوسف را اشارہ غیبی رسید کہ از حضرت ایشان بیعت شوند و استفادہ کنند۔ در فصل دوم در بیان صلاۃ تسبیح ذکر ایشان گزشتہ چند روز در کوئٹہ قیام کردند و فیوضات گرفتہ بازگشتند۔ افسوس صد افسوس کہ در ۱۳۳۳ھ از دست اشیائے نماند و بایہ نجدیہ در طائف جام شہادت نوشیدند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**سید علی زواوی** | ابن اعم سید یوسف زواوی نیز بہ اشارہ غیبی بہ مہتمم حمادی الآخرہ ۱۳۳۴ھ (۵ فروری ۱۹۲۲ھ) بہ دہلی آمدند و از حضرت ایشان بیعت شدند رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**سید عبداللہ دحلان** | از اولاد شیخ الاسلام سید احمد دحلان کئی اند و سید احمد استاد حضرت ایشان بودند۔ بیان می کردند کہ از مکہ مکرمہ بہ مدینہ منورہ برلے زیارت مبارکہ رفتیم۔ آن جا

بخواب سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم را دیدم کہ می فرمایند غایب من ابوالخیر عبداللہ در دہلی قیام دارد۔ برو و از وی بیعت شو۔ چون از خواب بیدار شدم قصد کعبۃ الآمال کردم و الحمد للہ کہ بہ خدمت حضرت ایشان رسیدم۔

كَمَلْتُ مَسَافَةَ كَعْبَةِ الْاِمَالِ حَمْدَ الْعَمَلِ قَدْ مَنَّ بِالْاِكْمَالِ

مسافت آماجگاہ و کعبہ آمید را کامل شد، حمد است مرا آن ذات پاک را کہ بہ لطف خود این مسافت را بہ پایان و مرا بہ مقصودم رسانید حضرت ایشان سید عبداللہ را بیعت کردند و براحوالش عنایات خصوصیتہ مبذول داشتند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

زیرا کہ جناب دے فرستادہ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بود و قیالہا من سعادۃ و نیز از سلالہ طاہرہ نبویہ از اولاد استاد شفیق و مہربان بود۔ لہذا حضرت ایشان از عمائدین شہر دہلی و از مخلصین پاک طینت جماعتی را دعوت طعام دادند بہ اندازہ پنجاہ نفر بودہ باشند۔ تعارف سید عبداللہ با ہمہ کردند۔ باز حافظ عبدالحکیم در خانہ خود کہ بہ محلہ چوڑی والان بود، و حاجی محمد رفیع در خانہ خود کہ در محلہ بیری باغ بود و ڈاکٹر مختار احمد انصاری در قیام گاہ خود کہ متصل شہر پناہ ماہین دروازہ کشمیری و دروازہ موری واقع بود جناب



عبداللہ و حضرت ایشان را مدعو کردند حکیم محمد اہل خان ہمہ را بہ مقبرہ بادشاہ تعلق بردند و آن باطعام مکلف پیش کردند۔ غالباً این واقعہ ۱۳۴۷ھ بم ۱۹۱۹ء ہوئے۔ چند روز بہ این کیفیات گزشت۔ از مخلصین باصفا بعض افراد قدرے از در اہم بہ خدمت حضرت ایشان پیش کردند تا کہ بہ سید عبداللہ بہ طور زاد راہ پیش کردہ شود۔ این رویہ کہ مابین چار و پنج صد بود بہ ایشان دادہ شد۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**مقبولیتِ تامرہ** | محمد شاہ افغانی گفتہ و خوب گفتہ

نئے کہ تنہا جن و آدم با جمہاد ہرچہ در امر است در حکیم تو باد  
عاجز ملاحظہ کردہ کہ حیوانات با حضرت ایشان محبت می کردند۔ در فصل دوم در بیان حضرات  
عندلیب و در واقعہ شتر بچہ گزشتہ۔ حالاً دوسہ واقعات دیگر نوشتہ می شود۔

**آہوئے سیاہ شاخدار** | حافظ محمد یوسف دہلوی کہ از پنجابیان دہلی بود یک بچہ آہو بر حضرت  
برادر کلان آورد۔ بعد از دو سال شاخہاے آہو بہ اندازہ یک نیم ذراع  
دراز شد و پشت دے کامل سیاہ گشت۔ اگرچہ آن آہو بسیار نوس شدہ بود تا ہم خطرہ بود کہ از شاخہاے  
دے کسے افکار شود۔ بلکہ بالفعل سید محمد افضل کہ از جہات نورانی بود قدرے مجروح شد۔ لہذا بر سر  
شاخہاے دے چوگانہاے مسی نہادہ شد۔ در آن روز با حضرت ایشان بہ باغ روشن آرا برائے تفریح  
می رفتند۔ گل محمد محمد خیل آہو را بہ باغ می برد و آن جا دیوار بند زنجیر آزادی کرد۔ آہو بر مرغزار جستہا می نو  
و احیاناً نزد حضرت ایشان می آمد و قرار می گرفت۔ حضرت ایشان دست مبارک خود را گاہے بر سرش  
می نہادند و واہ واہ می گفتند۔ روزے حضرت ایشان قصد کردند کہ اولاً نزد باغ روشن آرا بر مزار  
پیرانوار حضرت شاہ محمد آفاق حاضر شوند و آن جا سعید الزبیر مجددی را ہم بینند و نماز عصر را در اواخر  
اوقات در باغ بخوانند چنان چہ بہ عاجز فرمودند۔ برو بہ ملا حبیب اللہ وغیرہ بگو کہ امروز ما قدرے  
بہ تاخیر می رسم اما نماز در باغ می خوانیم۔ ملا حبیب اللہ ملا خیر اللہ، ملا یاسین وغیرہم ہر روز بہ باغ  
می رسیدند و آن جا ہمراہ ما برادران بہ سیر و بازی مصروف می شدند در عموم روز ہا عربہ اندرون شاہی  
در باغ داخل می شد۔ اما آن روز کہ حضرت ایشان بر مزار شریف رفتند از دروازہ جنوب شرقی داخل  
باغ شدند و دے حضرت ایشان بہ جانب نشستگاہ بود۔ حضرت ایشان فرمودند: بچہا بینید کہ ملا  
حبیب اللہ انتظار نہ کرد و بہ نماز استاد چون عربہ آن جا رسید و منور حضرت ایشان از عربہ پائین  
نزدہ بودند۔ آہو جستہا زدہ آن جا رسید۔ ملا حبیب اللہ بہ رکوع رفت۔ آہو از جانب پس سر خود را  
مابین ہر دو پاے حبیب اللہ داخل کردہ بہ نوے جہت بالا حرکت داد کہ حبیب اللہ بر زمین افتاد



حضرت ایشان تبسم فرمودند و گفتند: بین حبیب اللہ پیغام مرا زید رسانیدہ بود، تو انتظار مانہ کردی و آہوئے ما بہ تو سزا داد! بر حبیب اللہ آن وقت کیفیت طاری شد و از غلبہ نسبت شریفہ در وجد درآمد۔  
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**یک غزال** | در سال ۱۳۳۹ یک مخلص افغانی غزالے آورد۔ نظر اندری آن آہو بچہ را در صحن خانہ حضرت ایشان بستہ کرد۔ چند روز بعد از افغانستان بہ اندازہ ہفتاد نفر از علماء و طالبان علوم و غیر ہم رسیدند۔ حضرت ایشان بہ دروازہ خانہ خود تشریف آوردند چون جماعت مخلصین را دیدند، فرمودند: نمایان دو جانب استادہ شوید و از ہر دو جانب مدخل را بستہ کنید تا این غزال برین راہ جست و خیز کند۔ مخلصین پاک نہاد ہر دو جانب را بستہ شدند و حضرت ایشان بہ نظر اندری گفتند کہ آہو بچہ را آزاد کند۔ آن غزال آزاد شدہ یک دو بار شمالاً جنوباً جستہا زد و حضرت ایشان واہ بر زبان می رانند کہ ناگاہ آن غزال از جانب جنوب سداً عبور کرد و مخلصین حیران ماندند و حضرت ایشان فرمودند: افسوس نمایان آہو بچہ مار را رہا ندید! حضرت ایشان بر جائے خود استادہ ماندند۔ چند دقیقہ گزشتہ باشد کہ آن غزال از جہت شمال نمودار شد و دیدہ نزد حضرت ایشان رسید و بہ نوعی متصل بہ حضرت ایشان ایستاد کہ سرش بہ جامہ ایشان مساس می کرد۔ حضرت ایشان واہ واہ گفتہ بر سرش دست مبارک نہادند۔ جماعت مخلصین بہ تعجب این واقعہ را می دیدند و سبحان اللہ سبحان اللہ بر زبان ایشان جاری بود۔

**کبوتر** | حضرت برادر بکلان از عمدہ اقسام کبوتران دوسہ جفت را در خورد سالی پرورش کرہ بودند و متصل بہ کتب خانہ یک حجرہ مخصوص برائے کبوتر ہا بود۔ در چند سال تعداد کبوتر ہا قریب بہ صد شد۔ بہ ۱۳۳۳ حضرت ایشان بہ عبدالحق ساکن چوڑی والاں گفتند کہ کبوتر ہا را برید و حجرہ را صاف کنید۔ در ایامی کہ کبوتر ہا را وجود بود حضرت ایشان بہ وقت عشاء بہ کوٹہ می رفتند۔ منشی احمد حسین و دیگر مخلصین استادہ بودند۔ چون حضرت ایشان نزد دروازہ کبوتر ہا رسیدند یک دم صدائے کبوتر ہا یا ہویا ہو بلند شد۔ منشی احمد حسین رحمہ اللہ بیان می کرد کہ حضرت ایشان سہ چار دقیقہ آن جا استادہ و باز بہ مخلصین فرمودند: بینید کہ بہ رفتن ما کبوتر ہا اظہار افسوس می کند!

**طوطی و کنجشک** | در قفس یک کنجشک بمیل بود کہ حضرت ایشان آن را مرغ زہین می گفتند و نیز دو طوطی بود۔ صبا عا حضرت ایشان بہ حرم سرامی آمدند و نزد قفس ہائے این طیور می استادند۔ آن وقت طیور بہ عجب نوع اظہار مسترت می کرد و حضرت ایشان کلمہ مسترت



واہ واہ ہر زبان می آوردند۔ ہر روز این معاملہ را میان می دیدیم۔ راست است۔  
 بہ مقبولی کہے را دسترس نیست قبول خاطر اند دست کس نیست

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

حضرات ذوی المجد والاحترام | از اولاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ  
 بعض اہل کمال را حضرت ایشان زیارت کردہ اند بعض

حضرات برائے ملاقات حضرت ایشان آمدہ اند، عاجز بیان آن حضرات می کند۔

حضرت شاہ محمد معصوم | فرزند عم اکبر حضرت شاہ عبدالرشید قدس اللہ اسرارہما از حضرت  
 ایشان نہ سال بہ عمر کلان بودند (بیان ولادت و وفات را بر صفحہ

ہشتاد و ہفت باید دید) چون کہ ہر دو حضرات برادر حقیقی نہ داشتند و در خورد سالی بہ یک جانتخت  
 رعایتہ الجَدِّ الِأَجْعَدِ قیام داشتند لہذا یک دیگر را بہ برادر یادی کردند۔ و با ہم محبت و مودت زیاد  
 داشتند۔ قیام جناب ایشان در رامپور بود۔ احیانا با اہل و عیال بہ دہلی تشریف می آوردند و بہ خانہ حکیم  
 محمد واصل خان قیام می کردند۔ حکیم صاحب برادر خورد حکیم عبدالمجید خان و برادر کلان حکیم محمد اجل خان  
 بودند۔ این خاندان حکیمان از اولاد حضرت عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز بودند۔ چون جناب  
 ایشان بہ دہلی می آمدند۔ برائے زیارت حضرات قدس اللہ اسرارہم و برائے ملاقات حضرت ایشان اکثر  
 بہ خانقاہ شریف می آمدند۔ حضرت ایشان بہ دربان ہدایت کردہ بودند کہ چون جناب برادر صاحب آیند مرا  
 خبر دہ۔ بہ عاجز حضرت حافظ محمد یوسف مجددی خسزادہ جناب ایشان بیان کرد کہ قیام جناب ایشان  
 در خانہ واصل خان بود آن جاشخصی نزد جناب ایشان می آمد کہ از وارث علی شاہ چشتی بیعت بود و می  
 گفت کہ اشتیاق زیارت حضرت ایشان دارم۔ جناب شما را برسانید۔ جناب ایشان فرمودند کہ از  
 احوال و کیفیات ایشان شمارا علم ہست و من در معاملات ایشان مداخلت نہ می کنم و کہے را نزد ایشان  
 نہ می فرستم۔ البتہ این صورت امکان دارد کہ شما در رفاقت ما بہ خانقاہ شریف بروید و ہوش کنید کہ از ما  
 جدا نہ شوید۔ درین صورت ملاقات شما ان شاء اللہ خواہد شد۔ چنانچہ آن مشتاق ملاقات بہ میت جناب  
 ایشان بہ خانقاہ شریف آمد۔ و من ہم ہمراہ ایشان بودم، جناب ایشان برائے فاتحہ بہ مجر شریف گفتند  
 و من نیز رفاقت ایشان کردم۔ آن شخص بہ سیر کردن عمارت مسجد شریف مصروف گشت کہ دران ایام نو  
 ساختم شدہ بود۔ درین اثنا حضرت والد بزرگوار شما از خانہ برآمدند۔ چون نظر ایشان بر آن شخص افتاد کہ در  
 مسجد شریف می گشت استفسار فرمودند کہیستی و از بہر چہ آمدہ ئی۔ بروئے خوف و دہشت غالب آمد۔



عرض کرد من مرید وارث علی شاه ہستم و برائے زیارت حضرت شما حاضر شدہ ام۔ حضرت ایشان بہ درستی وقہر فرمودند کہ این را از خانقاہ شریف بدرکن۔ چنانچہ دربان وسے را از خانقاہ شریف بیرون کرو وقتے کہ این معاملہ با این شخص می شد حضرت غم شہاد در محضر شریف تبسم کرده بہ من گفتند۔ این شخص نصیحتم را در گوش نہ نہاد و پریشان شد و چون ایشان بعد الملاقات بہ قیام گاہ خود رسیدند آن شخص را پریشان حال یافتند۔ بہ وسے فرمودند۔ اگر رفتہ اندازہ می گزاشتہ چنین پریشان و سرگردان نہ می شدی۔ حالاً من ترا ہمراہ خود ہم نہ می توانم کہ ببرم۔

پیر وارث علی شاه مرد مجذوب الاحوال بود و در ادائے نماز و وسے کوتاہی بہ ظہور می رسید این فعل را حضرت ایشان بدی گفتند۔ و ملاقات با این چنین افراد خوش نہ داشتند۔

داماد حضرت العم شیخ غلیل النبی فرزند کلان حضرت شاه ولی النبی بہ عاجز بیان کردند کہ در ایامی کہ حضرت غم شہاد بہ دہلی تشریف می آوردند حضرت والد شہاد ہر روز برائے ملاقات ایشان بہ بلیاران “ بہ خانہ واصل خان می رفتند۔ روزے بہ حضرت عم شہاد فرمودند۔ برادر صاحب۔ شما این با قیام کردہ اید و طعام اہل دنیا را تناول می کنید از خوردن طعام اہل دنیا بر دل غفلت طاری می شود، لہذا برائے جناب شما طعام مامی آریم چنان چہ طعام یک وقت ہمراہ خودی آوردند و طعام وقت دیگر بدست مخلص افغانی ارسال می کردند۔ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ سِرّاً وَ تَوَسَّلَ صِرَافاً۔

فرزند شاه خطیب احمد فرزند شاه رؤف احمد رفت فرزند شیخ  
حضرت شاه ابو احمد عبداللہ | شعوب احمد فرزند شیخ محمد شرف فرزند شیخ رضی الدین فرزند شیخ

زین العابدین معروف بہ فقیر اللہ فرزند حضرت محمد یحییٰ معروف بہ شاه جیو فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرار ہم علیہ در ماہ رمضان ۱۰۳۲ھ تولد ایشان شدہ۔ کسب سلوک از محدث دار الحجہ حضرت شاه عبدالغنی کردہ بہ بھوپال مراجعت کردند و در خانقاہ جتیا مجد خود مصروف ارشاد شدند۔ نہایت پاکیزہ مشرب و پاک مسلک بودند۔ ہزاران افراد از ایشان مستفید شدند چون بہ دہلی تشریف می آوردند با حضرت ایشان ملاقات ہامی کردند و ہر دو حضرات خوش وقت می شدند و وفات ایشان در ۱۰۳۳ھ واقع شدہ قدس اللہ سرہ الاقدس۔

فرزند حضرت غلام صدیق فرزند حضرت عبدالباقی فرزند حضرت صفی اللہ  
حضرت غلام قیوم | فرزند حضرت غلام محمد معصوم فرزند حضرت محمد اسماعیل معروف بہ معصوم  
ثانی فرزند حضرت صبغۃ اللہ فرزند اکبر حضرت محمد معصوم فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ



اسرارِ ہم العلیہ مشہور ہے حضرت صاحب کابل "اند" حضرت ایشان در عقدِ ثالث از ایہ چہار و ہم برائے حج بیت اللہ با فرزندِ کلان خود حضرت فضل محمد و پسرِ فرزندِ اوسط فضل عثمان کہ ہفت یا ہشت سالہ بود و حاجت از مخالفین از کابل برآمدند چون بہ دہلی رسیدند در جامع فتحپوری قیام کردند برائے ملاقات حضرت سیدی اللہ چند بار بہ خانقاہ شریف آمدند و حضرت ایشان نیز برائے ملاقات بہ قیام گاہ ایشان می رفتند و نوبتے جناب ایشان را با جمیع زفقار و عوتِ طعام دادند حضرت فضل محمد بیان می کرد کہ بہ اثنائے اکلِ طعام حضرت ایشان بعض اشعار خود خواندند و چون بہ این شعر رسیدند۔

مردیم و نہ مرد آتش عشق دودِ دلم از کفن برآید

بر حضرت ایشان کیفیت طاری گشت۔ دستِ مبارک ایشان در قاب و خود ایشان غرق در کیفیات بودند چند دقیقہ برین کیفیت گزشت حضرت قبلہ گاہ ہم نیز ازین احوال متاثر شدند "حضرت ایشان فرمودند کہ تہ خانہ مارا ملاحظہ کنید و کتابے کہ پسند آید بگیریں چنانچہ جناب ایشان کتاب۔ ازالۃ الغین عن بصارتہ العین فی اثبات شہادۃ الحسین۔ تالیف مولوی حیدر علی را پسند فرمودند و حضرت ایشان آن کتابے بہ جناب ایشان دادند۔ این کتاب در مطبع ثمر ہند واقع لکھنؤ طبع شدہ وفات حضرت صاحب کابل در شعبان ۱۳۳۲ھ واقع شدہ اقدس اللہ سرہ الاقدس۔

**حضرت محمد حسن** | فرزند حضرت عبدالرحمن فرزند حضرت عبدالقیوم فرزند حضرت محمد فضل اللہ فرزند حضرت غلام نبی فرزند حضرت غلام حسن فرزند حضرت غلام محمد معصوم فرزند حضرت محمد اسماعیل معروف بہ معصوم ثانی فرزند حضرت صنت اللہ فرزند حضرت محمد معصوم فرزند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرار ہم العلیہ۔ صاحب علم و فضل و کمال و ارشاد بودند ولادت ایشان بہ ششم شوال ۱۲۶۸ھ در قندھار بودہ۔ و در سندھ در ٹنڈہ سائیند اور ٹنڈہ محمد خان سکونت اختیار کردند، بہ دوشنبہ دوم رجب ۱۳۶۵ھ وفات یافتند و بہ پہلوئے حضرت والد خود نزد لنگر در دامن کوه بہ فاصلہ ہفت کروزہ از حیدرآباد مدفون شدند تالیفات مفیدہ نا انداز بہست دارند۔ نوبتے بہ دہلی آمدند و ملاقات با حضرت ایشان کردند۔ ہر دو حضرات بسیار خوش شدند۔ با ایشان بعض خلفائے ایشان نیز بودند۔ قدس اللہ سرہ الاقدس۔

**مولانا اعجاز حسین** | فرزند احمد حسین فرزند غلام محی الدین فرزند فیض احمد فرزند کمال الدین فرزند درویش احمد فرزند حضرت زین العابدین شاہ فقیر اللہ بھیمی جناب ایشان برادرِ خور و حضرت ارشاد حسین اند، در ریاست رامپور قیام داشتند۔ از برادرِ خود و نیز از دیگر علماء تحصیل علم



نمودند و کسبِ سلوک از برادرِ خود کردند۔ بہ زبان اُردو تالیفاتِ نفیسہ دارند مثل کتابِ اعجازِ کرامت و بہارِ خلافت و رسالہ اعجازِ سلوک و رسالہ اعجازِ الاسناد و رسالہ اعجازِ الصرف و رسالہ در بیانِ بشنوا زنی و رسالہ التاویلات النجمیہ و رسالہ الآیات البینات فی نعت سید السادات صلی اللہ علیہ وسلم و رسالہ غایۃ التہذیب فی اثبات علم الغیب للجبیب و رسالہ الأجوبۃ الظافرہ علی سوالات القاہرۃ الفاجرہ در روان کہ در جمعاذان ثانی بیرون مسجد دادہ شود و غیر آن۔ احیانا ایشان شعرِ ہم می گفتند۔ بہ اُردو و بہ فارسی۔ تہذکارِ یک شعر نوشتہ می شود۔

نگہت و حدتِ سبحان چو شامش پُر کرد گشت اعجازِ درین فکر کہ وحدت گیرم  
ایشان در احوالِ برادرِ کلانِ خود سہ اوراقِ نوشتہ اند۔ نامہائے بست و سہ خلفائے ایشان را نوشتہ می نویسند کہ صدا بہ افرادِ در علوم عقلیہ و نقلیہ شاگردانِ ایشانند و نصرفیض اثر حضور اقدس ہموارہ شامل حالِ این ہمچندان بودہ اما وے لیاقتے پیدا نہ کرد و این از کم نصیبی وے است۔ ایشان دوسہ بار در حفلہ میلادِ مبارک از رامپور بہ دہلی آمدہ اند و با حضرت ایشان صحبتہا داشتہ اند حضرت ایشان نیز مراعاتِ ایشان می کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

فرزندِ حافظِ غلامِ مجدد و فرزندِ محمد عباس فرزندِ عزت اللہ فرزندِ غلامِ محمد معصوم فرزندِ  
**حافظ محمد یعقوب** حضرت محمد اسماعیل مشہور بہ معصوم ثانی فرزندِ حضرت صبغتہ اللہ قدس اللہ سرار ہم  
العلیہ بہ اواخرِ محرم ۱۲۴۳ھ فرنگیہا بروہی قابض شدند۔ والدِ بزرگوار ایشان در بابِ خانہ خود نشستہ بودند کہ یک فرنگی خذلہم اللہ ایشان را نشانہ تفنگ ساخت ہمان جا شہید شدند۔ بود و باش حافظ محمد یعقوب در پانی پت بود۔ بیعت از حضرت شاہ محمد معصوم بودند۔ عجب پاک دل و پاک مشرب بودند۔ بہ خدمتِ حضرت ایشان اکثر می آمدند۔ عاجز ایشان را عاشقِ حضرات یافتہ بہ نوعی کہ ذکرِ حضرت سیدی الوالد و حضرت جدِ امجد حضرت شاہ محمد معصوم می کردند کم کسے بہ چنین شوق و محبت ذکر کسے خواہد کرد۔ بہ دورانِ بیانِ اکثر کلمہ سبحان اللہ بر زبان ایشان جاری می شد۔ رحمہ اللہ قدس سرہ۔

ابو ذکار مولانا سلامت اللہ از اسلام پور بودند۔ در مدرسہ عالیہ رامپور اتمامِ تحصیلِ علم کردند و در خدمتِ حضرت مولوی ارشاد حسین راہِ سلوک را طے کردہ بفضلِ اللہ  
واحسانہ مجمع البحرین گشتہ در مدرسہ دائرہ تدریس و در خانہ دائرہ ارشاد قائم کردہ خلقے را از علوم ظاہرہ و باطنہ مستفید کردند چون در آواسط ۱۲۹۶ھ حضرت جدِ امجد با حضرت ایشان ماہِ رامپور رسیدند مولوی صاحبِ فریفتہ این حضرات شدند قبل از ارتحالِ حضرت جدِ امجد بہ اُردو غزلے گفتہ اند و عاجز ترجمہ بعضِ اشعار در احوال



مبارک ایشان بر صفحہ یک صد و پنچ و بایلہا نوشتہ است۔ و چون حضرت سیدی الوالد بہ مجاز مقدس شریف  
بروند جناب مولوی صاحب این غزل را مخمس ساختہ۔ کہ سی و یک بند دارد۔ درین تخیس اظہار محبت و  
عقیدت خود را بہ وجہ اتم کردہ۔ و چون حضرت ایشان بہ رامپور تشریف بردند مولوی صاحب سراپا محبت و  
اخلاص گشتہ بہ خدمت حضرت ایشان می رسیدند۔ سبحان اللہ چہ مبارک وقت بود و چہ مبارک نفوس عاجز  
بعض مخلصین ایشان را چند سال قبل دیدہ با وجود مفتی نصف قرن چہ ایمان محکم و صدق کامل داشتند کہ  
اثرے بود از آثار مرشد کامل۔ رحمہ اللہ و قدس سرہ۔

**مولانا ظہور حسین** | ایشان نسباً فاروقی، مذہباً حنفی، مشرباً مجددی و خلیفہ حضرت مولانا ارشد حسین  
بودند، در علوم عقلیہ و نقلیہ، خصوصاً در منطق از اکابر اساتذہ صمد المدرسین  
مدرسہ عالیہ رامپور بودند با وجود تبحر در علوم ظاہرہ در علم باطن ہم مرتبہ عالی داشتند۔ مثل مشہور است۔  
الجنس الی المجلس بمیل۔ چون حضرت ایشان بہ رامپور رسیدند، در ایشان روح تازہ دید۔ بعد از  
سالہا لذت کیفیات و توجہات پیرو مرشد خود را دریافتند۔ لہذا بہ محبت و اخلاص تمام نزد حضرت ایشان  
حاضری شدند و لطفہا می برداشتند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**مولانا ریاست علی خاں شاہجہانپوری** | شاگرد و خلیفہ حضرت مولوی ارشد حسین بودند۔ از  
شاہجہان پور چند بار بہ خدمت حضرت ایشان  
رسیدہ اند۔ حضرت مولوی ارشد حسین عشق و محبت و احترام نبوی را از پیرو مرشد خود حضرت شاہ احمد سعید  
قدس اللہ اسرارہما بہ وجہ کامل حاصل کردہ بودند و این مایا ایمان را بہ شاگردان و خلفائے خود بہ وجہ اتم  
دادہ بودند۔ لہذا این بزرگواران در دین و ایمان خود صلابت داشتند۔ و از اقوال و عبارات دہا بیتہ و  
اذناب ایشان متنفر بودند۔ اگر ازلے ادبے چیزے می شنیدند بیزاری شدند و بر این حدیث شریف  
عمل می کردند۔ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُشْكراً فَلْيَغْيِرْهُ بَيِّدَةً فَإِنَّ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنَّ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ  
وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ۔ چنانچہ یک بار مولوی صاحب از اذناب دہا بیتہ چیزے بے ادبی یافت  
و پریشان شدہ بادیہ پرنعم دآہ پُرسوز بہ خدمت حضرت ایشان رسید و کیفیت را بیان کرد و جوابے کہ  
حضرت ایشان دادند برائے قلب حزینش مرہمے بود۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

**محمد امیر خان** | نزد خانقاہ شریف دہلی قیام داشتند۔ بیعت از حضرت شاہ احمد سعید بودند خط  
ایشان بسیار عمدہ و پاکیزہ بود۔ برائے حضرت ایشان حزب البحر نوشتہ بودند آن  
نسخہ نزد برادر عزیز حفظہ اللہ تعالیٰ و سلمہ محفوظ است۔ درین نسخہ مبارک نام خود را محمد امیر الدین خان



نوشتہ اند: عجب پاک دل و صاف منش بودند چون کہ وجہ معاش چیزے نہ داشتند حضرت ایشان بربان خانقاہ شریف امر کرده بودند کہ روزینہ ایشان را با صد ادب و احترام بہ قیام گاہ ایشان ہر روز طویل السنۃ بل الی آخر یومیہ رسانیدہ باشد۔ آن روزینہ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ قُوَّتِ آلِ مُحَمَّدٍ كِفَافًا۔ را مثال بود۔ استغناء بہ حدے داشتند کہ غیر از روزینہ مقررہ حضرت ایشان از کسے حبتہ نہ گرفتند۔ شخصے برائے لباس ایشان چیزے از جامہ آورد۔ فرمودند فضل پروردگار است۔ محتاج چیزے نیستم۔ و قبول نہ کردند و در خان صاحب عرض کردند: حضور! اندرین ایام مسلمانان بسیار پریشان اند: حضرت ایشان فرمودند: خان صاحب، شما بزرگان ما را از زمانہ قدیم را کہ هنوز انگلیسہا بر دہلی قابض نہ شدہ بودند، دیدہ اید۔ شما موازنہ آن وقت را با این وقت بکنید۔ درین ایام کہ شما در مسلمانان بے شرمی و بے حیائی می یابید در آن وقت گنجا بود۔ و مصیبتے کہ درین ایام ظاہر شدہ این است کہ ایمان پختہ و یقین کامل بر آخرت نہ ماندہ۔ اگر درین دور پُرفتن شش صد افراد را ذکر و شغل و فانی فی اللہ جمع شوند و در ذکر شریف مشغول گردند ما امید داریم کہ مالک دوجہان جَلَّ و علا از برکت ذکر این جماعت گناہان مایان را بیاورد۔ و شما می بینید کہ ما تمام دن در دروازہ خانقاہ شریف می نشینیم کہ شاید کسے از بندگان خدا برائے اصلاح احوال قلب خود بیاید۔ لیکن بیشتر افراد کہ می آیند بر ما صل کردن اغراض دنیویہ می آیند برائے حصول رضائے پروردگار بسیار کم افرادی آیند۔ روزے خاں صاحب در حلقہ مبارکہ شریک بودند۔ از فیوضات و برکات متکلیف شدہ مستانہ وار بہ آواز بلند این بیت خواندند۔

در کفے جام شریعت در کفے سندانِ عشق ہر ہوسنا کے چہ دانند جام و سندان بافتن  
روزے حضرت ایشان در حلقہ شریف فرمودند: یک ناخن خان صاحب نزد از تمامی  
شمایان بہتر است، ایشان بہ حدے نیک و راسخ الایمان و صاحب الایقان اند کہ اگر یک ناخن ایشان  
در کفن شمایان نہادہ شود ما از پروردگار خود امید داریم کہ از برکت آن پروردگار گناہان شمایان بخشند  
از گریبان کار ہادشوار نیست۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

### مولانا محمد میان کاندھلوی

ایشان فرزند اکبر جناب مولانا اسماعیل کاندھلوی بودند کہ عنقریب  
در بیان کرامات ذکر وفات ایشان خواہ شد۔ مولانا محمد میان

در آبادی حضرت نظام الدین در "مسجد بنگلہ" قیام داشتند و بہ تدریس قرآن مجید و کتب ابتدائیہ از علوم دین  
مصرف بودند۔ و باہل میوات جہالت بود۔ ایشان سبب فرمودند کہ این قوم را بہ مسائل دین روشناس  
کنند۔ کارے کہ ایشان کردہ انداز عراکم امور است۔ از حضرت سیدی الوالد سمیت بودند و معمول ایشان



بود کہ بہ روز پنجشنبہ عند العصر بہ دہلی می آمدند۔ نزد دروازہ ترکمان در مسجد قیام می کردند و بہ شب جمعہ بعد الشام آخرہ در حلقہ شریفہ حضرت ایشان شریک می شدند و تا ساعت دو از شب مصروف ذکر شریف می ماندند حضرت ایشان از احوال مولانا صاحب بسیار خوش بودند و رسال سی و شش از ماہ چہار دہم حضرت ایشان از او کلمہ بہ وقت عصری آمدند و روزی چون بہ محاذات مسجد نگاہ رسیدند فرمودند: اینجا دوست ما مولانا محمد میان قیام دارند و ایشان علی اند۔ بچہا بیا سید کہ ایشان را عبادت کنیم۔ چنان چہ حضرت ایشان و ماہر سہ برادر و یک افغانی نزد ایشان رسیدیم قیام ایشان در حجرہ مسجد شریف بود۔ ایشان شمالاً جنوباً بر سر پرے دراز بودند و دو نفر نزد ایشان بودند۔ غالباً از طالبان علم بودہ باشند ضعف تقاہت بر ایشان بسیار غالب بود۔ طاقت نشست و برخاست نہ داشتند۔ چون حضرت ایشان نزد سریر جناب مولانا رسیدند و نظر ایشان بر سر و ریش خود افتاد بہ رفقائے خود گفتند مرا بنشانید۔ اگر چہ حضرت ایشان فرمودند مولوی صاحب شما نہ نشینید۔ لیکن شوق و محبت ایشان بر ایشان غالب بود و تکیہ گرفتہ نشستند و حضرت ایشان نزد مولانا صاحب نشستند و اولاً استفسار احوال کردند و باز ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند و ہر دو حضرات چشم بند کردہ بہ اندازہ پانزودہ دقیقہ نشستند و باز حضرت ایشان دعا کردہ مراجعت فرمودند۔ چون در عرب نشستند فضائل و کمالات مولانا صاحب را بیان کردند۔ یک ہفتہ یا عشرہ گزشتہ باشد کہ شب جمعہ در نماز وتر چون بہ سجہ رفتند روح پاک ایشان را ضیئہ مرصیۃ پر داز کرد کہ ۲۵ ماہ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ ۱۷ فروری ۱۹۱۲ء بود۔ رحمہ اللہ و قدس سرہ۔ در خاندان خود صرف جناب مولوی صاحب را با حضرت ایشان تعلق بود۔ برادران ایشان علی الخصوص برادر وسط را مسلک دیگر بود۔ لہذا کسے بہ خواہش و وصیت جناب مولانا التفات نہ کرد و نہ از جنازہ و نہ از جنازہ سپرد خاک کردند۔ عاجز علم نہ دارد کہ حضرت ایشان جناب مولانا را اجازت و خلافت دادہ بودند یا نہ۔ بیانے کہ از حضرت ایشان عاجز شنیدہ دال بر جلالت قدر ایشان است۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔

**ملا کمال دہلوی** نام ایشان مولوی عبدالحق و مشہور بہ ملا کمال بودہ۔ شش سال می شود کہ فرزند ایشان مولوی محمد رحیم خود را چہیز آمدند و دو واقعات را بیان کردند کہ از والد خود شنیدہ اند۔ والد ایشان تھا اگر مولانا محمد میان کا ندھلوی بہشتند۔ عاجزان دو واقعات را می نویسند۔  
۱۔ پدر من ہمراہ مولانا محمد میان نزد حضرت ایشان حاضر می شد و احیاناً تنہا می آمد و بیرون دروازہ در کوچہ می نشست۔ از وجہ خوف و ہیبت حضرت ایشان در خانقاہ شریف داخل نہ می شد۔ یک بار والد من در کوچہ نشستہ بود و حضرت ایشان را اطلاع آمد ایشان شد حضرت ایشان بہ والد من



گفتند: اے عزیز۔ ماہرے اہل دنیا بندش نہاد ایم۔ برائے تو نیست، تو شاگرد مولوی صاحب مہنت  
۲۔ روزے والدہ در خدمت حضرت ایشان نشستہ بود کہ ناگاہ حضرت ایشان فرمودند: ببینید چہ برے  
خوش می آید و چہ روح پاک است۔ بر دیدن زیارتش بکنید: چنان چہ ملا کمال و جمیع اہل حلقہ از خانقاہ شریف  
از دروازہ غربی برآمدند و دیدند کہ جماعتی یک جنازہ را بردوش برداشتہ روان است۔ چنانچہ ملا کمال و جمیع اہل  
حلقہ شاہدادادند و قدرے مشایعت کردہ باز گشتند۔

عجب مرد مبارک بود۔ بہ وجہ خوب علم دین خواند و باز علوم دنیویہ  
مولانا حبیب الرحمن شروانی | را حاصل کردند۔ و از حضرت مولانا افضل الرحمن گنج مراد آبادی در

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ بیعت شدند۔ جناب مولانا خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی بودند کہ بہ بست دوم  
ربیع الاول ۱۳۱۳ھ بہ عمر یک صد و پنج سال رحلت فرمودند اند۔ جناب حبیب الرحمن رسد داخل سلسلہ  
نشده بود بلکہ در کسب سلوک سعیہا نمودہ و حق تعالی ایشان را از اصحاب نسبت کردہ بود۔ امارت و  
وجاہت دنیوی بہ ایشان دراشتہ رسیدہ بود۔ میر عثمان علی خان نظام حیدر آباد رحمہ اللہ مرد جوہر شناس بود  
فضائل ایشان را شنیدہ بر منصب "صدر الصدور" مؤید بھی "فائز کرد و خطاب "صدر یار جنگ" داد  
چنان چہ ایشان ساہا سال بران منصب عالی فائز بودند و علوم دینیہ ایشان را دستگاہ کامل بود ،  
کتب ناہرہ و گران قدر از جمیع فنون جمع کردہ بودند چندین تالیفات قیمیہ دارند، بعد از طلوع شمس بہ روز  
جمعہ ۲۶ شوال ۱۳۶۹ھ (۱۱ اگست ۱۹۵۰ء) بہ سن ہشتاد و شش رسیدہ رحلت نمودند رحمہ اللہ و  
رضی عنہ۔ ایشان را با حضرت ایشان ارتباط زیاد بود و احیاناً بہ خدمت مبارکہ می رسیدند۔ و قتیکہ  
حضرت ایشان در خانقاہ شریف بہ تعمیر محجر شریف مصروف بودند۔ ایشان درین کار خیر اشتراک مالی  
نمودہ اند و چون حضرت ایشان از دنیا رحلت فرمودند ایشان قطعہ تاریخ وفات نظم کردہ اند کہ در فصل نہم  
خواہد آمد۔ دران ایام ایشان در حیدر آباد بودند۔ بہ فرزند کلان خود برادر طریقت عبید الرحمن خان شروانی نوشتہ  
اند کہ از مکتوب حکیم فرید احمد خیر رحلت حضرت مولانا ابوالخیر قدس سرہ العزیز معلوم شد۔ **إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ  
رَاجِعُونَ**۔ برین حادثہ ملال قلبی است۔ درین ایام از ذات گرامی ایشان طریقہ نقشبندیہ مجددیہ را رونق زیاد  
بود۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز ارشاد کردہ اند کہ: **یک گربہ زندہ بہ از صد شیر مرده** " و حضرت  
ایشان شیر زندہ بودند، ایشان را دو پسر بود۔ عبید الرحمن و مسعود الرحمن۔ و ہر دو از حضرت ایشان بیعت  
بودند۔ پروردگار جناب مولانا را بہ فضائل ظاہر و باطن و کمالات دنیویہ و دینیہ و بہ وجاہت و عزانت متصف  
کردہ بود **جَعَلَهُ اللّٰہُ بِفَضْلِہِ وَجِنَّتِہِ فِی الْآخِرَةِ کَمَا جَعَلَهُ وَجِنَّتِہِ فِی الدُّنْیَا**۔



ایشان از حضرت سیدی الوالد در سال ۱۳۳۵ھ بمطابق ۱۹۱۶ء بیعت شدہ اند  
مولانا عبید الرحمن شروانی

علیہ افضل الصلوٰات و ازکی التسلیمات حائری شدند و لطفہا می برداشتند۔ و در ایام دیگر نیز می آمدند و روز ہا بہ دہلی قیام کردہ در حلقہ مبارکہ شریک می شدند چونکہ با ادب و با اخلاص بودند حضرت ایشان براحوالش نوازشات می کردند۔ چنانچہ در بیان حلقہ و توجہ و در بیان محفل میلاد از فصل دوم بیان بعض نوازشات گزشتہ۔ با عاجز و الباطل سادقہ و صافیہ دارند۔ احیاناً می آیند و یاد ایام عہد زریں را تازہ می کنند۔  
حَفِظَهُ اللّٰهُ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادِہِ الصّٰلِحِیْنَ الْمُخْلِصِیْنَ۔

فرزند مولانا رشید احمد گنگوہی، مرد پاک دل و صاف روش بود۔ بعد از وفات پدر بزرگوار خود برائے زیارت حضرت ایشان بہ دہلی آمد۔ چند کس ہمراہ ایشان بود۔ حضرت ایشان بہ محبت و مودت پیش آمدند۔ چائے با شیر طلب کردہ ہمراہ دادند و تا ساعتی ہمراہ ایشان بہ سخنان محبت آمیز مصروف ماندند، و در آخر فرمودند: مولوی صاحب دوست من بودند و من دوست ایشان، حضرت ایشان بہ این کلام مختصر حقیقت امر را بیان فرمودند۔  
رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

ایشان در سال ۱۳۹۲ھ برائے حج مع رفقا رفتند۔ در مکہ مکرمہ قیام ایشان در قیام گاہ پیر و مرشد خود حضرت حاجی امداد اللہ و در مدینہ منورہ در جائے

استاد خود محدث دارالبحرہ حضرت شاہ عبدالغنی بودہ۔ ملاقات ایشان با حضرت سیدی الوالد حضرت جد امجد در مکہ مکرمہ شدہ۔ مولانا رشید احمد در مسائل میلاد شریف و فاتحہ بزرگان دین با پیر و مرشد خود و با استاد خود اختلاف داشتند و اختلاف ایشان ناشی از بیان لفظ بدعت بود۔ بہ ہمچو کہ ایشان بیان بدعت می کردند این امور داخل بدعت می شدند۔ حضرت سیدی الوالد را بر این امر اطلاع تام حاصل بود، اما در خفیت راسخ القدم بودند و در محبت پیر و مرشد خود بے نظیر۔ مفتی محمد مظہر اللہ پیش امام جامع فتحپوری دہلی در بعضی مسائل با مولانا رشید احمد اختلاف داشتند۔ مع ہزار دزے بہ عاجز گفتند کہ یک پیر مرد دوست من بود، و سے برائے ملاقات مولوی رشید احمد رفت۔ و زوایشان نشستہ بود کہ یک مراسلہ حاجی صاحب نام مولوی صاحب آمد۔ مولوی صاحب آن خط را اولاً بوسہ داد و باز بر چہان خود نہادہ بر سر نہاد و بہ احترام تمام در صندوق محفوظ کرد۔ و مولانا افضل الرحمن فریدی صدر مدرس مدرسہ حسین بخش واقع بازار ٹیا محل دہلی بہ عاجز بیان کردند کہ مولوی زین الدین قادری مشہور بہ کنج نشین سجادہ بیدر (حیدر آباد دکن) می گفت کہ



عجم من مرادیت کرد کہ برائے چند وقت نزد مولوی ندیر حسین دہلوی و نزد مولوی رشید احمد گنگوہی بروم۔ چنانچہ من اولاً نزد مولوی ندیر حسین و باز نزد مولوی رشید احمد رفتم، وقتے کہ من نزد مولوی رشید احمد رسیدم ایشان از بینائی چشم معذور شدہ بودند۔ بہ خدمت ایشان یک دور روز گزشتہ بود کہ مولوی صاحب سر خود را برداشتہ گفتند "افسوس ندیر حسین مرد" و بعد از لحظہ گفتند "افسوس کہ روئے دے از قبلہ برگشتہ است" و چنانہ برگرد کہ در شان اہل حق گستاخی کردن ہمین نتیجہ دارد" عاجز گوید کہ مولوی ندیر حسین در دہلی بیرق و ہایت را برافراشتہ بود۔ چون درس حدیث شریف می داد بر امام عالی مقام سراج الامہ حضرت ابوحنیفہ زبان طعن درازی کرد و کلمات سوقیانہ بر زبان می آورد۔ غالباً مولانا رشید احمد ازین گستاخیہا بہ دوران قیام دہلی شنیدہ باشند یا کہ پیش ایشان بیان کردہ باشد۔ علی کل حال مکاشفہ ایشان آن بود کہ بیان کردہ شد جناب مولانا حضرات ائمہ و مشائخ را احترام می کردند۔ چون کہ نسبت بہ ایشان بعض اقوال نامرضیہ اشتہار یافتہ و خصوصاً از وجہ آن فتادی کہ بہ نام ایشان نسبت دارد مورد قیل و قال اعتراضا شدہ اند۔ ممکن است بعضی از آن فتادی تحریر کردہ ایشان باشد۔ اما بیشترش الحاقی است این حقیقت را اگرچہ چل سال قبل از بعض افراد اہل علم شنیدہ بودم اما درین روز ہا کیے از اجل علماء دیوبند این حقیقت را بروجہ یقین بیان کرد۔ و نزد عاجز در این امر کلامے و شکے نیست۔ آن فتویٰ کہ جناب مولوی صاحب بہ دست خود نوشتہ و امضاء و گہر کردہ بہ حضرت سیدی الوالد رسالہ کردہ اند و عاجز آن را در رسالہ خیر المورود بر صفحہ ۲۷ و در کتاب مقامات خیر بر صفحہ ۵۹ نقل کردہ و در فصل دوم این کتاب ترجمہ اش را نوشتہ است و در فتادی ایشان موجود نیست۔ افراد متعصب و تنگ نظر کہ مولوی صاحب را محاط بودند سبب قیل و قال گشتہ اند۔ حضرت سیدی الوالد را با جناب مولوی صاحب تعلق و ارتباطی بود کہ تقدیم فی بیان ابنہ و بیاتی فی الفصل الخامس المکتوب الذی کتبہ الی ظہور الحسن کرتپوری۔ وفات جناب مولوی صاحب بہ روز جمعہ ہشتم جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ ھ واقع شدہ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**مولانا محمد قاسم نانوتوی** | ایشان با مولانا رشید احمد بہ حج رفتہ بودند و در حرم مکہ مکرمہ ملاقات ایشان با حضرت سیدی الوالد شدہ بود می فرمودند کہ حضرت والد ماجد علیہ وصاحب فرارش بودند، خدمت حلقہ و توجہ متعلق بہ من بود، روزے چون از حلقہ فارغ شدہ قصد مراجعت بہ خانہ کردم مولوی صاحب آمدند و استفسار از حضرت والد ماجد کردند، گفتم کہ حضرت ایشان صاحب فرارش اند۔ ایشان گفتند: خواہش دارم کہ عیادت و زیارت ایشان کنم۔ گفتم ہمراہ من بیائید۔ چون برخاستم یکے از مخلصین سجادہ را برواخت۔ مولوی صاحب گفتند: میں خدمت امروز برائے



من بگزاید۔ وایشان اصرار کرده سجاده را برداشتند و با من بیامدند و نزد حضرت ایشان نشسته به محبت اشتگی حضرت ایشان را مالیدند و گفتند: در هندوستان دو دو قال پیدا شده اند، حضرت شما دعا فرمایید که پروردگار از شر ایشان مسلمانان را محفوظ دارد، مولوی صاحب نام هر دو دو قال ظاهر نہ کردند، وفات ایشان بعد از نماز ظهر به روز پنجشنبه چهارم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ شد، رحمه الله ورضی عنه۔

از قصبہ منگور، توابع سہارنپور، و خلیفہ شیخ محمد تھانوی خلیفہ میاں نجی نور محمد قاضی سید محمد اسماعیل چشتی، مرد ذاکر و شاعر و صاحب ارشاد بودند۔ در اوائل دور حضرت

ایشان به دہلی آمدہ ملاقات کردند، آخر صلاح و کمال ایشان در مریدان ایشان لایح بود، به روز و شنبہ دوازدهم ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۱۷ھ به عمر شصت و سه سال وفات یافتند، مطابقت با سر و درو عالم صلی اللہ علیہ وسلم در روز و تاریخ و ماہ و عمر یافتند۔ سبحان اللہ چه سعادت عظمیٰ است۔ رحمه الله ورضی عنه۔

ایشان از محدث دارالہجرہ حضرت شاہ عبد الغنی مجتہدی بیعت بودند، عجب مرد مبارک خصال و مبارک احوال بودند، قرآن مجید را حافظ بودند

و ہمہ وقت بہ تلاوت شریفہ رطب اللسان میمانند، چون حضرت ایشان بہ دہلی تشریف آوردند در رمضان برائے استماع قرآن مجید بہ خانقاہ شریف میآمدند و از حقائق صلاۃ و قرآن و کعبہ لطفہا می برداشتند و در حلقہ شریک شدہ از کیفیات توجہات پیر و مرشد خود برو می شدند، بہ عمر ہفتاد و سه سال رسیدہ بہ روز جمعہ سوم ربیع الآخر ۱۳۱۷ھ رحلت نمودند و بہ جوار حضرت محدثین دہلیہ قدس اللہ اسرارہم در گورستان مہندیان مدفون شدند رحمه الله ورضی عنه۔

بعد از پدر خود (سید محمد) امام مسجد جامع بودند۔ در اوائل احوال از استماع اقوال مخالفان بر حضرت ایشان چیزے ایرادت می گرفتند۔ اما در او آخر

احوال از جان و دل مخلص حضرت ایشان شدہ بودند بیعت از مولانا فضل رحمان گنج مراد آبادی بودند چون نزد حضرت ایشان میآمدند نزد خود ایشان را جائے می دادند، نظر الیہا دتہ۔ بعد از وفات حضرت ایشان نگرانی تعمیر مزار حضرت شاہ گلشن کردند و بسایان برادران بانہایت محبت پیش میآمدند۔ وفات ایشان بہ روز چہار شنبہ ۲۴ شوال ۱۳۱۷ھ (۱۰ ستمبر ۱۹۹۷ھ) واقع شد و متصل بہ مسجد جامع در گوشہ شمال غربی مدفون شدند۔ رحمه الله ورضی عنه۔

بعض افراد ایشان را سید محمد حسن نیز گویند۔ ایشان حافظ قرآن و امام عید گاہ سید محمد امام عید گاہ دہلی بودند۔ عجب مرد پاکیزہ صورت و پاکیزہ سیرت بودند۔ وقتی کہ حضرت



ایشان در ترویج امامت می کردند، ایشان به خانقاه شریف می آمدند و لطفهای برداشتند، وفات ایشان بیستم ربیع الاول ۱۳۳۴ هـ شده و در جوار پنهان رسول نما مدفون شدند، به روز سوم در مدرسه حسین بخش جلسه فاتحه و تداربندی و جانشینی فرزند ایشان سید طاہر حسن بود، حضرت ایشان تشریف بردند و بر سر طاہر حسن دستار بستند و بر لے پدرش دعائے مغفرت کردند و اوے از حضرت ایشان بیعت شد۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

**مولانا محمود الحسن** | ایشان صدر مدرس مدرسه دیوبند بودند۔ در ۱۳۲۹ هـ قیام حضرت ایشان بر لے چند ماہ در میرٹھ بود۔ در ان ایام روزے صبا حاکم صاحب مولانا برائے ملاقات آمدند حضرت ایشان به وجہ احسن با ایشان ملاقات کردند و از انداز یک ساعت مدت ملاقات طول کشید۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**مولانا مفتی عزیز الرحمن** | ایشان خلیفہ شاہ رفیع الدین دیوبندی بودند و شاہ رفیع الدین از خلفائے حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ بودند۔ مولوی حافظ کفایت اللہ در ان روز با تفسیر منظمی پیش حضرت ایشان می خواند تا حضرت ایشان آن را تصحیح فرمایند و اوے از مفتی صاحب بیعت بود۔ حافظ کفایت اللہ بیان می کرد کہ روزے جناب مفتی صاب برائے ملاقات نزد حضرت ایشان رفتند و من در رفاقت ایشان بودم حضرت ایشان بر لے مفتی صاحب بر جائے خود ایستادند و بسیار به محبت ملاقات کردند و چنان ہر دو حضرات اشکبار بودند۔ عاجز گوید جناب مفتی صاحب نسبت مبارکہ را با خود آوردند و حضرت ایشان را به خود کشیدند۔ و حافظ کفایت اللہ بیان کرد کہ بعد از چند وقت جناب مولانا محمود الحسن و جناب مفتی عزیز الرحمن باز برائے ملاقات حضرت ایشان رفتند و من در خدمت آنها بودم۔ ہر سہ حضرات بسیار پُر از محبت ملاقات کردند۔ جناب مفتی عتیق الرحمن فرزند جناب مفتی عزیز الرحمن بہ عاجز گفتہ اند کہ در سال سی و یک حضرت والدہ بہ دہلی تشریف آوردند و با حضرت ایشان ملاقات کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**مولانا احمد حسین خان امر دہوی** | مؤلف جواہر مجددیہ و جواہر معصومیہ و جامع گران مایہ ثنویات مترجم حضرات القدس اند شاگرد مولانا سید احمد حسن امر دہوی و خلفہ والد خود عباس علی خان بودند۔ عجب مرد کامل و فاضل بودند۔ در سال سی و سہ از آتہ چہار دم در محفل نکاح خواہر کلاں ایں عاجز شریک شدم۔ از ملاقات ایشان حضرت ایشان بسیار خوشی شدند۔ بعد از نماز جمعہ در خانقاه شریف وعظ کردند حضرت ایشان دو زانو نشسته از اول تا آخر استماع فرمودند و بسیار خوش شدند۔ عاجز در ان ایام خور سال بود ہر چہ نوشتہ از مخلصین پاک نہاد شنیدہ و نوشتہ، ایشان می گفتند



کہ در وعظ مولوی صاحب اثرے بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**مولانا عبدالکافی الہ آبادی** | در نکاح ہمشیرہ محترمہ شریک شدند و بہ صباحش چون قوالان بادف

غزل خوانند و بر حاضرین کیفیات مبارکہ ظہور کرد، ایشان نیز شریک

بودند۔ عجب مرد مبارک و صالح بود۔ یہاںے رشد و صلاح بر ایشان ظاہر و باہر بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**قاری عبدالرحمن الہ آبادی** | ایشان برادر خورد قاری عبداللہ شیخ القرامکہ مکرمہ بودند۔ در حقلہ

نکاح خواہر کلان آمدند۔ حضرت ایشان از آمد ایشان خوش شدند۔

حضرت ایشان می فرمودند کہ قاری عبداللہ شاگرد من است۔ در مکہ مکرمہ از کتاب ہا خواندہ۔ رحمہما اللہ

و رضی عنہما۔

**مولانا نور احمد سپہری** | از امر تسر عجب مرد صالح بود۔ از اعمال صالحہ ایشان کہ ہمیشہ یاد خواہد ماند

طبع کردن مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ

احمد فاروقی است در ۱۳۳۷ھ از طباعت مکتوبات شریفہ فارغ شدہ اند۔ از حضرت سیدی الوالد بیعت

بودند۔ از مکتوبات مبارکہ چند نسخہ ہائے قلمی نزد حضرت ایشان بود و مولوی نور احمد در تصحیح مکتوبات

آن نسخہ ہا پیش روئے خود داشتہ بود و در بعض جا ہا از حضرت ایشان استفسار نیز می کرد۔ در نکاح ہمشیرہ

کلان مولوی صاحب آمدہ بودند۔ بہ صباح آن شب از علما و مشائخ و عمائدین و مخلصین خانقاہ شریف

پُر بود و حضرت ایشان با دارین مصروف کلام بودند کہ دوسہ قوال (خوانندگان نعتہا) آمدند و خواہش

کردند کہ چیزے بادف بخوانند۔ حضرت ایشان متصل بہ صحن مسجد شریف نشستند و قوالان نعتے خوانند مولوی

نور احمد متحیر ماند و قدرے دور تر نشست آن وقت عجب کیفی بر حاضرین طاری گشت و صدائے آہ و بکا

و آئندہ و یا ہوا ز چہا ر اطراف بلند شد۔ ملا عبدالعلیم آخوند زادہ کہ از اخص خواص بود و بہ وجد درآمدہ و آواز بلند

گفت۔ سبحان اللہ، حضرت ایشان را چہ پایہ بلند در طریقہ چشتیہ است۔ مولوی نور احمد کہ منقبض الصدر

دور تر نشسته بود مورد نظر فیض اثر حضرت ایشان گشت۔ حضرت ایشان بہ دے فرمودند: نور احمد بیا۔

امروز دریائے رحمت در جوش است اگر کافر صد سالہ باشد مسلمان گردد۔ بہ استماع این کلام انقباض

دے دور شد و در حقل شریک شد۔ رحمہما اللہ و رضی عنہ۔ عاجز یاد نہ دار و نہ از کسے شنید کہ غیب ازین

روز گاہے حضرت ایشان سماع بادف شنیدہ باشند۔

**حکیمان خاندان شریفی** | حکیم شریف خان از اولاد حضرت عبید اللہ احرار قدس سرہ از

اہلبائے مشہور بودہ۔ از اولاد ایشان حکیم محمود خان و پسران ایشان



عبدالمجید خان و واصل خان و حافظ محمد اجل خان را شہرت زیاد حاصل است۔ در آیا میکہ حضرت ایشان از  
 مرین شریفین بہ دہلی تشریف آوردند محمود خان کلان سال دشمن بودہ۔ وے از دل و جان متقد حضرت  
 ایشان شدہ۔ اکثر بہ مردمان می گفت: ما حضرت صاحب رضی اللہ عنہم را نہ دیدہ ایم البتہ احوال مبارک ایشان  
 را شنیدہ ایم و خواندہ ایم۔ اگر کسے خواہش دارد کہ اثرے ازان احوال مبارکہ دریا بد پس بہ خانقاہ شریف برو  
 و بہ چشم سر ببیند: فرزند کلاش عبدالمجید خان را با حضرت ایشان ارتباط و تعلقے بود و تا وقتے کہ بہ قید حیات  
 ماند خدمت معالجہ وے می کرد۔ بہ دوران این خدمت یک لطیفہ نیز پیش آمدہ و بیانش چنین است کہ  
 حکیم صاحب نسخہ تجویز کردند حضرت ایشان بر رقعہ الطہار اختلاف کردہ بہ ایشان ارسال کردند ایشان  
 تحت تحریر حضرت ایشان این معنی نوشتہ اند: حضرت والا، پروردگار درین فن مرابصیرت عنایت  
 کردہ بہ مثلنۂ کہ حضرت شمارا در علم باطن عطا کردہ: عاجز این رقعہ را خواندہ است۔ راست است کہ اصحاب  
 کمال را شانے می باشد بر صفہ ۵۵ نیز بیان حکیم صاحب در ذکر فتویٰ کفر شدہ است۔ حضرت ایشان را نیز  
 با افراد این خاندان ارتباط و مودت بود۔ نام بہ یاد عاجز نہ ماندہ کہ واصل خان بود یا غلام رضا خان یا دیگرے۔  
 چون وے حج کردہ بہ دہلی رسید حضرت ایشان برائے تقدیم ہدیہ تبریک بہ محطہ قطار آہن (اتاسیون)  
 تشریف بردند، و این گونہ شرف بہ کسے دیگر حاصل نہ شدہ۔ چونکہ واصل خان بہ امور باطنیہ نیز قدسے مال بود  
 لہذا حضرت ایشان بیشتر واصل خان را بہ پیرزادہ یادی کردند۔ بہ روز جمعہ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ ہجری  
 (۲۰ جنوری ۱۹۲۲ء) حکیم محمد اجل خان با واکٹر مختار احمد انصاری و حاجی عبدالغفار علی جان نزد حضرت  
 ایشان آمدند و حضرت ایشان برائے معاونت مملکت ترکیہ یک ہزار و پنچ صد روپیہ بہ آنہا دادند۔ وقتے کہ  
 حکیم محمد اجل خان نکاح اولاد خود کردند حضرت ایشان بہ شریف منزل رفتند و شریک محفل ازدواج شدند  
 رحمہم اللہ و رضی عنہم اجمعین۔

**خاندان خانان** | عبد الرحیم خان فرزند محمد تقی خان و کرم اللہ خان فرزند آغا جان حقیقی ابنار النعم  
 بودند۔ بود و باش ایشان در یک کلان حویلی در علاقہ ٹیٹا محل بود۔ ماہین ایشان  
 بہ نوعی محبت بود کہ در برادران حقیقی کم دیدہ شد و کرم اللہ خان مشہور بمشی نئے خان از خصوصیت مخلصان حضرت  
 ایشان بود، در تعمیر خانقاہ شریف مدگار و معاون حاجی فیض اللہ بود۔ در ۱۳۳۵ ہجری از وجہ علالت نقابت  
 طاقت حرکت نہ داشت، چون حضرت ایشان قصد کوئٹہ کردند خان صاحب دینس برائے تودیع خود  
 را بہ محطہ قطار آہن رساند۔ چون کہ طاقت نشستن نہ داشت۔ دینس دراز کشیدہ بود۔ در محطہ حضرت  
 ایشان نزد خان صاحب رفتند۔ ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند خان صاحب دست مبارک را گرفتہ



برچشان خود نہاد۔ و بوسہ داد۔ وَكَانَ ذَٰلِكَ آخِرَ عَهْدِهِ بِالْمُرْشِدِينَ۔ از کوٹہ حضرت ایشان در مکتوبے بہ مولوی بخش اللہ نوشتند۔ از احوال ضعف و نقاہت خان صاحب کہ طاقتِ گفتار ہم نہ ماندہ و خمیدہ شد۔ نسبت بہ مزار قبلہ عالم حضرت سید نور محمد بدایونی آن چہ رائے خان صاحب است رائے من نیز ہمان است۔ حاجی عبدالغنی و حافظ عبدالحکیم را خبر کنید۔

وَكُنْ عَلَى الدَّهْرِ مَعُونًا لِذِي آمَلٍ يَرْجُو نَدَاكَ فَإِنَّ الْحُزْنَ مَعُونٌ

اگر کے مصداق ایں شعر است، آن خان صاحب است، چون وفات خان صاحب شد بہ مولوی بدرالاسلام دہلوی نوشتند۔ از خبر انتقال خان صاحب ہمہ یایان را رنجے رسید کہ بیانش چہ کنم۔ ایشان را فرزند نیست۔ اہلیہ و خواہر و برادر زادہ دارند۔ شہادۃ عبدالحکیم رفتہ از جانب ما ہمہ تعزیت کنید۔

امروز گراز رفتہ عزیزان خبرے نیست۔ فردا است درین بزم زما ہم اثرے نیست۔ اللہ تعالیٰ ایشان را غریقِ رحمت سازد و تمام گناہان ایشان را معاف کند و جائے ایشان در جنت کند۔ والسلام پچشنبہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ (۱۴ اکتوبر ۱۹۱۶ء)

برادرش عبدالرحیم خان اگرچہ بیعت نہ بود لیکن بہ عقیدت و محبت از مریدان گوئے سبقت بردہ بود چون وقتِ آخرش رسید بہ ہوشی برے غالب شد و چون قدرے بہ ہوش می آمدی گفت: "قلم دوات بیا و حساب بدہ" خان صاحب ازین احوال پریشان شدہ بہ درگاہ خیر عالم رجوع کرد و حضرت ایشان با خان صاحب بہ خانہ اش رفتند۔ نزد عبدالرحیم خان قدرے مراقب شدند۔ و باز ایشان را بہ مبارک دستہائے خود حرکت دادند و سہ بار "خان صاحب" گفتند۔ بہ نوبت سوم خان صاحب بہ ہوش آمدند۔ و دست مبارک حضرت ایشان را گرفتہ انہارِ نیاز مندی و عاجزی کردند۔ حضرت ایشان دست عبدالرحیم خان را در دست مبارک خود گرفتہ تو بہ اش دادند و استغفار و کلمہ توحید و کلمہ شہادت تلقین فرمودند و ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند۔ و چون قصد مراجعت فرمودند، خان صاحب دست مبارک را بہ دست خود گرفتہ برچشم خود نہاد و بوسہ داد و عرض کرد: حضرت والا، شما عاقبت مراد دست کردید چون حضرت ایشان بہ خانقاہ شریف رسیدند یک شعر از دواز قلام امام خمیدہ خواندند، مفہومش بہ این طور است: "غلامانِ مسیحائے مدینہ صلوات اللہ و سلامہ علیہ تا این ایام صد مرد ہائے صد سالہ را در آنے حیاتِ طیبہ می بخشند" و باز از اشعار خود سہ شعر از دو خواندند و مفہوم آن بہ این طور است: "اگر از دل پر وہ غفلت برداشتہ شود، دل را از خود دوام حضور نصیب گردد۔ حبیب حضرت موسیٰ علیہ السلام محبت حضرت احمد است۔ برق طور از خود در تلاش جبل اعدا است۔ این خانہ از فیوض عمر روشن است،"



از خود در سینه خیر نور نیست“ اثرے کہ بر عبد الرحیم خان شد اہل خاندانش را بہ صدقِ دل مخلص و غلام حضرت ایشان ساخت۔ دو یا سه روز خان صاحب زندہ ماند۔ درین دوران چون بہ ہوش می آمد می گفت “نماز اوقت شدہ۔ جائے نماز و آفتابہ و لگن بیارید“ سُبْحَانَ اللَّهِ الَّذِي يُقَلِّبُ قُلُوبَ الْعِبَادِ كَيْفَ شَاءَ۔ پس شش عبدالمجید خان خواجہ از دل و جان مستقیم حضرت ایشان بود، اثر می گفت “از یاد ایشان یاد سلف صالح تازہ می شود و دور حضرت صحابہ یادی آید“ وے جنازہ پدر خود را بہ خانقاہ شریف آورد تا حضرت ایشان امامت فرمایند حضرت ایشان در نماز چارہ قدرے وقفہ دادند و فرمودند درین تاخیر فائدہ خان صاحب بود و از امامت فرمودند۔ رحمہ اللہ جمیع افراد ہذہ العائلۃ و رضی عنہم۔

**زائرین آخرین** | برائے ملاقات و زیارت حضرت ایشان خلق خدا از اطراف و جوانب می آمد عابز نام چند افرادی نوید مولانا عبدالباقی فرنگی محلی، خواجہ حسن نظامی (مستور فطرت) مولانا مظفر علی خان مدیر روزنامہ زمیندار۔ ڈپٹی محبوب عالم۔ مصباح الدین حق۔ پیرزادہ مظفر احمد۔ مولوی عبد الاحد مالک مطیع مجتہائی و شرف الدین سوئی کتبی در سال بست و دو یا بست و سه از ماہ چہار دہم بہ خدمت مبارکہ رسید و بیعت شد و از طریقہ اتباع سنت متاثر شد و فیما بعد بہ نجد و حجاز رفت و در عقائد متبع محمد بن عبد الوہاب شد و علی رسا زینل کہ فی ما بعد از اکابر تجار شد۔ وے بیان می کرد کہ در سال بستم یا یک دو سال بعد بہ خدمت حضرت ایشان بہ دہلی حاضر شدم۔ دران ایام اموال و دولت نہ داشتم در خانقاہ شریف احتفالے بود۔ من در آخر صفوف نشستم کہ قریب تر بہ جائے جفت کشیدن بود۔ چون محفل اختتام یافت حضرت ایشان بہ مخلص فرمودند۔ در آخر صفوف شخمے نشست است ویرا بیار چنان چہ وے مرا بہ خدمت مبارکہ رساند و من بیعت شدم، و حاجی محمد صدیق بلوچ مستنکی خلیفہ ملائی محمد قندھاری کہ سلسلہ طریقتش بہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ می رسد۔ وغیرہم۔

**نبذۃ من الکسل ما** | در فصل دوم از کتاب الرقاق مشکات از احمد و ابن ماجہ نقل است کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ خدائے تعالی می گوید، اے فرزند آدم از مہمات و مشاغل دنیویہ فارغ شو برائے عبادت من، پیر کنم سینہ ترا بہ غنائے بہ بے نیازی از خلق و اگر برائے عبادت من خود را فارغ نہ سازی، پیر کنم دست ترا با شغال گوناگون و در نہ بندم فقر و احتیاج ترا، ساحت سینہ مبارکہ و خانہ قلب مطہر حضرت ایشان قدس سرہ یکسر از برائے عبادت پروردگار فارغ شدہ بود لہذا کارہائے دنیویہ را کار ساز حقیقی از خود جرمی داد و دو سال قبل از واقعہ وفات کارے از قوانین حکومتی در پیش آمد۔ عاجز دید کہ مکتبے از الہ آباد برائے زیارت آمد۔ وے از



انگلستان قانون خوانده آمدہ بود۔ برائے کار حضرت ایشان دو شب حاضر شد و باز دیدہ نہ شد و شبے دونفر از علماء حاضر شد مدعیان کردند کہ ما از مولانا عبدالحق خیر آبادی معقولات خواندہ ایم و ایشان در اظہار علمیت خود مشغول شدند، ہمدان وقت از رامپور مولوی سردار احمد وکیل مجتہدی رسیدند حضرت ایشان فرمودند: "بیا سردار احمد و بشنو کہ این دونفر چہ می گویند۔ مولوی سردار احمد رحمۃ اللہ از روئے لباس و ہیئت و صورت از زمرہ علماء معلوم نہ می شد۔ صورت ظاہر ایشان را دیدہ آن دونفر مصروف اطرار تعریفیات خود شدند۔ سردار احمد متبتم بود و حضرت ایشان خاموش۔ چون آن دونفر از ادعا ہا فارغ گشتند مولوی سردار احمد بر کلام ایشان بہ نوعی مواخذہا کردند کہ طاقت دم زدن برائے ایشان نہ ماند و واجہ مساکت ماندند۔ مولوی سردار احمد در آخر بہ ایشان گفت شمایان را بستے بہ مولانا عبدالحق نیست۔ من بہ خدمت ایشان سالہا ماندہ ام۔ با گر چیزے دارید بیان کنید۔ این شنیدہ آن دونفر کبیدہ و شرمندہ رخصت شدند و اظہار کفی اللہ المؤمنین القتال شد۔ و عجب تر واقعہ آن بود کہ در میرٹھ حضرت ایشان بیان یک واقعہ کردند۔ یکے از علماء گفت این واقعہ درست نیست۔ بہ ہمان وقت مولوی شمس الدین و حافظ اشفاق الہی بہ خدمت مبارکہ رسیدند۔ ہر دو افراد از شاہدان آن واقعہ بودند و مولوی شمس الدین بیان واقعہ در خدمت شریف کردہ بود۔ حضرت ایشان رو بہ سوئے ایشان کردہ فرمودند: اے عزیز جواب بدہ۔ مولوی شمس الدین حقیقت را بیان کردہ: وَكَانَ عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ "را اظہار شد۔ و عجب تر واقعہ آن بودہ کہ معمول حضرت ایشان بود کہ در عمارت دروازہ غربی خانقاہ شریف بر تخت می نشستند و بہ مطالعہ کتاب یا ذکر شریف مصروف می شدند چون کہ دروازہ مفتوح می بود دربان بہ جہت شارع نشستہ می بود تا سہ در نیاید، روزے یک پشادری کہ افسر پولیس برتری بود، چیزے استخفاف کردہ در گزشت، حضرت ایشان روئے خود را برگشتانندہ لاخل خواندند بہ روز دوم نیز این صورت پیش آمد۔ بہ روز سوم واقعہ عجیبہ روئے داد کہ حضرت ایشان بر تخت نشستہ بودند و آن شقی بید خود را چرخ دادہ بہ شان فرعونیت تمسخر کنان از پیش دروازہ می گزشت کہ از جانب دیگر یک دیوانہ فرزانہ نمودار شد و دست در گریبان پشادری انداخت و در طرفۃ العین ویرا برداشتہ بر روئے زمین زد و بر سینہ وے نشستہ چند لکلمات شدیدہ زد و بہ آخر بر رویش بُعَاق انداخت و متانہ وار بر خاست و برفت۔ بعد ازین آن شقی دیدہ نہ شد۔ فَقَطِّعْ دَابِرَ الْقَوْمِ الدِّينِ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

بادشہ کشور افلاک دل      قطب درین کثرۃ املاک گل  
پیر و فاسخ ده ناقصان      زوہر و نور مسہ کا لان



راست بود ہر سخن راستان کادمہ از صدق بود داستان

تبعاً لسنن سادۃ المشائخ عاجز چند کراماتِ حضرت ایشان می نویسد۔

### یک پادری وزن فے

حضرت ایشان در باغ روشن آرا بر مضطربہ قبلہ رود چہار زانو نشسته مصروف ذکر شریف بودند۔ و ماہر سہ برادر در مزار بہ کرہ بازی مشغول بودیم۔ عاجز ملاحظہ کرد کہ یک زن و مرد از انگلیسہا قریب مضطربہ رسیدہ کلاہ خود را در دست گرفتہ بہ ادب تمام جانب حضرت ایشان سر ہائے خود را انحناء دادند حضرت ایشان را چشم مبارک بند بود۔ انگلیسہا بہ ادب دست بستہ استادہ ماندند۔ این کیفیت را چون عاجز ملاحظہ کرد و دیدہ نزد حضرت ایشان رسید حضرت ایشان بہ آواز قدم این عاجز چشمہا کشادہ فرمودند: "زید چہ شدہ" عاجز عرض کرد: "جنابا یک انگلیسی و یک میم بہ انتظار حضرت شما استادہ اند حضرت ایشان بہ جہت ایشان ملتفت شدند۔ و ایشان سر ہائے خود را انحناء دادہ احترام بجا آوردند۔ حضرت ایشان پرسیدند: چہ می گوئید، مرد انگلیزی عرض کرد: آیا مایان نزد شما بیایم؟ فرمودند: بیائید۔ چنان چہ ہر دو نزد حضرت ایشان رسیدہ اولاً زانو ہائے خود را بر زمین نہادہ و سر ہائے خود را انحناء دادہ احترام بجا آوردند و باز مرد انگلیزی استفسار کرد۔ شما چہ کاری کنید حضرت ایشان فرمودند: "بندگان خدا را نام خدا نشان می دہم" انگلیزی کلام حضرت ایشان را نہ فہمید و بہ سوئے عاجز نظر کرد۔ اگر چہ عاجز انگلیزی نہ می دانند لیکن تعبیر بعض مطالب بہ نوعی می کند۔ چنانچہ عاجز بدوئے گفت کہ حضرت ایشان پیشوائے مذہبی مسلمانان اند۔ چون از عاجز این سخن شنیدند ہر دو احتراماً سر ہائے خود را پست کردہ احترام بجا آوردند۔ باز مرد انگلیزی گفت من از فرقہ "بروتستانٹ" یک پادری ام و این زن عیال من است۔ و بعد از چند دقیقہ ہر دو رخصت شدند۔ چون می رفتند تا سر مضطربہ بہ رجعت قہقری رفتند و باز استادہ سر ہارا انحناء دادہ تہیتہ بجا آوردہ بہ ادب باز گشتند۔

### یک انگلیزی

حضرت ایشان سالہا برائے تفریح بہ کوہے می رفتند کہ بہ جہت شمال غربی شہر مدیم دہلی واقع است۔ این کوہ شمالاً جنوباً واقع است و بر سر کوہ شارع است جہت شمالی را "بادما" و جہت جنوبی را "فتح گرٹھ" می گویند۔ روزے در بادما بر مضطربہ حضرت ایشان قبلہ رو مصروف عبادت و ذکر بودند و مایان بہ سیر و تفریح مشغول بودیم ہمراہ مایان ملا صاحب خان قمبرانی بود۔ مایان مدیم کہ یک افرنگی در پس درختان خود بہ نوعی استادہ شد کہ اگر حضرت ایشان چشم واکند فے بہ نظر نیاید و باز دے کلاہ خود در دست گرفت و سر خود را بہ جانب حضرت ایشان انحناء داد و بہ ادب استادہ شد و از زمین



برگہائے درخت حضرت ایشان رامی دید بہ اندازہ وہ یا پانزدہ دقیقہ برین کیفیت ماند و باز دوسہ بار بہ جانب حضرت ایشان سر خود را پست کرد و چند قدم رجعت قہقری کردہ را خود گرفت، این کیفیت را از اول تا آخر عاجز و ملا صاحب خان دید۔ وَلِلّٰہِ فِی عِبَادَہِ شُکْرٌ۔

بیا و آخر محرم سن ۱۳۹۰ در گھوہی از توابع اعظم گڑھ در خانہ استادی  
منتحرے را تویخ کردن | مولانا محمد عمر، جناب مولانا سید عبد الجلیل درج ذیل واقعہ بیان کردند۔

در ایامے کہ من بہ کونٹرمی رفتم یک افغانی در کونٹہ بہ خدمت حضرت ایشان رسید، وے بسیار تنگ دست و پریشان حال بود۔ روزے بہ قصد خودکشی بالائے "کوہِ مُردار" رفت۔ این کوہ بسیار بلند است و متصل بہ "کاسیان" جہت شرق واقع است۔ وے ارادہ کرد کہ از بالائے کوہ خود را بیفکند، ہمینکہ ارادہ جست دن کرد کہ از عقب ویرا محکم گرفت۔ چون بہ جانب گیرندہ نظر کرد جناب حضرت صاحب راقائم یافت حضرت ایشان ویرا بہ قہر فرمودند۔ اے خبیث تو شرم ز داری و از زن ہم دُون ہمت شدی کہ خود را می کشی، باز چند دراہم بہ وے دادند و فرمودند ہر دیک تیشہ در لہمان بگیر قوتِ حلال بہ فروختن ہنرم حاصل کن۔ مولوی صاحب گفتند این واقعہ را خود آن شخص بہ من بیان کرد کہ قصہ انتحار کردہ بود۔

حضرت ایشان یک سال ملا صاحب خان را برائے خدمت  
ملا صاحب خان متبرانی | خواہر کبریٰ بہ قصور فرستادند، بیرون شہر قصور قبرے بود۔ اہالی

آن جا ہر سال عرس صاحب قبری کردند ملا صاحب خان برادر رضاعی این عاجز بود۔ وے بیان کرد کہ من نیز برائے میر بہ آن جا رفتم دویدم کہ ہزاران مرد و زن آن جا مجتمع شدہ اند و جا بہ جا مجالس شرب و رقص برپا است و فسق و فجور را رواج تام حاصل است۔ بہ روز سوم از دہلی مکتوب حضرت ایشان بہ نام من رسید نوشتہ بودند: آیا ترا برائے فسق و فجور و خباثت فرستادہ ایم؟ بہ رسیدن این خط تو بہا کردم و پس ازان روز ہیچ گاہ بہ چنین مجالس نہ رفتم۔

ساکن النوپ شہر از توابع بلند شہر بہ عاجز بیان کرد کہ در خدمت حضرت ایشان  
سید احمد حسین | بہ چراغ دہلی رفتم، چون حضرت ایشان از مزار پُرانوار حضرت نصیر الدین قدس فر

بازی گشتند من در پس حضرت ایشان روان بودم بر من احوالے طاری شد و دران احوال من تدرے ازان خاک پاک برداشتم کہ پائے مبارک حضرت ایشان بران نہادہ شدہ بود۔ چون بہ خانہ رسیدم آن مبارک خاک را خوب سائیدہ در یک کحلہ انداختم و با کحل خلط کردم و آمیزش دادم و آن را استعمال می کردم۔ چون بہ سلسلہ خدمتی حکومت بہ شہر پونا رسیدم آن جا یک شخص بہ من گفت کہ بنیائی چشم من



رو بہ زوال است، ہر چند علاج کروم فائدہ نہ شد۔ من آن شخص را قدرے ازان کھل دادم۔ عجب لطف پروردگار را ظهور شد کہ مینائی دے کا ملا عود کرد۔ عاجز گوید کہ امام نووی در باب الرخصة فی التغلف عن الجماعة از شرح صحیح مسلم در حدیث عثمان بیان فوائد کردہ و نوشتہ۔ ومنها التبرک بالصالحین اثارہم الحق تعالیٰ سید احمد حسین البصیرت غایت کرد قبض قبضۃ من آخر المرشد الکامل وانتفع بها، و سید احمد حسین این ہم بیان کرد کہ در پونا نزدیک مولوی صاحب می نشستم و بہ ذکر شریف مشغول می شدم۔ از کونہ حضرت ایشان تحریر فرمودند: در وظیفہ تو کدورت بہ نظر درمی آید۔ آیا نزد بدعقیدہ السراوی نشینی من متحیر ماندم کہ کدام شخص بدعقیدہ است و حسب معمول نزد مولوی صاحب رتم، و قتی نہ گزشت کہ شخصے با چیزے از شیرینی نزد مولوی صاحب آمد و گفت: این شیرینی برائے فاتحہ حضرت پیران پیر سیدنا عبدالقادر قدس سرہ آورده ام۔ شما فاتحہ خواندہ ایصال ثواب بکنید۔ مولوی صاحب گفت: این ہمہ بیکار است و ما این را نہ می کنیم، و قتی کہ من از مولوی صاحب این سخن شنیدم دانستم کہ شخص بدعقیدہ ہے است و از صحبت دے کنارہ کشیدم و در باطن خود علالت و تازگی محسوس کردم۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**ملاطیب** از قریہ نعل، یا خیل، کٹواڑ مخلص پاک باطن بود۔ و سعیہا کرد کہ بر نہج حضرت ایشان تلاوت قرآن مجید کند۔ روزے حضرت ایشان در حلقہ فرمودند۔ آیا طیب وفات کردہ۔ حاضرین اظہار لاعلمی خود کردند و آن روز و تاریخ را محفوظ کردند و بعد از چند روز خبر وفات طیب رسید و بہ همان روز و تاریخ وفات دے شدہ بود کہ حضرت ایشان بہ آن روز فرمودہ بودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**ذکر اُضحیہ و منی** بہ روز نہم ذی الحجہ مولوی عبدالسبحان طالب را فرمودند: معلوم می شود کہ امروز در منی نحر کردہ می شود، مولوی عبدالسبحان آن روز را یاد گرفت چون حجاج آمدند معلوم شد کہ آن روز یوم النحر بود۔

**عبداللہ خراکار** بہ قرب خانقاہ شریف، جہت دروازہ ترکمان عبداللہ خراکار سکونت داشت دے از مخلصین صادقین بود۔ روزے حضرت ایشان در حلقہ فرمودند: ببینید کہ عبداللہ استادہ است و می گوید کہ جناب شما امامت نماز جنازہ من کنید، و حضرت ایشان بہ جہت غرب اشارہ کردند۔ آن وقت مولوی عبدالسبحان و سلیمان پسر عبدالرحمن و غیرہما نشستہ بودند سلیمان بیان کرد کہ ما یان بہ جہت غرب دیدیم لیکن چیزے بہ نظر ما یان نیامد۔ البتہ مولوی عبدالسبحان طالب گفت کہ من عبداللہ استادہ یا فتم کہ کفن پوشیدہ بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔



**روح فتح اللہ** | در اوائل این فصل واقع فتح اللہ اندری ندکور شدہ است۔ وقتیکہ روح فتح اللہ از

ایشان در قیام گاہ خود شریف داشتند۔ از زبان مبارک ایشان یکبارگی برآمد۔ فتح اللہ بہ خانہ درآمد ویرا بیرون کنید۔ و بعد از وقف ظاہر گشت کہ آن وقت روح فتح اللہ پرواز نموده بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی** | ایشان والد بزرگوار مولانا محمد میان اند کہ درین فصل بیان ایشان

گزشتہ مرد پاک طینت و پاک مشرب بودند۔ در آبادی حضرت نظام الدین قیام داشتند۔ از انجا بہ شہر دہلی۔ علاقہ "تراہا بہرام خان" در "مسجد شریف خرا" آمدند و بہ چہارم شوال ۱۳۱۵ھ (۲۶ فروری ۱۸۹۹ء) رحلت فرمودند۔ آن وقت حضرت ایشان بہ حلقہ مصروف بودند۔ ناگاہ دست راست را بالا کرده بہ حاضرین فرمودند۔ بینید کہ روح مرد نیک پروازی کند۔ اشارہ دست مبارک بہ بہت ہمان مسجد شریف بود۔ مخلصین چون معلومات فراہم آوردند معلوم شد کہ جناب مولانا رحلت کردہ۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

**یک پہلوان شنادر** | روزی حضرت ایشان در خانقاہ شریف نشستہ بودند و عبدالرحیم متری

و دیگر افراد موجود بودند۔ نظر مبارک حضرت ایشان بہ سوے آسمان بلند شد۔ فرمودند۔ روح صالحی را ملائکہ می برند۔ چون مخلصین برخواستند۔ دریافت نمودند کہ یک پہلوان شنادر فوت کردہ اگرچہ این شخص چندان از اہل صلاح و اصحاب قلوب نہ بود اما بہ آیام طفیانی رُود و چنان نزد قلعہ شاہجہانی می استاد و غرقی را از آب می کشید و صدمہا افراد را سبب حیات گشتہ بود و افسوس کہ نام این پاک مرد از یاد عاجز رفتہ، رحمہ اللہ اِنَّا کَانَ وَ رَضِیَ عَنْہُ۔

**حکیم نور الدین قادیانی** | در آیامیکہ نور الدین در دائرہ اسلام داخل بود بہ حرمین شریفین ہوا و ہما اللہ

شرفا رفتہ بود و آن جا با حضرت ایشان ملاقات کردہ بود۔ چون نوبت شقاوتش در رسید اتباع غلام قادیان اختیار کردہ گمراہ شد۔ در آن آیام دے مکتوبے بہ حضرت ایشان نوشتہ است روزی حضرت ایشان فرمودند۔ حکیم نور الدین بہ من مکتوبے ارسال کردہ بود۔ در آن خط آن آیام را و ملاقات ہا را کہ در مکہ مکرمہ گزرا نیدہ بود، یاد کردہ بود و نوشتہ بود حضور، مرا خواہند شناخت ان شاء اللہ فراموش نہ کردہ باشند۔ چون کہ دے قادیانی شدہ بود ازین وجہ بہ دے جواب نہ نوشتم۔ و باز حضرت ایشان فرمودند۔ پروردگار از شہر علم محفوظ دارد۔ نور الدین کہ مرد عالم و دانا بود چہ طور گمراہ گشت۔ در آن آیام حضرت ایشان در مدرسہ مولوی عبدالرب واقع "گندہ نالا" نماز جمعی خواندند و بعد از نماز با استاد



حضرت مولانا عبدالعلی صحت می داشتند، از اصحاب قلوب مسجد شریف پُرمی شد نوبتے بعد از نماز جمعہ بہ ساعت دو نیم از زبان مبارک حضرت ایشان بہ آواز بلند برآمد "حالا ہم اگر تائب شود برایش بہتر است" تمام افراد کہ در مسجد شریف بودند این کلام حضرت ایشان را شنیدند لیکن کہے نہ توانست کہ وہاحت طلب کند در سامعین مولوی عبدالسبحان طالب، مولوی عبدالعزیز کھننوی، شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم ہم بودند، بہ جمعہ دیگر چون حضرت ایشان از نماز فارغ شدند و محفل اہل قلوب بیاراست مولوی عبدالسبحان حرکت کردہ قدرے قریب تر شد، حضرت ایشان فرمودند "مگو عبدالسبحان چہ می گوئی" دے عرض کرد بہ جمعہ گزشتہ حضرت شہ فرمودہ بودید۔ حالا ہم اگر تائب شود برایش بہتر است۔ در آن لحظات حکیم نور الدین بہ احوال سکرات بود۔ تمام اہل محفل و حضرات علماء، مولوی عبدالعلی، مولوی محمد شفیع، مولوی حکیم جی منظر اللہ، مولوی عبدالملک کہ در آن ایام امام مسجد شریف بود۔ کلام مولوی عبدالسبحان را شنیدہ متحیر ماندند، حضرت ایشان چند دقائق سکوت کردہ فرمودند "خداوند کریم را این تار برقی است" تا زمانے کہ مولوی عبدالعزیز و شیخ عبدالباری بہ حیات ماندند بیان این واقعہ را می کردند۔ مولوی عبدالسبحان نیز بیان این واقعہ می کرد و از آن روز در اخلاص و اعتقاد و دے نچتگی تام پیدا شدہ بود۔ رحمہم اللہ و رضی عنہم۔

انہ پانی پت بودند و تلاوت قرآن مجید بہ وجہ خوب می کردند حضرت ایشان اگر بہ محفلے می رفتند بہ ایشان می گفتند کہ تلاوت قرآن مجید کنند و تئیکہ سید محمد امام عید گاہ دہلی رحلت کردند و حضرت ایشان بہ مدرستہ حسین بخش در حلقہ تائین ایشان شریک شدند۔ آن شخصے تلاوت قرآن مجید شروع کرد و از وجہ ناواقفیت تجوید نا درست می خواند، حضرت ایشان دے رامنع کردہ بہ قاری فضل الرحمن صدا دادند۔ در آن وقت ساعت یازدہ و پانزدہ دقیقہ گزشتہ بود۔ قاری فضل الرحمن آن وقت بہ پانی پت بودی گفت برائے کارے رفتہ بودم و از آن کار فارغ شدہ قدرے بہ پہلوئے خود دراز گشتم و بہ خواب رفتم و در حالت خواب صدائے حضرت ایشان شنیدم و فی الفور قصد دہلی کردم۔ بعدا بہ برادران طریقت این واقعہ را بیان کرد و از برادران طریقت بہ دے معلوم شد کہ آن وقت حضرت ایشان از مدرستہ حسین بخش اورا صدا دادہ بودند این واقعہ صحیحہ ثابۃ امام الاعلیٰ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ را یاد داد۔

وَإِنِّي خَلَصْتُ وَكَرَّامَتِهِ فِي قِصَّةِ سَارِيَّةِ الْخَلِيجِ، وَمَنْ يُشَابِهَ أَبَهُ فَمَا ظَلَمَ۔  
رَحِمَهُ اللَّهُ فَضْلَ الرَّحْمَنِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

مولوی محمد یونس | در ۱۳۱۶ھ بیعت شدہ بود و در جامع شاہجہانی اجمیر شریف تا آخر ایام



امام بود۔ دو سال قبل از وفات خود نزد عاجز آمد و بیان کرد، ایک ہندو مسلمان شد و نامش رحیم اللہ بود۔  
وے از حضرت ایشان بیعت شد۔ شبے چون از حلقہ فارغ شدند بہ رحیم اللہ گفتند: تو کیا آمویختی؟ وے  
یک پیہ را بہ چیزے سفید کردہ بہ عوض ہشت آنہ صرف کردہ بود۔ و باز حضرت ایشان ویرا چند تپانچہ زدند  
و فرمودند برو اولاً چیزے از مسائل بیاموز و باز نزد من بیا۔ چنان چہ رحیم اللہ ہفت یا ہشت سال بہ  
محنت تمام ملیم دین خواند و پروردگار ویرا مولوی کرد۔ حکیم حبیب اللہ و مولوی عزیز اللہ از سکھان پٹیالہ  
بودند کہ اسلام آوردند و بعد از آن نزد سید محمد (حسن) امام عید گاہ دہلی رسیدند تا بہ خدمت حضرت ایشان  
بروہ داخل سلسلہ مبارکہ کنند چنان چہ امام صاحب ایشان را آوردند و ہر دو داخل سلسلہ شدند حبیب اللہ  
و عزیز اللہ می گفتند کہ مایان در ہمان ایام نکاح کردہ بودیم و تا ساعت و دواز شب در حلقہ شریفہ ذکر شریف  
می کردیم و بیچ خیال خانہ بہ دل مایان نہ می گزشت، و مولوی محمد یونس این واقعہ را ہم بیان کرد کہ من  
در حلقہ شریفہ نشستہ بودم و بان از آمد عطا محمد اطلاع داد۔ فرمودند برو و از وے پرسان کن کہ تو بہ فعلی  
کے کردہئی۔ وے چند روز قبل را بیان کرد۔ فرمودند برو و بروے وے چہ چند تپانچہ بہ شدت بزن و  
باز بہ حلقہ شریفہ مشغول شدند۔ بہ ساعت دو چون از حلقہ فارغ شدند ویرا طلبیدند و از عصائے خود پنج  
یا ہفت بار ویرا بدست خود زدند و فرمودند۔ آن بیعت کہ تو کردہ بودی شکست۔ حالا برو۔ وے بسیار  
گریہ وزاری کرد۔ حضرت ایشان پرسیدند کہ بار دیگر از کتاب فعل شیعہ نہ خواہی کرد چون وے اقرار کرد۔  
بیعتش کردند۔ تَجَاوَزَ اللَّهُ مَعَن سَيِّئَاتِهِ وَرَحِمَهُ۔

**ملا سبزل** | در بلوچستان رواج است کہ بزکاح کنندہ عملے می کنند کہ وے ناکارہ می شود و در اصطلاح  
آن جا این عمل را "عل بند کردن" می گویند۔ بر ملا سبزل کسے این عمل کردہ بود و وے  
از چند سال ناکارہ بود۔ روزے بہ آن وقت بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد کہ قاضی علی محمد حاضر  
بود۔ قاضی صاحب کیفیت سبزل را بیان کرد۔ حضرت ایشان سبزل را رو بہ روے خود نشانند و فرمودند  
بہ خانہ برو۔ سبزل می گفت۔ چون بہ خانہ خود کہ از کوسٹ بہ فاصلہ پنج میل جہت جنوب در سریاب واقع  
است روان شدم در خود حرارتے محسوس کردم و تا دقتے کہ بہ خانہ خود رسیدم اثر بندش بالکلیہ زائل شد  
بود۔ وَكَفَّ اللَّهُ مِنِّي لُطْفٌ خَفِي۔

**شاہراحمدرخان انصاری** | از نواب زادگان پانی پت و برادرِ خوردِ فخر احمد خان از مخلصین  
صادق الارادۃ و المحبۃ بود۔ روزے ہمراہ حبیب اللہ پانی پتی  
در خدمت حضرت ایشان حاضر شد۔ حضرت ایشان آن وقت بر تخت خود دو شالہ "زر و عمدہ پوشیدہ



نشسته بودند و در دل حبیب اللہ گزشت کہ پیران کے دوشالہ پوشیدہ بر تخت می نشینند این طریقہ امر است بعد قیل حضرت ایشان سر مبارک برداشته فرمودند: اگر پیر کے دلق پوشیدہ بر سر خاکستر بنشینند و خیال کند کہ وے چیزے هست۔ بدان کہ وے ہیج نیست، و اگر پیر کے دوشالہ پوشیدہ بر تخت بنشینند و خود را ہیج و اند بدان کہ وے چیزے هست، این واقعہ را حبیب اللہ بانی قی بہ روز جمعہ نہم محرم ۱۳۸۱ھ (۲۳ جون ۱۹۶۱ء) در خانہ محترمہ بمشیرہ وسطی بہ لاہور بیان کرد و گفت کہ مدت پنجاہ سال برین واقعہ گوشہ و من و اما متحیر می مانم کہ حضرت ایشان چه گونه و سوسہ دل را گرفتند۔ و وقتیکہ مایان از حضرت ایشان رخصت گرفتیم۔ در راہ بہ شاکر احمد خان اندیشہ خود را بیان کردم۔ ایشان گفتند اے عزیز این کیفیت از حضرت ایشان گفتی القُبُیُّم ظاہر و باہر است و مایان کہ حاضری شویم تمام و ساوس را در کردہ می آئیم۔ رَحِمَہُمَا اللہُ وَ رَضِیَ عَنْہُمَا۔

از عالمہ نواب جانفشان خان است پدرش خان شیرین بود۔ در بلند شہر سکونت داشت در  
**فرخ علی شاہ** ۱۳۳۳ھ (۱۹۱۲ء) خانہ دے را حضرت ایشان بیا بجا گرفته در بلند شہر قیام کرہ بودند۔

دران ایام فرخ شاہ چہارہ پانزدہ سالہ بود۔ مادرش و خواہرش بیشتر اوقات نزد حضرت والدہ صاحبہ بہ تیمارداری خواہر کلان مصروف می بودند و وے در خدمت حضرت ایشان می رسید۔ اگر چه صغیر السن بود اما در اعتقاد و محبت راسخ و ثابت بود۔ از دل و جان قائل بزرگی و جلالت شان حضرت ایشان بود۔ از حضرت ایشان بسیار خائف می بود۔ بعد از تقسیم ہند در ۱۳۶۹ھ (۱۹۴۹ء) وے مع فرزند کلان خود بہ خانقاہ شریف آمد و این واقعہ بہ عاجز بیان کرد۔ سالے من در محفل مبارک میلاد شریف شریک شدم و بہ صبح آن مبارک شب برائے ملاقات و دعوت طعام حاضر شدم۔ ہمراہ من یک رفیق نیز بود قبل الحضور بہ وے گفتم ہوش کن کہ در دل خود اعتراضے بر حضرت ایشان نہ کنی ورنہ خود را و ما را سوا خواہی کرد۔ بہ صبح چون شرف دستبوسی حاصل کردم حضرت ایشان از والدہ من و از خواہر انعم، کوکوجان و بوبوجان استفسار فرمودند و خیریت آنها پرسیدند۔ بہ ہمین وقت در دل رفیقم گزشت۔ عجب پیر اند کہ استفسار از احوال مادر و خواہران می کنند۔ حضرت ایشان ہمان دم روے خود را جانب رفیقم کردہ بہ تہر گفتند: اے حبیب۔ دیگر شاہا ہم بدہ۔ چون از حضرت ایشان اجازت گرفتہ بیرون برآمدیم بہ رفیق طریق گفتم۔ توجہ کردی کہ مورد عتاب گشتی۔ وے بیان خیال فاسد خود کرد و گفت یقینم بر آنچه تو گفتہ بودی نہ بود۔ امتحان این خیال فاسد را بہ دل خود راہ دادم و رسوا شدم۔ این چنین پیر کامل بہ نظر ہیج گاہ نیامدہ بود۔ رَحِمَہُمَا اللہُ وَ رَضِیَ عَنْہُمَا۔

در کتب معمول حضرت ایشان بود۔ کما تقدم البیان فی الفصل الاول فی ذکر میر اعظم خان کہ بروز  
**سفید باز** جمعہ بر مزار اب عثمانی و حیدری بہ چوبی می رفتند۔ در راہ چوبی گورستان نصاری واقع است۔



نوبتے چون از ذکر شریف و از مراقبہ عند القبرین فارغ شدہ از احاطہ بیرون برآمدند ملا عبد الرشید ملا عبد الحلیم ملا ایاز و دیگر دوسہ نفر را منتظر یافتند۔ آن روز آثار سرور بر چہرہ حضرت ایشان لایح بود۔ بہ ملا ہا خطاب کردہ فرمودند۔ چون از گورستان عربہ مامی گزر و میان صاحب بہ شکل باز سفید بر سر پا پروازی کنند ملا عبد الحلیم عرض کرد۔ آیامر از میان صاحب میان فقیر اللہ شکار پوری اند فرمودند۔ نئے بلکہ آن میان عبد الحلیم اند۔ (کہ در تحمل مدفون اند) میان فقیر اللہ از وقتے کہ من از خانہ روانہ می شوم بہ شکل باز سفید بر سر پا پروازی کند۔ ملا عبد الحلیم از استماع این بیان بہ وجداندرآمد۔ اِنَّمَا يَعْرِفُ الْفَضْلَ ذَوُوہُ۔ وَحَمِّمُ اللّٰہُ وَرَضٰی عَنْہُمْ۔

ذکر احمد اللہ خان بر صفحہ ۱۵۹ گزشتہ۔ فیما بعد معمول دے بود کہ ہر سال برائے چند روز بہ دہلی می آمد و سکون قلب حاصل کردہ بہ خانہ می رفت۔ دے بیان کرد

### احمد اللہ خان

نوبتے چون وقت مراجعت رسید۔ در خدمت حضرت ایشان عرض کردم۔ اجازت سفر می خواہم۔ حضرت ایشان خاموش ماندند۔ چون وقت آن قطار گزشت کہ ازان قصد سفر داشتم۔ اجازت تم بخشیدند۔ و من بہ دیگر قطار سفر کردم و فیما بعد معلوم شد کہ قطار اولین را حادثہ پیش آمد و بسیاری از مسافر ہا زخمی شدند۔ مردند۔ بہ آن وقت محمد صوفی چریا کوٹی حاضر بود و دے عرض کرد۔ قربانت شوم۔ مریدان خود را بہ این طور حفاظت می کنند۔

بہ می تجاودہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزل ہا  
در عرس مبارک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ از بمبئی جماعتی از مینان  
بہ سر ہند شریف می رفت۔ بعض افراد عند الذہاب و الایاب در خدمت خیر  
جہان نیز می رسیدند۔ یک سال بعد العشار الآخرہ چند نفر بہ خدمت شریف رسیدند و عرض کردند خواہش  
داریم کہ فردا بین الطہر و العصر در "ہوٹل کورونیشن" حضرت شاما با مخلصین چائے نوش فرمایید۔ حضرت  
ایشان دعوت را قبول کردند و مخلصین را کہ بہ اندازہ صد نفر از ہند و افغانستان بودند۔ فرمودند کہ  
آن وقت نزد تچپوری بہ این ہوٹل برسند۔ بہ صبح آن شب چون بین العصرین حضرت ایشان بہ  
ہوٹل رسیدند و بہ محل جلوس رونق افروز شدند و مخلصین پاک نہاد بہ صورت حلقہ نشستند، حضرت  
ایشان حسب عادت مبارک چٹم بند کردہ چند دقیقہ خاموش نشستند و باز بہ حافظ عبد الحلیم دہلوی و بہ  
حاجی ملا احمد خان مٹاخیل خطاب کردہ فرمودند۔ چہ سبب است کہ این جادو طبیعت انقباض پیدا شدہ۔  
حالان کہ از من گناہی سر نہ زدہ۔ و باز حضرت ایشان مینان را طلب کردند و استفسار نمودند کہ از  
نمایان کدام شخص مصارف دعوت را برداشت کردہ۔ چون دے پیش آمد۔ بہ دے گفتند۔ راست گو



که کاروبار سودمی کنی و وے اعتراف کرو۔ آن وقت روئے مبارک از فرط مسرت بشگفت و باز ارشاد کردند  
 "اے عزیز از عذاب خدا خود را محفوظ کن۔ مال تو حرام است و ما آن را استعمال نہ می توانیم کرد و بہ پہلوئے راہی  
 میمن و یگر نشسته بود۔ وے عرض کرد حضور اقدس۔ مال من پاک است۔ لہذا این دعوت از جانب  
 من قبول فرمائید، فرمودند اگر داعی جمیع مصارف از تو بگیرد تو در پیش من وے راتمام در اہم بدہی۔  
 می توانم کہ دعوت ترا قبول کنم چنان چہ داعی دو صد روپیہ از ایجا رہوٹں و سہ صد روپیہ از چائے و  
 شیرینی و فواکہ و دیگر اشیاء از وے در پیش حضرت ایشان قبض کرد۔ و باز حضرت ایشان بہ شفقت داعی  
 اول را فرمودند۔ با خادمان ما تو ہم در دعوت شریک شو نصیحت و شفقت حضرت ایشان ویرا آن  
 قدر متاثر کرد کہ از چشمان وے سیل اشک جاری شد۔ و بہ عاجزی عرض کرد حضور اقدس مراد غلامی  
 خود قبول فرمائید چنان چہ آن نیک بخت بر دست حق بدست حضرت ایشان توبہ کرد و در صنف  
 مریدان خیر جہان درآمد۔ **هَٰئِنِثَا لَہٗ ثَمَرٌ هَٰئِنِثَا لَہٗ۔** چار سال می شود کہ فرزند پسرش نزد عاجز آمد و گفت  
 فضل پروردگار است کہ ازان روز مبارک از کاروبار سودمایان محفوظ استیم۔ **وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**  
**رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضٰی عَنْہُ۔**

بہ ماہ ربیع الآخر ۱۳۴۹ھ برائے ملاقات نزد عاجز آمدند و ذکر

### مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی

حضرت سیدی الوالد قدس سرہ کردند۔ گفتند۔ مرا ایام جوانی  
 بود از مردمان ذکر حضرت ایشان می شنیدم۔ روزے بہ دلم گزشت کہ زیارت ایشان بکنم و بینم کہ چون  
 اندر ان ایام بہ طلب علم مصروف بودم۔ با دوسہ طالبان علم حاضر شدم۔ حضرت ایشان در عمارت دروازہ  
 نشسته بودند۔ بآب اطلاع داد۔ و حضرت ایشان مایان را طلبیدہ و حاضر شدہ پیش روئے حضرت  
 ایشان نشستیم۔ بعد از چند دقیقہ حضرت ایشان فرمودند "اے عزیز تو دیدی کہ چونم، حالارخصت ہستی  
 برو و پروردگار ترا بخیریت دارد" این واقعہ را بیان کردہ مولوی صاحب برائے حضرت ایشان دعا  
 کردند۔ **رحمہ اللّٰہ ورضی عنہ۔**

ایشان از واعظان شیرین بیان بودند چون کہ مسلک ایشان یونہی

### مولانا احمد سعید دہلوی

بود ازین وجہ با عاجز چندان ارتباط نہ داشتند۔ بہ روز چہارشنبہ ۲ صفر

۱۳۴۶ھ (۳ اکتوبر ۱۹۵۶ء) قبیل الغروب با جماعتی از رفقا بہ خانقاہ شریف آمدند و با عاجز ملاقات  
 کردند۔ اس آید ایشان بہ خانقاہ شریف اول آمد بود و ملاقات ایشان با عاجز اول ملاقات بود چون کہ  
 عاجز در این آمد و در این ملاقات تصرفی را از حضرت ایشان قدس سرہ می یابد لہذا این فصل ثالث را



براین بیان ختم می کند و کلامی که گفته شده بجنسه نقل می کند۔

بعد از نماز شام این عاجز یا مولانا مصروف کلام شد۔ چون که ملاقات اول بود از احوال و اشغال یک دیگر استفسار کرده شد و به همان وقت کتاب "بزم خیر از زید و جواب بزم جمشید" را دفتری جزو داشت و درست کرده آورد و در یک کتبخ غرض آن را نهاد۔ مولانا پرسیدند این چه کتاب است۔ عاجز گفت ع می تراود آنچه در آوند من است

گفتند خواهش مطالعه دارم، گفت، مطالعه را دو نوع است۔ یکے از بهر دید، دیگرے از بهر سنجید۔ اگر مطالعه شما از نوع اول باشد پس شمارا اجازت است، کتابے بگیرید۔ و اگر از نوع دیگر باشد پس عاجز بہت خود تقدیم خواهد کرد، مولانا بعد از تفکرے گفتند مطالعه از نوع دیگر خواهد بود۔ و عاجز بہ ایشان کتاب داد، فی مابعد عاجز در احوال مولانا انقلابے یافت۔ ایشان را با حضرت سیدی الوالد تعلقے و ارتباطے پیدا شد۔ بعض افراد را برائے بیعت نزد عاجز فرستادند و اکثر نزد عاجز می آمدند و اظهار مسرتہا می کردند۔  
رحمہ اللہ و مرضی عنہ۔

محمد شاه مخلص افغانی بود۔ بہ آواز بلند و سوز دل پیش خانہ حضرت ایشان در کویہ از اشعار خود اچیانامی خواند۔ عاجز بعض اشعار را نقل می کند۔

محمد شاه گفته

سگ کوچہ اوز شیران خوش است	ز باغ ارم خاک ادول کش است
بنہ سر برین خاک اے خاکسار	کہ فردا ز عصیان نہ سوزی بہ ناز
شدہ ضرب او ہچو سوط عمر	کند نقش در دل زایمان اثر
طریقش بود مسلک حق پسند	برو فخر دارد شہ نقش بند
دلیل ہمہ اہل عرفان از دست	فروغ ہمہ اہل عرفان از دست
دلان را بہ انوار آراستہ	بہ چوب انتقام از لعین خواستہ
دل پیر ما صنع رب جلیل	اگر بیت باشد ز صنع خلیل
یکے صنع خالق یکے از بشر	کہاش بود خوب اے خوش سیر
دل عارفان عرش یزدان بود	کہا عرش با فرش یکسان بود
چو دستان رقم خیر زود رنگین	شدہ خیر در خیر تا یوم دین
برین خیر ہر کس کہ دل بستہ شد	ز شیر دو عالم ہمہان رستہ شد

نغمہ ہجران | بہ شب جمعہ ۱۲۷۰ھ صفر ۱۳۵۳ھ از زلزله ہانکہ تمام شہر کوڑہ مسمار شد و خلق



خدا بہ شہادت رسید۔ درین ہائیکہ عظیمہ و کارشہ الیمہ حضرت والدہ ماجدہ و عزیزان پاک نہادان عزیز از جان ابوالجہد عبدالرحمن و عائشہ وزینب اولاد حضرت برادر کلان و از مخلصین احمد لواز سر بریدہ و سلیمان خروئی رحلت نمودند رحمہم اللہ و رضی عنہم۔ اثرے کہ ازین حادثہ برعاجز شد صورتِ نعمۃ ہجران گرفت۔ چونکہ کوثر مصیف حضرت ایشان بود ازین جہت ذکر مبارک حضرت ایشان آمدہ عاجزان بیان برنخے رامی نویسد۔

بود شیخ نقشبندان را مصیف	کو بہ عفان بدمجہ و را ردیف
داشت از گردون محی الدین لقب	مولدش دہلی و فاروقی نسب
با کمال و مدعویق اندر کمال	چون مجتہد داشت جدبے مثال
ہرچہ گویم در کمالش کمتر است	وز گمان من مقامش برتر است
یک نگاہش زندہ کردے صد قلوب	یک دیش از زندبان شستے ذنوب
چون نہ دارد تاب و صفش را زبان	زان نویسم حادثاتش را بیان
طالبان را ہرچہ باشد از کمال	بر علو کعب اتاذ است دال
خادمان شان بہ سوز و درود دل	ہمچو پروانہ بہ شمع مشتعل
آہ وزاری بود ایشان را شعار	عشق حق می داشت شان را بقرار
از شراب معرفت ہمیش بہ بند	درب اشاعت را مثال خوش بند
گریکے از سوز آہے می کشید	دیگرے را مرغ جانش می پرید
گریکے را چشم بودے اشکبار	دیگرے را سینہ بودے ہمچو نار
گریکے از شوق و جذبہ می تپید	دیگرے از وجد جامہ می درید
چون بہ حلقہ می نشستے پیش پیر	ہمچو ہالہ گرد آن ماہ منیر
ہر یکے مہبوت گشتے از جمال	محو اندر ذات پاک و ذوالجلال
بے خبر گشتے ز اخبار جہان	با خبر گشتے ز اسرار نہان
گر تو می دیدی جمال انجن	کلک حیرت می گزیدی در دہن
می گزشت اندر دلت چندین سال	بر زبان حال رفتے این مقال
این گروہ انس بینم یا ملک	یا قمر را با نجوم اندر فلک

لے در صحیح مسلم از ابو ہریرہ روایت است کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: رَبِّ اشْعَثْ مَدَّ قَوِّعٍ بِالْأَبْوَابِ  
لَوْ أَهْتَمَّ عَلَى اللَّهِ كَذِبُكَ۔



قرن چون ربع عشر شد اولین  
یا منم در قرن اول پیست این  
ہیچ گاہے من نہ دیدم مردان  
زین نمط با این صفت اندر جهان  
گفت پیغمبر کہ مردان خدا  
دیدن شان یا در حق بخش ترا  
بس ہمین تعریف نیکان آمدہ  
بس ہمین توصیف مردان آمدہ

ختم سازم وصف شان بر این کلام  
تا کہ قول مصطفیٰ یا بد ختام

**زین اَقوال** حضرت ایشان قدس سرہ بر رسالہ عقد الالٰہی نوشتہ اند۔

قال عمر رضی اللہ عنہ زلوا انفسکم قبل ان توزنوا وحاسبوا قبل ان تحاسبوا  
فانہ اھون علیکم فی الحساب غداً ان تحاسبوا انفسکم وتزینوا للعرض الاکبر، یومئذ تعرضون لا تخفی  
منکم خافیۃ، ویلی وویل امی ان لم یرحمنی ربی۔ وقال عمر اللہم انی اعوذ بک ان تلخذنی علی غرۃ او تذرني  
فی غفلۃ او تجعلنی من الغافلین۔ اللہم اعصمنا بحبلک وثبتنا علی امرک عن حارثۃ بن النعمان رفعہ۔  
مناولۃ المسلمین تقی میتۃ السوء، یا حازم اکثر من لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ فانہا  
کنز من کنوز الجنۃ۔ حازم بن حرملة الاسامی رفعہ عن عبد قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم۔ قل۔ اللہم اجعل سریرتی خیراً من علا نیتی واجعل علا نیتی حسنة۔ قال عمر۔  
نظرت فی هذا الامر فجعلت اذا اردت الدنیا اضرب بالآخرۃ واذا اردت الآخرۃ اضرب بالدنیا،  
فاذا کان الامر هكذا، فاضربوا بالقانیۃ، من خلصت نیتہ کفاه اللہ عزوجل ما بینہ و بین  
الناس، ومن تزین للناس بغير ما یعلم اللہ من قلبہ شانہ اللہ، وجالسوا التوابین فانہم ارق شئ  
افئدة۔ وصليت خلف عمر فسمعت حنینہ من وراء ثلاثۃ صفوف۔ قال مسروق کفی  
بالمرء علماً ان یخشى اللہ وکفی بالمرء جهلاً ان یعجب بعلمہ۔ والمرء لحقیق ان یکون لہ  
محاسن یخون فیہا یتذکر ذلوبہ و لیستغفر عنہا۔ لا تعترض فیما لا یعنیک واعتزل عدوک  
واحفظ من خلیک الامین فان الامین من القوم لا یعاد لہ شئ۔ ولا تصحب  
الفاجر فیعلمک من فجورہ ولا تفش الیہ سرک۔ واستشر فی امرک الذین  
یحشون اللہ عزوجل۔ قال عبد اللہ۔ ما منکم الا ضیف وماله عاریۃ فالضيف  
(باقی بر صفحہ ۳۴۵)

۱۔ ابن ماجہ روایت کردہ کہ آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود۔ اَلَا اَنْبَشْکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوا بَلٰی  
یَا رَسُولَ اللہِ قَالَ خِیَارُکُمُ الَّذِینَ اِذَا ارَادُوْا ذِکْرَ اللہِ  
۲۔ ابن تحریر مبارک تعلق بہ صفحہ ۳۴۵ دارد۔



## فصل چہارم

در

## ملفوظات حضرت ایشان

چہ خوش گفتہ اند و در رہا سفتہ اند

حرفے کہ ازان دہن برآید	ڈرے است کہ از عدن برآید
بدست چو آن سمن برآید	فریاد ز انجمن برآید
در جلوه گہ خرام نازت	نسرین دَمد و سمن برآید
در دل نگہ تو مست خواب است	وز ویدہ نفس زتن برآید
خط حلقہ بہ گوش روئے یار است	این سبزہ کے از چمن برآید
گل کرد عشق خط آخر	از خاکم بوئے غنبر آید
مردیم و نہ مرد آتش عشق	دودِ دلم از کفن برآید
در سینہ ہمین خلد ہمانا	خارے کہ ز پائے من برآید
در ظل عمر اگر رود خیر	از پنجہ آہر من برآید

ملا پیر احمد ولد ملا جان محمد ترکی ساکن اولان رباط از مخلصین با اختصاص و صاحب نسبت و اجازت بود، روزے در کونڈ می گفت کہ حضرت ایشان شعرے را از پنج کتاب و گلستان می خوانند و محسوس می کنیم کہ نوبت اول آن شعر را شنیدہ ایم۔ حالانکہ صد بار آن شعر از نظر گزشتہ و بر زبان آمدہ و این تلاوت و کیفیت اثر خواندن حضرت ایشان است۔ ملا صاحب رحمہ اللہ درست گفتہ و واقعہ ہمین بود کہ بیانش خود حضرت ایشان در شعر اول: حرفے کہ ازان دہن برآید۔ کردہ اند۔ برائے اصحاب قلوب در ہر لفظ لذت ہاروی نمود بلکہ مصداق: ہر زبان از غیب جانے دیگر است۔ می بود۔ حضرت اسید بن خضیر رضی اللہ عنہ تلاوت قرآن مجید کرد و از آسمان برائے استماع قرآن مجید ملائک نزول فرمود چنانچہ در فصل دوم بیانش گزشتہ، وہمان قرآن مجید و فرقان حمید است کہ برائے کم نصیبان مستوجب لعنت می گردد۔ رَبِّ تَالِیْ یُثَلِّوْا الْقُرْآنَ وَالْقُرْآنُ یُلْعَنُ و بروے صادق می آید۔ ع۔ این کار دولت است کنون تا کرار شد۔



ملفوظات حضرت ایشان را شخصے جمع کرده است آن حاجی رضا الیزمی بود کہ از ملک دین آخر نادرہ  
 بودہ۔ دے عاشق و شیدائے حضرت ایشان بود۔ ہر سال شش ماہ خدمت می کرد۔ مرد ناخواندہ بود۔ نوشتن  
 الف با آموخت و برائے خود رسم خطے اختراع نمود، ہر چہ می شنید علی الفور آن را بہ قید کتابت می آورد۔ ہر  
 سال یک دفتر کبیر و ضخیم مہیامی کرد و ارشادات حضرت ایشان را در آن می نگاشت، بہ اوقات فراغ  
 آن رامی خواند و لطفہای برداشت۔ حضرت برادر کلان تحریر آتش را بہ خوب وجہ می خواندند۔ این عاجز نیز  
 قدرے واقفیت پیدا کردہ بود۔ اگر آن دفاتر ملفوظات پیش عاجز بودے فوائد بسیار نقل شدے افسوس  
 صد افسوس نہ آن عاشق و شیدا ماند و نہ دفاترش۔ **بَلَّغَ الْأَمْرَ مِنْ قَبْلِ وَ مِنْ بَعْدِ**۔ ہر چہ عاجز یاد دارد  
 یا در یادداشتہا قلم بند کردہ بود می نگارد، واللہ ولی التوفیق۔

۱۔ می فرمودند از یک صد سال در ہندوستان ظہور فساد بسیار شدہ، از تالیفات این دور خود را  
 دور دارید۔ و بر مسلک متقدمین ثابت قدم مانید۔ عاجز گوید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہ شاگردان  
 خود می فرمودند۔ **مَنْ كَانَ مُسْتَنًا فَلَيْسَتْ بَعْنٌ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تَمُوتُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ لَخَمٍ كَمَا فِي  
 الْمَشَاكَةِ**۔ یعنی ہر کہ می خواہد کہ بر راہ راست رود باید کہ اختیار کند راہ کسانے را کہ از دنیا سفر کردہ اند زیرا کہ  
 زندگان از فتنہ و ابتلا محفوظ نیند۔ الخ

۲۔ در دہلی یکے از ہندیان اجازت خواندن کتاب "مناجات مقبول" طلب کرد۔ فرمودند ما نمیدانیم  
 کہ این کتاب را کدام شخص تالیف کردہ۔ کتاب ہائے را کہ ائمہ مایان جمع کردہ اند بخوانید۔ مثل حصین از  
 امام جزری و حزب اعظم از ملا علی قاری۔ از صد ہا سال این کتاب ہا مروج اند و علماء دین آن را پسند کردہ اند۔  
 عاجز گوید کہ کتاب حصین عجب جامع کتاب است۔ آن ہمہ از کار مبارکہ را کہ بہ اوقات مخصوصہ  
 تعلق دارند امام محمد جزری بہ نہج خوب جمع کردہ است۔ اگر کسے آن ادعیہ ماثورہ را یاد کند در بیچ وقت از  
 اوقات بے ذکر نہ ماند و از جمیع آفات و نوائب محفوظ ماند۔ در ہندوستان جناب مولانا فضل رحمن  
 گنج مراد آبادی قدس سرہ از اکابر مشائخ نقشبندیہ بودہ اند یکے از علماء غیر مقلدین بہ خدمت ایشان  
 رسید۔ نامش مولوی ابراہیم بود۔ جناب مولانا بہ دے گفتند۔ مولوی صاحب طما عامل بالحدیث ہستید عرض  
 کرد۔ الحمد للہ کہ من از عالمین بالحدیث می باشم۔ فرمودند نشانم دہید کہ سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم  
 بہ وقت خواب کدام دعا می خواندند۔ مولوی صاحب گفتند کہ این وقت یاد نہ دارم۔ فرمودند۔ وقتے کہ آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم از خانہ بر می آمدند کدام دعا می خواندند۔ مولوی صاحب گفتند یاد نہ دارم۔ جناب مولانا بعض  
 ادعیہ آخری را استفسار کردند کہ بہ اوقات مخصوصہ تعلق دارند مولوی صاحب ہمہ را جواب یاد نہ دارم آوند۔



جناب مولانا بہ آخر فرمود۔ مولوی صاحب۔ شمایان صرف احادیث اختلافی را یاد گرفته اید۔ و احادیثی را کہ تعلق بہ اختلاف نہ دارند بہ طاقی لسیان گذاشته اید۔ آیا این عمل بالحدیث است۔ این واقعہ را مولانا سید مناظر احسن در کتاب تدوین حدیث بر صفحہ ۳۳۹ نوشتہ اند۔ حضرت مولانا قدس سرہ چہ کلام درست فرمودہ۔ جزاہ اللہ خیرا۔ اگر مولوی ابراہیم حصین را مطالعہ کردے این گوئہ رسوائہ شدے۔ در ہندوستان اساس غیر معتقدی مولوی اسماعیل پسر عبدالغنی پسر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نہادہ است۔ پدرش اصغر برادران خود بود و اکبر برادران شاہ عبدالعزیز محدث بود و پسر شاہ رفیع الدین، پسر شاہ عبدالقادر پسر دے اعنی عبدالغنی۔ در رسالہ ارواح ثلاثہ بر صفحہ ۹۴ نوشتہ است کہ چون مولوی اسماعیل ابتدائے رفع یدین فی الصلاۃ کرد و در دہلی شورے پیدا شد۔ شاہ عبدالعزیز برادر خود شاہ عبدالقادر گفت کہ اسماعیل را نصیحت کنید کہ سبب فتنہ نہ گردد۔ شاہ عبدالقادر بہ مولوی محمد یعقوب کہ نواسہ شاہ عبدالعزیز بود گفتند کہ محمد اسماعیل را بگو کہ رفع یدین را بگزارد تا در عوام فتنہ پیدا نہ شود۔ محمد یعقوب کلام ایشان را بہ محمد اسماعیل رساند۔ دے گفت اگر نظر بر فتنہ عوام داشتہ شود، حدیث "مَنْ تَمَشَّكْ بِشَيْئِيْ عِنْدَ لِسَادِائِمُنِيْ فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ" را چہ مفہوم بود۔ محمد یعقوب جواب محمد اسماعیل را بہ شاہ عبدالقادر رساند جناب ایشان فرمودند: بابا۔ ما خیال می کردیم کہ اسماعیل مظلوم شدہ است لیکن دے از فہمیدن معنی این یک حدیث ہم قاصر ماندہ۔ این حکم دران وقت است کہ در مقابل سنت علاف سنت بود و در مانحن فیہ مقابل سنت علاف سنت نیست بلکہ سنت دیگر است۔ اگر رفع یدین سنت است ارسال ہم سنت است، محمد یعقوب بیان کرد کہ من این ارشاد گرامی بہ محمد اسماعیل رساندم و دے ساکت ماند۔ جناب مولانا نے گنج مراد آبادی و شاہ عبدالقادر چہ کلام درست گفتہ اند و حقیقت امر را واضح کردہ اند، فجزاہما اللہ خیرا الجزاء و وفقنا لمرضاۃ۔

۳۔ روزے در دہلی پیش حضرت ایشان بعض افراد قباحت فسق و فجور را بیان کردند حضرت ایشان فرمودند۔ شمایان از کوتاہی اعمال نالان ہستید کہ فلانی نماز نہ می خواند و فلانی گرفتار فسق و فجور شدہ، و مرا فکر ایمان و اعتقاد آزرده خاطر ساختہ است، می بینم کہ ایمان یوٹا فوٹا رو بہ انحطاط دارد، بیشتر افراد گناہ را گناہ نہ می دانند۔

۴۔ روزے حافظ منیر الدین عرض کرد۔ درین روز ہا فسق و فجور را رواج تمام شدہ است۔ حضرت ایشان آن وقت سر بہ جیب انداختہ شمال رؤیہ نشستہ بودند، بعد از چند دقیقہ سہ مبارک برداشتہ بہ حاضرین ملتہ خطاب کردہ فرمودند۔ لے عزیزان، منیر الدین از فسق و فجور نالان است و من



ظلمات کفر را می بینم کہ از افق سر بر آورده است، وقتے کہ کلمہ از افق فرمودند ہر دو دست مبارک را برداشتہ بہ جہت شمال اشارہ کردند۔ این واقعہ غالباً در ۳۳۸ھ بودہ۔ بعد از بستی و ہشت سال در ۳۶۶ھ خلق خدا بہ جہت سر دید کہ از دہلی تا حدود کشمیر در علاقہ صد ہا میل چہ قدر خلق خدا کشتہ شد و چہ قدر را و کفر و ارتداد اختیار کرد۔

بمثل هذا يَذُوبُ الْقَلْبُ مِنْ يَمَدٍ إِنَّ كَانَ فِي الْقَلْبِ إِسْلَامٌ وَإِيمَانٌ

۵۔ روزے فرمودند: از صلحائے اُمت و اصحاب قلوب زمانہ خالی شدہ است و اہل غفلت را اعتنائے بہ دین نہ ماندہ۔ می ترسم کہ احوال قلب نسیاً مَسیّاً نہ شود۔ بر ما ظاہری خود کہ بعد از ما آن افراد را ولی خواہند پنداشت کہ بہ روز با مسلمانان نماز خواہند گزارشت و بہ شب در تماشا ہا مصروف خواہند بود، یعنی چون بہ غفلت می روند آن کار دیگری کنند۔ مصداقِ حالِ ایشان خواہد بود۔ وَقَدْ ظَهَرَتِ الْكَثَاثُ قَلْبُهُ الْمَفْرُغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِهِ۔

۶۔ فرمودند۔ دورِ انحطاط است۔ ایمان را محفوظ داشتن آنچنان دشوار شدہ کہ کسے اخلر را در دست خود نگاہ دارد۔ سالبین ریافتہا و جلہ کشی ہا می کردند۔ اندرین ایام بر فرض خدا قائم شدن و از حرام اجتناب کردن و با خلق معاملہ درست داشتن کارِ عظیم است۔ کسے کہ برین امور پابند باشد راہ نجات را دریافتہ۔

۷۔ می فرمودند از مجالس و اعطان و حلقات پیران خود را دور دارید، و بہ ظہور الحسن نوشتہ اند۔ با بزرگان این زمانہ ملاقات نہ باید کرد۔

۸۔ روزے فرمودند۔ اے عزیزان ملاقات ما با شما یانِ اِنْ شَاءَ اللہ تعالیٰ در جناتِ عالیہ خواہد شد۔ عاجز گفتم۔

پیر و مرشد شہ ابوالخیر ولی	در ریاضِ قدس باشد ذمی و قار
خادمان را دستگیر بہا کند	روزِ محشر آن شبِ والا تبار
مخلصانش در بہشت آیند کل	فوج در فوج و قطار اندر قطار
از مسلمانان الہی ہر یکے	داخلِ جنت شود بے انتظار

۹۔ روزے شخصے بد عقیدہ پیش روی حضرت ایشان اتاد، بہ حاجی ملا احمد خان مٹھیل فرمودند: تکلیفی کہ از قرب بد عقیدہ بہ من می رسد، از قرب بے نمازی نہ می رسد۔ برو، این شخص را از پیشم دور کن۔



- ۱۰۔ فرمودند از صحبت پنج افراد اجتناب کنید زن، امرد، امیر، بدعتی، فاسق۔  
۱۱۔ فرمودند بر مسلک حضرات قائم باشید و از مجالس و اعطان خود را دور دارید و از صحبت صوفی

ناکام پیر بیزید۔

- ۱۲۔ فرمودند در راہ طریقت، زندہ پیر خود را گزاشتن و بہ دیگرے پیوستن بسیار خطرناک است۔  
۱۳۔ فرمودند بہ طورے کہ جامہ حرک رنگ جیل را قبول نہ می کند، همچنان اصلاح مرید غیر دشوار است۔  
روئے تخته اگر صاف می باشد اصلاح را قبول می کند۔ تخته سیاه چہ اصلاح پذیرد۔  
۱۴۔ کسانے کہ وابستہ بہ سلسلہ مبارکہ نقشبندیہ می بودند اگر برائے استفادہ حاضر می شدند می فرمودند بر بیعت خود قائم باشید و مشغول کار شوید۔

- ۱۵۔ فرمودند شمایان برابے پیری و مریدی عنوانہا ساخته آید۔ کسے خود را قادری می گوید کسے چشتی کسے سہروردی کسے نقشبندی، اگر در خانہ دل یا دیک پروردگار جل شائہ دارد ہر عنوان را شایانید و اگر خانہ دل از یاد پروردگار خالی است ہیچ نیست۔

سعدی بشوئی لوح دل از یاد غیر حق علمے کہ رہ بہ حق نہ نماید جہالت است

- ۱۶۔ فرمودند خوبی و طیفہ آن است کہ ہیچ وقت از روز و شب و سوسے غیر بہ دل راہ نہ یابد۔  
۱۷۔ مدارِ صحت جسم بر سه چیز است کہ غذا لطیف باشد و در جسم مادہ فاسدہ نہ باشد و از اشیائے فسادہ اجتناب کند، همچنان مدارِ صحت قلب ہم بر سه چیز است۔ اعمال صالحہ کہ بمنزلہ غذائے قلب و روح است، و اجتناب از اخلاق رذیلہ مثل بغض و کبر و غیرہ کہ بمنزلہ مواد فاسدہ اند و اجتناب از گناہان۔  
۱۸۔ بہ مولوی امام الدین جالندھری فرمودند تصوف آن است کہ مکروہات شرعیہ بہ منسزلہ مکروہات طبعیہ شوند۔

- ۱۹۔ بہ مناسبتے حکیم حافظ محمد اجل خان طبیب شہیر و ڈاکٹر مختار احمد انصاری نظامی کبیر و مولانا شوکت علی و مولانا محمد علی وغیرہم را دعوت طعام فرمودہ بودند کسے تذکرہ امیر حبیب اللہ خان شاہ افغانستان کرد۔ فرمودند: "امیرے کہ مادر بغل خود دار کیم تا این زبان مُنقاد نہ شدہ است ما امیر کابل را چہ کنیم؟"

- ۲۰۔ مولوی احمد سعید پسر عصمت اللہ سرحدی چیزے عرض کرد۔ فرمودند۔ باواز بلند بگو تا بہ فہم آید۔  
عرض کرد۔ از ہیبت شما آواز بلند نہ می شود۔ فرمودند۔ از آن ترس کہ مارا و ترا زیر و زبر کنندہ است۔  
۲۱۔ شخصے عرض کرد کہ فلانی ریش خود را خلق می کند۔ اگر حضور والا بہ وے نصیحت فرمایند یقین



دارم کہ دے انا بن عمل باز آید فرمودند: بَرِّمَ لَکَ غُفَّتَ سُوْرے نہ دار دُبلکہ کروارے باید کہ دیگرے را تاثر کند۔  
۲۲۔ فرمودند۔ مابندگانِ خدا را راہِ عمل نشان می دہیم و بہ تدریج ایشان را سُوے منزل می بریم۔  
از وجہ ترین و مداومت ایشان ثابت قدم می شوند و اعمالِ حسنہ برائے ایشان سہل می شوند بلکہ بمنزلہ طبیعتِ ثانیہ می گردند۔ و جماعت و عطا را گفتار بسیار است نہ کردار۔ دیگران را پُرمی گویند و خود ہی می مانند۔ مارا  
قول قلیل است آتاسعی کثیر، وَاللّٰهُ الْهَادِیْ اِلٰی سَوَاءِ السَّبِيْلِ۔

۲۳۔ در میرٹھ چند ماہ قیام حضرت ایشان بود۔ روزے در صحن اقامت گاہ نشسته بودند۔ و پیشِ روئے مبارک رتقص بعض پرندہا بودند۔ و مخلصین همچون ہال حضرت ایشان را مخاطب بودند۔ ناگاہ سر مبارک برداشته فرمودند پیشِ روئے من در قفص پرندہا اند من آنہارا بہ چشمِ سر می بینم و کسانے کہ پس پشت من نشسته اند احوال و طیفہ ایشان ہم مثل این قفص در نظر من است۔ و ذلک مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنا۔  
عاجز در فصل سوم در بیان سید احمد حسین بیان کردہ است کہ دے در شہر لونا چند روز در صحبتِ ملائے بداعتقاد نشست، حضرت ایشان از کوٹہ بہ دے نشستند۔ در وظیفہ تو کہ درت بہ نظری آید، آیانزد بد عقیدہ افرادی نشینی، مولوی بخش اللہ دہلوی در کتاب خود بر صفحہ ہشتاد نوشتہ: چون حضور بہ کوٹہ تشریف می بردند، اینجا اگر در وظیفہ خدام فتورے واقع می شد فوراً تنبیہ می فرمودند و می نوشتند کہ در وظیفہ تو فتورے راہ یافتہ۔ راقم الحروف مشاہدہ کردہ کہ برائے ادراک احوالِ باطن فاصلہ کوٹہ و دہلی برائے حضرت ایشان چیزے نہ بود۔

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست      قبضہ آتش جز قبضہ اللہ نیست

صفائے قلب حضرت ایشان بہ حدے بود کہ عکسِ افعالِ خدام بر آئینہ قلب مبارک ظاہری شد اگر دعاوے در محفل مبارک می شد، همان دم احوال اضطراب و پریشانی آن خدام بہ صورتِ مثالی ظاہری شد و اظہار آن می فرمودند۔

۲۴۔ نوبتے مولوی بخش اللہ را کمزوری و خشکی دماغ عارض شد۔ فرمودند: وظائف شریفہ را برائے چند وقت ملتوی کن و بہ تفریح خود را مشغول دار۔ و بعد از شش ماہ مشغول وظائف گردند۔

۲۵۔ شخصے از لاہور بہ دہلی رسید و بہ خدمت حضرت ایشان عرض کرد کہ من بہ مزار پُرانوار حضرت علی بن عثمان ہجویری معروف و آتا گنج بخش قدس سرہ حاضر شدہ ام و وظیفہ شریفہ می خوانم و بیان آن وظیفہ کرد، و وقتے نہ می گزر د کہ صورتِ مبارک حضرت و آتا گنج بخش بر من ظاہری شود۔ و مرا از خودی باید و احوال جذب بر من طاری می شود۔ من آثار جذب را در حواس خود مشاہدہ می کنم۔ حضرت ایشان



فرمودند۔ این وظیفہ شریفہ را بگزار و این وظیفہ کہ ما بہ تونشان می دہیم بخوان (وظیفہ بہ دے تعلیم کردند) ان شامانہ احوال جذب پیدا نہ خواہد شد، و اگر صورت حضرت و اما گنج بخش ظاہر شود، عرض کن کہ من بہ دہی نزد خادم شمارتہ بودم وے مرا این وظیفہ تعلیم کردہ است۔ ان شامانہ حضرت و اما گنج بخش ازین کلام خوش می شوند و احوال درست خواہد شد۔

۲۶۔ نوبتے در محفل میلاد مبارک بعد از بیان کردن احوال مبارکہ استماع کلام الہی می کردند۔

چون از علالت کلام پاک سرشار شدند فرمودند: "تو الی چیست۔ حق تعالی می فرماید، وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ۔ و ماویرا شعر نیا موعیم و نہ سر و خود اورا شعر گفتن، آنچه اومی آورد نیست آن گریادے از خداوند و قرآنے آشکارا۔

۲۷۔ غلام اکبر معروف بہ اکبر ولد محمد ایازا تخیل کٹوازی عرض کرد، من بہ پانی پت رنتم و نزد مزار حضرت قلندر مراقب شدم و برائے ترقی مملکت افغانستان عرض کردم۔ حضرت بہ روز دوم فرمودند "ان شامانہ مملکت افغانستان ترقی خواہد کرد" حضرت ایشان بعد از استماع این مکاشفہ فرمودند۔ "وقتے کہ حضرت امام مہدی ظہور خواہد کرد" و باز بہ غلام اکبر گفتند "آیا حضرت قلندر اضافہ این قید نہ کردہ بود" از استماع این قول بر غلام اکبر کیفیتے روداد کہ از خود بے خبر گشت و در اہل حلقہ گرمی و تاثیر ظاہر شد۔

۲۸۔ روزے بہ عاجز گفتند۔ غلام اکبر را بگو کہ بہ مزار پیرانوار حضرت سیدالسادات (نور محمد بدایونی) رفتہ سلام مرا عرض کند و آنچه حضرت ایشان ارشاد فرمایند آمدہ ما بگوید۔ عاجز بہ غلام اکبر خبر رساند، آن پاک دل و صاحب عزیمت علی الفور روان شد۔ بعد از ساعتے حضرت ایشان عہ طلب کردند و بہ مزار پیرانوار حضرت سیدالسادات تشریف بردند۔ غلام اکبر آنجا مراقب بود۔ بعد از عرض سلام و قرات سورہ ملک حضرت ایشان نیز مراقب شدند و تا دیر مراقب ماندند چون از مراقبہ فارغ شدند۔ رُوبہ غلام اکبر آوردہ فرمودند۔ دیدی کہ حضرت ایشان چہ عنایات و نوازشات فرمودند۔ غلام اکبر گفت۔ بلے حضرت دیدم و بہ وجد درآمد و سیل اشک از چہان وے روان شد۔

۲۹۔ روزے غلام اکبر عرض کرد کہ من بر مزار پیرانوار حضرت یعقوب چرخ در حصار شادان حاضر شدم حضرت اقدس فرمودند کہ اللہ الصَّمَد را وظیفہ کن۔ حضرت ایشان فرمودند۔ بہ محجر مبارک رفتہ از حضرات کرام دریافت کن۔ غلام اکبر رفتہ مراقبہ کرد و آمدہ عرض کرد کہ حضرات کرام نیز تائید این قول می فرمایند و قتیکہ غلام اکبر بہ محجر مبارک رفتہ بود حضرت ایشان نیز مراقب شدہ بودند چون وے مکاشفہ



خود عرض کرد: فرمودند: "نزد من تعبیر این است کہ سورۃ اخلاص کا تلا بخوانی" عاجز گوید این ارشاد گرامی،  
الہام حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ را یاد می دهد: شاہ عبدالغنی در رسالہ "ہوالغنی" ذیل رسالہ "مقاماتِ  
منظری" بر صفحہ یک صد و پنجاہ و دو نوشتہ اند: روزے گفتم: یا شیخ عبدالقادر جیلانی شَیْئًا لِلّٰہِ۔ الہام  
شد: یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ شَیْئًا لِلّٰہِ۔

۳۰۔ مولانا سیف الرحمن صدر مدرس مدرسہ فتحپوری بہنشی احمد حسین دہلوی گفتند: اگر رضامندی  
پیر کمال حاصل شود، از قلب پیر بر قلب مرید اثرے بلکہ عکسے ظاہری شود و کار بہ وجہ آسن انجام می یابد۔  
احمد حسین ابن قول را در سویدائے قلب محفوظ کردہ بہ خدمت اقدس رسید حضرت ایشان بتسم کنان ویرا  
دیدہ فرمودند: احمد حسین محبت صرفہ کار را با انجام نہ می رساند، عمل ہم در کار است۔ پیر کمال برائے مرید  
مُتَّکَا است بہ منزلہ عصا برائے اعلیٰ یعنی اعلیٰ را عمل فتن است و عصا را آگاہ کردن از مواضع خطر۔

۳۱۔ روزے احمد حسین خیال کرد کہ از ناغہ کردن ذکر قلبی بد مزگی پیدا می شود نہ از ناغہ کردن ذکر  
لسانی۔ دے این خیال را گرفتہ بہ خدمت مبارکہ رسید حضرت ایشان ویرا دیدہ بہ محبت فرمودند: احمد حسین  
بیا آیا چیزے از قرآن مجید یاد داری؟ عرض کرد: بلے یاد دارم۔ فرمودند: بخوان، دے چیزے خواند۔  
حضرت ایشان بہ دوران تلاوت چند بار کلمہ واہ واہ "برزبان مبارک رانند و بہ این طور ویرا آگاہ  
کردند کہ ہر عضو را در ذکر پاک پروردگار بل شانہ مصروف باید داشت۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ  
کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْتُورًا۔

۳۲۔ ہیبت حضرت ایشان برا احمد حسین مستولی بود، روزے در خانہ خود چون از وظیفہ شریفہ  
فارغ گشت مناجات کرد: الہی پیر مرا بر من مہربان کن۔ و باز بہ خدمت مبارکہ رسید، چون نظر فیض اثر  
حضرت ایشان بروے افتاد۔ فرمودند: اے عزیز احمد حسین بیا، بیا۔

نزد دے محبت بہ شیرین ادا بفرمود دے را عزیزم بیا

۳۳۔ مولوی بخش اللہ دہلوی مرد صادق المجتہ والا راۃ بود۔ حضرت ایشان بروے لطفہامی  
کردند۔ روزے بہ دے گفتند: آیا در دولت آرزوے ماندہ؟ عرض کرد البتہ یک آرزو دارم کہ خانہ را  
مالک شوم۔ فرمودند: آرزوے چہا رگز زمین کردن چہ آرزوے هست کہ مگ ہم درختے بروے بجزرو؟  
عاجز گوید وفات مولوی بخش اللہ بہ روز پنجشنبہ ۲۴ صفر ۱۳۴۳ھ۔ ۵ نومبر ۱۹۵۳ء واقع شدہ و  
بعد از وصال حضرت ایشان سی و دو سال زندگانی بہ سر کرد و تا وقت آخر مالک خانہ نہ شد۔ رحمہ اللہ۔  
۳۴۔ حضرت ایشان بروے نوشتہ اند: ہر کرا جو ہر قابلیت بہ صحبتہائے فاسدہ خراب شے تدبیر کار



اُو جز بہ صحبت اہل تدبیر کہ کبریت احمر است، دشوار است۔

جڑ صحبت عاشقانِ ستان مپسند  
ہر طائفہ ات بہ جانبِ خویش کشد

درد دل ہوسِ قوم فرومایہ مپسند  
چُنڈت سوئے ویرانہ و طوطی کو قند

۳۵۔ نوشتہ اند۔ دور افتاد گیہائے خلق ازان است کہ خود را دوری اندازند و بہ اختیار بار بخت زیادتی می گردانند و گرنہ قصور در فیض الہی نیست۔

۳۶۔ دنوشہ اند۔ عادت انس می شود و انس طبیعت مالک را ترکِ نوافلِ عبادات گاہ گاہے از برائے ترکِ استیناس رواست۔

۳۷۔ ونوشتہ اند۔ شیخ ابوسعید ابوالخیر فرمودہ۔ اِغْبَابُ الزَّيَّارَةِ مَعَ حُضُورِ الْقَلْبِ خَيْرٌ مِنْ دَوَائِمِهَا بِلَا حُضُورٍ۔ حضرت رسالت مرآۃ ہریرہ رافرمود۔ زُرْعَاتُ تَزْدَدُ حُبًّا۔ دے اڑیں ستونے درگشت وگفت یا رسول اللہ بیش ازین طاقت نہ دارم۔ اگرچہ دے اظہارِ کمالِ محبت خود کرد اما اگر متابعتِ امر کروے بہتر بودے۔

۳۸۔ فرمودند۔ در ذکر شریف بر دل زور نہ باید داد۔ از زور دادن دل سخت می شود۔  
۳۹۔ فرمودند۔ قبل از ذکر شریف بہ عاجزی باید گفت۔ الہی مقصود من توئی و رضائے تو بہت  
و معرفت خویش بہ من عطا کن۔

خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے توزیم  
مقصود من خستہ ز کونین ثوئی  
۴۴۔ فرمودند۔ بہ وقت گرسنگی و اعتبار بول و براز و ہیجان خواہش نفسانی و طیفہ شریفہ کردن  
بے ادبی است و بہ تجربہ مار سیدہ کہ در چنین احوال و طیفہ کردن سبب نقصان و مفرت می گردد۔ و طیفہ  
شریفہ را بہ سکون و فراغ تمام باید کرد۔

بفراغ دل زمانے نظرے بہ ماہ روئے بہ ازان کہ چتر شاہی ہمد روز ہائے ہوئے  
عاجز گوید مشکات در کتاب التبیح والتحمید از صحیحین روایت کردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودے  
مردم بر نفوس خود نرمی کنید بہ درستی کہ شما کرد غائب را نہ می خوانید بلکہ شما شنو اد بینا را می خوانید و او با شما است  
و آن ذات پاک را کہ شما می خوانید نزدیک تر است بیکے از شما یان از گردن شتر بے " این مبارک ارشاد  
در سفرے بودہ کہ صحابہ کرام بر شتر ہا سوار بودند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز بر شترے سوار بودند و از صحیح مسلم  
روایت ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا نوشتہ کہ در باد و ہنگامیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز با دعا و گزار درواز



نزدوے برآمدوے در مصلائے خود بود و بعد از چاشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراجعت فرمود و می جستہ کہ ہنوزوے در مصلائے خود نشستہ بود۔ پس فرمود آیا تو برہمان مال ہستی کہ من بران حال ترا گزاشتہ بودم۔ وے گفت آری برہمان مال ہستم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔ ہر آئینہ گفتم بعد از تو چہار کلمات را کہ بار اگر وزن کردہ شوند با چیزے کہ امروز تو گفستی ہر آئینہ راجح خواہند شد۔ و آلاء کلمات ان است۔ بَسْمَلِ اللہ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَہٗ عَرِشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ۔

۴۱۔ صحیحے از خواندن درود تاج اسفسار لرزد۔ فرمودند اگر مراد از۔ و جبیر یقن خادِمۃ۔ آن است کہ حضرت جبریل علیہ السلام کا ر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می کرد و وحی می رساند پس قباحتے نیست و مثالش این است کہ این وقت ما چائے می نوشیم دیک فغان پیر کردہ بہ تو بدیم۔ ما کار ترا کردیم و ما خدمت کریم۔ و اگر مراد از این لفظ آن است کہ جبریل علیہ السلام نو کرد چاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است پس قباحت دارد۔ ملائکہ عظام مکرم اند مایان بر جمیع مرسل و جمیع ملائکہ ایمان آوردہ ایم، تو بین ایشان کفر است و درین درود۔ دافعُ البلاء و الوباء و المراض و الالہ۔ آمدہ۔ اگر مراد از این کلمات آن است کہ جہان تاریک و پُر آفات بود و از برکت ولادت با سعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظلمتہا و آفاتہا دور شد پس درست است و اگر مراد آن باشد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دور کنندہ این آفات اند پس نادرست است۔ دافع پروردگار است و سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است۔

۴۲۔ اچانا ما برادران پیش حضرت ایشان شعر بازی می کردیم، میریک طائفہ حضرت برادر کلان و میر دیگر طائفہ این عاجزی بود۔ از مخلصین بعضے بہ جہت حضرت برادر و بعضے بہ جہت این عاجز روزے ملا صاحب خان قبرانی شعرے خواند کہ دران نسبت بعض حضرات انبیاء علیہم السلام بہ چاکری کردہ شدہ بود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ این شعر را نہ خوانی، حضرات انبیاء علیہم السلام واجب التعظیم اند نسبت چاکری کردن سوتے ادب است۔

۴۳۔ روزے فرمودند۔ در محفل میلاد شریف عند ذکر الولادة المبارکۃ قیام کردن برائے اصحابِ قلوب و اہل نسبت مستحسن است۔

۴۴۔ یکے از ہندیان نام بعض افراد گرفتہ عرض کرد کہ ایشان در محفل میلاد قیام نہ می کنند۔ فرمودند اگر ایشان قیام نہ می کنند بہ توجہ آفت رسیدہ، تو چرا تعریض بہ ایشان می کنی۔

۴۵۔ یکے عرض کرد۔ حضور والا، شاہ در محفل میلاد قیام می کنند۔ فرمودند۔ ذکر ولادت مبارکہ می شود و دل ما خوش می شود و ما قیام می کنیم و صلاۃ و سلام می خوانیم۔ اگر دل تو خوش نہ شدہ تو بر زمین دراز شو۔ کہے بہ تو نہ می گوید کہ قیام مکن۔



نَبْلَةُ الْمَوْلِدِ الَّذِي كَانَ لِلدَّيِّ ..... مِنْ شَرُّوْزِ بِيَوْمِهِ وَازْدِهَاءِ  
وَتَوَالَتْ بِشَرِّى الْفَرَائِفِ أَنْ قَدْ وَلَدَ الْمُصْطَفَى وَتَحَى الْهَمَاءِ

۳۶۔ یکے استفسار کرو آیا در محفل مبارک شریف سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم تشریف می آورید۔  
فرمودند: آفتاب بر بجائے خود است و نور دے بہ ہر جامی رسد۔ سردار عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم در مقام  
خود اند، برائے اصحاب قلوب و اہل نسبت محب مرفیع می شوند۔ ایشان بہ چشم باطن زیارت آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم می کنند۔

لَمَسَّ فَضْلُ تَحَقُّقِ الظَّنِّ فِيهِ أَنَّهُ الشَّمْسُ رِفْعَةً وَالْقِيَاءُ  
فَإِذَا مَا صَحَا فَتَحَا نُورُهُ الظُّلْمَ ..... لَ وَقَدْ أَثْبَتَ الظَّلَالُ الضَّلَالُ

۳۷۔ در دہلی یکے از پیر مردان صاف کیش عرض کرد: عجب دور بہ عات است۔ بعض افراد  
رامی بنیم کہ بعد از سلام دادن نماز دست راست خود را بر سر خود نہادہ و چیزے خواندہ بر روی خود فرو  
می آرند؟ حضرت ایشان فرمودند: ابن جزری در کتاب حصن حصین از بزار و طبرانی و ابن اسنی نقل  
کرده کہ چون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از نماز فارغ می شدند دست راست خود را بر سر مبارک نہادہ  
بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اللَّهُمَّ أَذْهَبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحَزْنَ۔ خواندہ دست  
مبارک را بر روی مبارک فرو می آوردند۔ آن پیر مرد چون کلام حضرت ایشان شنید عرض کرد۔  
”اُن شاء اللہ این مبارک دعا را من ہم عامل می شوم“ کلمہ حَزَن بہ دو وجہ مروی است۔ بہ ضم حا و سکون  
زا۔ در سورہ یوسف آمدہ۔ اِسْمًا اَشْكُوْبَنِي وَحُزْنِي اِلَى اللَّهِ۔ و بہ فتح حا و زاء، در سورہ فاطر آمدہ،  
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ۔

۳۸۔ روزے مولوی بخش اللہ حاضر شد و بہ دست وے عصا بود۔ حضرت ایشان عصا را  
معائنہ کردہ فرمودند عصا خوبصورت و عمدہ است و باز دست مبارک خود را بر دل مولوی بخش اللہ نہادہ  
فرمودند اگر این عصا در درازی تا دل بودے خوب تر بودے چہ این مقدار مسنون است و بازار شاد  
کردند، تعلق ذکر شریف بہ دل است و از دل مالک و مولائے خود را یاد کردن بسیار مفید است  
آگاہی۔ عصائے مولوی بخش اللہ بہ یاد آو کہ حضرت ایشان قدس سرہ سالہا سال استعمال عصا کردہ اند  
و عصائے حضرت ایشان بہ درازی تا قلب مبارک می رسید، البتہ در وہ سالہائے آخر عصا را استعمال  
نہ می کردند۔

نہ گروہ ہرگز از حالے بہ حالے  
نہایت آن کہ ذات بے شالش



۴۹۔ غالباً واقعہ ۱۳۳۷ھ است کہ حضرت ایشان از دہلی بہ کوئٹہ رسیدند۔ آن جامع عظیم از مخلصین افغانستان منتظر حضرت ایشان بود۔ روزے بعد العصر ہر دو دست مبارک خود برداشتہ بر روی مبارک بہ نوعی فرد آوردند کہ موہبائے ریش مبارک خود را از جانبین حرکت دادند و باز بہ مخلصین فرمودند: اے عزیزان ایام پیری و ضعیفی بر سر رسیدہ، عمر من از شخصت و سہ تجاؤز کردہ، در ابد اذکرام ماقس اللہ اسرار ہم بہ جز حضرت خواجہ محمد معصوم کسے بہ این عمر نہ رسید، وقت سفر من قریب رسیدہ، در ایام جوانی صرف قوتہای کریم، افراد قلیل تاب تو جہات مامی آوردند، این فرمودہ حضرت ایشان ہوئے کردند و اہل حلقہ بہ سان ماہی بے آب بر روی خاک غلطان و بیجان گشت۔ عاجز و ناجیہ استادہ این احوال و اقوال مبارکہ را می دید و می شنید۔ از مخلصین، اصحاب صحو و تمکین را ہم تاب آن توجہ مبارک نہ ماند۔ اگرچہ ایشان بر جائے خود ماندند اما اجاد ایشان بہ رنگ بیدی لرزیدہ آن وقت عاجز را این شعر بوستان سعدی بہ یاد آمد۔

تنم می بلرز دچو یاد آورم مناجات شوریدہ در حرم

۵۰۔ روزے نماز شام در مسجد جامع قندھاریان خواندند و بعد از نماز قدرے آن جانشیند و باز خرامان خرام بہ خانہ تشریف آوردند، پانزدہ یا بست نفر از مخلصین پاک نہاد و اصحاب نسبت در نفاقت بودند چون بہ مستشفی النساء کہ در وسط طریق بود حضرت ایشان رسیدند پاک نفس محمد علی بشورید و بہ آواز بلند این دو شعر خواند۔

اولیا رہست قدرت از الہ تیر جستہ باز گردانند ز راہ  
فدا را سوئے مشتاقان نگاہے پیالے گر نہ باشد گاہے گلہے

حضرت ایشان بہ عجب انداز خفقت و مرحمت فرمودند۔ اے عزیزان کہ درت اخلاق زریل عاجز است ورنہ در تو جہات و فیوضات قصور نیست۔ چون لفظ قصور نیست، فرمودند بر تے از فیوضات الہیہ برخوردار شدی و از شور ہوہائے دل ہر ذرہ در جوش اَنَا الشَّرُّی، افتاد۔

از حسن طبع خود شورے بہ جہان کردی بیچارہ و بسمل را مصروف فغان کردی

۵۱۔ چون اتراک خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان طاب کراۃ را معزول کردند حضرت ایشان بسیار متالم شدند و در خواب سرور عالمیان را دیدند صلی اللہ علیہ وسلم کہ از جہتے بہ جہتے قدم می زنند و آثار طلال بر لبش مبارک ظاہر است۔ عرض نمودند فَاِنَّكَ ذُو حِیِّ یَا مَسْنُونُ اللہ سبب طلال خاطر اقدس چیست۔ فرمودند۔ امروز عبدالحمید خان از تخت محروم شدہ، ازین جہت طال دارم۔ این خواب



بیان کردہ فرمودند: درین دورہ صدرالہ مثل سلطان عبدالحمید خان در تقویٰ از شاہان کسے نہ بودہ من می توانم کہ حلفیہ بگویم کہ ایشان خمر را بہ دست خود نہ گرفتہ اند چہ جائے نوشیدن۔ ایشان ہمدرد قوم و خیر خوا ملت و متقی و علم دوست بودند۔ استاد من حضرت مولانا رحمت اللہ را از مکہ مکرمہ نزد خود بہ قسطنطنیہ طلب فرمودند، بسیار اکرام ایشان کردند، از دست خود برائے ایشان جائے نماز را فرش می کردند و چون بر ماندہ برائے طعام می نشستند بہ حضرت مولانا می گفتند: بابا این را نوش کنیہ۔ بابا شما این را دست نہ برید۔ این خواب و این واقعہ را بیان کردہ فرمودند: "اکنون قوم ترک مائل بہ تباہی است" عاجز گوید، در ردّ نصاریٰ حضرت مولانا را پروردگار مہارت زائدہ دادہ بود از علمائے نصاریٰ پادری فائدہ بہ وقت خود بسیار مشہور بودہ۔ نصاریٰ ویرا با جماعتی از پادریہا بہ ہند فرستادند تا مذہب عیسائیت فروغ یابد۔ در سنہ ۱۲۸۴ بہ ماہ ربیع الآخر مناظرہ اولی و بہ یازدہم ماہ رجب مناظرہ آخری با فائدہ حضرت مولانا کردند۔ فائدہ کا ملاً مغلوب شد و جاء الحق و زہق الباطل را ظہور شد۔ و بعد از تغلب انگلیسہا بر ہند حضرت مولانا ہجرت فرمودہ بہ مکہ مکرمہ تشریف بردند۔ بہ اواخر قرن ثالث عشر پادریہا بہ قسطنطنیہ رسیدند و با علماء اترک مناظرہ کردند۔ صدر اعظم ملک ترکیہ خیر الدین پاشا جناب مولانا را از مکہ مکرمہ طلب کرد۔ چون جناب ایشان آنجا رسیدند بر پادریہا خوف و دہشت غالب آمد و ایشان مغلوب شدہ از انجراہ فرار اختیار کردند۔ فخر الدین پاشا بہ حضرت مولانا گفت کہ در ردّ مکاید نصاریٰ کتابے تحریر فرمایند چنانچہ ایشان از ۱۶ رجب تا آخر ذی الحجہ ۱۲۸۵ در ظرف پنج و نیم ماہ کتاب "الظہار الحق" بہ عربی نوشتند کہ از "تایید الحق بر حمتہ اللہ" سال تالیف ظاہر است۔ این کتاب در سنہ ۱۲۸۵ بہ قسطنطنیہ طبع شدہ و بہ اشارہ صدر اعظم ترجمہ این کتاب بہ ترکی ہم کردہ شد کہ بہ طبع رسیدہ و باز بہ اُسنیہ متعددہ اُورُتا ترجمہ کردہ شد و حکومت عثمانیہ آن ہمہ را طبع کردہ در اُورُتا ناشر کرد، از طباعت این کتاب لاجواب در آیوانِ تہلیث تَزَلُّل اُفتاد، و روزنامہ مشہور انگلستان در ان ایام نوشت: "اگر مطالعہ این کتاب جاری ماند، در ترویج عیسائیت بندش خواہد افتاد" الحق کہ در ردّ نصاریٰ ازین بہتر کتاب بہ نظر نیامدہ۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ چون حضرت سلطان عبدالحمید خان در سنہ ۱۲۹۳ بہ تخت خلافت نشست حضرت مولانا را طلب فرمود۔ چنانچہ حضرت مولانا بہ نچشنبہ دوم رمضان سنہ ۱۲۹۳ بہ دارالخلافہ رسیدند و حضرت سلطان بزرگشان نوازشات فوق العادہ مبذول داشت۔ مولانا سید مناظر احسن گیلانی در جلد اول از کتاب نظام تعلیم و تربیت "بر صغیر و ہندوستان و دو نوشتہ اند" مکتوب مولانا رحمت اللہ نزد مولانا سید محمد علی (خلیفہ حضرت شاہ محمد آفاق مجددی دہلوی) محفوظ بود، بیان عنایات و نوازشات سلطانی کردہ اند و نوشتہ اند



”چوں از محفل حضرت سلطان رخصت می شدم، حضرت سلطان پاپوشہائے مراد رست کرده می نہادند“  
حضرت مولانا بہ عمر ہفتاد و پنج رسیدہ بہ روز جمعہ ۲۲ ماہ رمضان ۱۳۱۸ھ در مکہ مکرمہ رحلت فرمودند و در مقبرہ  
مبارکہ معلّٰۃ کہ در حجون واقع است مدفون شدند رَحِمَہُ اللہُ وَ تَوَسَّلْ بِحَبِیْبَتِہٖ وَ رَفَعْ مَکَانَتَہٗ فِی اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ  
و وفات حضرت سلطان در ۱۳۱۸ھ واقع شدہ۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَفَعِیْ عَنَہُ

۵۲۔ روزے فرمودند۔ فتح باب نصیب ہر کسے نیست ہر کرا خدا خواہدی نوازد۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشند خدا لے بخشند

۵۳۔ فضل عمر دہلوی سر کردہ مخلصین ہندوستان بہ او اہل ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ رحلت فرمود۔  
اندر ان ایام حضرت ایشان بہ کوئٹہ بودند چون بہ دہلی تشریف آوردند بر مزاروے رفتند جمعے از مخلصین و  
از خویشان فضل عمر آن جا حاضر بود، حضرت ایشان چون از فاتحہ فارغ شدند بہ حاضرین گفتند۔ ببینید کہ ہر  
ذرہ خاک از قبر فضل عمر مصروف ذکر پروردگار است۔

۵۴۔ حافظ محمد اسحاق معروف بہ ”رانی کھیت والا“ عجب مرد پاک دل و صادق المجتہ بودہ۔  
بہ دوازدم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۵ھ۔ ۵ مارچ ۱۹۱۴ء۔ وفات یافت، حضرت ایشان بر مزارش رفتند۔  
زینجالیان دہلی جمعے عظیم آنجا موجود بود۔ حضرت ایشان بہ دعا و فاتحہ مصروف بودند کہ ناگاہ چند قدم پستّر  
شدہ فرمودند۔ چہ می کنی، چہ می کنی۔ و بعد از فاتحہ از روے انبساط بہ حاضرین گفتند ”راحتے کہ محمد اسحاق رانصیب  
شدہ، بہ شکرانہ آن تصدّیابوسی کردہ بود“ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَفَعِیْ عَنَہُ۔

۵۵۔ در میرٹھ منشی عزیز الدین والد حافظ حفیظ الدین از مخلصین صادق المجتہ بودند ۱۳۲۲ھ  
۱۹۰۵ء کتاب ہائے حضرت ایشان از مکہ مکرمہ آورد۔ و خدمت تجلید کتب بر ذمہ خود گرفت، بہ روز  
سہشنبہ یازدم ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء۔ کہ در دہلی روز و بار انگلیسہا بودند وفات یافت، حضرت  
ایشان راقیام در میرٹھ بود۔ روز دوم بر مزارش تشریف بردند۔ وے نیز بہ مثل حافظ محمد اسحاق از وجہ  
در یافت سعادت برائے قدم بوسی تقدیم کردہ بود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَفَعِیْ عَنَہُ۔

۵۶۔ در محطہ سگہ الحدید چھاؤنی میرٹھ حضرت ایشان در انتظار قطار بر کرسی نشستہ بودند و  
حافظ حفیظ الدین بہ پشت حضرت ایشان استادہ بود۔ ناگاہ بہ دلش آمد کہ مرید چنین پیر کاظم آٹا بے نصیبم  
حضرت ایشان ہمان دم دست دیرا گرفتہ پیش رو آورده فرمودند ”اے عزیز دیگر چہ می خواہی از فضل  
پروردگار دین ہم یافتی دنیا ہم“ عاجز گوید۔ پروردگار بر حفیظ الدین کرہا کردہ بود۔ ساحت سینہ وے  
از دولت نسبت آراستہ بود و وجاہت و عزت و ثروت دنیوی ہم می داشت اما اَحْسَنَ الدِّیْنِ وَاللّٰہُ



إِذَا اجْتَمَعَا - رَحِمَهُ اللَّهُ وَرَضِيَ عَنْهُ -

۵۷۔ حافظ اشفاق الہی میرٹھی بیان کرد کہ فرزند دہشتم و بہ دلم می گزشت کہ اگر حضرت ایشان دعا فرمایند بہ مراد رسم۔ اندرین فکر نزد محضر مبارک استادہ بودم، ناگاہ حضرت ایشان از حرم سرا برآمدند و نزد من رسیدہ فرمودند: "چرا بہ اجیر شریف نہ میروی و آن جادعانہ می کنی؟" و بعد از ان فرمودند: حضرت والدہم بہ اجیر شریف رفتند و آن جادہا کردند و دعائے ایشان قبول شد حق تعالی ایشان را پسداد و آن پسر منم کہ پیش روی تو استادہ ام، حافظ اشفاق الہی حسب الارشاد بہ اجیر شریف رفتند و پروردگار ایشان را چہار پسر عنایت کرد، صنعتہ اللہ، عبدالرشید، عبدالحمید، اخلاق احمد، مؤخر الذکر و خورد سالی فوت کرد و باقی در کراچی بہ عاقبت می باشند۔

۵۸۔ روزے از حرم سرا برآمدند۔ جمعے از مخلصین نزد محضر شریف نشستہ بود و بین ایشان شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم ہم بود۔ حضرت ایشان فرمودند: مالین چین دل را طالب، ستیم کہ عبدالباری دارد: عاجز گوید۔ پروردگار درجات عبدالباری را بلند کند عجب مرد پاک باطن و صاحب نسبت بود۔ در اوقات فراغ بہ جز ذکر و فکر کارے نہ داشت۔ بہ روزہ شنبہ ہم رجب ۱۳۸۳ م۔ ۲۶ نومبر ۱۹۶۳ م۔ ولت نمود۔ چون ازین دار فانیہ بہ نعیم باقیہ کوچ می کرد عاجز موجود بود و دے تا نفس آخر بفضل اللہ و احسانہ بہ ذکر شریف مصروف بود۔ هَنِثَا كَلَّ هَنِثَا لَهْ، عاجز از مولائے کریم و رحیم پر امید است کہ دے با آن مبارک افراد غماہد بود کہ در حق آنها پروردگار فرمودہ۔ وَانْ لَّكَ عِنْدَنَا لَزْنَةٌ وَخَسَنَ مَّا يَ۔ در جوار حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ مدفون شد۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۵۹۔ حضرت ایشان کار تعمیر محضر مبارک بہ حاجی فیض اللہ ونشی حسین علی سپرد کردہ بودند منشی حسین علی بیان کرد۔ بہ نزد بنیاد قبرے ظاہر شد۔ و سنگے کہ بالائے قبر می نہند و بالائے آن خاک انداختہ می شود از وجہ کنیدن بنیاد قبرے از جائے خود بے جائے شدہ بود، و آن وقت نصف النہار بود۔ لحظہ نہ گزشت کہ حضرت ایشان خلاف عادت از حرم سرا برہنہ سر و برہنہ پا برآمدند و فرمودند کہ بچہا شما چہ می کنید۔ عرض کردم۔ مایان بنیادی کنیدی کہ ناگاہ قبرے ظاہر شد و سنگ مے قدے بے جائے شد۔ فرمودند: بچہا کار بہ آشگی و بہ وجہ خوب کنید۔ ما نشستہ بودیم کہ ایشان (صاحب قبر) آمدہ فرمودند کہ مرا آزاری رسانند؟ و باز بہ حرم سرا تشریف بردند۔ منشی حسین علی آن مقام را بہ عاجز نشان دادہ کہ نزد دروازہ محضر است۔ پروردگار ایشان را اجراء دہد، خدمات شائستہ کردہ اند و از مخلصین قداہر بودند۔ بہ روز جمعہ یازدہم ماہ ربیع الاول ۱۳۶۶ م۔ ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ م۔ ولت نمود و در قبرستان حضرت خواجہ



باقی باللہ قدس سرہ مدفون شدند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۶۰۔ حافظ عبدالحکیم دہلوی تاجرِ جفت سالے در تجارت خسارہ کشید۔ از وجہ پریانی در احوال باطنش خلل افتاد۔ روزے چون برائے تفریح می رفتند، پیش دکان وے عربہ را ستادہ کردند چون وے بہ دست بوسی مشرف شد۔ بر شائہ وے دست شفقت نہادہ بہ بسیار ملائمت و تملطف فرمودند۔ اے عزیز چہا پریشان می شوی و چہا بہ جزع و فزع اوقات خود را بہ سری بزمی۔ پروردگار ترا مال و عیال و اولاد و عزت و صحت دادہ است۔ اگر جزوے از مال ضائع شد چہ شد۔ اگر پروردگار بل شائہ مابقی را ہم بگیرد چہ خواہی کردی؟ حافظ عبدالحکیم بہ عاجز گفت کہ ہر حرف مبارک ایشان بر لے در دلم دارم شفا بود۔ عجب سکون و طماننت بہ جانم حاصل شد چون حضرت ایشان کلام خود را تمام کردند دل من از ہمہ آلاشہا پاک شدہ بود در فصل دوم ہم واقعہ وے تحریر شدہ است۔ حضرت ایشان صراحت فرمودہ اند کہ در تشخیص امراض قلب پروردگار ایشان را بصیرت کاملہ غایت کردہ بود۔ حضرت ایشان مخلص پاک باطن را نہ می گزاشتند کہ راہ ہادیہ اختیار کند حتی المقدور بہ قہر و عتاب یا بہ لطف و مرحمت، بہ ہر طورے کہ مناسب می دانستند از نارِ حامیہ دیرا محفوظ می کردند و فضل پروردگار بود کہ ہزاران افراد ہدایت یافتند۔

۶۱۔ فرمودند۔ اے عزیزان "کثرت و قلت را سوال نیست ہر چہ گوئید بہ حضورِ قلب و کمالِ اخلاص گوئید۔ از غفلت و اخلاقِ رذیلہ خود را دور دارید۔"

رَدِّ عَمْرٍو در خدمتِ پیرِ سعید      تا نگوگرد و رذیلہ خورے تو

۶۲۔ شیخ عبدالباری نو مسلم کہ ہنوز اسلام را ظاہر نہ کردہ بود غلیل شد و ازین خیال اندوہ گین شد کہ اگر دینِ حال بمیرم کائبدم را ہنوز بسوزانند، مولوی بخش اللہ این احوال را بہ خدمت حضرت ایشان رسانید۔ فرمودند۔ بہ وے بگو۔ جسم ترا دفن کنند یا بسوزانند ہیچ اہمیت نہ دارد۔ مہتمم باشان این امر است کہ از دنیا با دولتِ ایمان بروی ؟

چشم دارم کز گنسہ پاکم کنی      پیش ازان کاندر لحد خاکم کنی  
اندران دم کز بدن جانم بری      از جہان بانور ایسا نم بری

فرمودند۔ عبدالباری را بگو کہ فی الحال نہ خواہی مرد و قد عاش بعد ذلک زہاء سبت و ثلاثین سنۃ۔  
۶۳۔ روزے فرمودند۔ تلاوتِ قرآن مجید را سہ درجات است۔ ادنی درجہ این است کہ با تجوید تلاوت کردہ شود۔ وادسط درجہ این است کہ با تجوید و فہم معانی تلاوت کردہ شود و اعلیٰ درجہ این است کہ



تلاوت با تجرید و فہم معانی بود و دل بہ حلاوت باطنی بہر یز بود۔

۶۴۔ روزے در دہلی شخصے بیان روحانیت جوگی کرد حضرت ایشان چند دقیقہ متوجہ بہ آن شخص شدند۔ آن شخص را احوال عجیبہ رو داد۔ بعد ازین فرمودند کہ اے عزیز، روحانیت این را گویند و شان مرد مومن این است کہ این احوال و کیفیات را محفوظ دارد۔

۶۵۔ مولوی بدرالاسلام استفسار کرد کہ وظیفہ شریفہ را قدرے بہ سرعت باید کرد تا تعداد بست و چہار ہزار کامل شود یا بہ طمانیت۔ فرمودند۔ وظیفہ شریفہ با حضور قلب و طمانیت باید کرد۔ و تعداد بست و چہار ہزار از بس مفید است۔

۶۶۔ در دہلی بعض مازنین حج را فرمودند صعوبات سفر را بہ ذوق و شوق برداشت باید کرد۔ کلمہ جزع و فرع بر زبان نہ باید آورد، با آہالی آن دیار مبارکہ بہ محبت و احترام معاملہ باید کرد کہ ایشان جیسران پروردگار و حیران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اند اگر کسے را تاب تحمل شدائد نیست وے را اجازت سفر دادن بیکار است۔

۶۷۔ بہ مولوی بخش اللہ دہلوی فرمودند۔ در قصیدہ منفرجہ اسم اعظم مخفی است، اگر متواتر چہل روز این قصیدہ مبارکہ را برائے حل مشکلی کسے بخواند۔ ان شاء اللہ مشکل وے حل خواہد شد۔

۶۸۔ در دہلی حاجی ظفر الدین مرد نیک دل و سادہ مزاج بود۔ عرض کرد۔ حضرت والا چہ کنیم؟ پروردگار خواہشات نفسانیہ را در خلقت مایان نہادہ۔ فرمودند۔ لاریب کہ پیدا کنندہ خواہشات پروردگار است اما او جلّ شأنہ انسان را طاقت دفع کردن خواہشات نیز عطا کردہ است۔ انسان آن قوائے کامنہ را بہ کار آورد و بہ طریق مشروعہ ازالہ خواہشات کند اسلام دین فطرت است۔ ثما بر فرض خدا قائم و از حرام خدا محترز باشید۔ ہمین دینداری است۔

۶۹۔ روزے در دہلی فرمودند۔ بہ دوران قیام مدینہ منورہ چون ماہ صیام رسید من بہ روضہ مطہرہ رسیدہ پرودہ مبارکہ را کہ بر شہبکہ مبارکہ آویزان می بود بر سر خود انداختہ و شبکہ مبارکہ را بہ ہر دو دست خود گرفتہ آن مقدار از قرآن مجید تلاوت می کردم کہ بہ شب بہ حرم محترم در تراویح می خواندم۔

بحان اللہ چہ سعادت ہا و برکت ہا نصیب حضرت ایشان شدہ بود۔

۷۰۔ فرمودند۔ در نہاد من جزع و فرع نہ نہادہ اند۔ البتہ اناخبار پریشانی مسلمانان صدہ بردلم می رسد۔ و ازین صدات اعضائے رعیہ من متأثر شدہ اند۔

۷۱۔ در ادب خرمال سن ۱۳۴۲ھ یا در ادب سن ۱۳۴۱ھ در کوٹہ بہ باغ تولہ عند العصر روان بودند



چون از شہر برآمدہ بر شارعِ سرآب عربہ روان شد، یکے از ما برادران روزنامہ اُردو را پیش کردہ عرض کرد۔ حضور والا، خبر وفات انور پاشا تحریر است و عکس ایشان شائع شدہ۔ حضرت ایشان روزنامہ را گرفتہ سوے عکس نظر کردند۔ بہ مجرد دیدن آن عکس بے قرار شدند و سیل اشک از چشمان مبارک جاری شد، اشکبامی ریختند و دعا ہامی کردند چون بہ دہلی تشریف آوردند، سردار غلام حیدر خان سفیر افغانستان بہ خدمت مبارک رسید حضرت ایشان ازوے استفسار خبر انور پاشا کردند۔ وے عرض کرد کہ انور پاشا شہید شدہ از تصدیق وے رنج و ملال حضرت ایشان تازہ شد، دیدہ مبارک پر آب شد و دعا ہا کردند، رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ۔ الذَّعَاءُ لِلْغَائِبِ مُسْتَجَابٌ۔ عاجز امید ہا دارو کہ دعا ہائے حضرت ایشان مقبول و متجاوب ہ باشند۔ ۴۲۔ چون از اولاد حضرت ایشان کسے علیل می شد آثار رنج و ملال بر بشرہ مبارکہ ظاہر می شد، روزے در دہلی بہ مخلصین گفتند: "بہ وقت علالت اولاد بہ دلم خیال می آید کہ دعا کنم، بہ مجرد این خیال از مالک و مولائے خود شرمندہ می شوم" عاجز گوید از مقامِ رضا کہ اعلیٰ ترین مقامات است حضرت ایشان را نصیب کاملہ حاصل بود، در بآساہ و ضرائع بہ جز صبر و شکر کارے نہ بود۔

۴۳۔ روزے در دہلی فرمودند: "از وجہ اخلاص ابواب سعادت کشادہ می شوند از بزرگانِ شریفین ضعیف العمر و اُمّی بیعت بود۔ عشقِ خدا و رسول در تمام جسم وے سرایت کردہ بود۔ قرآن مجید را نہ خواندہ بود اما از روے محبت قبلہ روزنشستہ مصحف مبارک را بر رطل نہادہ بر ہر سطر وے انگشت خود را از اول تا آخر می کشید و بہ محبت و اخلاص می گفت: "یا اللہ خوش گفتمی و در صفتی" بہ یک وقت معین این شغل را ہر روز جاری می داشت۔ مدتے نہ گزشت کہ بروے ظہور احوال سامیہ شد و از کیفیات احوال و جہانیہ سرشار گشت و در انجام کار فائز المرام گردید۔

۴۴۔ فرمودند در مکہ مکرمہ نکاح دختر خواہر زادی شاہ محمد اسحاق محدث بود۔ جناب حاجی امداد اللہ شیخ کبیر سلسلہ چشتیہ ہم موجود بودند و ارادہ داشتند کہ خطبہ نکاح بخوانند، ناگاہ چشم ایشان بر حضرت ایشان افتاد۔ جناب ایشان بہ کمال محبت حضرت ایشان را نزد خود خواستند و گفتند: شما خطبہ بخوانید چنانچہ حضرت ایشان خطبہ خواندند۔ جناب حاجی صاحب از اصدقائے قدیم حضرت جد امجد شاہ محمد عمر قدس اللہ اسرار ہما بودند۔ از خورد سالی احوال حضرت ایشان را دیدہ بودند و ارتباط تام داشتند و

قدر زہر زگر شمس قدیر جوہر جوہری

۴۵۔ فرمودند۔ بہ ایامے کہ در سر ہند شریف بودم روزے بر مزار پیرانوار حضرت امام تہانی مجد الف ثانی قدس اللہ سرہ مراقب بودم کہ حضرت ایشان فرمودند۔ آن شخصی را کہ بہ زاویہ نشستہ است



دور و پیہ بردہ، چنانچہ امتثال امر کردہ بہ دے دور و پیہ دادہ شد۔ دے گفت۔ از بس حاجت مند بودم و بہ خدمت مبارکہ برائے دور و پیہ عرض کردہ بودم۔

۷۶۔ بہ وقت نکاح خواہر کلان حضرت ایشان بہ مخلصین فرمودند۔ مرا معلومات امور دنیویست لہذا بہ شمایان اجمالاً گفتہ می شود کہ طریقہ شرفائے دہلی را ملحوظ دارید کہ محفل عقد نکاح بہ طریقہ خوب سرانجام یابد حافظ عبدالحکیم دہلوی تاجر جفت عرض کرد۔ بعد از عقد نکاح از جانب زوج چیزے از شیرینی و از جانب بیوہ چیزے از اشیایے خوشبودار و خوش ذائقہ مثل اہیل خورد، شیرین بویہ (بادیان)، بن بریان، ہونہندی وغیرہ تقسیم می کنند۔ حضرت ایشان فرمودند ہرچہ در شرفار مردج است بکنید۔ عبدالحکیم گفت کہ تقسیم کردن اہیل وغیرہ ضروری است فرمودند امرے را کہ از شرع مبارک ثابت نہ باشد و کروش مباح باشد ضروری و اجبی دانستن گناہ است، لہذا این رسم را بگذارید یعنی اہیل و بن تقسیم نہ شود چنانچہ دیگر تمام رسوم بہ جا آورده شدند و این رسم ترک کردہ شد۔

۷۷۔ بہ زمانہ تعمیر مسجد شریف خانقاہ دہلی حضرت ایشان در گرد و غبار بہ جائے می نشستند و متوجہ بہ باطن می شدند۔ بعض افراد عرض کردند۔ این جا خاک و گرد است۔ فرمودند۔ بنائیان خستہ ہارامی تراشند و آوازے کہ از تراشیدن خشت پیدا می شود۔ مرا ذکر الہی مسموع می شود، اسرار ”وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا اِنْتَبِہُ“ بر حضرت ایشان ظاہر بود۔

۷۸۔ در مکتانِ پشین ملا عبدالحمید آخوندزادہ گفت۔ کسانے کہ در نماز نعرہ می زنند، نماز ایشان نہ می شود۔ بہ مناسبت مبارکہ این قول رسید۔ بہ آخوندزادہ فرمودند۔ اے عزیز خلاوت ایمان نہ چشیدہ ”کَمَا تَقَدَّمَ فِي الْفَصْلِ الْاَوَّلِ“۔

۷۹۔ ملا گل ادنخیل در خانقاہ شریف دہلی مصروف ذکر بود حضرت ایشان تشریف آوردہ استفسار کردند۔ ملا گل چہ حال داری۔ عرض کرد۔ چون بہ خانقاہ شریف می آیم از دنیا و مافیہا بے خبر می گردم۔ فرمودند۔ اے عزیز اگر درین جائے پُر انوار این احوال را دریافتی، چہ کمال است اگر بہ وقت گزشتن از بازار چاؤ ڈری (بازار زنان فاحشہ) بہ این حال باشی البتہ کمالے است۔

۸۰۔ فرمودند۔ ولایت کبری را ولایتِ انبیا از آن گویند کہ چون آن سرورانِ عظیم الصلاۃ والسلام بہ این مقام می رسیدند، نبوت ایشان ظاہری شد۔

۸۱۔ شخصے در کوٹہ استفسار کرد، آیا بدون توجہ دلی کمال کسے بہ مقام ولایت می رسد۔ فرمودند۔ البتہ می رسد و واقعہ حاضر شدن خود را بر مزار ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کردہ گفتند ہر گاہ برائے تکبیر



تحریم دہائے خود را می بردارم صورت آن شخص پیش رویم می آید۔ اگر آن شخص ولی نہ بودے صورتش چرا پیش رویم آمدے۔ (تفصیل واقعہ را در فصل اول دریا بید)

۸۲۔ حاجی محمد اسماعیل پسر جیون بخش کہ از پنجابیان دہلی بود حزب البحر از حضرت ایشان خواند و اجازت گرفت۔ حضرت ایشان بہ دے گفتند: این مبارک حزب را حضرت شاذلی قدس سرہ نوشتہ است۔ درین حزب آیات مبارکہ و احادیث شریفہ ہم شامل اند۔ عجب مبارک حزب است۔ اگر این حزب را از برائے رضامندی پروردگار خواندی و بہ ضمن آن از فتوحات بہرہ مند شدی بہتر است۔ ہم دین یافتی و ہم دنیا، و اگر برائے فتوحات دنیویہ خواندی، پس اگر چیزے از فتوحات دنیویہ دریافتی فہما وَ نِعْمَ وَاگر نہ یافتی، ہیچ نہ یافتی۔ ثواب آخرت در صورت یافتن و نہ یافتن ہیچ نیست۔ عاجز گوید کہ درہ لواقع الاولیاء القدسیہ شعرائی از مسند منیل این حدیث شریف نوشتہ است: "مَنْ عَمِلَ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَمَلًا فِي الْآخِرَةِ فَلَيْسَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ" غم دین خور کہ غم دین است۔

۸۳۔ مولوی عبدالرشید ساکن بلند شہر بیان کرد۔ من از بلند شہر بہ خانقاہ شریف برائے محفل مبارک میلاد شریف باد و رفیق حاضر شدم۔ وقت طعام رسید۔ بہ رفیقان گفتم۔ بیایند تا بہ بازار رفتہ چیزے بخوریم۔ مایان در صد و رفتن شدیم کہ حضرت ایشان ملاعل محمد را فرستادہ گفتند کہ بہ ذکر شریف مانید، ان شاء اللہ ان خواہد رسید۔

۸۴۔ پاک دل سید احمد حسین النوب شہری از حضرت ایشان دلائل النجرات حرفاً از اول تا آخر خواند۔ روزے بعد از فراغت دلائل مبارکہ مصروف بہ مالش بدن حضرت ایشان شد و دوش مشغول بہ ذکر پاک رب العالمین گشت، در این احوال مبارکہ اشکہائے محبت از دیدہ ایش ریخت۔ اتفاقاً نظر مبارک بر آب دیدہ دے افتاد۔ بہ دست مبارک خود آن قطرات مہر و عقیدت را صاف فرمودند، احمد حسین بہ ہوش خود آمدہ بے ساختہ عرض کرد و حضور مبارک، این چہ می کنید۔ فرمودند: نزد من از نماز و طاعات من، کار نہاں است۔ سید بہتر است۔ احمد حسین گوید۔ من حیران شدہ عرض کردم حضور وَاَلَا۔ این چہ ارشادی فرمائید۔ فرمودند: اظہار خیال دل خود می کنم۔ بیان مسئلہ شرعی نہ می کنم۔ عاجز گوید۔ علمای اعلام در تفسیر: وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا۔ نوشتہ اند۔ قیل انہ ابوهما مباشرةً وقیل هو الأب السابع وقیل العاشر۔ پروردگار جل شانہ و عظم احسانہ را این لطف و مہربانی با اولادیکے از صلحائے بنی آدم است پس با اولاد حضرت سید الاولین و الآخرین رحمۃ اللہ علیہم صلی اللہ علیہ وسلم چہ معاملہ خواہد بود، محبت اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین، از بابائے چہلم حضرت عبداللہ و از بابائے



چہل و یکم حضرت عمر رضی اللہ عنہما دراثہ حضرت ایشان رسیدہ بود۔ امام ابن اثیر جزری در نصف آخر از کتاب "جمع القوائد" نوشتہ، کہ حضرت عمر برائے اسامہ بن زید سہ و نیم ہزار درہم وظیفہ مقرر کرد و برائے پسر خود عبداللہ سہ ہزار عبداللہ عرض کرد۔ اسامہ را بر من چرافضیت دادی، وے در بیچ مشہد از من سبقت نہ کردہ۔ فرمود۔ پدرش زید است کہ وے رسول خدا را از پدر تو احب بود و اسامہ رسول خدا را از تو احب است صلی اللہ علیہ وسلم۔ و ابن اثیر این ہم نوشتہ کہ ابن عمر در مسجد شریف نشستہ بود ناگاہ شخصے را دید کہ نینحَبَ نِیَابَہ۔ فرمود این کیست۔ عرض کردند محمد بن اسامہ است۔ وے سر خود را بہ سوئے گریبان انگزد و باز فرمود۔ لَوْ لَا آتَاہُ النَّبِيُّ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاحْبَبَہُ۔ اگر سر واری عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم دیرا دیدے ہر آئینہ محبوب داشتے۔

۸۵۔ روزے بہ نیاز مندی تمام خواندند۔

وَلَيْتَكَ تَخْلُوَ وَالْحَيَاةُ مَسِيرَةً  
وَلَيْتَكَ تَخْلُوَ وَالْحَيَاةُ مَسِيرَةً  
وَلَيْتَكَ تَخْلُوَ وَالْحَيَاةُ مَسِيرَةً  
وَلَيْتَكَ تَخْلُوَ وَالْحَيَاةُ مَسِيرَةً

زندگانی تلخ است، اے کاش تو براہیم شیریں باشی۔ و خلق جہان ناخوش بود اما تو از من خوش باشی۔ رشتہ محبت کہ میان من و تو است استوار ماند، اگرچہ تعلق من با عالمیان خراب بود۔

۸۶۔ شاکر احمد خاں انصاری با حبیب اللہ از پانی پت حاضر شد۔ حضرت ایشان بر تخت خود عمدہ و دوشالہ کشمیری در بر کردہ نشستہ بودند شاکر احمد مخلص کامل بلکہ عاشق صادق بود او بہ کار خود مصروف بود، اما رفیقش حبیب اللہ تازہ وارد بود و بہ سلسلہ مبارکہ وابستگی نہ داشت، خیال کرد کہ پیر طریقت را بہ تخت و دوشالہ چہ کار بلکہ خاک و دلق است برایش سزاوار۔ در شب ۳۸ حبیب اللہ در لاہور بہ عاجز گفت۔ چون این خیال در دلم گزشت، حضرت ایشان بہ آواز بلند فرمودند: اگر پیر کسے دلق پوشیدہ بر خاکستر بنشیند و پذیرد کہ وے چیزے ہست، بیچ نیست و اگر پیر کسے دوشالہ پوشیدہ بر تخت نشیند و خود را بیچ داند، وے چیزے ہست۔ حبیب اللہ می گفت کہ پنجاب سال برین واقعہ گزشتہ و ہر گاہ کہ این واقعہ را یاد می کنم بہ حیرت می روم۔

۸۷۔ حافظ محمد یوسف از چشمہا معذور و حافظ کلام الہی بود۔ نزد خانقاہ شریف دہلی قیام داشت۔ مرو نیک و پاکیزہ اطوار بود۔ از حضرت ایشان بیعت شد۔ مدتے نہ گزشت کہ در احوالش تغیر پیدا شد۔ پیش دروازہ غربی خانقاہ شریف شب روز افتادہ می بود۔ نشست حضرت ایشان غیر از سہ سال آخر در عمارت دروازہ می بود، وے آواز حضرت ایشان را شنیدہ بہ وجد و جذب می آمد شبے



حضرت ایشان مصروف حلقہ و توجہ بودند کہ محمد یوسف در شارع شور و فغان برپا کرد و عصائے خود را بہ زور بر زمین می زد و حضرت ایشان فرمودند: بہ یوسف گرمی زیادہ رسیدہ "و شبے فرمودند "سفر اثر کردہ" ای شراب معرفت ویرانہ پوش ساختہ در حیات حضرت ایشان وے از دروازہ خانقاہ شریف بہ جائے نہ رفت، و روزے کہ حضرت ایشان رحلت فرمودند وے از انجا بہ مسجد جامع رفت و از احوال خود قطعاً بے خبر گشت۔ در لباس عریانی صیفاً و شتاء نزد جامع گشت می کرد و بہ نام مجذوب اشتہار یافت۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۸۸۔ شخصی گفت در فلان شہر تبرکات اند۔ فرمودند۔ اے عزیز خوبی آن است کہ خودت را تبرک سازی۔

۸۹۔ یکے از مخلصین حج کردہ باز آمد و برائے حضرت ایشان آب زمزم آورد۔ چون بہ حضرت ایشان اطلاع کردہ شد، فرمودند، پروردگار از فضل خود، خود مرا زمزم ساختہ است۔

۹۰۔ روزے اہل حلقہ مصروف کلام بودند کہ اذان مغرب شد۔ و حاضرین قصد نماز کردند۔ فرمودند قدرے متوجہ بہ قلب شدہ بنشینید و سکون قلب حاصل کنید تا نماز بہ یک سوئی ادا کردہ شود۔

۹۱۔ روزے بعد از ادائے نماز شام چون از دالان مسجد شریف بہ صحن برآمدند، یک نو دارد افغانی مخلص را دیدند کہ از سجۃ اولی بہ قدر یک وجب سر خود برداشتہ بہ سجۃ ثانیہ رفت۔ قدرے بہ آواز بندہ نقرا گفتند: ای یک، فرمودہ تشریف بردند۔ آن نو وارد بلکہ بیشتر از حاضرین از وجہ فقدان علم بیج نہ فہمیدند۔ حاجی ملا احمد خان فی ما بعد بہ ایشان مفہوم ارشاد گرامی را بیان کرد۔

۹۲۔ در حرم مکہ بہ مولوی عبدالحق الہ آبادی شیخ الدلائل و خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرۃ قدس اللہ اسرارہا فرمودند۔ مولوی صاحب شمایہ تالیف "الإکلیل علی مدارک التنزیل" مصروف ہستید و امی بنیم کہ شما از تفاسیر مبارکہ نقل می کنید و از خود ہیچ بیان نہ می گوئید۔ اگر در مسائل تحقیقات کنید خوب تر باشد۔

۹۳۔ روزے در کوٹہ بہ عاجز گفتند۔ اوائل جوانی ما بود۔ با چند رفقا بہ سیر و تفریح می رفتیم و خوب خیز و جست می کردیم۔ و شتر روان می بود و ما عنق و سار گرفتہ بروے سواری شدیم و چمنان از وے پائین می شدیم۔

۹۴۔ حضرت برادرِ کلان را برودت ظاہر شد، و حضرت والدہ محترمہ در شکرانہ آن چیزے پختند و مخلصین تقسیم کردند، حضرت ایشان آثارِ مسرت ظاہر بود، چون برائے تفریح در عربہ روان شدند و دست



مبارک خود را بر بروت حضرت برادر کلان نہادہ فرمودند: ”جدا کبر شہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ را وقتے کہ قہری آمد بروت خود را می پیچیدند“

۹۵۔ در کونٹ بہ ماہرادران گفتند: ما اولادِ پسر را نہ دیدیم، البتہ اولادِ دختر را دریاقتیم و می بینیم کہ باوے قلب را ارتباط و محبتے فوق العادہ است۔ و خیال داریم کہ ایں از آثارِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم است“

۹۶۔ در میرٹھ بہ انتظار نماز عید نشستہ بودند و یک پیر مرد از علماء کرام مردم را وعظ و پند می کرد، باز یک جوان آغاز پند کرد و حضرت ایشان دوسہ بار لائحول و لا قوۃ الا باللہ خواندہ فرمودند۔ بیان آن پیر مرد اگرچہ سادہ بود اما با نور ایمان بود و بیان این جوان اگرچہ شستہ و منمق است اما پراز کدورت است“

۹۷۔ اہل ہند بظلاف حکومتِ آن وقت مصروفِ عمل بودند۔ روزے حضرت ایشان در حلقہ مبارکہ فرمودند: ”شما یان ازالہ ایں حکومت میخواستید و طلبگارا استقلال ہستید۔ اما امن و راحتیکہ درین ایام بہ شما یان حاصل است آن را از دست خواہید داد و باز ایں ایام را یاد خواہید کرد۔ و کلاتِ حقیقہ منہدیم۔ عاجز گوید۔“

مردانِ خدا خدا نہ باشند لیکن ز خدا جدا نہ باشند

حضرت ایشان در سال سی و ہفت یا سی و ہشت از مائے چہار و ہم ایں سخن فرمودہ بودند و در سالِ شصت و شش اہل ہند آزادی یافتند و نزد عاجز ابتداءً روزِ آزادی آغاز و در برادری ہم شدہ ہزاران ہزار بندگانِ خدا کشتہ و ابوابِ فتن و بلا ہا بر اہل ہند کشادہ شدند۔ حافظ عبد الحکیم دہلوی برائے چند روز از پاکستان بہ دہلی آمدہ بود، روزے نزد عاجز نشستہ اشک ہارِ نختہ می گفت: ”حضرت ایشان سی سال قبل ازین فتنہ شقواء آگاہ کردہ بودند۔ دران وقت ما یان حقیقتِ کلامِ حضرت ایشان فہیدیم و خیال کردیم کہ از تسلطِ نصاری رشتن و ملک خود را آزاد کردن امرے خوب است۔ حالاکہ کار از دست رفتہ صداقتِ قولِ حضرت ایشان مثل آفتاب ظاہر و روشن است۔“

۹۸۔ می فرمودند در احوالِ مبارکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بہ زبانِ اردو ”تاریخِ مجیب“ کتابِ خوب است و ایں کتاب را بہ ہم شیرگان ایں عاجز تعلیم کردہ اند۔

۹۹۔ محمد ہاشم ساکن دوتانہ نزد کوسی کلان جوان صالح و ذی استعداد بود، احیانا پیش حضرت ایشان کلامِ نعتیہ می خواند، روزے شیخ غلام احمد انسوی کہ شاعرِ شیوا بیان و عاشقِ صادق و متراح



حضرت ایشان بود حاضر بود کہ ہاشم قصید خواندن نعتِ جامی کرد، غلام احمد در مدح حضرت ایشان چیزے گفتے بود، اجازت خواندن طلب کرد، حضرت ایشان فرمودند: "ہاشم نعتِ جامی می خواند کہ در مدحِ حمزہ دوسراست صلی اللہ علیہ وسلم و کلامِ جامی آن کلام است کہ مقبول بارگاہِ نبوی است" "عَلَى صَاحِبِهِ الصَّلَاةُ وَالْمَحَبَّةُ وَالْغِيَاةُ وَالْغِيَاةُ".

۱۰۰ کے استفسار از ذکرِ جہر کرد۔ فرمودند۔ تلاوتِ قرآن مجید بہ جہر مفید تر است از ذکرِ جہر کہ مروج است۔ سبحان اللہ چہ جواب شیرین و زیبا است۔

۱۰۱۔ روزے در خانقاہ شریف نزد حضرت ایشان مولوی عبدالسلام فرزندِ برادرِ زانہ حضرت شاہ عبدالعزیز آمدند حضرت ایشان مولوی صاحب را آن روز بہ پہلوئے خود بر تخت جائے دادند و باز بہ محبتِ تمام پائے ایشان را مالیند و فرمودند اگر حضرت شاہ عبدالعزیز بہ حیات بودے فرمودے کہ این ہم شاگردا است و آن روز ہر چہ از ہدایا آمدہ بود بہ مولوی صاحب دادند و این ہمہ تعظیم و احترام از وجہ آن بود کہ مولوی صاحب سادزادہ از اولاد حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ بودند۔

۱۰۲۔ سید سلیمان اشرف از فضلاء نامدار ہند و از ساداتِ کرام و از اولادِ پیرانِ پیر حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بودہ اند۔ ایشان با حبیب الرحمن خان شروانی (صدرِ یارِ جنگ) برائے زیارت حضرت ایشان آمدند جناب شروانی از راہِ تعارف عرض کردند کہ ایشان از ساداتِ کرام و از اولادِ حضرت پیرانِ پیر اند حضرت ایشان بہ جناب سید فرمودند بیا سید و ما بر تخت بنشینید۔ ایشان عرض کردند این جائے ارشاد است کہ شایانِ شما است حضرت ایشان فرمودند شما سید مستید احترامِ شما لازم است و شما بہ ما می گوئید لہذا بقولِ شما عمل می کنیم۔ جناب شروانی بعد از بیان کردنِ این واقعہ گفتند سبحان اللہ حضرت ایشان احترامِ سادات بہ چہ اندازہ می کردند۔ اِنَّمَا يَعْرِفُ الْفَضْلَ ذَوُوہُ۔

۱۰۳۔ روزے بہ حلقہ و توجہِ مصروف بودند نشی احمد حسین بیان کرد کہ بر حضرت ایشان احوال طاری گشت، سر مبارک را بلند کردہ قدرے از احوال بد آمد خود بیان کردہ گفتند در حرمِ نبوی علی صلاحبہ الصلوٰۃ والسلام از ایشان بیعت شدہ ام و باز فرمودند کار ولایت بر ایشان تمام شدہ احمد حسین گفت من بہ دل خود گفتم۔ و آن چہ بقیۃ الباقیہ بود بر حضرت شما تمام شد۔

حیف بنیر چشم گیتی مقتدرائے کاٹے چون ابو الخیر ولی تطیب جہان نغز من تمام شد محفوظات والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ۔



## فصل پنجم

در

## بعض تحریرات و مکاتیب شریفہ حضرت ایشان

**مولد سعیدیہ** | جد بزرگوار حضرت ایشان شاہ احمد سعید قدس سرہ کتاب "سعد البیان فی مولد سید الانس والجان" تحریر فرمودہ اند۔ مولوی ظہور علی ظہور ہمدان ایام این کتاب را نظم کردہ و نامش "مولد سعیدیہ" نہاد حضرت ایشان بعد از وفات قبلہ گاہ خود دوسہ سال در وطن قیام داشتند چنانچہ در فصل اول بیانش گزشتہ، در ان ایام فرزند ناظم مولد سعید البیان مولوی ذوالفقار حسین غنی مولد سعیدیہ را نزد حضرت ایشان آورد تا بر کتاب تقریظ بنویسند حضرت ایشان تقریظ نوشتند کہ بر صفحہ شصت و ہشت کتاب مندرج است و این کتاب در سال ۱۳۰۲ھ در مطبع چشمہ فیض دہلی طبع شدہ، حضرت ایشان نوشتہ اند۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ، اما بعد عرض دارم درویشان بلکہ خاک قدم ایشان فقیر ابو الخیر محی الدین عبداللہ مجددی ابن غوث حرم محترم، صاحب بقائے اکمل و نائلے اتم میسائے زمان، قبلہ اہل عرفان، نائب سید البشر، مرشدنا و مولانا حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ فرزند خاص و جانشین با اختصاص قطب و حید غوث فرید حضرت شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی رَوَّحَ اللّٰهُ جُجَّانَهُ رُوحَهُمَا وَاَوْصَلَ الْيَنَّا فُتُوْحَهُمَا۔ کہ رسالہ سعید البیان فی سیرۃ سید الانس والجان از تصنیفات بابر کا حضرت جد امجدم را جناب مولوی ظہور علی صاحب مرحوم و مغفور در سلک نظم کشیدند و بہ کمال فصاحت و بلاغت و زریغری منشورہ را عقد منظوم ساختند جَزَاءَ اللّٰهِ تَعَالٰی خَيْرًا، فقیر این رسالہ را بالتمام مطالعہ کردہ و صحت بعض غلطیہا بہ ذات خود نمودہ۔ این رسالہ متبرکہ کہ مستغنی عن التوصیف است ذکر محبوب خدا است صل اللہ علیہ وسلم و بہ وجہ صحت نقل از اکثر موار را بہتر است، مؤلفش قطب زمان و ولی کامل است و ہمہ ناطش محبت نبی و محبت اولیا است رحمۃ اللہ علیہ مہر **ابو الخیر احمدی**

**الدرا لمنظم** | تالیف مولانا عبدالحق الدآبادی خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی و شیخ الدلائل حرم کی است۔ این کتاب را بہ اشارہ پیر و مرشد خود تحریر نمودہ است چنان چہ بر صفحہ یک صد و سیزدہ



تصریح کرده و این کتاب بایمانے مولانا حاجی امداد اللہ ہاجری در مطبع محمود المطابع دہلی در سنہ ۱۳۲۵ھ بہ طبع رسید۔ چون حضرت ایشان از ہند برائے مدتِ قلیلہ بہ جرین شریفین تشریف بردند و راج ذیل تقریظ نوشتند۔  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، عبد اللہ البوخیمری  
 بہ مطالعہ این رسالہ شریفہ مشرف شد۔ جزای اللہ مولفہ خیرا وَاَسْبَغَ عَلَیْہِ لَعْمَہُ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَی۔  
 بسیار خوب و زیبا نوشتہ اند و ہر چہ نوشتہ اند صحیح است و معمول صلواتے مومنین است و جناب  
 مولف عمدۃ الیقائے زمانہ اند و در صلاح و تقویٰ و استقامت و علم و عمل چہ جائے ہند بلکہ در جرین محترمین  
 نظیر خود نہ دارند، مجددی مشرب حنفی مذہب، صدیقی نسب، بقیہ سلف اند و امید از حق تعالی دارم کہ  
 حجہ مخلف گردند، بَارَکَ اللّٰهُ فِیْ عَلَیْہِ وَاِرشادہ آمین۔

البوخیمر عبد اللہ بن عمر  
 الفاروقی النقشبندی

ہر

**حمائل اعجاز صنعت** | مولوی حکیم غلام محی الدین مشہور بہ زینت رقم "از لاہور بہ نہم ماہ ربیع الاول  
 ۱۳۲۵ھ حاضر شد و از حمائل اعجاز صنعت یک نسخہ پیش کرد۔ حضرت  
 ایشان تحریرے در بیان اوقافِ قرآن مجید بہ فارسی و تحریر دیگر در وصفِ حمائل شریف بہ اردو ایشان  
 را دادند۔ تحریر اول کہ در بیان اوقافِ کلامِ الہی است و فصل اول بر صفحہ صد و بیست و شش نقل  
 شدہ، مفہوم تحریر دوم درج ذیل است۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مُحَمَّدٌ وَّ نَصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ۔ سبحان اللہ کلامِ الہی چہ بحرِ قنات  
 کہ صنائع و بدائعش را عدد و عدیبت، غواصانِ بحرِ لطائف و نکات غواصیہا نمودہ اند و ہر یک از ایشان  
 در بے مثال بر آوردہ کہ از صفات و لمعان آن در درخشیم بصیرت خیرہ ماندہ است ہر صنعتِ کلامِ الہی بر  
 اعجاز و بے برائے است، وَلَا تَرٰیْبَ هٰذَا هُوَ شَانَ کَلَامِ اللّٰهِ، و درین ایام کہ حمائل اعجاز صنعت  
 دیدہ شد، دلیل تازہ بر اعجاز کلامِ الہی بہ نظر آمدہ۔ و شکے نیست کہ حمائل شریف بے مثال و بے عدیل است  
 و حکیم صاحب آنچه از ثنا و صنعت حمائل شریف در اشتہار خود بیان کردہ است، ہمہ درست مطابق  
 واقعہ است، صنعتے را کہ حکیم صاحب ظاہر کردہ تا این زمان نہ کسے شنیدہ بود نہ دیدہ بود۔ امرے کہ  
 باعث مسرت گشتہ این است کہ در این چنین زمانہ اقبال ہم پروردگار جل شانہ و عم احسانہ را بندگان  
 اند کہ ایشان را با کلامِ پاک و بے جل شانہ بہ نوعی و سوزی و محبت است کہ سالہا سال محنتہا می  
 کشند تا اظہار یک صنعت نو نمایند۔ مسلمانان را شاید و باید کہ قدر و منزلت این تحفہ نایاب کنند۔  
**اجازتِ طریقت** | بہ مولوی عبد اللہ ولد مولوی عبد الحق قوم علی زری دُرانی قندھاری مرحمت



نمودند:- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِهِ الدِّیْنِ اَصْطَقٰی وَبَعْدُ فَيَقُوْلُ الْوَلِیُّ  
عَبْدُ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ عَلٰی الدِّیْنِ الْعُمَرٰی الْأَحْمَدِیْ اِنَّ الْاَخَ الْأَعَزَّ الْكَامِلَ الْعَالِمَ الْعَارِفَ الْفَاضِلَ صَاحِبَ الْأَسْرَارِ  
الْعَلِیَّةِ وَالْأَنْوَارِ الْبَهِیَّةِ الشَّیْخَ عَبْدَ اللّٰهِ الْقَنْدَ هَارِیَ سَلَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَدْ اِسْتَفْلَ عِنْدِی بِاشْغَالِ  
الطَّرِیْقَةِ الْأَحْمَدِیَّةِ وَتَأَدَّبَ لَدِیْ بِآدَابِ تِلْكَ السَّادَةِ السَّنِیَّةِ وَدَخَلَ بِوَاسِطَتِیْ فِی أَهْلِ  
السَّلْسِلَةِ الْبَهِیَّةِ بِالتَّوَجُّهَاتِ الْخَاصَّةِ فِی مُدَّةٍ یَسِیْرَةٍ اِلٰی نِهَایَةِ الطَّرِیْقَةِ الْأَحْمَدِیَّةِ فَصَارَ  
أَهْلًا لِلاِرْشَادِ فَاجْزَتْهُ بِإِجَازَةٍ مُّطْلَقَةٍ بِیَدِهِ كَمِیْدَنِیْ فَهُوَ خَلِیْفَتِیْ بَارَكَ اللّٰهُ فِیْمَا أَعْطَاهُ وَجَعَلَهُ  
لِلْمُتَّقِیْنَ إِمَامًا، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِیًّا مَّهْدِیًّا وَكُنْ لَهُ حَافِظًا وَنَاصِرًا وَمُعِیْنًا وَكَفِیْلًا بِرَحْمَتِكَ  
یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ بِجَبِّیْكَ سَیِّدِ الْأَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، وَأَوْصِیْهِ بِاتِّبَاعِ  
السَّنَةِ السَّنِیَّةِ، وَالْإِجْتِنَابِ عَنِ الْبِدْعَةِ غَیْرِ الْمَرْضِیَّةِ، وَتَحَبُّهِ مَشَایِخِنَا الْكِرَامِ وَالْإِتِّدَاءِ  
بِهَدٰیهِمْ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا وَدَوَامِ الْإِسْتِغَالِ مَعَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی، وَوَصَّیْ بِمَا أَوْصِیْتُ  
بْنِیْهِ وَیَعْقُوْبُ یَا بَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اَصْطَفٰی لَكُمْ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوتُوْنَ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ، وَصَلَّى  
اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ، رَقْمُهُ بِیْدِهِ أَبُو الْخَیْرِ الْأَحْمَدِیْ، حُرَّرَ بِأَقَمِ الْقُرَى یَوْمَ  
الْجُمُعَةِ سَادِسَ عَشَرَ مِنْ ذِی الْحِجَّةِ الْحَرَامِ سَنَةِ ۱۳۰۲

مر ابو الخیر احمدی

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله محمد، عبد الله ابو الخیر فاروقی اجازت  
اجازت دلائل | دلائل الخیرات از حضرت قبلہ گاہی ارشاد و ہدایت پناہی حضرت شاہ محمد عمر  
ذکرہ اللہ بالخیر و رحمہ و رَضِیَ عَنْہُ، داروغہ عن والدہ القطب الربانی الشیخ احمد سعید عن الشیخ  
عبد الغزیز عن والدہ الشیخ ولی اللہ عن الشیخ ابی الطاہر عن الشیخ احمد النخلی عن السید عبد الرحمن الادریسی  
الشہیر بالمحبوب عن ابیہ السید احمد عن جدہ السید محمد عن ابی جدہ السید احمد عن مولفہ السید محمد بن سلیمان  
الجزولی، زَادَ اللّٰهُ فِی دَرَجَاتِهِمْ وَاَفَاضَ عَلَیْہُمْ مِنْ بَرَکَاتِهِمْ۔ جان محمد جبرانی را اجازت خواندن  
دلائل الخیرات دارم وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہِ مُحَمَّدٍ وَآلِہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ چہار شنبہ  
۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ دہلی خانقاہ شریف مجددیہ۔

نصیحت نامہ | بہ ماہ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ دبائے طاعون ظاہر شد بعض مخلصین میرٹھ بہ خد  
حضرت ایشان عریضہ ارسال کردند و طالب دعا شدند حضرت ایشان درج  
ذیل نصیحت نامہ نوشتہ بہ مولوی سید عبد الجلیل داوند تائبہ مخلصین بنویسند۔

پریشانی و جزع کردن بے سود است، اگر کسی را اجل رسیدہ است۔ هیچ کس آن را برائے



یک ساعت نہ می تواند که موخر کند؛ اگر کسی را دقت نہ رسیده است هر چه کند نہ خواهد مرد؛ پروردگار فرموده است۔ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَنْقِذُ مَوْتًا۔ این حکم برائے ہر زمان و ہر کس است کثرت اموات بود یا قلت، هیچ تفاوت نہ می کند؛ شمایان را باید کہ بہ استغفار و تلاوت و نماز و خیرات و اعمالِ صالحہ با حضورِ قلب و خشوع و حضورِ خوب مشغول باشید، از منہیاتِ توبہ کنید، اگر در ادائے زکات تقصیر واقع شدہ بہ صدق دل نیت تکمیلش کنید و کسانے کہ استطاعت دارند، ادا کنند؛ شمایان را باید کہ یک دیگر را معاونت کنید و ہمدرد یک دیگر باشید۔ اگر کسی وفات یافته است و چیزے وصیت کردہ است باید کہ وصیتش را بہ جا آرید؛ کسی نہ گوید کہ خود من مردنی، ہستم من وصیت دیگر را چہ کنم۔ از چنین خیالات فاسدہ احتراز کنید۔ ہر یک بہ وظیفہ و طاعات مصروف ماند و در حالِ صحت وصیت نامہ نوشتہ نگاہ دار؛ لازم نیست کہ طاعون برائے ہر یک عقوبت باشد، در زمان امیر المؤمنین خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ طاعون بودہ است و جمعی از صحابہ کرام درین مرض وفات یافته است رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ برائے نیکو کاران این موت موجب رحمت و شہادت است۔ بر فعلِ خدا راضی باشید۔ اَحْیَا وَاَمَاتَ کارِ خدا است، کسی را بارے دم زدن نیست۔ بہ دل و جان راضی بہ حکم دے تعالیٰ باشید۔ والسلام علیکم۔

**نصائح** حضرت ایشان چند افراد را درج ذیل نصائح در مکتوبات خود نوشتہ اند۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ اند کہ می گوید اللہ تعالیٰ اے فرزندانِ آدم از مہمات و مشاغل دنیا برائے عبادت من فارغ و خالی شو۔ من پر کم سبب ترا بہ غنای نیازی از خلق و بند کم را و فقر و احتیاج ترا بہ خلق، و اگر فارغ نہ شوی برائے عبادت من پُر می کم دست ترا بہ اشغال گوناگون و بر نہ بندم و دور نہ کم احتیاج ترا؛ مشکات در کتاب الرقاق از احمد و ابن ماجہ این حدیث را نقل کردہ، برائے نصیحت گرفتن و دستور العمل خود ساختن این حدیث کافی است۔ و در باب استحباب المال و العمل للطاعۃ از ترمذی و ابن ماجہ نقل کردہ کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کردہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتہ: "زیرک و فرزاد کسی است کہ مُحاسبہ کند و زبون گرداند نفس خود را و کار کند برائے مابعد موت و احمق و نادان کسی است کہ پیرو گرداند نفس خود را ہو اے نفس را یعنی ہر چه نفس از محرمات طلب کند ویرا بدہد و از عقبی بے خبر ماند و با این نافرمانیہا توقع دارد از اللہ تعالیٰ حُسنی را یعنی پروردگار ازوے راضی گرد و دومی بخشد؛ اے عزیز تمینات را بگزار۔ اگر شب در روز خواہش مال و متاع کنی و عمل دمی نہ کنی هیچ نہ خواہی یافت۔ و ہر چه کنی ثمرہ آن بی۔



شب و روز در طلب دنیا مصروف مانی و توقع داری کہ مراتب اہل دین را دریابی۔ قیَمَاتِ قیَمَات۔  
فلاح ماقبت نہ بر آئینتہاے شمایان موقوف است و نہ بر آئینتہاے اہل کتاب، بلکہ موقوف بر عمل  
است، ہر آن کس کہ عمل بد کہہ جزاے آن دریا بد۔ بہ جز پروردگار کہے رامعین و مددگار خود نہ یابد  
و آن کس کہ کارے نیک کند، مرد باشد یا زن، و دے ایمان ہم آورده باشد، این گوئہ افراد و اخیل  
جنت خواہند شد و برایشان قدرِ ذرّہ عدوان نہ خواہد شد، این بیان آیت شریفہ است کہ برے  
شمایان کردہ شد۔ بزرگان ماگفتہ اند۔ دے کہ گرفتار غیر است ازو توقع چہ خیر است، شاہ ولی اللہ  
در تالیفے نوشتہ اند کہ بزرگے بہ دیگرے گفت این شعر را از ما یاد گیرید۔

کارے نہ ساختیم و دین گرفت صبح حرفے چراغ خانہ بہ افسانہ سوختیم

و نوشتہ اند: مَنْ التفت بین یدی الشیخ یمیناً و شمالاً اولم یحضر ذہنہ فقد نسب الی سوء الأدب،  
اربابُ النفوسِ امواتٌ، و اصحابُ القلوبِ احياءٌ، اصحابُ النفوسِ قد انفصلوا، و اربابُ القلوبِ  
قد اتصلوا، لَعْمَرِي اِنَّ الْفُقَرَاءَ قَطَعُوا الْمَرَجِلَ، و بلغوا المنازِلَ، و وجدوا ما طَلَبُوا، و سَكَنُوا فِي مَقْعِدِ  
الْاَلْسِ بِاللّٰهِ، لَعْمَرِي اِنَّ الْفُقَرَاءَ اَهْلُ اللّٰهِ۔ التَّوَكُّلُ تَرْكُ طَلْبِ الرِّزْقِ، التَّوَكُّلُ قَطْعُ الْاَسْبَابِ مَعَ  
اطْمِئْنَانِ الْقَلْبِ بِغَيْرِ التَّرَدُّدِ، التَّوَكُّلُ كَمَالُ الدِّينِ وَهُوَ مُحَضُّ الْاِيْمَانِ وَامْرُ الدِّينِ وَخَصْلَةُ الْاَقْوِيَاءِ  
يَا عَبْدَ اللّٰهِ كُنْ اَضْعَفَ الْعِبَادِ وَلَا تَكُنْ صَاحِبَ النُّخْوَةِ وَالْعِنَادِ، وَطَاطَأْ رَأْسَكَ تَوَاضِعًا لِلْاَنَا، عِشْ  
مَسْكِينًا فَقِيرًا وَلَا تَعِشْ مَحْتَشَمًا امِيرًا، وَاخْدُمِ الْمَشَاطِعَ وَالْفُقَرَاءَ وَاتْرِكِ الْاَغْنِيَاءَ وَالْاُمَرَاءَ، مَنْ  
مَاتَتْ نَفْسُهُ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَا يَمُوتُ مَرَّةً اُخْرَى، طُوبَى لِمَنْ قَامَ فِي الْاَسْحَارِ وَاشْتَغَلَ بِالصَّلَاةِ  
وَالْتَّلَاوَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، اِنَّ اَفْضَلَ الْاَذْكَارِ التَّهْلِيلُ۔ (زیرین اقوال را بر صفحہ ۳۷ ملاحظہ کنید)

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست توارند

جو انان سعادت مند پند پیر دانا را

مکتوب اول بہ عربی :- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاسْلَامٌ عَلٰی  
عِبَادَةِ الذِّیْنَ اصْطَفٰی۔ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْخَیْرِ اِلٰی اَخِيهِ وَجِیْبَةِ الصَّالِحِ

مکاتیب مبارکہ

الفاضل زاد اللہ تعالیٰ فی صلاحہ و فضلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ، فانی احمد الیک اللہ الذی لا  
الہ الا هو واصلی و اسلم علی سیدنا و سید الاولین و الآخرین محمد عبیدہ و رسولہ و بعد فقد  
وصلت الہدیۃ مع المکتوب بصعبۃ مٹلاشاہ و فرحت ہذا لک و أتوجه لکم کل یوم و لکن  
احیاناً اری المحجب مسدوداً لہ فیتعثر وصول التوجہ الیکم و کثیراً اری المحجب بحمد اللہ مرفوعۃ



فسری البرکات الیکم بسهولة ومن بعد هذا الملتوب اشرعوا في النفي والاثبات مقدرا خمسمائة مرة بحبس النفس تدريجا مراعيًا للوتر وفي المراقبة الأحديّة وهي عبادة عن انتظار الفيض من الذات التي هي موصوفة بجميع صفات الكمال ومنزهة عن جميع النقائص والزوال وهو مفهوم اسم الجلالة، وحين المراقبة لا يقصد الذكر ولا الرابطة بقصد هابل يكون مستغرقا في الانتظار المذكور بمقدار ساعة كاملة، وأتوجه لكم بعون الله الوهاب في ذلك، وبلغوا سلامي الى حضرة الرسالة، سلام عيد ذليل عاجز الى سيدي عزيز كريم، ثم الى ضيعيه المكرمين، ونسخة صحيح البخاري في عشرة اجزاء ارسلوها اليها بيد ابى مسلم او غيره بالحفاظة فقد شرعنا تدريسها ونحتاج اليها، يعرفها ملا صفرو عبد الستار افندي، وبلغوا سلامي اليهما والى المحبين وادصيمهم بتقوى الله فان الله يحب المتقين، وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه اجمعين والحمد لله رب العالمين۔

مکتوب دوم به فارسی به حضرت استاد مولانا سید حبیب الرحمن کاظمی بسم الله الرحمن الرحيم۔ جناب مولوی صاحب مخدومنا الاعظم، بعد ادائے ماوجب علينا من التحیات والتسليمات عرض آن کہ ”خیر جاری“ به مدینہ منورہ فرستادہ شد و نزد احقر بیچ شرح بخاری به جز قسطا فی نیت نسخہ نفحات شریف کہ از جناب مستعار آورده بودم به صحابت حامل رقمہ مرسل است، والتسليم احقر ابو النخیر عبد الله بن عمر غفر عنہما

مکتوب سوم به فارسی۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى۔ حق سبحانہ این دور از کار را و آن عزیز ملا عبد الحکیم صلاح آثار را از جمیع مرادات بلکه از صفت ارادہ ہم تہی سازد، بیچ ہوسے و آرزو سے بجز اوسبحانہ در دل نہ ماند، بندہ را بہ ارادہ چہ کار بہر قدر توانند وظائف بندگی ادا نمایند، حامل رقعہ عبد الرحیم کولابی خادم مرحومی ملا شاہ است، آرزوئے زیارت و ضہ مسطرہ کردہ، باعث تحریر این سطور شد، عرض غلامی ازین اسیر ہوا و ہوس بہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم بہ ہزاران ادب نمایند و تحیہ صلاۃ و سلام بہ صد تعظیم نمایند۔

بس بود جاہ و احترام مرا یک علیک از تو صد سلام مرا

حضرت قبلہ عالم جناب مرشد م قدس سرہ السامی می فرماید۔

شده فی تو مسخ و بیجان بنشین بہ قرب انسان کہ رود ز فیض یزدان بہ تن تو جان ایمان  
بکن آفتاب غنای کوشی تو قابل آن تو غریق بحر عصیان چہ روی بہ کوئے جانان



سگ ترشده بہ باران بہ حرم چہ کار دارد

بزرگے دیگر می فرماید

بہ زمین چو سجده کردم ز زمین ندا برآید کہ مرا خراب کردی تو بہ سجده ریائی

لَا اَنْ لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ۔ یا رسول اللہ چشم رحمت بکشا سوائے من انداز نظر  
سلام علیک و علیٰ جمیعیک ابی بکر و عمر، و علی و عاصم و سعید و عمر و جهم اللہ سبحانہ۔ ابوالخیر عبداللہ  
مکتوبات چہارم بہ فارسی۔ بہ مولوی عبدالعزیز سرہندی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد  
للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ حق سبحانہ این دور از کار و آن عزیز صلاح آثار را از جمیع مرادات  
بلکہ از وصف ارادت نیز تہی سازد کہ بندگی و صف ارادت را بر نہ تا بد، مراد خود خواستن منع مراد حق سبحانہ  
کردن است، باید کہ صاحب سینہ از ہمہ مرادات و آرزو ہا خالی بود و بیچ ہو سے و بایستہ جز حق سبحانہ نہ ماند  
و در تو یک یک آرزو البیس تست۔ اہل اللہ برائے دفع مرادات اہتمام تمام در زوال صفت ارادت  
می نمایند و علاج استیصال آن می فرمایند کہ تا صفت ارادہ در بندہ است، وجود مرادات متصور است،  
چون صفت ارادت منفی شود حضور مرادات متصور نہ باشد۔ ع۔ این کار دولت است کنون تا کار رسد۔  
در ہنگام فنا لے لطیفہ ثنائیہ پر تو لے از اشعہ جمال این سخن سایہ می اندازد و حقیقت فہم این معاملہ منوط  
بہ حصول مقام رضا است، او سبحانہ این پس ماندہ را ہم شربے ازان آرزائی دہد۔ ع۔ با کریمان کار ہا  
دشوار نیست۔ سلوک طریق اولیا کار ہر بے سر انجام نیست، فراموش بر خدا کردن ہر کسے می تواند،  
قیوم عالم، قطب اعظم، امام کبار، مجدد ہزار قدس سرہ بہ فرزندان و خلفائے خود در ہنگام محبوس شدن  
بہ قلعہ گویا رچہ تاکید ہا کردہ اند و در نفی مرادات چہ قدر مبالغہ ہا فرمودہ، سہ مجلد مکتوبات قدسی آیات  
ملک و مشحون است۔ اِنْ شِئْتَ فَرَا جِعَ اِلَيْهَا۔ مکتوب آن عزیز رسید، حق سبحانہ و تعالیٰ بہ استقامت  
دارد، از تغیر محفوظ دارد، حقیقت معاملہ ہر چہ بود و نمودم، وقت ظہور محن و بلا است، زمانہ اخیر است  
ہر قدر توانند در نفی مرادات کوشند باشد کہ بہ حقیقت فنا مشرف شوند، و برائے این دور افتادہ نیز  
دعائے کردہ باشند و بہ دوستان طریقہ سلام رسانند و السلام تحریر پنجم صفر ۱۳۰۳ م از مکہ معظمہ، قریب  
باب عتیق۔ از اہل حلقہ سلام خوانند، پیر جی حسین شاہ و حافظ امیر اللہ و محبوب بخش و حاجی حسینی حاجی  
عبداللہ و محمدی شاہ و پیر محمد و امام بخش و عبدالرحمن و قلی و جملہ برادران بہ دعا مخصوص اند، والسلام  
علی من اتبع الہدیٰ۔ بہ میان تو کل شاہ، و میان عبدالخالق و حسن محمد و سوندہ شاہ سلام رسانند  
و صحت و سلامتی ایشان را نویسند۔



مکتوب پنجم بہ اُردو، بہ حافظ امیر اللہ، مسجد شریف مولوی امین الدین، محلہ غلزیان، مقام سرہندی، پنجاب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از ابوالخیر عبد اللہ برادران طریقت حافظ امیر اللہ و عمر بخش راسلام و دعا رسد۔ دو خط نمایان رسید، احوال معلوم شد، ذکر اسم ذات با حضور دل از ہر لطیفہ بکنید، بہ غفلت ذکر نہ کنید۔ تمام کردن مسبحہ مقصود نیست (تمام نہ اگر بہ غفلت بود مقصود نیست) رابطہ ہر وقت کردہ باشید، قدرے مراقبہ احدیت بہ غیر ذکر ہر روز باید کرد۔ وہ نوعی کہ شمار تعلیم دادہ شدہ است نفی و اثبات با مجلس دم ہر روز ضرور بکنید، مجلس دم بہ این اندازہ نہ کنید کہ شمار تکلیف و زحمت شود۔ در ذکر شریف خواہ از اسم ذات بود، خواہ از نفی و اثبات، بازگشت ضروری است یعنی بعد از وقفات بگوئید۔ الہی مقصود من توفی در ضائع تو، معرفت و محبت خود بہ من عطا کن۔ ذکر شریف بہ وجہ بکنید کہ اثرش ظاہر شود گریہ آید، در ذوق و شوق و محبت خدا اضافہ شود، از مردمان لفرت پیدا شود۔ از جانب من در حضور حضرت امام و حضرت ایشان (خواجہ محمد معصوم) و حضرت سلطان الاولیاء شیخ سیف الدین سلام عرض کنید و بگوئید کہ امیدوار توجہ و دعائے شامی باشم، جمیع مجال راسلام برسد، عمر بخش اگر می خواہد ختم مجددی بخواند، اما ہر چہ خوانید بہ حضور دل خوانید والسلام محرمہ دوم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۹ھ از رامپور۔

مکتوب ششم بہ اُردو نیز بہ حافظ امیر اللہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از غلام حلقہ بہ گوش عمرہ فقیر ابوالخیر عبد اللہ احمدی، برادر طریقت سعادت مند حافظ امیر اللہ، بہ عافیت باشند۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مطالعہ نمایند، خط شمار رسید و احوال معلوم شد، احوال برادران طریقت خود را چراندہ نوشتید، احوال خود را ہم بہ وجہ خوب نہ نوشتہ اید کہ ذکر شریف چہ قدر و مراقبہ چہ قدر می کنید در وسوسہ و خطرات کی است یا بیشی، مطلع سازید بر روضہ مبارکہ حضرات رسیدہ از جانب این غلام احترامات و تسلیات عرض کردہ بگوئید کہ این غلام را باز بار دہید کہ برائے چند روز بہ آستاد عالیہ حاضر شود۔ بعد از عرض کردن مراقبہ کنید و آن چہ بر شما ظاہر شود تحریر کنید، قصد دارم کہ باز بہ عتبہ بوسی مشرف شوم، مولوی عبدالعزیز چہ حال دارند۔ بار دیگر آمدن ایشان بہ سرہند شریف شدہ یا نہ۔ پروردگار ما را دخترے عنایت کردہ بود پنج ماہ پایند و رحلت کرد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ والسلام تحریر روزہ شنبہ دوازدهم ذی القعدہ ۱۲۹۹ھ از رامپور متصل قلعہ نواب صاحب۔

مخفی نہ ماند کہ مولوی عبدالعزیز سکونت در پٹیالہ داشت، وے مرید شاہ امین الدین نانوتوی است کہ خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ بودہ۔ مولوی عبدالعزیز از حضرت ایشان نیز استفادہ کردہ



رحمہ اللہ ورضی عنہ۔

مکتوب ہفتم بہ فارسی بہ مولوی عبداللہ علی زری درانی قندہاری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔  
الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ مکتوب مرغوب برادر عزیز مولوی عبداللہ قندہاری  
کہ بہ کمال محبت فرستادہ بود رسید۔ بآرک اللہ فی عمرکم وعلیکم ودرشدکم وارشادکم وجعلکم اماما  
للمتقین ہادیامہدیا وکثر امثالکم۔ ہمت بلند دارند و بہ ماتوجہ باشند ان شاء اللہ تعالیٰ ترقی  
کثیرہ خواہند نمود، و بہ تکرار کلمہ طیبہ و تلاوت قرآن مجید و نماز بہ طول قنوت راغب، دل خواہان ترقی  
شما است و بہ شما متوجہ است، مطمئن باشند، در رجب بہ مدینہ منورہ حاضر شدہ ام و بہ غایات  
بے غایات مشرف، کسے ہم مشرب و ہم جنس نیست الاقلیل، زیادہ طاقت تحریر نیست۔ نیک عالم  
بہ بیہی رفت، ما را دشنام می دہد و بدی گوید حَسْبُنَا اللہ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ می باید دید و دم باید زد۔  
وَلَيْتَكَ تَحْلُو وَالْحَيَاةُ مَسْرِيْرَةٌ وَلَيْتَكَ تَرْضَى وَالْأَنَامُ غَضَابٌ

بعض برادران ترقی ہا کردہ اند، استقامت و تسلیک در ترقی است، الحمد للہ، شیخ  
عبداللہ بن اجازت تعلیم یافتہ بہ ملک خود "بلغار" رفتند، مولانا مختار مخدوم سمرقندی اجازت یافتہ مقیم  
مکہ معظمہ اند، شیخ محمد حسن جوان خوش استعداد است، ظاہر البغیر چندے مشرف بہ اجازت شود، احوال  
سرگرمی حلقہ تعلیم باطن و ظاہر نہ نوشتید، پارہ از وقت دران ہم صرف کنید، وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ  
الْهُدٰی۔ تحریر ۱۵ محرم ۱۳۴۲ھ از مدینہ منورہ۔

مکتوب ہشتم بہ فارسی نیز بہ مولوی عبداللہ قندہاری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ  
وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اخوی اعز می معارف آگاہی ازین فقیر سلام و دعوات طیبات  
مطالعہ فرمایند و یک دم غفلت را بہ خود راہ نہ دہند، گاہے از گلستان عالم امری گل چینی کنند  
و گاہے در بحر محبت نفس را پاک کنند۔

رفتہ ز حروف در معانی

قدے ز وجود خویش فانی

گاہے عناصر را از انوار باطن مشابہ ملک کنند و گاہے مشت خاک را ہم رتبہ فلک کنند  
ہمت را بلند دارند و سر خود را پست، نماز بہ طول قنوت و تلاوت قرآن مجید لازم است، مکتوب  
مرغوب ایشان رسید واقعی در عروج سالک را متوسم می شود کہ از مشائخ بلند تر رفتہ ام، تحقیق آن  
در مکتوبات شریفہ موجود است، فقیر ہر وقت متوجہ کمال شما است، برائے شفائے امراض ہم دعا ہا  
نمودہ شد۔ والسلام علیکم وعلی من لدیکم۔ تحریر ششم صفر ۱۳۴۲ھ از مکہ مشرفہ۔ قریب



باب عتیق۔

مکتوبِ نہم بہ فارسی بہ اسماعیل بن عبدالرحمن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ محبت آثارِ سعادت اطوار، اخلاص شعار اسماعیل بن عبدالرحمن ازین حقیر دعوات طہیات مطالعہ فرمایند، مکتوب شمار سید، در وقت مطالعہ اش آثارِ محبت بلکہ خلوص مودت مفہوم شد۔ اللہ سبحانہ الحمد والمنة علی ذلک کثیر الاثنے اعظم النعم واساس الایمان، حق سبحانہ استقامت بران عنایت کند۔ بشری لکم۔ و کتاب مستطاب نیز رسید، سبحان اللہ عجیب کتاب است، سالہا است کہ حقیر مشتاق زیارت آن بود، بہ سبب شہا بہ سعادت مطالعہ اش سرفراز شد، نسبت غلامی کہ این حقیر را بہ قرآن شریف است، ہر چند نہ می گزارد کہ بہ کلام کے دو قین شوم۔

آن را کہ در سرانے نگاریت فارغ است از باغ و بوستان و تماشاے لالہ زار  
 اما در تصوف قدیم در مدح این کتاب لخصتف مثلہ گفتن روا است۔ چہار ڈوبہ سکر  
 نیز رسید در استعمال حقیر بہ کار نیامد کہ نفاستش از ابوالمتقین بسیار کم است، شاید بہ کار دیگر صرف  
 شود، باقی حاجی ایوب را بگویند کہ نو میدہ نہ شود و متحیر ہم نہ گردد کہ چہ کنم، ظاہر و باطن را یکسان کند  
 طالب زیادتی اخلاص و محبت بہ طریق استقامت باشد۔ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَ  
 آمَنْتُمْ۔ و در گفتار و کردار تقوی را شعار خود سازد۔ إِنْ اللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ۔ ایوب ثانی خود را  
 چہر است می کند و قدم استوار بہ راہ حق نہ می گزارد و طیب و یعقوب را ہم تذکر کنید، اگر ہیچ  
 نہ تواند رشتہ محبت را قوی کند، اے عزیزان، فرصت غنیمت است۔ هَلَاكَ الْمُسَوِّفُونَ۔ باقی  
 احوال مستوجب حمد کثیر است۔ زیادہ از یک سال است کہ از خانقاہ شریف قدم بیرون نہ نہادہ ام  
 دروازہ ملاقات مردم بالکل مسدود شدہ است، دوسہ خادم ولایتی، یک نیم ہندی بہ مشقت تمام  
 حاضر می شود، طالب خدا نیست الا ماشاء اللہ از آمدن مردم بے مزگی می شود، بہ دعا یاد دارند کہ  
 عزیز در عالم کسے نیست و چیزے نیست کہ مرادوق دہد، بہ جز خلوت من سلوک سالکان و جذبہ نبوی  
 را درون حرم دل من باز نیست، خود در فہم عنایتی کہ بر من است قاصر، بہ دیگران چہ رسد۔ وَاللَّهُ  
 يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ تھذیباً بنمیت اللہ بہ شما نوشتہ کہ دوست  
 باشد و فہم کنید۔

من اگر زندم و گر شیخ چہ کارم با کس حافظ راز خودم عارف وقت خویشم  
 والسلام علیکم اجمعین۔ روز جمعہ ششم جمادی الآخرہ سال یازدہم از ماہ چہار دہم۔



مکتوب دہم بہ اردو، بہ عبدالرحیم بن عبدالکریم متوطن ڈیبائی از توابع بلند شہر بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از ابوالخیر احمدی برادر بر طریقت میان عبدالرحیم منصرم محکمہ یمائش سلمہ اللہ تعالیٰ را بعد سلام مسنون معلوم باد، ہر دو مکتوب شمار سیدند الحمد للہ سبحانہ کیفیتے کہ در اخیر نوشتہ بودید کہ فیض معیت بہ تمام بدن محیط می شود، بسیار خوب است اگر شاہ بہرام از خادمان حضرت خواجہ احرار قدس سرہ اند، از سلسلہ ماہستند، حرج نیست اگر نزد ایشان نشستہ بہ مراقبہ مشغول شوید۔ از سہ ماہ منشی رفتہ است لہذا در تحریر جواب تاخیر می شود، بعد مغرب متوجہ فیض باشید، ان شاء اللہ تعالیٰ در فیض ترقی خواہد شد۔ بہ دعائے خیر مرا ہم یاد دارید والسلام روز جمعہ ہر دہم ذی القعدہ از ماہ چہار دہم۔

مکتوب یازدہم بہ اردو نیز بہ عبدالرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از عبداللہ ابوالخیر احمدی۔ محبت آثار میان عبدالرحیم بہ عافیت و استقامت باشند، مکتوب مرغوب رسید، از مضامین مندرجہ آن خوش وقت شدیم، وقتے کہ معیت بہ کمال می رسد و از انجا ترقی می شود لطیفہ نفس را تربیت می فرمایند۔ کشف شما درست است۔ مع ہذا ہنوز مدتے بہ معیت مشغول مانید کہ معیت مقام ولایت صغریٰ ہست درین موطن از ظلال اسما و صفات الہیہ حصول فیض می شود، ہر قدر کہ در معیت بختگی آید، همان قدر در سلوک مضبوطی خواہد بود۔ در معیت قلب را فنا حاصل می شود بلکہ اجازت مفیدہ نیز عنایت کردہ می شود، بعد از مغرب بہ ما متوجہ باشید، اثر توجہ خواہد رسید، والسلام تحریر روزہ شنبہ سیزدہم ذی الحجہ از ماہ چہار دہم۔

مکتوب دوازدهم بہ فارسی نیز بہ عبدالرحیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ از فقیر ابوالخیر احمدی کان اللہ برادر عزیز منشی عبدالرحیم سلمہ اللہ تعالیٰ سلام خوانند مکاتیب شما ہمہ رسیدند۔ الحمد للہ۔ اثر توجہات بہ شامی رسد۔ این از نعمتہائے الہی است، اوقات خود را بہ طاعات و ازکار و تلاوت و مراقبات مشغول دارند و غالی نہ باشند و رابطہ بسیار کنند۔ وقائع شما اکثر نیک اند، از فنائے لطائف نوشتہ بودند، الحمد للہ تعالیٰ۔ توجہ شما کردہ می شود، خصوصاً وقتے کہ مکتوب شامی رسد۔ زیادہ تر باعث فیض بہ شامی شود۔ از جواب نہ زشتن دل تنگ نہ باشند، منشی درین وقت کہ نیست و فقیر را فرصت کم، بجملاً این قدر بدانند کہ دروادہ فیض بمنہ تعالیٰ کشادہ شدہ است، این نعمت الہی است والسلام از مولوی عبدالغنی



و یار محمد خان سلام خوانند، درین شهر از رمضان شریف وبائے ہیضہ سبب ابتلا رفته است، دعا کنند کہ اللہ تعالیٰ مسلمانان را توفیق توبہ و عبادت و ہد و السلام تحریر روز شنبہ نہم شوال سال نہم از مایہ چہار دہم۔ از خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب السیر و ہم بہ فارسی بہ سید عبداللہ زوادی کہ فرزند سید محمد صالح بن عبدالرحمن زوادی خلیفہ وجانشین حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ بودہ و تربیت اولاد پیر و مرشد خود کردہ۔ سید عبداللہ زوادی از پدر بزرگوار خود اخذ نسبت کردہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، وَاِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِیثَاقَ الذِّیْنَ اَوْتُوا الْکِتَابَ لَتَبَیِّنَنَّہُ لِلنَّاسِ وَاَلَّا تَکْفُرُوْا۔ از عبداللہ ابوالخیر احمدی سیادت و شرافت دستگاہ سید عبداللہ سلام خوانند۔ الذین انصبتہ مکتوب شمار سید آوردن احمد (فرزند اکبر حضرت شاہ محمد مظہر) از حریم شریفین و رسانیدن بہ رامپور از برائے چیت، اگر برائے علوم ظاہریہ است پس در حریم ہم میسر است، و اگر برائے اصلاح قلب و تزکیہ نفس و سلوک طریق اولیا، پس برائے این کار آوردن فائدہ نہ دارد، بہ دل جان آمدن طالب شرط است۔ اگر در احمد شوق طلب است بہتر، پاک نیست، و اگر این مفقود است، صبر کنید کہ حق سبحانہ اورا شوق طلب این راہ عنایت کند۔ ولایت کار دنیا نیست کہ بہ عقل و تدبیر راست آید۔

دل اندر زلف لیلے بند و کار از عقل مجنون کن کہ سالک رازیان دارد و مقالات خردمندی دیگر آن کہ مولوی ارشاد حسین صاحب مردنیک دلائق ہستند (متوفی بہ ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ھ) لیکن شب و روز ہمراہ احمد بودن نہ می توانند، البتہ با مردم دیگر مصاحبت خواہد شد، و اہل رام پور لائق مصاحبت نیستند و احمد را ترک حریم بردل گران باشد۔ و با وجود گرانی دل، ہیچ کار نہ می تواند شد، نہ دینی و نہ دنیوی، خصوصاً شغل طریقہ، کہ گرانی دل ستم مہلک است درین راہ، شیخ غلام نقشبندیا کہے کہ با فہم باشد یا سید عماد الدین صاحب شاید این تحریر فقیر را قدر کنند کہ بخلوص نیت ہر چہ بہ قدر عقل من بود نوشتم۔ احمد را دعا رسانند۔ این مکتوب کہ نوشته ام موافق مشرب خود نوشته ام۔ نانہ سازی بہ من لائق نیست، و ہم با احمد محبت دارم، و مقتضائے محبت آن است کہ۔ یُحِبُّ رَاحِیۃً مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہِ۔ اگر موافق شما تحریر من باشد بہتر است ورنہ مرا معذور دارند و السلام تحریر بہت و چہارم ربیع الآخر جمعہ۔ از خانقاہ شریف۔

مکتوب چہار دہم بہ اردو بہ جناب محترمہ نجم النساء خواہر جد مادی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔



الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفى۔ از جانب عبداللہ ابوالخیر بہ خدمت جدہ محترمہ انجم النصار  
سلام با احترامات مسنونہ کرام قبول باد۔ اولاً سوال از احوال مزاج شریف و باز از اشتغال بہ ذکر الہی  
وتلاوت منزل قرآن مجید و تصویب شیخ و حضور دل و اسم ذات از ہر لطیفہ جدا جدا، لطائف عالم امر  
بہ اسم پاک گویا، استفساری نہایم۔ جدہ محترمہ ہوش دارید و در کار خود و در اعتقاد خود خوب محکم  
مانید۔ دولتی کہ پروردگار بہ شما ارزانی داشتہ است آن را قلیل تصور نہ کنید قدر این دولت  
را بزرگان دین می دانند۔ اگر در حیات باز ملاقات شدان شوالہ مزید تعلیم خواہم کرد، ورنہ  
بر ہمین قدر قانع باشید۔ انتہی۔ عاجز ابوالحسن زید خیال دارد کہ این مبارک مکتوب از دہلی بہ  
مکہ مکرمہ رسیدہ تحریر فرمودہ اند۔

مکتوب ۱۵ پانزدہم بہ اردو بہ حفیظ الرحیم (بہ توسط نیاز احمد محمد صدیق ۲۷ پانی گھر۔  
پلشن گورہ۔ چھاؤنی دل کشا، لکھنؤ) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب حفیظ الرحیم رسید از محبت ما  
این است کہ از تمام مکروہات و لغویات دل خادم متنفر بہ دینداری و پرہیزگاری راغب شود اگر  
این کیفیت را حاصل کردہ اید پس فی الواقع شما خادم ما ہستید۔ و شما استفسار از خدمت کردہ اید  
خدمت پیر و مرشد برائے خادم سعادت کبریٰ است۔ اما شرط آن است کہ مال پاک و نیت نیک  
داشتہ باشد۔ برائے خادم ما فرض است کہ بر فرائض قائم و از محرمات مجتنب ماند۔ اگر این دو امر در  
کس نیست و سے خادم من نیست۔ والدہ خود را نیز این کلام برسانید و تاکید کنید کہ دل را از حواس  
پاک کردہ صبح و شام بہ ذکر شریف مشغول ماند۔ والسلام علیکم۔

مکتوب ۱۶ شانزدہم بہ اردو بہ مولانا سید امیر نواب بہاری کہ بہ خدمت حضرت شاہ احمد  
سعید رسیدہ بود و باز از فرزند کلان ایشان حضرت شاہ عبدالرشید قدس اللہ سرار ہما بیعت شدہ بود  
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مہربان سید امیر نواب را بعد از سلام علیک معلوم باد کہ مکتوب شمار رسید  
و احوال معلوم شد۔ مکتوبی کہ پیشتر آمدہ بود جوابش فرستادہ ایم۔ امید است کہ رسیدہ باشد بعد  
ازین حدیث شداد بن اوس نوشتہ اند و باز تحریر نمودہ اند از تبرکات بزرگان ما بعض اوراق  
بہ دست ما رسیدہ اند۔ ما آن را زیارت کردیم کہ ہمہ پند و نصائح است از ان جملہ است کہ حضرت  
از دوستان خود استفسار کرد کہ کدام کس در راحت و آرام از دیگران بیشتر است۔ کسے گفت۔ آن کس  
کہ ایماندار است و ہم آسودہ۔ فرمودند اے عزیز۔ آن جسم را بیشتر راحت و آرام است کہ در قبر نہادہ  
است و از عذاب خدا مومن گشتہ۔ برائے پند گرفتن این دو سخن (حدیث مبارک و ارشاد حضرت)



کافی است۔ برائے برخورداران نصیر الحق و انوار الحق زیارت کردن این مکتوب سودمند است و اگر ایشان نقلش برداشته نزد خود محفوظ کنند بہتر است، ممکن است وقتی آن را مطالعہ کنند و راہ درست را اختیار کنند۔

در باب سفر حرمین شریفین باز استفسار کرده اید۔ درین امر جائے شک ریب قطعاً نیست کہ بہ آن مبارک دیار رفتن و آن جا قیام کردن و در آن جا مردن از عمدہ سعادتہا است۔ مع ہذا امرے است کہ بیان کردنش از بس ضروری است۔ قاعدہ عمومیہ است کہ پیش از مردن انسان علیل می شود۔ آن وقت دے بے قرار می شود و خواہش می کند کہ معالجے را پیدا کند و دوا بخورد، در آن دیار مقدسہ معالج وادویہ را فقدان است لہذا در صورت ناسازی مزاج خیالات فاسدہ بہ دل راہ می یابند۔ مثلاً من چرا بہ چنین جائے آمدم کہ نہ طبیب دارد و نہ دوا۔ ما برائے سر دار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آمدہ ایم، کسے از بد حالی ما رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم را خبر کند۔ و امثال این خیالات، و اقزادے را کہ زندگانی بہ راحت بہ سر کرده اند و دوا و دارو را عادی شدہ اند۔ این گونه خیالات بیشتر می آیند۔ و از چنین خیالات فاسدہ در ارتباط مع اللہ بے علاوہ و در قوت ایمان کمزوری پیدا می شود۔ بنا برین من شمارا چہ نویسم۔ البتہ اگر کسے از اصحاب عزیمت باشد کہ ہر گونه شدائد و آلام را بہ طبیب خاطر و سکون دل برداشت کند برایش بہ آن دیار مقدسہ رفتن و قیام کردن بسیار خوب است آتا این گونه افراد کجا ہستند۔ انتہی ملخصاً۔

عاجز گوید سیادت پناہ امیر نواب را شوقش بہ آن دیار مقدسہ رسانید اما قصد ہجرتش ناتمام ماند و بعد از مدت قلیل بہ وطن مراجعت فرمود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مکتوب ہفتم بہ اردو بہ مولوی کاظم حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی کاظم حسین را بعد از سلام علیک معلوم باد کہ بعد مدت مکتوب شمار سیدہ خود من خیال داشتم کہ شمارا مکتوبے ارسال کنم۔ از غفلت و حدیث نفس اگر رشتنگاری حاصل نہ شود تا ہم وظیفہ شریفہ کردن نعمت عظمی است۔ البتہ برائے ازالہ غفلت و حدیث نفس سعیہا باید کرد۔ ہر چہ از مساعی بہ ظہور رسد آن ہمہ داخل در جہاد فی سبیل اللہ است حضور رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ: ہر کہ تلاوت قرآن مجید بہ مہارت و مذاقت کند دے ہا فرشتگان عالی قدر است و ہر کہ در تلاوت قرآن مجید می ماند و زبانش خوب روان نہ می شود و تلاوت بروے دشواری باشد او را دوا جبراست۔ یکے اجر قرات و دوم اجر مشقت۔ کجا مایان و کجا آن زمرہ فرشتگان، اگر مایان از اصحاب دوا جبر شویم



زہے قسمت۔ و سبب غفلت و حدیث نفس این است کہ در طبیعت ما و شما تنبّل و انقطاع الی اللہ نیست۔ باز کہ شریف پروردگار افکار دنیویہ لاحق می باشد۔ و اے افسوس۔ پروردگار می فرماید۔  
 وَ اذْکُرْ اَسْمَ رَبِّکَ وَ تَنْبَثِلْ اِلَیْهِ تَبَتُّیْلًا۔ و یاد کن نام پروردگار خود را و بہ سوئے او منقطع شو بہ انقطاع کامل۔  
 و امام ربّانی فرمودہ کہ فائدہ ذکر بعد از اخلاص نیت و تخلیص امنیت حاصل می شود۔ و فرمودہ اند۔ گرسنگی باید تا ذکر شریف از خود نہاید سیر آمدن و سیر رفتن فائدہ نہ دارد، و آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ۔ اے فرزند آدم خالی شو برائے عبادت من، پُرکنم سینہ ترا از بے پروائی و محتاجی ترا بندکنم و اگر تو بہ این طور نہ کنی پس پُرکنم سینہ ترا بہ کلام فارغ و بے کار و محتاجی ترا بندکنم۔ این حدیث را امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ روایت کردہ اند۔ مولوی کرامت حسین را از جانب اسلام برسانید۔ اوصاف حمیدہ ایشان بہ من گفتہ شدہ بود، مثلاً کہے را بہ نگاہ بدنہ دیدن و بر بندگان خدا ہر بانی کردن و بر نماز و روزہ قائم بودن۔ ازین وجہ ما ہم از پروردگار برائے ایشان طالب خشنی ہستیم۔ چون کہ صحبت ایشان بیشتر با بے دینان است (حاکم بود) دعای کنیم کہ پروردگار ایشان را بر دینداری قائم دارد۔ پروردگار بہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام می فرماید۔ فَلَا یَصُدُّکَ عَنْہَا مَنْ لَا یُؤْمِنُ بِہَا وَ اتَّبِعْ مَا وَکَّلْتُ بِکَ۔ پس باید کہ باز نہ دارد ترا از بازداشتن آن کہے کہ ایمان نہ دارد بران و پیروی کرد خواهش خود را، آن گاہ ہلاک شوی۔ اگر مناسب خیال کنید این تحریر را بہ ایشان نشان دهید حضرت بلال، حضرت زید، حضرت سالم مع الخیر مستند از جانب ایشان بہ شما سلام برسد۔ در خانہ خود از جانب اسلام برسانید تا یکدینداری بکنید و السلام تحریر روز یکشنبہ یازدہم جمادی الآخرہ۔

مکتوب ہش و ہفتم بہ فارسی بہ نام سید امجد علی شاہ سرودھنوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب سعادت آثار سید امجد علی شاہ رسید۔ سعادت سلوک این حقیر از حضرت قبلہ گاہی، ارشاد پناہی، نائب خیر البشر حضرت شاہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ و رضی اللہ عنہ رسیدہ است، و اجازت و خلافت ہم از حضرت ایشان است۔  
 گر بر تن من زبان شود ہر موئے یک شکر دے از ہزار نہ توانم کرد

جنّٰہ اللہ سبحانہ عنی وعن المسلمین خیر الجزاء و شرف بیعت از حضرت جد امجد شاہ احمد سعید قدس اللہ سرّہ دارم و جد امجد بشارت خلافت خاصہ بہ این حقیر عطا فرمودہ، چنانچہ در انساب الطاہرین حضرت والد آن را نقل فرمودہ۔ و جامع ترمذی از عم والد مولانا شاہ عبدالغنی خواندہ ام و اجازت عامہ بجمع مایحوز روایت بہ ابن حقیر عنایت فرمودہ اند۔ چنانچہ اجازت نامہ خاص و تخطی ایشان نزد فقیر موجود است۔ غرض این کہ واسطہ میان من و میان شاہ احمد سعید، حضرت شاہ محمد عمر اند (مفہوم شعر اردو) این



خانانہ فیوضاتِ عمر روشن شدہ است، در سینہ خیر از خود نور پیدا نہ شدہ۔ شمار ذکر اسم ذات بہ کثرت مفید تر است، مقرر کردن تعداد مناسب نیست، ہر قدر توانید بہ حضور دل این شغل شریف کنید یعنی ذکر اسم ذات و یوسف بخاری ہم شغل اسم ذات کند۔ مطالعہ تالیفات امام غزالی بسیار لفع دارد و قرآن شریف با ترجمہ ہم ہر روز قدرے لازم است۔ والسلام علیکم۔ تحریر روز جمعہ ششم شوال ۱۳۱۹ خالقہ شریف دہلی۔

مکتوب نوزدہم بہ اردو، نیز بہ نام امجد علی شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب سعادت آثار امجد علی شاہ رسید۔ استفسار از دو امر کردہ۔ اولاً من در کتاب خواندہ ام کہ چون سالک بہ فنائے لطیفہ اخفی مشرف می شود ویرا محمدی المشرب می گویند۔ آیا این بیان درست است؟ جواب این سوال این است کہ سبق شمایع است۔ سالکے کہ از لطیفہ اخفی بہ نسبت دیگر لطائف بیشتر فیض یاب می شود، ویرا محمدی المشرب می گویند۔ و آن چہ شما خواہش کردہ اید کہ حق تعالی شمارا حافظ لطائف عشرہ بکند، خواہش لغو است۔ کسے لطائف را حافظ دقاری نہ می باشد۔ در کارخانہ باطن چون تجلی فعلی جائے می گیرد۔ یعنی آن چہ ظہورِ افعال در تمام عالم می شود آن ہمہ را فعل فاعل حقیقی می انگارند، نہ تقلیداً بلکہ ذوقاً، آنگاہ سالک آدمی المشرب می گویند۔ این بیان از لطیفہ اولی است کہ دل از یاد خدا در بیچ حال غافل نہ می ماند، نہ در خواب نہ در بیداری۔ خیال کنید کہ سبق اول چہ قدر دشوار است۔ سوال دوم نیز از قسم سوال اول است، وقتے کہ احوال مردم را قابل سبق اول نہ می یابیم، برائے طباعت کتاب چہ گوئیم، برائے کدام افراد آن را طبع کنیم۔ اے عزیز از مسائل طریقت چہ می گوئی۔ این مسائل را بالائے طاق بنہ و بمن بگو کہ آیا از مسلمانان در یک ہزار افراد یک مسلمان بہ این کیفیت پیدا می شود کہ از روئے مذاہب اربعہ وے مسلمان کامل بود۔ حَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ۔ تحریر دہم محرم ۱۳۲۵ م۔ خالقہ شریف دہلی۔

مکتوب ہستہم بہ اردو نیز بہ نام امجد علی شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امجد علی شاہ را بعد از سلام علیک معلوم باد، مکاتیب شمار رسیدند، بر آن کلام بے جا کہ از شما سرزدہ بود و اظہارِ ندامت کردہ اید، پروردگار کلام بے جا را کہ از ما و شما سرزدہ است بہ فضل و کرم خویش معاف کند، ما خطا ہا کہ شمارا معاف کردیم۔ آئندہ چنین کارے نہ باید کرد کہ دل بزرگ خود را آزرده کنی۔ ہدیہ شما تنبیہا و پیا کردہ شد۔ احمد اللہ خان چرا اظہار این قدر پریشانی کردہ است۔ حالانکہ از وے امرے بیجا سرزدہ است۔ شاید وے خیال کردہ کہ ما او را بدگفتہ ایم۔ چون او کار بے جا نہ کردہ ما چرا او را بدگوئیم۔ و آن چہ شما از



پریشانی ملازمت خود و از ناکام شدنِ فرزندِ خود در امتحان و از نہ رفتنِ وے برائے تعلیم بہ انگلستان نوشتہ  
اید و خیال کردہ اید کہ این ہمہ از بددعائے ما پیش آمدہ پس این خیال شما درست نیست۔ ما برائے شما این نہ  
بددعا کردہ ایم و نہ گاہے خواہانِ خرابی و پریشانی شدہ ایم۔ این ہمہ خرابی نتیجہ اعمال شما و ظہورِ تحریرِ ازل  
نوشتہ تقدیر شما است۔ در دل خود بدگمانی را جائے نہ و امید نہ من بدخواہ شما ہستم و نہ بدخواہ احمد اللہ خان  
ما الز پروردگار برائے خود و برائے شما این طالبِ خشنی می باشیم کہ پروردگار از رسوائی در دنیا و آخرت  
محفوظ دارد، عثرات و زلالت مایان را معاف کند و از مذابِ مصون و مامون دارد و توفیق دینداری و مسلمانی  
درست عنایت کند و بہ آن کار ہا موفق شویم کہ او سبحانہ و تعالیٰ از ما راضی شود و ازان کار ہا اجتناب کنیم  
کہ او تعالیٰ آن را خوش نہ دارد۔

چشم دارم کز گنہ پاکم کنی پیش ازان کاندہ لحدِ خاکم کنی

اندر ان دم کز بدنِ جانم بری از جہان بانور ایمانم بری

تحریر روز یکشنبہ ۲۸ جمادی الاولی ۱۲۳۹ھ از کوئٹہ۔ عبداللہ ابوالخیر فاروقی عفی عنہ

یک نقل ازین مکتوب بہ احمد اللہ خان و یک بہ اشتقاق الہی ارسال دارید۔

مکتوبِ بے بست و حکیم بہ اردو، نیز بہ امجد علی شاہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امجد علی شاہ را

بعد از دعائے خیر معلوم باد۔ اقبال (پیر امجد علی شاہ) را آوارگی و شمارا افسردگی۔ حَسْبُنَا اللہ۔ عزیزان

وے را۔ چہ از جہت پدر و چہ از جہت مادر شاید ہمین حال باشد، پس وے چہ گونہ نجستہ احوال گردد۔

ع از کوزہ برون ہمان تراود کہ دروست۔ حالانکہ از علالت نجات یافتہ و در جزع و فزع فرزند دلبند

مصرف گشتید کہ وے چہ اسعادت مند نہ شد۔ تمام عمر در کفرانِ نعمت و جزع و فزع بہ سر شد کہ از

علامت ادبار است، پس بگو کہ آیا سپاسداری و شکرِ نعمت کہ علامتِ فلاح و اقبال است، بعد از مرگ

خواہی کرد۔ لَا خَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ وَ مَنْ يُضِلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ يَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْسِدًا۔ بر ما و بر شما نہایت

ضروری است کہ سپاسداری و شکرِ نعمت ہائے پروردگار بہ جا آریم۔ دیگر خیریت است۔ حضرت بلال

برائے شکار رفتہ اند۔ دیر و زبست و ہشت بکہلے عمدہ از شکار گاہ برائے ما ارسال کردہ اند۔

والسلام۔ جمعہ سوم محرم ۱۲۳۹ھ۔ ۱۴ اکتوبر ۱۲۹۲ھ۔

مکتوبِ بے بست و دوم بہ فارسی۔ بہ مخلصین کوئٹہ بلوچستان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خان

سعادت آثار مرزا نیاز محمد حسن خان و عبدالرشید و عبدالعلیم و ملا عبید اللہ و یاز و لعل احمد مؤذن و منو

و ملا داد و مارکشی و محبت و ہارون پسرانِ بوستان و احمد جان قندھاری و آغا جان و غیر ہم ہمہ بخلاف



طاعات و عبادات بہ جد و جہد سعی می کردہ باشند و عمر گران مایہ را مفت ضائع نہ کنند۔

سرایہ دولت اے برادر بہ کف آر دین عمر گرامی بہ خسارت مگزار

دائم ہمہ جا بہ ہمہ کس در ہمہ حال میدار نہ ہفتہ چشم دل جانب یار

و از غصہ و خشم خود را دور دارند و از غیبت و تحقیر مسلمانان و دروغ زنی بسیار پرہیز کنند۔ این اخلاقِ ذیل در شمایان بسیار است، ازین جهت تاثیر ذکر شریف و حضور دل در شمایان کم است، ہر قدر ما توجہ بہ حال شما کردیم نصیحت کردیم، تاثیر در شمایان نہ شد، این ہمہ بہ سبب عادات شما است بہ اخلاقِ ذیل، پس باید کہ در دور کردن این اخلاقِ سیئہ سعی بلیغ کنند۔ وقت روانگی (از کوئٹہ) در مرزا نیاز سستی و پریشانی معلوم می شد، وجہ آن بنویسید کہ چہ بود۔ اگر در ہفتہ یک بار بر زیارت شریف (مزار عثمانی و حیدری، نزد شیخ ماندا) حاضر شدہ و طیفہ بست و پنج ہزار با حضور دل کنند امید است کہ حضور دل زیادہ شود و السلام علیکم پنجشنبہ ہفتم شعبان ۱۳۲۱ م عبد اللہ ابوالخیر فاروقی۔

**مکتوب ۲۱ بست و سوم۔** بہ اردو۔ بہ نام ظہور الحسن ساکن نگینہ از توابع بجنور۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب شمار سید و احوال معلوم گردید، پیداشدن شوق و محبت خوب است، اَلَا بُدُّ مِنْ رِسالہ خوب است بران عامل باشدید شغل اسم ذات ذکر قلبی بکنید، از طرف ما بہ شما اجازت است۔ ان شاء اللہ ازین شغل برکت خواہد شد و ترجمہ قرآن مجید از شاہ عبدالقادر بخوانید کہ از مضامین کلام الہی قدرے واقفیت پیدا شود و رسوم جہالت و بدعات از دل دور شوند، با بزرگان این زمانہ ملاقات نہ باید کرد۔ رشتنبہ ہمہ رمضان شریف۔ از کار بد و از نام خوب ابوالخیر۔

**مکتوب ۲۲ بست و چہارم** بہ اردو۔ نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ عزیز من، مکتوب شمار سید و احوال مکاتیب شامی رسد بہ وقت رسیدن مکتوب خیال شامی آید و طبیعت را یک گونہ توجہ بہ جانب شما پیدا می شود و اگر تحریر شما موافق مزاج می باشد برائے شما در اکثر اوقات از دل دعا بر می آید۔ اے عزیز، در خانہ خود بہ آرام نشستہ ئی، نہ در راہ دین محنتی کردہ ئی و نہ در طریق سلوک ریاضتہ و این نعمت دریافتہ ئی۔ آیا این برکت کم است، اے عزیز شکر حق بہ جا آر۔ ناپاسی کردہ نعمت را زائل کن۔ این خدمت بہ طاقت من نیست کہ من جواب ہر مکتوب بہ ہر کس بنویسم۔ این گونہ کار شغل بے کاران است۔ انسان را باید کہ عقل و تمیز حاصل کند۔ تحریر بست و چہارم جمادی الاول۔ از خانقاہ شریف دہلی۔ عبد اللہ ابوالخیر عفی عنہ۔

**مکتوب ۲۳ بست و پنجم** بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب شمار سید، شما



خود فکرے بلکیند کہ چہ کلام تحریر کردہ اید۔ کجا طرق کسب دنیا و کجا من بے چارہ و غریب۔ اگر چہ از مزاج من شما را واقفیت کم است۔ زیرا کہ در ایام درسی خود کہ از حکیم عبد المجید خان می گزید چند بار برائے ملاقات من آمدہ بودید۔ تا ہم این قدر عقل داری کہ بسنجی کہ قاعدہ من چہ است و طریقہ من چہ و از من طلب کدام امر باید کرد و پیش من نام چہ چیز باید گرفت۔ برائے تحصیل مطالب دنیویہ نزد من آمدن یا بہ من چیزے نوشتن سخت کم عقلی و حماقت است۔ پروردگار کتاب پاک نازل فرمود و انبیاء علیہم السلام فرستاد نہ برائے این کہ مخلوق خدا را طرق کسب دنیا نشان دہند۔ بلکہ برائے این امر فرستادہ کہ مخلوق را تعلیم دین فرمایند، برائے کسب دنیا حاجت کتاب و پیغمبر نیست، بے کتاب و بے پیغمبر ہم کسب دنیا می شود۔ نیز بگے اگر یہ اوج کمال می رسد مقام نیابت پیغمبر حاصل می کند۔ چون برائے پیغمبر تعلیم طرق کسب دنیا لازمی نیست، برائے نائبانش چہ گونه لازم می شود۔ از بیانے کہ نوشتم معلوم شد کہ بہ دعائے پیر کامل مقاصد دنیویہ را حاصل کردن امر بے حاجت بلکہ وضع الشئ عینی غیر فحشاء است و این ظلم است، اما اہل بدعت و غفلت درین امور مبتلا اند بلکہ حقیقت امر و اصل کلام این است کہ اگر بندہ نماز و روزہ و وظیفہ قرآن مجید و ذکر شریف باین مقصد می کند کہ دیر افتوح دنیویہ میسر شود و وے از اجر و ذخیرہ آخرت محروم است من کان یؤتد الحیاۃ الدنیاء ذینہما نوت الیہم انما لہم فیہا و ہم فیہا لا یبخسون، اولئک الذین لیس لہم فی الآخرۃ الا النار و حبط ما صنعوا فیہا و باطل ما کانوا یعملون۔ ہر کہ زندگانی دنیا و آرائش آن را می خواہد بہ تمام رسانیم بہ ایشان جزائے عمل ایشان در دنیا و ایشان در دنیا نقصان دادہ نہ شوند آن گروه کسانی اند کہ نیست مرایشان را در آخرت مگر آتش و باطل شد آنچه کردہ بودند در دنیا۔ آنچه می کردند باطل است: اعاذ اللہ سبحانہ من ذلک۔ در دوم رکوع سورہ ہود (علیہ السلام) این آیات موجود اند اگر می خواہید کہ فی مابین خط و کتابت جاری مانند پیر زاینکو نہ کلام احترام زکنید چہ مقصد از خط و کتابت دیگرے را رنجیدہ ساختن نہ می باشد۔

مکتوب بے بست و ششم بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عزیز من چند روز شدہ کہ مکتوبے بہ شما ارسال کردہ ام و سبب نوشتن مکتوب ہذا این امر شدہ کہ در شہر شما حافظ نور الحسن فرزند مولوی ظہور الحسن مرحوم قیام دارند۔ ایشان بہ من مکتوبے متضمن استغفار ارسال کردہ اند و من درین امور سوال و جواب را خوش نہ دارم، لہذا ٹکٹ ایشان کہ برائے جواب ارسال کردہ بودند بہ شما می فرستم کہ بہ ایشان برسانید و غدر من بگوئید کہ من در ضروریات مقصر مانده ام (چہ جائے این گونه سوالات و جوابات) و در شہر شما محمد حسن خان ہستند ایشان مرید مولوی غلام نبی لہی اند کہ از سلسلہ مامی باشند



دیر است کہ مکتوب ایشان نیامده. احوال ایشان تحریر کنید والسلام تحریر یوم جمعہ چہارم جمادی الآخرہ  
 ۱۳۱۶ھ، عبد اللہ ابو الخیر عفی عنہ۔

مکتوب بست و ہفتم، بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) مکاتیب مرسلہ  
 ظہور الحسن می رسند۔ ابتداءً از خطوط ایشان احساس پریشانی بیشتر می شد و الحمد للہ کہ درین ایام قدیمی  
 کمی است۔ پریشانی را تا حد امکان کم باید کرد کہ نتیجہ پریشانی خوب نیست۔ پابندی نماز و روزہ و احکام  
 شرعیہ لازم است و بر لے سلیم القلب شدن و ساوس را از دل دور کردن امر ضروری است بقولہ  
 بزرگان ما است والحق کہ مقولہ خوب است: دلے کہ گرفتار غیر است از وجہ توقع خیر است والسلام  
 پنجشنبہ سیزدہم ذوالقعدۃ الحرام ۱۳۱۶ھ۔ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب بست و ہشتم، بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب سعادت  
 ۲۰ از ظہور الحسن رسید۔ احوال معلوم گردید۔ از تذکرے مکتوب شما نیامده بود لہذا از جانب ما ہم جوابے نہ  
 رفت۔ بروینداری ثابت قدم و بہ اعمال صالحہ مشغول باشید۔ دنیا جائے چند روز است۔ آرامگاہ مسلم  
 آخرت است۔ دنیا جائے زحمت و آخرت جائے راحت است، الذنبا یبعث المؤمنین وجنتہ الکافر۔  
 مشہور مقولہ است و شما ہم آن را شنیدہ باشید۔ در طول اہل و آرزو مانے دراز وقت عزیز را ضائع نہ کنید۔  
 از افکار دنیہ باطن خود را پاک دارید و شوق ذکر شریف را زیادہ کنید، از خطرات و وساوس دل را پاک  
 کنید۔ ہر روز در وقتے بہ تلاوت قرآن مجید با فہم معنی خود را مشغول دارید۔ طریقہ نیکان بہین است در  
 غم دنیا ماندن و غم تہی دہی (از مال و متاع دنیویہ) خوردن کار خردمندان نیست۔ از غم خوردن دنیا بہ  
 دست نہ می رسد۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ من بہ اندازہ ہفت ماہ در کونٹہ و گلستان قیام کردہ  
 بہ منتصف رجب بہ دہلی رسیدہ ام۔ والسلام تحریر یکشنبہ دوازدهم شعبان ۱۳۱۶ھ۔ خانقاہ شریف دہلی۔  
 مکتوب بست و نہم، بہ اردو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبد اللہ ابو الخیر  
 فاروقی ظہور الحسن را بعد از سلام مسنون معلوم باد کہ مکتوب شما در کونٹہ رسیدہ بود۔ ما درین روز بہ دہلی  
 رسیدہ ایم و جواب می نویسم۔ پروردگار را و شما را توفیق عمل صالح عنایت کند،

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش  
 در نہ سزاوار خداوندیش  
 عذر بہ درگاہ خدا آورد  
 کس نہ تواند کہ بہ جا آورد

در نیک کار با اوقات عزیزہ را صرف کردن مناسب است۔ ملازمت و تجارت و زراعت  
 از نیک کار ہا است و یہ خلوص دل یا دالہی کردن نعمت عظمیٰ است کہ یقین را می افزاید البقیۃ الخیر



والسلام تحریر چار شنبہ بستم شعبان ۱۳۲۱ھ خانقاہ شریف دہلی۔

مکتوب سی اُمم بہ اردو نیز بہ ظہورِ احسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے نیک مرد عزیز۔ چنان شود و چنین شود و آن شود و این شود گفتن و آرزو کردن سودے نہ می رساند۔ نہ دنیا بہ دست می آید و نہ دین۔ البتہ بہ جد و سعی چیزے حاصل می شود و آن ہم اگر در تقدیر نوشته است ورنہ با وجود جد و سعی چیزے بہ دست نہ می رسد، بہ دست من دولت آید، من مالک باغ شوم، من حکمران گردم، اگر تمام روز در این گونه خیال خام بمانی، هیچ نہ خواہی یافت، چرا خبط الحواس شدہ فی۔ ہرچہ خواہی کنی ثمرہ آن خواہی یافت۔ در طلب دنیا شب و روز سرگردان مانی و آرزو داری کہ مراتبہاے اہل دین اُصحاب معرفت را دریابی۔ ہیہات ہیہات۔ فلاح عاقبت نہ بر خواہشات شمایان موقوف است و نہ بر خواہشات اہل کتاب بلکہ موقوف بہ عمل است۔ ہرکہ کار بد کند جزاے آن دریا بد و نہ کسے را بہ جز پروردگار معین و مددگار خود یابد۔ و ہرکہ کار نیک کند و ایمان ہم آورده باشد خواہ مرد باشد یا زن۔ پس ایشان داخل بہشت خواہند شد و بر ایشان مقدار ذرّہ عدوان نہ خواہد شد۔ این ترجمہ آیت شریفہ است کہ برائے ہدایت شما نوشته ام و السلام روز پنجشنبہ سیزدہم رمضان المبارک ۱۳۲۱ھ خانقاہ شریف دہلی۔ عبداللہ ابوالخیر فاروقی عفی عنہ۔

مکتوب سی و یکم، بہ اردو نیز بہ ظہورِ احسن۔ از عبداللہ ابوالخیر فاروقی سعادت آثار ظہورِ احسن۔ رابعہ از سلام مسنون معلوم باد کہ بفضل پروردگار با متعلقین بہ عافیت، مسم و عافیت شما مطلوب۔ شاہ ولی اللہ در تالیف از بزرگے نقل کردہ کہ بزرگ دیگر بہ ایشان گفت این شعر را زبانی یاد گیرید۔

کارے نہ ساختیم و میدان گرفت صبح  
حرفے چراغ خانہ بیافسانہ سوختیم  
مقصود این است کہ اگر چیزے نہ کردیم، رنج آن باید کرد (بیان مفہوم پنج اشعار اردو کہ حضرت جدِ مجدد گفتہ اند و حضرت ایشان درین جا نقل کردہ اند قدّس اللہ اشوارہما) ما در این محفل دنیا آمدہ چہ کردیم غیر ازین کہ خود را رسوا کردیم۔ تمام عمر درین بازیچہ اطفال بہ گوناگون تماشا، مصروف ماندیم۔ ہمدان ساغر ہا نوشیدہ رفتند و تو در خواب غفلت شب را بہ سر بردی۔ ہم پیالہ و ہم نوالہ تو کجا بستند کہ مدتے با ایشان ہم مشرب ہوئی۔ قدّ گفی بالموت یا عمر و اعظافاً فاعتبروا العظام ما دمت حیاتاً باکیا۔ و هو اللہ سبحانہ یوفّقک لما یحبّہ و یزّصّہ۔ چار شنبہ نہم ربیع الاول ۱۳۲۲ھ کوثر بابو جلد۔

مکتوب سی و دوم بہ اردو نیز بہ ظہورِ احسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ ابوالخیر فاروقی میان ظہورِ احسن بعد از سلام مطالعہ کند کہ بہ روز و شنبہ و پنجشنبہ روزہ داشتن موجب اجر جزیل است۔ الصّوم لی و آنا اجزی پیہ۔ نص مبارک است۔ اگر بر این اعمال صالحہ ثابت قدم باشید



ان شاء اللہ تعالیٰ عن قریب در اہل فلاح داخل خواہید شد و جمیع نحوستہا از شما دفع خواہند شد۔ نیست  
قیام التلیل کردہ بہ شب در خواب روید۔ وقتے کہ بیدار شوید دو چار رکعت بخوانید و اگر بیدار نہ شدید کلمہ  
استرجاع بخوانید۔

مکتوب سی و سوم۔ بہ فارسی، نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبد اللہ ابو النخیر  
فاروقی میان ظہور الحسن سلام خوانند۔ مکتوب شمار سید۔ بر سلامتی ایمان شکر الہی بہ جا آرند کہ بزرگترین نعمتہا  
است۔ از مؤلفات امام غزالی کیمائے سعادت و منہاج العابدین مطالعہ کنند بہ صدق و راستی ذکر شریف  
رب العالمین بر طریقہ مقررہ خواجگان نقشبندیہ علی الدوام کنند و اگر نتوانند قدرے بہ وقت صبح و قدرے  
بہ وقت شام بکنند، امیدواریہا است، و بہترین نعمتہا سلامتی ایمان است۔

گر رشک برد فرشتہ برپائی ما      گر طغہ زند دیو بہ ناپائی ما  
ایمان بہ سلامت چو لب گو بریم      اخست برین چستی چالاکئی ما  
مرگ مولوی رشید احمد زخمی است کہ مریم نہ دارد عالم صالح و دیندار در این وقت حکم عنقا دارد۔ اِنَّا  
بِلَہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ مُردن این چنین یک شخص از مُردن یک ہزار بردینداران سخت است۔  
اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِی دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلْ الدُّنْیَا اَکْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تَسْلُطْ عَلَیْنَا  
مَنْ لَا یَرْحَمُنَا وَ اَلْسَلَام۔ رشتہ بہت و مفتم ہادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ۔

مکتوب سی و چہارم۔ بارہو نیز بہ ظہور الحسن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ظہور الحسن را بعد از  
سلام معلوم باد، بعد مدت مکتوب شمار سید۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی الْعَافِیَۃِ۔ افسوس کہ عمر گران مایہ بطلالت و غفلت  
بہ سر رفت۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْل۔

جہان اے برادر نہ ماند بہ کس      دل اندر جہان آفرین بند و بس  
تحریر رشتہ بہ مفتم ماہ مبارک رمضان ۱۳۲۵ھ از کوٹہ بلوچستان۔ عبد اللہ ابو النخیر فاروقی غفی عنہ  
مکتوب سی و پنجم بہ اردو بہ احمد یار خان عرف مولوی مدن۔ ساکن محلہ بھیر، ٹونک، راجپوتانہ  
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ۔ لفافہ و پتاقہ ہر دور رسیدند۔ احوال معلوم شد۔ اے  
عزیز، آن سبق اعتبار دارد کہ شاگرد پیش استاد خود بخواند و آن وظیفہ مقبر است کہ مرید در حضور مرشد خود ادا  
کند۔ از دور سبق خواندن و از دور وظیفہ کردن اعتبار نہ دارد، خواب و خیال شہام معلوم شد، اللہ تعالیٰ ما را  
و شمار اتوفیق عمل صالح غایت کند۔ تحریر یکشنبہ ۲۴ شوال ۱۳۲۵ھ دہلی۔ محلہ چلی قبر خانقاہ شریف مجددی  
مکتوب سی و ششم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بعد از سلام علیک



معلوم باد۔ پروردگار جل و علا خطا ہے، ما و شما را معاف کند و براہِ مستقیم دین متین گامزن کند، بخشندہ گناہان صرف اللہ تعالیٰ هست، لہذا پیش وے بہ خلوص دل و بہ عاجزی دعا کردن برائے ما و شما بلکہ برائے ہمہ ضروری است۔

أَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِمَّا جَنَيْتُهُ وَعَمَّا عَصَيْتُ الْأَمْرَ قَوْلًا وَمَفْعَلًا  
وَمِنْ شَرِّ شَيْطَانِي وَنَفْسِي وَمَكْرِهِ وَأَدْعُوكَ رِقًا خَاضِعًا مَتَدَلِّلًا

تحریر روز پنجشنبہ شانزدہم رجب الحرام ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب سی و ہفتم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد یار را بعد از سلام معلوم باد۔ از مکتوب شما احوال خوبی نماز و ذوق و طیفہ معلوم شد۔ شکر است اللہ تعالیٰ را۔ عوض ذکر جہر تلاوت قرآن مجید (بہ جہر) با فہم معنی مفید تر است و السلام روز یکشنبہ ہفتم رجب الحرام ۱۳۲۵ھ۔ مکتوب سی و ہشتم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہمہ خواب خیال شما معلوم شدند۔ اے عزیز ہر قدر کہ تعمیر دیوار کردی۔ اجرتِ ہمان قدر خواہی یافت۔ از سخن رانی نہ در کم بہ دست می آیند و نہ بزرگی۔ مسلمان را شاید کہ نیک عمل بکند۔ تزکیہ نفس خود کردن ضروری است۔ اگر نہ می توانی بہ تعلیم دین مشغول شو و السلام جمعہ است و سوم ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب سی و نہم بہ اردو نیز بہ احمد یار خان۔ احمد یار را بعد از سلام علیک معلوم باد۔ شما نوشتہ اید کہ در وظیفہ شریفہ ترقی و برکت شدہ۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ماکشف نہ داریم و تا وقتہ کہ احوال را مشاہدہ نہ کنیم چیزے حکم نہ می توانیم کرد۔ دیگر خیریت است و عافیت ہر دو جہان برائے خود و برائے اولاد خود و برائے جمیع مسلمانان از اللہ تعالیٰ جل جلالہ و عظم نوالہ طلب می کنیم و می خواہیم السلام وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاَتَابِعِينَ۔ تحریر روز چہارشنبہ ہر دہم ذوالقعدہ الحرام ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب چہارم بہ اردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از مکتوب شما احوال معلوم شد۔ برائے حاصل کردن علم دین نزد استاد حاضر بودن نہایت متحسن بلکہ لازمی است مانہ می دانیم کہ بے صحبت استاد در وظیفہ برکت حاصل شود۔ و اگر شما این خیال دارید کہ بہ ذریعہ توجہات از دور ہم برکات حاصل می شوند۔ بہ گمان من این خیال باطل و آرزوئے غلط است۔ اگر در صورت صحبت ہم چیزے برکت حاصل شود بسیار خوش قسمتی و بزرگ کمال است۔ درین دور بیشتر افراد خواہش دارند کہ از دور اخذ برکات کنند و ترقیہا نمایند۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا خَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۝



وَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ بِحَمْدِهِ ۵ رِضَا نَفْسِهِ حَمْدًا كَثِيرًا مُكْتَمَلًا

وَالسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ۔ پنجشنبہ چہارم ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و یکم بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد یار را بعد از سلام علیک معلوم باد۔ الحمد للہ رب العالمین ماہمہ بخیریت، ستیم۔ اَسَامِی تمام انبیار و مرسلین خوب اند صلوٰۃ اللہ وَسَلَامُہُ عَلَیْہِمُ أَجْمَعِينَ و بیچنان نامہائے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، بہ ہر نام کہ پسندی پس خود را موسوم کن والسلام جمعہ دوم رمضان مبارک ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و دوم بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آن بزرگ کہ در خدمتِ غم ما بودہ و بہ خدمتِ بے بزرگان رسیدہ، بیعت از کیت و در کرام خاندان است۔ بہ ایشان بگوئید کہ برائے ما و اولاد ما دعائے نیک نختی و دینداری بکنند۔ ایشان کہے را بیعت می کنند یا نہ و از بزرگے بہ ایشان اجازت ارشاد حاصل است یا نہ۔ در کراچی صد ہا نفر بہ روزہ شنبہ وقت شام ہلالِ رمضان دیدہ اند و در پونہ و بمبئی نیز بہ چہار شنبہ اول رمضان بود و آن روز ہمہ صائم بودند۔ لہذا قضائے یک روزہ ضروری است والسلام شنبہ ۲۵ رمضان ۱۳۳۳ھ

مکتوب چہل و سوم بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب احمد یار رسید۔ کیفیت معلوم شد۔ الحمد للہ رب العالمین۔ ماہمہ بہ خیر و عافیت، ستیم۔ پروردگار گناہان مایان را معاف کند۔ و از رسوائی در دنیا و از عذاب در آخرت محفوظ دارد۔ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤِمِّنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ إِنَّكَ سَمِيعٌ قَرِيبٌ مُّجِيبُ الدُّعَوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّم عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّم عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَجَمِيعِ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ وَ أَلْحَقْنَا بِهِمْ غَيْرَ خَزَائِيَا وَلَا مَفْتُونِينَ، در ذکر شریف بسیار برکت است، این را ترک نہ باید کرد۔ و الحمد للہ رب العالمین۔ عنوان مالئہ ماین است۔ ریاست را میور۔ قلبہ کہنہ۔ بجلی گھر تحریر روزہ شنبہ ہفتم ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ۔ ۲۲ فروری ۱۹۱۶ھ

مکتوب چہل و چہارم بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر این درست است کہ وظیفہ قلبی می کنید پس امیدوار حضور دل باشد و کہے کہ حضور دل را حاصل کرد و در صالحین داخل شد۔ وَأَدْخَلَنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ۔ والسلام تحریر روز پنجشنبہ بست و ششم ذوالقعدہ الحرام ۱۳۳۳ھ مکتوب چہل و پنجم بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از برائے اولئے قرض



دعائے راپرسیدہ فی حضور مبارک صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم این دعا کرده کہ در حصن حصین موجود است۔ اللّٰهُمَّ اَلْفِئْتِي بِمَحَلَّاتِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاعْنِنِي بِفَضْلِكَ عَنْ سَوَاكَ۔ بعد از ہر نماز دہ بار درود شریف در اول و آخر سہ بار بخوانید۔ امید است کہ در یک اربعین (چلہ) پروردگار صورتی آسانی پیدا خواهد کرد۔ دیگر آن کہ ماہمہ بہ عافیت ہستیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ او تعالیٰ گناہان مایان را معاف فرماید و بہ رضامندی خود مشرف سازد۔ چہار شنبہ بست و دوم شوال ۱۳۳۵ھ کوئٹہ۔ بلوچستان۔ مسجد حضرت بلال۔

مکتوب چہل و ہشتم بہ اردو نیز بہ احمدیاری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب احمدیاری رسید۔ اگرچہ مریدان من ہزار ہا افراد اند۔ لیکن مادرِ دختر کے راجہ کاح مریدے نہ می دہیم وقت بسیار نازک است۔ مادرِ معاملہ کے مداخلت نہ می کنیم۔ ذکر این امور با ما ضروری نیست دیگر بحمد اللہ مایان بہ عافیت ہستیم ضمان کے مباحث بہ وصایاے مردم درمیا، در قبالہا نام خود منویس، بہ محکمہ قضا حاضر مشو۔ خواجہ جہان عبدالخالق غجدوانی رحمہ اللہ و رضی عنہ بہ فرزند خود این نصیحت فرمودہ اند۔ وصیت نامہ حضرت ایشان را حضرت پیر و مرشد برحق (الوالد الما جد) این ناکارہ را در طفل آموختہ بودند و این ناکارہ آن را حفظ کردہ بود۔ جَزَاةُ اللّٰهِ تَعَالٰی خَيْرُ الْجَزَاةِ وَرَضِيَ عَنْهُ وَالْكَرَمُ نَزْلُهُ وَغَفَاةُ ذُنُوبُهُ وَ غَفَرْلَهُ وَلِوَالِدَيْهِ وَ لِاَوْلَادِهِ۔ آمین۔ یوم الجمعہ چہار دہم ذوالحجۃ الحرام سال ہزار و سہ صد و سی و چہار از ہجرت حضور مقدس۔ اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّاتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِينَ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

مکتوب چہل و ہشتم بہ اردو۔ نیز بہ احمدیاری۔ از امور بے جا بزرگان منع می فرمایند۔ زیرا کہ از وجہ امور بے جا چون کسے گرفتار آفات می شود (معاذ اللہ) خلاصی دے متذمر می شود۔ چند بار بہ شمار نوشتہ ایم۔ کہ در ضروریات خود و احوال ضعیفی می باشیم۔ ما خیال لغو افراد نہ می کنیم و نہ از خیال کردن ما مقصود بہ دست می رسد۔ مارا کجا این قدر فرصت است کہ سبق "گاؤ آمد و خرفت" را یاد کنیم۔ اگر کسے موافق باشد یا سخنے موافق باشد فیہا، در نہ "ہم داخل دفتر باید کرد" کلام درست بہ شمار نوشتہ شد۔ رَبِّ اغْفِرْ لِي۔ پروردگار گناہان مادرِ معاملہ کند برائے دفع پریشانی استغفار بسیار مفید است۔ ائمہ دین برین متفق اند و السلام جمعہ ۲۲ ماہ مبارک ۱۳۳۵ھ

سُكْرَاتِ الْمُنَاتِ وَاللَّحْدِ  
وَإِذَا مَا سُئِلْتُ عَنْ لَدَدِ  
فِي تَهَارِي وَلَيْلَتِي وَغَدِ

حَسْبُنَا اللّٰهُ فِي الْحَيَاةِ وَفِي  
وَحْسَاتِي وَوَرَبِّ اَعْمَالِي  
وَهُوَ نِعَمَ الْوَكِيلِ يَكْلُوْنِي



مکتوبِ چهل و ہشتم بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از مکتوب احمد یار۔  
 ماجرائے الم انگیز معلوم شد۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پروردگار مہربانی فرماید و گناہان ما و شمار معاف  
 کند۔ در این چنین احوال ختم خواجگان خواندن بسیار نافع است و السلام جمعہ ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ  
 مکتوبِ چهل و نہم۔ بہ اُردو نیز بہ احمد یار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد یار را بعد از سلام  
 مسنون معلوم باد۔ بزرگان دین برائے دفع بلیات و مصائب ختم خواجگان می خوانند غالباً مولوی  
 محمد حسین خان نیز می خواند۔ شما شاید نہ می خوانید۔ بعد از ہر نماز فرض وہ بار خواندن یتد الاستغفار  
 برائے دفع پریشانی بسیار نافع است۔ و الباقی الحمد للہ رب العالمین ہمہ خیریت است و السلام  
 دوشنبہ یکم شعبان ۱۳۳۶ھ۔

مکتوبِ پنجاہم۔ بہ اُردو بہ نام مولوی برکت اللہ مختار فاروقی۔ ہالسی ضلع حصار۔ بسم اللہ  
 الرحمن الرحیم۔ برادر طریقت برکت اللہ حفظنا اللہ وایاہ من الفتن۔ بعد از سلام و دعا معلوم باد  
 کہ از ما ہے بیمار بودم۔ پروردگار را حمد است کہ حالاً در مرض تخفیف است از مدتے مکتوب شما نیامدہ و  
 احوال معلوم نہ شدہ، بے خیالی مناسب نیست طریقہ و قاعدہ خود را تبدیل نہ دہید کہ نالشی و خیم است۔  
 شغل ذکر و رابطہ را بہ قوت جاری دارید۔ نماز را پنج وقت با جماعت ادا کنید۔ اگر سستی پیدا شدہ  
 است تو بہ بکنید و از احوال خود اطلاع دہید۔ منشی رمضان علی و شیخ غلام احمد را سلام و دعا برسانید  
 و السلام تحریر یوم شنبہ ۲۳ ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۳۶ھ، ہجری مقدسہ۔

مکتوبِ پنجاہ و یکم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم بہ شرط استقامت  
 فی الواقع خوش نصیبی شما است۔ خوش گفت۔

مُورِ سکین ہو سے داشت کہ در کعبہ رسید دست در پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید  
 بہ بست و یکم صفر، وقت رسیدن این مکتوب شما یک گونہ مناسبت شمارا با وظیفہ شریفہ در خیال  
 ظاہر شد۔ اگرچہ اثر بد مزگی ہنوز قدسے باقی است۔ باید کہ در امر این بد مزگی فکر بکنی کہ از چہ وجہ آ۔  
 آیا از بقیہ اثر صحبت ناقص برادر شما است یا از وجہ دیگر۔ بہ ہر حال از دل توبہ و ندامت کنید تا کہ  
 این بد مزگی نازل شود۔

ترسم کہ یار با مانا آتش ناہماند تا دامن قیامت این غم بہا بہاند  
 رمضان علی را نصیحت کنید کہ بر راہ آید و السلام یکشنبہ ۲۲ صفر ۱۳۳۶ھ

مکتوبِ پنجاہ و دوم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دو مکاتیب شما



رسیدند و بروقت رسیدند الحمد للہ کہ در حالِ شما خوبی بہ نظر آمد۔ در سالہا این کیفیت بہ شما نصیب شد۔  
جلے مسرت و مقامِ شکر است۔ باید کہ قدر این نعمت بجہی کہ از تمام نعمتہائے دنیا این نعمت بہتر است۔  
غلام احمد و رمضان علی را تا این زمان این دولت نصیب نہ شدہ پروردگار ایشان را نیز توفیق دہد۔  
صد بلا در گردنم بود این اسیری تانہ بود کرد آزاد از جہان یک حلقہ گیسوئے دوست  
در این نسبت چون ترقی واقع می شود سالک بہ مرتبہ فنا فی الشیخ می رسد تا یا کر خواہد میلش بہ کہ باشد۔  
۲۷ شنبہ ۲۷ ربیع آخر ۱۳۱۴ھ۔ خانقاہ دہلی۔

مکتوب پنجاہ و سوم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ روزے کہ شمارخصت شدید در دل ما  
از جہت شہابے حلاوتی ظاہر شد۔ شمار اطلب کردیم لیکن رفتہ بودید۔ شما سہ روپیہ ہدیہ آوردہ ہوید چون  
کہ حالت شما مشکوک شدہ، لہذا بہ ذریعہ "منی آرڈر" ہدیہ شما واپس کردہ می شود۔ اگر شما صاف می ہوید  
در دل ما از شہابے حلاوتی پیدانہ شد۔ ما ہدیہ ہر شخص را نہ می توانیم گرفت و نہ ہر شخص از ما بہرہ مندی  
تواند شد۔ برائے شما بہتر است کہ از زیلع باطنی تائب شوید۔ والسلام ۲۷ رجب المحرم ۱۳۱۴ھ  
مکتوب پنجاہ و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ در دین و آئین، تہاد و بے باکی از علا  
شقاوت است۔ ہر قدر کہ در سن و سال افزونی شود باید کہ در عقل سلیم بختگی و کمال پیدا شود۔ بعد از بہت  
کردن در مخالفت و بے باکی غرق ماندن و متنبہ نہ شدن و از نیک و بد بے خبر ماندن در راہ غفلت ہوید  
کہ شما یان اختیار کردہ اید قطعاً خلاف طریقہ اہل دین است۔ کار ما آگاہ کردن است۔ بہ ذریعہ این تحریر  
شمار نصیحت کردہ شد۔ قبول و ناقبول کردن کار شما است۔ احوال خود را بسنجید و وضع قہر را ترک کنید  
و طریقہ مسلمانی برگزینید۔ والسلام تحریر روز دوشنبہ ۲۲ رجب المحرم ۱۳۱۴ھ از خانقاہ شریف دہلی۔  
رقیمہ عبداللہ ابوالخیر عفی عنہ

مکتوب پنجاہ و پنجم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ درین روزہا از چند وقت مکتوب برکت اللہ  
نیامدہ۔ ما در ہفتہ عشرہ ان شاہ اللہ بہ کونہ سفر می کنیم۔ پروردگار توفیق توبہ و ایمان درست و اعمال صالحہ  
و راہ مستقیم عنایت کند والسلام دوشنبہ ۲۱ محرم ۱۳۱۴ھ خانقاہ شریف دہلی۔ عبداللہ ابوالخیر فاروقی  
مکتوب پنجاہ و ششم۔ بہ اردو نیز بہ برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ را  
بعد از سلام معلوم باد۔ مکتوب شما رسید۔ از دور سخن سازی فائدہ نہ دارد۔ وَ یَقْدِرُ قُوْنٍ بِالْقَبِیْبِ مِنْ  
مَّكَانٍ بَعِید۔ و ناویدہ می انگنند از جلے دور۔ اگر نزد ما بیاید احوال و وظیفہ شما معلوم خواہد شد کہ در  
و سادس بہ چہ مقدار کمی واقع شدہ۔ بنائے طریقہ ما بر صحبت است۔ مرید را باید در سال چہل روز نزد ما



باشد کہ احوال ترقی وے معلوم شود۔ اگر این قدر ہم نہ تواند از سخن سازی چه می رسد۔ تحریر روز جمعہ بست و ہفتم ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ از کوئٹہ۔ بابو محکمہ جدید۔

مکتوب پنجاہ و ہفتم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ در دنیا ہر چہ از شر و فساد ظاہر است از وجہ نافرمانی پروردگار است۔ علی الخصوص برائے مسلمان نافرمانی کردن سبب آفت عظیم است والسلام تحریر روز جمعہ یازدہم شعبان ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب پنجاہ و ہشتم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت اللہ را بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب شمارید۔ احوال معلوم شد۔ از خوابی کہ دیدہ اید دل خوش شد۔ در وظیفہ شریفہ سعیہا کنید۔ از اہل خانہ و اولاد و شاگردان و دوستان ہر کہ خواہش کند تعلیم و وظیفہ شریفہ بہ نوعی بہ کنید کہ این جاپیش خدمت تعلیم می دہد۔ و سادس را دور کردہ بہ حضور دل و وظیفہ شریفہ باید کرد و تلاوت مبارکہ بہ لحاظ معنی والسلام تحریر یکشنبہ نہم محرم ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب پنجاہ و نہم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ را بعد از سلام علیک معلوم باد، اولاً بطاقہ و باز ملفوف رسید از احوال آگاہی شد۔ شما چند اشعار و در حمد الہی گفتہ اید در بعض اشعار ایطاری است۔ اگر فرصت دست داد اصلاح کردہ فرستادہ خواہد شد، شما در خواب زیارت حضرت کلان کردید (حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ) سعادت مندی شما است۔ شکر بہ جا آرید و شکر این سعادت آن است کہ بطریقہ ایشان و بردینداری و برہیزگاری محکم شوید ہر آن امر کہ مخالف طریقہ ایشان باشد از ان اجتناب کنید و در معاملات اتباع شریعت کنید والسلام تحریر روز چارشنبہ چہارم شعبان ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب شصت و یکم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ مختار را بعد از سلام و دعا معلوم باد مکتوب شمارید۔ در خواب پیغمبر را (صلی اللہ علیہ وسلم) یا پیر را زیارت کردن از احوال رائی آگاہی کند۔ اگر در عقیدہ رائی چیزے ضعف است، وے پیغمبر یا پیر را بہ کیفیت ضعف صورت پیری خواہد دید۔ و اگر در عقیدہ وے تروتازگی و قوت است پس بہ کیفیت قوت و بہ صورت جوانی خواہد دید۔ شما در خواب دیدہ اید کہ جسم ما کوتاہ شدہ است۔ آن کوتاہی در جسم ما نیست بلکہ در آن نسبت واقع شدہ است کہ از ما بہ شامی رسید شما در عالم مثال آن کوتاہی را دیدہ اید۔ باید کہ تفکر و تفحص کنید کہ چہ درین نسبت و فیوضات و برکات کمی واقع شدہ است، و درازا لہ ضعف سعی نماید والسلام تحریر روز شنبہ چارہم شوال ۱۳۲۵ھ۔

مکتوب شصت و یکم۔ بہ اُردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت اللہ



را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمار سید مابہ فضل پروردگار بہ عافیت ہستیم۔ (و باز حدیث ابو ہریرہ کہ در نصحیح گزشتہ تحریر فرمودہ اند و نوشتہ اند) برائے نصیحت گرفتن و معمول ساختن این یک حدیث کافی است۔ مسموع شدن آواز مخصوص بہ کبرائے کمالان است (یعنی آواز ذکر قلبی) برائے ما و شما این قدر کافی است کہ نہ آواز مسموع شود نہ چیزے دیگر تا داکم خیال بہ سوئے قلب باشد و مقدم ترک کردن آن کار ہا است کہ شب روز دران مصروف می باشیم۔ از زبان مایان کلامے نہ برآید کہ بران مواخذہ باشد و رسوم و عادات بے جا را باید گزاشت و السلام تحریر و تہنہ نوزدہم ربیع الاول ۱۲۲۹ھ از دہلی۔ خانقاہ شریف۔

**مکتوب شصت و دوم۔** بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مولوی برکت را بعد از سلام و دعا معلوم باد مکتوب شمار سید۔ و قبل ازین مکتوب جوابی نہ رسیدہ۔ مایں جا از مخلصین استفسار می کردیم کہ برکت اللہ کجا ہست و احوالش چیست۔ و شما درین خط نوشتہ اید۔ بادشاہ کامران بود از گدایان عار داشت۔ من بندہ عاجز پروردگارم از بندگان وے چگونہ عار دارم۔ من طلبہ کاغذ اہم می خواهم کہ بندہ کالمًا بندہ پروردگار باشد۔ مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ لِلّٰهِ لَہ۔ شمارا در وظیفہ شریفہ ذوق و شوق روئے می دہد، جائے بسیار سترت است، و شوق نماز تہجد و خواندن تہجد از بیدار بختی و خوش نصیبی است۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اِحْسَانِهِ۔ بر شکرگزاری خود شکر مابہ جا آرید۔

اے خدا قربان احسانت شوم این چہ احسان است قربانت شوم

در عشرہ اخیرہ رمضان بہ وجہ علالت یکے از بر خورداران بہ میرٹھ رسیدیم۔ چون از علاج و معالجہ فائدہ نہ شدہ بلند شہر رسیدیم۔ و این جا فائدہ شدہ۔ بعد از چند روز کہ صحت کامل شود بہ دہلی می رویم۔ این جا را نشان این است۔ بلند شہر۔ کوٹھی پھونس والی۔ حضرت صاحب۔ شوال ۱۲۳۳ھ۔

**مکتوب شصت و سوم۔** بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ برکت اللہ را بعد از سلام مسنون معلوم باد۔ خط شمار سید۔ از علالت دختر خود نوشتہ اید۔ عَاَفَا اللّٰهُ تَعَالٰی وَاَيَّاكُمْ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَآخِرَۃٍ وَّعَافَا اللّٰهُ تَعَالٰی عَنَّا وِعَنْكُمْ وَرَحِمَنَا وَاَيَّاكُمْ وَرَحِمَ اللّٰهُ مَشَاطِعَنَا وَاَبَاءَنَا وَمَنْ اَحْسَنَ اِلَيْنَا اَمِیْن۔ ذکر شریف با حضور دل و تلاوت قرآن مجید با فہم معنی و خواندن استغفار عمدہ عبادات اند و السلام۔ شنبہ بستی و ششم صفر ۱۲۳۳ھ۔ خانقاہ شریف مجددی۔ دہلی

**مکتوب شصت و چہارم۔** بہ اردو نیز بہ برکت اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبد اللہ ابوالخیر فاروقی میان برکت اللہ را بعد از سلام مسنون معلوم باد۔ خبر انتقال مرحومہ فاطمہ معلوم شد۔ اِنَّا لِلّٰهِ



وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ - اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِمَا وَاَزَحَمْتَنِيْ وَاِيَا هَا وَاَعْفُ عَنِّيْ وَعَنْهَا وَتَجَاوَزْ عَنِّيْ سَيِّئَاتِيْ وَ  
سَيِّئَاتِهَا وَاَدْخِلْنِيْ وَاِيَا هَا الْجَنَّةَ وَاَجْزِنِيْ وَاِيَا هَا مِنَ النَّارِ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّحِمِيْنَ  
یا غفار۔ بعد از نماز فرض این دعا را سه بار بخوانید۔ امید است که اللہ تعالیٰ بفضل و کرم خود دعا را قبول خواهد  
کرد و بے مغفرت سرفراز خواهد فرمود و صبر کنید و امیدوار ثواب باشید و السلام

امروز گراز رفته عزیزان خبری نیست فردا است رین بزم زما هم اثری نیست

چهارشنبه پنجم ربیع الاول ۱۳۳۱ھ

مکتوب شصت و پنجم۔ به اردو نیز به برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی برکت اللہ  
را بعد از سلام و دعا معلوم باد مکتوب شمارید۔ الحمد للہ رب العالمین۔ مایان به خیریت، مستقیم، شمانوشتہ  
اید که وظیفہ شریفی می کنید۔ البتہ این قدر بدانید کہ اصل وظیفہ آن است کہ آمدہ پیش ما بکنید و وظیفہ کراز  
ما به دوری باشد فائدہ زیادی نہ دارد۔

خواجہ پندارد کہ مرد واصل است	ماصل خواجہ به جر پندار نیست
و صفائی خود به رنم حاسد تا کے	ترو تبح چنین متاع کاسد تا کے
تو معدومی و خیال هستی از تو	فاسد باشد خیال فاسد تا کے

تحریر پنجم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ۔

مکتوب شصت و ششم۔ نیز به برکت اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ترکیب ختم شریف  
(از حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارہم) درود شریف (اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ  
وَسَلِّمْ) یک صد بار۔ سورہ فاتحہ ہفت بار۔ سورہ الف نشرح ہفتاد و نہ بار۔ سورہ اخلاص یک ہزار بار  
سورہ فاتحہ ہفت بار درود شریف یک صد بار۔ اسمائے حسنی، یا قاضی الحاجات (اے روا کنندہ  
حاجات) یا کافی المہمات (اے کارندہ دشواریہا) یا دافع البلیات (اے دور کنندہ بلا) یا رافع  
الدرجات (اے بلند کنندہ مراتب) یا شافی الامراض (اے شفادہندہ بیماریہا) یا مجیب الدعوات  
(اے قبول کنندہ دعا) یا ارحم الراحمین (اے مہربان تر مہربان) ہفتم شعبان ۱۳۳۶ھ

مکتوب شصت و ہفتم۔ به اردو به نام حاجی عبداللہ عمر مبین۔ تاجرموزہ و بنیان بمبئی۔ بسم اللہ  
الرحمن الرحیم۔ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ و بترسان ایشان  
را از روز پشیمانی (حسرت) چون فیصل می شود کار و حال آن کہ ایشان در غفلت اند و ایمان (وایقان)  
نہ دارند۔ مکتوب عبداللہ عمر رسید۔ نصیحتی کہ بہ شما کردہ بودیم بر آن محکم قائم مانید و کار دینداری بیا موزید و چیز



کہ بعد از مرگ بہ کار آید آن را بہ بسیار شوق حاصل کنید تا کہ در آخرت حسرت نہ برید و از ان روز بہتر رسید کہ اہل غفلت را در ان روز بہر شرمندگی و ندامت خواہد بود۔ برائے آن روز درین جا عمل نیک بکنید مکتوب حاجی احمد نیز رسیدہ۔ پابندی یا خدا و تا بعد از شریعت بہ وجہ خوب ضروری است۔ در معاملات و نیویہ موافقت شرع اختیار کنید۔ اہالی ممبئی در مصیبت مبتلا اند۔ ایشان را باید کہ این نصیحت را قبول کنند۔ فرمان بردار خدا شوند و توبہ کنند و از دل راغب بہ نصیحت ما شوند تا از غضب خدا نجات یابند۔ بر ایوب این پیام برسانید و نیز بہ جمیع دوستان و بہ طیب و ایوب ثانی و صدیق و غیر ہم۔

ہر چہ بر تو آید از شادی و غم  
آن ز بے باکی و گستاخی است ہم  
بہ ز گستاخی کسوف آفتاب  
شد عزا ز بے زجرات ر و باب  
بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد  
بلکہ آتش در ہمہ آفتاب زد

گویند اسماعیل کھڑی بے ادبی کردہ اگر کردہ جان خود را خراب کردہ مارا چہ نقصان رسیدہ۔ ہر دو ایوب را از این مکتوب آگاہ کنید و بگوئید کہ کلام درست از پروردگار شما است۔ پس کسے خواہد قبول کند یا نا قبول۔

و در مکتوب بے کہ بہ پنجشنبہ دہم محرم ۱۳۱۵ تحریر نمودہ اند نوشتہ اند۔ "در محبت و شوق باطن دیا و الہی اضافہ کنید و از شرک و بدعت عقیدہ را پاک کنید۔" "مالا بدتمنہ" مفید رسالہ است۔ آن را بخوانید و اگر فارسی نہ می دانید ترجمہ آن را بخوانید و دوستان را سلام رسد۔ خانقاہ شریف دہلی۔ مکتوب شصت و ہشتم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دو خطوط عبداللہ عمر رسیدند پروردگار مارا و شمارا توفیق نبی عطا کند و خطا ہا را معاف کند۔ شما نوشتہ اید کہ وظیفہ یا د الہی می کنید و قرآن مجید می خوانید و فیض حاصل می کنید۔ الحمد للہ۔ ازین خبر دل خوش شد۔ از آن بندہ کہ مسلمان باشد و از نا فرمانی اجتناب کند و حکم بردار خدا باشد و نماز بخواند و از دل مولائے خود را یاد کند و طلبکار رضائے وے باشد کہ نام شخص بہتر خواہد بود۔ پروردگار مرا و شما یا ان را در این افراد شامل کند۔ مکتوب حاجی ایوب نیز رسید پریشانہائے مارا و ایشان را پروردگار کم کند و عافیت عطا فرماید۔

توبہ علم ازل مرا دیدی  
دیدی آن گہ بہ عیب بخیریدی

توبہ علم آن و من عیب ہمان  
روکن آن چہ خود پسندیدی

کسے صاحبان را این شمارہ الحق کہ پریشانی و مصیبت کہ بہ میان می رسد از اعمال ما است۔ پروردگار ہر نعمتے کہ بہ کسے می دہد از وے تا آن وقت نہ می ستاند کہ بندہ در صلاحیت و نیت خود فتورے پیدا نہ کند۔



صدیق را و حاجی احمد را و نیز شمار را و ایوب را و نویسنده خط را سلام برسد۔ این عنوان (برائے خط) کافی است۔  
شہر کوئٹہ۔ بڑس روڈ۔ حضرت صاحب دہلوی را برسد۔ خانہ محمد علی بوہری است کہ شیعہ است و در کراچی  
می باشد۔ وہ روپیہ کرایہ ماہانہ است۔ این جاموسم معتدل است گرمی نیست۔ تحریر شنبہ دہم ربیع الآخر ۱۳۱۸  
مکتوب شصت و نہم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام  
علی عبادہ الدین اصطفیٰ۔ مکتوب سعادت آثار عبداللہ بن عمر رسید از ضروریات فرصت کم است ازین  
وجہ توجہ بہ جانب جواب مکتوبات نیست۔ درین روز وظیفہ شریفہ سورہ قمر است و امیدواری برکات این  
سورہ مقدسہ است۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم این سورہ مقدسہ را در رکعت دوم نماز عیدین تلاوت  
می فرمودند۔ عجیب نیست کہ این سورہ مقدسہ را در ارشاد و ہدایت دعل تمام باشد بنا برین امر وزاند کے توفیق  
تحریر جوابات شدہ است۔ آیا در بمبئی شمایان مائل بہ جہت صلاحیت شدہ اید۔ و در دعوی محبت ماکہ  
شمایان دارید، صادق آمدہ اید، یا برا و ضلع سابقہ خود کہ غفلت آمیز اند قائم ہستید۔ اگر در محبت ما  
صادق ہستید پس ضروری است کہ صلاحیت پیدا شود و باید کہ غفلت و نا فرمانی کم شود۔ ہمہ دوستان  
را سلام و دعا برسد۔ درین روز ہا این جا خنکی زیادہ شدہ۔ در ہفتہ عشرہ قصد دہلی داریم۔ چہر کہ این قدر  
خنکی را معتاد نیستیم۔ این جانیزی نفر داخل سلسلہ شدہ اند و وظیفہ شریفہ را یاد گرفتہ اند۔ تحریر روز  
چہار شنبہ یکم جمادی الآخرہ ۱۳۱۸ کوئٹہ۔ بڑس روڈ۔

مکتوب ہفتاد و م۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار عبداللہ  
عمر را پروردگار نیک کند و از گناہ و بدی محفوظ دارد۔ مکتوب شما و ہدیہ موزہ کہ بہ دست حاجی احمد ارسال  
کردہ اید رسید۔ و نیز زنجی کہ برائے شہید عمر و گلزار و نجم الدین فرستادہ بودید وصول شد۔ دیر روز در اول  
از رمضان مبارک بود ہر سہ افراد را رخت دادہ شد۔ از مکتوب شما شوق و محبت شما خوب معلوم شد۔  
برائے شما توجہ باطنی ہم ہست۔ نماز را قضا نہ کنید و قدرے صبا حا و قدرے مساتر ذکر شریف کردہ باشید  
و ہفت سور اخیر قرآن مجید و سورہ فاتحہ را بہ وجہ صحیح یاد کنید و یک بار صبا حا و یک بار مساتر بخوانید و  
ہر چہ حکم شرع شریف باشد آن را قبول کنید اگر چہ در قبول کردن آن حکم نقصان از جان یا مال بود۔  
حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) را غلامے بود کہ نام ایشان بلال بود (رضی اللہ عنہ) ایشان بسے عالی  
قدر بودند۔ جدی حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) می فرماید۔ اَبُو بَکْرٍ سَيِّدُنَا وَ اَعْتَقَ سَيِّدُنَا۔ یعنی ابو بکر  
آقائے ما ہستند و ایشان آقائے ما را کہ بلال ہستند آزاد کردہ اند۔ بہ نیت تحصیل برکات ما نام فرزند  
خود را بلال نہادہ ایم۔ بر زبان مبارک رسول مقبول بہ اندازہ کہ نام بلال آمدہ شاید نام دیگر کسی نیادہ



باشد۔ ایوب گاہے در و روز گاہے در سہ روز یک بار می آید۔ ہم در وظیفہ شست است و ہم در شوق و محبت، حاجی احمد بے چارہ تا این زمان وظیفہ قلبی را نہ می داند بہ زبان چیزے می خواند ثما بہ زبان خود وے را طریقہ وظیفہ شریفہ نوشتہ ارسال دارید۔ زبان مانہ می فہم۔ امر و دوم روزہ ما است و سرما شدیدا است۔ ما نماز صبح در مسجد شریف ادا کردیم۔ سکندر خان و دلاور خان، دو نفر ہمراہ مانہ از خواندند۔ بہمان وضو ما در محراب مسجد نشستہ ایم۔ و چند نفر، مولوی سید شرف الدین خراسانی، سراج الدین خان، مرزا خان، سکندر خان، زمرائے خان، گلزار خان، دلاور خان، عبدالمنان خان، اختر خان، در حضور ما وظیفہ می کنند۔ امید است کہ وظیفہ ایشان خوب خواہد شد۔ حال ساعت یازدہ نیم است۔ امید است کہ بہ وضوئے صبح نماز پیشین بخوانم۔ بیان این احوال برائے از ویا در شوق کردہ شد۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى وَالنَّزَمَ مُتَابِعَةَ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِمْ وَأَصْحَابِهِمْ وَاتَّبَاعِهِمْ وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ تحریر روز شنبہ دوم ماہ مبارک رمضان ۱۳۱۸ھ

و در مکتوبے کہ بہ سوم محرم ۱۳۱۹ھ نوشتہ شدہ تحریر نمودہ اند۔ کہ مولوی عبدالرشید و مولوی عبدالحلیم کہ از مخلصان اند خانہ محمد علی بوہرہ را کہ نزد "مارکیٹ" واقع است بہ چہل و پنج روپیہ ماہوار بہ ایجا گرفتہ اند و مخلصان این جا وظیفہ می کنند۔ نجم الدین، شہید عمر، غلام اکبر، شیر، حافظ حمید اللہ، معلمہ، خادمہ ہمراہ ما آمدہ اند۔ پروردگار شمارا نیک و دیندار گرداند۔

مکتوب ہفتاد و یکم بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار عبداللہ را بعد از سلام معلوم باد، در وہی مکتوب شماریدہ بود۔ حاجی ایوب کہ مخلصین ما بود و ملت کردہ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاٰجِعُونَ، غَفَرَ اللّٰہُ لَنَا وَاَلٰہُ۔ از این خبر تا کم شدم۔ از جانب ما اطفال ایشان را دعا ما رسانید و دست شفقت بر سر ایشان نہید و زوجہ اش را سلام رسانیدہ تلقین صبر کنید و بگوئید کہ قبل از پیدائش کسے زندگی و موت، تندستی و بیماری، کسادگی و تنگی مقدر معی شود و باز بیشی و کمی واقع نہ می شود۔ برائے مسلمان ضروری است کہ در مصائب صبر کند، بیعت شدن بہ وظیفہ قلبی اشتغال داشتن در اوقات غمیدہ و در مصائب آرام می رساند۔ مسلمان را باید کہ بہ کثرت یاد الہی کند، ہر کہ بہ دنیا آمدہ روزے کوچ خواهد کرد۔ سعادت مند کسے است کہ توبہ کردہ و بہ ذکر الہی مشغول ماندہ بمیرد۔ دوستان را باید کہ بہ اخلاص دل ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ خواندہ ثوابش را بہ روح حاجی طیب رسانند و در بارگاہ خداوندی برائے بخشایش وے عرض کنند۔ این تحریر را بابا علیہ ایوب نشان دہید و مطالب را بروے واضح کنید۔ محترم مکتوب ثما نیز



وفات کرده۔ مکتوب را خوب پاکیزہ می نوشت پروردگار ویرایا مرزد۔ مولوی عبدالحلیم حج کرده از راه کراچی مع الراحة والخیر بہ کوئٹہ رسیدند و بہ عافیت ہستند والسلام تحریر روز پنجشنبہ بہت و ششم ربیع الاول ۱۳۲۸ھ۔

دور مکتوبے کہ بہ روز شنبہ یازدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۸ھ تحریر فرمودہ اند نوشتہ اند سعادۃ ثناء عبداللہ عمر را بعد از سلام و دعائے سلامتی ایمان و دینداری معلوم باد کہ صبح و شام وظیفہ شریفہ ذکر قلبی و بنجوقت نماز بہ ادب و حضور دل ادا کنید۔ شوق و محبت را زائد و غفلت را دور کنید۔ جمیع مریدان و تلمذین را تاکید این امر نماید و در معاملہ دنیوی امرنا جائز و خلاف شرع نہ کنید۔

مکتوب ہفتاد و دوم۔ بہ اردو نیز بہ عبداللہ عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادۃ ثناء عبداللہ عمر را بعد از سلام و دعا معلوم باد۔ مکتوب شمارید۔ نوشتہ اید کہ بسیار شوق قدم بوسی دارم۔ لہذا اجازت است بیایید اما اولاً بہ صدق دل استغفار و توبہ بکنید۔ مکتوب ایوب الیاس کہ بہ عربی نوشتہ نیز رسید۔ وے نکاح کردہ است، بَارَكَ اللهُ فِيهِمَا وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بَخَيْرٍ۔ قَالَ تَعَالَى۔ زَيْنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْخَرْقِ ذَلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ۔ برائے مردم زینت دادہ شدہ از محبت اشیائے مرغوب و از زنان و فرزندان و خزانہ ہائے جمع شدہ و از زر و سُرُخ و زر و سفید و اسپان داغ نہادہ شدہ و چارپایان و کشتہا و این چیز ہا سامان زندگانی دنیا است و آن چہ نزد اللہ تعالیٰ است نیکو جائے بازگشت است۔ ایوب را بگوئید کہ از مآب یعنی از بازگشت آخرت غافل نہ ماند بہ محبت دنیا مبتلا نہ شود۔ مرگ قریب است۔ قلب را بہ زوجہ نہ بندد بلکہ بہ پروردگار بندد، (باز اشعار حضرت والد خود قدس اللہ اسرارہا نوشتہ اند کہ در مکتوب سی و یکم گذشتہ) تحریر دو شنبہ ہشردہم ربیع الاول ۱۳۲۸ھ کوئٹہ، بلوچستان، قریب مسجد جامع قندہاریان۔

دور مکتوبے کہ بہ روز چہار شنبہ بہت و سوم جمادی الآخرہ ۱۳۲۸ھ از خانہ کہ نزد مسجد جامع قندہاریان واقع بود نوشتہ شدہ، تحریر فرمودہ اند۔ در تحریر جواب بنا بریں تاخیر واقع شد کہ دختر خورد عثمانی سلیم یک ہفتہ علالت کشیدہ انتقال نمود۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرْطًا وَاَجْعَلْهَا لَنَا ذُخْرًا وَاَجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً آمین۔ ما این وقت نزد مرار شریف نشستیم و این خط می نویسیم۔

دور مکتوبے کہ بہ روز شنبہ پانزدہم رمضان مبارک ۱۳۲۸ھ از خانقاہ شریف دہلی نوشتہ شدہ



تحریر فرموده اند۔ مرزا نیاز محمد خان برائے حج روانہ شدہ اند۔ درجائے حاجی شیر محمد و ملا عبداللہ کہ در بھٹری بازار واقع است، با ایشان ملاقات کنید و طریقہ احترام مرعی دارید کہ از عمدہ مریدان ماہستند سلام ما بہ ایشان برسانید۔ درین ہر سہ مکاتیب مبارکہ حضرت ایشان از بمبئی کتب نفیسہ طلب فرمودہ اند۔ مثل تفسیر خازن بادرک، جل بر حلالین، اعراب القرآن، صحیح بخاری، تفسیر امام رازی، تفسیر ابن جریر، شرح احیاء العلوم، تاج العروس، شرح قاموس، تفسیر فتح البیان، تفسیر روح المعانی، و بہ روز پنجشنبہ چہار دہم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۵ھ از بابو محلہ کوئٹہ مکتوب خیریت تحریر فرمودہ اند۔ و بہ سہشنبہ یکم ذوالقعدہ ۱۳۲۵ھ برائے طبقات ابن سعد کہ در آرتو با طبع شدہ بود، نوشتہ اند و آن کتاب مبارک را خواستہ اند۔

مکتوب ہفتاد و سوم۔ بہ اردو بہ نام مولوی عبدالرحمن فرزند مولوی امام الدین ساکن بکودر۔ ضلع جالندھر پنجاب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبدالرحمن را بعد از سلام مسنون معلوم باد کہ مکتوب شمارید۔ شکر خدا بہ جا آرید کہ انتظام درس شما شدہ و در مدرسہ جائے یافتید۔ استطاعت خرج سفر شما نیست و از خانہ خود برائے تحصیل علم برآمدہ اید، لہذا بہ ذوق و شوق کسب علم و بہ وجہ خوب مطالعہ کنید۔ ہمہ مساعی خود را در تحصیل علم صرف نہائید۔ حاجت نیست کہ این جا بیا بیڈ۔ شامی خواہید کہ وظیفہ شریفہ ہمہ بکنید و سبق ہم بخوانید۔ لیکن این را صورت نیست۔ طلب الکل فوٹ اٹکل۔ شما را باید کہ اولاً علم دین بخوانید۔ ہر چہ خوانید بہ فکر و دل بستگی بخوانید و بر نیکی ثابت قدم مانید از سیر و تماشا اجتناب کنید و السلام ہستم ذی القعدہ ۱۳۲۵ھ

مکتوب ہفتاد و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ عبدالرحمن نوشتہ شدہ۔ دران ایام ایشان در مدرسہ دیوبند بہ تحصیل علم مشغول بودند۔ ایشان بہ روز پنجشنبہ ہفتم محرم ۱۳۵۴ھ برائے ملاقات با برادران بہ دہلی آمدند و ہمراہ خود مکاتیب شریفہ نیز آوردند۔ عاجز بر بیاض خود مکاتیب را نقل کرد۔ مولوی عبدالرحمن آن وقت گفتند کہ من از حضرت ایشان استفادہ در نسبت مولوی اشرف علی و در مسئلہ جمع کردن تبرعات برائے مدرسہ کردم و حضرت ایشان آن وقت بہ من درج ذیل جواب تحریر فرمودند۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبدالرحمن را بعد از سلام معلوم باد کہ مکتوب شمارید۔ شما نوشتہ اید کہ خیالات فاسدہ در دل می آیند۔ دریافت طلب این امر است کہ خیالات از کدام وجہ می آیند۔ آیا از جہت ضرورت نکاح و احتیاج در اہم یا از جہت خرابی در عقائد۔ علاج امراض باطن امر سہل نیست کہ بہ خط و کتابت ازالہ آن شود۔ بلکہ ضروری است کہ یک مدت صحبت شیخ حاصل شود تا ازالہ آن امراض میسر آید۔ علاج این است کہ نوشتیم۔ و سر دست شما را کہ مشغول بہ تحصیل علم دین ہستید، باید کہ بہ تلاوت



قرآن مجید دل خود را مائل کنید و معافی مبارک را فہم کنید و اگر در دل شما محبت بہ جانب ماہست پس دل خود را بہ جانب ما متوجہ کنید و تصور کنید کہ شما در حضور آمدہ اید تا خیالاتِ شیطانیہ از شما دور شوند۔ برائے ازالہٴ جہل بہ خدمتِ استاد رسیدن لازمی است و برائے ازالہٴ امراض باطن بہ خدمتِ شیخ رسیدن ضروری است۔ نزد ما اکتفا بر تحریر مرشد کردن یا بہ وُردے مشغول شدن برائے دفعِ این امور کفایت نہ می کند و نہ بہ این طریق کمالے حاصل می شود۔ پیرانِ این زمانہ را، مثل مولوی اشرف علی از تھانہ بھون، ما اعتقاد نہ داریم بسببِ این است کہ ایشان در خدمتِ پیر و مرشد خود مدتِ مدید قیام نہ کردہ اند و مدارِ حاصل کردنِ کمالاتِ دین بر صحبت و خدمت است۔ ہر قدر صحبت بیشتر باشد کمالات ہم بیشتر باشند، و اگر مدتہا صحبت و خدمت نہ کردہ کے بہ این مقام می رسید،

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تاکس نہ گوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری و تا وقتے کہ با پیر خود بہ این مقام نہ رسید با شریعت و با پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بہ این کیفیت می تواند شد، یعنی فَنَافِی الرَّسُولِ چہ گوئید خواهد شد۔ و شما نوشتہ اید کہ اگر شخصے برائے خدمتِ اسلام طلبگارِ تبرعات شود یعنی "چندہ" وصول کند آیا شمار این چنین شخص در گرداگران خواهد شد۔ این سوال تعلق بہ شما نہ دارد۔ از کار ہائے دیگران شمار چہ تعلق است و چرا از کار دیگران استفسار می کنید ما را کجا فرصت است کہ این گونه سوالات را جواب دہیم۔ مع ہذا مختصر اُمی نویسیم کہ مدار این گونه اعمال بر نیت است۔ اگر نیت درست است ان شمار شد وے مصیب است وَالْأَفْلَا۔ مولوی حافظ احمد از وجہ ما مراعاتِ شما می کنند و ضروریاتِ شمار بہ ہم می رسانند۔ خداوند کریم ایشان را جزائے خیر و ہد و نیک فرماید و شمار لازم است کہ رضامندی والد خود حاصل کنید و طبق امر ایشان باشید و السلام تحریر روز شنبہ سوم شعبان ۱۳۲۸ھ از کوئٹہ۔

مکتوب ہفتاد و پنجم۔ بہ اردو نیز بہ عبدالرحمن۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت نشان عبدالرحمن را بعد از سلام معلوم باد۔ اگر از شرائطِ جمعہ شرطے یقیناً منفق و باشد، جموع مسقطِ فرضِ ظہر نیست و خواندنِ فرضِ ظہر ضروری است۔ از کتب معتبرہ مذہب، ہدایہ، شرح وقایہ، قدوری، اکثر، این مسئلہ ظاہر است، کسانے کہ مذہبِ حنفی را و شرائطِ مرقومہ کتب را معتبر می دانند مسلکِ ایشان، ہمین است و کسانے کہ حقیقتِ مذہبِ حنفی، و شرائطِ مرقومہ کتب را حق و معتبر نہ می پندارند، مسلکِ ایشان میلان بہ عدمِ تقلید دارد و ایشان بر راہِ صواب نیستند۔ شما اولاً علمِ ضروری را حاصل کنید بعد از ان برائے تکمیلِ علمِ قرأت بہ مصر رفتن بہتر خواهد بود۔ علمِ قرأتِ بروجہ تام در ان دیار است، در این جانبیت و علمِ قرأتِ بلا واسطہ



متعلق بہ قرآن مجید است۔ وَتَقْنِي اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَإِيَّاكَ يَا مُجِيبُهُ وَيَرْضَاهُ وَالسَّلَامُ، عبد اللہ الخیر فاروقی عفا اللہ تعالیٰ عنہ وَعَنْ وَالِدَيْهِ وَأَخْسَنَ فِي الدَّارَيْنِ إِلَيْنِهِمَا وَالْيَهُ نَحْمَدُكَ يَا هَدَى الْأَوَّلِينَ  
 در مکتوبے کہ بہ چہار شنبہ، ششم شعبان ۱۳۳۵ھ تحریر نموده اند می نویسند: اگر شما بعد از رمضان برائے تحقیق وقوف قرآن مجید یا برائے خواندن شاطبیہ قصد آمدن دارید باید کہ خوب بسنجید و باز ارا از قصد خود آگاہ کنید خوراک و کرایہ آمد و رفت را پروردگار صورتے پیدا خواهد کرد۔ شخصی کہ نزد ما می آید باید کہ از مزاج و واقف باشد کسانے کہ صحبت فاسقان عمر خود بہ سر برده اند نزد ما خوش نہ می باشند و نہ می توانند کہ نزد ما قیام کنند بلکہ بر ما اعتراضات می کنند۔ بنا برین دور بودن و موافق ماندن بہتر است۔ ازین کہ نزد ما قیام کنند و مخالف و معترض باشند۔ خوب فکر دہ جواب با صواب بنویسید و السلام۔  
 عاجز گوید۔ پدر مولوی عبدالرحمن مولوی امام الدین از خلص یاران و مخلصان حضرت ایشان بود و مولوی عبدالرحمن مرد پاک دل و سادہ طبیعت بود از حضرت ایشان استفسارات می کرد۔ و بہ جوابات سرفراز می شد۔ از دل و جان مقتقد حضرت ایشان بود و حضرت ایشان را نیز بر حال وے چشم عنایت بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

مکتوب ہفتاد و ششم۔ بہ اُردو۔ بہ غلام محی الدین از جہات لاہور۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔  
 غلام محی الدین را بعد از سلام معلوم باد، مکتوب شمار سید طریقہ صلاۃ التبسج دریافت کردہ اید۔ لہذا نوشتہ می آید، در چہار رکعات سہ صد بار سُبْحَانَ اللَّهِ وَنَحْمَدُ اللَّهَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ خواندہ می شود۔ در ہر رکعت این کلمات مبارکہ را ہفتاد و پنج بار بخواند۔ بہ این پنج کہ در قیام قبل از سورۃ فاتحہ پانزدہ بار و بعد از سورت دہ بار و در رکوع بعد از تسبیحات دہ بار و در قوسہ بعد از رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ دہ بار و در سجۃ اولی بعد از تسبیحات دہ بار و در جلسہ کہ ما بین دو سجۃ می باشد بعد از اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي دہ بار و در سجۃ ثانیہ بعد از تسبیحات دہ بار و در قعدہ بعد از التَّحِيَّاتِ خواندہ نہ می شود۔ از حضرت ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا کہے پرسید کہ درین نماز سور مبارکہ کدام سورتہا خواندہ شود۔ فرمودند در رکعت اولیٰ سورہ تکوین و در دویم سورہ عصر و در سومیٰ سورہ کافرون و در چہارمین سورہ اخلاص۔ کما فی رد المحتار لابن عابدین الشامی۔ فی جزء الاول ص ۷۱۔

مکتوب ہفتاد و ہفتم۔ بہ اُردو بہ محمد حیات۔ مقام نور پور ٹوانہ ضلع شاہ پور۔ پنجاب۔  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عفا اللہ عنا و عنک، غفر اللہ لنا و لک، رَحِمَنَا اللَّهُ وَآيَاكَ۔ از تحریر شما استعداد و لیاقت شما ظاہر شد۔ کم کردن و سادس از علم ظاہر آحق و مستحق محنت است۔ بہ مطلق سوال



کردن نہ علم ظاہر حاصل می شود و نہ وسوس کم می شوند۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَسْ قَلْبِيْ نُحْسِيَّتَكَ وَذِكْرَكَ  
وَاجْعَلْ هِمَّتِيْ وَهَوَايَ فِيمَا تُحِبُّ وَتَرْضَى وَالسَّلَامُ۔ ہفتم صفر ۱۳۳۷ھ۔

مکتوب ہفتاد و ہشتم۔ بہ اردو بہ حافظ محمد وزیر ساکن حصار۔ راجپوتانہ۔ بسم اللہ الرحمن  
الرحیم۔ بعدت مکتوب حافظ محمد وزیر رسید۔ مقصد از مکتوب خوش کردن مکتوب الیہ می باشد۔ اگر القاب و  
آداب مناسب می باشند دل خوش می شود۔ و از الفاظ شکر آمیز دل رنجیدہ می شود۔ مثل مولانا۔ مولوی۔  
حاجی۔ صوفی۔ صاحب۔ از این چنین الفاظ دل را نفرت می شود۔ لہذا از استعمال این گونه الفاظ احتراز  
باید کرد۔ و بہ جائے مسجد حضرت بلال رضی اللہ عنہ مسجد بلال نوشتن تحقیر حضرت بلال است رضی اللہ عنہ۔  
اگرچہ تحریر عوام و قعے نہ دارد۔ امثال شمار چہ نوشتن وچہ نا نوشتن وچہ مدح سرائی وچہ ہرزہ گوئی۔ مع  
ہذا مناسب معلوم شد کہ بہ طریقہ مہذبان و اہل بینش شمار ہدایت کردہ شود۔ آئندہ این گونه الفاظ نہ نویسد  
بلکہ امثال شمار اکم نوشتن مکتوب بہتر است والسلام دوم ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ۔

عاجز گوید حافظ محمد وزیر حصار از مخلصین قدار و اصحاب نسبت و پاکیزہ صفت بود مع  
ہذہ الاوصاف العالیہ شخصے سادہ بود، حضرت ایشان قدس سرہ مرقی کامل بودند ہدایت بہ اطوار  
شائستہ می کردند تا ظاہر و باطن ممتلئ باشد۔ از حافظ محمد وزیر رحمہ اللہ و رضی عنہ۔ چیزے بے خیالی ظاہر  
شد۔ در نتیجہ اش حضرت ایشان این سہ شعر گفتند۔

بندۂ آستانہ عظم	نہ جنابم نہ شہ نہ مولانا
ہرچہ گفتی از ان بلندترم	گر کنی نسبتم بہ آن در فیض
زشت کردار خیر محترم	در کنی زین اضافہ فی الجملہ

مکتوب ہفتاد و نہم۔ تعزیت بہ نام بابو محمد ہاشم سرسوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَمَّا  
بَعْدُ فَاَعْظَمَ اللّٰهُ لَكَ الْاَجْرَ وَالْهَمَّ الصَّبْرَ وَرَزَقَنَا وَاَيَاكَ الشُّكْرَ فَإِنَّ اَنْفُسَنَا وَاَمْوَالَنَا وَاَهْلِيْنَا وَاَوْلَادَنَا مِنْ مَّوَاهِبِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ الْهَيْثُ وَاَعْوَارِيْہِ الْمُسْتَوْدَعَةِ، نَمْتَعُ بِهَا اِلَى  
اَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ وَنَقْبِضُهَا لَوَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ، ثُمَّ افْتَرَضَ عَلَيْنَا الشُّكْرَ اِذَا اَعْطٰی وَالصَّبْرَ اِذَا اَبْتَلٰ،  
فَكَانَ اَبْنُكَ مِنْ مَّوَاهِبِ اللّٰهِ الْهَيْثُ، وَاَعْوَارِيْہِ الْمُسْتَوْدَعَةِ مَتَّعَكَ بِہِ فِی غِبْطَةٍ وَسُرُوْرٍ  
وَقَبْضَةٍ مِنْكَ بِاَجْرِ كِبَرِ الصَّلَاةِ وَالزَّحْمَةِ وَالْهُدٰی اِنْ اَحْتَسَبْتَ فَاَصْبِرْ وَلَا تَعْجِزْ جَزَعَكَ  
اَجْرَكَ فَتَنْدَمَ وَاَعْلَمْ اَنَّ الْجَزَعَ لَا يَرُدُّ شَيْئًا وَلَا يَدْفِعُ حُرْمًا وَمَا هُوَ مَارِلٌ فَكَانَ قَدْ وَاَلَسَّلَا۔  
نَوَافَ الْحَاكِمِ فِی الْمُسْتَدْرِكِ وَاَبْنُ مُرْدُوِيْہِ كَمَا فِی الْحَصَنِ الْحَصِيْنِ۔ عاجز گوید این مکتوب مبارک



در عقد سوم از مایہ چہار دہم نوشتہ شدہ این تعزیت نامہ ہست کہ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم بہ حضرت معاذ بن جبل نوشتہ وقتے کہ فرزند ایشان وفات یافتہ بود۔ مولوی عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ و رضی عنہ در حاشیہ حصن حصین نوشتہ اند کہ فقیہ ابواللیث سمرقندی نیز در تنبیہ الغافلین این حدیث را روایت کردہ حضرت ایشان ابن مبارک وصیت را بہ پاک دل بابو ہاشم آن وقت تحریر نمودند کہ فرزندوے وفات یافتہ بود۔ رحمہما اللہ و رضی عنہما۔

مکتوب ہشتاد ویم۔ بہ اردو بہ نام سید زاہد حسین امرہوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مارا کشف نیست کہ غائبانہ احوال کسے را دریاہیم۔ لازم است کہ یک مدت کسے نزد ما باشند تا استعداد و صلاح ویرا معلوم کنیم و آن وقت بگوئیم کہ آیا وظیفہ کردن برائے او بہ چہ اندازہ مفید است۔ بنائے طریقہ شریفہ بر اکل حلال و صدق مقال و پرہیزگاری است کہ در این ایام مفقود شدہ شوق دنیا بیش د شوق آخرت کم شدہ است والسلام روز یک شنبہ ہفدہم رجب الحرام ۱۳۳۲ھ از بابو محلہ۔ کوئٹہ بلوچستان۔

عاجز گوید سید زاہد حسین ہفت ہشت سال بہ خدمت حضرت ایشان می رسید۔ پروردگار وے را بہ احوال ثنائتہ نواخت۔ ایما نا بہ وجد درمی آمد و بہ آہ و بکا مصروف می شد۔ و درین زمان سعی نمود کہ مکتوب شریفہ حضرت ایشان را جمع کند۔ ہر چہ جمع کردہ بود آن را بہ ذوق و شوق بادیہ گریان می خواند۔ از وے اتفاق بہ دوران قیام میرٹھ کہ در ۱۳۳۱ھ بودہ حضرت ایشان را ملاقات با شخصے شد کہ نوگرتار بعض افکار و ہابیہ شدہ بود بعد از آن روز بمحفل مبارک میلاد شریف را حضرت ایشان بانہایت تحمل و کوفہ منعقد می کردند سید زاہد حسین و استاد وے مولوی محمد اسحاق راشکوک و شہات رُودادند۔ لہذا رفتہ ہر دوازہ حضرت ایشان گستہ شد و کیفیاتے کہ ہر دورا حاصل شدہ بود بہ منزلہ خواب و خیال گشت۔ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ أَنفُسُهُمْ يَظْلِمُونَ۔

مکتوب ہشتاد ویکم۔ بہ اردو بہ نام قاضی وزیر حسین ولد قاضی عظیم الدین ساکن سوخت سڑ۔ راجپوتانہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وزیر حسین را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمار سید یک بار نزد ما آمدہ اید، خواہشات و مطالب شما دیگر اند و قواعد و ضوابط دیگر، بنا برین شمار داخل سلسلہ نہ کردیم۔ ہم چنین احوال برادر شما است کہ ایشان را اوراد و وظائف دیگر اند و ما را قواعد دیگر۔ بہ ہر شخص تعلیم دادن سلسلہ ما را پسند نیست کسے کہ بر قواعد ما درست می آید، ویرا تعلیم می کنیم۔ پروردگار ما را و شمارا بر دینداری قائم کند۔ والسلام روز یک شنبہ پنجم شوال ۱۳۳۱ھ بابو محلہ جدید۔ کوئٹہ بلوچستان۔ عبد اللہ ابو الخیر فاروقی رحمہ اللہ۔



مکتوب ہشتاد و دوم۔ بہ اردو نیز بہ قاضی وزیر حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ  
 الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْخَلْقِ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ ترجمہ مولانا  
 شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ درست و صواب است۔ شاید شمار علم نیست کہ در کلام و گفتگو تقدیم تاخیر  
 مفعول بہ جائز است۔ و شمار باید کہ از عمل دینی کہ متعلق بہ خود شما باشد استفسار کنید از اعمال دیگران شما  
 راجع کار و از طریقہ جنگا نیدن مرغہا کہ اندرین آیام رائج است با ما کلام نہ کنید۔ بندہ نیک باشد و گناہان  
 را بگذارد و السلام یکشنبہ ہفتم شوال ۱۳۳۲ھ۔ عاجز گوید کہ در محاورہ اردو کلام مرغ جنگا نیدن آن وقت  
 گفتہ می شود کہ کسے کلام شقاق و افتراق را رواج دہد و بے وجہ اختلاف پیدا کند۔

مکتوب ہشتاد و سوم۔ بہ اردو نیز بہ وزیر حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وزیر حسین را بعد از  
 سلام واضح باد ما انا حوال شما بہ خوبی واقف ہستیم و بدون واقفیت مرید کردن مناسب نیست۔ و خیالے کہ  
 شما دارید ما ازان خیال خبرداریم۔ پسندیدہ است کہ باعث برکت باشد یا فاسد است کہ آن را دور باید  
 کرد شما نوشتہ اید کہ آن خیال از حضور پوشیدہ نیست۔ مَعَاذَ اللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ۔ مسلمان را ازان گوئہ خیال  
 باطل توبہ باید کرد۔ و انائے جمع راز ہایک ذات پروردگار جل شانہ است و کسے او را شریک نیست،  
 سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ البتہ در حفلہ مبارکہ میلاد کہ بہ یازدہم این ماہ است آمدہ شریک شوید۔  
 اجازت است و السلام چہار شنبہ ہشتم ماہ مبارک میلاد شریف ۱۳۳۳ھ۔

مکتوب ہشتاد و چہارم۔ بہ اردو نیز بہ وزیر حسین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی وزیر حسین را  
 بعد از وعلیکم السلام واضح باد شما یان ملاقات نہ کردہ برقتید۔ این چنین کردن بے قاعدہ و غیر مناسب  
 است۔ اگر در بان اطلاع نہ کردہ شما یان را انتظار می بالست و تحمل مناسب بود۔ بہ درستی و وظیفہ سعی کنید  
 و انبے ادبی اجتناب کنید۔ شما در مکتوب خود از امور دنیویہ نوشتہ اید۔ روزے کہ شما بیعت می شدید  
 اقرار و قول محکم کردہ بودید کہ بہ امور دنیوی چیزے بہ ما نہ خواہید گفت۔ و گفتہ بودید کہ من خالصا للہ  
 بیعت می شوم۔ آن قول و اقرار خود را یاد کنید و از خیالات فاسدہ توبہ کنید و بہ درستی و وظیفہ قلبی مشغول  
 شوید۔ پروردگار بر ما و شما مہربانی فرماید و یان را از کلام فارغ محفوظ دارد و السلام شنبہ یازدہم  
 شعبان ۱۳۳۵ھ۔

در مکتوبے کہ بہ شنبہ یکم ذوالقعدہ ۱۳۳۵ھ تحریر فرمودہ اند می نویسند۔ امید است کہ در وظیفہ  
 قلبی خوبی پیدا شدہ باشد یعنی بہ دوران وظیفہ شریفہ خطوط و سادس کم شدہ باشند و زوج شما اگر شوق  
 وظیفہ شریفہ دارد ویرا از طرف ما وظیفہ شریفہ تعلیم کنید۔ صبا تا دسائیک یک ساعت وظیفہ بکنند و بہ



والد خود ہم تاکید کنید کہ بہ وظیفہ شریفہ مشغول باشند۔ و در مکتوبے کہ بہ چہار شنبہ ۲۳ ماہ مبارک رمضان ۱۳۳۶  
تحریر فرمودہ اندی نویسند۔ الحمد للہ تا این زمان ما ہمہ مع النحر زندہ، ستیم و از اللہ تعالیٰ طلبگار مہربانی و بخشاش۔  
نعمتہائے اوجہ و تعالیٰ را کہ بے حد اند اقرار داریم و خطائے خود را کہ بے حساب اند معترفیم۔ و ما از شما خوش ستیم  
و برائے شما دعا می کنیم، شما مستبغاتِ عشری خوانید بسیار خوب می کنید۔ برائے ما و اولاد ما دعا می کنید۔  
خوب می کنید۔ پروردگار شمار جزائے خیر دہد و السلام۔ و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ سیزدہم ذوالقعدہ ۱۳۳۷  
تحریر فرمودہ اندی نویسند۔ کالو خان را وظیفہ قلبی از جانب ما تعلیم کنید یک ساعت صبحا و یک ساعت  
مسائہ روز شغل اسم ذات کند یعنی از دل اللہ گوید و خیالات ماسوی اللہ را از دل دور کند و السلام۔  
و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ ۲۳ شعبان ۱۳۳۹ تحریر فرمودہ اند در آخر نوشتہ اند۔

آن کہ شترش زیادہ از خیر است خاک پائے عمر البواخیر است  
حَسْبُهُ اللَّهُ رَبُّهُ وَكَفَى دَمْعَانَهُ ذَنْبُهُ وَغَفَا

و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ ششم ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۳۸ تحریر فرمودہ اندی نویسند۔ بسم اللہ  
الرحمن الرحیم۔ اجازت است بیاید بہ روز شنبہ یازدہم ربیع الاول مسرت محفل میلاد شریف است۔  
در این محفل مبارک شریک شدن بہتر است۔ زائد از سہ ہزار روپیہ کلداران شامل شد در این مسرت خوشی  
صرف می کنیم طلباء لرضاء اللہ تعالیٰ والسلام۔

مکتوب ہشتاد و پنجم۔ بہ اردو بہ حافظ اشفاق الہی ولد کرم الہی ساکن صدر بازار میرٹھ۔  
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مکتوب رسید نوشتہ اید کہ وظیفہ شریفہ می کنید و قرآن مجید و آلہ بدمنہ می خوانید۔  
الحمد للہ۔ این تمام امور نشان سعادت مندی است، ہر آن بندہ کہ فرمان بردار مالک خود جلّ جلالہ طلبگار  
رضا مندی اوست و از قہر و غضب او ترسندہ باشد بے شک آن بندہ، نیک بندہ پروردگار است۔ و در  
وقت ذکر شریف و سادس را دور کردن و درین امر سعی کردن بسیار خوب است، پروردگار را و شمارا  
توفیق نیک عنایت فرماید و السلام تحریر روز دو شنبہ ہز دہم جب الاحرام ۱۳۳۳۔ و در مکتوبے کہ بہ سوم  
جمادی الآخرہ تحریر فرمودہ اند نوشتہ اند۔ شما نوشتہ اید کہ بعد از نماز ہر رائے ما دعا می کنید جزاک اللہ خیرا۔  
اگر شما برائے ما دعا خواہید کرد از دل ما برائے شما دعا خواہد شد۔ و در مکتوبے کہ تاریخ نہ دارد تحریر نمودہ  
اند۔ لے عزیز مولوی شمس الدین و مولوی احماق کہ در قرب و حضور داشتہ اند تا این زمان صلاح ایشان  
ذکر دہ ایم۔ شمارا کہ بر این دوری و بعد شستہ اید بہ توجہ درست کردن از کجا کلام شما بیان مشابہ است بہ کلام  
یہود۔ وَمِنْهُمْ اَقْبِيُونَ لَا يَفْلَحُونَ الْكِتَابَ اِلَّا اَمَانِي وَانْ هُمْ اِلَّا يَغْلِبُونَ۔ و بعضے از ایشان ناخواندہ



اندا کتاب را نہ می دانند مگر آرزو (آرزو ہائے دروغ) و ایشان نیستند مگر کہ گمان می کنند سالہا است کہ بہ شامی گوئیم کہ در آئین و مذہب ما آئینا را گردانیدن است (زحمت کشیدن است) بہ اندازہ کہ محنت خواهید کرد، اجر ہمان مقدار خواهید یافت لیکن شمایان بر ہمان خیالِ فاسد قائم ہستید۔ حَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند: جناب عبدالکریم (پدر حاجی رشید احمد سوداگر سلمہ) بسیار مہربانی فرمودہ کہ رقعہ تبرعات بہ ما فرستادہ۔ سُبْحَانَ اللہ۔ این کار از تو آید و مروان چنین کند۔ حالا از ایشان استفسار کنید کہ این رقعہ را تعویذ سازیم یا مَسْجُلِ کردہ بہ خدمت شریف ایشان ارسال داریم فقط مکتوبے ہفتاد و ششم بہ اردو نیز بہ اشفاق الہی۔ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حافظ اشفاق الہی را بعد از سلام معلوم باد۔ از دو حال انسان خالی نیست۔ یا شوق دین دارد یا شوق دنیا۔ بہ خیال مادر شما شوق دین کم است و شوق دنیا زیادہ و علی الخصوص از روزی کہ از پدر و برادر خود در تجارت علیحدگی اختیار کردہ اید و بہ زعم خود مردنیک گشتہ اید۔ در احوال باطن شما تغیر پیدا شدہ است۔ شما خود فکر کنید می نویسید کہ در ذکر الہی دل را سکون نہ ماندہ!۔ وَ اِذَا ذَكَرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوْبُ الدّٰیْنِ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَةِ۔ و چون تنہا اللہ یاد کردہ شود منقبض می گردد و دلہائے آنان کہ بہ آخرت ایمان نہ دارند۔ این ترجمہ را فکر کنید کہ گریختن دل و انقباض دے از یاد الہی از صفت کافران است۔ مَعَاذَ اللّٰهِ۔ اندیشہ کنید کہ این گونه قلب چہ قلب است۔ نزد ما این را علاج نیست۔ پروردگار ہر کرامی خواہد شوق می دہد و ہر کرامی خواہد بے شوق می سازد۔ ما بہ شما از سالہا می گوئیم کہ احوال شما خراب شدہ است بر احوال خود فکر کنید لیکن شما بے خیالی می کنید حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ۔ بدون شوق و بر دل جبر کردہ ذکر شریف نہ باید کرد و بلکہ بہ شوق و دل را راغب کردہ ذکر شریف باید کرد و السلام چہار شنبہ ہشتم محرم الحرام ۱۳۳۳ و در مکتوبے کہ بہ روز و شنبہ ۲۳ محرم ۱۳۳۳ ارسال فرمودہ اند نوشتہ اند۔ امتہ القیوم خوب نام است اللہ تعالیٰ مبارک فرماید۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ کہے کہ شوق استماع ذکر پاک دارد بہ روز و شنبہ برسد بہ شب سہ شنبہ ان شاء اللہ مولود شریف می خوانیم۔ کسانے کہ منکر مولد شریف اند خبیث دارند و ایشان را اجازت آمدن و شریک شدن نیست و ہم کسانے را کہ در فسق و فجور مبتلا ہستند و در نماز پنجوقتہ کوتاہی می کنند ہم اجازت نیست۔ و در مکتوبے کہ بہ چہار شنبہ یازدہم ربیع الآخر ۱۳۳۳ نوشتہ شدہ تحریر فرمودہ اند۔ الحمد للہ رب العالمین ما بہ خیریت ہستیم۔ امتہ الٰہی برائے خواہر امتہ القیوم بہتر نام است۔ اللہ تعالیٰ ہر دورا از صالحات فرماید و در عمر ایشان برکت دہد۔ مولوی وحید اللہ خان و مولوی سردار احمد (دکیل مجددی) و مولوی نظام الدین مدرس مدرسہ عالیہ بعد از مغرب بہ تحقیق شاطبیہ شریف می خوانند اگر قاری دلی محمد شوق قرات



دارند بیایند فکر نان و جائے سکونت نہ کنند از میرٹھ بہتر انتظام خواہد بود ہم خادم و ہم مسجد موجود است۔ اگر شماراد حفظ الدین و یاسین را شوق خواندن یا وظیفہ باشد بیایند۔ والسلام از ریاست رامپور قلعہ کہنہ بجلی گھر و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ از خبر خراب شدن استخوان سُرور (افغانی) متاَلَم شدم و شماسرور را بہ امر و برائے علاج رسانید بہتر کردید مولوی اختر شاہ خان را پروردگار جزائے خیر دہد۔ ایشان بسیار خوب مشورہ دادہ اند۔ و در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ شما قاعدہ خود را کہ با ما داشتید تبدیل کردہ اید و در پریشانی مبتلا گشتہ اید۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغۡیۡرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یَغۡیۡرُوۡا مَا بِاَۡنۡفُسِہِمۡ۔ را بفہمید کہ پروردگار تغیر و تبدل نہ می کند تا وقتے کہ آن قوم رسم و آئین خود را تغیر و تبدل نہ کند۔ حالاً ہم شما بہ ہوش آئید تا از مزید پریشانی محفوظ مانید۔ فکر کنید کہ اول چند روز بہ ہر سال نزد ما می ماندید و حالاً چہ حال دارید و چہ مدت می ماند۔ شما ہم احوال خود را تبدیل کردید، یاسین ہم، علیم الدین ہم، عبدالکریم ہم، زید ہم، عمر و ہم، بکر ہم، بین تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الْوَكِیۡلُ۔

بلغتاً فلا نے کہ ہڈی کند نہ با من کہ بالنفس خود می کند

مکتوبہ ہشتاد و ہفتم۔ بہ اردو نیز بہ اشفاق الہی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سعادت آثار۔ مقصد از مرید شدن حضور قلب حاصل کردن است۔ و طریقہ حصول این دولت آن است کہ صبح و شام بہ نیاز مندی و عاجزی ہر روز ذکر شریف بکنید۔ و از پروردگار خائف مانید۔ و وسوس را از دل دور کنید۔ برائے دفع وسوس مجتہد شیخ در دل باشد۔ اے بندہ نیک اگر بہ این پنج چہل روز ذکر شریف کردہ شود۔ ان شاء اللہ در دل اثر پیدا می شود، غفلت و یادِ ماسوی کم می شود۔ و در حضور دل بیشی می شود و بندہ نیک را در عبادت حلاوت رومی نماید۔ ہذا فرد را ازین امور وحشت پیدا می شود و ایشان طلبکار آن چیز ہا می شوند کہ در آن فائدہ دنیویہ باشد۔ چون حضور دل قدرے حاصل شود و بابرگان محبت پیدا شود شجرہ شریفہ طلب کنید۔ در اصل پیری و مریدی ہمین است کہ مانوشتیم۔ این مکتوبہ بہ حفاظت نگاہ دارید و احیاناً مطالعہ کنید۔ شاید کہ توفیق ذکر شریف یا بیدار یکشنبہ چہار و ہم صفر از بابو محلہ کوٹہ۔

مکتوبہ ہشتاد و ہفتم۔ بہ اردو بہ انعام الہی ساکن صدر بازار میرٹھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ ابوالخیر فاروقی میان انعام الہی را بعد از سلام و دعاے سلامتی ایمان واضح باد شما در مکتوب خود حال و وظیفہ نہ نوشتہ اید، معلوم نہ شد کہ بہ دوران ذکر شریف بعد از چہ مقدار و سوسہ پیدا می شود۔ خوبی و وظیفہ این است کہ بعد از ذکر شریف تا چہار گھڑی (مدت سہ ساعت) و سوسہ بیدار نہ شود و دوم بہ دم در یاد الہی



دور محبت و شوق اضافہ شود و دل ہمہ چیز ہارا گزاشتہ بہ تعظیم تمام خیالِ نامِ پاک کند پروردگار مارا و شمارا  
توفیق دہد۔ اے عزیز شائقین و طیفہ شریفہ دروینا بسیار کم اند۔ گویا لذتِ یادِ الہی از دنیا برخاستہ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ  
رَاجِعُونَ۔ اَلْفَسْکُمُ الْکَاثِرُ حَتّٰی زُرْتُمْ الْمَقَابِرَ کَلَّ سَوْفَ تَعْلَمُونَ ثُمَّ کَلَّ سَوْفَ تَعْلَمُونَ۔ شمارا حصہ  
افزونی مال غافل کرد تا آن کہ قبر ہا دیدید۔ نے نے (یعنی حقا) خواہید دانست و حقا کہ باز خواہید دانست ،  
سہ شنبہ بست و یکم جمادی الاولیٰ۔ بابو محلہ۔ کوٹہ۔

مکتوب ہشتاد و نہم۔ بہ اردو بہ مولوی شمس الدین۔ ساکن صدر بازار میرٹھ۔ بسم اللہ الرحمن  
الرحیم۔ از عبد اللہ ابوالخیر فاروقی سعادت آثار شمس الدین بعد از سلام و دعائے سلامتی ایمان و ترقی  
صلاح مطالعہ نمایند، از مکتوب شما معلوم شد کہ وظیفہ شریفہ می کنید و در وظیفہ تلاوت می یابید۔ در نماز  
قدرے حضور دل یافتہ اید و در محبت اضافہ شدہ است۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ  
جَلَّ اِلَیْہِ تَبَتَّمُ الصَّالِحَاتِ۔ ازین نعمت ہر نعمت عمدہ و عظیمہ است۔ بزرگان دین قدر این امور دانند شوق  
پرمیزگاری داشتہ باشید۔ از تالیفات امام غزالی کتابے را مطالعہ کنید۔ مثل ترجمہ احیاء العلوم یا ترجمہ کیمیائے  
سعادت کہ برائے پاکی و صفائی قلب بسیار مفید است و قدرے تلاوت قرآن مجید با فہم معنی ہر روز ضروری  
است۔ تا در امورے کہ شما نوشتہ اید پختہ شوید پرمیزگاری و دینداری ہر قدر زانندی شود و در وظیفہ شریفہ  
ہمان قدر اضافہ می شود و السلام چہار شنبہ چہارم ربيع الآخر ۱۳۲۳ھ۔ و در مکتوبے کہ بہ دو شنبہ ہر دہم حب  
۱۳۲۳ھ تحریر فرمودہ اند نوشتہ اند۔ ما غیر از بے دربان از کسے ناراض نیستیم و غیر از پرمیزگاران از کسے خوش  
ہم نیستیم۔ پروردگار ما را ہم از بے دینی محفوظ دارد و پرمیزگار کند و شمایان ہمہ را نیز و السلام

مکتوب نودم۔ بہ اردو بہ حافظ محمد ایوب۔ پدر مولوی محمد عمر۔ ساکن محلہ مداپور۔ گھوسی۔ ضلع  
اعظم گڑھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مالک حقیقی اللہ جل شائہ است ہر  
چہ خواہی کند۔ پاک است آن پاک پروردگار کہ آسمان و زمین اورا ہست ہر چہ ہست زیر فرمان او  
است و ادبمانہ بر ہر شے حکمران است۔ بندہ را باید کہ در ہر حال از مالک خود راضی و شاد باشد۔ یا زوہر  
ذی القعدة المحرم ۱۳۲۳ھ۔ عاجز گوید کہ استاد مولانا محمد عمر سخت علیل شدہ بود و ایشان از حضرت پیدی<sup>والد</sup>  
بیت شدہ بودند لہذا پدرش عریضہ ارسال کرد تا حضرت ایشان برائے ازالہ مرض توجہات فرمایند۔  
و قد شفاه اللہ بمنہ و کرہ۔

مکتوب نود و یکم۔ بہ اردو بہ مولوی محمد عمر فرزند محمد ایوب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شنیدہ ایم  
کہ دست ذی وقار و خادم با اعتبار و مرید امانت دار یا شیخ فضل عمر (دہلوی) رحلت نمودہ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا



إِلَيْهِ رَاجِعُونَ دنیا جائے قیام نیست۔ اَللّٰهُمَّ لَا تُعَيِّشْ الْآخِرَةَ لِمَا ظَلَمْنَا دُنْيَا رَاغَاهُ خُود وَاخِرَتِ رَا  
 ویران ساخته ایم بنا برین از نام مرگ مُنزعج و پریشان خاطر می شویم۔ اگر بایان آخرت را آباد و دنیا را ویران  
 سازیم از مرگ خوش خواهیم شد۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ اَللّٰهُمَّ وَفَّقْنَا لِمَا نَحْبُ وَشَرِّعْنَا لِمَا نَحْبُ وَاجْعَلْ آخِرَتَنَا  
 خَيْرًا مِّنْ اَوَّلِنَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ دَسَاوِسَ قُلُوبِنَا خَشْيَتَكَ وَذِكْرَكَ وَاجْعَلْ هَمَمِنَا دَهْوًا يَّمُوتُ وَتَرَضُّوْنَ  
 روز دوشنبه ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۲۵ م۔ در مکتوبے نوشته اند۔ در یاد خدا غفلت نہ کنید۔ وظیفہ شریفہ خود را درست  
 کنید۔ پروردگار را ہمہ وقت حاضر و ناظر دانید و از او سحانہ طلبگار خیر و خوبی باشید در طلب علم سعی جاری دارید  
 اوقات فراغ بہ وظیفہ شریفہ متوجہ باشید والسلام۔ در مکتوبے نوشته اند۔

علم دین ہم حاصل کنید و در وظیفہ شریفہ ہم سعی باشید۔ در وقت آمدن و رفتن و برخواستن و نشستن ہمہ وقت  
 دل را متوجہ بہ پروردگار دارید تا کہ دل را ملکہ حضور دائم حاصل شود۔ در مکتوبے نوشته اند۔ سردست شما بہ  
 طلب علم مشغول ہستید لہذا اگر وظیفہ شریفہ قدرے کم می شود حرج نیست تحصیل علم دین ہم کاریکاست  
 و مقدم است۔ تا ہم در روز و شب یک ساعت یا یک و نیم ساعت بہ ذکر شریف مشغول بمانید۔ و سادس  
 را دور کرده بہ صدق دل و اخلاص و محبت و وظیفہ شریفہ کنید۔ نیک را اختیار کنید و در امور شریعت شوق و محبت  
 داشته باشید و السلام و در مکتوبے نوشته اند۔ قدرے قرآن مجید بالمحافظہ معنی تلاوت کرده باشید و کثرت استغفار  
 و کثرت اخول و لا قوۃ الا باللہ برائے دور کردن و سادس دور کردن گناہان مفید است و در مکتوبے نوشته اند۔

یک قدم راہ راست بیدل از تو تا دامن خاک بر سر مژگان چو اشک استاد ہشیار باش

و مکتوبے بہ این معنی نوشته اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

امروز گراز رفته عنبریزان خبرے نیست فراست درین بزم زما ہم اثرے نیست

مکتوب سعادۃ آثار مولوی محمد عمر رسید۔ الحمد للہ رب العالمین ما ہمہ بہ خیریت ہستیم مولوی  
 عبدالحق آبادی مقیم حرم در ماہ شوال، حکیم قیام الدین خاں (دہلوی) دیروز، حاجی محمد عمر سوداگر بہ شب  
 راہی ملک بقا شدند۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ این ہمہ اشخاص از منجبات  
 زمان و معنات دوران و در مسلمانان اہل الحق و العقد و صلحائے اہل سنت و خدایم طریقہ شریفہ مجتہدین  
 بودند و فات یافتن این اشخاص برائے مسلمانان مصیبت عظمی است۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ عَلٰی اللّٰهِ  
 تَوَكَّلْنَا۔ دوشنبہ دوازدهم صفر ۱۳۳۳ م۔ در آخر مکتوبے نوشته اند۔ والسلام علیک ایوم عاشوراء سال سی و نهم  
 بعد از ہزار و صد از ہجرت سید الخلق و رسول الحق، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَ عَلٰی آلِہِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ  
 لِلْكَاتِبِ اَبٰی بِلَالٍ۔ در مکتوبے نوشته اند۔ دوست ما و مزاج دان ما و خیر خواہ ما مولوی عبدالحلیم صاحب بہ



ہند ہم رمضان را ہی ملک بقاشند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ ہا را این گونہ رفیقِ صالح و داناتا امروز کے دیگر پیدائش شدہ۔ جَزَاءُ اللّٰہِ خَیْرًا۔ والسلام جمعہ نہم شوال ۱۳۳۶ھ

مکتوب ۹۲ نو و دو رم۔ بہ فارسی نیز بہ مولوی محمد عمر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

تَبَارَكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ الَّذِي عَلَا  
عَلَى خَلْقِهِ يُخَيِّرُ وَيُعْنِي لَهُ الْعَلَا  
عَلَى جَدِّهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَحْدَهُ وَتُسَبِّحُ اَنَامُهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ كَامِلًا

لفظ علی در آخر مصرع اول فعل است و در اول مصرع ثانی حرف و در آخر مصرع ثانی اسم جہیز تادم تحریر بہ عافیت است لیکن از حقیقت عافیت کہ فرمان برداری مالک است عاری است و محروم است وقت ضعف و پیری است گسٹندی غلبہ کردہ است، حُبُّنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ عَلَى اللّٰہِ تَوَكَّلْنَا۔ والسلام دوشنبہ ششم محرم الحرام ۱۳۳۱ھ خانقاہ شریف مجددی۔

مکتوب ۹۳ نو و دو سوم۔ بہ فارسی بہ مولوی عبدالعزیز۔ گونا گونا گویا ضلع گھٹنا۔ بنگال۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی عبدالعزیز بعد سلام و دعا مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ رب العالمین۔ حقیر با متعلقین و اولاد بہ عافیت است۔ کارڈ ہائے شمار سیدند و خیریت شما معلوم شد۔ اللہ تعالیٰ عافیت ما و شما بہ خیر کند و گناہان ما و شما را عفو کند و از غضب خود ما و شما را نگاہ دارد۔ بِاسْمَائِہِ الْمُحْسَنٰی وَصِفَاتِہِ الْعُلٰی وَنَبِیِّہِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّم عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ۔ بہ جمیع خاندان سلام و دعا و تاکید یا دالہی رسانید۔ سبحان اللہ با وجود این تدبیرشانی کہ تمام جہان را گرفتہ اللہ تعالیٰ بہ فضل و کرم این حقیر را بہ امن و امان نگاہ داشتہ۔ اللہ الحمد وَالْمِنَّۃُ وَالشُّکْرُ والسلام دوشنبہ ششم شوال ۱۳۳۱ھ از کوٹہ

مکتوب ۹۴ نو و دو چہارم۔ بہ فارسی نیز بہ مولوی عبدالعزیز۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ مولوی عبدالعزیز ازین حقیر بعد سلام و دعائے سلامتی ایمان و دنیا و مطالعہ نمایند۔ الحمد للہ رب العالمین تادم تحریر بن جمیع الوجہ ما ہمہ بہ خیریت زندہ ایم۔ حق سبحانہ و در وظیفہ باطنی ما و شما بر کتھائے فراوان را نگاہ دارد۔ بفضلہ و کرمہ آمین۔

چشم دارم کز گنہ پاکم کنی  
پیش از ان کا ندہ لحد خاکم کنی  
اندان دم کز بدین جانم بری  
از جہان با نور ایمانم بری

والسلام جمعہ شانزدہم ذوالحجۃ الحرام ۱۳۳۱ھ۔ از کوٹہ۔

مکتوب ۹۵ نو و دو پنجم۔ بہ فارسی نیز بہ مولوی عبدالعزیز۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّتِہِ مکتوب مولوی عبدالعزیز



رسید الحمد لله رب العالمین تادم تحریر این حقیر با اولاد و عیال بہ خیریت زندہ است، عاوان دریا و الہی باشند  
و بہ دعا معاون ما غفر الله لنا ذلک و رحمتہ اللہ علیہ و عفا اللہ عنک و عفا اللہ عنک آمین۔ باقی خیریت

است والسلام شنبہ یازدہم شوال ۱۳۳۹ھ

مکتوب ۹۶ نو و ششم۔ بہ اردو نیز بہ مولوی عبدالعزیز۔ بسم الله الرحمن الرحیم۔ مولوی عبدالعزیز

را بعد از سلام معلوم باد۔ مکتوب شمار رسید۔ از احوال ترقی و وظیفہ شریفہ نوشتہ اید از این خبر سرت ماصل شد آن  
پہ شما نوشتہ اید کہ از بعض افراد و بعض قبور در وظیفہ شریفہ تنگی پیدا می شود درست و خوب است۔ شوق  
نیک و دینداری و پرہیزگاری دارید و تمام عاوان را تاکید وظیفہ شریفہ دینی و دینداری بکنید۔ و آن چہ شما از  
خیال حضور مقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نوشتہ اید بہ فکرمانہ رسید۔ چرا کہ تا آن جا رسائی ہنوز دور است۔  
البتہ با حضور مقدس صلی اللہ علیہ وسلم نیاز مندی و محبت داشتن بر ہر مسلمان فرض است۔ شما طالبان سلسلہ  
شریفہ را تعلیم وظیفہ شریفہ کردہ باشید و خود شما ہم وظیفہ شریفہ کردہ باشید و تلاوت قرآن مجید با فہم معنی  
کردہ باشید۔ از جانب ما بہ جمیع مریدان تاکید دینداری وظیفہ شریفہ بکنید و السلام چار شنبہ ببت و حکم  
محرم۔ و نیز تحریر فرمودہ اند۔ مولوی عبدالعزیز را بعد از سلام علیک معلوم باد مکتوب شمار رسید نوشتہ اید کہ  
در وظیفہ بہتری است و قرآن مجید را تلاوت می کنید و برکت ماصل می کنید۔ از این احوال دل ما خوش شد  
شما سہ پارہ از کلام الہی ہر روز می خوانید بسیار خوب می کنید با فہم معنی بخوانید و در وقت تلاوت گریہ و زاری  
کردن سعادت عظمی است۔ و شما نوشتہ اید کہ در احوال مریدان ترقی شدہ است۔ و احوال آن افراد کہ بہ سال  
دوم حاضر شدہ بودند از احوال آن افراد کہ بہ سال اول حاضر شدہ بودند بہتر است و در حضور ایشان ترقی  
است۔ الحمد للہ مریدان را تعلیم وظیفہ بکنید۔ البتہ بر جسم زن دست خود را مرد نہ نہد۔ شما زن خود را یا دختر  
خود را تعلیم وظیفہ بکنید۔ تاکہ دسے بہ زنہا تعلیم وظیفہ کند و دین امر نیک احتیاط کردہ باشید۔ و کسائی کہ از  
دل خود اللہ گفتن نہ می توانند بہ ایشان بگویند کہ ایشان بہ دل خود خیال کنند و دل خود را متوجہ بہ  
حق تعالی بدارند۔ و مولوی چرامخالف شامی کنند۔ آیا از این وجہ می کنند کہ بہ دوران وظیفہ شریفہ یا  
بہ دوران نماز از شمایان آواز گریہ و صدائے اللہ بلند می شود۔ یا مخالف ایشان از وجہ دیگر است۔ نام  
یا کہ پروردگار از دل گرفتند و در بارگاہ اوتعالی و تقدس عاجزی و زاری کردن و اشک ندامت ریختن  
نہایت عمدہ کار است۔ آن را از علمائے صالح کسے بد نہ می توانند گفت۔ فضل پروردگار است ما بہ عافیت  
ہستیم شما برائے ما دعا می کنید خوب می کنید۔ مریدان را از جانب اسلام و دعائے خیر برسانید آن چہ از  
نیک خواہید کرد، ثمرہ آن ہم بہ این جہان و ہم بہ آن جہان می یابید و ما غائبانہ برائے شما و علمائے نیک



می کنیم شما ہم برائے مابکنید والسلام پنجشنبه بستی و ششم شعبان۔

دور مکتوبے نوشتہ اند۔ از مکاتیب شما خوش شدیم و برائے شما دعا کردیم۔ طلبکار علم دین را تدریس علم و خواہشمند وظیفہ را تعلیم ذکر شریف کنید از طرف ما اجازت است بہ شرط دینداری و استقامت والسلام سہ شنبہ دوم صفر از خانقاہ شریف مجددی۔ دور مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ الحمد للہ رب العالمین بہ عافیت ستیم۔ در شما یان شوق و محبت ہست الحمد للہ بنعمتہ تم الصالحات۔ برائے شما یان دعا کردہ شد۔ و بہ شما یان توجہ دادہ شد۔ پروردگار در شوق و محبت اضافہ کند۔ تمام اجاب را سلام و دعائے سلامتی ایمان برسانید۔ اولاد بہ عافیت است والسلام پنجشنبه شانزدہم رجب الحرام ۱۳۲۹ھ

مکتوب ۹۸ نو و ہفتم۔ بہ اردو بہ سید عبدالغفر پچیم گاؤں ضلع ٹیرہ۔ بنگال نوشتہ اند۔ بہ ذریعہ خط و کتابت نہ جاہل عالم می شود و نہ غافل صاحب حضور و برکت۔ لہذا معذرت ستیم۔ البتہ مولوی عبدالحق ال آبادی از دوستان ما بودند و سالہا بوجہ خوب حفاظت کتابہائے ما کردہ اند۔ جزاۃ اللہ خیر و غفر لی ولہ۔ مکتوب ۹۹ نو و ہفتم۔ بہ اردو بہ منزل حسین۔ مگورا۔ ضلع رنگپور۔ بنگال۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبداللہ ابی الخیر فاروقی منزل حسین را بعد از سلام معلوم باد امر وز کہ روز دوشنبہ نوزدہم شعبان ۱۳۲۹ھ۔ ہفتہ ہم اپریل ۱۹۴۶ء۔ است جوابی بطاقتہ شما یان جا رہ کونہ بلوچستان) رسید۔ احوال خیریت معلوم شد۔ الحمد للہ رب العالمین۔ تا این زمان با متعلقین بہ عافیت ہستم۔ در دہلی طبیعت قدرے پریشان بود۔ بہ این وجہ شاید جواب خطوط شما نہ نوشتہ باشم۔ پروردگار بہ مہربانی خود گناہان ما یان را بیا مرز و از غضب خود محفوظ دارد و رضامندی خود را نصیب ما یان گرداند آمین باقی خیریت است والسلام دوشنبہ نوزدہم شعبان ۱۳۲۹ھ۔ مسجد حضرت بلال۔ کونہ بلوچستان۔ و ذر مکتوبے نوشتہ اند۔ اشفاق محمد را معلوم باد۔ اللہ الحمد رب التملوت و رب الارض و رب العالمین، حقیر مع العیال و الاطفال بہ خیریت است۔ دختر را علالت ہست۔ اللہ الشافی اللہ الکافی اللہ المعافی۔ پروردگار گناہان ما یان را بیا مرز و بہ عافیت ظاہری و باطنی سرفراز کند۔ آمین

مکتوب ۱۰۰ نو و نہم۔ بہ اردو بہ ڈاکٹر اشفاق محمد ہاتھی دروازہ۔ امرتسر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر اشفاق محمد را بعد از سلام سنون معلوم باد۔ مکتوب شما رسید۔ اے برادر بہ اندازہ محنت فائدہ می شود۔ شمارا باید کہ ہمت کنید و سعی نمایند اوقات عزیز خود را ضائع نہ کنید۔ و سادس را از دل خود دور کنید و حضور دل را حاصل کنید۔ چوں طفلے سہ، چار سال محنت می کند حافظ قرآن می شود و طالب علم ہفت ہفت سال سعی می کند عالم می شود، بہ تمنیات و خواہشات ہیج کار بہ انجام نہ می رسد۔ شما نوشتہ اید مرا خبر نیست کہ نیک

۵۰ این تحریر حصہ آخر مکتوب نوزدہم است۔



ہستم یا بد۔ البتہ این قدر می دانم کہ بر آستانہ خیر حاضر شدہ ام و وابستہ آن آستانہ ام۔ اے عزیز! این کلام  
شما خلاف طریقہ و آئین ما است خیال کنید کہ اگر نزد حافظ قرآن مجید سپر خود را برید کہ سپر شما ہم قرآن مجید را  
حفظ کند آیا بہ بردن یک روز آن سپر حافظ می شود۔ از تمنیات ہیچ کار بہ سر نہ می رسد۔ پروردگار در قرآن  
مجید گفتہ: **يَسْئَلُ بَأْمَانِي تَكُونُ وَلَا أَمَانِي أَهْلُ الْكِتَابِ** یعنی مدار کار نہ بر آرد ہائے شما است و نہ بر آرد ہائے  
اہل کتاب۔ و شما مخالف حکم الہی کلام می نویسید و فکر نہ می کنید کہ دینداری چیست و پیر کیست پیغمبر  
طاقت نہ دارد کہ خلاف حکم خدا کارے بکند۔ شما را علم قواعد دین نیست و کلام نادرست بہ ما می نویسید و نہ  
می دانید کہ ازین عمل بہ جاے فائدہ، نقصان می شود۔ شما در پئے نقصان خود چرا سر گرم گشتہ اید۔ افسوس  
است شما مطب جدید (ڈاکٹری) آموختید و در علاج و معالجہ عمر خود را بہ سر بردید۔ گاہے شما توفیق یافتہ  
اید کہ یک ساعت یا دو ساعت در حضور پیر خود بنشینید۔ شما در دل خود این خیال را محکم کردہ اید کہ پیر  
من مرا بزرگ خواہند ساخت **بِعَاوَالِئِهِ مِنْ هَذِهِ الْخَرَافَاتِ**۔ اے عزیز۔ حقیقت امر این است کہ اگر  
سالہا خدمت پیرے بکنی و از کمالات چیزے حاصل کنی، خود را خوش نصیب بدان۔ در این زمانہ این گونه  
پیر ہم بہ نظر نہ می آید۔ آئندہ از این گونه کلام احتراز باید کرد۔ مرا از خیر تو امید نیست بدرسان۔ والسلام  
یکشنبہ است دوم ربیع الاول۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ صبح و شام وظیفہ شریفہ قلبی بہ پابندی کنید و در  
یک ماہ یک بار شجرہ شریفہ بخوانید و السلام و در مکتوبے نوشتہ اند۔ **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**۔ ڈاکٹر اشفاق  
محمد مولوی نور احمد (طابع مکتوبات شریف) را بعد از سلام معلوم باد کہ بہ روز دوشنبہ یا زوہم ماہ ربیع الاول  
حاضر شوید تا کہ باطمینان در محفل ذکر شریف شریک شوید و آمدن شما یان بلکہ آمدن نظام الدین ہم مناسب  
است۔ چہارشنبہ ہشتم ربیع الاول ۱۳۲۲ھ۔

مکتوبہ صد م بہ ڈاکٹر شوق محمد (برادر کلان ڈاکٹر اشفاق محمد) ساکن ویرودال۔ تحصیل  
ترن تارن ضلع امرتسر۔ **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**۔ ڈاکٹر شوق محمد و ڈاکٹر اشفاق محمد را بعد از سلام مستون معلوم  
باد۔ وظیفہ شریفہ را بہ آن مقدار کہ ہدایت کردہ شد، بلا تشدد ضرورت ناغہ نہ کنید۔ بہ جان و دل پابند  
فرائض باشید و از حرام خدا قطعاً خود را دور دارید۔ قدرے کلام پاک الہی با ترجمہ ہر روز بخوانید۔ در شوق  
دینداری اضافہ کنید خود را عاجز بندہ خدا سازید۔ بر عقائد مسلمانان قائم مانید۔ درین روز ہا کہ اطہار عقائد  
باطلہ و مسائل جدیدہ پیدا شدہ۔ خود را ازاں محفوظ دارید۔ اگر استعداد فارسی باشد رسالہ الایمان را بخوانید  
و آن را در مطالعہ خود دارید۔ و در مکتوبے بہ شوق محمد نوشتہ اند۔ پروردگار گناہان مایان را معاف کند  
و بر مایان مہربانی کند و از مایان راضی شود و بہ جنت رساند و از دوزخ محفوظ دارد۔ و از عذاب قبر نگاه



دارد و تمام امور ضروریہ مایان را درست فرماید۔ آمین۔ سورۃ اخلاص سے بار سورۃ فلق سے بار سورۃ ناس سے بار بعد از نماز صبح خواندہ دعائے راکہ نوشتہ ایک سے بار بخوانید و باز بہ وظیفہ شریف مشغول شوید و بہین صورت بعد از نماز شام سوتہا و دعا خواندہ بہ ذکر شریف مشغول شوید۔ اگر چہل روز این عمل خواہند کرد انشاء اللہ ناپاکی دل دور شود و السلام روز دوشنبہ ہشتم جمادی الاولیٰ ۱۳۲۵ھ بالو محلہ کوٹہ۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔

اگر جناب برادر سیف اللہ (مجدی موضع اوگی تحصیل نکو در ضلع جالندھر) این جا تشریف بیارند و باملاقات کنند جائے مسرت است۔ و در محفل مولود شریف باید کہ روایات صحیحہ از کتب احادیث شریفہ اخذ نمودہ ترجمہ کردہ بیان کردہ شوند و السلام ہشتم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ و در وظیفہ شریفہ محنت کنید و دینداری حاصل کنید بدون محنت چیزے حاصل نہ می شود۔

مکتوبہ صد و یکم۔ بہ اردو بہ مولوی محمد احمد متعلم مدرسہ مصباح العلوم الہ آباد۔ طبیب برائے مریض نسخہ تجویز کرد۔ مریض اگر آن نسخہ را استعمال بکند۔ حالش از دو حال خالی نہ باشد کہ از استعمال نسخہ و مریض یادی واقع می شود یا کمی۔ این قدر احوال بہ طبیب باید گفت، دیگر ہمہ فضول است و السلام۔

مکتوبہ صد و دوم۔ بہ فارسی بہ حاجی عبد الحکیم ولد غلام رحم قوم دقتانی۔ از افغانستان۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از عبد اللہ ابی الخیر فاروقی عبد الحکیم دقتانی سلام خواند۔ مکتوب محبت اسلوب رسید۔ از کثرت ذکر نوشتہ۔ الحمد للہ۔

ذکر کن ذکر تا ترا جان است پاکی دل زد ذکر رحمان است

و السلام دوشنبہ ہشتم رمضان ۱۳۲۲ھ خانقاہ شریف دہلی۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ عبد الحکیم دقتانی سلام خواند۔ مکتوب شمارید۔ بر دینداری قائم باشید و وظیفہ شریف بہ شوق و محبت کنید۔ تلاوت قرآن مجید ہم ضروری است۔ معاملہ تجارت و داد و ستد را از امور غیر مشروع پاک و صاف دارید۔ و رامہ محرم الحرام حاجی ملا گل رحلت فرمودہ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ماہمہ بہ عافیت ہستیم و السلام شنبہ پانزدہم صفر۔

مکتوبہ صد و سوم۔ بہ اردو بہ مولوی حافظ احمد متعلم مدرسہ دیوبند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میان حافظ احمد بعد از سلام مسنون مطالعہ نمایند مکتوب شمارید۔ سعادت مندی و صلاح شما است کہ این خط بہ ما ارسال کردہ اید چون کہ شما از احوال مزاج ما واقفیت نہ دارید بنا برین دعوت نامہ ارسال کردہ اید۔ اگر واقف می بودید ارسال نہ می کردید۔ از وجہ ضعف شرکت در مجتمعات نہ می کنیم و نہ این راہ در رسم را عادت داریم۔ لہذا ما را معذور دارید تعلیم و تعلم دین از ایمان ما است۔ مسلک و طریقہ حضرت شاہ عبد الغنی را پسند می کنیم۔ اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَ یُخْرِجْکُمْ مِنْ الظُّلُمَاتِ۔ و السلام بست و دوم ربیع الاول۔ عاجز



گوید حضرت ایشان از سورۃ محمد علی صَاحِبِهَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، آیت شریفہ ہشتم را تحریر نموده اند پروردگار  
بہ مومنان خطاب کرده است کہ اگر شما یان اللہ را نصرت دهید یعنی دین او را دینگیر اورا مدد کنید۔ اللہ تعالیٰ  
نصرت و ہدایت یان را وثابت کند قدمہائے شما یان را۔

مکتوب صد و چہارم۔ بہ اردو بہ سردار عدالت خان ولد شرف علی خان ساکن مقام تھوالا۔  
ضلع جہلم پنجاب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عدالت خان را بعد از سلام مسنون معلوم باد۔ بہ دوران وظیفہ  
شریفہ خطور و سادس علامت نقصان است۔ خوبی آن است کہ در خانہ دل بہ جز محبت الہی چیزے نہ  
باشد۔ بعد از نماز صبح سورۃ اخلاص سہ بار، سورۃ فلق سہ بار، سورۃ ناس سہ بار و پچنان بعد از نماز مغرب  
این سور مبارکہ را سہ بار خواندہ ثوابش را بہ ما برسانید این وظیفہ خاص است کہ بہ اشفاق الہی تعلیم کرو  
ایم۔ امروز بہ مسجد جامع رفتیم و امامت نماز جمعہ کردیم۔ اشفاق الہی آمدہ خدمت کرو۔ یاسین ہدیہ ارسال  
کرد و خود نیامد خود آمدن و خدمت کردن بہ درجہا بہتر است از خدمت مالی۔ بہ یاسین این سخن بگوئید۔  
مولوی اسحاق نیز آمدہ خدمت کرو مخلصین را تاکید وظیفہ کنید والسلام۔ جمعہ دواز دہم جمادی الاولیٰ  
۱۳۲۹ھ و نوشتہ اند۔ عدالت خان را بعد از سلام مسنون معلوم باد از لطف مولیٰ جل شانہ بہ عافیت، ستیم۔  
نویسنده مکاتیب نیست ازین جہت بہ اشفاق و اسحاق و یاسین تا این وقت جوابات ارسال شدہ۔  
اگر بہ ظاہر جواب نوشتہ نہ شدہ است آتا بہ باطن دعا با از دل برائے ایشان برآمدہ است۔ و این ہم  
بسیار است۔ یک سال اشفاق را تعلیم سورۃ اخلاص و سورۃ فلق و سورۃ ناس کردہ بودیم شما یان از  
اشفاق آن وظیفہ را آموختید یا نہ؟ اگر نہ آموختہ اید حالاً بیا موزید۔ اللہ تعالیٰ گناہان ما و شمارا معاف کند و  
توفیق اعمال صالحہ عنایت کند و دلہائے مایان را در یاد خود مصروف کند و از یاد ما سوا آزاد گرداند و بختنبہ  
سوم جمادی الآخرہ ۱۳۲۹ھ و نوشتہ اند۔ احوال رفقا نہ نوشتید کہ چہ گوئند و مہتاب شاہ بولے  
خان، فضل الہی، شیر احمد و احوال ہر دو ڈاکتران حیوانات معلوم نیست۔ و در مکتوبے نوشتہ اند۔ نام پسر عدالت  
خان، ہدایت خان مناسب است والسلام چہار شنبہ ۱۹ صفر ۱۳۳۱ھ۔

مکتوب صد و پنجم۔ بہ فارسی بہ سردار محمد علی خان پسر سردار شیر علی خان محمدزی۔ عقب عید گاہ۔  
سکھر۔ سندھ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا اللہ! خدائے مہربان من از تو خیر و خوبی می خواہم۔ ہر چہ  
دران خیر من باشد آن را مقدر کن و آسان کن و بہ من آن را برسان و ہر چہ دران شر من باشد آن را مقدر  
کن و آن را بر من دشوار کن و از من دور کن۔ اے پروردگار من دعائے مرا قبول کن۔ من نادانم و تو دانائی۔  
من عاجزم و تو توانا هستی۔ من بندہ توام تو خدا هستی۔ این دعا را بعد از ہر نماز بہ حضور دل سہ بار بخوانید



والسلام۔ خیرے کن اے فلان غنیمت شمار عمر  
 زان بیشتر کہ بانگ بر آید فلان نہ ماند  
 و نیز نوشته اند: مکتوب شمارید خبر وفات ابنتہ شما معلوم شد ہمہ مایان غمگین شدیم۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ  
 امروز گراز رفتہ عزیزان خبرے نیست  
 اللہ تعالیٰ شمارا صبر جمیل و ثواب کثیر عنایت کند اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهَا وَاَرْحَمْهَا وَاَعْفُ عَنْهَا وَتَجَاوَزْ عَنْ  
 سِتِّیَاتِہَا۔ آمین۔ یکشنبہ ۲۳ صفر ۱۳۳۳ھ

مکتوب صد و ششم۔ بہ اردو بہ منشی احمد حسین سبزی فروش۔ چھتہ لال میان۔ ترا بہرام خان  
 دہلی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد حسین را بعد از سلام معلوم باد مکتوب شمارید و وظیفہ شریفہ را بالضرور  
 بلا ناغہ بحضور دل کنید و تلاوت قرآن مجید بالمحافظہ معنی والسلام تحریر روز جمعہ دوم رجب الحرام  
 ۱۳۳۲ھ۔ در مکتوبے نوشتہ اند: از زیارت حضرت بی بی مریم (در خواب) دل ما خوش شد۔ شمارا باید کہ  
 قرآن مجید خواندہ بہ روح پاکش ثواب رسانید و رساوس را دور کردہ صباحاً و مساءً وظیفہ شریفہ بکنید  
 پرہیزگاری و دینداری اختیار کنید و بر شریعت محکم قائم شوید۔ بخش اللہ سخنان دور و درازی پرسد۔  
 ویرا باید کہ بہ وظیفہ و نماز مشغول ماند۔ و منیر الدین را نیز اشتغال بہ وظیفہ شریفہ باید کرد۔ این مناسب  
 نیست کہ گاہے می کند و گاہے می گزارد۔ مداومت باید کرد اگرچہ قلیل باشد والسلام و نوشتہ اند: الحمد  
 للہ سبحانہ بہ عافیت ہستیم۔ پروردگار العا مہائے کہ بر مایان کردہ آن را نہایتے نیست و گناہان مایان  
 را ہم مدے نیست۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔ بار خدایا، گناہان مایان را بیا مرز مسلمانان را عزت  
 عطا کن۔ دشمنان اسلام مسلمانان را خوار و ذلیل کردہ اند۔ بار الہا، مخالفین را بر باد کن و مایان را در ہر  
 دو جہان بہ راحت دار۔ بعد از ختم شریف این دعا بہ عاجزی و زاری کنید و ختم شریف را بہ بسیار ادب و  
 حضور دل بخوانید والسلام و نوشتہ اند: ہر کار بہ کردن می شود۔ بہ خواہشات قلبیہ ہیج کار بہ انجام نہ می رسد۔  
 شما و بخش اللہ می خواہید کہ بہ مجر و آرزو ہا از اولیا گردید۔ ہِنَہَاتَ ہِنَہَاتَ۔ مقدار وافر از در اہم بود و  
 بتا ہم باشد و خشت و مصالح ہم موجود بود آن وقت امید خانہ درست است۔

مکتوب صد و ہفتم۔ بہ اردو بہ مولوی بدرالاسلام ساکن زقاق انبیا، کوچہ چیلان۔ دہلی۔  
 بہ کسانے کہ ختم شریف می خوانند بگوید کہ بہ صحت الفاظ و فہم معنی و حضور قلب بخوانند۔ ملاحظہ کردہ ایم  
 کہ از شمایان بعض افراد بہ عجلت تمام الفاظ می خوانند نہ بہ صحت الفاظ خیال دارند و نہ بہ فہم معنی و نہ  
 بہ حضور قلب و این مناسب نیست والسلام روز مبارک جمعہ دواز دہم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ۔ و نوشتہ اند:  
 مکاتیب مولوی بدرالاسلام و مولوی بخش اللہ و عبد الباری و عبد النور و عبد التار رسیدند۔ از خبر وفات



اہلیہ مزار فرخ شاہ متالم شدم۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ بیماری چہ بود و چہ مدت بیمار شد و پسرش بہ چه مال است۔ والسلام یکشنبہ ہشتم رجب الحرام ۱۳۳۳ھ

**مکتوب صد و ہشتم** بہ اردو نیز بہ بدرالاسلام۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اَللّٰہُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ  
بَارِكْ عَلٰی سَیِّدِ الْخَلْقِ مُحَمَّدٍ وَاٰزِوَاجِہٖ وَاٰہْلِ بَیْتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ۔ عجیبے نوشتہ کہ تصور خنزیرے در نماز  
بہتر است از تصور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم لعنت خدا بادا بر این گونہ مردودان و حیثان و شاقول  
بزرگ خود نوشتہ اید کہ در شرح و بیان اِیَّاكَ نَعْبُدُ اِن گونہ کلام نوشتہ است۔ اگر با این چنین مردودان شما  
را اعتقادے است پس از معلق خود منقطع کنید۔ اگر شما مرید ہستید چرا این گونہ تحریرات را مطالعہ می  
کنید۔ از تحریرات گمراہان خود را دور دارید والسلام دوشنبہ پنجم رجب الحرام ۱۳۳۳ھ و نوشتہ اند۔  
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

بِحَیْیِ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ مُحَمَّدًا  
سَیِّدِ الْہَدٰی عَنَّا بِمَا هُوَ اَهْلُہٗ

امام طبرانی والولیم در حلیۃ الاولیاء خطیب وابن النجار از حضرت عبداللہ بن عباس و ایشان از  
حضور مبارک صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ اند کہ ہر کہ این دعا را بخواند اجر ہا یا بد تفصیل اجر در کتاب لے شدہ  
است۔ مابیان نشن نہ کردہ ایم۔ البتہ لَا اِیَّ مَنْشُورَہٗ رَاِعْقِدَ منظوم ساختہ ایم والسلام رشتہ بست و ہشتم  
شوال ۱۳۳۵ھ و در مکتوب دیگر نوشتہ اند۔ مکتوب محمد یوسف و محمد رفیع رسیدہ۔ پروردگار ہر دورا و  
شمایان را و مایان را مع عافیت و بادینداری و صلاحیت در غلامان نیکو کار خود داخل فرماید و از خشم  
و غضب خود دورا و دوبرہ رضامندی خود مشرف فرماید والسلام۔

عاجز گوید۔ مولوی بدرالاسلام رحمہ اللہ بیان می کرد کہ در آیام طلب علم چند سال در لاہور۔ نزد  
وہابیان قیام داشتیم و من عملا و اعتقادا و ہابی گشتہ بودم۔ چون بہ دہلی مراجعت کردم نظر من بر طلعت نورانی  
حضرت ایشان افتاد و گرویدہ حضرت ایشان گشتم۔ چون کہ اثر و ہابیت و غیر مقلدی در نہادیم شکی نہ شد  
بود، احیاناً خیالے فاسد بہ دلم راہ می یافت و حضرت ایشان بر آن تنبیہ می فرمودند و احیاناً چیزے نہانی  
یا تحریری استفسار می کردم۔ چنان چہ نوبتے پیش حضرت ایشان بیان تصور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم  
در شہاد آمد و قول بے ادبے عَلَیْہِ مَا یَسْتَحِقُّہُ مذکور شد۔ و نوبتے من در عریضہ خود بیان یک رسالہ  
کردم کہ در تفسیر اِیَّاكَ نَعْبُدُ بیان تصور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ بود۔ و حضرت ایشان در جواب  
عریضہ بمن در ۱۳۳۵ھ این مکتوب مبارک ارسال کردند و پروردگار سینہ مرا از جمیع مفاسد پاک کرد۔ عاجز  
گوید۔ پروردگار از جماعت اشقیاء بندگان خود را محفوظ دارد۔ اگر این افراد فصل سوم را از باب چہارم جلد



اول کتاب احیاء العلوم للامام حجة الاسلام الغزالی قدس اللہ سرہ العالی یا تحریر حضرت مخدوم عبدالاحد قدس اللہ سرہ الامجد بالکتوب سی ام از دفتر دوم را مطالعہ می کردند ہرگز این گونه کفریات بزرگ قلم نیاورد بے حجة الاسلام نوشتہ۔ وَأَخْضَرُ فِي قَلْبِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَةُ الْكَرِيمِ وَقُلِّ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، لِيَصْدُقَ أَمَلُكَ فِي آتِهِ يَبْلُغُهُ دَيْرُكَ عَلَيْكَ مَا هُوَ آوِي مِنْهُ الْخ۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نوشتہ اند: "خواجہ محمد اشرف و زرش نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ بہ حدی استیلا یافتہ است کہ در صَلَّاتِ آن را بسجود خودی داند و می بیند و اگر فرضاً نفی می کند منتفی نہ می گردد۔ محبت اطوار این دولت متمنائے طلب است از ہزاران یکے را مگر بدہند۔ صاحب این معاملہ مستعید تا تم المناست است کہ تل کہ بہ اندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات اورا جذب نماید۔ رابطہ را چرانی کنند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود۔ چرامحاریب و مساجد را نفی نہ کنند" الْخ۔ حضرت مخدوم الانام را کتاب کنوز الحقائق در سالہ اسرار الشہداء است حضرت خواجہ ہاشم کشمی در کتاب زبدۃ المقات اند کہ ازان نقل کردہ اند کہ مسراج مومنین نماز است و آخر نماز قعدہ است۔ فَيَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَصَلُّوا عَلَيْهِ وَفِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى أَنْ مَنتهی... معراجہم إلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومنتہی معراجہ صلی اللہ علیہ وسلم إلی اللہ سبحانہ وَتَعَالَى وَتَعَظَّمُ الْأَتْرَى أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَشْنَى عَلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ فِي الْإِبْتِدَاءِ بِقَوْلِهِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الْخ وَالْمُؤْمِنُونَ أَمْرُوا بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ، عَلَيْهِ التَّحِيَّاتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ فِي مَنتهَاهُمْ" حضرت عطار چہ خوش گفتہ

تو اورا اگر بدانتی تمام است ترا کار دو عالم بر نظام است

پروردگار از شر علم محفوظ دارد و بہ رضامندی خود مشرف فرماید۔

مکتوبات صدر و نہم۔ بہ اردو بہ مولوی بخش اللہ ساکن چھتہ لعل میان۔ ترا با بہرام خان۔ دہلی۔ مخفی نہ ماند کہ بہ نام مولوی بخش اللہ ہفتاد و دو مکاتیب مبارکہ اند چون کہ مولوی بخش اللہ مخلص و خدمتگار خصوصی بودہ ازین جہت این مکاتیب شریفہ متعلقہ بہ امور خانہ و حوائج ضروریہ اند۔ لہذا عاجز انتخاب بعض جبل کردہ چیزے می نویسد حضرت ایشان تحریر فرمودہ اند۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ۔ مُبَيَّنَّ اللہ نام خوب است۔ معنیش بندہ کوچک خدا است۔ فقط ہشتم جہادی الاولی ۱۳۳۲ھ و نوشتہ اند قشایان را مناسب است کہ ختم شریف با حضور دل و صحت الفاظ و فہم معنی بعد مغرب بخوانید۔ این عمل بسیار مبارک است و بعد از ختم شریف برائے مایان و دعائے سلامتی ایمان و دعائے عافیت و بہر دو جہان و دعائے امن و امان برائے جمیع مسلمانان و دعائے مغفرت گناہان کردہ باشید بفضل پروردگار است ماین جاپادعت و آسائش می ہاشیم۔



بہشت آن جا کہ آزارے نہ باشد کسے را با کسے کارے نہ باشد

چہار شنبہ بستم جاری الآخرہ ۱۳۳۳ھ - چون حافظ محمد یعقوب صاحب (مجددی پانی پتی) می فرمایند کہ من مستحق زکات ہستم قول ایشان شرعاً معتبر است۔ بہ ایشان زکات دادہ شود شوال ۱۳۳۲ھ خبر وفات مولوی کاظم علی معلوم شد غفر اللہ لنا و ذوالقعدہ ۱۳۳۲ھ - از علالت بخش اللہ رنجیدہ شدم پُروردگار بخش اللہ راصحت و ہد آسأل اللہ العظیم رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَهُ۔ ذوالقعدہ ۱۳۳۲ھ عبدالمنان بسیار غنیمت بود، عالم فاضل، صالح و دیندار بود۔ در بعض خصال حمیدہ از عبدالحلیم بہتر بود و سچہ مرد و کفایت برکت شہر شام شد۔ حَسْبُنَا اللہ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ۔ از وہ ہزار مسلمانان دہلی ذات او بہتر بود۔ تحریر جمود و شوال ۱۳۳۲ھ (وفات ملا عبدالحلیم بہ پنجشنبہ ہفتم رمضان ۱۳۳۶ھ بودہ کما تقدم)

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِأَنَّ قَصْرِي حُفْرَةٌ غَيْرَ آءٍ يَحْمِلُنِي إِلَيْهَا شَرَجَعُ  
فَبَكَتْ بَنَاتِي شَجْوَهُنَّ وَ زَوْجَتِي وَالْأَقْرَبُونَ إِلَيَّ لَسْتُ نَصَدَّ عَوَا  
وَتَرَكْتُ فِي غَبْرَاءٍ يَكْرَهُ دُرْدُهَا تَسْقِي عَلَى التَّرِيمِ حَيْنَ أَوْدَعُ

و کلمہ قصری بہ فتح قاف بہ معنی آخر امری است۔ قائل این اشعار حضرت عبدالہ اند حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اشعار ایشان را پسند می کردند۔ و این شعر نیز از ایشان است۔

بَمَا كَانَ قَيْسٌ هَلَكُهُ هَلَكٌ وَاحِدٌ وَلَكِنَّهُ بَيْنَانٌ قَوْمٌ تَهْدَى مَا

داین شعرے است کہ تا این زمان کسے شلش نہ گفتہ و این گونہ شعر را بے نظیر گویند بہ مولوی عبدالعلی صاحب این شعر نشان دہید و سلام ما بہ ایشان بگوئید و السلام چہار شنبہ پانزدہم محرم الحرام ۱۳۳۹ھ و در مکتوبے نا اہلی بعض افراد را ذکر کردہ تحریر فرمودہ اند۔ اِذَا دُمِسَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔ یعنی چون کار بہ نا اہل سپردہ شود پس انتظار قیامت کن۔

مکتوبہ صد و دہم۔ بہ فارسی بہ حاجی عبداللہ خان کشمیری مہر کن مخلص قدیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خط حاجی عبداللہ رحبیری کردہ شدہ رسید۔ الحمد للہ رب العالمین ما دام تحریر یافتند ثلاثہ بلال بن عبداللہ بن عمرو زید بن عبداللہ بن عمرو سالم بن عبداللہ بن عمرو والدہ ایشان و ہم شیرگان ایشان و جمیع متعلقین بہ خیر و عافیت زندہ ایم۔ شب یکشنبہ پنجم شعبان از دہلی بہ جانب کوٹہ بہ راہ لاہور روانہ شدیم و بہ روز شنبہ ہفتم شعبان بعد از ظہر بہ کوٹہ بلوچستان بہ خانہ خود بہ آرام رسیدیم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ امید است کہ انگشتی نگینہ عمدہ و خوب ساختہ باشید۔ ہر قدر توانی بہ تعلیم و ادب یاد الہی در باطن خود کن۔



يَا غِيَاثِي وَخَيْرَ مُلْتَحِدِي  
عَافِنِي رَبِّ وَاعْفُ عَنِّي  
وَعَنِ الدِّينِ لَا تُزِلْ قَدَمِي  
وَارْضَ عَنِّي بِرَضَائِكَ سَخِي  
وَارْحَمْ ابْنَاتِي الثَّلَاثَ بِرَحْمَةٍ  
أَخَوَاتِي وَوَالِدَاتِي لَهُمْ  
وَأَلَاكِي أَحْسِنُوا إِلَيَّ عَلَى  
حَسْبِي اللَّهُ فِي الْحَيَاتِ وَفِي  
وَحْيَاتِي وَوَرْدِي أَعْمَاسِي  
وَإِذَا مَا صَحِيفَتِي تَشْرَتْ  
وَهُوَ نِعَمَ الْوَكِيلِ يَكْلُوْنِي  
لَيْسَ لِي مَن يُغِيثُ مِنِّي أَحَدٌ  
رَبِّ وَاعْمِلْ خَطَايَايَ بِالْبَرِّ  
وَأَقِلْ عَثْرَتِي وَخُذْ بِيَدِي  
وَعَنِ الْوَالِدَيْنِ وَالْوَلَدِ  
لَا تَرْفِدْنَا وَسَلَامًا وَلَدٍ  
فَاَحْضِ الْكُلَّ رَأْيَ مَنْ تَكْدِ  
سُوْنِي أَحْسِنِ إِلَيْنَهُمْ وَجِدْ  
سَكْرَاتِ الْمَنَامِ وَاللَّحْدِ  
وَقِيَامِي لِزَيْتِي الْأَحْدِ  
وَإِذَا مَا سُئِلْتُ عَنْ لَدَدٍ  
فِي نَهَارِي وَلَيْلَتِي وَغَدٍ

مکتوب صدویازدهم۔ بہ اردو بہ حافظ غلام رضا دہلوی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ غلام رضا را بعد از سلام واضح باد ما بہ روز شنبہ دوازدهم شوال از کوٹہ روانہ شدہ بہ یکشنبہ سیزدهم ماہ بہ وقت صبح صادق بہ سکھر رسیدیم۔ این شہر از ملک سندھ برب دریا واقع است۔ بر کنار رودیک بنگہ خوب بہ چہل روپیہ ایجار ماہانہ گرفتیم۔ این جا از مرض دہم از خنک محفوظ استیم۔ چون کہ طیب خان را کار در پیش است ازین جہت ما احمد خان (مٹاخیل) را از کوٹہ بہ دہلی فرستادیم۔ شما ایشان را طریقہ حفاظت اسباب و دروازہ تعلیم کنید۔ عنوان ما این است۔ حضرت صاحب دہلوی سکھر۔ سندھ۔ چہار شنبہ شانزدہم شوال ۱۳۲۶ھ مکتوب صد و دوازدهم۔ بہ اردو بہ حاجی ملا احمد خان مٹاخیل ساکن کٹوازا افغانستان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ احمد خان مٹاخیل را بعد از سلام سنون معلوم باد مکاتیب شامی رنہ دل خوش می شود۔ از وفات ملا گل مٹا لم شدم، در مخلصین ما دیگر کسے چنین صاحب علم و عمل و ثابت قدم بہ نظر نہ می آید۔ اِنَّا لِلّٰہِ کَلَامًا اِنِّہٖ رَاجِعُوْنَ۔ بہ طورے کہ عبد اللہ (علی زی) از طرف ما بہ طالبان سلسلہ وظیفہ شریفہ تعلیم می داد و تجدید وظیفہ می کرد شمارا باید کہ بہمان طور تعلیم و تجدید وظیفہ از طرف ما بکنید۔ سید نعمت علی و سید معشوق علی و سرور را وظیفہ تعلیم کنید و بر وظیفہ کردن ایشان نظر دارید والسلام تحریر ماہ شوال ۱۳۲۶ھ از سکھر۔ سندھ۔

مکتوب صد و سیزدهم۔ بہ اردو بہ فاخر احمد خان انصاری ساکن محلہ قاضیان۔ پانی پت۔



بسم الله الرحمن الرحيم۔ سہ مکاتیب رسیدند و خبر وفات اہلیہ شما معلوم شد۔ در غمنا ہمہ غمگین شدند۔ بیان صلاح و محبت ایشان و دعائے خیر برائے ایشان می کنند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِهٰذَا اُمَّرَاحْمَنَا وَاَبَاہَا وَاَعْفُ عَنَّا وَعَنْہَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ بعد از نماز پنجگاہ ابن دعا بہ حضور دل شما و اولاد او شان بخوانید والسلام جمعبست و یکم رجب الحرام ۱۳۳۶ھ۔ عاجز گوید وفات زوجہ فاخر احمد خان بہ روز جمعہ نواخت سہ از ظہر چہار و ہم رجب ۱۳۳۶ھ۔ ۲۶۔ اپریل ۱۹۱۸ء واقع شد۔ مرحمہا اللہ۔

مکتوب صد و چہار و ہم۔ بہ اردو۔ بہ شیخ محمد الیاس پسر حافظ محمد اسحاق رانی کھیت والا۔ بسم الله الرحمن الرحيم۔ تا این زمان طریقہ ادب شما با ما خوب است و شما بر شیخ محمد اسحاق ثابت۔ این سعادت مندی شما است۔ علی الخصوص خدمت و آرائش محفل میلاد شریف کہ سعادت کبریٰ است۔ اظہار مسرت بہ ولادت چنین پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نہایت سعادت است بلکہ عین ایمان داری۔ این خدمت و سعادت را بعد از ما ہم نہ گزارید۔ والسلام دو شنبہ ۲۱ ماہ مبارک رمضان ۱۳۳۶ھ۔ پروردگار جل شانہ و غم احسانہ شیخ محمد الیاس را فرزند عنایت کرد۔ عریضہ بہ کونہ ارسال کردند و نامش پر رسیدند حضرت ایشان بہ دست مبارک خود درج ذیل مکتوب از جانب حضرت برادر کلان تحریر فرمودند۔

بسم الله الرحمن الرحيم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ، مِنْ بَلَالِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ وَوَالِدِہِ غُفْرَانُ اللّٰہُ لَہُمْ وَعَفَا عَنْہُمْ وَعَافَاہُمْ اِلٰی مُوسٰی بْنِ الْیَاسِ بْنِ اسحاق وَوَالِدِہِ سَلَامٌ عَلَیْكَ فَاِنِیْ اَسْحَدُ اِلَیْكَ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ وَاُصَلِّیْ وَاُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَكَذَ سَمِیْتُ وَلَدَکَ مُوسٰی وَہُوَ اَفْضَلُ مِنْ الْیَاسِ وَاسْحَاقَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَيِّدِنَا مُوسٰی وَ عَلٰی الْاَنْبِیَاءِ کُلِّہُمْ۔ بَارِکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْکَ وَفِیْ اَوْلَادِکَ وَسَلَامٌ عَلَیْکَ وَ عَلٰی اٰمَتِکَ۔ حَوْرِ یَوْمِ الْاِثْنِیْنَ الثَّامِیْنَ وَالْعِشْرِیْنَ مِنْ ذِی الْحِجَّۃِ الْحَرَامِ اٰخِرَ سَنَۃٍ تِسْعٍ وَثَلَاثِیْنَ وَثَلَاثِ مِائَۃٍ وَالْف۔ حضرت ایشان برائے شیخ محمد الیاس دعائے برکت برائے اولاد کردند، وفات شیخ محمد الیاس بہ روز شنبہ ہفتم محرم الحرام ۱۳۸۹ھ شدہ۔ عند الوفات ہشت پسر و ہشت دختر گزارشتند۔ نام پسران بہ این ترتیب است محمد موسیٰ، محمد ابراہیم، عبدالرحمن، اقبال، صالح، داؤد، ظفر، محسن۔ حفظہم اللہ۔ حضرت ایشان برائے محمد موسیٰ دعا فرمودند۔ حق تعالیٰ ویرا آرائش و راحت دنیا بہ وجہ عنایت کرد کہ کسے را خیال و گمان ہم نہ می شد۔ افسوس کہ چار روز بہ مرض دل علیل شدہ بہ روز چار شنبہ نواخت یازدہ از روز ہفتم ذی الحجۃ الحرام



۱۳۹۳ھ ازیں دنیا سفر کرده رَحْمَةُ اللهِ وَرَحْمَةُ اَبَائِهِ اِيَّاهُ وَغَفَرَ لَهُمْ وَعَفَا عَنْهُمْ۔  
محمد موسیٰ سپہر اعجاز و ہارون در اشد۔ و چار و حتر گزاشتہ۔

مکتوب ۱۵۵۔ صد و پانزدہم بہ آرد۔ این مکتوب مبارک، مکتوب واحد نیست بلکہ انتخاب مکاتیب کثیر  
است کہ حضرت ایشان ائمہ می فرمودند و مولوی بخش اللہ تحریر می کرد و مولوی بخش اللہ بعض محل را نقل کرده نزد  
خود محفوظ می کرد۔ آن محل محفوظ را بہ صورت این مکتوب عاجزی نویسد۔ رحم اللہ جامعہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ و علیک السلام و رحمتہ اللہ و بركاتہ۔ مالک حقیقی اللہ جل جلالہ است  
ہر چه خواہی کند مفہوم شعر حضرت ایشان: پاک است اللہ تعالیٰ کہ مالک زمین و آسمان است، ما  
ہمہ زیر فرمان او سبحانہ، ستیم و او تعالیٰ حکمران واحد حقیقی است، بندہ را شاید کہ بہ ہر حال از مالک خود راضی  
بود۔ ۱۔ و علیکم السلام۔ اولاً آن کہ من ضعیف شدہ ام و ثانیاً آن کہ در طبائع ہندیان و مزاج ما اختلاف  
است و از وجہ اختلاف مناسبت مفقود شدہ، چون مناسبت نہ باشد راہ فیض مسدود می باشد۔ اغراض و  
مقاصد ایشان را با اغراض و مقاصد ما مناسبت نیست بلکہ مباہنت ظاہر است۔ ایشان ما را و ایشان  
را ہمہ وقت بہ زبان حال می گوئیم۔

ترسم نہ سی بہ کعبہ اے اعرابی کاین رہ کہ تومی روی بہ ترکستان است  
نہ دو چار را بلکہ ہزاران را تجربہ کردہ ایم۔ حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِالله۔ بنا برین  
مناسب نیست کہ اوقات عزیز خود را و دیگرے را ضائع کنیم۔ ۱۔ (این شخص چند جابیت شدہ بود و  
احوال پریشانی خود را در عریضہ نوشتہ بود) و بہ یکے نوشتند۔ بعد از اسلام ملیک معلوم با و مکتوب رسید  
الحمد لله رب العالمین مع متعلقین بہ عافیت ہستیم۔ حالاً ضعیف شدہ ایم۔ تا وقتہ کہ کسے دوسہ  
ماہ در خدمت نہ ماند۔ آگاہی بر احوال دے کہ حاقہ حاصل نہ می شود۔ ما شمار نہ شناختیم و نہ از حال  
شما آگاہ ہستیم۔ ۱۔ مکتوب شما رسید۔ وظیفہ شریفہ می کنید۔ دل ما از این خبر خوش شد۔ اگر شما نزد ما  
می بودید دُروسا و سبب شما فکر می کردیم و چیزے می گفتیم اکنون کہ شما بہ این دوری می باشید علاج  
دوسا و سبب دشوار است۔ ما قول نا درست بہ کسے نہ می گوئیم۔ بہ این دوری اثر توجہ کامل ظاہر نہ می شود۔  
طالب علم چون در خدمت استاد می ماند علم می آموزد و اگر از استاد دور می باشد از علم محروم می ماند۔ ۲۔  
مکتوب شما رسید۔ اے عزیز۔ کسلے کہ در حضور ہستند توجہ خاص بر حال ایشان ہمہ اجیانامی باشد چہ  
جائے کہ برود و افتادگان۔ ۱۔ برائے ادائیگی قرض نسخہ مجرب نہ داریم۔ درین باب بہ دنیا دارے رجوع  
کنید کہ یا فروختن مکانات مناسب است، یا تجارت کردن یا بہ دیگر کار مشغول شدن و بر رسول مقبول



صلی اللہ علیہ وسلم یک بار درود فرستادن در رتبه العمر واجب است و در محفلے کہ ذکر حضور پر نور بار بار شود یک نوبت درود خواندن واجب است و ہر قدر اضافہ کند بہتر است۔ از درود شریف منع کردن کار و بانی است۔ از روی خود را دور دارید۔ نماز تہجد نفل است۔ و این عمل بسیار مبارک و ذی شان است۔ ہر شخص را توفیق این نماز نیست، بعضی از خوش نصیبان ازین سعادت بہرہ مندی شوند۔ ا۔ ہ۔ برائے موت و قتل مقرر است و کسی نہ می داند کہ کسے بمیرد و در ضعیفی، پروردگار را یاد کردن و بہ وظیفہ شریفہ مشغول بودن و نسبت شریفہ حاصل کردن علامات خوب اند۔ بندہ را شاید کہ بر دین و ایمان قائم ماند و از پروردگار خود امید مغفرت داشتہ باشد کہ وے تمام گناہان را خواهد بخشید۔ وظیفہ شریفہ را بہ شوق باید کرد و در ازالہ وسوسہ سعی باید کرد۔ ا۔ ہ۔ پروردگار شمارا کامیاب کند و ما را و شمارا علم نافع و عمل مقبول عنایت کند۔ ا۔ ہ۔ دختر شمار حلت کرد۔ غفر اللہ لنا و لہا۔ پروردگار خطا ہائے ما و شمارا معاف کند و زوجہ شمارا صحت و ہر شہا خوب می کنید کہ بہ وظیفہ شریفہ مشغول می باشی و وظیفہ بہ طورے بکنید کہ اثر آن بر دل شما شود۔ ما شجرہ شریفہ بہ آن شخص می دہیم کہ در وظیفہ وے تاثیرے ظاہر شود۔ ا۔ ہ۔ مکتوب شمار سید۔ واقفیت با شمانہ داریم۔ لہذا ضرورت نیست کہ شما بیایید و احوال خود با ما گوئید بلکہ مناسب این است کہ نزدیک عبد الوہاب بروید و احوال خود را بہ ایشان گوئید۔ ایشان بہ عقب مسجد کالے خان قیام دارند۔ البتہ برائے دفع شیاطین خواندن و شنیدن سورہ بقرہ مجرب است۔ ا۔ ہ۔ شما علم دین می خوانید۔ بسیار خوب می کنید۔ برائے حافظہ ربّ زدنی علما یک صد بار صبح و یک صد بار شام۔ اول و آخر یازدہ یازدہ بار درود شریف بخوانید۔ پروردگار در علم شما برکت دہد۔ اگر سعی کردید ان شاء اللہ کامیاب می شوید و بلا سعی ہیج۔ ا۔ ہ۔ حضرت قبلہ و کعبہ جناب پیر و مرشد ما رحمۃ اللہ علیہ می فرمودند۔ در مرض باید خواند۔ یا خلیلنہ یا کریمنہ مرا شفا دہ۔ برائے خواندن تعین وقت نیست۔ ا۔ ہ۔ شخصے از بریشانی و بد حالی خود نوشتہ بود۔ بہ وے تحریر فرمودند۔ ہر فرض خدا قائم و از حرام خدا قطعاً دور باش و بہ کثرت استغفار بخوان۔ ان شاء اللہ روئے بہبودی خواہی دید۔ ا۔ ہ۔ شخصے نوشت کہ بہ ہیج نوع مرض زائل نہ می شود۔ نوشتند۔ چہل و یک بار سورہ فاتحہ خواندن و ہر مریض دیدن برائے شفا یابی نزد بزرگان مشہور است و ایشان تعلیم این وظیفہ می کردند۔ ا۔ ہ۔ بہ صلح محمد غاں۔ بہ میوان پیتال۔ جیپور را چوتانہ بہ دست مبارک خود نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (و آن عربی اشعار نوشتہ اند کہ در مکتوب صد و نہم گزشتہ و باز نوشتہ اند) و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ و الحمد للہ رب العالمین۔ ما شمارا نہ شناسیم، اما بعض ادعیہ خاصہ منظومہ متبر کہ را نوشتیم کہ شاید



مسلمانے آن را بہ اخلاص قلب بخواند و کامیاب شود۔ اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مِّنْ حَبِیْبٍ و السلام یکشنبہ چہارم ربیع الآخر  
۱۳۳۰ھ۔ ۴ دسمبر ۱۹۱۱ء۔ وہ یکے تحریر فرمودہ اند۔

از گنہ برگشتن و عزم کردن کارِ ثواب نیست ممکن جز بہ حکیم مالکِ روزِ حساب  
و بہر کاغذ سے تحریر فرمودہ اند۔

ہر کہ خیزد بامداد از خواب و نمود در سرش  
جز خیالِ خور و ازو آئینِ بیداری مجوس  
وان کہ شوید دست چون پایے از سر بستر کشد  
تا بہ خوان و سفرہ آورد دست دست ازو بشوے  
ہائے افسوس ہائے افسوس حسبنّا اللہ و نعم الوکیل

مکتوب ۱۶ صد و شانز و ہم۔ بہ فارسی بہ عموم مسلمین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بجمع مریدان و  
دوستان و مسلمانان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ازین حقیر عبداللہ ابو الخیر فاروقی برائے فتح خان و  
گلے و اختر و ملا محمد مصمم آخوندزادہ و ملا محمد گل و ملا عطا محمد و میا نور و ملا سمندر و ہمہ خادان نوشتہ می شود کہ برآ  
مجر و مان و یتیمان ترک درین جا چندہ (جمع تبرعات) می شود۔ از ہمہ برادران اسلام می خواہیم کہ در چندہ شریک  
شوید۔ شمار لازم است کہ ہمراہ احمد علیزی در باب چندہ سعی بلیغ بکنید، عَلٰی الْمُؤْسِعِ قَدْرٌ وَّ عَلٰی الْمُقْتِرِ قَدْرٌ  
وَ اِنْ اُسْتَنْصِرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلٰیْكُمْ التَّضَرُّعُ جَزٰی اللّٰهُ الْمُحْسِنِ خَیْرًا۔

کارے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر زان بیشتر کہ باگم بر آید فلاں نہ مار۔

والسلام۔ مہر  
ابو الخیر عبداللہ بن عمر  
الفاروقی النقشبندی  
عَفٰی اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ

و بہ خوانین قبیلہ شہوانی بہ کاریز غلام پرویز مستونگ۔ بلوچستان تحریر فرمودند۔ بسم اللہ الرحمن  
الرحیم۔ سردار میر احمد خان شہوانی و حبیب اللہ خان سلمہا اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون واضح باد مکتوب  
شمار سید، حالات معلوم شد۔ مولوی عبدالحلیم کہ کاغذ بہ شمار فرستادہ بود بہ امر ما فرستادہ بود، حالاً بہ خاطر شمار بہ  
دست خط خود این کاغذ نوشتیم ہر چہ مبلغ (الدرہم) بفرستید قبول خواہد شد۔ حق تعالیٰ ما و شمارا بہ سعادت  
و دجہان مشرف کند و السلام عبداللہ ابو الخیر فاروقی بہ قلم خود۔

مکتوب ۱۷ صد و ہفت و ہم۔ بہ اردو از ریاست راپور بہ نام حضرت برادر کلان ارسال  
فرمودہ اند جناب ایشان و این عاجز و درملی سبق می خواندیم۔ نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بخود  
محمود انصہال حضرت بلال، حفظہ اللہ الکبیر المتعال، عن اتباع النفس والشیطان والہوی والظلام  
و عن سوء المنقلب فی الاہل و المال و جعلہ رضی الافعال و الأقوال، ذا صلاح و فلاح و فضل و



کمال، مکاتیبِ شامی رسد۔ باید کہ بہ خط خوش مکتوب بنویسید تا کہ خوبی شمارا دیدہ دل خوش شود۔ در خواندن این قدر محنت نہ کنید کہ برداغ بار بود و طبیعت مضطرب گردد، علم قلیل با سلامتی فکر بہتر است از علم کثیر با خرابی فکر، حضرت زید بسیار بد خط بطاقت می نویسید۔ ویرا نوشتن بیاموزانید، شہا ہر دو پانچ نماز وضو کنید، نیم ساعت مشق تجوید ہم بکنید و شہا ہر دو سیارہ شریف بہ تجوید خوانید، و یک عت گشت راعادت گیرید۔ ہوا خوری ہر روز باید کرد۔ با خان صاحب (منشی نئے خان) ملاقات کردہ باشید و بابرادرزادہ ایشان عبدالمجید خان گفتگو کنید تا از آداب تکلم و از طریقہ جواب دادن و خندیدن واقف شوید۔

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست روازد جواتان سعادت مستند پذیرد و انارا والسلام علیکم۔ شنبہ بست چہارم ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ۔ ۲۹۔ فروری ۱۹۱۶ء۔ و تحریر فرمودہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از خطوط حضرت بلال معلوم شد کہ در دہلی گرمی زیادہ است۔ لہذا مناسب است کہ شمایان ہمہ این جا بیایید۔ مبادا کہے را از گرمی تکلیفے رسد۔ این جا گرمی از دہلی کمتر تود۔ خانہ وسیع و کشادہ است کہ دران سکونت داریم۔ ثانیاً آن کہ در تنہائی قدرے پریشانی می باشد۔ ثالثاً در دہلی خاص آسائش و آرام ہم نیست۔ والحمد للہ رب العالمین دیگر ہمہ خیریت است۔ در گرمی ما را رغبت بہ طعام کم می شود بنا برین گفتہ ایم کہ از امشب فرستادن طعام را بند کنید باقی ہمہ را سلام و دعا۔ والسلام شنبہ چہارم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ۔ ۸۔ اپریل ۱۹۱۶ء۔ و نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین سبحانہ اللہ صل وسلم وبارک علی سیدنا محمد و اہل بیتہ و ازواجہ و ذرّیّاتہ اجمعین۔ مکاتیب حضرت بلال۔ حضرت زید و بخش اللہ رسیدند۔ ما را هیچ تکلیف نیست۔ البتہ در روز قدرے بے آرامی از وجہ گرمی می شود۔ بعد النظر بہ نواخت پنج برائے تفریح می رویم و نماز عصر و مغرب آن جامی خوانیم و باز می آییم، قرآن مجید و وظیفہ را ترک نہ کنید و از کارے کہ موجب گناہ باشد دور باشید دیگر خیریت است والسلام۔

بَنُو بِلَالٍ ثُمَّ زَيْدٌ وَسَالِمٌ  
وَفِي وَالِدَيْهِمْ ثُمَّ فِي أَخَوَاتِهِمْ  
وَالَّذِينَ وَفَّقَهُمُ لِلْعِلْمِ وَالتَّقَى  
كَيَارِبَ بَارِكْ فِيهِمْ مُتَّفَعِينَ  
وَعَافٍ جَمِيعًا دَاعَفَ عَنْهُمْ وَأَفْضَلًا  
وَأَذَرْتَهُمُ الْقُرْآنَ وَالصَّحُفَ الْعَلَا

شنبہ ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۳۳ھ۔ ۱۱۔ اپریل ۱۹۱۶ء۔

مکتوبہٴ صد و شہریم۔ بہ فارسی۔ بہ حضرت برادرِ کلان و این عاجز بہ کونہ ارسال فرمودند۔



بسم الله الرحمن الرحيم۔ برغور داران ارجمند حضرت بلال و حضرت زید عافاھما الله تعالى و رقاھما الی  
مدارج الکمال۔ بعد دعوات طیبات الحمد لله سبحانہ احوال بہ خیریت است و سلامتی شما  
مطلوب۔ امروز کہ روز جمعہ سیزدہم ماہ است عریضہ شمانہ رسید۔ بہ روز چہار شنبہ عریضہ چرانہ فرستادید۔  
اگر از شما غفلت شدہ بود ولی محمد یا خیر اللہ را می بایست کہ عریضہ ارسال می کرد۔ یک کارڈ ہر روز فرستاد  
لازم است خصوصاً بعد از شنیدن احوال مرض شما۔ حَسْبُنَا اللَّهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ۔ وَالسَّلَام۔ جمعہ سیزدہم  
جمادی الآخرہ ۱۳۳۵ھ۔ ۶۔ اپریل ۱۹۱۶ء۔

انتخاب و تلخیص بعض مکاتیب مبارکہ کہ نزد عاجز نقل آنہا یا اصل مبارک محفوظ است بہ اتمام  
رسید۔ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ عَلَى ذَلِكَ وَ الشُّكْرُ لَهُ جَلَّ شَانُهُ وَ عَمَّ إِحْسَانُهُ و عالا عاجزان مکاتیب  
مبارکہ را اولاً می نویسد کہ بہ حیات قبلہ گاہ خود بہ عزیزان و دوستان تحریر فرمودہ اند و آخراً آن مکتوب  
مبارک را نقل می کند کہ بہ سیادت و شرافت پناہ و معارف و حقائق آگاہ مولانا سید عبدالسلام  
قدس سرہ نوشتہ اند۔ واللہ الموفق والمعین۔

**مکاتیب قیمہ** | مکتوب اول۔ داین مکتوبے است کہ حضرت شاہ محمد معصوم از مدینہ منورہ بہ  
خدمت حضرت جدِ امجد بہ مکہ مکرمہ بہ چہار شنبہ بست و چہارم رمضان مبارک  
۱۳۸۵ھ ارسال کردہ اند و درین مکتوب قدرے حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ ہم تحریر فرمودہ  
اند شاہ محمد معصوم نوشتہ اند: الحمد للہ کہ درین جا ہمہ خورد و کلاں بہ خیریت ہستند و برادر عزیز حافظ  
ابوالخیر صاحب دو حتم قرآن مجید بہ خوبی خواندند و نوید صحت و سلامتی ذات والا صفات از درگاہ الہی  
خواہان۔ الخ۔ در آخر این مکتوب مبارک حضرت سیدی الوالد یک سطر نوشتہ اند: از فدوی حقیر تقصیر  
ابوالخیر عبداللہ آداب و نیاز و شوق عتبہ بوسی معروض است و باقی احوال منحصر بر قدم بوسی یا خط  
دیگر است۔ ا۔

مکتوب دوم۔ بہ حضرت شاہ محمد معصوم بہ ریاست رامپور نوشتہ اند: بہ خدمت شریف  
حضرت اخوی صاحب سلامت۔ از طرف ابوالخیر عبداللہ بن عمر نقشبندی مجددی بعد سلام و نیاز و اشتیاق  
مواصلت کثیر المبارکت کہ حدے و نہایتے نہ دارد معروض می دارد کہ الحمد للہ والمنة احقر مع حضرتین حضرت  
والد ماجد و حضرت عم مکرم۔ بہ خیریت است و صحت و تندرستی آن جناب مع ہمیشہ مطلوب و مرغوب۔  
غایت نامہ فیض شمامہ بہ دست محبی ابوالبرکات صاحب رسید خوش وقت گردانید حضرت حق سلامت  
دارد۔ بھرتہ النبی وآلہ الامجد۔ مکاتیب جناب بہ ہر یک رسانیدم، خاطر جمع دارند حضرت عم مکرم مع مولوی



ابوالبرکات بخیر و عافیت رسیدند و هستند به مرزا شاه رخ بیگ و همشیره و ادیان یوسف و همشیره عائشه بیکم تسلیم رسانند از طرف حضرت والد به جمیع صاحبزادگان سلام و نیاز و دعا به حسب مرتبه قبول باد و السلام علی من اتبع الهدی۔  
مکتوب سوم۔ به جناب مرزا عبداللہ بیگ۔ بہ مدینہ منورہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از فقیر البواخسیر عبداللہ احمدی برادر طریقہ شفیق و مہربان مرزا عبداللہ بیگ صاحب۔ بعد سلام مستنون مطالعہ فرمایند۔  
اللہ سبحانہ الحمد فقیر تاجین تحریر مع سیدی الوالد بہ خیریت است و صحت و تندرستی آن شفیق از درگاہ الہی مسؤل پیش ازین بہ صحبت علی سقا مبلغ دہ ریال فرانسیسہ مرسلہ ایشان رسید و رسیدش نیز فرستادہ شد حال البقیۃ مبلغ کہ بت ریال است ہمراہ حامل رقمہ امان تابع شیخ عبداللطیف جادی منتیانہ ارسال فرمائند کہ مر و معتداست و کاغذ وصول از وی گرفتہ در جواب مکتوب ہذا تحریر فرمایند و السلام علیکم۔

مکتوب چہارم۔ نیز بہ جناب عبداللہ بیگ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از البواخسیر عبداللہ بن عمر احمدی برادر طریقہ فحبتی مشفق مرزا عبداللہ بیگ صاحب و فقہ اللہ لمرضاتہ سلام مستنون مطالعہ فرمایند۔  
اللہ سبحانہ الحمد فقیر مع سیدی مرشدی بانحیر است و صحت و عافیت ایشان مسؤل۔ دو قطعہ خط محبت نمط ازان کرم رسیدند و خطوط برادر صاحب نیز رسیدہ و ہمہ احوال مندرجہ معلوم شد، خطوط برادر صاحب بہ رامپور و خط عبدالرحیم خان بہ دہلی خواہم فرستاد خاطر جمع دارند۔ بہ خدمت یار جفا جو و ستمگار بدخویان محمد یوسف بعد سلام آن کہ امانت مرسلہ شان رسید لیکن ہیج خط نہ رسید۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔  
ما زیاران چشم یاری داشتیم خود غلط بود آن چه ما پنداشتیم

و السلام سن ختام تحریر ہفتم شعبان روز چہار شنبہ۔ بہ خدمت جناب ہمیشہ صاحبہ سلام مستنون برسد۔  
بہ جہت عجلت خط نہ توانستم نوشت۔ ان شاء اللہ امانت مطلوبہ و خط بعد ازین خواہم فرستاد و السلام علی سائر المحبین۔ ا۔ عاجز گوید، میان محمد یوسف فرزند حافظ غلام مجدد شہید و برادر کلان حافظ محمد یعقوب اند کہ از اولاد حضرت صفتہ اللہ بودند و ذکر حافظ محمد یعقوب در فصل سوم گزشتہ است۔ و مراد از ہمیشہ صاحبہ جناب امتہ الجلیل دختر حضرت شاہ محمد مظہر اند۔ محمد یوسف برادر رضاعی ایشان بودند۔  
قدس اللہ اسرارہما۔

مکتوب پنجم۔ بہ جناب معارف و حقائق آگاہ مولانا سید عبدالسلام ہسوی خلیفہ اجل حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ از البواخسیر عبداللہ بن عمر کان اللہ لہ بہ خدمت حقائق پناہی معارف دستگاہی مولانا سید عبدالسلام جعلہ اللہ للمتقین اماما و کثرا مثالہ و بارک فی علومہ و معارفہ و عمرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و بركاتہ۔



وَبَعْدُ فَلْيَحْذَرِ الْمُنَّةَ وَالْمُنَّةَ وَالشُّكْرَ عَلَى مَا أَنْعَمَ وَعَلَى مَا آتَى. ہر چند این مصیبت عظمیٰ، فوت  
چنین دلی و مرشد و شفیق و عاشق و معلم مرہم و داروئے نہ دارومی دانم کہ تالپ گور این داغ مونس من  
است۔ اما بعد وفات شریف عنایتہا و نوازشہا بیش از ایام حیات مشہود اند و دل را بہ تصور صورت  
مبارک خورشیدی وارم۔ اِنَّا لِلّٰہِ سُبْحَانَهُ مَلٰکًا وَّعِبَادًا لِلّٰہِ رَاجِعُونَ۔ بعد چندے ان شاعر اللہ  
در ان عالم قدس موسیٰ حاصل خواہد شد رحمہ اللہ سبحانہ و اکرم نزله فی مقعد صدیق عند ملیک  
مُقْتَدِرٍ وَّ رَاضٍ عَنْہُ وَّ اَرْضَاہُ وَّ اَفَاضَ عَلَیْنَا مِنْ فِیوضاتہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ رسید ثمرہا بخشید۔  
جزاکم اللہ خیرا۔ در عین حیات حضرت قبلہ گاہی ارشاد پناہی قدس سرہ نیز مکتوب گرامی رسید لیکن بسبب  
اشتغال بہ تدوی حضرت ایشان اتفاق تحریر جواب نیفتاد۔ بعد وصول مکتوب سامی، حضرت ایشان  
رحمہ اللہ فرمودند کہ مولوی صاحب بہ ما گفتہ بودند کہ اگر در ہندوستان آئی بہ خانہ ما ہم بیائی، لیکن میان  
معصوم ما را نہ گزاشتند و بہ خط مستقیم بہ رامپور آوردند، انتہی کلامہ الشریف۔ عقدہ نکاح فقیر با دختر  
جناب مولانا محمد معصوم در منتصف ماہ گزشتہ جمادی الاولیٰ شد و وداع در او خراین ماہ قصد  
دارند۔ دعا کنند کہ حق سبحانہ مبارک کند و موجب جمعیتہ و اطمینان کند نہ پریشانی۔ باقی احوال مستور  
حمد الہی است ختمہائے صبح و شام خواندہ می شود، و از قصد بہ حرمین ہنوز بیچ معلوم نیست۔ ہر چہ مرضی  
مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اگر گاہ گاہ بہ مکاتیب خوش می فرمودہ باشند بعد از محبت نیست و السلام علیکم  
وَعَلٰی سَلامٌ عَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ۔ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ  
اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔ حُوْرِّیْ یَوْمِ الْاَرْبَعَاءِ الثَّانی عَشَرَ مِنْ جُمَادِی الْاٰخِرَةِ سَنَۃً  
ثَمَانٍ وَّ تِسْعِیْنَ وَّمِائَتَیْنِ بَعْدَ الْاَلْفِ مِنَ الْهِجْرَةِ عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلَاۃُ وَالتَّحِیَّۃُ۔ از  
رامپور متصل قلعہ۔

وَهَذَا اَحْرَامُ الْمَكْتُوباتِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہِ تَتِمُّ الصّٰلِحَاتُ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ  
عَلٰی سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔



## فصل ششم

در

## بیان ذوق شعر و سخن حضرت ایشان

پروردگار جل شانہ و عظم احسانہ برائے حضرت ایشان قدس برترہ جمیع اسباب کمال مہتیا ساخته بود۔ کما تقدم بیانہ حضرت ایشان از نعمت اطفال حضرت والد بزرگوار خود را دیدند کہ بہ شعر و سخن مایل اند و واردات خود را بہ صورت لابی منظومہ در سلب اوزان شعریتہ می سفند بلکہ جد بزرگوار و برادر جد بزرگوار نیز احیاناً چیزے نظم می کنند، لہذا کتاب التکمالات این کمال ہم وارثتہ بہ حضرت ایشان رسید۔ حضرت ایشان بہ بست و ششم جمادی الآخرہ ۱۲۸۵ کہ سن مبارک بہ یازدہ سال و دو ماہ رسیدہ بود برائے زیارت آفتاب مقدسہ منورہ نبویہ علی صاحبہا ألف الف صلاۃ و تحیۃ و نیز برائے دیدن حضرات اعمام و اعمام اعمام بہ طابہ طینہ سفر کردند۔ در آن سن و سال حضرت ایشان چار شعر عربی گفتہ اند، و نہ صرف اشعار گفتہ اند بلکہ بہ حساب "اباجاد" تاریخ بے مثل نظم کردہ اند۔ نزد عاجز نسخہ قلمی از کتاب "شرح المنتقی علی منسک متن الملتنقی" للسید محمد یاسین المیرغنی کہ در ۱۲۳۴م نوشته شدہ موجود است در اول ابن مجلہ حضرت ایشان درج ذیل عبارت و اشعار نوشته اند۔

۲۶ جمادی الآخری قافلہ شیخ العلام و مفتی مکہ شیخ جمال روانہ می شود۔

مِثْلُ مَنْحَدُومٍ لَهُ طَابَ الْبَحَارُ	أَيُّ شَخْصٍ قَدْ حَوَى كُلَّ الْفَخَارِ
عُمَرُ الْفَارُوقِ مَنْ طَابَ الْبَحَارُ	زَارَطَهُ وَكَذَّاجِدًا لَهُ
طَرَقْنَا الصِّدِّيقَ مَوْفُورًا الْوَقَارُ	وَأَمَامَ الضَّعِيفِ مَنْ يُنْمِي لَهُ
لَنَبِيِّ الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ زَارَ	قَلْتُ لَمَّا طَابَ سَعْيًا أَرَحُوا

از مصراع اخیر "نبی الخیر عبد اللہ نزار" عدد ہزار و دو صد و ہشتاد و سہ می برآید، کہ آن عدد سال سفر حضرت ایشان است۔ ترجمہ این شعر تاریخی این است: "البتہ عبد اللہ زیارت نبی خیر کردہ، نکتہ کہ در لفظ نبی الخیر مضمراست از ذوی الحجی پوشیدہ نیست، حضرت ایشان بہ این عمر و سال اظہار چہ خیالات مبارکہ دار میمند کردہ اند۔ امام الاعلیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ را ذکر کردہ گفتہ اند



کہ جناب ایشان جد بزرگوار اند و باز سید الصّدّیقین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ را ذکر کرده فرمودہ اند کہ سلسلہ عالیہ (نقشبندیہ) را بہ ذاتِ مبارکہ آن جناب نسبت است۔ وَنَعْمَ الْإِثْتِسَابُ۔ این گونہ اشتیاقِ زیارتِ مبارکہ و بیانِ حقائق و معارف و استخراجِ این گونہ مادہ تاریخی درین سن و سال یکے از نوادرِ درندگار است۔ وَالْحَقِيقَةُ كَمَا قَالَهَا سَعْدِي الشَّيرَازِي رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

این سعادت بہ زورِ بازو نیست تانہ بخشہ خدائے بخشندہ امرے کہ شوقِ حضرت ایشان را تیز تر کرد آن وجودِ استادِ اکمل و مرئیِ افضل حضرت مولانا سید حبیب الرحمن رَزْوَلَوِی ہاجر رَحِمَهُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُ بود۔ وقتے کہ آتشِ شوق و محبتِ حضرت مولانا تیزی شد از اَصْدَافِ قلبِ مبارک دُرِّ مخزنہ برآمده بہ صورتِ اشعارِ آبدار بر صفحاتِ قرطاس جلوہ می نمود۔ گفته اند۔

إِنِّي لَجَنِيْبٌ وَأَرَى الشَّوْقَ شَدِيدًا مَنْ يَذُنُ مِنَ الْحُبِّ يَرَى الصَّبْرَ بَعِيدًا  
لَا سَلْوَةَ بَلِّ أَطْلُبُ فِي الْوَصْلِ مَزِيدًا أَبْخَابُ سَيِّئِينَ مُهَيَّنٌ هَوْنِي بِي شَهِيدًا

بیداری میں مولا مجھے دکھلائے مدینہ

وچیزے از کلامِ ایشان سابقاً گزشتہ است۔ از توجہِ استادِ کامل استعدادِ حضرت ایشان جلائیّت و بہ عربی و فارسی دأرد و اشعارِ آبداری گفتند۔ و این شوق تا آن زمان حضرت ایشان را بود کہ کاملًا متوجہ بہ علمِ باطن نہ شدہ بودند (ای تا اَوَاخِرِ عقدِ دوم از عمرِ مبارک) در سالِ ہزار و دوسد و ہشتاد و نہ از دہلی جناب اشرف علی شرفِ خاں حضرت ایشان بہ مکہ مکرمہ رسید و آن جناب شوقِ شاعری داشت بمصرعِ طرح کرد کہ بہ این وزن و قافیہ در دیف غزلے گوید و خود خالِ مکرم نیز بر آن مصرع غزلے گفت۔ حضرت ایشان فرمائشِ حضرت خاں را بہ انجام رسانیدند و غزلے گفتند۔ دران ایام حضرت مولانا حبیب الرحمن بہ دیارِ حبیب صلوات اللہ و سلامہ علیہ رفتہ بودند حضرت ایشان غزل خود را با عریضہ نزد حضرت مولانا بہ طابہ طیبہ برائے اصلاح فرستادند عریضہ حضرت ایشان بہ فارسی است و غزل بہ اردو۔ عاجز آن عریضہ را نقل می کند تا اظہارِ حقیقت شود۔ نوشتہ اند: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ از ابوالخیر عبداللہ احمدی بہ خدمتِ شریف جناب مولوی صاحبِ عمدۃ العلماء العظام و قدوة الفضلاء الکرام سیدی و مولائی حضرت شیخ حبیب الرحمن صاحبِ مَشْعِ اللّٰہِ المسلمین بطول بقائکم۔ آداب و تسلیم و اذریۃ نامہ نگاری می نمایم و عرضِ ضروری بہ سمعِ شریف می رسانم۔ بدتے است کہ از احوالِ گرامی اطلاعے ندارم و بدین سبب از لبس پریشان و بے قرارم۔ غالب گوید۔



وعدہ آنے کا دفا کیجیہ یہ کیا اندھیر ہے تم نے کیوں سوچی ہے میرے گھر کی دہانی مجھے  
(اے ایفائے وعدہ آمدِ خود کنید این ستم است کہ مرا برنگہداشت و حفاظت دروازہ خودم مقتر کر دہ اید)  
مکر آن کہ عرصہ چند روزی گزرد کہ جناب مامون (بہ اردو خال را گویند) اشرف علی صاحب از دہلی تشریف  
آوردہ اند و بہ سبب موزونی طبع و اقامت دہلی و الفت شعرائے آنجا گاہے بہ نکر شعر ہم می پروازند بسیار  
خوب می گویند پری شب مصرع طرح فرمودند و بندہ را ہم از سر نو تحریک شعر گوئی کردند بہ موجب  
گفتن ایشان غزلے گفتہ ام و بہ خدمت سامی بہ جہت اصلاح می فرستم۔ مرجو کہ بہ نظر اصلاح دیدہ  
و اصلاح دادہ ہمراہ این عریضہ بہ فقیر ارسال فرمایند و این امر از عنایات آن قبلہ حاجات بعید نیست  
و غزل مامون صاحب کہ فی البدیہہ نوشتہ اند نیز می فرستم زیادہ حد ادب۔ از حضرت والدِ روحی فدائے  
بہ خدمت سامی سلام سنون رسیدہ باد۔ تحریر بستم شوال ۱۲۸۹ھ۔

الجنا ب المکرم العزیز الشیخ عبد اللہ ابوالخیر سلمہ اللہ تعالیٰ  
**جواب حضرت مولانا** السلام علیکم ورحمۃ اللہ، وقد وصل منکم کتاب مشعر لصحتکم و  
سلامتکم فالحمد للہ علی ذلک، والاشعار التي انشأتموها، تأملتها وأمعنت النظر فیہا فلم اجد منہا  
ما یلزم تغیرہ ولا وجدت عندی لفظاً احسن من الفاظکم حتی اضعہ مکان الفاظکم، غیر ان  
لفظہ "دم بہ دم" مکان "دن بہ دن" فی قولکم "دن بہ دن جوش جنون اور تر تری پیر ہے" علی ما یظہر لی  
احسن والنسب، لان الباء لفظہ فارسیہ وہی حرف، والحرف مع الاسم بمنزلہ کلمۃ واحده فی  
وقوعہما بعد التریب احد طرفی الکلام وعدہ قبل انضمام الاسم الی الحرف، بخلاف الاسم فانہ  
مستقل فتربکبہا مع اللفظ الفارسی دون الہندی احسن، ولفظہ "دن" ہندیہ وکلمۃ "دم"  
فارسیہ۔ والسطر التالی "رنگ لایا ہے" عجب قید سلاسل قائل، یمحتاج فیہ لفظ "لایا ہے" الی تذکر لفظہ  
"قید" فما الشاہد فی ذلک هذا وسلموا لنا علی الوالد الماجد وعلی کل من یسأل عنا و اقراوا  
للمکرم العزیز الشیخ اشرف علی جزیل السلام وقد تأملت کلامہ وانشادہ فوجدتہ کلاماً حسناً و  
شعراً مستحسناً یدل علی مصاحبۃ لشعراء الہند و مجالستہ للفصحاء والأدباء وکما یرشد ذلک الی  
حسن اخلاقہ وتواضعہ، وکل منکم مغتنم فی مثل هذا الزمن والسلام ختام۔

**ضمیمہ جواب۔** الجنا ب المکرم العزیز المحترم سیدی الشیخ عبد اللہ ابوالخیر سلمہ  
اللہ تعالیٰ وبعد مزید السلام والتحبۃ والاکرام فقد وصل الینا کتابکم وشرفنا لذلک خطابکم  
وقد تأملت الأشعار التي انشدتموניהما من نتائج افکارکم فلم اجد فیہا شیئاً یمحتاج الی التغیر



سوی موضعین او ثلاثۃ فنبهتکم علیہ فی الورقۃ الّتی ستلقونها فی طیّ هذا الكتاب وقد طلب منی بعض الناس من الحاضرين عند وصول کتابکم نسخۃ من اشعارکم فاعتذرت الیہ وقلت اصبر حتی یرسل لک صاحب الاشعار فان شئتُم فارسلوا الینا بنسخۃ منها والسلام علیکم وعلی من لدیکم لاسیما محمد یوسف ان کان قد قدم علیکم من المدینة المنورة وسلموا لنا علی جناب الوالد الماجد وکل من یسأل عتاء والسلام۔ یوم السبت ۷ فی ذی القعدة ۱۲۸۹ھ یعنی جناب مکرم عزیز شیخ عبداللہ ابوالخیر سلم اللہ تعالیٰ۔ سلام ورحمت خدا بر شما باد۔ مکتوب شما کہ مشعر بہ صحت سلامتی شما بود رسید پس حمد است مر خدا را برین امر۔ و در آن اشعار کہ شما گفتہ اید فکر و نظر دقیق کردم و چیزی نہ یافتُم کہ تغیر آن لازم باشد و نہ از الفاظ مستعملہ شما لفظی خوب تر یافتُم کہ رد و بدل کنم، البتہ شما گفتہ اید: "دن بہ دن۔ الخ" و "لفظ ہندی است۔ و" بہ "حرف فارسی است و حرف چون با اسم منضم می شود بہ منزلہ یک کلمہ می شود۔ بنا برین نزد من "دم بہ دم" گفتن انسب است از دن بہ دن زیرا کہ کلمہ دم فارسیہ است و در سطرے کہ متصل باین سطر واقع است گفتہ اید: "رنگ لایا ہے عجب قید سلاسل قاتل" لفظ قید بہ زبان اردو مؤنث است۔ شما فعل را کہ "لایا" است مذکر آورده اید باید کہ فعل مؤنث بود۔ لہذا "لانی ہے" باید گفت، چہ برائے تذکیر ضرورت است کہ شاہد بود و شما شاہد نہ دارید، و سلام من بہ والد ماجد و بہ ہر آن کس کہ استفسار از من کند برسانید۔ و بہ مکرم عزیز شیخ اشرف علی سلام فراوان از من برسانید۔ من در اشعار ایشان خوب نظر کردم۔ کلامش خوب و شعرش پسندیدہ است و ظاہر می شود کہ ایشان با شعراء و فصحاء و ادبائے ہند صحبتہا داشتہ اند و نیز دلالت بر حسن اخلاق و تواضع ایشان می کند۔ ہر یک از شما درین زمانہ مغتئم است۔ و تمام بر سلام است۔ (ضمیمہ جواب) جناب مکرم عزیز محترم سیدی شیخ عبداللہ ابوالخیر سلم اللہ تعالیٰ بعد از فرید سلام و تحیّہ و اکرام مطالعہ نمایند مکتوب شما بہ ما رسید و خطاب لذیذ شما ما را شرف داد۔ اشعارے کہ از نتائج افکار شما است بہ مطالعہ ما درآمد، بہ جز دو یا سه جائے کہ بیانش در ورقہ دیگر شدہ چیزے قابل تفسیر نیست۔ و تئیکہ مکتوب شما رسید از حاضرین مجلس بعض افراد نقل اشعار از من طلب کردند۔ من عذر کردم و گفتم کہ صبر کنید تا وقتے کہ صاحب اشعار برائے شما نقل ارسال کند۔ لہذا اگر رضائے شما باشد یک نقل این جا ارسال کنید۔ و بر شما و بر آن کسان کہ نزد شما باشند علی الخصوص بر شیخ محمد یوسف اگر از مدینہ منورہ نزد شما رسیدہ باشد، و بر جناب والد ماجد و بر ہر آن کس کہ از من استفسار کند، سلام باد و السلام چہارم ذی القعدة ۱۲۸۹ھ۔ ۱ھ۔ از مکتوب حضرت ایشان و از جواب حضرت مولانا اظہار چند امور شدہ کہ ما آن



وقت حضرت ایشان ہفدہ سالہ بودند و ثوق شعر گوئی کم شدہ بود۔ لایرضاء الخال المکرم غزلے گفتند۔  
حضرت ایشان در شعر گوئی از حضرت مولانا اصلاح می گرفتند و در استاد و تلمیذ الفت و محبت تمام بود  
و مع ہذا ہر یک مراعات احوال دیگر را بہ وجہ تمام می کرد و حضرت ایشان کلام خود را بہ ہر کس نہ می دادند و  
غزلے کہ برائے اصلاح بہ حضرت مولانا ارسال کردہ اند۔ بعد الاصلاح طلب کردہ اند۔ از مطالعہ اوراق قدیمہ  
عاجز بہ این نتیجہ رسیدہ است کہ شعر گوئی در اول عقد دوم پیدا شد و تا آخر عقد بہ کمال و اتمام رسید۔ حضرت  
ایشان بہ امور یقینیہ باقیہ و احوال مبارکہ باطنیہ مصروف شدہ اند۔ بارے در کورٹ بلوچستان بہ عاجز گفتند  
”روزے از سیر و تفریح چون بہ خانہ باز گشتیم حضرت والد ماجد را نشستی یا قسیم چون از تحیہ سلام و تقبیل  
ایادی فارغ شدیم حضرت ایشان فرمودند: برخوردار وقت کار ہمین روز ہا است باید کہ علم آباء و اجداد  
خود را حاصل کنی، بعد از ان روز ہمہ تن مشغول بہ امر باطن شدیم حضرت والد ماجد اگر بہ جائے می رفتند  
مخلصین از ایشان استفار می کردند کہ صاحبزادہ کجا ہستند حضرت ایشان می فرمودند کہ مصروف بہ  
کسب علم باطن ہستند“ و معمول حضرت ایشان بود کہ واردات شعریہ خود را بر اوراق سادہ در مجلدات  
کتب می نوشتند۔ و این تحریرات تا سال ہزار و سہ صد و بست و چہار محفوظ بود۔ و در ہمین سال فشی عزیز الد  
ساکن صدر بازار میرٹھ کتاب ہائے حضرت ایشان را از مکہ مکرمہ آورد۔ و حضرت ایشان بہ شیخ غلام احمد  
ہانسوی و فشی حسین علی دہلوی و مولوی شمس الدین و حافظ اشفاق الہی میرٹھی فرمودند کہ کتاب ہا را ترتیب  
دہند و بہ حفاظت در کتب خانہ بہنہد فشی حسین علی رحمہ اللہ بہ عاجز بیان کرد کہ از دوادین و فن ادب  
و شعر و حکایت ہیچ مجلدے از کلام حضرت ایشان خالی نہ بود۔ حضرت ایشان صباحاً و اخیبت نہ بیرن  
تشریف می آوردند و من یک یک کتاب را در حضور ایشان پیش می کردم، ملاحظہ کردہ می فرمودند کہ  
این مجلد را در فلان فن نہید۔ و بہ دوران این ملاحظہ ہر جا کہ اشعار خود را می یافتند آن اوراق را از  
مجلد جدا کردہ پارہ پارہ می کردند اگر آن کلام ضائع نہ شدے، مجلد ضخیم از کلام حضرت ایشان ترتیب  
یافتے۔ ام۔ تا یہ کلام فشی حسین علی رحمہ اللہ از عبارت کتاب ”سیر الکاملین“ می شود۔ نوشتہ اند۔ ”در  
جمع علوم استعداد خوب حاصل کردہ اند، بسیار ذہین و طباع، شعر عربی و فارسی و ہندی خوب نظم  
می کنند“ و فرزند حضرت عم اکبر کہ حضرت شاہ محمد معصوم اند و ذکر السعیدین نوشتہ اند (بہ اردو) قرآن  
مجید حفظ کردہ علوم مرقہ را از مولوی رحمۃ اللہ مہاجر و مولوی سید حبیب الرحمن مہاجر و سید احمد دہان کی  
و غیرہ خواندہ اند۔ در علوم ظاہری استعداد خوب دارند، فطین و ذہین اند و شعر خوب می گویند“ الخ۔  
اتفاق است کہ یک بیاض از حضرت ایشان بہ جائے بماند و آن بہ دست عاجز رسید، این بیاض



مشتل است بر پنجاه و هشت غزل کامل و یک غزل ناقص و دو نیمه از کلام اردو و یک غزل فارسی حضرت  
ایشان در سال هزار و دویست و نود و هشت سه قطعه های تاریخ وفات حضرت والد ماجد خود به فارسی  
گفته اند. دو قطعه را در آن ایام حافظ محمد یعقوب مجددی پانی پتی نوشته بود و از ایشان به عاجز رسید و یک قطعه  
بر کاغذی به صورت مسوده است و معلوم می شود که ناتمام است. ابتدای آن قطعه از نور لمعات احمدی است.  
است. از اشعار عربی یک شعر هم یافته شد. و آن چو از اشعار عربی یا بعض ابیات فارسی یا سه شجرات به  
اردو نظم کرده اند آن همه از دور آخر است که به طریق مناجات و دعا گفته اند. در کلام دور اول و دور آخر  
فرق بین موجود است. ناظرین از غزل فارسی و قطعات تاریخ حضرت والد ماجد و از باقی اشعار دریافت  
خواهند کرد. عاجز بشرافه العربیة اولاً کلام عربی را و باز کلام فارسی را می نویسد.

## کلام عربی

تَبَارَكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ الَّذِي عَلَا	عَلَى خَلْقِهِ يُخَيِّتِي وَيُغْنِي لَه الْعَلَا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ فِي الْخَلَاءِ وَفِي الْمَلَا	سِوَى اللَّهِ رَبِّي خَالِقِ السَّفَلِ الْعَلَا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ الْخَلْقِ إِلَّا الَّذِي عَلَا	عَلَى خَلْقِهِ يَقْضِي بِمَا شَاءَ مُفْضَلَا
وَمَا مِنْ إِلَهٍ قَطُّ إِلَّا الَّذِي عَلَا	عَلَى الْخَلْقِ قَهَّارًا مُبْتَئِلًا الْعَلَا
رِقَابَ جَمِيعِ الْخَلْقِ ذَاتِ مَنْ عَلَا	عَلَى خَلْقِهِ يَقْضِي بِمَا شَاءَ ذُو الْعَلَا
لَقَدْ جَعَلَ الصَّغَارَ لِمَنْ عَصَى	وَعِزًّا كَبِيرِيًّا لِلْمُطِيعِ مَوْصَلَا
وَسُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ بِحَمْدِهِ	رِضًا نَفْسِي حَمْدًا أَكْثَرَ مُكْمَلَا
عَلَا جَدُّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَحْدَهُ	سَمَّا فَجَدُّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ أَوَّلَا
وَسُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبِّ مُحَمَّدٍ	وَعِيسَى وَمُوسَى وَالْحَبْلِيلِ إِلَى الْمَلَا
سَبِّحْ صَلَوةَ اللَّهِ ثُمَّ سَلَامُهُ	عَلَى كُلِّهِمْ وَالصَّالِحِينَ وَمَنْ تَلَا
كَمَا يَزْنِيهِ رَبُّنَا وَيُحِبُّهُ	بِمِلْءِ السَّمَاوَاتِ الْمُقَدَّسَةِ الْعَلَا
أَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ وَمِمَّا جَنَيْتُهُ	وَأَذْعُوكَ رِقًا خَاضِعًا مُتَدَلِّلَا
وَمِنْ شَرِّ شَيْطَانِي وَنَفْسِي وَغَفْلَتِي	وَأَذْعُوكَ رَبِّي خَاضِعًا مُتَدَلِّلَا
خَنَائِكَ قُلُوبِي عِنْدَ نَزْعِي وَمَقْبَرَتِي	لَكَ الْآمَنُ عَبْدِي مِنْ عَذَابِي تَفَضَّلَا
أَبُو الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ	سِرِّكَ الْمُذْنِبُ النَّارِي مَعَ الْخَلْلِ الْحَلَا
أَبُو الْخَيْرِ عَبْدُ اللَّهِ وَالِدُهُ عَمَرُ	هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ نَيْرَتِي أَفْقِي الْعَلَا



بنوہ بِلَالٌ ثُمَّ زَيْدٌ وَسَلَامٌ  
وَفِي وَالِدَيْهِمْ ثُمَّ فِي آخَرَاتِهِمْ  
وَالِدَيْنِ وَفَقَهُمْ وَلِلْعِلْمِ وَالتَّقَى  
وَعِنْدَكَ رَبِّ اجْعَلْ لَهُمْ مَقْعَدًا زَيْنًا  
يَا بَنِي وَثَبْتَ قُلُوبَ الْمُسْلِمِينَ جَمِيعَهُمْ  
فَيَا رَبِّ بَارِكْ فِيهِمْ مُتَقَفِّلاً  
وَعَافٍ جَمِيعًا وَاعْفُ عَنْهُمْ وَفَضْلاً  
وَأَوْرِثْهُمْ الْقُرْآنَ وَالْكِتَابَ الْعَلَا  
وَحَسَنَ مَا بَ ثُمَّ زُنْفَى وَجَمَلًا  
عَلَى الدِّينِ وَاصْرِفْ عَنْهُمْ السُّوءَ وَالْبَلَاءَ

## وَقَالَ

يَا غِيَاثِي وَخَيْرَ مُلْتَحِدٍ  
عَافِي رَبِّ وَاعْفُ عَنْ قَنْدٍ  
طَهِّرِ الْعَبْدَ مِنْ خَطَايَاةٍ  
بِرِضَا اللَّهِ عَذْتُ مِنْ سَخَطِهِ  
وَبِعَفْوِ الْعَفْوِ عَذْتُ تَقَى  
وَبِذَلِّ أَعُوذُ مِنْ سَخَطِهِ  
وَمِنْ اسْتِخَاطِهِ أَعُوذُ بِهِ  
بِمُعَافَاتِهِ أَعُوذُ تَقَى  
لَيْسَ لِي مَنْ يُغِيثُ مِنْ أَحَدٍ  
هَلْ مُغِيثٌ سِوَاكَ مِنْ أَحَدٍ  
أَمِنْ أَنِي رَبِّ رَوْعَتِي وَاسْتُرْ  
سَبَقَتْ رَحْمَتِي عَلَى غَضَبِي  
خَشِيَ اللَّهُ فِي الْحَيَاتِ وَفِي  
وَحَيَاتِي وَكَرْبِ أَعْمَارِي  
وَإِذَا مَا صَحِيفَتِي نُشِرَتْ  
وَهُوَ نِعَمُ الْوَكِيلِ يَكْلُؤُنِي  
وَعِنِ الدِّينِ لَا تُزِلْ قَدَمِي  
وَارْضَ عَنِّي رِضًا بِلَا سَخَطٍ  
وَارْحَمْ ابْنَانِي الثَّلَاثَ يَلَا

لَيْسَ لِي مَنْ يُغِيثُ مِنْ أَحَدٍ  
وَخَطَايَايَ نَقِي بِالْبَرْدِ  
وَمَعَاصِيهِ رَبِّ بِالْبَرْدِ  
فَاعِذْنِي بِطُفُفِكَ الْأَبَدِ  
مِنْ عُقُوبَاتِهِ إِلَى الْأَبَدِ  
بِرِضَاةِ الْمُعِينِ لِلْفَنَدِ  
وَعُقُوبَاتِهِ إِلَى الْأَبَدِ  
مِنْ عُقُوبَاتِ مَا جَنَّتُهُ يَدُ  
الْغِيَاثِ الْغِيَاثِ يَا أَحَدٍ  
أَنْتَ غَوْتِي وَخَيْرَ مُلْتَحِدٍ  
غَوْرَتِي يَا مُؤَمِّنَ الْعَبْدِ  
تَوَلَّى الْحَقُّ ثَابِتَ السَّنَدِ  
سَكْرَاتِ الْمَمَاتِ وَاللَّحْدِ  
وَقِيَامِي لِزَيْتِي الْأَحَدِ  
وَإِذَا مَا سُئِلْتُ عَنْ لَدَدٍ  
فِي نَهَارِي وَلَيْلَتِي وَعَدَدٍ  
وَأَقْبَلُ عَثْرَتِي وَخُدْبِي  
وَعِنِ الْوَالِدَيْنِ وَالْوَلَدِ  
لَا وَزَيْدًا وَسَلَامًا وَلَدَ



أَخَوَاتُ وَوَالِدَانِ لَهُمْ      فَأَحْفَظِ الْكُلَّ رَبِّ مِنْ تَكْذِبِ  
وَالْأُولَى أَحْسَنُوا إِلَيَّ عَلَى      سُوءِي أَحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَأَجِدْ  
وَالْأُولَى أَحْسَنُوا إِلَيَّ مِنْ أَسَا      بَارِكْ أَيُّ رَبِّ فِيهِمْ وَأَزِدْ  
وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ لَنَا      وَاهْدِنَا فِي مَنِ اهْتَدَى وَهَلْ

## المتفرقات

وَاللَّهِ بِسَرِّهِ سَتَرَهُ      وَبِخَيْرٍ وَرَحْمَةٍ ذَكَرَهُ  
هَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ مَغْفِرَةً      وَقِنَا مِنْ عَذَابِكَ الصَّعْدَ  
مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُفَرِّجَ اللَّهُ كُرْبَتَهُ وَيُعْطِيَهُ سُؤْلَهُ فَلْيَسْطِرْ مُعْسِرًا وَلْيَذَرَهُ  
بِحَزْنِ اللَّهِ رَبِّ الْخَلْقِ عَنَّا مُحَمَّدًا      إِمَامَ هُدَايِ الْخَلْقِ مَا هُوَ أَهْلُهُ  
وَصَلَّى عَلَيْهِ بِالسَّلَامِ مُبَارَكًا      كَذَ الْأَلِّ وَالْأَصْحَابِ طَرَا وَأَهْلُهُ  
بِحَزْنِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ مُحَمَّدًا      نَبِيَّ الْهُدَى عَنَّا يَا هُوَ أَهْلُهُ  
وَكُلِّ النَّبِيِّينَ الْكَرَامِ وَرَهْطِهِمْ      وَخَاتَمِهِمْ صَلَّى عَلَيْهِمْ وَأَهْلُهُ  
وَصَلَّى عَلَيْهِ وَالنَّبِيِّينَ كُلَّهُمْ      وَاتِّبَاعَهُمْ صَلَّى عَلَيْهِمْ وَأَهْلُهُ  
وَأَمِنْ رَوْعَاتِ الْأَلَى أَمْنَوَاهُمْ      وَزَيْدَ عَلَيْهِمْ فَضْلَ رَبِّي وَأَهْلُهُ  
يَا رَبِّ عَافِيَةً رَأِيمَ بِلَالٍ      بِمُحَمَّدٍ وَبِصَحْبِهِ وَبِأَهْلِهِ  
وَبِالْإِسْمِ الْأَعْظَمِ بَلِّ بِكُلِّ نَسَمٍ إِلَى      إِلَهِي فِي تَنْزِيلِهِ الْمُتَعَالِ  
ظِلِّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرَى      صَلَّى عَلَيْهِ اللَّهُ مَا سَارَ سَرِي  
أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ الْأَمْرَ حَمَا      مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ ضَارِعًا مُسْتَسْلِمًا  
حَبْنَهُ اللَّهُ رَبَّنَا وَكَفَى      وَمَعَا عَنَّهُ ذَنْبَهُ وَعَفَى  
شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلدَّابِّينَ      وَعَفَى عَنَّهُ ذَنْبَهُ آمِينَ

## کلام فارسی

خرفی که ازان دهن برآید      دزلیست که از عدن برآید  
بدست چو آن سمن برآید      فریاد ز انجمن برآید  
در جلوه گره خسرام نازت      لهرین و دوسمن برآید  
در دل نگر تو مست خواب است      وز دیده نفس زتن برآید



خط حلقہ بگوش روئے یار است  
گل کرد عشق خطِ آخر  
مردیم و نہ مرد آتشِ عشق  
در سینہ ہمین خلد ہمانا  
در ظلِ عمر اگر رود خیر  
از پتہ اہرمن برآید  
ایں سبزہ کے از چمن برآید  
از خاکم بوئے عنبر آید  
دورِ دلم از کفن برآید  
فارے کہ ز پاتے من برآید  
از پتہ اہرمن برآید

## متفرقات

در تولدِ باغِ کوثر بعد از نماز شام در حالے گفتند

امام اہل دینی یا محمد  
طواف می کند اہل سادات  
بہ درگاہت نیاز اہل عالم  
نہ جنابم نہ شہ نہ مولانا  
گر کنی نسبت بہ آن در فیض  
در کنی زین اضافہ فی الجملہ  
در شجرہ شریفہ منظومہ مولانا خالد کردی اضافہ کردہ اند  
بہ ذوق و شوقِ آن دلدادہ حق  
بہ آن عیسیٰ دم و احمد جمالے  
امام و مرشدِ عالم محمد  
ز عرفان عین و از مقصود مریم است  
ابوالخیر گنہ گارِ محقق  
تو عبد اللہ ابوالخیر حنین را  
کہ شد احمد سعید امش محقق  
بہ چرخ معرفت بدر الکمالے  
عمر کردے طریقت شد مجدد  
در آخر اقل اسم رحیم است  
کند عرض اے کریم بندہ پرورد  
مع الاولاد ملحق کن بہ آبا

## مخلصین را باید کہ گویند

بہ حق مرشد یارب ابوالخیر عارفِ کامل  
بہ غوثِ زمان ہادیِ راہِ دین  
آن کہ شرش زیادہ از خیر است  
نام ابوالخیر و کارشتر و بدی  
غلامِ درگاہِ اویم من مسکین بہ جانِ دل  
محمد عمر مرشدِ سالکین  
خاکِ پائے عمر ابوالخیر است  
سالکِ راہِ کبرد بے خردی



لَيْسَ لِي مَنْ يُغِيثُ مِنْ أَحَدٍ الْغِيَاثُ الْغِيَاثُ يَا صَمَدِي

محتویات مجموعہ وظیفہ را نظم کرده اند

کہف و یاسین و فتح و واقعہ ہم ملک و منزلت است و پارہ عم

باز کبریت احمر و اوراد بردہ و ورد و عصر و چیل ارشاد

بر مصرعہ "این خانہ تمام آفتاب است" سہ مصاریع گفتارند

۱۔ دیوار و در و بام آفتاب است ۲۔ از نور خدا است کعبہ معمور

۳۔ عکس رخ تست در دل من

تاریخ وفات حضرت شاہ محمد آفاق قدس سرہ

چون جناب شاہ آفاق از جہان کرد رحلت سوئے جنات نعیم

گفت سال رحلتش خیر حزمین خلد را ما و اے او کن اے کریم

ایضاً ۱ ۲ ۳ ۴ ۵

نور ملت نور اسلام آفتاب اوج علم نور افزائے جنان گردید با صد احترام

گفت رضوان از پئے ضبط سنین رحلتش جنت الماویٰ شدہ ما و اے آن عالی مقام

۱ ۲ ۳ ۴ ۵

تاریخ وفات حضرت شاہ محمد عمر قدس سرہ

جناب شاہ محمد عمر شبہ عرفان کہ مرشد حرم و ہادی طلیقت بود

دوم ز ماہ محترم صبح یکشنبہ و دارِ خلق و لقائے حق اختیار نمود

برائے سال وصالش بہ خیر گفت: عمر مکین مقدر صدقت: "ہاتف مسعود

ایضاً ۱ ۲ ۳ ۴ ۵

محمد عمر آسمان پالنگاہ منور ز خاک درش مہر ماہ

مؤدب بہ آدابِ نعیمِ رسل تہذیب بہ اوصافِ مردانِ راہ

شبہ آلف را بود لختِ جگر ہم اخزار را بود نور نگاہ

ز فونش نہ گرید چرا عالے کہ غوثِ جہان بود بے اشتباہ

ز ماہ شہادت محترم لقب دوم بود یکشنبہ و صبح گاہ

بکن ماتم اے نسبت احمدی کزین خاکدانِ مونسِ فتاہ



بیا معرفت گریہ کن بر سرش  
کجائی کجا روح پاک سعید  
مگر کشته شد شمع دین کز غمش  
گلے بود در گلشن نقش بند  
خدا را کن اے نور چشم سعید  
که مست نگاه خدا بین تو  
فَلَمَّا وَاجَبَا نَظْرًا  
مِنْ أَنْوَارِ أَحْمَدَ خَلِيلِ الْوَرَى  
وَأَسْرَارِ مَنْ جَدَّدَ الْأَلْفَ إِذْ  
بَنَفْسِي فِدَاكَ مِنْ مَدْفِنٍ  
بِكَوْخِرِ تَارِيخِ اَيْنِ صَدْمَةٍ هَائِلَةٍ

که فرقی تو زین مرگ شد بے کلاه  
که فرزند تو رفت نزد الہ  
زماہی است ماتم کنان تا بہ ماہ  
کہ پیر مرد از صرصر دہر آہ  
بہ حال من خستہ دل یکدنگ  
نہ سنجید نگین سلیمان بہ کاہ  
صَدْرِيْ نَحْ كَرِيْمٍ وَمَا قَدْ حَوَّاهُ  
وَصَدِيقِيْهِ وَكَذَّامُ تَضَاهُ  
بِهِمْ وَبِأَصْحَابِهِمْ مُنْتَمَاهُ  
وَمَنْ حَلَّ فِي الْقَبْرِ رُوحِيْ فِدَاهُ  
بمروند شاہ حقیقت پناہ

ایضاً

نُورِ لَمَعَاتِ أَحْمَدِيَّانِ  
بودی چو ستمی شاہ فاروق  
اے نور مجسم الہی  
نور نبوی صفائے صدیق  
پروانہ نمط بہ شمع محفل  
آئینہ فکر شد مکدر  
صد داغ بہ ہر دے است مضمحل  
تاریخ وصال گفت ہاتف

شمع مشکات نقش بندان  
از ظل تومی گریخت شیطان  
مرآت جمال ذات یزدان  
عدل عمر و حیائے عثمان  
مردانہ سپردی جان بہ جانان  
جمعیت ذکر شد پریشان  
صد زخم بہ ہر سرے نمایان  
افسوس قتاد برج عرفان

تاریخ طبع کتاب "خمسة کوكب"

خمسة چون پنجہ رنگین یار  
خیرالش با زبان لال گفت

از پے تایید مذہب طبع شد  
خمسة مطبوع کوكب طبع شد

۱۳۹۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

+ ۳۰



## تاریخ ولادت برخوردار محمد یوسف فرزند قدرت اللہ

جناب حق پسرے داد قدرت اللہ را  
چون جلوہ داد ز کتم عدم پس از یعقوب  
کہ از بیاض جبینش عیان سعادت اوست  
غلام یوسف نکی - سن ولادت اوست

۱۲۹۷ م

## تاریخ تعمیر مسجد شریف خالقہ ارشاد پناہ

تعالی اللہ عجب مسجد بنا شد  
رقم زود خیر تاریخ بنایش  
کہ شد اسلام راز و رونق تمام  
عبادت خانہ پاکیزہ اسلام

۱۰۳۱ م

## تاریخ تولد برخوردار حضرت زید بن عبد اللہ بن عمر سلمہ اللہ

حضرت زید ابن عبد اللہ فرزند عمر  
بوالحسن عبد الغنی - سال میلادش بگو  
ایضا

۱۳۲۳ م

سال میلاد زید شیخ جهان  
شد - محمد بشارت الرحمن

تمام شد کلام عربی و فارسی کہ بہ دست عاجز رسیدہ - والحمد للہ اولاد آخرت والصلوة  
والسلام علی سید محمد وآلہ وصحبہ دائماً و سرمداً -



## فصلِ ہفتم

در

## بیانِ سلاسلِ سبْعہ مبارکہ

ہداجد بزرگوار حضرت ابوالسعادات شاہ محمد عمر قدس اللہ تبارکہ سلاسلِ سبْعہ مبارکہ را نظم فرمودہ اند۔ سلاسلِ ثلاثہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ۔ را ہم بہ تفصیل نظم فرمودہ اند و ہم بہ اختصار عاجز شجراتِ مختصرہ را بعد از تذکر می کنند۔ حضرت ہداجد بابائے دوم سلاسلِ مبارکہ را ذکر کردہ اند عاجز در شعر آخر از ہر شجرہ مبارکہ تغیر کردہ۔ اسم مبارک حضرت ایشان و اسم مبارک سیدی الوالد قدس اللہ سرار ہما ذکر کردہ است۔

## ۱۔ شجرہ نقشبندیہ

- ۱۔ الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمتِ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- ۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت قاسم رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ ابوالعلی فارمدی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ عبدالخالق عجمی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ محمود انجیر قفقازی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ عزیزان علی لاریستانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت خواجہ بابا ستماسی رحمہ اللہ و رضی عنہ



- ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ سید بہار الدین نقشبند رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ غلام الدین عطار رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ یعقوب چرخي رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ محمد زاہد رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ درویش محمد رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ خواجگی اُنکلی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ محمد معصوم فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۶۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ شیخ سید الدین فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۷۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ سید نور محمد بدایونی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۸۔ الہی بہ حرمت حضرت خواجہ مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 شجرۂ منظومہ نقشبندیہ

علیہ الصلاۃ وعلیہ السلام  
 بہ سلمان دگر صاحبِ مصطفیٰ  
 دگر جعفر صادق ذی نسب  
 دگر ابوالحسن زہیر ہر مرید  
 دگر خواجہ یوسف شہِ اتقیا

الہی بہ حق شہِ خاص و عام  
 ابوبکر صدیق ظلِ خدا  
 الہی بہ آن قاسم فیض رب  
 شہِ عارفان خواجہ بایزید  
 بہ آن خواجہ بوعلی رہنما



بہ آن عبد خالق مقلی نظر  
 بہ آن خواجہ محمود سی شکار  
 بہ آن خواجہ بابا شہ با کمال  
 بہ مشکل کشا داروئے دروند  
 الہی بہ یعقوب چرخِ مقام  
 بہ آن خواجہ زاہد با صفا  
 بہ آن حضرت خواجگی بانیاز  
 بہ حق مجدد مقتدر س جناب  
 بہ آن شاہ معصوم عالی مقام  
 بہ نور محمد شریف النسب  
 بہ قطب جہان شہ غلام علی  
 بہ آن دُر شہوار دریائے نور  
 حبیب خدا شاہ احمد سعید  
 بہ آن آفتاب حرم شہ عمر  
 الہی بکن رحم و عرفان بدہ  
 بکن عفویار بگناہان من  
 درین دارنا پادار این تباہ  
 ز بار گناہان بیک دوش کن  
 چنان اے خدا از خودی داران

دگر خواجہ عارف راہبر  
 دگر شد عزیزان علی نامدار  
 دگر بحر عرفان امیر کلال  
 امام الطریقہ شہ نقشبند  
 دگر شاہ احرار ناصر امام  
 دگر خواجہ درویش بحر عطا  
 دگر باقی باشد دانائے راز  
 کہ گشت از وجودش جہاں فیضیاب  
 دگر سیف دین قبلہ خاص و عام  
 دگر جان جانان منظر لقب  
 دگر حضرت بوسعید ولی  
 بہ آن نعل یکتائے کاین سرور  
 کہ چشمش سوی اللہ کس را نہ دید  
 ابوالخیر قطب جہان سر بہ سر  
 مرا نسبت این عزیزان بدہ  
 کہ از حد گزشت است عصیان من  
 نہ کردست کارے بغیر از گناہ  
 بہ جام محبت تو مدہوش کن  
 کہ ہرگز نہ ماند ز بودم نشان

## ۲۔ شجرۂ قادریہ

- ۱۔ الہی بہ حرمت رحمت عالمیان حضرت ممد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمت امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
- ۳۔ الہی بہ حرمت حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمت حضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ



- ۵۔ الہی بہ حرمت حضرت زین العابدین علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد باقر رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمت حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمت حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمت حضرت علی رضا رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمت حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمت حضرت برقی سقلی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمت حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوبکر شبلی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالواحد مہینی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوالفتح یوسف طوسی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوالحسن ہنکاری رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت ابوسعید مخزومی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عبدالرزاق رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شرف الدین قتال رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عبدالوہاب رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت سید بہاء الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت سید عقیل رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شمس الدین محرقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت سید گدا رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۶۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شمس الدین عارف رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۷۔ الہی بہ حرمت حضرت سید گدا رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید شاہ فیض رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ کمال گشتعلی رحمہ اللہ ورضی عنہ



- ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ سکندر رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالأحد وحدث فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۴۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۵۔ الہی بہ حرمت حضرت مرزا جان جاناں منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۶۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۷۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۸۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۴۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

### شجرہ منظومہ قادریہ

بہ حق احمد مرسل علی شبیر و آن شہر  
 امام موسیٰ کاظم علی موسیٰ رضا ہادی  
 شہر بوبکر شبلی پس جناب عبد واحد شاہ  
 بہ حق ابوسعید وغوث سبحانی محی الدین  
 بہ سید عبد وہاب و بہار الدین عقیل ارشد  
 بہ شمس الدین عارف پس گیارہ جن پور بوبکر  
 مجدد الف ثانی شیخ احمد مرشد عالم  
 بہ حضرت جان جاناں و بہ عبداللہ شہر بہر  
 بہ آن حضرت عمر پس شہ ابوالخیر رفیع الشان  
 بہ زین العابدین حضرت امام باقر و جعفر  
 بہ معروف و بہ ستری و جنید آن قطب بغدادی  
 بہ خواجہ بوالفرح طرطوسی و آن بوالحسن آگاہ  
 بہ شاہ عبد رزاق بہ شرف الدین مولیٰ بین  
 بہ شمس الدین گیارہ جن پور بوالحسن ازہر  
 فضیل رہبر و شاہ کمال و شہ سکندر پیر  
 سعید غفر و ہم عبدالأحد پس شیخ عابد ہم  
 بہ شاہ ابوسعید و مرشد ہم احمد سعید انور  
 بہ حق این عزیزان کن دل تار یک روشن

### ۳۔ شجرہ چشتیہ

- ۱۔ الہی بہ حرمت رحمت عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ۲۔ الہی بہ حرمت امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ



- ۳۔ الہی بہ حرمت حضرت حسن بصری رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۴۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۵۔ الہی بہ حرمت حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۶۔ الہی بہ حرمت حضرت ابراہیم بن ادنم رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۷۔ الہی بہ حرمت حضرت عذیفہ مرغیشی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۸۔ الہی بہ حرمت حضرت ہبیرہ بصری رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۹۔ الہی بہ حرمت حضرت اسحاق علودینوری رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۰۔ الہی بہ حرمت حضرت ابواسحاق شامی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۱۔ الہی بہ حرمت حضرت ابواحمد ابدال چشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۲۔ الہی بہ حرمت حضرت ابو محمد چشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۳۔ الہی بہ حرمت حضرت ابویوسف چشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۴۔ الہی بہ حرمت حضرت مودود چشتی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت حاجی شریف زندانی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت عثمان ہارونی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت معین الدین حسن سنجر رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت فرید الدین گنج شکر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

نظامیہ

ازیں جاو و شعبہ شدہ

صابریہ

- |   |  |
|---|--|
| ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت سلطان نظام الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ     | ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت مخدوم علی صابر رحمہ اللہ ورضی عنہ      |
| ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت نصیر الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ           | ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شمس الدین ترک رحمہ اللہ ورضی عنہ       |
| ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت مید جلال الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ       | ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت جلال الدین پانی پتی رحمہ اللہ ورضی عنہ |
| ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ      | ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالحق ندووی رحمہ اللہ ورضی عنہ       |
| ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت سید ابوالحسن بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ | ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت احمد عارف رحمہ اللہ ورضی عنہ           |
| ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت درویش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ          | ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عارف رحمہ اللہ ورضی عنہ           |



## درین جا ہر دو شعبہ مجتمع شدند

- ۲۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوسی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۲۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۲۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالاحد فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۲۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالاحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد ثنائی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۳۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ و رضی عنہ

## شجرہ منطلوہ حشتیہ

یا الہی از طفیلِ شافعِ روزِ جزا  
 عبد واحد پور زبید و شہ فیصل بن عیاض  
 پس ہبیرہ خواجہ مشار و ابواسحاق پیر  
 خواجہ نمود و در دگر حاجی شریف ندنی  
 پس علی شیر خدا و آن حسن پیر ہدا  
 شیخ ابراہیم آدم پس خلیفہ رہنا  
 ابو محمد حشتی و ابو احمد و یوسف ضیا  
 خواجہ عثمان و معین الدین حسن غوث قرا

## صابریتہ — دو شعبہ — نظامیہ

۵ خواجہ قطب الدین کاکلی خواجہ گنج شکر  
 حضرت صابر علی و شمس دین با خدا  
 ۶ شہ جلال الدین کبیر و شیخ عبدالحق دلی  
 شیخ احمد عارف و عارف محمد بے ریا  
 ۵ خواجہ قطب الدین کاکلی خواجہ گنج شکر  
 شہ نظام اولیاء و آن نصیر اصفا  
 ۶ پس محمد حضرت گیسو دراز و صد دین  
 بندگی ابن حکیم و شاہ قاسم با خدا



### این جایک شده

- ۷- عبد القدوس ولی و شاه رکن الدین دگر  
 ۸- خازن الرحمہ سعید و شاہ گل عبدالاحد  
 ۹- شاہ عبداللہ و حضرت بوسید احمدی  
 ۱۰- حضرت شاہ عمر شاہ ابوالخیر ولی  
 شاہ مخدوم و مجدد قبلہ ہر دوسرا  
 شیخ عابد قبلہ و منظر حبیب کبریا  
 قطب عالم مرشد م احمد سعید حق نما  
 آن چہ دادی این بزرگان را بجز کن عطا

### ۴- شجرہ سہروردیہ

- ۱- الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ۲- الہی بہ حرمتِ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ  
 ۳- الہی بہ حرمتِ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۴- الہی بہ حرمتِ حضرت حبیب عجمی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۵- الہی بہ حرمتِ حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۶- الہی بہ حرمتِ حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۷- الہی بہ حرمتِ حضرت بتری سقلی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۸- الہی بہ حرمتِ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۹- الہی بہ حرمتِ حضرت مشاد دینوری رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۰- الہی بہ حرمتِ حضرت احمد اسود دینوری رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۱- الہی بہ حرمتِ حضرت محمد رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۲- الہی بہ حرمتِ حضرت یار محمد رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۳- الہی بہ حرمتِ حضرت عبداللہ عمّویہ رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۴- الہی بہ حرمتِ حضرت ابو حفص عمر وجیہ الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۵- الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالنجیب عبدالقادر ضیاء الدین سہروردی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۶- الہی بہ حرمتِ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۷- الہی بہ حرمتِ حضرت بہار الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ و رضی عنہ  
 ۱۸- الہی بہ حرمتِ حضرت صدر الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ



- ۱۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سید جلال الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت بڈھن بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت درویش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالأحد رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالأحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

شجرہ منطومہ شہرِ وردیہ

بہ حق خاتمِ مرسل محمد شافعِ معشر  
 حبیبِ مرشدِ داؤد طائی خواجہ معروف  
 بہ خواجہ احمد انسود و گرشخ محمد شاہ  
 وجیہ الدین عبدالقادر حضرت ضیاء الدین  
 بہار الدین ملتانی بہ صدر الدین و رکن الدین  
 بہ بڈھن شاہ و درویش محمد ابن قاسم شاہ  
 جناب مرتضیٰ حضرت حسن بصری شہرِ رہبر  
 بہ بترقی و جنید قبلہ و مشاوشہ موصوف  
 شہ یار محمد بعد اک شد شاہ عبداللہ  
 دگر شیخ جہان حضرت شہاب الدین بامکین  
 بہ مخدوم جہان گشت و بہ سید اجل حق بین  
 شہ قدوس و رکن الدین و ہم عبدالأحد آگاہ



شہ عبداللہ رحمہ اللہ شیخ عابد ہادی اُمت  
بہ شاہ بوسید احمد سعید آن منظر یزدان  
بہ فضل خود دکار ستر وحدت بردلم بکشا

مجدد قطب ربانی سعید خازنِ رحمت  
شہید جانِ جاناں و بہ عبد اللہ شہ دوران  
عمر غوثِ جہان و شہ ابوالخیر است پیر ما

## ۵۔ شجرہ کبرویہ

- ۱۔ الہی بہ حرمتِ رحمتِ عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمتِ امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
- ۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت زین العابدین علی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد باقر رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت علی رضا رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت معروف کرمی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ستری سقلمی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوعلی رودباری رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابو علی کاتب رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوبکر نساخ رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت احمد غزالی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالنجیب عبدالقادر ضیاء الدین رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۱۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عطار یاسر رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۲۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت ابوالجناب نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ و رضی عنہ



- ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت بابا کمال رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت احمد رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عطاء یا خالیدی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۴۔ الہی بہ حرمت حضرت شمس الدین فرغانی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۵۔ الہی بہ حرمت حضرت حمید الدین سمرقندی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۶۔ الہی بہ حرمت حضرت جلال الدین بخاری رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۷۔ الہی بہ حرمت حضرت سید جلال الدین جہان گشت رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۲۹۔ الہی بہ حرمت حضرت بدھن بہرائچی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۰۔ الہی بہ حرمت حضرت درویش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۱۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۲۔ الہی بہ حرمت حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۳۔ الہی بہ حرمت حضرت مخدوم عبدالأحد رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۴۔ الہی بہ حرمت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۵۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۶۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالأحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۷۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۸۔ الہی بہ حرمت حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۳۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۴۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۴۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۴۲۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 ۴۳۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ  
 شجرۃ منطومہ کبرویۃ

بہ حق صاحب لولاک و ہم شاہ نجف چیدر امام دین حسین و شاہ زین العابدین رہبر



محمد باقر ہادی ، امام جعفر صادق  
 شہ معروف کرخی باز برتری مرشد عالم  
 شیخ بوعلی کاتب ابو عثمان شہ مغرب  
 شہ بوکر نجاج و شہ احمد غزالی نیز  
 شہ عمار و نجم الدین کبری ہادی این راہ  
 بہ شمس الدین فرغانی حمید الدین گرجوم  
 بہ سید اجل رہبر بہ سید بدیع آن حق بین  
 شہ عبید الاحد دیگر مجدد ہادی امت  
 محمد عابد ہادی و حضرت منظر عالم  
 محمد با عمر پس شہ ابوالخیر مبارک جان

امام موسی کاظم علی موسی رضا فائق  
 مجتہد قطب و حضرت بوعلی آن رودباری ہم  
 ابوالقاسم علی گزگانی کوکب ثاقب  
 ضیاء الدین عبدالقاہری شہان بامیز  
 شہ بابا کمال و شیخ احمد پس عطایا شاہ  
 جلال الدین بخاری جہان گشت آن شہ مخدوم  
 شہ درویش و حضرت عبدقدوس بہ کمالین  
 سعید خازن الزخمرہ شہ عبد الاحد وحدت  
 بہ عبداللہ شہ و احمد سعید آن قبلہ اعظم  
 خداوند بہ این عاجز عطا کن نسبت ایشان

مخفی نہ ماند کہ درین شجرہ منظومہ و در شجرہ منظومہ مدارتہ و قلندریتہ بعد از حضرت شاہ عبداللہ غلام علی  
 نام حضرت شاہ ابوسعید ذکر نہ شدہ بلکہ نام حضرت شاہ احمد سعید ذکر کردہ شدہ و ہذا للاختصار چون کہ حضرت  
 شاہ احمد سعید کسب سلوک از حضرت شاہ عبداللہ غلام علی کردہ اند و خلافت نیز از آن حضرت یافتہ اند و ذکر  
 حضرت شاہ ابوسعید قدس اللہ اسرار ہم از وجہ برکت است ازین جہت جائز است کہ ذکر حضرت ایشان  
 نہ کردہ شود۔

## ۶۔ شجرہ مدارتہ

- ۱۔ الہی بہ حرمت حضرت رحمت عالمیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
- ۳۔ الہی بہ حرمت حضرت عبداللہ علم بردار رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۴۔ الہی بہ حرمت حضرت عیین الدین شامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمت حضرت عیین الدین شامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمت حضرت طیفور شامی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمت حضرت بدر الدین شاہ مدار رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمت حضرت سید اجل بہرائچی رحمہ اللہ و رضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمت حضرت بہرہن بہرائچی رحمہ اللہ و رضی عنہ



- ۱۰۔ الہی بہ حرمت حضرت دوریش اودھی رحمہ اللہ ورضی عنہ
  - ۱۱۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ
  - ۱۲۔ الہی بہ حرمت حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
  - ۱۳۔ الہی بہ حرمت حضرت مخدوم عبدالأحد رحمہ اللہ ورضی عنہ
  - ۱۴۔ الہی بہ حرمت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
  - ۱۵۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
  - ۱۶۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالأحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
  - ۱۷۔ الہی بہ حرمت حضرت محمد عابد شامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
  - ۱۸۔ الہی بہ حرمت حضرت مرزا جان جانان منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
  - ۱۹۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ عبداللہ غلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
  - ۲۰۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
  - ۲۱۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
  - ۲۲۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
  - ۲۳۔ الہی بہ حرمت حضرت شاہ ابوالخیر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- شجرہ منظومہ مداریتہ

بہ حق اشرف المخلوق حضرت احمد آگاہ	شیخ صدیق بو بکر و علم بردار عبداللہ
یمین الدین و عین الدین و طیفور این شامی	بدیع وقت بد الدین دار و مرشد این راہ
باجل شاہ و بد من شاہ و درویش شہ قدوس	بہ رکن الدین ہم عبدالأحد و دیگر مجد و شاہ
سعید عصر ہم عبدالأحد وحدت شہ عابد	بہ حضرت جان جانان و بہ عبداللہ شہ فی جا
بہ شہ احمد سعید و شہ عمر شاہ ابوالخیر م	دام رکن زریں خویشتن آگاہ یا اللہ

## ۷۔ شجرہ فلسفہ دریتہ

- ۱۔ الہی بہ حرمت حضرت رحمت عالمیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
- ۲۔ الہی بہ حرمت حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۳۔ الہی بہ حرمت حضرت خضر رومی رحمہ اللہ ورضی عنہ



- ۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت نجم الدین قلندر رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت قطب الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد شاہ رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالسلام رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت رکن الدین رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مخدوم عبدالاحد رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۱۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۲۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۳۔ الہی بہ حرمتِ حضرت عبدالاحد وحدت فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۴۔ الہی بہ حرمتِ حضرت محمد عابد ستامی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۵۔ الہی بہ حرمتِ حضرت مرزا جان جاناں منظر رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۶۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ عبدالغلام علی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۷۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوسعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۸۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ احمد سعید فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۱۹۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ محمد عمر فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ
- ۲۰۔ الہی بہ حرمتِ حضرت شاہ ابوالخیر عبداللہ فاروقی رحمہ اللہ ورضی عنہ

### شجرہ منظومہ قلم دریہ

بہ حق احمد مختار وہم عبدالعزیز آگاہ	بہ سید خضر رومی نیز نجم الدین قلندر شاہ
بہ قطب الدین بینا دل محمد شاہ مولیٰ بین	شہ عبدالسلام و عبدقدوس و بہ رکن الدین
شہ عبدالاحد دیگر مجدد و پس سعید النور	شہ عبدالاحد ہم شیخ عابد ہم شہ منظر
بہ عبداللہ و شہ احمد سعید و شہ عمر ذی شان	بہ حق شہ ابوالخیر عطا کن ساغر عرفان
پروردگار از نسبت این بزرگواران	سرشار فرماید و محبت و معرفت خویش عنایت کند۔
زا کرام و العام و احسان خویش	عطا کن بہ عاجز تو عرفان خویش
دلش راز عشق خود آباد کن	ز دنیا و مافیہا آزاد کن

تَمَّتِ السَّلَاسِلُ السَّنْعَةُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَالْمِثْنَةُ وَعَلَى رَسُولِهِ الصَّلَاةُ وَالْبَرَکَاتُ۔



## فصل ہشتم

در

## بیان علالت و وصال بہ حضرت ذوالجلال

حدیث و فضل آن مخدوم عالم مگر شاید بہ خونِ دل نویسم

امام ابوالعباس احمد بن محمد شہاب الدین قسطلانی در کتاب المواہب اللدنیۃ بالمعہ المحمدیۃ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ در اواخرِ فصل اول از مقصدِ عاشر نوشتہ و فی سنن ابن ماجہ اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ - آیہا الناس ان احدا من الناس اذ من المومنین اُصيب بمصیبة فلیتغز بمصیبة لی عن المصیبة التي تصیبه بغيری فان احدا من امتی لن یصاب بمصیبة بعدی اشد علیہ من مصیبتی - یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مرضِ وفاتِ خود فرمود - اگر از شمایان کس را مصیبتے رسید پس وے بہ مصیبت من (ای مصیبتِ فراق من) از آن مصیبت کہ بہ وے رسیدہ عزاء حاصل کند چہ برائے اُمت من از فراق و جدائی من ہیج مصیبتِ بیشتر نیست - حضرت حسن بصری چون روایت حدیثِ اُثنینِ حُثانہ می کرد می گریست و می گفت - ہذہ خشبة یُحَنُّ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانتم اُحق ان تشتاقوا الیہ - این چوب است و برائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آہ و گریہ می کند - و شمایان اُحق ہستید کہ برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشتاق باشید - و این ہم نوشتہ کہ ابوالجوزار اؤس بن عبداللہ الربعی المتوفی ۱۳۷ھ می گفت کہ از اہل مدینہ اگر یکے را مصیبتے می رسید فقائش آمدہ مصافحہ کردہ می گفت اے بندہ خدا تقوی گزین ، فَإِنَّ فِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسْوَةً حَسَنَةً - و نوشتہ و یعبنی قول القائل -

وَأَعْلَمُ بِأَنَّ الْمَرْءَ غَيْرُ مُخَلَّدٍ

إِضْطِرُّ لِكُلِّ مُصِيبَةٍ وَتَجَلَّدُ

تَوْبُ تَنْوِبُ الْيَوْمَ تَكْشِفُ فِي غَدٍ

وَإِضْطِرُّ كَمَا صَبَرَ الْكَرَامُ فَإِنَّهَا

فَإِذْ كُنْ مُصَابًاكَ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

وَإِذَا أَنْتَ مُصِيبَةٌ تُشْفِي بِهَا

چون مصیبتے رسید صبر کن و در خود قوت برداشت پیدا کن و بدان کہ کسے ہم پائندہ نیست و باید کہ بہ رنگِ برگزیدگان صبر کنی و بدانی کہ مصیبت بہ نوبتِ خود ہر یکے را رسیدنی است و مصیبتے کہ امروز رسیدہ است بہ فروایش نہ خواہد ماند پس ہر گاہ کہ مصیبتِ مؤلم بہ تو رسید مصابِ فراقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم را یاد کن -



حضرت سیدی الوالد عند ارتحال والدہ الماجدہ قَدَّسَ اللہُ اسرارَہما مکتوبے کہ بہ سیادت پناہ و معارف آگاہ مولانا سید عبدالسلام ہنسوی قدس سرہ نوشتہ اند: چند سطر آؤ لیں آن برائے عاجز باعث تقویتِ جنات است لہذا نقل می کند: "اللہ سبحانہ المنۃ والمجد والشکر علی ما انعم و علی ما ابلی، ہر چند این مصیبتِ عظمیٰ فوتِ چنین ولی و مرشد و شفیق و عاشق و معلمِ مرتبے و داروئے نہ دارد، می دانم کہ تالپ گور این داغِ منس من است، اما بعد وفات شریف عنایتہا و نواز شہا بیش از ایام حیات مشہود اند و دل را بہ تصویر صورتِ مبارک خورشیدی دارم، اِنَّا لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ مَلٰکَا وَّعِبَادٌ وَّیَقِیۡہٗ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ بعد چندی ان شارائے دران عالم قدسوسی حاصل خواہد شد: والیکم الان بحديث العَلَّالَةِ ثَمَّ الْاِرْتِحَالِ۔

## علالت

در فصل اول تحت عنوان "اجازت یک قبر" گزشتہ کہ بہ روز جمعہ بست دوم جمادی الآخرہ نہم ماہ فروری کہ بستم از ماہ دلو بود قبیل العصر برائے تفریح برآمدند و اولاً بہ قیام گاہ امین الاسلام بنگالی رفتند و نمازِ شام آن جا خواندہ بہ عیادت داود احمد خان پسر نواب منزل اللہ خان علی گڑھی تشریف بردند و از آن جا تا ساعت ہشت بہ خانقاہ شریف رسیدند و این تفریح از آخرین تفریحات و این روز از ایام علالت اول روز بود چون حضرت ایشان بہ خانقاہ شریف رسیدند، برائے نمازِ خفتن بہ مسجد شریف تشریف بردند حضرت برادرِ کلان امامت کردند و حضرت ایشان از سنن فارغ شدہ بہ حرم سرا تشریف بردند و جبۃ ہندی پنبہ دار را کشیدہ برائے حوائج ضروریہ بہ ... "بیت الرآحہ" تشریف بردند چون کہ در بیت الرآحہ سلک برق نہ رسیدہ بود لہذا حضرت ایشان با چراغ (الکئین) تشریف بردند گما کانت عادۃ المبارکۃ۔ از روئے اتفاق عاجز در صحن خانہ ستادہ بود کہ حضرت ایشان از بیت الرآحہ برآمدند و نزد عاجز رسیدہ فرمودند: زید! ما حرارت داریم تو دست خود بر بدن ما نہادہ بین۔ عاجز بر پشت مبارک حضرت ایشان بالائے پیرہن دست نہاد تا اندازہ حرارت بکند فرمودند: بالائے پیرہن دست نہادی۔ باید کہ زیر پیرہن بر جسم دست نہی: چنان چہ عاجز بر جسد اطہر ایشان دست نہاد و وضو کر۔ البتہ قدرے حرارت محسوس می شود۔ در دست چپ حضرت ایشان چراغ بود۔ دست راست خود را بر شانہ چپ این عاجز نہادہ فرمودند: بیا کہ بیرون رویم۔ در آن وقت بر تن مبارک حضرت پیرہن بود۔ خلاف معتاد از دروازہ حرم سرا بیرون تشریف آوردند و از پائین محجر مبارک بہ جہت غرب رسیدہ بہ جہت شمال محجر شریف توقف نمودند۔ وہہ عاجز ارشاد کردند: زید! این قطعہ زمین برائے شش قبور است۔ ما خاک این زمین را کندہ ایم۔ این جا قبرے نیست دبرائے خود و اولاد خود این قطعہ زمین را تجویز کردہ ایم۔ قبر مادر این جا ساختہ شود: حضرت ایشان



نزد کُنجِ شمالِ غربیِ محجر شریف استادہ بودند و با عاجز کلام می فرمودند۔ در والای مسجد شریف بہ اندازہ پنجابہ  
 نفر از افغانستان و از ہندوستان حاضر بودند، ہدایتِ حضرت ایشان بود کہ ایشان را دیدہ کسے حرکت نہ کند  
 لہذا ہمہ ساکت و خاموش بہ ادب نشستہ بودند۔ کَانَ عَلٰی رُؤْسِهِمُ الطَّيْرُ۔ مابین این جماعت شیخ غلام احمد  
 ہنسوی رحمہ اللہ نیز بودہ۔ کہ مخلص قدیم و عاشق صادق و خدمتگارِ خصوصی حضرت ایشان و مزاج شناس بود۔  
 ایشان بہ حضورِ قلب و نہایت ادب بسم اللہ الرحمن الرحیم خواندہ از والای مسجد شریف بہ جانب ایشان  
 بہ استغلی حرکت کردند، چون دوسہ بار بسم اللہ شریف را بہ حضورِ قلب خواندند حضرت ایشان فرمودند: "ہاں  
 غلام احمد بیا۔ عاشق صادق ارشاد گرامی شنیدہ، دست بستر از عقب بہ جہتِ یسار رسیدند حضرت ایشان  
 فرمودند۔ ما بہ زید می گفتیم۔ و اعادہ کلام مابین کردند شیخ غلام احمد عرض کرد۔ ارشادِ مبارک سراسر دست  
 و صواب است۔ و اگر حضور اقدس آن جائے را پسند فرمایند کہ اندرونِ محجر شریف است مناسب تر باشد۔  
 حضرت ایشان چون این کلام شنیدند آثارِ بشارت بر رُوی مبارک ظاہر شد و بہ استعجاب دریافت کردند  
 آیا در محجر شریف جائے قبرے ہست۔ بیانید کہ در محجر شریف رفتہ آن جائے را بینیم۔ حضرت ایشان و این عاجز  
 و شیخ غلام احمد در محجر شریف داخل شدند۔ چون آن جائے را دیدند کہ الحالِ قبر حضرت ایشان در آن  
 جائے ہست بہ شیخ غلام احمد فرمودند۔ تو درین جا دراز شو تا کیفیت واضح تر گردد۔ شیخ غلام احمد دراز  
 شد و حضرت ایشان خوش شدہ بہ شیخ غلام احمد جزاک اللہ گفتہ بہ عاجز فرمودند: زید این جائے  
 برائے قبر ما بہتر است۔ این جا قبر با بسازید و باز با عاجز از راہے کہ برآمدہ بودند بہ حرم سرائفتند و  
 لباس گرم پوشیدہ برائے حلقہ و توجہ بیرون تشریف آوردند و تا ساعتِ دو از شب مخلصین را بہ ذکر  
 پاک رب العالمین مصروف داشتند عاجز گوید۔ حضرت ایشان بعد از وفات قبلہ گاہ خود سہ چار سال  
 در خانقاہ شریف قیام کردند و از سلسلہٴ حیاتِ آخرتِ ایاام خانقاہ شریف بودند۔ و از سہ نو تمام خانقاہ  
 شریف را تعمیر کردند۔ مع ہذا کلمہ ازین امر بے خبر بودند کہ در محجر شریف جائے یک قبر است۔ در آخر  
 وقت شیخ غلام احمد حضرت ایشان را آگاہ کردند و حضرت ایشان خوش شدند و آن جائے را برائے  
 قبر مبارک خود تجویز کردند۔ در تمام امور دنیویہ احوال مبارک بر بہین منوال بودند کہ با ہمہ بے ہمہ۔  
 این اول روز بود از علالتِ حضرت ایشان۔ از معمولاتِ مبارکہ در ہیچ معمول فرق ظاہر نہ شد۔  
 اگر بعد از نمازِ خفتن حضرت ایشان اظہارِ تپ نہ کردے کسے را خبر ہم نہ شدے۔ و زود دم کہ یومِ شنبہ  
 بود از قیام گاہ خود بیرون نیامدند۔ نہ برائے نماز بہ مسجد شریف و نہ برائے تفریح۔ صبا تا ہمراہ چائے  
 یک دو بسکٹ تناول کردند۔ و بہ عصر ہم چائے نوشیدند۔ نہ غذا خوردند و نہ عشاء۔ ماہر سہ برادر بہ



مدرسہ عبدالرب رفتیم و سبق خواندیم۔ چون باز گشتیم حسب معمول استفسار از سبق کردند و دعا ہا دادند۔ بہ شب حلقہ و توجہ در قیام گاہ تا نواخت دواز شب کردند۔ اثر تپ و حرارت بر جسم مبارک ظاہر بود۔ دوا استعمال کردند روز سوم کہ یوم یکشنبہ بود بہ مثل روز دوم گذشت، اگرچہ

دوا استعمال کردند اما ہیچ اثر ظاہر نہ شد۔ نہ غذا خوردند و نہ عشاء البتہ چاہے بہ صبح و سارنوش کردند۔ حلقہ و توجہ تا نواخت دواز شب کردند۔ چون کہ حضرت والدہ صاحبہ در مستشفی بودند و ہمیشہ کلان در خدمت ایشان بود و ہمیشہ میانہ بہ پانی پت رفتہ بود و در خانہ بہ جُز ہمیشہ خورد و عیال حضرت برادر کلان کسے نہ بود ازین جہت حضرت برادر کلان و حاجی ملا احمد شاخیل و ملا جان محمد حسین خیل بہ تیمارداری مصروف بودند و تا آخر وقت این ہر سہ نفوس مبارکہ بہ وجہ احسن و اکمل و ارتج خدمت حضرت ایشان کردند۔ روز چہارم کہ یوم دوشنبہ بود این عاجز و برادر خورد بہ مدرسہ رفتیم۔ و حضرت برادر کلان بہ خدمت حضرت ایشان مصروف ماندند۔ بہ جز چاہے ہیچ غذا تناول نہ فرمودند۔ مع ہذا تا نواخت دواز شب بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند۔ استعمال دوا کردند، اما ہیچ اثر ظاہر نہ شد۔ روز پنجم کہ روز سہ شنبہ بود بہ نیم روز حافظ غلام محمد "باغ والا" مع "گلشہا" حاضر شد کہ از مس سُرُخ ساختہ شدہ بود۔ کلمہ ہندی است و استعمالش بر آن منارہ کوچک می باشد کہ بر سر گنبد ہا و منار ہا از جہت یا از معدن دیگر ساختہ می نہند۔ در آواخر فصل اول تحت عنوان "بنائے مسجد و ارادہ حج" عاجز بیان کردہ است کہ حضرت ایشان حافظ غلام محمد را بہ رامپور برائے تعمیر مسجد حضرت محمد مرشد فرستادہ بودند۔ با وجود نقاہت و کمزوری حضرت ایشان حافظ غلام محمد را با گلشہا نزد خود طلب کردند و بسیار خوش شدند و دو ہزار و پچصد روپیہ بہ ایشان دادند و فرمودند۔ کار بہ وجہ احسن بکنید۔ و فکر در اہم نہ کنید۔ و قتی کہ حضرت ایشان گلشہا را معاینہ می کردند این عاجز حاضر بود۔ روز چہارم و پنجم نیز بہ مدرسہ رفتیم۔ و چون ازان جا برگشتیم برائے عرض نیاز حاضر شدیم حضرت ایشان حسب معمول خلاصہ دروس پرسیدند۔ و این روز امین الاسلام و منزل اللہ خان برائے مزاج پُرسی حاضر شدند۔ بہ وقت عصر مولوی بخش اللہ حاضر شدند۔ حضرت ایشان بہ بخش اللہ گفتند۔ اے عزیز، آثار دیگر است۔ بعض افراد را از استماع این ارشاد تعجب دوسے داد، چہ بہ حسب ظاہر جاسے پریشانی نہ بود۔ اما بسیار زود معلوم شد کہ تعجب ایشان غلط بود و آنچہ ارشاد کردہ بودند درست بود۔ و این روزا غنی شب چہار شنبہ کہ شب بست و ہفتم ماہ بود تا نواخت دوازہ بہ حلقہ و توجہ مصروف ماند۔ و این حلقہ مبارکہ آخرین حلقات بود۔ **بَلَّیْهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ۔** در این روز ہم بہ جز چاہے دوا و استعمال چیزے نہ کردند۔ از علاج طبیب روز چہارم بود۔ و نہ پ برائے اندک وقت ہم زائل نہ شدہ بود۔ طبیب خیال کرد کہ از اذ قبض باید کرد تا کہ تپ زائل شود۔



چنانچہ منہل داد۔ بہ نواخت چہار از صبح حضرت ایشان قضاے حاجت کردند۔ چون کہ از چہار روز غذائے نہ خورده بودند ضعف و نقاہت غلبہ کرد و حضرت ایشان بر سر پیر دراز شدند و باز تا آخر وقت نہ نشستند۔ روز ششم کہ روز چہار شنبہ بود استعمال چائے ہم نہ کردند البتہ از صبح این روز تا نواخت وہ از شب پنجشنبہ پنجاہ یا شصت بار آب قطرہ قطرہ نوشیدند۔ امروز ڈاکٹر مختار احمد انصاری و حکیم محمد احمد خان فرزند حکیم عبد المجید خان نیز برائے معاینہ آمدند۔ اگرچہ این ہر دو اطباء کمال از زبان خود چیزے نہ گفتند لیکن از کثرت و احوال ایشان ظاہر شد کہ آنچہ دیر روز عند الاصل حضرت ایشان بہ مولوی بخش اللہ فرمودہ بودند تائید عزیز آثار دیگر است۔ اظہار حقیقت بود۔ امروز در حدیث تب بیشی بود۔ بیشتر اوقات چشمہاے مبارک را بند داشتہ بودند و چون مبارک چشمان را دایمی کردند نہ بہت شفقت و مرحمت حاضرین را می دیدند، روز چہار شنبہ در ہمین احوال گزشت و در شب پنجشنبہ غالباً نواخت نہ ونیم بود کہ چشم مبارک کشاوند۔ برادر عزیز دین عاجز را دیدند۔ مایان ہر دو حاضر بودیم و مبارک سا قہار را بہ آہستگی می ماییدیم۔ برادر عزیز آن وقت دستار سفید بستہ بودند حضرت ایشان بہ حاضرین فرمودند کہ حاجی ملا احمد شاخیل و ملا جان محمد خیل و محمد زمان خروٹی سر و وضوی بودند۔ بیند کہ سلم ماچہ خوب دستار بستہ و باز برادر خورد را دعا ہا دادند۔ بعد از یک ساعت چشم واکر دند۔ ماہر دو تا آن وقت موجود بودیم۔ و حضرت برادر کلان برائے کارے رفتہ بودند حضرت ایشان استفسار از برادر کلان کردند۔ عاجز عرض کرد کہ ایشان حال ابہ کارے رفتہ اند۔ حضرت ایشان ہر دو را دعا دادہ فرمودند۔ وقت خواب است شام ہر دو بروید۔ برادر عزیز بعد قلیل رفتند و این عاجز حسب سابق بہ مالش ساق مشغول ماند۔ غالباً نواخت یازدہ بود کہ باز چشم مبارک باز کردند و نام عاجز گرفتہ فرمودند۔ ہنوز نشستہ امی، عاجز بہ اثبات جواب عرض کرد، بعد ازین کیفیت حضرت والدہ مبارکہ استفسار فرمودند۔ عاجز بعد از نماز دیگر بہ مستغنی رفتہ بود و احوال معلوم کردہ بود۔ لہذا از خیریت ایشان عرض کرد۔ حضرت ایشان اظہار رضامندی کردہ بہ عاجز دعا ہا دادند و بہ شفقت و محبت تمام ارشاد کردند۔ وقت بسیار گزشتہ برائے خواب برو۔ این دعا و کلام کہ عاجز از حضرت ایشان آن وقت شنیدہ آخر کلام بود۔ و امروز کہ پنجاہ و سہ سال برین واقعہ گزشتہ لذت آن مبارک و شیرین کلام در پردہاے صماخ و در تنویدائے قلب محفوظ است و جینا بقدر جین عاجز اسحور کردہ در طرب می آرد۔ افسوس صد افسوس۔ آن قدح بشکست و آن ساقی نہ ماند۔ بہ پنجشنبہ کہ روز ہفتم علالت بود۔ در خانقاہ شریف آثار حزن و ملال و رنج و الم از در دیوار بلکہ از ہر ذرۂ خاک ظاہر بود۔ خانقاہ مبارک از مخلصین صادقین پاک نہاد و صاف کیشان مکتظ بود۔ ہر یک سرافگندہ و ساکت و واجم و خرم



وکیب بود۔ کسے بہ آہ وزاری مشغول بود و کسے بہ درگاہ بے نیاز دعا ہامی کرد و کسے از سر صدق و اخلاص آرزو ہا  
می کرد کہ جان خود را فدائے آن جانِ جانہا بکند۔ ولیکن

مَا كُلُّ مَا يَتَمَنَّى الْمَرْءُ يَصْدُرُ كُهُ تَجْرِي الرِّيحُ بِمَا لَا تَشْتَقِي السَّفِينُ

**وصال** بہ صباح معلوم شد کہ بہ اواخر وقت تہجد حضرت ایشان چہمان مبارک کشادند و بہ عجلت تمام استادند و چار پنج قدم بہ پیش رفتند و باز مراجعت فرمودہ بر سر پر دراز شدند بہ کسے بیج نہ فرمودند۔ کس نہ دانست کہ آن قبلہ مُرادان بہ استقبال کہ برخاستہ بودند۔ و بعد ازین واقعہ نامِ آخر نہ چشم واکر و نہ چیزے ارشاد کردند۔ بعد از نماز عصر دیدہ شد کہ لکھائے ابر بر افق ظاہر گردید۔ آفتاب رُخ خود را بہ پردہ شب پوشانید۔ و برائے نجوم ردائے سحاب افراشتہ شد۔ روز پنجشنبہ گزشت و شب جمعہ آغاز کرد۔ مبارک شب رسید و انتظارِ مبارک اوقات شد۔ چہ حضرت ایشان قدس سرہ نوشتہ اند کہ کما تقدم۔  
”بہترین اوقات سحر است یعنی رُبعِ اخیر بعد از ان صبح است یعنی وقت نماز فجر بعد از ان بین العصر والمغرب بعد از ان بین المغرب والعشاء و بعد از ان جملہ اوقات علی السویہ برابر اند۔ قیام حضرت ایشان در والانِ شمالِ رُویہ بود۔ در والانِ جنوبِ رُویہ کہ مقابل آن والان بود جماعتے از مخلصین بہ ذکر شریف مشغول بود۔ حاجی مُلا احمد خان از بے قراری خود نزد آن مبارک جماعت رسید و سورۃ و التَّارِیَّات را تلاوت کرد۔ خودش می گریست و برادران طریقتش ہم می گریستند۔ در مسجد شریف مخلصین مصروف ختم خواجگان و تلاوت قرآن مجید بودند۔ چون منتصف لیل شد آسمان ہم آہ و بیکار آغاز کرد۔ نواخت یک بود کہ حافظ عبد الحکیم۔ و حاجی مُلا احمد خان و مُلا جان محمد حسین خیل و حضرت برادر کلان سر پر را درست کردند و باز حافظ عبد الحکیم۔ و حاجی مُلا احمد خان و مولوی بخش اللہ و مولوی بدال اسلام تلاوت سورۃ یاسین شروع کردند۔ آن وقت صدائے زعد و برق بہ نوعی شدید بود کہ کم دیدہ شدہ و آب از آسمان بہ نوعی می بارید گویا کہ آتواہِ قُرب را کسے کشادہ است۔ چون بہترین اوقات رسید کہ وقت تہجد است بہ ساعت دو و دقیقہ پنج از شب جمعہ بہست و نہیم ماہ جمادی الآخرہ ۱۲۳۱ھ صدائے۔ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔ بہ گوش حق نبوش رسید۔ و روح پاک حضرت ایشان لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ گفتہ۔ سزاوار کرامت فَاذْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّاتِي گشت۔ حدیث مبارک قدسی است۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي اِنْ خَيْرًا فَخَيْرُ مَا شَاءَ فَتَرَىٰ دُعَاءَ حضرت ایشان دَامُوا از مولائے کریم و رحیم خود ہمین بود۔

أَعُوذُ بِكَ اللَّهُمَّ مِمَّا جَنَيْتُهُ وَأَدْعُوكَ رِقًا خَاضِعًا مُتَذَلِّلًا



حَنَانِيكَ قُلُّ لِي عِنْدَ نَزْعِي وَمَقْبَرِي لَكَ الْآمَنُ عَبْدِي مِنْ عَذَابِي تَفَضَّلَا

والہمارا این خواہش اکثر در مکاتیب مبارکہ خود کرده اند۔ از روی حدیث مبارکہ عاجز یقین دارد کہ حضرت ایشان درین زمرہ مبارکہ داخل اند کہ حق تعالی بیا نش کرده۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبَشَرٰى فِي الْحَيٰۃِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ اسی آگاہ باش، بر دوستان خدا ہیج ترس نیست و نہ ایشان اندوہ گین شوند۔ برائے ایشان بشارت است در زندگانی دنیا و در آخرت۔ فرمان پروردگار را ہیج تبدیل نیست و این بشارت ہما نارتنگاری عظیم است۔ "عاجز احوال مبارکہ حضرت ایشان را از روز ولادت تا روز وفات بہ تفصیل نوشتہ است۔ بہ نیک وجہ اگر در احوال مبارکہ نظر کردہ شود پُر ظاہر است کہ حضرت ایشان را از اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ نصیب کامل بود۔ چہ جائے حرام کہ از شبہات کاملًا بر کنار بودند۔ مدۃ العمر از ہدیہ آن افراد اجتناب کُلی کردند کہ در مال ایشان حرمت یا کراہت را دخلے می بود۔ ہمہ وقت و ہمہ حال متوجہ بہ مولائے خود می بودند۔ و مخلصین را نیز گرویدہ این کاری ساختند از مکاتیب حضرت ایشان معلوم می شود کہ بہ چہ طور تربیت سالکان می کردند۔ از بعض افراد نقل جمیع مکاتیب مبارکہ یا بعینہا مکاتیب مبارکہ بہ عاجز رسیدہ و بیش از آن مکاتیب مبارکہ را بہ ترتیب نقل کردہ تا معلوم شود کہ حضرت ایشان برائے مخلصان چہ سعیہا می کردند و از شر نفس و ہوا بہ چہ طور می رہانیدند۔ ہزاران غافلان را از تیرہ غفلت بہ وادی آگاہی رسانیدند و صد ہا افراد را بہ لطف مولائے کریم داخل دائرہ ولایت کردند و آخر بہ سکون تام و خندہ پیشانی ازین جہان رحلت فرمودند۔ حضرت ایشان را وصال میسر آمد و ما عاجزان را حزن و ملال مفارقت۔

وَمَا كَانَ خَيْرٌ مِنْ هٰذَا اَنَّكَ وَاقِدٌ لِّغَيْرِكَ قَوْمٌ تَهْتَكُ مَا

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُونَ۔ رَضِيْنَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَقَدَرِهِ۔ اَللّٰهُمَّ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا۔ عجب تر بشنود کہ چون روح مبارکہ حضرت ایشان پرواز کرد۔ بعد قلیل شور و رعد و برق تمام شد و باران بند شد و غیوم را اثری نہ ماند۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ عِزَّتٌ مَّرْغَلَةٌ رَاسِتٌ وَيَغِيْبُ اُوْرًا وَمُؤْمِنَانِ

تغییل و تکفین | پروردگار مخلصین پاک نہاد را اجرا دہد کہ جسد مبارکہ خیر جہان را تا آخر خیر الاوقات غسل داوہ و کفن پوشانیدہ در والان "تسبیح خانہ" اسی عبادت گاہ حضرت شاہ غلام علی و حضرت شاہ ابوسعید و حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ اسرارہم۔ بر سر پیر نہادند۔ و مخلصین پاک نہاد و اہالی شہر مصروف تلاوت شریف شدند کہ کفن از جامہ بودہ کہ یک و نیم سال قبل



حاجی اسلم مارکشی از مکہ مکرمہ بہ آب زمزم شستہ آورده بود۔ آن وقت حضرت ایشان خوش شدہ فرمودہ بودند کہ این جامہ را برائے کفن یا محفوظ کنید۔ حضرت والدہ ماجدہ یک قطعہ از غلاف بیت اللہ الحرام دادند و فرمودند وقتے کہ این قطعہ را یکے از مخلصین برائے حضرت ایشان آورد۔ حضرت ایشان فرمودند این مبارک قطعہ را بر سینہ ما بنہید۔ چنانچہ حاجی ملا احمد خان آن مبارک قطعہ را کہ کلمہ طیبہ کا بلا در آن بہ صورت بانگی تحریر بود۔ بر سینہ اقدس بگسترا نید۔ و آن قطعہ بہ طورے درست بر سینہ اقدس آمد کہ گویا کسے اندازہ کردہ آورده باشد۔

بہ وقت اغسال حاجی ملا احمد خان ملا جان محمد حسین خیل ملا یاسین مجڑیانی، حافظ عبد الحکیم مولوی بخش اللہ، مولوی بدرالاسلام، و حضرت برادر کلان حاضر بودند۔ عاجز وید کہ بعد الاغتسال آبے کہ در حلقہ چشم مجتمع بود آن را عاشق صادق حاجی ملا احمد چشید و باز بر پیشانی مبارک بوسہ عقیدت ثبت کرد۔ زہے قسمت کہ بہ این سعادت سرفراز گشت۔ در نصف آخر از تاریخ انجیس فی احوال النفس نفیس بر صفحہ ۱۷۱ نوشتہ است۔ وَفِي شَوَاهِدِ النُّبُوَّةِ سُئِلَ عَلَى رَضَى اللَّهِ عَنْ سَبَبِ زِيَادَةِ فَهْمِهِ وَحِفْظِهِ قَالَ لَمَّا غَسَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعَ مَاءٌ فِي جَفُونِهِ فَرَفَعْتُهُ بِلِسَانِي وَازْدَرَدَتْهُ فَأَرَى قُوَّةَ حِفْظِي مِنْهُ۔ عاجز یقین دارد کہ ملا احمد خان نیز فوائد ما برداشتہ باشد۔ رحمہ اللہ۔

**قبر مبارک** | در ہند اجازت حکومت نیست کہ بہ حدود شہر غیر از قبرستان قبر ساختہ شود۔ حضرت ایشان را کسے بہ این قانون خبر کردہ بود۔ لہذا از اواخر ماہ رمضان ۱۳۳۴ھ از کوٹہ چند مکاتیب بہ مخلصین دہلی نوشتند کہ اجازت یک قبر در خانقاہ شریف از حکومت حاصل کنید۔ عاجز یاد دارد کہ بہ حافظ عبد الحکیم و مولوی بخش اللہ دوسہ خط این عاجز نوشتہ بود۔ لفظ از حضرت ایشان می بود و عاجز آن را می نوشت۔ باوجود کمزوری و سہ کثر نوشتن حضرت ایشان مخلصین دہلی تغافل کردند۔ وَكَانَ ذَلِكَ قَدْ دَامَ مُقَدُّومًا۔ بہ روز جمعہ بست و دوم جمادی الآخرہ کہ روز اول از علالت بود حضرت ایشان بہ امین الاسلام عضو مجلس شورای ہند و نواب منزل اللہ خان رئیس مشہور از علی گڑھ۔ را در خصوص این امر گفتند کہما تقدم البیان فی الفصل الاول۔ حاجی ملا احمد خان چون از تفصیل و تکفین فراغت یافت، امین الاسلام و منزل اللہ خان را از واقعہ الیمہ آگاہ کرد و گفت کہ اجازت از حکومت حاصل کنند۔

**ارشاد مبارک بہ حاجی ملا احمد** | در سال ہزار و سہ صد و سی نہ چون حضرت ایشان از کوٹہ بہ دہلی رسیدند حاجی ملا احمد خان ملا خیل از افغانستان حسب عادت برائے خدمت حاضر شد۔ چون بہ وقت عصر حضرت ایشان برائے تفریح بیرون دروازہ کشمیری



بہجت شمالی کوہ رفتند ملا احمد خان را همراه بردند۔ آن جا ملا احمد خان واقعہ طیارہ انگلیسی بیان کرد کہ در کٹواڑ پائین شدہ بود۔ دوران طیارہ یک افسر و یک رفیقش بود۔ اہالی آن جا ارادہ کردند کہ ہر دورا بکشند۔ اما ملا صاحب آن ہر دورا بہ خانہ خود برد و باز ہر دو افراد را بہ حفاظت تمام بہ کابل بردہ بہامیرامان اللہ خان سپرد۔ آن افسر انگلیسی یک تحریر نوشت و بہ ملا صاحب داد۔ عاجزان تحریر را دیدہ بود۔ مفہومش این بود۔ حامل این تحریر ملا احمد خان سبب حیات من و رفیق من شدہ است۔ لہذا من از ہر افسر بریطانیہ التماس می کنم کہ دے معاونت ملا صاحب کند و کار ایشان را اجزا نماید۔ عاجزان وقت حاضر بود کہ حضرت ایشان بہ ملا صاحب گفتند۔ این مکتوب را بہ حفاظت نگاہ دار بہ کار خواہد آمد۔ حضرت ایشان یک سال و سہ ماہ قبل گفتہ بودند۔ و برائے اجازت قبر مبارک آن تحریر بہ کار آمد و دیگر ہیچ کار از آن گرفتہ شد۔ چون آغاز دور سقوی در افغانستان شد ملا صاحب آن تحریر را ضائع کردند۔

**بہ کار آمدن تحریر** | امین الاسلام و منزل اللہ خان بہ استماع این خبر بہ خانقاہ شریف آمدند و باز نزد افسر کلان دہلی "سر مالکملہ نیلی" بہ دروازہ کشمیری رفتند، آن وقت حاجی ملا احمد خان نیز ہمراہ ایشان رفتند و بہ یاد عاجزی آید کہ حافظ عبدالحکیم دہلوی نیز ہمراہ ایشان بود۔ این افسر بسیار سخت مزاج بود۔ اولاً امین الاسلام نزد افسر رفت و واقعہ بیان کرد۔ دے گفت "شما فردا برائے شخصے دیگر خواہید آمد" امین الاسلام از انجا برگشتہ بہ نواب صاحب این سخن گفت، چون کہ نواب صاحب با افسران کلان بسیار شناسا بود و حکومت "بریطانیہ" بہ ایشان خطاب "سر" ہم دارہ بود، نزدش رفتند دے کلام سابق بہ ایشان نیز گفت۔ حاجی ملا احمد خان نیز بانواب صاحب بودند۔ ایشان ہمان مکتوب افسر انگلیسی را از جیب کشیدہ بہ سر مالکملہ ہلی نشان دادند۔ دے چون آن تحریر را خواند تعظیماً استادہ شد۔ و احترام ملا صاحب بہ جا آورده ہمان دم اجازت داد۔ نواخت یازدہ از روز بود کہ این جماعت بہ خانقاہ شریف با اجازت نامہ رسید حضرت ایشان پانزدہ ماہ بیشتر فرمودہ بودند۔ بہ حفاظت نگاہ دار بہ کار خواہ آمد، اظہار آن ارشاد گرامی بہ این وقت و بہ این شکل شد، وَکَيْفَ لَا دَقْدَقَ قَالَ الصَّادِقُ الْمُصَدِّقُ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: ابْنِ آدَمَ تَضَرَّعْ لِعِبَادَتِي أَهْلًا صَدْرَكَ غَنِي وَأَمْدٌ فَفَرَّكَ وَإِنْ لَا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَكَ شُغْلًا وَكَلَّمْتُ أَسَدًا فَفَرَّكَ. حضرت ایشان قَدَسَ اللَّهُ بِسَرَّةً وَتَوَسَّرَ صَرِيحَةً را خواہش پیداشد کہ در خواب حضرات کرام قَدَسَ اللَّهُ أَسْرَارَهُمْ بیاسایند و یک ہفتہ قبل برائے قبر خود جائے را تجویز کردند مخلصین را خیال بود کہ امین الاسلام و منزل اللہ خان بہ سہولت این کار را خواہند کرد اما کار ساز حقیقی را اظہار کرامت حضرت ایشان منظور بود۔ چنانچہ آن کاغذ بہ کار آمد۔ و مِنْ جَنَّتْ



لَا يَخْتَبِئُ صَادِقٌ آمِدَ - اللَّهُ فِي عِبَادِهِ شَتُّونٌ -

**تحفیر و درستی قبر** | پروردگار جل شانہ و عَظَّمَ اِحْسَانُہُ شیخ غلام احمد انصاری، چودھری مولا داود خان خوجوی، حافظ غلام محمد باغ والا، انشی حسین علی دہلوی، حافظ سلطان

زردوز را اجرائے بے حساب دہد کہ اینہا چون احوال حضرت ایشان را بعد العشاء الاخرہ متغیر یافتند علی الفور کاریگران و بنایان را مہتیا کردہ بہ اعداد قبر مبارک مشغول شدند اولاً فرش سنگ مرمر محجر شریف را بہ و جہ خوب برداشتند و باز در حفر قبر مبارک مشغول شدند بہ دقت تمام این پاک نہادان تا وقت عصر بلکہ الی ما بعد صلاۃ العصر ازین کار فارغ شدند۔

**نماز جنازہ** | وصال حضرت ایشان بہ نواخت دو و پنج دقیقہ شد و جسد مبارک را تا صلاۃ الفجر در تسبیح خانہ شریف بر سریر نہادند خبر ارتحال حضرت ایشان در تمام شہر تا وقت

فجر عام شد۔ و خلق خدا دیوانہ وار از ہر جہت رو بہ خانقاہ شریف نہاد۔ اگرچہ ہر یک از مخلصین پاک نہاد مہموم و مغموم بود اما پروردگار جلّت قدرّت و عظمت حکمت بہ نوعی آن دارفتگان را فہم و شعور داد کہ بہ نظم جمیل از دروازہ خانقاہ شریف تا سریر مبارک را چہ را برائے آمد و رفت ترتیب دادند کہ کافۃ الناس حضرت ایشان را زیارت کردہ بروند و رائے جماعت منتظمین برین امر قرار گرفت کہ جنازہ حضرت ایشان را بہ میدان پیرید، بترند کہ ما بین مسجد جامع و قلعہ واقع است، دران ایام تمام میدان یک قطعہ بود، (حالانیم میدان موسوم بہ آزاد پارک) تاکہ کسے از نماز جنازہ محروم نہ ماند، و ایشان چہارتیر ہا را با پایہ ہائے سریر بستند تاکہ خلق خدا بیش از بیش بہ سعادت محل شریف مشرف شود۔ بعد از نواخت یازدہ از خانقاہ شریف این منوکب اجلال با صدر پنج و ملال بہ میدان روانہ شد و تا نواخت یک بہ میدان رسید۔ حکومت دہلی در تمام دفاتر اعلان کرد کہ از مسلمانان ہر کہ خواہد برود و در نماز جنازہ شریک شود و این اعلان در دفاتر نائب ملک (والسرائے) نیز شد، لہذا خلق خدا جوق در جوق بہ سائے میدان، پیادہ پا و سوار روان و دوان بود۔ از میرٹھ، بلند شہر، خوجہ، مراد آباد، غازی آباد، فرید آباد، مہرولی، نظام الدین، سونی پت، پانی پت ہزاران افراد دیوانہ وار رسیدند۔ از دھام خلّاق بہ حدّے شد کہ میدان بہ آن بزرگی تنگ آمد۔ عاجز ملاحظہ کرد کہ ہزاران غیر مسلم بہ کنارہ غربی میدان استادہ بود۔ بعد از نماز جمعہ بہ ساعت دو حضرت ابوالفیض بلال اَدَامَ اللّٰہُ اِرْشَادَہُ امامت نماز جنازہ کردند۔ بجوئے کہ بعد از نماز جنازہ بر سریر مبارک شد بیانش متعذر است۔ پروردگار مخلصین صادقین را کہ بہ اندازہ چہار صد نفر از افغانان و ہندیان بودند۔ سریر مبارک را احاطہ کردہ بہ منزلہ حصار منیع حصین



شدند و یک جماعت بر ماہر سہ برادر محاط شد۔ و بسم اللہ و علیٰ بركة اللہ جنازہ مبارکہ را از میدان برآئے خانقاہ شریف برداشتند۔ بر جنازہ مبارکہ دو شاہ نہایت نفیس کہ زرد رنگ داشت انداختہ بودند اگر مخلصین بہ آہ و بکا و نعرہ اللہ مصروف بودند دیگران ہم در اشک ریزی و نعرہ اللہ اکبر کمتر از ایشان نہ بودند۔ چون سر بر مبارک از جامع مسجد در حدود بازار داخل شد دیدہ شد کہ تمام بالاخانہ ہا و سقف و زائرین و زائرات پُر بود، کسے از چشمان خود عقیدہ گوہر غلطان شامی کرد و کسے از فرط محبت از ہار و ریاحین رامی پاشید۔ در دیوار ہا از نعرہ ہائے اللہ و از آہ و بکا بہ رنگ "بیت الحزن" غمگین و سوگوار بود۔ یا اللہ من خطیب جلیل ذمین زریحہ عظمی۔ بعض مدہوشان بادۂ محبت را جینا بعد جینا از اعماق قلب صدا بلند می شد۔ این جنازہ ولی پروردگار است۔ تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشا ئے است۔

بہ وقت تمام جنازہ مبارک را تا نواخت پنج بہ خانقاہ شریف رسانیدند۔ چون کہ قبر مبارک ہنوز تیار نہ شدہ بود سر بر مبارک را در مسجد شریف نہادند۔ خلق خدا را اصرار شد کہ خدا را یک نظر از دیدار مبارک مرحمت کنی۔ منتظرین آن را بند و بست کردند۔ آن وقت عاجز عند راسہ المبارک بود۔ دید کہ چشمان مبارک بستہ اند بہ نوعی کہ در مراقبہ و ذکر شریف بستہ می کردند و اسرار میرالوجہ البازک کشادہ اند گو یا بستمی فرمایند۔ برادر کلان حضرت جد بزرگوار چون در کہ مکرمہ بہ شانزدہم ذی الحجہ ۱۲۸۵ رحلت فرمودند حضرت جد امجد آن وقت این رباعی خواندند۔

یاد داری کہ وقت زادن تو ہمہ خندان بودند و تو گریان

آن چنان زی کہ وقت مردن تو ہمہ گریان بودند و تو خندان

حضرت ایشان را ہزاران افراد اتیم مصداق این رباعی یافتند و دیدند کہ گویا "نم گنوم العروس" خفتہ اند۔ وقت عصر داخل شد و قبر مبارک تکمیل یافت و این ہفت نفر حضرت ایشان را در آرامگاہ تدفین آخرین فرود آوردند۔ ۱۔ یار محمد خروئی سرو مشوی از اقدم مخلصین حضرت ایشان و مرید کامل الارادۂ و عاشق صادق ۲۔ حاجی ملا احمد خان مشاخیل از قدماء مخلصین و خادم و افر تیز و شیدائے حضرت ایشان ۳۔ ملا یاسین صادق الارادۂ و المجتہد ۴۔ و ۵۔ حافظ اشفاق الہی و حافظ حفیظ الدین از میر شہر دور و دور و در محبت از اصحاب کمال ۶۔ امین الاسلام کلکتوی مرد پاک دل و صاف ضمیر و عاشق و شیدائے نواب فزل اللہ خان راسخ المجتہد و الاعتقاد۔ این ہفت افراد بہ نہایت تعظیم و تکریم حضرت ایشان را در قبر مکرم نہادند۔ ماہر سہ برادر و حافظ عبد الحکیم و حافظ غلام محمد باغ والا و شیخ غلام احمد ہانسوی و دو نفر از مخلصین افغانستان آن جا استادہ بودیم۔ یحصول البرکۃ و الشمول فی الخدمۃ



نوبتے مایان ہم عندالوضع دست تا بہ حضرت ایشان۔ روحی فداہ۔ رساندیم۔ و باز با صد و زود و آلم بر قبر  
مبارک خاک انداختیم۔ شیخ غلام احمد انسوی کا از مخلصین قدما و اصحاب نسبت عاشق صادق و مداح  
حضرت ایشان بود فی البدیہ این چار شعر خواند۔

شہ ابوالخیر بہ صد خیر بہ سیر جنت  
روح پاک تو طلب کرد خدا در قربت  
ذات پاک تو فنا گشت بہ ذات واحد  
اے دعاے تو سپر بود نہ آفت مارا  
رفتی و دیدہ پراز خون بہ فراق کردیم  
خاک بادا بہ سر ما کہ بہ خاکت کردیم  
ما عجب تیرہ در زمان کہ بہ خاکت کردیم  
زین جہت قصد نہایت بہ بدایت کردیم  
چوں شعر دوم را بہ سوز و درد و اشکباری خواندند عاشقان صاف کیشان را نعرہ ہائے ہود ہائے دیا اللہ  
بلند شد۔ یَا لَمْتَ نَفْسِی لَمَفَّامًا لِلزَّمانِ وَمَالِیَّة۔

فَقَدْ نَاهُ وَالْاَمَالَ تَرْجُو حَبَاتُہ  
وَفِی اللَّیْلَةِ الظُّلْمَاءِ یُفَقِّدُ الْبَذَرُ  
بعد از نماز شام زائرین در محضر شریف شمعہا روشن کردند و گلہا بر مزار شریف انداختند شیخ غلام احمد  
در احوال جذب و بے خودی نزد محضر مبارک می گشت و در آن حال می گفت،  
بر مزار پیر روشن ہم چراغ ہم گلے  
ہم پر پروانہ سوز و ہم صدائے بلبلے  
و در ہمان احوال مستی و سرشاری گفت۔

بیاد گلشن عرفان گلے مازہ دمید این جا  
مُحَمَّدُ الدِّینِ عَبْدِ اللّٰہِ ابُو الْخَیْرِ اَرْمِیدَیْنِ جَا  
از روز وصال حضرت ایشان مخلصین پاک نہاد از اطراف و جوانب رو بہ کعبۃ الآمال آستان خیر  
فاتحہ | جہان آوردند و شب و روز سلسلہ فاتحہ و ایصال ثواب جاری بود و برائے ایشان انتظامات  
فطور و غدا و عشاء کردہ شد مع ہذا منتظین پاک ضمیر ارادہ کردند کہ بہ بست و نہم رجب الحرام فاتحہ کبری  
کنند و بہ آن وقت مشائخ طرق و علماء اعلام و عمائدین شہر و کثیر اطراف را مدعو کنند تا در حفل کبری رسم ستار  
بندی و جانشینی انجام پذیرد۔ حافظ عبد الحکیم ابن خیال را پیش حکیم حافظ محمد اجل خان شریفی (ماذق الملک  
وسیع الملک) بیان کرد۔ ایشان گفتند۔ زمانہ از مد پر رفتن است و اعداد را قیلت نیست۔ اگر درین عرصہ  
یک ماہ دشمنی دعوی استحقاق خانقاہ شریف کرد، مشکلات پیدا خواہد شد، لہذا بہ روز سیوم کہ روز یکشنبہ  
است جلسہ دستار بندی و جانشینی بکنید و باز در آخر ماہ رجب جلسہ کبری منعقد کنید و تمام مشائخ و اکابر  
را آن وقت دعوت دهید و در آن اجتماع تصدیق اعلان این جلسہ کردہ شود۔ چنانچہ منتظین بر مشورہ حکیم حسب  
عمل کردند۔ عاجز گوید حکیم صاحب را پروردگار جہاد دہد۔ اطہار اندیشہ کہ ایشان کردہ بودند بے اساس نہ بود



بلکہ یک سال نہ گزشت کہ بالفعل آن صورت پیدا شد۔ و جماعتے از بدخواہان و اصحاب اغراض فاسدہ ... کرامت النصار را آلہ کار خود ساختہ در محکمہ دعویٰ کردند و بلا وجہ تا دو سال برائے مایان اسباب پریشانی پیدا کردند پروردگار چودھری مولاداد خان خوجوی و شیخ غلام احمد ہانسی و حافظ عبدالحکیم دہلوی و حافظ محمد سلطان زردوز دہلوی را اجراء دہد کہ ایشان سببہا کردند۔ وَخَيْرَ هَذَا لَكَ الْمُبْتَطِلُونَ۔

منتظین مخلصین اعلان جلسہ صغریٰ از روز یک شنبہ دوم جب المحرم ۱۳۴۱ھ کردند اور

**جلسہ صغریٰ**

عمائدین درج ذیل افراد شریک شدند جنرل قونصل سردار غلام حیدر خان بدایات امیر امان اللہ خان نواب لونک، پیرزادہ محمد حسین جج، پیرزادہ ڈپٹی مظفر احمد، نواب سراج الدین خان ساکن، سید وحید الدین احمد بیخود، نواب فیض احمد خان، نواب ابوالحسن خان، حکیم حافظ محمد اجل خان، ڈاکٹر مختار احمد انصاری، عبد العزیز دہلوی، میر انوار احمد، پیر جی حسین مرزا و از مشائخ و علماء سید احمد امام مسجد جامع (شمس العلماء) حکیم فرید احمد عباسی امر دہوی، پیر جی عبدالصمد ہشتی (کالے صاحب دالے) آخوند جی مختار احمد قادری، پیر جی کرار حسین (صابر بخش دالے)، پیر جی امیر الملک مرزا بلقی احمد، پیر جی عبدالرحمن مودودی، پیر جی عبدالنواب، سید طاہر حسن امام عید گاہ، پیر جی سعید الزبیر مجددی ساکن مغلیہ دہلی، مولوی سردار احمد مجددی رامپوری، جناب سیف الدین ابوالطاہر طاہر مجددی رامپوری، پیر جی مظفر علی سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ، مولانا مفتی مظہر اللہ امام جامع فقہوری، مولانا حافظ محمد یعقوب مجددی پانی پتی، مولوی عبد العزیز خلیفہ مولانا کرامت اللہ خان، مولانا عبدالغفار متولی مسجد حوض قاضی، جناب مولوی مصباح الدین ساکن مفتی والان، مولوی لطف القدیر ساکن سبزی منڈی، مولوی محمد ابراہیم قانی، صاحبزادگان درگاہ قطب الاقطاب و سلطان جی و روشن چراغ دہلی، و شاہ کلیم اللہ وغیر ازین از رامپور جناب مولوی اعجاز حسین و مولوی معوان حسین و مولوی ریحان حسین از صاحبزادگان مجددیہ و از میرٹھ شیخ وحید الدین و شیخ بشیر الدین و از پانی پت نواب زادہ فاخر احمد خان و جمیع مخلصین از پانی پت و میرٹھ و بلند شہر و خوجہ و غازی آباد و سرسہ و ہانسی وغیرہ آمدند خانقاہ شریف از خلایق پُر بود حضرت محمد صادق مجددی کابلی فرزند اصغر حضرت غلام قیوم قدس سرہ (حضرت صاحب کابل) بہ روز چہار شنبہ کہ روز ہشتم از علالت حضرت ایشان بود برائے زیارت حضرت ایشان آمدہ بودند۔ چون کہ حضرت ایشان صاحب فراش بودند با ماسہ برادر ملاقات کردہ بہ روز دوم بہ سرہند شریف رفتند۔ یک شب گزشتہ بود کہ "تلغراف" رسید و از حادثہ ارتحال آگاہ شدند ایشان همان دم قصد دہلی کردند و در فاتحہ روز سوم شریک شدند و دستار ہا کہ سجادگان آوردہ بودند بر سر حضرت برادر کلان جناب ایشان



ہستند۔ عاجز از افراد متعدّدہ شنید کہ برائے این کار ضرورت بود کہ از حضرات مجددیہ کسے باشند پروردگار ایشان را فرستاد و الحمد للہ علی ذلک۔ و درین جلسہ حضرة الشیخ الولی مولانا عبدالعلی محدث دہلوی با وجود معذرتی از مدرسہ عبدالرب تشریف آوردند۔ و تھے کہ جناب ایشان را بر گرسی نشانند چارہ افراد نزدیک حضرت برادر کلان آوردند۔ سیل اشک از چشمان ایشان جاری بود۔ آن وقت حضرت برادر کلان بہ انداز پر زرد و پُرسوز این دو دوشہ متبتی خواندند:-

فَلَيْتَ طَالَعَةَ الشَّمْسَيْنِ غَائِبَةً      وَكَيْتَ غَائِبَةَ الشَّمْسَيْنِ لَمْ تَغِيبْ  
ذَلَيْتَ عَيْنَ الْيَتَى أَبَ النَّهَارِ بِهَا      فِدَاءُ عَيْنِ الْيَتَى زَالَتْ وَلَمْ تَوُوبْ

یعنی از دو آفتابہا اے کاش طلوع کنندہ آفتاب غائب بودے و غائب شدہ آفتاب غائب نہ می بودے، و اے کاش آن قرص کہ دیر از روز ظاہر کردہ بر آن قرص قد اشے کہ وے رفتہ و باز نہ گشتہ حضرت برادر کلان چند روز پیشتر این اشعار را از حضرت مولانا خواندہ بودند و از مدرسہ باز گشتہ پیش حضرت ایشان خواندہ بودند و امروز در حلقہ تائین نہایت بر محل خواندند، اہل علم از امتاع این ہر دو شعر و دیگران از بیان و تشریح کہ حضرت برادر کلان کردند بسیار متأثر شدند۔ بہ خیال عاجز چشمے نہ بود کہ اشک نہ می ریخت۔ از کثرت بکا احوال حضرت مولانا دیگرگون شد چنانچہ شیخ غلام احمد و دیگر کارپردازان بہ صد اکرام و احترام مخص کردند عاجز از آن اجتماع و از آن برکات کہ آن وقت کامل نظر انظار می ریخت چہ گوید و چہ نوسید۔

مبارک مقام و مبارک جلوس      مبارک بیان و مبارک نفوس

شیخ غلام احمد النسوی بہ مشورہ حکیم حافظ محمد اجل خان دستاویزے نوشت و نام ماہر سہ برادران را تحریر کردہ نوشت کہ ایشان وارثان و جانشینان حضرت خیر جہان اند البتہ مسند و سجادہ نشین فرزند اکبر اکرم حضرت ابوالفیض بلال ہستند۔ و برین دستاویز تمام اکابر امضا کردند۔

**جلسہ کبریٰ** خبر ارتحال حضرت خیر جہاں کالبرق در ہندوستان و بلوچستان و افغانستان بہ سرعت تمام منتشر شد، و مخلصان پاک طینت بہ فاتحہ و ایصال ثواب مشغول شدند مخلصین افغانستان را پروردگار اجر و دہد کہ ایشان از دیگران پیشتر و بیشتر بودند۔ یکے ہم از ایشان نہ ماند کہ ایصال ثواب از صدقات و اطعام طعام نہ کردہ باشد۔ اگر کسے نانے خیرات کردہ دیگرے بنجاہ گوسفند ذبح کردہ۔ علی الموسیّع قَدَرَةٌ وَ عَلٰی الْمُقْتِرِ قَدَرَةٌ وَ اَنْ چہ از ختمات و دعا ہا بودہ فَلَا يَعْلَمُ مَدَاهَا اِلَّا اللّٰهُ جَلَّ شَانُہُ۔ و کسانے کہ توفیق سفر یافتند قصد کعبۃ الامال کردند۔ منتطبین پاک نہاد علماء و مشائخ را از تاریخ انعقاد جلسہ کبریٰ آگاہ کردند کہ روز جمعہ تمام کردہ بہ شب شنبہ و بہ روز شنبہ بست و نہم رجب الحرام



۱۳۴۱ھ مطابق شانزدہ و ہفدہ مارچ ۱۹۲۳ء یعنی بست و ہفتم و بست و ہشتم از ماہ دہرستہ شمس  
 ہجری فاتحہ حضرت خیر جهان است۔ دریں اختضال غیر از آن افراد کہ در جلسہ صغری شرکت کردہ بودند  
 درج ذیل افراد شریک شدند۔ پیر جماعت علی شاہ علی پوری، پیر عبدالحق ہوشیار پوری، پیر سید  
 محمد شاہ قصوری، پیر شاہ سلیمان کنگن پوری، پیر ابوالخیر غازی پوری، مولانا مشتاق احمد امبیٹھوی پیر  
 سید محمد جیلانی بغدادی رفاعی قادری خالدی نقشبندی حیدر آبادی ثم المدنی، مولوی عبدالغفریز کلونی  
 مع جماعت مریدان، مولانا نور احمد سپوری امرتسری، مولانا سید عبدالحلیم جزیلی، مولوی محمد عمر گھوسوی  
 مفتی عبید اللہ مفتی کوٹہ و فرزند ایشان مفتی احمد گل، ملا امان اللہ (استاد مبروران) ملا منظر شاہوانی،  
 ملا عبدالعزیز کاکڑی، ملا صاحب خان قمبرانی، ملا عبدالرؤف پشین، ملا ایاز کاکڑی گجلائی، سید عبدالرحمن  
 از قریہ گل محمد، حاجی محمد اسلم مارکٹی وغیرہم۔ تمام افراد کہ در فاتحہ شریک بودند برائے حضرت ایشان دعا ہا کردند  
 پیر عبدالحق ہوشیار پوری مزید یک دو شب قیام کردند، ایشان در حدود ہزار و دودھ و نو بہ حرین شریفین  
 رفتہ بودند و آنجا در مکہ مکرمہ با حضرت جد امجد و در مدینہ منورہ با حضرت شاہ عبدالغنی محدث دارالہجرہ و حضرت شاہ  
 محمد مظہر قدس اللہ اسرارہم ملاقات کردہ بودند می گفتند کہ حضرات کرام را نسبت بہ حضرت ایشان (حضرت سیدی  
 قدس سرہ) بسیار پر امید یا فتم می گفتند کہ ایشان را شانے خواہد بود پیر ابوالخیر غازی پوری نیز یک دو شب قیام کردند و  
 مثنوی شریف خواندند و ماخرین را خوش کردند پیر سید محمد بغدادی فرزند سید عبد الرحیم و ایشان فرزند سید عبد الکرم  
 فرزند سید محمد شیخ الاسلام موصل۔ ہمراہ برادر کلان خود از بغداد بہ حیدر آباد آمدند۔ نظام دکن میر عثمان علی خان بہ  
 تعظیم پیش آمد و برائے معاش مشاہرہ مقرر کرد۔ سید محمد بغدادی از آبار و اجداد خود مرہوط بہ سلسلہ قادریہ بود و  
 از شیخ احمد عراقی در طریقہ خالدیہ مجددیہ بیعت بود، شیخ احمد از والد خود شیخ محمد عثمان سراج الدین و ایشان از  
 مولانا خالد کردی شہروری بیعت بود۔ سید نذیر الدین نمبرہ سید محمد بغدادی بہ عاجز بیان می کرد کہ جد امجد من اکثر  
 در حیدر آباد بیان فاتحہ می کردند و می گفتند کہ از فیوضات و برکات آن جا چہ گویم۔ حضرت صاحبزادہ (حضرت  
 ابوالفیض بلال) در نماز دو رکوع از سورہ مریم خواندند، کیفیتی کہ بہ آن وقت روئے داد از بیانش قاصر م۔ جناب  
 سید محمد در ۱۳۵۲ھ بہ مدینہ منورہ تشریف بردند و در ۱۳۶۲ھ در ان دیار مقدس رحلت نمودند، رحمہ اللہ و رضی  
 عنہ۔ بعد از فاتحہ حضرت فضل محمد فرزند نخستین حضرت غلام قیوم مجددی کابلی و جانشین ایشان با جماعتی از غلمین  
 و فرزند خود جناب شنائے معصوم مشہور بہ میا جان تشریف آوردند و دعا ہا کردند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

حاجی ملا احمد خان، یار محمد خرنی سرخوی، محمد زمان خروٹی، حاجی نادر خروٹی، ملا جان محمد حسین خیل  
 ملا یاسین جبرانی، ہاشم جبرانی، ملا عمر سلطان خیل، ملاولی محمد نسوخیل، دزدہلی حافظ عبدالحکیم، حاجی شہاب الدین تاجر



کلاہ، محمد رفیع تاجزخروف بلوری دہلوی، نور الہی صندوق والا، انیس الرحمن، عبدالحق اپن، عبدالرحمن  
 ٹین والا، حافظ سلطان زردوز، مستری محمد شفیع، مستری عبدالرحیم، حافظ سکندر مدرس در مدرسہ فتحپوری  
 نشی حسین علی، حکیم محمد شفیع ماہر امراض چشم ساکن بہ منتقل باڑی پہاڑ گنج، شیخ محمد الیاس رانی کھیت والا  
 حافظ غلام محمد باغ والا، مولوی بخش اللہ مولوی بدرالاسلام، نشی احمد حسین، حاجی حافظ منیر الدین  
 متیر، شیخ عبدالباری جوہری نو مسلم، وازغیر دہلی شیخ غلام احمد ہنسوی، چودھری مولاداد خان خوجوی  
 حافظ حفیظ الدین میرٹھی، حافظ اشفاق الہی میرٹھی تقریباً تا دو ماہ شب و روز بہ خدمت مصروف بودند  
 و حکیم حافظ محمد اہل خان شریفی دیادت پناہ سید احمد امام مسجد جامع دہلی (شمس العلماء) و حکیم فرید احمد  
 امر وہوی بہ مشورہ شریک بودند۔ افسوس صد افسوس نہ آن میر محفل ماند نہ آن کار پروازان۔ کل من  
 علیہا قاب و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والا کرام۔

یاد باد آن کہ سر کوئے تو ام منزل بود دیدہ راروشنی از خاکِ درت حاصل بود  
 آہ ازین جور و تظلم کہ درین واگہ است دای زان عیش و تنعم کہ دران منزل بود  
 در دلم بود کہ بے دست نہ باشم ہرگز چہ توان گفت کہ سعی من بدل باطل بود  
 مَبْحَنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

باقی از صفحہ ۳۷۔۔ مرتحل والعاریۃ موداة الی اہلہا، والذی لا الہ الاہو ما علی ظہر  
 الارض شیئ احوج الی طول سبحن من لسان۔ ان للقلوب شہوۃ واقبالاوان للقلوب فآثرۃ  
 وادبارا فاغتموها عند شہوتہا واقبالہا ودعوہا عند فقرتہا وادبارہا۔ قال ابو عبیدۃ، اَلَا  
 رَبِّ مَبِیضٌ لِّثِیَابِہِ مَدَنَسٌ لِّدِینِہِ، اَلَا رَبِّ مَكْرَمٌ لِّنَفْسِہِ وَهَوْلِہَا لَہِیْنٌ، اَدْرَا وَا السَّیِّئَاتِ  
 الْقَدِیْمَاتِ بِالْحَسَنَاتِ الْحَدِیثَاتِ، فَلَوَانِ اِحْدَکُمْ عَمِلَ مِنَ السَّیِّئَاتِ مَا بَلِیْنِہِ وَبَیْنَ السَّمَاءِ ثُمَّ عَمِلَ  
 حَسَنَةً لَعَلَّتْ فَوْقَ سَیِّئَاتِہِ حَتّٰی تَقْہَرْہُنْ مِثْلَ قَلْبِ الْمَوْنِ مِثْلَ الْعَصْفُورِ، یتقلب کل یوم کذا وکذا اموتہ  
 قال عبد اللہ بن مسعود من استطاع منکم ان یجعل کثرۃ فی السماء لا تاكلہ السوس ولا تنالہ السراق  
 فلیفعل فان قلبہ لرجل مع کثرۃ، لیسعک بیتک واکف لسانک واک علی ذکر خطیبتک، انتم اکثر صیاما واکثر  
 صلاۃ واکثر اجتہاد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھم کانوا خیرا منکم، قالوا لم یا ابا  
 عبد الرحمن، قال ھم کانوا ازہد فی الدنیا وارغب فی الآخرة۔ ثلاث احلف علیہن والرابعة لو حلفت  
 علیہا لبرأت، لا یجعل اللہ عزوجل من لہ سہم فی الاسلام کم من لا سہم لہ۔ ولا یتولی اللہ عبدًا  
 فی الدنیا فولاہ غیرہ یوم القیامۃ۔ ولا یحب رجل قومًا الا جاء معہم۔ والرابعة التي لو حلفت  
 علیہا لبرأت، لا یستزل اللہ علی عبد فی الدنیا الا استر علیہ فی الآخرة۔



## فصل نہم

در

## بیان بعض قصائد و توارخ وصال حضرت ایشان

برادرِ طریقت مولوی علی احمد فرزندِ نخستین حکیم فرید احمد مدہوی بہ روزِ اقلِ عرسِ شریف  
حضرت ایشان کہ بہ بست و نہم جمادی الآخرہ ۱۳۳۲ھ بود درج ذیل قصیدہ خواندند۔

## قصیدہ

کہ ابرِ رحمت آید بر آفتق از فضلِ یزدانی  
معطر شد چمن از نکتہ گلہائے نورانی  
کہ اکنون گشتہ است این محفلِ مارِ شکِ فہوانی  
کہ دورِ بادۂ باشد بہ ساغرِ ہائے روحانی  
بہ سوائے خائفانِ آن مسیح و خضرِ ربانی  
چو طورِ موسوی بہر تجلیہائے عرفانی  
کہ شد اربابِ عرفان را چو بحرِ آبِ حیوانی  
کہ عبد اللہ شد نامش پئے تقویمِ ایمانی  
دوان آید سوائے مرقدِ آن غوثِ یزدانی  
حبیبِ حضرت حق چشمہ وینو ع فیضانی  
کہ ہست ادِ مہبطِ انوارِ سترِ شیخِ نورانی  
وہیلہ ساختیم اوراپئے درگاہِ رحمانی  
ملکِ نازد چو یا بد بر سرش فخرِ گلشنِ رانی  
شہابِ ثاقبِ علیم علی و نورِ عثمانی  
شہ والا نشانِ سلطانِ محبوبانِ سبحانی

صبا آورد پیغامِ بہار از سمتِ سبحانی  
عنادِ نغمہ سنجانند و نحو تہنیتِ خوانی  
ہجومِ رحمتِ پروردگارِ ہر دو عالمِ بین  
ملائک پئے بہ پئے آرند مینا با پر از عرفان  
الائے تشنگانِ بادۂ اُلفتِ دوانِ آید  
شہ مروان دابنِ شاہِ مروان منظرِ جاناں  
دوان آید سوائے آستانِ آن شہ والا  
امامِ مقتدایانِ جہانِ آن حضرت والا  
اگر خواہید توفیقِ سعادت ہان دوانِ آید  
بحارِ فضلِ ایزدِ بوسعیدِ قبلۂ عالم  
دوان آید سوائے خائفانِ بقعۂ انوار  
امامِ مرشدِ برحق شہ دنیا و دینِ ما  
شہ بوالغیر ما قیومِ دورانِ قطبِ راہِ ما  
امینِ سوزِ صدیقیِ مثیلِ شانِ فاروقی  
چراغِ چشمِ آن آقائے ما آن سیدِ سرہند



چہ ساز آسا شود سوزِ نہانِ ما بہ بدستی  
 اَلَا اے بادہ نوشانِ محبت باز صف گیرید  
 بیا از جملہ خود ساقیا وانگہ بکن برپا  
 شہا بہرِ مذاوا عاجزان جمع انداز یک سر  
 نظر واکن بین کین عاشقانِ مست شیدا را  
 تورفتی از میانِ ماچہ دلہا راتبہ کردی  
 توئی آرام جانِ ما توئی در مانِ درو ما  
 فراموش کردہ ام از دل بہ جزوئے طبع تو  
 بکن این سینہ تارِ کیم از نورِ رخت روشن  
 شہا پروانہ سان رقعد و لم گردِ سویدایت  
 مدد اے قبلہ عالم تمناے دلی دارم  
 چہ نورانی چراغِ مصطفیٰ ہستی خوشا نسبت  
 امامی مُرشدی قلمِ فدائے روئے تو یادا  
 بہ حق قلبِ نورانی بہ حق سترِ یزدانی  
 بہ حق دستِ خود کورا اگر فتم و شگیری کن  
 بہ آن نسبت کہ من دارم بہ درگاہِ ترحم کن  
 پے تسکینِ قلمِ وہ جواب اکِ مرشدِ کامل  
 خیال تو برا فرزندِ ہوا و آرزوئے من  
 اَلَا اے آن کہ پنداری شدہ شیخِ ازین دنیا  
 نہ میرد شیخِ نورانی کہ شد در راہِ حق فانی  
 ہمین آید ندا از قبر آن سلطانِ محبوبان  
 پے دیدارِ من داری اگر دوتے ہمین باید  
 دلا از دستگیرانِ التماسِ دستگیری کن

چو باشد ساقی ما قبلہ ارباب عرفانی  
 پیا پے دور باید کرد با صہبائے روحانی  
 فضائے مستی و مدہوشی و صد فتنہ سامانی  
 بیا کین در دستِ درانِ محبت را تو درمانی  
 صدائے ہائے وہو بر خیزد از سوگِ اپنہانی  
 چہ مشکل ساختی منزلِ بینِ اقطبِ شوانی  
 توئی خضرِ طریقِ ما توئی بس آبِ حیوانی  
 بیا و حکمرانی کن کہ بر قلمِ تو سلطانی  
 بیا رشکِ اِرم کن این مقامِ سخت ظلمانی  
 چو بیند شمعِ رویت در سیاہیہائے عصیانِ  
 کہ بر عالم نگاہِ لطفِ فراغِ غوثِ ربانی  
 مرا ہم داد مولایم نوا سنجی حسانی  
 نظر سوئے مریدان کن بہ حق نورِ عرفانی  
 بہ حق روحِ روحانی بہ حق نورِ پیشانی  
 بہ حق حُبِ قلمِ رحم کن آقاے روحانی  
 گدائین در بگوید این علامتِ ار تو خودانی  
 مکن پا مالِ خاموشی نوائے سوزِ پنہانی  
 دلم گوید کہ در مرقدِ تو دانی حالِ حرمانی  
 شنو این مطلعِ دیگر اگر خاطر نہ رنجانی  
 بقا نازو بہ در بانی پے عشاقِ یزدانی  
 کہ من پنہان ز دنیا گشتہ ام لیکن نیم فانی  
 کہ بینی آن بلالِ من کہ دارد خوئے سلمانی  
 رُخ اشعارِ گردانِ سوئے آن منبعِ فیضانی



شہِ بوالفیض آن فرخ نژاد و ستر شیخ ما  
 شہِ بوالخیر ار رفتہ شہِ بوالفیض خیر اوست  
 خداوند اعطا شان بلالی کن شہِ مارا  
 الہی ما گنہگارِ کیم فیضش آبارے کن  
 الہی طور گردان سینہارا از تجلیہا  
 الہی حضرت مارا بہ قرب خود مغفرت کن  
 الہی بہر درگاہ تو بگر فتم من این در را  
 امام و رہنمائے ما پئے اسرارِ پنهانی  
 ہمان نورِ مبین بینم عیان بر فرق و پیشانی  
 خداوند اشہِ بوالفیض را کن جوئے فیضانی  
 کہ شویدا از قلوب ما ہمہ ارجاسِ عصیانی  
 الہی از قلوب ما بکن وسواسِ شیطانی  
 الہی شاہ را کن مرجعِ عشاقِ یزدانی  
 قبولم کن الہی بہر نورِ کوہِ نارانی  
 علی ہر دم دعائے ما ہمین باید کہ ربِّ اُخلف  
 اَمَّا مَعْنٰی فِی اَبْنِہِ الْاَوَّلِ وَفِی الْاَلِثِّ وَفِی الْاَلِثِّ



## قصیدہ

متضمن سال وصال امام العارفین سراج التالکین مجتہد زمان شہلی دوران  
حضرت مولانا شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین الفاروقی قدس اللہ سرہ الاقدس

از

(مولانا) اختر شاہ خان اختر امرہوی مدرسہ امداد الاسلام صدر میرٹھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چون نہ برگردون رسد آہنگ بیا ہائے ما  
این چہ بارانِ حوادث باردا ز گرون گزو  
در فراقِ ساقی وحدت بہ بزم معرفت  
سینہ ہر گل اگر چاک است از خارِ الم  
روئے غبرِ آبیرہ و تار است اگر از فرطِ غم  
ہر ناں نالد بہ باغ از لعلِ زاغ و زغن  
بلبلِ ماجز نوائے غم نہ دارد در چمن  
یارِ این سوزِ دل ماہست یا سوزِ چیم  
یا س طبع ما چسان خندد کہ در عالم نہ دید  
آفتابِ حشر باشد بر سرِ مردم چرا  
رفت ایام وصال و شامِ ہجران شدید  
سوزِ عالم چون نہ گردد آفتابِ روزِ حشر  
چون نشیند بلبلِ عرفان نہ در بیتِ الحزن  
اخترِ برجِ کمال و گوہِ درجِ جمال  
شہلی دور و مجتہد وقت و سلمانِ زمن  
قلب ارشادِ زمان و عویشِ آفتابِ اوان  
حافظِ دینِ مبین و حامیِ شریعِ متین

کز سہامِ درد و غم شد ریشِ سر تا پایے ما  
ز عفرانِ روید بہ جائے لالہِ خمر آئے ما  
خون چکد ہر دم ز چشمِ ساغر و مینائے ما  
شد سفید از حزنِ چشمِ زریں شہدائے ما  
نیلگون پوشد بہ ماتم قبتہ خضر آئے ما  
عند لبِ خوش نوار و طوطیِ شیوائے ما  
نیست جز آثارِ حسرتِ برگلِ رعنائے ما  
شورِ محشر ہست یا این شورِ دایاوائے ما  
جز ستمومِ یاس و حرمانِ گلشنِ انوائے ما  
شد درین محشر نہان مہرِ جہان آرائے ما  
تاچہ راند بر سرِ ما این شبِ یلدائے ما  
صورِ محشر چون نہ گردد آہ جان فرسائے ما  
زخت بست از گلشنِ عالم چمن پیرائے ما  
نیترِ اوجِ جلال و مرثیہ مولائے ما  
وژدۃ التاج و لایتِ ملجاء ماوائے ما  
فخرِ زبا و جہان و شیخِ بے ہمتائے ما  
ہادیِ راہِ یقین و سبیلِ یکتائے ما



حضرت شاہ ابوالخیر آن کہ از فیضانِ او  
 کاٹے کرتابِ برقِ التفاتش سوختے  
 از دمِ خود بخود تی ما فروے دمدم  
 گوہر او بود در یائے معانی در جہان  
 بود کشتیہائے گوہر کے ز شاہانِ زمان  
 داشتے وارا شکوہانِ زمان را بردش  
 صحبتش گر بود نافع ہیچو نافع در جہان  
 نقش بندے حق پسندے کرتوجہ می زدود  
 در سلوک ار بود شمس العارفین چون بایزید  
 چون یدِ بیضا نمودے از رخِ پُر نورِ خود  
 دست بر آبِ رو گرفتے مہر تابانِ فلک  
 خواجہ گردون زدے دستارِ خود را بر زمین  
 بس کہ بود از طلعتِ اوشان فاروقی عیان  
 والدِ او بود اگر فاروقِ عظیمِ راسمی  
 داشت فرزندانِ عالی نیک نام و نامدار  
 اولین حضرت بلالِ دینِ مبین  
 ثانی شان حضرت زیدِ سمی زید کش  
 اصغر شان حضرت سالم کہ سالم آمدہ  
 خوش موالیدِ ثلاثہ کز معالی ہر یکے  
 جتذِ خواجہ کہ در میدانِ وصفِ شان او  
 بے نظیر و بے عدیل و بے بدل شیخے کہ بود  
 حیف بر پیرِ فلک کا فگندہ در چاہِ نوحہ

شہر دہلی بود جا بلسا و جا بلقائے ما  
 خرمن آزد ہولے نفسِ ناپروائے ما  
 بود انفاسِ نفیسش گویا صہبائے ما  
 خانقاہش بود در عالم اگر ملجائے ما  
 دل پذیر آشنائے بحرِ استغنائے ما  
 ہمتِ شاہِ سکندر شکوت والائے ما  
 لحنِ او چون آبِ حیوان بود روح افزائے ما  
 نقش ہر باطل ز الواح سویدا ہائے ما  
 در قرارت بود قالون سید القرائے ما  
 دستِ موسی ساختے روازِ رخِ بیضائے ما  
 جلوہ فرمودے چو مہرِ ملتِ غرائے ما  
 روبروے مرشدِ روشن دل دانائے ما  
 خاطرش بستے چہ در بیضا و در صفرائے ما  
 بود پورش راسمی شیخِ ملکِ سیمائے ما  
 ولدِ عبداللہؑ فرزندِ عمرہ آقائے ما  
 جانشینِ صادقِ مولائے بے ہمائے ما  
 نام باشد در کتابِ منزلِ مولائے ما  
 ذاتِ واللش ز عیبِ اُلفتِ دنیائے ما  
 ہست فخرِ اقہاتِ دنازش آباے ما  
 لنگ باشد تو سن فکرِ فلکِ پیائے ما  
 حلقاش جہلِ متین و عروۃ و ثقائے ما  
 یوسف مصرِ جمال و شاہِ فقر آرائے ما

۱۔ جا بلسا و جا بلقانا ہائے دو شہر اند و بعض گویند کہ این دو شہر از عالم مثال اند یعنی جاے امن و امان۔

۲۔ اشارہ بہ قبولِ مذکورون ہدایے نظامِ دکن دامیر کاہل است۔



نہ غلط حاشا دکلا نیست این کارش کہ او  
 خود چو یعقوب است گریانِ بر شہ والائے ما  
 ساقی شد در جوارِ ساقی کوثر کہ بود  
 ہر دم نوشین او در مانِ استقلائے ما  
 بود چون بست و نہم شہرِ جمادی الآخرہ  
 از قضائے رب وصالِ مرشد والائے ما  
 گشت واقع در شبِ آدین از حکمِ خدا  
 ساعتِ گزینی مثالِ ساعتِ مُغنائے ما  
 چوں بہ سالِ رحلتِ این قطب ارشادین  
 کرد اینما بخرِ اشفاق و کرم فرمائے ما

اخترا کردیم از القائے ربانی رقم  
 حیف شد قطبِ عزیز ملتِ زہرائے ما

۱ ۴ ۴ ۳ ۱

۱۵ اشارہ بہ آن رعد و برق و مطر است کہ وقتِ وفاتِ ظہور کرد۔  
 ۱۶ اشارہ بہ حافظِ اشفاقِ الہی میرٹھی است رحمہما اللہ۔



## قطعاتِ تاریخ و فات

مولوی صدر الدین کیفی غازی پوری گفتہ رحمہ اللہ

آفتابِ سمائے رُشد و ہدایا      شاہ ابوالنخیر عارفِ بالہ  
عالمِ باعملِ فقیہِ زمان      حاجی و ستاری و خدا آگاہ  
زاہدِ پاک باز و پاک نہاد      صوفی باصفاء و والا جاہ  
بست و نہ از جمادی الاخری بود      شبِ آدینہ و قریبِ یگاہ  
کہ بہ حق داد جان و واصل شد      جَعَلَ اللہُ جَنَّةً مَثْوَاہ  
جلئے باشد کہ دیدہ ریزد خون      لبِ شور آشنا بہ نالہ و آہ

کیفی بندہ گفت از پئے سال

نَوَّرَ اللہُ قَبْرَہُ وَ شَرَّاهُ <sup>۱۳۳۱ھ</sup>

مولانا حبیب الرحمن خان شروانی (صدرِ یار جنگ) گفتہ رحمہ اللہ  
جناب ابوالنخیر خیرِ محترم      شربتِ مآب و طریقتِ پناہی  
چو لبیک گفتہ لبش از جعبی را      پیوشید عالمِ روائے سیاہی

نلک گفت از بہر سال و حالش

چراغِ نبی و حبیبِ الہی <sup>۱۳۴۱ھ</sup>

مولانا اختر شاہ خان اختر امر و ہوی گفتہ رحمہ اللہ

شاہ ابوالنخیر کہ بودہ شترخ      سالِ میلادِ چراغِ نبوی  
گفت تاریخ و حالش اختر      آہ جان داد چراغِ نبوی  
مولوی محمد ابراہیم فانی گفتہ رحمہ اللہ

بست چون رختِ سفرِ سلطانِ بین      شاہِ عب اللہ عمرِ خیرِ زمان  
آمد از بالا ندا در گوشِ دل      چشمہ رش و ہدایت بود آن

لہ این مادۂ تاریخ را حکیم فرید احمد عباسی امر و ہوی بر آردہ اند و ایشان اُلفِ دومِ الہی را محسوب کردہ اند و  
جناب شروانی این مادہ را در ساکِ نظم پر و ہشتہ - جَزَاهُمَا اللہُ خَيْرًا وَ رَحْمَةً -



وگفتہ

زیر دے دل شہ ابوالخیر کرد  
جہان را مستحضر بلا گرز و سیف  
بگفتم چو رحلت ز دنیا نمود  
بشد۔ واصل حق زمان شیخ حیف  
بندہ عاجز ابوالحسن زید گفت عفی اللہ عنہ

۱۳۴۱ھ

بسم اللہ الحفیظ الباقی

۱۳۴۱ھ

نالہائے زید زالم ابوالخیر عبداللہ محی الدین

۱۳۴۱ھ

رَضِیَ اللہُ جَلَّ وَ عَلَا عَنْہُ

۱۳۴۱ھ

وَلَهُمْ مَسَاكِنٌ طِيبَةٌ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ

۱۳۴۱ھ

إِنْ شَاءَ اللہُ الْخَالِقُ الْمُعْطِی

قطعہ

قبلہ ماشہ محی الدین عبداللہ نام  
در طریقت فرو کال و در شریعت مقتدا  
کنیتش ابوالخیر و سرتاپا وجودش خیر و جود  
قطبِ اقطاب زمان و قدوۃ اہل شہود  
دید ہا پر خون شدند و سینہ ہا بریان شدند  
ذاتِ پاکش داعی حق را اجابت چون نمود  
گفت سالش منظر تارتخ و روز و ماہ زید  
یوم جمعہ از جمادی ثانیہ بست نہ بود  
۱ ۳ ۴ ۳ ۱

وگفتہ

شاہ ابوالخیر ولی سوائے جنان تشریف بُرد  
آباد شد قلد برین ویران شد این خاکدان  
سالِ دصالش را چنین زید جزین تحریر کرد  
شہ از جہان با عز و شان مہر زمان سوائے جنان  
۱ ۳ ۴ ۳ ۱

وگفتہ

چون قبلہ دین شہ ابوالخیر آن امام اصفیا  
رحلت سوائے جنات کرد از کلفتِ دنیائے ما  
تارتخ و صلِ شاہ رازید جزین فی الفور گفت  
بحر صفا کانِ سخا نجم ہدا بلجائے ما  
۱ ۳ ۴ ۳ ۱

تَحْمِیْتُ التَّوَارِیْخِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا  
محمّد و علی آلہ و اصحابہ و ذرّیّہ و اہل بیتہ اجمعین۔



## خاتمہ

در

## بیانِ اولادِ معنوی و صلبی حضرتِ ایشان

## الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ

باز خوان از نجد و از یاران نجد تادرو دیوار را آری بہ وجد

اہل علم و اربابِ بنیش گفتہ اند "اگر احوالِ کس بہ وجہ درست معلوم کردن باشد پس در احوالِ ہم نشینان وے باید نگریست" غالباً از ہمین جا است کہ چون ذکر اکابر می کنند، بیان شاگردان و مریدانِ نیز می کنند، تا معلوم گردد کہ این شجر معرفت از چہ نوع بودہ و ثمرش چہ مزایا داشت۔ لہذا عاجزِ بیان آن پاک باطنان می کند کہ ساہا سال حضرت ایشان بہ تربیتِ آنہا مصروف بودند و از اخلاقِ رفیلہ پاک کردہ بہ اوصافِ ملکیتِ محلی کردند۔ اولاً ذکر آن افرادی کند کہ بہ اجازتِ ارشاد و خلافتِ سرافراز شدہ اند و باز بہ اختصار بیان دیگر مخلصین خواہد شد۔ واللہ الموفق والمعین۔

تا زمانے کہ قیام حضرت ایشان در مکہ مکرمہ بود مردمِ ترکیت و بلغار و قفقاز و بخارا  
اولادِ معنوی وغیرہ از حضرت ایشان مستفید می شدند و چندین افراد بہ دولتِ اکمال و تکمیل

دامنِ مراد پر کردہ و بہ اجازتِ ارشاد فائز شدہ بہ اوطانِ خود مراجعت کردند۔ از ایشان نامہائے سرفراز از اوراقِ قدیمہ معلوم شدہ، و نامہائے کہ از افرادِ افغانستان و بلوچستان و ہندوستان معلوم شدہ۔ نہ از روئے حصر و تحدید است بلکہ از روئے علمِ این عاجز است۔ چہ حضرت ایشان نامہائے ایشان را نہ می نوشتند و نہ بیان می کردند۔ دوسہ سال قبل از وفات حضرت ایشان سہ نفر از قومِ مروت آمدند و عرض کردند کہ ما یان از مریدانِ ملا محمد آفاق، ستیم۔ حضرت ایشان فرمودند: ہاں آفاق مریدِ ما است۔ و باز از احوالِ استفسار کردند و خوش شدند آن روز ما یان را علم شد کہ محمد آفاق نیز از مجازین و خلفای باشد و بہ این طور احوالِ بعضِ آخرین ہم معلوم شدہ۔ عاجز اولاً بیان آن افرادی کند کہ غیر از ممالکِ افغانستان و بلوچستان و ہندوستان بودہ اند۔



۱۔ شیخ عماد الدین از بلغاریہ بود۔ بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد و کپ سلوک کرد و بہ اجازت و خلافت مشرف شدہ بہ وطن خود مراجعت کرد۔

۲۔ مولانا محنت اسمقندی از حضرت ایشان بیعت شدند و استعداد خوب حاصل کردند و خلافت یافتہ رخصت شدند۔

۳۔ شیخ محمد حسن جوان صاحب استعداد بود۔ بیعت شد و سلوک مجددیہ طے کرد و بہ اجازت و خلافت مشرف گشت۔

۴۔ قاری عبدالغنی انطاکی شامی از ملک خود بہ اشارۃ غیبی بہ خدمت حضرت ایشان حاضر شد۔ و مدت چار سال در دہلی و کوئٹہ بہ استفادہ مصروف ماند حضرت ایشان را براحوال نظر التفات بود و ایشان ہم در کار خود کوشان بودند و نماز چوں اقتدا بہ حضرت ایشان می کردند از خود بے خبر می شدند و از چہمان ایشان اشک روان می بود۔ قاری نیاز احمد و حضرت برادر کلان را حضرت ایشان بہ قاری صاحب سپرد کردند۔ و بہ مساعی ایشان در صحت ادا و مخارج حروف ہر یک از ایشان بہ ذرۃ کمال فائز شد۔ سلیمان فرزند عبدالرحمن ٹمین والاداران آیام رفیق حضرت برادر کلان بود و از قاری صاحب استفادہ کردہ است، چند سال پیشتر روزے آمدہ بود۔ اگرچہ وے بہ امور دنیویہ و کسب عیال مصروف است مع ذلک مخارج حروفش از بیشتر قراء بہ درجہا بہتر است۔ آن وقت عاجز را مقول مشہورہ: التعلیم فی الصغر کالتنقیص فی النحر، یاد آمد و بہ دل گفت اگر سلیمان بہ تدریس کلام پاک مصروف شدے، از قراء مشہور زمانہ بڑے قاری صاحب یک سال قبل از ولادت عاجز آمدہ بودند و مولوی سید عبدالجلیل بہ عاجز گفتند کہ در ۱۳۲۶ھ از کوئٹہ بلوچستان رخصت شدند۔ بہ وقت رخصت حضرت ایشان قاری صاحب را اجازت ارشاد دادند مخلصین افغانستان را با قاری صاحب محبت و ارتباط پیدا شدہ بود و ایشان قاری صاحب را با خود بہ قندھار بردند و تا آخر آیام قیام ایشان در قندھار بود۔ و سال یا سہ سال بعد از ارتحال حضرت سیدی الوالد قدس سرہ قاری صاحب برائے حج برآمدند۔ چند روز بہ دہلی ہم قیام کردند۔ در آن آیام عاجز ایشان را زیارت کردہ۔ سبحان الشہرہ پاکیزہ صورت و مبارک احوال بودند از حج فارغ شدہ بہ قندھار مراجعت کردند و بعد از چند سال رحلت نمودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۵۔ مولوی عبداللہ ولد مولوی عبدالحق علی زی درانی از زمین داؤد ساکن قندھار جوان ذی علم و صاحب استعداد بود۔ والدش غلیفہ ملا جان محمد ساکن میر بازار بود کہ از خلفائے حضرت شاہ غلام علی دہلوی بودہ قدس الشہادہ سرار ہم۔ والد ایشان تالیفات قیمتی دارند منہا توارساری شرح صحیح بخاری و ترویج القرآن



تفسیر چہارہ پارہ کلام اللہ مبارک کہ بہ عربی است۔ مولوی عبداللہ بہشتیؒ پایادہ برائے حج رفت و آنجا چون طلعتِ نورانی حضرت ایشان دید از جان فریفتہ شد و خود را در حلقہٴ ارادت منسلک کرد۔ استعداد درست داشت و مرشد ہم اکل دریافت لہذا کار سالہا بہ ماہ ہا و کار ماہ ہا بہ روز ہا انجام یافت۔ و بہ خلافت سرفراز گشت و بہ وطن خود مراجعت کرد۔ حضرت ایشان بہ عربی خلافت نامہ تحریر کردہ بہ ایشان دادہ اند و فیما بعد بہ فارسی دو مکاتیب نوشتہ اند۔ عاجز علم نہ دارو کہ حضرت ایشان بہ کسے خلافت نامہ نوشتہ دادہ باشند بہ جز مولوی عبداللہ۔ از تحریرات حضرت ایشان احوال استعداد مولوی عبداللہ ظاہر است۔ فرزند ایشان مولوی حافظ عبدالکریم حقانی بہ عاجز گفتہ اند کہ والد بزرگوار ہم کسے رابعت نہ کردہ اند۔ اوقات شریفہ خود را بہ ذکر و فکر و بہ درس و تدریس صرف کردہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۶۔ ملا حاجی نور احمد فرزند میر احمد قوم مہمند ساکن مقرر معروف بہ حاجی صاحب کلان، مرد مقرر و مبارک بودند چہل و پنج بار حج کردہ بہ سن یک صد و پانزدہ سال رحلت کردند۔ صاحب ارشاد بودند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۷۔ ملا گل محمد ولد ملا مہر داد قوم ادغیل، ساکن کٹوا، از مخلصین قدما و اصحاب نسبت بودند۔ از احوال مبارکہ ایشان حضرت ایشان بسیار خوش بودند۔ سالی برائے ایشان و برائے ملا حاجی گل لحاف پنبہ دار ساختند و این خدمت بہ منشی احمد حسین سپرد کردہ بودند۔ منشی احمد حسین لحاف تیار کردہ آورد و بدو ہر فرش سنگی نہادند۔ حضرت ایشان فرمودند۔ احمد حسین ادب ملحوظ دارد، نہ می دانی کہ این لحاف برائے ملا گل ساخته ایم۔ این واقعہ را خود احمد حسین بہ عاجز بیان کرد۔ روزے ملا گل در محفل مسجد شریف مصرف ذکر بود۔ حضرت ایشان از حرم سرا برآمدند۔ چون نظر مبارک بر ملا گل افتاد۔ خوش شدہ فرمودند۔ ملا گل چہ حال داری عرض کرد۔ چون بہ خانقاہ شریف می درآیم محو تجلیات شدہ از دنیا وافیہا بے خبر می شوم۔ فرمودند۔ اے عزیز۔ اگر این کیفیت در خانقاہ شریف روی می دہد عجب نیست۔ البتہ اگر در بازار زنان فاحشہ باین کیفیت باشی محل استعجاب است۔ سبحان اللہ چہ کامل مرید و چہ اکل مرشد۔ قدس اللہ اسرارہما۔ در ۱۳۲۶ھ قصد دہلی از خانہ برآمدند۔ چون بہ ڈیرہ اسماعیل خان رسیدند بیمار شدہ رحلت کردند۔ در آن ایام قیام حضرت ایشان در سکھر بود۔ حضرت ایشان حاجی ملا احمد خان مٹاخیل را برائے خدمت خانقاہ شریف از سکھر فرستادہ بودند۔ بہ ایشان نوشتہ اند۔ از وفات ملا گل متالم شدم، در مخلصین ما دیگر کسے چنین صاحب علم و عمل و ثابت قدم بہ نظر نمی آید۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ و چون از سکھر بہ دہلی رسیدند، کسے بیان ملا گل کرد۔ فرمودند۔ ملا گل قطبِ افغانستان بود، و فرمودند۔ بد قسمتی اہل کابل بود کہ محل از میان ایشان رفتہ۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔



۸۔ ملا ماجی گل ولد ملا شیخ الدین قوم خدا دا خیل ساکن و از خواہ از مخلص مخلصین و سرکردہ مریدین صاحب نسبت و ولایت بود۔ بہ دہلی رسید و بیمار شد و وفات یافت و در جوار حضرات محمدین دہلویہ در قبرستان مہندیان بیا را مید۔

۹۔ ملا جمو خان ولد ملا لمر آخوند زاده قوم خدا دا خیل ساکن و از خواہ صاحب علم و فضل و کمال و نسبت و ارشاد بودند۔ حالا فرزند ایشان ملا عبد القدوس جانشین ایشان است جَعَلَهُ اللہُ اَمَامًا لِلْمُتَّقِينَ وَ رَحِمَ اللہُ وَالِدَهُ وَ رَضِيَ عَنْهُ۔

۱۰۔ ملا عبد اللہ ولد ملا زرد قوم علی زری از مخلصین با اختصاص و صاحب نسبت معرفت بود۔ سالہا خدمت حضرت ایشان کرد۔ از نام و نمود و در مشغول بہ ذکر پاک پروردگار جل شانہ می بود۔ حَقَّی اَتَاہُ الْیَقِیْن۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَضِيَ عَنْہُ۔

۱۱۔ یار محمد ولد مرزا قوم خروئی از سرورہ از متقدمین بود۔ پنج یا شش سال مسلسل خدمت کرد۔ بہ عاجز بیان کردہ کہ چند بار حضرت ایشان بہ من کتابے یا چیز دیگر برائے فروختن دادہ اند و من آن شے را فروختہ قیمتش را پیش کردہ ام۔ عجب خوش قسمت بود کہ در اواخر ایام دو سال باز بہ خدمت حضرت ایشان رسید و در تجہیز و تکفین و تدفین شریک بود۔ روزے نزد حضرت ایشان مکتوبے از کلکتہ آمد۔ فریسنده نوشتہ بود۔ من از خلیفہ حضرت شما یار محمد خان افغانی بیعت شدہ ام فرمودند۔ یار محمد صاحب نسبت است۔ آن روز بہ عاجز معلوم شد کہ حضرت ایشان یار محمد را اجازت ارشاد دادہ اند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَ رَضِيَ عَنْہُ۔

۱۲۔ غلام اکبر معروف بہ اکرو ولد محمد ایاز قوم آتخیل، ملیزی ساکن کشور از قدما مخلصین بود۔ برائے تجارت بہ ہندوستان می آمد۔ چون از حضرت ایشان بیعت شد، بروے سلطان ذکر غالب آمد۔ کار دنیا را گذاشت و کار عقبی را محکم گرفت۔ ذکر شریف چنان بروے استیلا یافت کہ کم کس بہ این احوال سرفراز می شود و حضرت ایشان را نیز براحوالش نظر لطف و عنایت بود۔ روزے بہ حلقہ مصروف بودند غلام اکبر در نشست مصروف کار بود حضرت ایشان بہ آواز بلند نامش گرفتند۔ از فرط مسترت کیفیت جذب بروے طاری شد و اتمان و خیزان در حضوری رسید فرمودند۔ ببینید در این افراد غفلت طاری شدہ۔ شما متوجہ بہ احوال اینہا شدہ ازالہ غفلت کنید۔ غلام اکبر فوراً بہ تعمیل ارشاد مشغول گشت و مدتے نہ گزشت کہ در اہل حلقہ گرمی پیدا شد و ہر یک مصروف کار گشت۔ در کشف احوال ایشان را ملکہ تامہ بود۔ حضرت ایشان بہ مزارات اولیائے کرام می فرستادند و آن ماہرچہ برایشان ظاہر می شد آمدہ عرض می کردند۔ روزے از غلام اکبر استفسار فرمودند آیا کسے را بیعت کردی عرض کرد۔ از تحمل و برداشت



بارِ خود حیرانم بارِ دیگران را چہ گونه برادرم فرمودند۔ پروردگار شمارا استعداد داده است لہذا تغافل نہ باید کرد۔ غلام اکبر بعد ازین ارشادِ گرامی یکے را داخل سلسلہ کرد و آن را ہم بہ خدمتِ مبارکہ رسانید حضرت ایشان بر فخرِ مبارکہ غلام اکبر از مدارج ایشان نوشتہ بودند کہ بہ کدام مدارج رسیدہ اند۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۳۔ طلا و لد جان محل قوم مشوڑی ساکن و از خواہ از مخلصین قدما و اصحاب جذب و نسبت بود کسے بہ حضرت ایشان گفت کہ طلا بہ زنہائے نامحرم دست خود می رسانند چون طلا بہ خدمتِ اقدس رسید حضرت ایشان نہ ہدیہ ویرا قبول کردند و نہ شرفِ ملاقات بخشیدند۔ وے روئے خود را بہ سوئے خانہ حضرت ایشان کردہ نہ ذکر شریف مصروف می گشت و نعرۃ اللہ حیثا بعد صبح می زد و کما کانت عادۃ چون از احوال وے و نیز از بیان بعض دیگر افراد حضرت ایشان را معلوم شد کہ الزام غلط است، طلا را خواستہ نواختند و ہدیہ ویرا قبول فرمودند۔ در علاقہ و از خواہ چاہ بسیار عمیق می باشد۔ روزے طلا نزد چاہے مصروف ذکر شریف بود، حالت جذب و وجد بروئے طاری گشت و در چاہ افتاد چون ویرا از چاہ کشیدند ہیچ تکلیف بہ وے نہ رسیدہ بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۴۔ طلا و لد حسن خان قوم علی خیل ساکن گواشتہ صادق، المحبتہ والاخلاص۔ صاحب ذکر و فکر و نسبت بود۔ لذتِ ذکر شریف را دریافتہ بود۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۵۔ حاجی عبدالحکیم ولد خدائے رحم قوم دقتانی ساکن شلگر۔ از اصحاب قدما بود بہ کسبِ ملال و ذکر و الجلال مصروف بود و بعد از ارتحال حضرت ایشان بالکلیہ مشغول بہ امور باقیہ شدند۔ بیشتر اوقات رسائل حجۃ الاسلام امام غزالی را مطالعہ می کردند۔ و قتیکہ ولادت با سعادت حضرت برادر کلان شد۔ حاجی عبدالحکیم موجود بود۔ حضرت ایشان از حرم سر برآمدند و حاجی عبدالحکیم را فرمودند کہ پروردگار ما را فرزند عنایت کردہ۔ او عرض کرد۔ عبد الرحمن مبارک نام است۔ فرمودند۔ ما نام حضرت بلال رضی اللہ عنہ را پسند کردہ ایم چہ این مبارک نام بر زبان مبارک آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیار آمدہ۔ رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۶۔ عبد القادر ولد غلام رسول خان قوم احمدزی ساکن گردینر۔ از زمرہ رجال لا تہینہم تجارتہ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ بود۔ برائے تجارت ہر سال بہ بنگال می رفت۔ و بہ وقت رفتن و آمدن بہ خدمت شریف چند روز می ماند۔ لباس خوب می پوشید و قلب خوب در سینہ داشت۔ از احوال جذب و واردات چشمان مخمور غمازی می کردند۔ نوبتے در دہلی بہ وقت ذہاب الی الوطن این شعر شنید۔

در بہاران کے شود سر سبز سنگ خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

در این سال از مخلصین میرٹھ حافظ شفاق الہی در نقلے ایشان عبد القادر را برائے یک دوشب



دعوتِ میرٹھوانہ بودند حافظ اشفاق الہی رحمہ اللہ بہ عاجزی گفتند۔ چون عبدالقادر بہ میرٹھ رسیدند و تمام مُریدانِ روحِ تازہ دید۔ ایشان این شعر خواندند و آہ سرور بردارند کہ تمام حاضرین متاثر شدند۔  
 نارخندان باغ را خندان کند صحبت نیکانت از نیکان کند  
 رحمہ اللہ و رضی عنہ۔

۱۷۔ حاجی مُلا احمد خان ولد عبدالکریم قوم مثانیل ساکن کٹوازا از مخلصین صادق المجتہد و کامل الارادۃ بود۔ از روزی کہ بیعت شد تا روز وفات حضرت پیر و مرشد برحق در ہر سال شش ماہ خدمت کرد۔ بہت سال بہ کمال استقامت خدمتہا کرد۔ از دل و جان عاشق و شیدائے پیر و مرشد خود بود و در آخر ۱۳۵۹ھ چون از وطن آمد۔ غالباً سہ ماہ قیام کرد و روزی بہ عاجزی گفت کہ امسال حاضری من بہ اشارۃ حضرت ایشان شدہ است۔ بہ من ارشاد کردند چہا برائے زیارتہم بہ دہلی نہ می آئی۔ بہ مجتہد استماعِ این ارشادِ مبارک قصد دہلی کردم۔ زادراہ پیشیم نہ بود بعض سامان خود را فروختم و حاضر شدم۔ بہ دلم می آید کہ این آمدن من آخرین آمد است و عمر من شاید بہ آخر رسیدہ است۔ آن چہ حاجی صاحب گفت درست بود۔ بہ روز چہار شنبہ دوازدهم محرم ۱۳۵۹ھ (۲۱ فروری ۱۹۴۰ء) از دہلی بہ وطن روان شد۔ چون بہ خانہ رسید۔ بیمار شد۔ چند روز علیل ماندہ در اواسط صفر ۱۳۵۹ھ رحلت نمود۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۱۸۔ مُلا سلیم کبیر ولد مُلا میر عالم قوم اندری ساکن شلگر از اصحابِ علیم کامل و صاحبِ نسبت و معرفت و عاشقِ پیر و مرشد خود بود۔ در بیان ترجمہ و نکاتِ کلامِ الہی بہ زبانِ افغانی بے مثل بود۔ در مسجدِ شریف درس می داد کہ خبر ارتحالِ پیر و مرشد بہ مسامعش رسید۔ کیفیتے برایشان طاری شد و چند ساعت بہ بجزر از ہمہ بر جائے خود ساکت و داجم بماند۔ چوپ اسطوانہ مسجدِ شریف پشتِ ایشان را زخمی کرد و ایشان را ہیج خرنہ بود رَحِمَہُمُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۱۹۔ مُلا سید محمد سعید از اولانِ رباطِ نہایت پاک دل و صاف منش و نیک خصلت و پاکیزہ مشرب بود۔ رَحِمَہُمُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۰۔ مُلا پیر احمد ولد مُلا جان محمد قوم ترکی ساکن ناوہ از افرادِ خصوصی بود چون حضرت ایشان بہ موسم بہار بہ کونٹہ می رسیدند مُلا پیر احمد با جمعی از علماء و مخلصین بہ کونٹہ می آمدند۔ از آمدنِ مُلا صاحب حضرت ایشان خوش می شدند۔ بیست حضرت ایشان بڑا صاحبِ بسیار غالب بود۔ اگر چیزے عرض می کردند بسیار بہ ادب و آوازِ پست می کردند۔ روزے حضرت ایشان مُلا صاحب را و دیگر علماء را کہ موجود بودند برائے تحقیق یک مسئلہ امر کردند و ایشان را نزد کتابہا نشانند۔ بہ اندازہ دہ نفر بہ صورتِ حلقہ مشغول کتبِ مینی



شدند چون وقتے گزشت حضرت ایشان تشریف آوردند و دریافت نمودند کہ چه یافتید و چه فهمیدید۔ ملا صاحب عرض کرد تا این زمان مایان در کتاب این مسئلہ نہ یافتہ ایم۔ حضرت ایشان نزد ملا صاحب بر اقدام نشستند و از دست ملا صاحب کتاب گرفتہ بسم اللہ خواندہ کتاب را کشادند آن مسئلہ بر همان صفحہ موجود بود۔ و کتاب را بہ ملا صاحب دادہ تشریف بردند۔ تمام علماء متبحرانند ملا صاحب بہ ایشان گفت این گونه کرامت از حضرت ایشان بسیار بہ ظهور رسیدہ۔ و دل من می گوید کہ بہ امر پروردگار ملا یک معاونت حضرت ایشان می کنند۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۱۔ ملا سید باز قوم نیازی ساکن ظلمت گردیز عاشق صادق و زنده دل و صاحب نسبت بودند۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۲۔ ملا اعلیٰ محمد ولد ابراہیم خلیل قوم جانی خیل کٹواڑ۔ عجب مرد پاک روش و صاف منش بود۔ مدت خدمت کرد و از گوہر مراد دامن خود را پر کرد۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۳۔ ملا سید رحمت ولد حضرت یوسف قوم نیازی ساکن گیلان مقرر مخلص پاک نہاد و صاحب نسبت و معرفت بود۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۴۔ ملا عبدالحق صاحبزادہ۔ ولد ملا محمد حسن جان قوم ابوبکر خیل ساکن گیلان مقرر از اصحاب خصوصی و صاحب نسبت و برکت بود بہ بستم جمادی الآخرہ ۱۲۵۰ رحلت یافت۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۵۔ ملا احسان اللہ صاحبزادہ ولد ملا محمد صدیق قوم ابوبکر خیل ساکن گیلان مقرر صاف منش، پاک روش، صاحب علم و صاحب نسبت و صاحب ارشاد بود۔ بہ شنبہ ۱۲۵۲ چہارم جمادی الآخرہ رحلت نمود۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۲۶۔ ملا غلام احرار صاحبزادہ ولد قلندر شاہ قوم اندڑی ساکن جامراد، صاحب علم و فہم و قلم و لسان و فضل و کمال بود۔ اولاً از پدر بزرگوار خود در سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ بتوریتہ بیعت شد و باز در ۱۲۲۰ بہ خدمت خیر زبان بہ کونست رسیدہ فریقہ جمال باکمال حضرت ایشان شدند۔ ایشان را تالیفات قیمہ اند۔ ۱۔ رفعۃ الفواشی شرح تہمتہ الحواشی ۲۔ حواشی بر خیالی ۳۔ حواشی بر بیضاوی ۴۔ ازالۃ الاولیام ۵۔ شریعۃ الاکملہ شرح فقہ اکبر ازین کتب قیمہ یکے ہم بہ طبع نہ رسیدہ فیض قلندری و انوار فتح محمدی بہ طبع رسیدہ۔ در شعر و سخن ذوق درست داشتند بہ فارسی و پشتو اشعار و دیوان دارند۔ در ۱۳۳۳ مثنوی رنگین نوشتہ اند کہ در مطبع بلالی واقع ساڈھورا پنجاب طبع شدہ۔ در این مثنوی گفتہ اند۔

تابلے گربایدت در این زمان  
شہ ابوالخیر است فخر خواجگان



در نماز اندر نماز اندر نماز  
در دل خواجہ ابوالخیر است نور  
اِذْ عَطَاهُ اللّٰهُ مِنْ نُّوْرِ الْحَرَمِ  
شہ ابوالخیر است پیر دستگیر  
رُفُو بہ پیشِ خواجہ با سور و سرور  
این طریق پاک شیخ المسلمین  
سورِ خواہی سورِ رحمان می دہد  
ہمچو بلبل نالہ و نر یاد کن  
در ہوائے دلبران رقصان شوم

قطبِ عالم پاک دامن پاک باز  
قاصدے گراین زمانِ خواہی ضرور  
قَدْ سَقَاہُ اللّٰهُ مِنْ بَحْرِ الْکَرَمِ  
اے زیبا افتادہ دامانش بگیر  
کشتے گر بایدت بہر عبور  
عُرْوۃ الثَّقَلِیْنِ است یا جہل المتین  
نورِ خواہی نورِ رخشان می دہد  
جان و دل گوید کہ جانان یاد کن  
بر جمال شمع جان سوزان شوم

ثنوی رنگین را قبل از طباعت بہ دہلی آوردہ برائے ملاحظہ بہ خدمت حضرت ایشان پیش کردہ بودند و باز دیباچہ بہ عربی نوشتند۔ در دیباچہ می نویسند: "وَقَدْ مَرَّ مِنْ نَظْرِ شَيْخِ الْمُسْلِمِينَ مُرْشِدِي وَمَوْلَايَ حَضْرَتِ خَواجَہ عبد اللہ ابی الخیر الفاروقی المجتہد فی الدہلوی فَوَجَدَ قَبُولًا فَصَارَ ذَلِكَ عِنْدَ اَرْبابِ الْعِلْمِ وَالْهُدَى اَحْسَنَ مَقِيلًا وَعِنْدَ اصْحَابِ الْحِلْمِ وَالْتَقَى تَسْمِي سَلْسَبِيلًا الخ۔" در مقدمہ بیان ملا حافظ بسم اللہ ولد زرداد قوم اندر ساکن شلگربا این الفاظ کردہ اند: "قَدْ كَثُرَ فِي زَمَانِنَا الْمُعْتَرُونَ الْكَاذِبُونَ الْمُتَعَصِّبُونَ لِلْقُرْآنِ هُمْ حَامِلُونَ وَمَعْنَاهُ لَا يَعْلَمُونَ مَثَلِ الْخِمَارِ يَحْمِلُ اسْفَارًا كَالْحَاجِي الْبَاحِلِ الْعَقُورِ الْمُنْبَعِ لِلشُّرُورِ وَالْمُشْمَرِ ذِيلِ الْفُسْقِ وَالْفُجُورِ الْمُرَادُ مِنْهُ الشُّمُّ اَرِ الشَّيْثُ الرَّشَقُ ابْنُ التَّرَادَادِ الشُّلْكُورِ الْاَنْدَرُ حَزَاهُ اللّٰهُ جَزَاءَ الْكِلَابِ الْعَاوِيَاتِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللّٰهُ يُجْزِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ اِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَاِنْ شَرًّا فَشَرٌّ الخ۔" غالباً فصل بہار از سال ہزار و سہ صد و سی و ہفت بود کہ حضرت ایشان در کوٹہ بعد از نماز پیشین بیرون خانہ مصروف حلقہ بودند۔ جماعت کثیرہ از علمائے کرام حضرت ایشان را مثل ہالہ احاطہ کردہ بود۔ ماہر سہ برادر در باغچہ کہ متصل بہ آن جالود با جماعتی از مخلصین مصروف کلام بودیم۔ درین اثنا ملا بسم اللہ ولد زرداد قوم اندر خلیفہ پیر سید حسن بغدادی حاضر شدہ عرض کرد کہ ملا غلام احرار صاحب جزاہ در دیباچہ ثنوی رنگین نوشتہ است کہ این ثنوی را پیر و مرشد من ملاحظہ فرمودہ و پسند کردہ اند و بہ نسبت من این عبارت نوشتہ اند۔ و آن عبارت ہمان است کہ نقل شدہ حضرت ایشان فرمودند غلام احرار را بیارید۔ چنانچہ شخصے صاحب جزاہ را بیاورد۔ صاحب نیز رفت تا احوال را ببیند۔ حضرت ایشان فرمودند۔ غلام احرار چہ واقعہ است ایشان گفتند۔ این شخص در پے قتل من است۔ در افغانستان کسے را وہابی گفتن متراوت قادیانی گفتن است این شخص



بہ حکومت عرضداشتے پیش کردہ است کہ غلام احرار وہابی است۔ من درو بیاجہ ثنوی نگین نوشتہ ام کہ من در فقہ مقلد حضرت امام ابوحنیفہ ہستم و مسلک من مسلک اہل سنت و جماعت است و در سلسلہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ منظر یہ خیر یہ داخل ہستم و باز از شتر جاسد پناہ جستہ ام و نسبت بہ مَلَّا بسم اللہ آن عبارت نوشتہ ام کہ دے نقل کردہ آورده است و نہ می تواند کہ بخواند و باز صاحبزادہ آن عربی عبارت را خواند و عرض کرد ای نجما جماعتے از علما رشتہ است۔ از ایشان حقیقت حال حضور اقدس دریافت فرمایند چنانچہ حضرت ایشان از علما دریافت فرمودند و ایشان عرض کردند کہ مَلَّا بسم اللہ بہ حکومت مکتوبے نوشتہ بود و حکومت غلام احرار اطلب کردہ استفسار کردہ بود۔ و این ہم درست است کہ جزائے وہابی بسیار سخت است۔ حضرت ایشان بہ مَلَّا بسم اللہ فرمودند: "شما غلام احرار را عناد و وہابی می گوئید و حکومت را می نویسید تا کہ حکومت ویرا قتل کند و دے شمار عقور و شمندار و شمشیر و شمشیر نہ نویسید؟" مَلَّا بسم اللہ بعد از شنیدن این ارشاد گرامی برفت و بعد از ان روز صاحبزادہ غلام احرار از شتر دے محفوظ شدند۔ در افغانستان اشہار یافت کہ حضرت صاحب دہلوی مَلَّا بسم اللہ را بر خطا قرار دادہ اند۔ عاجزان روز حرّات و زبان دانی صاحبزادہ را دید۔ بہ جرأت و فصاحت تمام تفسیر را بیان کرد و در آخر عرض کرد حضور اقدس۔ گلوئے من حاضر است اگر حرفے غلط گفتہ باشم جزائے من ذبح است۔ "حقّ زبان صاحبزادہ را کشاد و بطلان زبان مَلَّا بسم اللہ را بستہ کرد۔ ایشان را در افغانستان دور پنجاب مخلصین بوند در ایام زمستان بہ لدھیانہ می آمدند و برای چند روز بہ دہلی ہم می آمدند۔ نوبت آخر در ماہ محرم ۱۳۵۴ م بہ دہلی رسیدند چون قصد مراجعت کردند بر فراز پُرانوار پیر و مرشد خود حاضر شدند و بعد از عرض سلام و قرأت فاتحہ و دعا اشک ریزان این شعر خواندند۔

جیف در چشم زدن صحبت یا را آخر شد      روئے گل سیر نہ دیدیم و بہار آخر شد

چون بہ وطن خود رسیدند بعد از چند روز در مرض وہابی مبتلا شدند و بہ شب چہار شنبہ نجیم جادی الآخر ۱۳۵۴ م (۳۱ جولائی ۱۹۳۸ م) بہ عمر شصت و پنج سال رحلت کردند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَحْمَیْہِ عَنّہ۔ ایشان را دو فرزند اند۔ صاحبزادہ مَلَّا غلام احمد ولادت ایشان بہ ۱۳۲۲ م بودہ کہ سال بیعت والد ایشان است، از حضرت ایشان غلام احمد نیز بیعت شدہ اند۔ اما کسب سلوک از والد بزرگوار خود کردہ اند علم درست و فہم خوب دارند خلیفہ والد بزرگوار خود اند۔ افسوس کہ از وجہ درو سرور کام و نزل اشتغال بہ کتب بسیار کم شدہ۔ در پنجاب مخلصین دارند۔ رَزَقَہُ اللّٰہُ الصَّحَّۃَ وَرَفَقَہُ الْمَرْضَیَّۃ۔ و فرزند دوم صاحبزادہ فدائے احمد است کہ در ۱۳۳۶ م تولد شدہ از والد بزرگوار خود کسب سلوک کردہ و خلافت یافتہ و مشغول بہ کار است وَرَفَقَہُ اللّٰہُ الْمَرْضَیَّۃ۔

۲۷۔ حسین اللہ صاحبزادہ برادر خورد غلام احرار صاحبزادہ۔ ایشان از برادر خود شانزده سال خورد



بودند بہ اول ماہ محرم سن ۱۳۸۵ ولادت ایشان بودہ چون جوان شدند از حضرت سیدی الوالد بیعت شدند کسب سلوک کردند و اجازت و خلافت یافتند۔ در جذب و شوق و نعرہ و آہ و بکا سرشار می بودند۔ اکثر اوقات اشعار برادر خود را کہ در فارسی و افغانی می بود بہ آواز بلند می خواندند و از ہر سونو نعر ہائے اللہ و ہائے ہو ہر می خاست۔ و در احوال جوش و شوشی رو بہ سوائے قیام گاہ حضرت ایشان کردہ بہ صد سوز می خواندند۔

خواجہ نظام است و نظامی منم مفتخر از بس بہ غلامی منم

وفات ایشان بہ یازدہم ماہ ربیع الاول سن ۱۳۸۵ شدہ۔ یک سال یا دو سال قبل در لاہور با عاجز ملاقات کردند۔ گفتند در ایام جوانی بر فرش سگی خانقاہ شریف در و جدی غلطیدم و ضربہا بہ پا ہائے من می رسید من بے خبری ماندم حاکم پیر شدم از درو آن ضربات راہ رفتن متشکل شدہ۔ عجب پاک دل و صادق المبتہ و عاشق پیر و مرشد خود بود رَحِمَہُ اللہُ و رَضِیَ عَنْہُ۔

۲۸۔ خدائے مہر گل صاحبزادہ ولد باز محمد قوم کنڈی ساکن قرہ باغ عجب مرد پاک دل و منش و نیک طبیعت بود۔ در سال ہزار و سہ صد و چہل و نہ قلمی از مصحف شریف برائے حضرت ایشان بہ کوئٹہ آوردند حضرت ایشان بسیار خوش شدند۔ این ہدیہ مبارکہ را عاجز بہ خدمت حضرت ایشان رسانیدہ بود۔ چون از ملاحظہ فارغ شدند۔ آن نسخہ مبارکہ را بہ عاجز دادند و فرمودند۔ بسیار خوب مصحف مبارک است۔ این را تو بگیر۔ ایشان را سہ فرزند است۔ احمد حسن، عبد الرحمن، عبد الکریم۔ و صلوات اللہ علیہم، الولد یسّر لابیہ۔ بی بی علیمہ دختر احمد حسن صاحبزادہ را حضرت برادر بکلاں برائے فرزند اصغر خود عزیز گرامی عبید اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ گرفتہ اند۔ سَلَّمَ اللہُ الْاِخْوَةَ الثَّلَاثَةَ وَاَوْلَادَہُمْ وَرَحِمَہُ اللہُ اَبَاہُمْ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۲۹۔ ملا سید احمد جان ولد سید اختر ساکن خیر کوٹ۔ کٹواڑ۔ مرد پاک دل و صاف منش صاحب خشوع و خضوع بود۔ بہ عاجز گفت۔ من نوبت اول بہ حج رتم و تمتع کردم و نوبت دوم قرآن و امسال قصد افراد دارم۔ چنانچہ ایشان آن سال رفتند و افراد کردند۔ دوسہ سال ما برادران در تفریح گاہ پیش حضرت ایشان شعر بازی می کردیم۔ از جماعت مخلصین نیمے بہ یک جانب و نیمے بہ دیگر جانب می بود۔ رئیس یک حزب حضرت برادر بکلاں در رئیس دیگر حزب این عاجز می بود۔ حضرت ایشان اچاننا معاونت حزب کمزوری کردند۔ روزے یک حزب در شعر دال عاجز مانده بود۔ و سید احمد جان در ان حزب بود۔ حضرت ایشان این شعر گفتند۔

دال می خواہم را احمد جان من یک باشد شعر چون و تر عنک

چون حضرت ایشان بہ احمد جان خطاب کردہ این شعر خواندند گویا کہ در احمد جان ریح تازہ دیدہ عجب کیفیتے بروے طاری گشت و تا زمانے آن اثر ظاہر و باہر ماند۔



لطیفہ۔ دران ایام از افغانستان قاضی آیاز بہ خدمت شریف آمدہ بود و او ہم در شعر بازی فریق  
یک فریق بود۔ اتفاقاً از حزب عاجز سین طلب کردہ شد۔ عاجز این شعر "بوستان" خواند۔  
سمند سخن تا بہ جائے براند کہ قاضی چو خرد در خطابے بماند

حضرت ایشان قدس سرہ چون این شعر را شنیدند بہ انبساط تمام فرمودند۔ اے آیاز بشنو، زید  
چہ می گوید؟ و باز متبسم شدند۔ حاجی ملا احمد خان نعرہ زد و قاضی آیاز بہ وجد درآمد۔ سبحان اللہ چہ کیفیات  
بودند و چہ احوال۔ اگر عاجز گوید "ہر زمان از غیب جانے دیگر است" را ظہور بود و خلاف واقع نہ خواہد بود۔  
سید احمد جان در سنہ ۱۳۶۰ ھ رحلت نمود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۰۔ ملا خیر اللہ آخوندزادہ فرزند ملا عبداللہ قوم جلالزی اندر ساکن پاچگی از شلگر۔ اولاً از  
نجم الدین آخوندزادہ بیعت بود۔ بعد از وصال ایشان بہ دریا قدس خیر جہان رسید و فریفتہ جمالِ باکمال  
حضرت ایشان شد۔ سالہا در خدمتِ بابرکت ماند و صفائے وقت را دریافت۔ نوبتے حضرت ایشان  
چون از دہلی بہ کوئٹہ رسیدند ملا خیر اللہ با جماعت کثیرہ از افغانستان آمدہ بود۔ عاجز دید کہ ملا خیر اللہ قصیدہ  
افغانی بہ ذوق و شوق می خواند کہ در مدح پیر و مرشد خود گفتہ بود۔ مفہوم یک شعر این بودہ کہ اے مقتدائے  
انام خوش بیاید کہ کوہ کوثر ک از بہرِ سلامی استادہ است۔ و باز ملا خیر اللہ نعرہ اللہ زد و اشک رحمت بہ  
مستمعین گفت "سو گند بہ خدا، اگر حضرت ایشان در یک ازار و پیر بن خورد و عرق چین تنہا بہ صحرا بر آید  
ہر کہ ایشان را بیند فریفتہ ایشان شود" بہ خیالِ عاجز ملا خیر اللہ صواب گفتہ بہ روزِ شنبہ نجم ربیع الآخر  
۱۳۵۹ ھ وفات یافت۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔ پسرش ملا احمد اللہ است۔ وَتَقْنِی اللہُ وَاِیَّاهُ لِمَا یُحِبُّہُ وَیَرْضَاهُ۔

۳۱۔ شرف الدین ولد ملا خدا داد قوم مہمند ساکن کٹواڑ۔ از مخلصین قدا و عشاق حضرت ایشان  
بود۔ ہر سال برائے کب حلال بہ بنگال می رفت۔ عند المراجعہ چند وقت خدمت می کرد۔ نوبتے از بنگال  
بارفقائے خود بازگشت۔ حاجی ملا احمد مٹاخیل نامہائے واردین و ہدیہ ایشان را بر کاغذے نوخت و عاجز  
را داد تا بہ خدمت اقدس برساند۔ حضرت ایشان چون تحریر را ملاحظہ کردند۔ فرمودند زید برو بہ شرف الدین  
بگو کہ در ہدیہ چہ نقص کردہ۔ عاجز بہ شرف الدین گفت۔ وے تبسم کرد و از کیس خود دو یاسہ روپیہ کشید  
و بہ عاجز داد۔ عاجز آن روپیہ بہ خدمت مبارک رسانید۔ حضرت ایشان آن وقت بہ عاجز فرمودند "زید  
ببین۔ حالا درست آمد؟ چون عاجز برآمد۔ دید کہ حاجی ملا احمد از شرف الدین حقیقت حال دریافت می کرد۔  
شرف الدین گفت۔ دقتے کہ من برائے تجارت بہ بنگال می رفتم در دل خود نذر گرفتہ کہ ہر قدر فائدہ شود،  
یک روپیہ فی صدر روپیہ بہ حضرت ایشان دہم۔ و این وقت در بے خیالی دو یاسہ روپیہ کم پیش کردم۔



چون حضرت ایشان استفسار کردند۔ آن نذر بہ یادم آمد و مابقی را از درہم دادم۔“ و این ہم گفت۔ کہ غیر از خدا کس را علم نذر کردن من نہ بود۔“ چون عاجز کلام شرف الدین شنید بہ او کلام حضرت ایشان نقل کرد کہ فرمودند۔  
زید بین حال اورست آمد۔ در سال ۱۳۳۶ھ بہ رفاقت حضرت برادر کلان بہ حج رفت و چند سال بعد از دنیا کوئچ کرد۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۲۔ حاجی کلاخان ولد محمد امین قوم خروٹی، کوچی دنیا بعد در شاہ جوئے آباد شد، از مخلصین پاک طینت بود۔ در ۱۳۳۶ھ بہ رفاقت حضرت برادر کلان حج کرد و بعد از چند سال رحلت نمود۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔  
۳۳۔ ملا امیر ولد حاجی بازک قوم میچن خیل، ساکن جامراد عجب مرد پاک دل و شیدائے پیر و مرشد خود بود۔ اگر گفتہ شود کہ او از دل و جان فدائے حضرت ایشان بود صبح باشد۔ اکثر اوقات بہ مطالعہ ثنوی منوی مشغول می بود۔ ایشان را دو زوجہ بود۔ زوجہ اولی بی بی لال نام داشت، سی و پنج سال گزشتہ بود و اولاد نہ شدہ بود و زوجہ آخری بو بوجان نام داشت و شانزہ سال گزشتہ بود ازوے ہم اولاد نہ شدہ بود۔ در سال ہزار و سہ صد و سی و چہار بہ زمانہ قیام حضرت ایشان در ریاست رامپور۔ ہر دو زوجات خود را ہمراہ خود بہ رامپور آورد و بہ وقت روانہ شدن از خانہ بہ بارگاہ کبریاء عرض کرد، الہی و مولائی از برکت پیر و مرشد مہرا اولاد عطا کن در رامپور چند ماہ خدمت کرد و باز ہمراہ حضرت ایشان بہ کوئٹہ رفت۔ در کوئٹہ بعد از چند ماہ بی بی لال را پروردگار دتر عنایت کرد۔ حضرت والدہ ماجدہ آن دختر را جامہا پوشانیدند و نامش صفیہ نہادند۔ چون ملا امیر بہ افغانستان رسیدند بعد از چند ماہ بو بوجان را پروردگار پسر عنایت کرد و نامش طاہر ہو و ملا امیر سادہ دل و سادہ طبیعت بود۔ در صحبتش اثر سوز و محبت غالب بود بسیار افراد از ایشان استفادہ کردند۔ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۴۔ ملا حسن قوم بابی از قندھار بود۔ وہ بہ کوئٹہ آمد و بیعت شد۔ عجب مرد مبارک بود۔ حاجی اسلم نورزی دوکاندار ایشان را در خانہ خود جاسے داد۔ ہفت یا ہشت سال ملا حسن در جائے ایشان قیام کرد۔ و در ایامے قیام حضرت ایشان در کوئٹہ می بود، ہر شب بہ حلقہ مبارکہ می آمد۔ حضرت ایشان ملا صاحب را در دالان بہ قرب خود جاسے می دادند بعض اوقات صرف ملا صاحب بہ حضور حضرت ایشان می بود۔ از آمد ملا صاحب حضرت ایشان خوش می شدند۔ در سال ہزار و سہ صد و سی و ہشت حسب معمول حضرت ایشان از کوئٹہ بہ دہلی تشریف آوردند ملا صاحب بہ قندھار رفت۔ چون حضرت ایشان بہ سال سی و نہ بہ کوئٹہ رسیدند ملا صاحب را نہ یافتند بہ حاجی اسلم چند بار فرمودند ملا حسن را بخواہ۔ اگر در خانہ شما ایشان را راحت نیست، ایشان را حجرہ خوب می دہیم۔ و در سال چہلم کہ سال آخر حضرت ایشان در



کوٹہ بود نیز چند بار این سخن فرمودند۔ برائے ادراکِ جلالتِ قدرِ ملا صاحب برتر ازین چه دلیل خواهد بود۔ ملا قاسم ہزارہ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ بہ عاجزی بیان کرد کہ در قندھار یک روز من و ملا باز محمد قندھاری و ملا جلال الدین ہمراہ ملا صاحب بیرونِ شہر برآمدیم۔ در دست ملا صاحب تسبیح بود و بہ ذکر شریف مشغول بودند۔ ما ہر سہ با ہم کلام می کردیم۔ بعد از ساعتی ملا صاحب بہ مایان گفتند افسوس صد افسوس، مثلِ اشتر بے مہار شمایان روان ہستید۔ بہ این جبلِ شامخ کہ پیشِ روے شمایان است و بہ این قبۃ خضر کہ بر سر شمایان است نظر نہ می کنید کہ بہ چه طور اظہارِ عظمت و کبریائی پروردگاری کند و بینید کہ ہر ذرۃ خاک بہ ذکر پاک پروردگار گویا است۔ وای بر شمایان کہ اوقاتِ عزیز خود را بہ غفلت می گزرانید۔ این گفتند و زار و قطار گریستند۔ عاجز گوید ملا صاحب و انما از کلام لغو و لایعنی احترازی می کردند۔ و بکنجے قبلہ رو نشستہ بہ ذکر پاک مولیٰ جل شانہ مشغول می شدند اگر تکلم می کردند بہ آواز پست و نرم می کردند۔ خندہ ایشان بیش از بستم نہ می بود و در اوصافِ حسنہ فرو بودند، رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۵۔ ملا محمد آفاق قوم مروت از جہاتِ سرحدیہ خدمتِ خیرِ جہان رسید و ہر چہ کہ بہ قسمتش بود حاصل کردہ بہ وطن مراجعت کرد۔ اگر مریدانش در اواخر سال ہا بہ خدمتِ حضرت ایشان نہ رسیدے، عاجز را از ایشان علم نہ بودے۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

ازین سی و پنج نفر کہ بیان ایشان گزشت، سی و یک نفر از افغانستان بودند۔ حالا عاجز بیان اصحابِ اجازت بلوچستان می کند۔

۳۶۔ قاضی بعل محمد نورزی از قلات نصیر بہ کوٹہ آمد و از حضرت ایشان بیعت شد و در قریہ خلیل کہ بہ فاصلہ سہ میل از شہر است آباد شد۔ عجب مرد مبارک و صاحبِ استعداد بود۔ از بلوچان و — براہویان اگر کسے برائے بیعت می آمد۔ ویرا حضرت ایشان نزد قاضی بعل محمد می فرستادند کہ بیعت کنند و چند روز نزد خود ویرا مشغول بہ ذکر دارند۔ قاضی صاحب بسیار ضعیف و سن رسیدہ بودند چند سال بعد وفات یافتند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۳۷۔ ملا عبد الحلیم آخوند زادہ فرزند ملا عبد اللہ قوم کا کڑ ساکن قریہ چوہی کہ از شہر کوٹہ بہ فاصلہ پنج میل بہ جہتِ غرب واقع است۔ چند ماہ قبل از ولادتِ حضرت برادرِ کلان چون نوبتِ اولِ حضرت ایشان بہ کوٹہ رسیدند سی نفر داخل سلسلہ عالیہ شدند (کما کتبہ سیدی الوالد الی عبد اللہ عمر میمن) سرگرد و آنہا ملا صاحب بودند۔ اگر ملا صاحب عاشق و شیدائے حضرت ایشان بود حضرت ایشان نیز قدر دانِ ملا صاحب بودند۔ چون بہ سالِ بستم از قرنِ چہار و بستم ملا صاحب حج کردہ بہ کوٹہ رسیدند، حضرت ایشان بہ عبد اللہ عمر نوشتند



مولوی عبدالحلیم حج کردہ از راہِ کراچی مع الراحة والنخیر پہ کوئٹہ رسیدند ملا صاحب بیان می کردند چون بہ مدینہ منورہ رسیدم و برائے عرض صلاۃ و سلام حاضر شدم۔ عرض کردم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غلام عاشق و شیدائے شما ابو النخیرم۔ چون این عرض کردم حضرت رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم چنان عنایات و مہربانیاں فرمودند کہ از بیان آن زبانم قاصر است۔ در سال سی و پنج چون حضرت ایشان، حضرت برادر کلان را بہ وقت رفتن ایشان پہ کوئٹہ خلافت عنایت کردند و ایشان پہ کوئٹہ رسیدند و ملا عبدالحلیم واقعہ شد فوراً نزد برادر کلان آمدند۔ از فرط مسرت اشکبامی ریختند و تبرکاً بر دست ایشان ہم بیعت شدند۔ و از این واقعہ یک سال بعد در ماہ شعبان ۱۳۳۶ ہجری بر پشت ملا صاحب غدودے ظاہر شد۔ و بہ سرعت زیادہ خطرناک گشت۔ چون ملا صاحب از حرکت معذور شدند متصل بہ دیوار مسجد تریف پیش روے دروازہ حرم سرابرجانی دراز شدند نظر ایشان بہ سوئے دروازہ می بود۔ اوائل ماہ مبارک رمضان بود کہ حضرت ایشان وقت ضحیٰ بہ عاجز فرمودند "برود سلام ما بہ ملا عبدالحلیم برسان و از جانب ما بگو کہ اینجا شما نا آرام ہستید لہذا شما بہ خانہ خود بروید" عاجز امثال امر کرد، بر ملا صاحب رقت طاری گشت۔ سیل اشک از چشمان روان شد۔ دست عاجز را گرفتہ بوسہ دادند بر چشمان خود نہادند و گفتند کہ بہ خدمت مبارک حضرت صاحب عرض کنید کہ وقتم آخر شدہ و تمنائے من است کہ پیش دروازہ حضرت شما جان خود بہ جان آفرین سپارم، عاجز بیان ملا صاحب عرض کرد حضرت ایشان چند دقیقہ توقف کردند و بازار شاد کردند۔ بہ ایشان بگو کہ رضائے من در رفتن شما است۔ چون عاجز بہ ایشان این پیام رسانید زار و قطار بگریستند و گفتند رضائے حضرت ایشان رضائے من است، من خلاف حضرت ایشان کے می توانم کرد۔ و باز پس خود عبدالحلیم را گفتند۔ بہ جامع مسجد برو و بہ عم خود بگو کہ عربہ بیارند تا بہ خانہ بروم۔ و بہ خانہ رفتند چند روز بہ حیات ماندہ بہ روز پنجشنبہ ہفتم رمضان مبارک ۱۳۳۶ ہجری ۲۶ جون ۱۹۱۵ء کہ ششم سلطان بود، رطت نمودند و در حظیرہ عثمانی و حیدری متصل بہ دیوار شرقی مدفون شدند۔ خدا رحمت کند این عاشقان پاک ملینت را حضرت ایشان بہ جمعہ نہم شوال از ان سال بہ امثادی مولانا محمد عمر نوشتہ اند "دوست ما و مزاج دان ما و خیر خواہ ما مولوی عبدالحلیم صاحب بہ ہفتم رمضان را ہی ملک بقا شدند۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ، ما را این گونہ رفیق صالح و دانا تا امروز کسے دیگر پیدا نہ شدہ۔ جزاہ اللہ خیر۔ روز فرمودند عبدالحلیم قطب کوئٹہ بودند۔ یک بار ارشاد کردند عبدالحلیم قوت بازوے من بود۔ عاجز و نظم "نہضہ ہجران" اشارہ باین معنی کردہ می گوید۔

آن زچہی دو برادر با کمال  
در دلا و در محبت بے مثال  
مخلصان با وفا ہر یک سعید  
پاک دل عبدالحلیم و آن رشید



کا کڑان را مثل تاج و سر بُدند بہر مرشد مثل بال و پر بُدند

ملا صاحب در محفل عقد کاج ہمیشہ کلان بہ دہلی آمدند حضرت ایشان ملا صاحب را بر مزارات حضرات ادیبائے کرام فرستادند چون باز گشتند گفتند کہ ما بہ غفلت بودیم و از مرتبہ و مقام حضرت صاحب بے خبر بودیم۔ امروز کیفیت بر من واضح شد بر ہر مزارے کہ رفتیم۔ صاحب مزار بہ من گفت تو میرید ابو الخیر من ہستی لہذا تو از من ہستی۔ ملا صاحب این بیان پیش حضرت ایشان کردند باز بہ وجد درآمد۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَفَعِہُ

حریفان باد و خوردند و رفتند تہی مخخانہ ہا کردند و رفتند

۳۸۔ ملا عبدالرشید آخوند زادہ۔ برادرِ کلان ملا عبدالحلیم آخوند زادہ از برادرِ خود بست سال کلان بودند مثل مشہور است۔ ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔ در کارخانہ باطن پایہ ملا عبدالحلیم ارفع و اعلیٰ بود و در علم ظاہر نیز مقام بلند داشتند و در خطاطی بسیار خوب بودند و ملا عبدالرشید با کمال باطن عامل یک تعویذ بودند۔ چون از حضرت ایشان بیعت شدند عرض کردند من این تعویذ بہ خلق خدای دہم و ایشان را فائدہ می شود اگر حضور انور اجازت عنایت کنند عمل تعویذ جاری دارم و الا لا حضرت ایشان اجازت عنایت کردند و ملا صاحب تا آخر وقت تعویذ می داوند تقریباً ہر روز از چوبی بہ کوسٹ می آمدند و آن وقت نزد ایشان از در ہم ہج نہ می بود۔ حتی کہ ایجار بہ ہم نہ می بود۔ چون بہ شہر می رسیدند خلق بر ایشان ہجوم می آورد۔ ایشان ہدیہ تعویذ مقرر نہ کردہ بودند۔ ہر چہ کہ پیش می کردی گرفتند۔ در آن ایام ہر روز کتر از بست روپیہ بہ دست ایشان نہ می رسید۔ با وجود این قدر یافت و انما مقروض می بودند۔ در داد و دہش و مہمان نوازی مشہور بودند۔ اگر مہمان بہ قانہ ایشان می رسید۔ یک گوسفند بال ضرورت زنج می کردند و قاعدہ ایشان بود چون خدمت حضرت ایشان می رسیدند لا محالہ دست بوسی می کردند و بعد از دستبوسی دو روپیہ ہدیہ پیش می کردند۔ اچنانچہ چنین ہم شدہ کہ در یک روز دو بار سعادت دستبوسی بہ ایشان نصیب شدہ و ایشان دو بار ہدیہ پیش کردہ اند۔ نوبتے حضرت ایشان چون از نماز جمعہ فارغ شدند و در جامع نشستند ملا عبدالرشید استادہ شد کہ بیرون رود۔ حضرت ایشان فرمودند۔ عبدالرشید کجا میری۔ عرض کرد۔ جیب من تہی دست۔ بعد از نصف ساعت مسرور و شادان آمد و دستبوس شد و دو روپیہ ہدیہ پیش کرد باز دستبوسی ماہر بہ برادر کرد و ہر یک را یک روپیہ ہدیہ داد۔ مردم بلوچستان می گفت کہ تعویذ ملا عبدالرشید بہ قدرے اثر دارد کہ ایشان تعویذ می نویسند و اثر بر مریض ہمان دم می شود و خواہ آن مریض بہ مراحل دور باشد۔ چند سال بعد از پیرو مرشد خود بہ عمر ہشتاد و پنج یا قدرے زائد رحلت کردند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَفَعِہُ

۳۹۔ سید عبدالحق از سادات کرام صحیح النسب شہین و از خلع یاران حضرت ایشان بودند



در حیات مبارکہ پیر و مرشد خود رحلت کردند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۰۔ خدائے رحم کا کراڑا پیشین عجب مرد پاک دل صادق المجہ بود حضرت ایشان اُو را رحمت اللہ می گفتند۔ اجازت نامیہ آمد کو سُر را ایشان بہ رامپور آورده بودند۔ از دل و جان فدائے پیر و مرشد بود۔ در خورد و سالی خدمت حضرت برادرِ کلان کردہ بود۔ در حیات پیر و مرشد سفر آخرت اختیار کرد و دعا ہائے حضرت ایشان برایش شمع راہ شدند۔ هَنِیْثَا لَہُ ثُمَّ هَنِیْثَا لَہُ۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۱۔ سید اکرم شاہ از پیشین۔ صاحب دُخدر و درو آہ و سوز و بخودی و استغراق بود۔ چون نمازی استاد محو انوار و تجلیات شدہ از خود بے خبر می گشت بہ ہر دو دست خود سینہ و جسد خود را بہ شدت می زد و بعد از ختم نماز بہ ہوش آمدے و آثارِ ضعف و ماندگی بر بُشرۂ ایشان ظاہر شدے و چون باز بہ نماز تراویح مشغول شدے بہمان جوش و خروش سابق روے می داد۔

ہر چند پیر خستہ تن و ناتوان شدم ہر گز کہ یادِ روے تو کردم جان شدم روزے حضرت ایشان بہ عاجز گفتند۔ سید اکرم شاہ صلاحیت دارد کہ در نماز بہ پہلوئے من استادہ شود۔ چون کہ در ایشان قوت برداشت نیست و بہ حرکت می آیند ازین جہت ایشان را متصل بہ خود استادہ نہ می کنیم۔ چند سال بعد از پیر و مرشد خود سفر آخرت اختیار کردند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

این شش نفر از بلوچستان بودند و از ایشان ملا عبد الحلیم آخوندزادہ سرکردہ مخلصین افغانستان و بلوچستان و ہندوستان بودند۔ حالا عاجز بیان اصحاب اجازت اہل ہندی کند۔

۴۲۔ مولوی محمد اصحاب الدین فرزند محمد زین العابدین صدق ساکن ٹیک ناف بازار شہر چانگام۔ بنگال۔ خلیفہ اول حضرت ایشان است علی الاطلاق کہ بعد از ارتحال حضرت جد بزرگوار شاہ محمد عمر قدس اللہ سرہ خلافت یافتہ بہ مکاتیب محمد اصحاب الدین پیش نظر عاجزاندا مکتوب اول از کلکتہ و مکتوب دوم از چانگام بہ بستم رمضان ۱۲۹۹ھ ارسال کردہ اند۔ و نوشتہ اند کہ بیشتر از بست و پنج نفر بیعت شدہ اند۔ و افسردہ احوال ارجمند دارند یکے سی و پنج ہزار بار ذکر اسم ذات و دو ہزار و یک صد بار نفی اثبات و یک ہزار و یک صد بار تہلیل لسانی می کند و دیگرے بست و نہ ہزار بار ذکر اسم ذات و یک ہزار و یک صد بار ذکر نفی اثبات و پنج صد بار تہلیل لسانی می کند۔ و احوال خود را از مراقبہ و ذکر و حلقہ و تدریس تفصیل نوشتہ اند در ان ایام ایشان در مراقبہ حقیقت کعبہ ربانی مصروف بودند و مکتوب سوم در جمادی الاولیٰ ۱۳۰۲ھ نوشتہ اند و از عبد اللہ ارکانی و دیوان علی ارکانی و عبد الحمید سند لفی تسلیمات نوشتہ اند و حوالہ مکتوب حضرت ایشان ہم تحریر است۔ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی وَرَضِيَ عَنْهُ۔



۴۳۔ حاجی فیض اللہ ٹھیکہ دار از سرسہ۔ صاحب نسبت و احوال ارجمند بوده۔ از مخلصین اقدیمین بوده۔ چون حضرت ایشان از دہلی بہ کوئٹہ و از کوئٹہ بہ دہلی می آمدند ایشان با جمعی از رفقا بر محطہ "بھٹنڈہ" باچائے و شیر و بسکٹ حاضر بودے و صدائے بسم اللہ الرحمن الرحیم از حاضرین ایشان آگاہ می کرد۔ چون آواز حضرت ایشان می شنید و تنش جان نومی میداد تعمیرات خانقاہ شریف۔ چہ از مسجد شریف و چہ از حجر مبارک و چہ از تسبیح خانہ و چہ از منزل خیر نگرانی کار بہ ایشان مفوض بود و غشی حسین علی مہادون و مددگار ایشان عجب مبارک مرد بود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۴۴۔ مولوی برکت اللہ مختار ساکن ہانسی ضلع حصار از مخلصین قدار و از اصحاب احوال مبارک بودند با عاجز ارتباط و محبت زیاد داشتند۔ در ایام آخر تمام آن مکاتیب مبارکہ کہ حضرت ایشان تئافوتاً بہ ایشان نوشته بودند بہ عاجز دادند۔ عاجز ترتیب دار از آن مکاتیب بیشتر نقل کرده است تا ناظرین ملاحظہ کنند کہ حضرت ایشان بہ چہ طور تربیت مریدان می فرمودند۔

سالہا باید کہ تا یک کود کے از فضل رب عالمی و انا شود یا شاعرے شیریں سخن  
پروردگار بر مولوی برکت اللہ کرہا کردہ بود صد ہا افراد از ایشان فیضیاب شدند۔ نوبت آخر چون بہ خانقاہ شریف آمدند تا دیر بر مزار شریف مراقب شدند۔ و با عاجز بہ محبت زیاد ملاقات کردند۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۴۵۔ مولوی سید عبد الجلیل فرزند سید ہدایت علی۔ اولاد و واسنہ نزد غازی آباد قیام داشتند و باز بہ جرؤل ضلع بہرائچ مقیم شدند۔ بعد از بیعت چند وقت حاضر خدمت بودند چون حضرت ایشان بہ کوئٹہ رفتند ایشان در صحبت صوفی ناتمام نشستند۔ بیان این واقعہ در فصل دوم تحت عنوان اجتناب از صحبت صوفی ناتمام "بر صفحہ ۲۵۳ گزشتہ۔ چار سال بہ خدمت حضرت ایشان مسلسل ماندند۔ حضرت برادر کلان را درس می داد و مکاتیب حضرت ایشان می نوشتند اگر کہ از عمر ایشان استفساری کردی گفتند حاصل زندگانی آن چہار سال بود کہ در خدمت حضرت ایشان گزشتہ ام و بازی گریستند۔ بہ شب جمعہ چہار دہم محرم الحرام ۱۳۹۱ھ (۱۱ مارچ ۱۹۷۲ء) بعد مغرب رحلت نمودند و بہ روز جمعہ متصل بہ قیام گاہ ایشان جسد ایشان را سپرد خاک کردند یک سال قبل از وفات ملاقات ایشان با عاجز در جائے مولانا محمد عمر شہ سجان اللہ چہ مبارک اجتماع بود۔ عمر ایشان یک صد و پنج سالہ بود۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۴۶۔ میر واحد۔ نزد خانقاہ شریف دہلی قیام داشت۔ جوان صالح و صاحب استعداد بود و افسوس کہ در عنفوان شباب رحلت کرد۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔



۴۷۔ حضرت استاد مولانا مولوی حافظ محمد عمر فرزند حافظ محمد ایوب ساکن محلہ مداپور گھوسی ضلع اعظم گڑھ برمد جمعہ یکم رمضان ۱۳۳۱ھ (۱۶ نومبر ۱۹۱۲ء) ولادت ایشان شد۔ در خور دسالی قرآن مجید حفظ کردند و از اجلہ علماء ہند علم منقول و معقول خواندند۔ در فہم و حافظہ از اذکیاء روزگار بودند۔ ہنوز بہ طلب علم مشغول بودند کہ داعیہ خدا طلبی پیدا شد و در ۱۳۳۲ھ بہ آستانہ خیر جہاں رسید و داخل سلسلہ عالیہ شدند حضرت ایشان ہدایت فرمودند کہ علم ظاہر را بہ کمال رسانند چنانچہ ایشان بہ وجہ تمام علوم مرقبہ را حاصل کردند، نامہائے چندا سائزہ ایشان بہ عاجز معلوم است می نویسند۔ مولانا فاروق چڑیا کوٹی ۱۔ مولانا ظہور الحسن جوہپوری ۲۔ رامپوری ۳۔ مولانا سید ہادی حسن جوہپوری ۴۔ مولانا ماجد علی مانک پوری ۵۔ مولانا عبداللطیف بھٹوری ۶۔ علی گڑھی۔ و فن تجوید از قاری عبدالرحمن درال آباد خواندند۔ در ۱۳۳۵ھ برائے تعلیم ماہر سہ برادر مقرر شدند و برائے ایشان مواقع فراہم آمدند کہ از حضرت ایشان ظاہر و باطن استفادہ کنند چنانچہ در ماہ رمضان مبارک باقاری نیاز احمد در درس شاطبیہ شریک شدند و نسبت تلمذ ظاہر نیز از حضرت ایشان پیدا کردند در ۱۳۳۶ھ حضرت برادر کلان ایشان را با خود برائے حج بردند۔ در ان مبارک سفر رفاقت ایشان از بس نیک بود جناب ایشان از ان افراد تحصیل علم کردہ بودند کہ بہ حزبے معین تعلق نہ داشتند۔ مثلاً دیوبندیت و بریلویت وغیرہ۔ لہذا مسلک ایشان مسلک علماء راسخین و جمہور ائمت بود۔ کلام درست از ہر کہ می شنیدند خوش می شنیدند۔ و کلام نادرست از ہر کہ می شنیدند بہ حوقلہ و استغفار رجوع می کردند۔ عاجز بہ بستم محرم ۱۳۳۹ھ برائے ہشت روز نزد ایشان رفت۔ ایشان مولانا سید عبدالجلیل را از جہول طلب کردند عجب مبارک اجتماع بود۔ جناب ایشان در محلہ خود در رتبعہ خیر فیض عالم تاسیس کردہ اند مبارک وجود ایشان در ان جہات مشعلے روشن بود۔ خلقے از ان مستفید شد۔ خلفائے ایشان سہ نفر اند۔ مولوی حافظ محمد منظور احمد فرزند ایشان۔ مولوی حافظ محمد اکرام الحق ابن العم ایشان۔ مولوی عبدالحمید عرف مولوی کئی بنارسی۔ حفظہم اللہ و دفعہم لمرضاتہ۔

۴۸۔ مولوی حافظ قاری ولی محمد فرزند شیخ نالواز موضع ابراہیم پور ماجرہ۔ علاقہ میرٹھ۔ ایشان بہ لکھنؤ رفتند و از شیخ القراء قاری عبداللہ شاطبیہ خواندند و در قرات ائمہ سبعہ مہارتے پیدا کردند و در میرٹھ مشغول تدریس شدند قرات قاری صاحب را حضرت ایشان بسیار خوش داشتند چون بہ محفل میلاد شریف از میرٹھ می آمدند و قرات تلاوت قرآن مجید می کردند حضرت ایشان می فرمودند۔ قاری ما کجا ہستند۔ روزے حضرت ایشان فرمودند کہ قاری عبداللہ شاگرد ما ہست۔ از سابق خواندہ۔ وفات قاری صاحب بہ شب جمعہ شانزدہ صفر ۱۳۵۲ھ شدہ۔ در ان ایام عاجز بہ مصروفیت بود۔ چون خبر وفات ایشان رسید۔ بہ زبان اردو قطعہ نظم کردہ و سال وفات از۔ حافظ قاری ولی۔ دریافتہ و بہ عربی نیز قطعہ گفتہ شعر آخرش درج ذیل است۔



قَالَتِ الْأُمُّ دَاخَ لَمَّا قَابَلْتُهُ اَدْخُلُوا جَنَاتٍ عَذِيْبٍ بِسَلَامٍ

از نظر آخر سال وفات ظاہر است۔ ایشان را بصارت چشم سر نہ بودہ، حق تعالی بصیرت ایشان را روشن تر کردہ بود۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۴۹۔ فتح محمد از اولاد قاضی محمود شاہ دُرَبانی۔ ساکن موضع دیرپور۔ علاقہ کھڑہ۔ گجرات۔ از حضرت ایشان بیعت شدند و حسب استعداد خود فوائد برداشتہ بہ وطن خود مراجعت نمودند۔ سہ سال می شود کہ از علاقہ ایشان چند نفر آمدہ بودند و از احوال طیبہ ایشان بیان کردند و گفتند ضعیف شدہ اند۔ بیشتر در خانہ خودی باشند۔ الْحَقُّ اللهُ بِعِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ۔

۵۰۔ حافظ سکندر ولد ناصر خان۔ اصلش از علاقہ سرحد بود اما نشو و نما در پنجاب و دہلی یافتہ۔ در مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی درس قرآن مجید می دادند و عجب مرد پاک طینت و ولی صفت بودند ہمہ وقت ہوش در دم و نظر بر قدم می بود از غفلت دور و بہ دولت حضور و آگاہی متصف بودند چون ہندوستان منقسم شد و دہلی گہوارہ زد و خورد گشت ناچار مع اہل خانہ و ہر دو پسر بہ پنجاب رفتند و بعد از چار یا پنج سال یک مکتوب ارسال کردہ بودند و بعد از آن احوال ایشان معلوم نہ شد۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۵۱۔ مولوی سعید احمد فرزند مولوی خلیل احمد فرزند مولوی سراج احمد ساکن سرائے ہلالی۔ شہنشاہ۔ بیعت شدند و آن چہ بہ نصیب ایشان بود یافتند و بہ خانہ رفتند و در مدرسہ سراج العلوم بہ خدمت دین مشغول شدند۔ فرزند پسر کلانش مولوی حافظ اسعد بن مولوی حبیب احمد و فرزند خوردش حافظ محمد شاکر چند ماہ قبل آمدہ بودند می گفتند مولوی سعید احمد در ۱۲۹۲ھ رحلت کردہ اند۔ رَحْمَةُ اللهِ وَرَضِيَ عَنْهُ۔

۵۲۔ سردار عدالت خان ولد شرف علی خان ساکن شہوالا علاقہ جہلم پنجاب وابستہ بہ فوج انجلیزی در دستہ اسپ سواران پنجابیان بود۔ بہ دہلی آمد و از حضرت ایشان بیعت شد۔ در ۱۳۲۹ھ قیام حضرت ایشان در میرٹھ شد۔ این دستہ اسپ سواران آنجا بود لہذا عدالت خان بیشتر اوقات در خدمت می رسید۔ در حرب عمومی آڈل انجلیزہا این دستہ را بہ فرانسه فرستاد۔ لمحاربتہ الألمان۔ چونکہ عدالت خان افسران دستہ بود، برائے ایشان انتظام مستقل خیمہ بود۔ عدالت خان بیان کردند۔ موسم خنک بود۔ من برائے نماز عشاء در کنبہ وضو می کردم۔ پائے چپ خود را خواستم کہ بشویم ناگاہ یک زن جوان پری پیکر با صد عشوہ دناز بہ خیمہ درآمد و بہ سونے من دیدہ بستم نمود۔ درین دوران من پائے خود را شستہ استاد و تصور حضرت ایشان کردم بہ مجردے کہ صورت مبارکہ در خانہ دلم درآمد بر من کیفیت طاری شد کہ مرا از خودم رہود۔ نہ می دانم کہ آن کیفیت چہ مدت گرفت۔ اما وقتے کہ بہ ہوش آمدم آن نشانی بخوار از خیمہ رفتہ بود شکر پروردگار بجا آورد و بہان دم



راہِ خیمہ را از درون بستم: عدالت خان چون از فرانسہ باز گشتند بہ دہلی آمدند و واقعہ بیان کردند حضرت ایشان بسیار خوش شدند و بہ عدالت خان دعا ہا دادند۔

عاجز گوید این ہمہ برکت تصور بود کہ آن را رابطہ گویند۔ بعض مدعیان علم از رابطہ نفرت می کنند۔ دوسرہ ماہ می شود کہ یکے از علماء رنجیدہ گفت کہ رابطہ حرام است در آن محفل غیر از قائل پنج شش دیگر علماء ہم بودند۔ عاجز گفت۔ چہ جائے حرمت است۔ اثبات رابطہ از حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بہ طرق صحیحہ ثابت است۔ چندین حضرات از صحابہ چون مدینے را روایت می کردند می گفتند۔ کَاُنِیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ این دید ایشان، دید آن مبارک صورت بود کہ در سوادِ قلب ایشان محفوظ بود۔ حضرات مشائخ ہمین را تصور و رابطہ می گویند۔ مولائے روم قدس اللہ سرہ در ادائل و قدروم چہ خوب فرمودہ۔

آئینہ دل چون شود صافی و پاک	نقشہا بینی برون از آب و خاک
ہم بینی نقش و ہم نقاش را	فرش دولت را و ہم فراش را
چون خلیل آمد خیال یار من	صورتش بُت، معنی او بُت شکن
شکر یزدان را کہ چون او شد پدید	در خیالش جان خیال خود بدید
خاک در گاہت دلم را می فریفت	خاک بروے کوز خاکت می شکیفت

بر عدالت خان پروردگار لطف ہا کردہ بود۔ بسیار غافلان در صحبتش بہ وادی حضور رسیدند۔ بہ روز جمعہ یازدہم رجب ۱۲۸۵ھ (۲۴ فروری ۱۸۶۸ء) رحلت نمودند۔ چند روز گزشتہ بود یک ہندو را دو پسرانش بہ خانقاہ شریف آوردند۔ خانہ این ہندو بہ قریب خانہ عدالت خان بود چون ہندوستان تقسیم شد وے بہ دہلی آمد۔ واز دو سال بینائی چشم وے از وجہ نزول مار ضائع شدہ بود۔ این ہندو از جیب خود یک مکتوب بر آورد کہ در آن از وفات عدالت خان نوشتہ بود، این ہندو زار و قطاری گریست می گفت این چنین مردولی من گاہے نہ دیدہ ام چون کہ این جائے مرشد ایشان است ازین جہت اینجا آمدہ ام تا سکون قلب حاصل کنم فی الواقع عدالت خان یکے از اولیائے پروردگار بود۔ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔

۵۳۔ محمد ہاشم فرزند فضل الرحمن صدیقی بہ کن دو تانہ، نزد کسی کلان علاقہ متھرا۔ جد کلانش در عہد مملکت خلجیان درین جا آباد شدہ بود۔ ولادت محمد ہاشم در ۱۳۲۰ھ۔ ۱۹۰۲ء۔ بودہ۔ در ۱۳۳۶ھ بیعت شد و بہ مداومت در حلقہ مبارکہ حاضر می شد، اجیاناً اشعار نعتیہ بہ سوز و دُور می خواند و حضرت ایشان خوش می شدند و می فرمودند ہاشم ما را بینید چہ گونه خوب می خواند: محمد ہاشم یک غزل اردو را بسیار بہ سوز می خواند: مطلع آن غزل این است۔



تڑپتا ہے دل جان کو بے گلی ہے یہ دولت تمہاری یہ دولت ملی ہے

یعنی دلم می تپد و جانم بے قرار است و این دولت و روز سوز از جناب شما بمن رسیدہ است چون کہ این شعر حسب حال او بودہ اثرے می داشت و از اصحاب حلقہ نعرہ ہائے حاوی و صوری خاصت نمیت آہ و سوز کہ از حضرت ایشان یافتہ بود تا آخر دم حفاظت نگاہ داشت وے کرد۔ از خانہ خود بہ دہلی در سال دو بار ضروری آمد، در محفل مبارک میلاد شریف و در حلقہ عرس مبارک، نوبت آخر بہ نسبت و شتم جمادی الآخرہ ۱۳۸۶ھ آمد و روز دوم مراجعت کرد و بہ یکشنبہ سیزدہم شعبان ۱۳۸۶ھ ۲۷ نومبر ۱۹۶۶ء۔ از دنیا رخت سفر بست و در زوہ خود مدفون گشت **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ**۔ مخلصانش بفضل اللہ و کرم از نسبت مبارکہ عاقل نیند و عملی بہ آداب سلسلہ اند۔ **وَفَقَهُمُ اللّٰهُ لِمَرْضَاتِهِ وَرَحِمَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا وَأَهْلَهُ أَزْوَاجًا**۔

۵۴۔ مولوی عبدالعزیز فرزند عبداللطیف، ساکن جوٹا کٹرگاٹی۔ علاقہ گھٹنا۔ بنگال۔ در مدرسہ عبدالرب دہلی، علم دین می خواندند۔ بہ روز جمعہ آنجا حضرت خیر جہان را دیدند۔ دل خود باختند۔ و در سال ہزار و سہ صد و بست و سہ بیعت شدند۔ چون کہ با حضرت ایشان ارتباط تام داشتند بہ زودی پیش رفت کردند و بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ معمول ایشان بود کہ ہر سال برائے چہل روزہ عاضری شدند۔ بہ عاجزہ بیان کردند کہ در ادائے احوال یک سال بار دیگر عاضر شدم۔ حضرت ایشان مرا فرمودند مراعات قاعدہ کنید۔ بہتر اعمال آؤ و تم اعمال است۔ بار دیگر چنین نہ کنید۔ چون بہ اجازت و خلافت مشرف شدند۔ ہمراہ خود از مخلصین جامعے رامی آوردند۔ و آنہا خدمت خانقاہ شریف می کردند۔ حضرت ایشان از احوال آنہا خوش می شدند۔ مولوی صاحب در احتفال میلاد شریف شریک می شدند و در آن مبارک محفل بر ایشان احوال طاری می شدند و ایشان مغلوب الاحوال شدہ آن را بیان می کردند۔ در آن وقت چشمان ایشان مخموری بود و وقتے کہ ایشان احوال خود بیان می کردند حضرت ایشان خاموش می شدند۔ چون حضرت ایشان بہ مزار حضرت نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلی قدس سرہ تشریف بردند۔ مولوی صاحب ہم در خدمت بودند۔ آنجا بر مولوی صاحب حالت طاری گشت و عنایات حضرت نصیر الدین را بر ملا بہ آواز بلند بیان کردند۔ حضرت ایشان بہ مخلصین فرمودند **»ببینید مولوی عبدالعزیز ماچہ می گوید«** آن وقت عاجزہ ملاحظہ کرد کہ حضرت ایشان کلام مولوی صاحب را بہ نیک وجہ استماع می فرمودند۔ روزے عاجزہ صبا تا بہ نواخت یادہ بہ خدمت حضرت ایشان رسید۔ وہ بہمان وقت مولوی صاحب با جماعت مخلصین از بنگال رسیدند و نعرہ ہائے **هُوَّ هَادِیُّ الدُّرَرِ** کہ در احوال و جلاز ایشان صدی یافت بہ مسامح مبارکہ رسید۔ حضرت ایشان خوش شدہ بہ عاجزہ فرمودند بہین کہ مولوی عبدالعزیز ما آمدہ است۔ حضرت ایشان اگر از چیزے یکے خوش می شدند نسبت آن را بہ خود می کردند۔ بہ سال و صہ سال



حضرت ایشان بہ شنبہ نہم ماہ مبارک ربیع الاول از کوٹہ بہ دہلی آمدند و بہ روز چہار شنبہ دہم ماہ مبارک مولوی صاحب با جمع کثیر از مریدان از بنگال بہ خانقاہ شریف رسیدند۔ از مخلصین ایشان بیشتر افراد برائے یک ہفتہ آمدہ بودند و پانزدہ یا ست نفر برائے چہل روز۔ از آمد مولوی صاحب حضرت ایشان سرور گشتند کیفیتے کہ در محفل تمجید و مبارک بہ ظہور رسید بیا نش در فصل دوم بہ تفصیل گزشتہ۔ چون از آمد مولوی صاحب چہل روز گزشت ایشان بہ یستم ماہ ربیع الآخر اجازت مراجعت خواستند حضرت ایشان بشیخ عبدالباری جوہری توسل و مولوی بخش اللہ و مولوی بدرالاسلام فرمودند کہ بہ مولوی صاحب بگوئید کہ از مخلصین خود چار پنج خصوصی افراد را با خود دارید و دیگر ہمہ را رخصت کنید و شہامز بہ چہل روز قیام کنید۔ مولوی صاحب عمل بر ارشاد مبارک کردند چون چہل روز بہ اتمام رسید و ہلال جمادی الآخرہ کہ ماہ ارتحال حضرت ایشان است بر انق ظہور کرد مولوی صاحب اجازت رفتن طلب کرد حضرت ایشان بہ نام بروہ ہائے سابق گفتند۔ دل مای خواہد کہ مولوی صاحب چند وقت قیام کنند۔ چون کہ از خانہ مولوی صاحب مکتوبے رسیدہ بود و آنجا کارے پیدا شدہ بود۔ مولوی صاحب بیان آن عذر کردند و حضرت ایشان مولوی صاحب را اجازت سفر دادند۔ عاجز دید کہ بہ صبح روز رفتن مولوی صاحب حضرت ایشان از حرم سرابرا آمدہ، در دروازہ بر تخت مبارک نشستند و مولوی صاحب را طلب کردند مولوی صاحب نزد تخت بر زمین نشستند حضرت ایشان مبارک دستہائے خود را بر شانہ ہائے مولوی صاحب ہارہ چشم بند کردہ نشستند۔ روئے مولوی صاحب قدرے میلان بہ جہت شرق داشت۔ عاجز بر چہرہ مولوی صاحب آثار کیفیات می دید۔ بہ اندازہ پانزدہ دقیقہ حضرت ایشان توجیر خاص فرمودند و باز مولوی صاحب را رخصت کردند۔ آن وقت مولوی صاحب بہ اختیار خود نہ ماند و از اعماق قلبش نعرہ ہائے ستانہ برآمدند و مخلصان ایشان کہ بہ پشت ایشان بودند ہمہ نوائے ایشان شدند۔ مولوی صاحب بہ چہارم یا پنجم جمادی الآخرہ رخصت شدند و بہ آخر این ماہ حضرت ایشان رحلت کردند و مولوی صاحب اشک ریزان بادل بریان از از بنگال آمدند و می گفتند حضرت ایشان قدس سرہ خواستند کہ من نہ روم و من از وجہ کارے رنتم۔ این — یک داغ است بر دلم کہ تا آخر وقت خواہد ماند۔ مولوی صاحب در عرس مبارک حضرت ایشان مسلسل بست و پنج سال آمدند و بہت آخر و جمادی الآخرہ ۱۳۶۵ھ آمد ایشان شد و بہ آخر ماہ رمضان ۱۳۶۵ھ دہلی گہوارہ قتل و سقہ دہار گشت و سالہا این کیفیت بہ ماند۔ در سال ۱۳۶۵ھ عاجز بہ ایشان نوشت کہ پروردگار فضل فرمودہ و احوال قدرے خوب شدہ لہذا برائے چند وقت بیائید۔ پروردگار ایشان را اجر ہادہ کہ بہ مطالعہ مکتوب عاجز مع رفتار بہ دہلی آمدند۔ چند روز قیام کردند و بہ عاجز گفتند تا وقتے کہ زندہ ام ان شہار اللہ می آیم۔ لیکن مَا شَاءَ اللہُ کَانَ وَمَا لَمْ نَشَأْ لَمْ یَكُنْ۔ بہ خانہ رفتند۔ چندے بہ عافیت ماندند و باز علیل شدند و



پہنچنے یازدہم ماہ مبارک میلاد شریف ربیع الاول ۱۳۷۶ھ (شانزدہم اکتوبر ۱۹۵۶ء) رحلت نمودند رحمۃ اللہ ورضی  
 عَنْہُ وَقَدْ سَنَّ سِرَّہُ وَفَوَّضَ مَیْتَہُ مولوی صاحب را با عاجز و عاجز را با ایشان ارتباط و مودتے بود۔ مافی الضمیر را  
 بہ عاجزی گفتند۔ افسوس صد افسوس ازان مشعلہا کہ حضرت ایشان جابہ جافروختہ بودند کیے ہم نہ مانده۔ اللہ اکبر  
 مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ۔ عاجز برائے دید دختر سوم عطیہ فاروقیہ بہ چہار شنبہ بست و ششم ماہ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ  
 (۳ جون ۱۹۷۱ء) بہ چانگام رسیدہ بود۔ آنجا مولوی عبدالرحیم مولوی محمد معصوم و محمد سعید فرزندان مولوی صاحب  
 و شفیق احمد فرزند مولوی عبدالرحیم رسیدند و بیان کردند کہ بہ چہار دہم ربیع الآخر (۱۸ جون) عقد نکاح محمد زبیر  
 است کہ فرزند آخر و ششم مولوی صاحب است و باز بہ ہجتم ماہ دعوت ولیمہ است و درین حفلات سرت شتر اک  
 شما موجب سرت مایان است۔ عاجز را محبت مولوی صاحب یاد آمد و بہ خوشی دعوت ایشان را منظور کرد،  
 انعقاد نکاح در ڈھاکہ با اختر بیگم دختر سید بابر حسین شد خطبہ نکاح عاجز خواند و باز مولوی محمد اسلام چانگامی  
 مولد عربی خواند۔ جَزَاہُ اللہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ۔ و دعوت ولیمہ در جوٹا کرکالی (قریہ مولوی صاحب) بود مولوی عبدالرحیم  
 فرزند کلان مولوی صاحب ہر مزار مبارک پذیر خود عجب گنبد عالی شان ساختہ اند۔ عاجز وہ روز آنجا قیام کرد۔  
 مولوی عبدالرحیم و برادران و فرزندان ایشان عاجز را راحتمہار سانیند و مولوی علیم الدین و مولوی محمد اسلام  
 و سید محمود حسن کہ از خلفائے مولوی صاحب اند سرتہار سانیند۔ و مزار مولوی صاحب سبب لبثگی عاجز بود۔  
 مولوی صاحب رانشش پسر و دو دختر است۔ ۱۔ عبدالرحیم ۲۔ محمد یحییٰ ۳۔ محمد معصوم ۴۔ محمد سعید ۵۔ محمد صادق  
 ۶۔ محمد زبیر۔ و خیر النساء و اشرف النساء۔ مولوی عبدالرحیم را سہ فرزند کلان است حجتہ اللہ، صنفۃ اللہ، شفیق  
 احمد و شش دختران اند و محمد یحییٰ را یک فرزند میت اللہ و دو دختر و فرزندان دیگر را اولاد خور و است۔ و  
 خیر النساء زوجہ رفیع الدین را چہار پسر و چہار دختر است مولوی عبدالرب، عبدالرحمن، سعد اللہ، احمد اللہ۔ و  
 اشرف النساء زوجہ میر محمد شفیع را دو پسر و دو دختر است عتیق اللہ و عبدالودود و سلم اللہ انجمنہ دُکُومًا وَ  
 اَنَا ثَاوَدَقَقْہُمْ بِمَرْضَات۔ مولوی صاحب در قریہ خود مدرسہ خیریہ عزیز یہ بنا کردہ اند۔ بعد از وفات  
 ایشان عمارت پختہ برائے مدرسہ ساختہ شدہ و نواسہ مولوی صاحب کہ مولوی عبدالرب نام دارد و صدر  
 مدرس است۔ پروردگار این مدرسہ را قائم و دائم دارد۔

عاجز گوید بہ نوعی کہ مولوی صاحب حضرت ایشان را خوش کردند و بہ آخر وقت توجہ خاص و  
 دعائے نیک از حضرت خیر جہان حاصل کردند آن را اثرے بود اظہر من الشمس۔ پروردگار ایشان را مقبول  
 داد۔ در بنگال و بہار و برادیلپی خلق کثیر از ایشان مستفید شد۔ غیر از فرزند کلان شش افراد خلفائے ایشان  
 بودند۔ ۱۔ مولوی عبدالشکور ولد شیخ احمد ولد فدا حسین ساکن تنگ ندو موضع میوکل علاقہ اکیاب ملک برا۔



در سال ۱۳۱۸م بہ حیات مولوی صاحب رحلت نمود رحمۃ اللہ ورضی عنہ۔ ۲۔ مولوی نعیم الدین آبادی۔ بعد وفات مولوی صاحب رحلت نمود رحمۃ اللہ ورضی عنہ۔ ۳۔ مولوی علیم الدین ساکن اڑہار ضلع مرشد آباد بہار۔ ۴۔ مولوی محمد اسلام ساکن دھرم پور ڈاک خانہ دکن پاڑہ۔ چانگام۔ ۵۔ سید محمد حسن آبادی ساکن اعجاز کالونی۔ لئیڈہاؤس۔ کراچی۔ ۶۔ مولوی مخلص الرحمن اکیابی۔ خانہ اش نزد خانہ مولوی عبدالشکور رحمۃ اللہ است۔

مولوی عبدالشکور در سال ۱۳۲۱م از حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بیعت شدہ بود۔ در فصل دوم تحت عنوان بیعت و ارشاد احوال بیعت شدن ایشان نوشتہ شدہ است، و سبب تعلق و ارتباط مولوی عبدالشکور با مولوی عبدالعزیز این شد کہ کما کتبہ عبد الشکور فی کتابہ: من دو ماہ یا دو و نیم ماہ بہ مداومت ہر شب بہ خدمت حضرت ایشان می رسیدم و فیضہای برداشتم، درین اثنا مکتوب والدہم رسید کہ برادرِ خود را کہ حبیب اللہ نام داشت ہمراہ خود گرفتہ بہ خانہ بیا۔ و برائے خرج سفر یک صدر روپیہ کلدار فرستادند من بہ خدمت حضرت ایشان این واقعہ را عرض کردم۔ قدرے توقف کردہ فرمودند: مولوی عبدالشکور اگر شش ماہ نزد ما قیام می کردی بہتر بودے، باز فرمودند: در وظیفہ شریفہ تغافل نہ کنی و احوال خود نوشتہ ارسال داری۔ افسوس صد افسوس من بر ہدایات حضرت ایشان عمل نہ کردم، و چہارہ سال بہ امور دنیویہ مشغول ماندم، در سال ۱۳۳۵م سہ خواب دیدم و پریشان شدہ بہ دہلی رسیدم۔ در بان خانقاہ شریف عبدالستار (مشوری از واز خواہ) بود۔ او اطلاع من کرد۔ و حضرت ایشان بہ واسطہ عبدالستار احوال من دریافت کردند۔ و اجازت دخول بہ خانقاہ شریف نہ دادند۔ روز ہا گزشت و من صبا و مساءً حاضری شدم و بیرون دروازہ نشستہ بہ آہ و بکا مصروف می شدم۔ روزے عبدالستار بہ من گفت۔ حضرت صاحب بہ شمارِ سرخ می دادند لیکن شما آن را در خاک کردید، بنا برین حضرت صاحب از شما خوش نیستند۔ و باز روزے بہ من گفتند کہ عن قریب مولوی عبدالعزیز صاحب از بنگال برائے اشتراک در محفل مبارک میلاد شریف می آیند۔ ایشان خلیفہ حضرت صاحب اند و ہر سال ہمراہ ایشان پانزدہ بست نفر می آیند۔ دیدم کہ بعد چند روز مولوی صاحب آمدند و مریدان ایشان بہ ہر وقت کہ می خواستند بہ خانقاہ شریف داخل می شدند۔ و عبدالستار بہ من گفت کہ برائے مولوی صاحب و مریدان ایشان اجازت است وقتے کہ خواہند بہ خانقاہ شریف در آیند، چون من این کیفیت را ملاحظہ کردم بہ دل خود گفتم کہ برایم مہین بہتر است کہ خود را وابستہ بہ مولوی صاحب کنم چنان چہ وابستہ شدم و بہ مبارک شب دوازدهم ماہ ربیع الاول ۱۳۳۵م بہ وسیلہ مولوی عبدالعزیز صاحب یاس زنا آمیدی من بہ سعادت و امید تبدیل شد و من با مولوی صاحب بہ خانقاہ شریف داخل شدم و برائے نماز شام در صف پہلوئے مولوی صاحب نشستم۔ چون وقت نماز شد حضرت ایشان از پشت صف احوال مقتدیان را



ملاحظہ کر رہے تھے۔ چونکہ تشریف آوری سے استفسار کر رہے تھے۔ برمن ہیٹ طاری گشت و تمام جمہور من  
شکل شد و نہ توانستہ کہ چیزے بگویم۔ بعد لفظ حضرت ایشان فرمودند: آیا این بنگالی است من جواب بلبے دادم۔  
حضرت ایشان بر سر دم دست مبارک نہاوند و فرمودند: ”خوب“ و امانت کردند حضرت ایشان در نماز سورۃ  
فتح تلاوت کردند مقتدیان در بحر حقیقت صلاۃ غواصیہا کردند۔ کسے در سرشاری می جنبید و کسے در آہ و بکا  
مصروف بودند من محسوس کردم کہ آن سنگ گران از ثقل عظیم کہ بر سینہ من نہادہ بود یکبارگی دور شد و از کثرت  
فیوضات و برکات چنان محسوس می شد کہ سینہ من شاید بترقد۔ قرأت حضرت ایشان بسیار روان و صاف بود  
گویا کسے تفسیر آیات می کند سورۃ فتح کا ملا تلاوت کردند۔ و چون از نماز فارغ شدہ تشریف می بردند بہ تلامذہ احمد  
خان (مٹاخیل) فرمودند۔ در نماز چہارہ نفر مخ کرده اند۔ از ایشان چہارہ روپیہ جرمانہ بگیر۔“

ہذا ما کتبہ عبدالشکور اکیابی۔ آن چہ عبدالشکور مشوری رحمہ اللہ بہ او گفتہ درست گفتہ کہ حضرت  
ایشان شمار نعمت بے کران می دادند لیکن شہادت نہ کرید و آن را از دست دادید۔ اگرچہ از وجہ انتساب مولوی  
عبدالشکور بہ مولوی صاحب دروازہ خانقاہ شریف برائے ایشان مفتوح شد۔ لیکن از انعامات و الطاف  
حضرت ایشان بے بہرہ ماندند۔ نعمتہا کہ در سال ۱۲۲۱ ہجری یافتہ بودند اثرے از آن باز نہ دیدند۔ نہ آن مخاطبہ مبارکہ  
و نہ آن خواندن احادیث مبارکہ یا اشعار طیبہ و باز تشریح فرمودن آن۔ بہ ہر حال آن چہ بہ قسمت و نصیب ایشان  
بود از مولوی صاحب بہ ایشان رسید۔ ذلک تقدیر العزیز العلیم۔

اصحاب اجازت ابن پنجہ چہار پاک دل افراد ہستند کہ بیان ایشان گزشتہ و کسانے کہ در فقہ  
و کمالات امتیازات داشتند بیش از بیش اند۔ نام چند سرستاں کہ بہ عاجز یاد مانده می نویسند۔ بیان فتح اللہ  
اندوڑ و اکبر توخی و عبداللہ کا کر گزشتہ۔ نسبت بہ عبداللہ حضرت ایشان بہ عاجز فرمودہ بودند کہ من حیث الکمالات  
صلاحیت اجازت و خلافت دارد۔ اما از دولت علم بے بہرہ بود صلاحیت رہبری نہ داشت لہذا مفتخر بہ خلافت  
نہ شد۔ ارشپین سید بدل شاہ و یعقوب حریں از اصحاب نسبت و وجد و درو آہ و سوز بودند سوز باطن و جوش  
لطیفہ قلب بہ نوعی غالب بود کہ ہر کہ بہ صحبت ایشان می رسید فوراً متاثر می شد۔ تلامذہ امان قنداری بہ عاجز  
بیان می کرد کہ بہ ایام طلب علم بہ پیشین رفتہ۔ چند روز و قریہ سید بدل شاہ و یعقوب ترین بودم دیدم کہ بعد از  
الآخرہ بہ یک گوشہ مسجد شریف سید بدل شاہ و بہ دیگر گوشہ یعقوب مصروف ذکر شریف می شدند۔ از سینہ  
ایشان یک گونہ صدا بر می خاست و من محسوس می کردم کہ ہر ذرہ مسجد شریف در وجد رقصان است۔ رحمۃ  
اللہ علیہما در رضی عنہما۔ و در کوٹہ رحیم داد بلوچ از مستنگ آمد و پنج شش سال در حجرہ مسجد شریف سکونت  
کرد۔ عجب پاک دل بود۔ علی الصبح یک پارہ کلام اللہ مبارک را بہ صوت بلند تلاوت می کرد و باز آن



شجرہ منظومہ رامی خواند کہ حافظ غلام رسول ویران نظم کرده و صلوات مبارکہ و ادعیہ طیبہ می خواند۔ دو ساعت درین وظائف صرف می کرد۔ انرا شکر ذکر شریف ایشان تمام مسجد شریف متأثر می شد۔ اگر بہ دوران ذکر شریف کسے صدائے بلند می کرد از نہاد ایشان بہ آواز بلند صدائے اللہ بر می خاست و عجب لذت می داد۔ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ بہاول قمبرانی و ملا منظر شاہوانی، و ملا امان اللہ علیمی، و ملا خان محمد و ملا ایاز کا کر و سردار محمد علی خان محمدزی و سید شیر علی ازیشین و محمد امین نوح صاری از اصحابِ قلوب و اہل نسبت بودند۔ روزے ملا ایاز در ناحیہ مصروف بہ ذکر شریف بود و قدرے بہ فاصلہ حضرت ایشان بہ حلقہ مشغول بودند۔ آن وقت حضرت ایشان بہ اہل حلقہ فرمودند: "ببینید آن گرگ کہنے را کہ از اینجا استفادہ فیوض و برکات می نماید" ملا ایاز بہ عاجز گفتند کہ بعد ازین محبت آمیز ارشاد حضرت ایشان ہوئے کردند۔ و برمن چنان نسبت شریف مستولی شد کہ یارے ضبط نہ ماند۔ اگرچہ دوزانو شستہ بودم اما بے اختیار جستہا می زوم۔ و مرزا نیاز محمد خان قندہاری اگرچہ بظاہر تجارت می کرد اما بہ باطن کارخانہ باطن را بہر لحظہ آباد می داشت۔ از کثرت ذکر شریف و مراقبہ نوعی انحناء در پشت ایشان پیدا شدہ بود۔ دائماً نظر ایشان بر راحت سینہ می بود۔ ایشان چون قصد سفر حج کردند حضرت ایشان بہ عبد اللہ عمر کہ در بمبئی بود بہ پانزدہم رمضان ۱۳۲۱ھ نوشتند کہ بہ زیارت ایشان بر ملے حاجی فیہر محمد و ملا عبد اللہ و آل۔ بہ بھٹمی بازار برسد و خدمت ایشان بہ جا آرد کہ از برگزیدگان است۔ و محل خان قوم ناصر کوچی از وارفتگان و مجذوبان بود۔ بہ دہلی می آمد۔ و عاجزی دید کہ رؤے خود را بہ سوئے قیام گاہ حضرت ایشان کردہ استادہ می شد۔ وینہ را از عالم دوختہ مشغول بہ کارخانہ باطن می شد۔ یک ساعت بر این کیفیت می گزشت و موے بر تن دے حرکت نہ می کرد۔ اگر بہ نماز استادہ می شد او در قیام اول می ماند و نماز ختم می شد و مسجد از نمازیان خالی می شد۔ سالہا بہ این کیفیت بود۔ از بلاد افغانستان صد ہا افراد بہ مراتب ولایات رسیدہ بودند۔ در افغانستان ہیچ ناحیہ ماندہ بود کہ از برکات و انوار این بزرگواران معصوم نہ شدہ باشد۔ افسوس کہ نامہائے ایشان یا ند ماند۔ آن چہ در حافظہ ثبت است نوشتہ می شود۔ خان فقیر احمد خیل، ملا عبد الرحمن خضر خیل، اختر، مروت، نظام الدین از قوم مررت، ملا محمد شریف طیب کٹوازی، شہاب الدین، شرف الدین مہمند، عبد اللہ خان وقتانی، اخلاص یلزی، احمد الدین صاحبزادہ، امین ترکی، شہید عمر شرف الدین اندر، عبد الرحمن بارکزی، حضرت نور نیازی، ملا غلام جان خروٹی، ملا عصام، حسن شاخیل، عبد الستار مشوڑی، سرور مشوڑی، ملا عمر سلطان خیل، ملا ولی محمد لسوخیل، تور، گل خان شخیل، حاجی رضا العیزی، احمد نواز قوم سر بریدہ، سید فضل حق آقا، سید عبد اللہ جان، حاجی نیاز اندر، گل دین خروٹی، نظیر اندر، عبد الکرم معذوز و بسیاری غیر ایشان و از افراد ہندوستان فاخر احمد خان انصاری، شاکر احمد خان



انصاری، بابو محمد ششم ریواڑی، وزیر خان، چودھری مولاداد خان، عبداللہ بیگ ازبھر پور، احمد یار خان، شیخ غلام احمد انسوی، حافظ اشفاق الہی از میرٹھ، حافظ حفیظ الدین، شیخ عظیم الدین، شیخ عبدالکریم، شیخ انعام الہی، مولوی شمس الدین، حافظ محمد عمر، حافظ محمد عثمان، عبدالغفور، میرٹھ، ڈاکٹر اشفاق محمد، ڈاکٹر شوق محمد، مولوی نور احمد قسری، سید احمد حسین، قاضی وزیر حسین، اردہلی، حافظ عبدالحکیم، شیخ نور الہی، حاجی محمد اسحاق، عبدالحق آٹن، شیخ محمد رفیع، انیس الرحمن، حافظ غلام محمد، حاجی شہاب الدین، مولوی بخش اللہ مولوی بدیع الاسلام، منشی حسین علی، منشی نئے خان، محمد شفیع مستری، عبدالرحیم مستری، حافظ منیر الدین، منیر شیخ عبدالباری جوہری، حافظ محمد اسحاق رانی کھیت والا، دلپشیش شیخ محمد ایاس وغیرہم۔ ہر یکے از اینہا حضرت ایشان را خدمتہا کردہ درجہ احسان را یافتہ در زمرہ نیک بختان و صالحین شامل شدہ است۔ روزے حضرت ایشان قدس اللہ سرہ الاقدس در دہلی بہ دورانِ حلقہ فرمودند۔ یک ناخن منشی امیر خان از شمایان ہمہ بہتر است۔ اگر ریزہ ناخن ایشان در کفن شمایان باشد از عذاب قبر محفوظ مانید۔ منشی امیر خان از مریدان حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ بودند۔ عاجز زیارت ایشان کردہ۔ کسانے را کہ عاجز ذکر کردہ و آن سرشاران بادہ محبت را کہ دیدہ ہمہ را مصداق آن قول حضرت ایشان می یابد کہ نسبت بہ امیر خان گفتہ بودند۔ افسوس صد افسوس کہ ازان پاک لسان کس نہ ماندہ۔ رَحِمَہُمُ اللہُ تَعَالٰی وَ رَضٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

بہ آن گروہ کہ از ساغر وفا مستند سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

### حضرت والدہ ماجدہ قدس اللہ سرہا الاقدس

اسم ایشان بی بی ہاجرہ است پدربزرگوار ایشان شیخ امجد حسین کہ از سلالہ مطیبہ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بوده اند۔ جناب ایشان را وطن شاہ بہا پور بودہ از انجا ہجرت کردہ بہ مکہ مکرمہ با برادر خود تشریف بردند غالباً ایشان تجارت شال می کردند ازین جہت شہرت ایشان دران دیار مبارکہ بہ "شال والا" شد۔ ارتباط ایشان و برادر ایشان بہ حضرت جد امجد شد۔ حضرت سیدی الوالد قدس سرہ بیان می کردند چون برادر جناب امجد حسین حاضری شدند بر دروازہ استادہ بہ آواز بلند می خواندند۔

بر در آمد بندہ بگر بخت آبروے خود ز عصیان ریختہ

چون حضرت ایشان در شعبان ۱۳۲۰ھ بہ مکہ مکرمہ از ہندوستان رسیدند۔ از جناب امجد حسین صدیقی طلبہ کار دختر ایشان شدند و در اواخر ذی القعدہ یا اوایل ذی الحجہ بہ ہمیں سال نکاح کردند۔ این نکاح برائے حضرت ایشان سراسر سبب راحت و آسائش و غناء آبادی گشت۔ بہ نوعی کہ حضرت ایشان از



امورِ نبویہ کیسرا واقف بودند حضرت والدہ صاحبہ محترمہ بہ امور خانہ داری مہارت تامہ داشتند۔ ومع ذلک حق تعالیٰ حضرت ایشان را عقل کامل عطا کرده بود۔ با این کمالات ظاہری در شوقِ عبادت و ذکرِ شریف یکتائے روزگار بودند۔ دلائل الخیرات و الحصن الحصین، والحزب الاعظم و اوزادِ فتحیہ را از حضرت ایشان خواندہ بودند و اسبوعہ این کتبِ مبارکہ دیک پاره قرآن مجید و شجرہ شریفہ منظومہ حضرت ایشان بہ اُردو، و دوائے گنج العرش و سورۃ یاسین ہر روز می خواندند حضرت ایشان را دو مَسحہ بود یکے یک صدی دیگرے پنج صدی۔ کلماتِ مبارکہ سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ یک یک ہزار بار ہر روز می خواندند۔ وغیر از ماہِ صیام روزہ ہائے نقلی بہ کثرت می داشتند۔ و سلوکِ مجددیہ از اول تا آخر بہ وجہِ انکم داعی حاصل کردہ بودند۔ در کوئٹہ روزے حضرت ایشان فرمودند: "والدہ شمایان را مقامِ بلند است۔ احوالِ باطن ایشان بسیار خوب است۔" تربیت و تعلیم و ارشادِ نسا را کاملاً متعلق بہ ایشان بود۔ چنانچہ حلقہ می کردند و توجہ می دادند۔ اگر واقعہ بیان می کردند حضرت ایشان تصویب و تحسین می کردند۔ روزے مکاشفہ خود را عرض کردند کہ حضرت کلان را دیدم (حضرت شاہ احمد سعید را حضرت سیدی الوالد حضرت کلان می فرمودند) و بیان صورتِ مبارکہ کردند حضرت ایشان تصویب فرمودند خوش شدند۔ در اواخر سالِ چہلم از ایہ چہار دہم چون طبیعتِ ایشان ناساز شد و در کوئٹہ در مستشفی داخل شدند، طبیبہ برائے دید و ملاقات ایشان روز یکشنبہ مقرر کرد۔ آن روز حضرت ایشان و ماہر سہ برادر برائے زیارت ایشان می رفتیم۔ چون کہ حالتِ ایشان بسیار در خطر بود ازین جہت طبیبہ بہ تاکید ہدایت کردہ بود کہ نزد ایشان خلافِ طبع ایشان حرفے گفتہ نہ شود۔ جناب ہمیشہ گان بہ ہدایت حضرت والدہ صاحبہ برائے حضرت ایشان و مایان انتظام چائے شیر می کردند۔ دران مرضِ سخت کہ جناب ایشان را طاقتِ تکلم ہم کم بود، از حضرت ایشان استفسار کردند کہ نماز چہ گونه ادا نمایم۔ طاقتِ نشست و حرکت نہ دارم۔ حضرت ایشان فرمودند۔ بہ اشارہ نماز ادا کنید۔ علالتِ ایشان تا روزِ وصال حضرت ایشان طوالت کشید حضرت ایشان از اوائل ماہِ شوال از وجہِ علالتِ ایشان و انکم الحزن و التالم بودند۔ عاجز سابقاً بیان کردہ کہ روزے در دہلی حضرت ایشان بہ عاجز فرمودند۔ زید۔ اگر رفاقت ما خوش داری صبر کن و با ما در عربہ بہ خانہ مراجعت کنی۔ حضرت ایشان بعد از نواختِ ہشت از مستشفی روانہ می شدند و غروب آفتاب دران ایام بہ نواختِ پنج و نیم بودہ حضرت ایشان بیرونِ مسکنِ مریضیہ در خیمہ قیام می کردند۔ عاجز از بیکاری و تنہائی گران خاطر شدہ در صحنِ مسکن آہستہ آہستہ قدم می زد و بہ دلِ خود می گفت۔ چرا توقف کردی و خود را پریشان ساختی، عاجز دینِ خیال مصروف بود کہ حضرت ایشان بہ استعجال بر بہنہ پا از خیمہ بہ مسکن تشریف آورده ہر دو



دست مبارک را بر شانہائے عاجز نہادہ بہ ملاحظت تمام فرمودند۔ زید پریشان مشوا والدہ شما خدمت مابسیار کردہ و مامی خواہیم کہ قدرے معاوضہ ادا کنیم۔ بہ ساعت ہشت از شب در مرض ایشان شدت می شود۔ در آن وقت عیادت کردن بہتر است۔ حال اوقت بہ ہشت قریب رسیدہ۔ ماعیادت کردہ بہ خانہ می رویم۔ و یک روز قبل از وفات خود از عاجز احوال حضرت والدہ ماجدہ استفسار کردند۔ دکان ذالک من افاخیر کلامیہ۔

ولادت حضرت والدہ ماجدہ غالباً در ۱۳۸۴ ہجری بودہ۔ ایشان را دو برادر بودند۔ جناب محمد اسماعیل کہ از ایشان کلان تر بودند و ایشان را اولاد پیدا نہ شد۔ و محمد اسحاق کہ از ایشان خورد بودند۔ دو دختر داشتند۔ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا وَ رَضِيَ عَنْهُمْ وَ رَفَعَ مَكَانَهُمْ وَ رَزَقَهُمْ مَّعِيَّةَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَيْتِ يَتِ وَ الْبَيْتِ يَتِ يَتِ وَ الشَّهَدَاءِ وَ الصَّالِحِيْنَ۔

عاجز و برادر عزیز حضرت ابوالسدر سالم سلمہ اللہ و حفظہ برائے تحصیل علم قصد مصر کردیم۔ اولاً از جناب ایشان اجازت طلب کردیم۔ پروردگار درجات ایشان را بلند تر فرماید اجازت دادند و ما ہر دو بہ روز شنبہ بست و دوم ذی القعدہ ۱۳۴۹ ہجری (۱۱ اپریل ۱۹۳۱ء) بہ مصر روانہ شدیم۔ چون آیام مراجعت مایان قریب شد در کونٹہ بلوچستان بہ شب جمعہ بہ وقت تہجد (افضل اوقات) بست و ہفتم ماہ صفر ۱۳۵۳ ہجری (۳۱ مئی ۱۹۳۵ء) زلزال عظیم واقع شد ہزاران افراد درین حادثہ شہید شدند، حضرت والدہ ماجدہ نیز درین حادثہ جام شہادت نوشیدند۔ عاجز تاریخ وفات ایشان چنین گفتہ۔

کونٹہ سرداپہ وحشت شدہ	وای بر تنگے کہ از رنجفت شدہ
مردمان در ناز و نعمت محو خواب	یک بہ یک نازل چنان آفت شدہ
تیرہ و تار یک شب دین زلزلہ	آہ ظلمت بر سر ظلمت شدہ
گلستان ویران و عمران شد خراب	حال مردم باعث عبرت شدہ
نے کسے غمخوار و نے پُرساں حال	زندگانی بر لبش زحمت شدہ
نے کسے را مال نافع نے ولہ	ہمو محشر آن زمان حالت شدہ
دشمنان را دشمنی از یاد رفت	دوستی مفقود از خلقت شدہ
ہر نفس از بیم و ترس رست خیز	رو بہ صحرا مونس و صدمت شدہ
و تری الناس سکاری از عذاب	منطق بر مال این اُمت شدہ
چشم گر بدین بود از بہر خلق	بے ثباتی جہان مُثبت شدہ



فَاعْتَبِرْ يَا غَافِلًا عَمَّا تَشْرَى  
 اندرین گردابِ رحمتِ مادرم  
 تودا بے خاکِ برجمِ نزار  
 عبدِ رحمان، عائشہ، زینب چنان  
 بد نصیبِ شانِ شہادتِ ازازل  
 من بہ ملکِ مصر و آمد این خبر  
 رفت ایامِ خوشی و خرمی  
 جنتِ حق زیرِ پائے مادران  
 زید گر پرسد کسے سالِ وصال  
 اے بسا حسرت کہ از غفلت شدہ  
 داغِ فرقت ماندہ و نصبت شدہ  
 انتقالِ شان بہ این صورت شدہ  
 در سفر با جدہ ہسم صحبت شدہ  
 بہر شانِ زین زلزہ رحمت شدہ  
 دائے صد گزبت کہ در غربت شدہ  
 حیف در بختم کنون حسرت شدہ  
 خدمتِ شان موجبِ عزت شدہ  
 گو "مقامِ عالیش جنت شدہ"

چون از بالائے ایشان چوبِ دشت و خاک را برداشتند دیدند کہ بر سجادہ سر بہ سجود اندکستجہ در دست  
 راست ایشان بود، غالباً جناب ایشان تہجد خواندہ بہ ذکر شریف مصروف بودند کہ وفات ایشان شد۔ نور  
 اللہ تریبتہما۔

## اولادِ صلیبی

حق تعالیٰ حضرت ایشان را چہارہ اولاد عنایت کرد، از بطن زوجہ اولی سہ دختر و از بطن زوجہ اتہری  
 سہ پسر و ہشت دختر و دو اولاد از یک دختر کہ در حیات حضرت ایشان پیدا شد۔

معمول حضرت ایشان بود کہ بعد ولادتِ طفل در گوشِ راست اذان و در چپ تکبیر می گفتند و بہ روز  
 ہفتم عقیقہ می کردند برائے فرزند و بزر و برائے دختر یک بزر و یک می کردند و آن روز موئے سر مولود نمی  
 تراشیدند و موئے سر را بہ نقرہ وزن کرد و تصدیق می کردند و بہ وقت ذبح این دعاے ماثورہ می خواندند  
 اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ عَقِيقَةُ ابْنِي (و باز نام مولود می گرفتند) دُعْمَاهُ بِدَمِيهِ وَ تَحْمِيْلُهَا بِالْحَمْدِ وَ عَظَمَتُهَا بِعَظَمَتِي وَ جَنَدُهَا  
 بِجَلْدِي وَ شَفَعُهَا بِشَفْعِي اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا نِزَاءً لِابْنِي (نام مولود) مِنَ النَّارِ وَ عَقِيقَةُ دَخْتَرٍ جَائِئِي ابْنَتِي  
 می گفتند و ضمائم را نیت می آوردند۔ و چون حق تعالیٰ حضرت ایشان را دو نواسہ عنایت کرد بہ طریقہ مندرجہ  
 بالا عقیقہ کردند و فرمودند کہ بعد از تراشیدن موئے سر زعفران را در آب ساییدہ بر سر مولود مالند۔

اولاد زوجہ اولی۔ (۱) بی بی عابدہ، بہ جمادی الاول ۱۲۹۹ھ متولد شد و بعد از پنج ماہ در شوال فوت  
 کرد و در اعطاف حضرت شاہ جمال اللہ قدس سرہ بہ جہتِ جنوب از مزارِ پُرانوار جدِ بزرگوار خود در رام پور  
 مدفون گشت۔ (۲) بی بی صابرہ بہ ماہ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ متولد شد چند ماہ زندہ ماندہ در خانقاہ شریف



دہلی وفات یافت و نزد دروازہ تبسج خانہ مدفون گشت۔ (۳) بی بی کاملہ در ۱۳۱۴ متولد شد و ہفتہ روز زندہ ماندہ رحلت کرد و در راسپورہ و راحاطہ شاہ جمال اللہ قدس سرہ بہ پہلوئے خواہر کلان خود مدفون گشت جَعَلَهُ اللہُ اَجْرًا وَ ذَخْرًا لِلْاَبْوَابِ الْکَرِیْمِیْنَ۔

اولاد زوجہ آخری کہ حضرت والدہ ماجدہ ماہر شش برادر و خواہرند، درج ذیل است :-

(۱) بی بی احمدی (۲) بی بی محمدی (۳) بی بی فاطمہ (۴) بی بی صدیقی (۵) بی بی فاروقی (۶) ابوالفیض بلال (۷) بی بی عثمانی (۸) بی بی حیدری (۹) بی بی امت اللہ (۱۰) ابوالحسن زبید (۱۱) ابوالسعد سالم۔  
بی بی احمدی در ۱۳۰۳ در مکہ مکرمہ متولد شد و در اواخر ۱۳۰۶ در خانقاہ شریف دہلی وفات یافت و بہ پہلوئے خواہر خود بی بی صابرہ در خانقاہ شریف مدفون گشت۔ و بی بی محمدی در ماہ محرم ۱۳۰۶ متولد شد و بعد از سہ چار ماہ رحلت کرد و بہ احاطہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ بہ جہت جنوب از مزار پیرانوار مدفون گشت۔ و بی بی فاطمہ در اواخر ۱۳۰۹ متولد شد و در اوائل ۱۳۱۰ رحلت کرد و بہ پہلوئے خواہر خود در قبرستان حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ مدفون گشت۔ و بی بی عثمانی در ۱۳۱۰ در خانقاہ شریف دہلی متولد شد و در اوائل جمادی الآخرہ ۱۳۲۱ در کوٹہ وفات یافت و از شہر کوٹہ فاصلہ پنج میل بہ جہت غرب برابر چمن در زمینات قریہ چوبی مدفون گشت۔ و بی بی حیدری بہ ماہ شعبان ۱۳۲۱ در خانقاہ شریف دہلی متولی شد و بعد از چند ماہ در کوٹہ وفات یافت و بہ پہلوئے خواہر خود عثمانی مدفون گشت جَعَلَهُ اللہُ اَجْرًا وَ ذَخْرًا لِلْاَبْوَابِ الْکَرِیْمِیْنَ۔

چون حضرت ایشان قدس سرہ از دنیا رحلت فرمودند از اولاد سہ دختر و سہ پسر گزاشتند عاجز اولاد بیان دختران و باز بیان پسران می کند۔ و در پسران بعد از حضرت برادر کلان بیان برادر عزیز خود خواہد آمد و در آخر بیان این عاجز ناکارہ خواہد بود۔

ولادت ایشان در خانقاہ شریف دہلی در ۱۳۱۳ شد و از روز ولادت **محترمہ بی بی صدیقی** تا روز ارتحال از مرض مالی نہ ماند حضرت ایشان قدس سرہ را شش بنات یافتہ بودند و حضرت والدہ ماجدہ راسہ بنات، لہذا ہر دو حضرات را با ایشان غایت محبت و ارتباط بود و این محبت و ارتباط تا آخر ایام بود۔ از مداومت امراض در مزاج ایشان بسیار نزاکت پیدا شدہ بود کہ طاقت ادنی مخالفت نہ داشت۔ ومع ہذا اشتغال ایشان بہ ذکر شریف و طاعات بیشتر بود و حرارت ذکر شریف نیز اثر کردہ بود۔ نکاح ایشان با سید رؤف احمد شاہ فرزند اکبر سید احمد شاہ قصوری شدہ بود۔ سید رؤف احمد شاہ را تکلیف دماغی دو بار رسیدہ بود بار اول دوسہ نفر بر سرش چو بہانہ بودند۔



خون بسیار آمد و مدت صاحب فراش ماند و بار دیگر از شتر بیفتاد و سرش به شنگی صدره خورد و ازین صدمات احوال و دماغش خراب شد۔ لہذا توافق در زوجین پیدا نہ شد۔ دو بار ہمیشہ محترمہ بہ تصور رفت و پروردگار دو دختر عنایت کرد۔ محمدی کہ ولادتش در کوٹہ بہ بست و سوم رمضان ۱۳۳۳ھ (۲۴ جولائی ۱۹۱۶ء) بودہ حضرت ایشان نامش محمدی نہادید۔ و اتمہ الرحمٰن بہ ماہ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ (دسمبر ۱۹۲۰ء) بہ خانقاہ شریف دہلی متولد شد و حضرت ایشان این نام نہادند۔ عاجز برائے تحصیل علم بہ مصر رفتہ بود کہ جناب ہمیشہ محترمہ بہ روز جمعہ ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ ۶ مئی ۱۹۳۲ء۔ بہ عمر سی و ہشت سال رحلت فرمود و در خانقاہ شریف بیرون محجر مبارک بہ جہت شمال مدفون شدند۔ رَحِمَہُمَا اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُمَا۔ دختران ایشان را حضرت والدہ ماجدہ تربیت کرد و حضرت برادر کلان عقد نکاح محمدی بہ روز شنبہ بست و نہم رمضان ۱۳۵۲ھ ہجری۔ ۱۶ جنوری ۱۹۳۴ء۔ در کابل با حافظ قاری عبداللہ کردند پروردگار محمدی را دو پسر عباد اللہ و نجیب اللہ و سہ دختر رضیہ، صالحہ، ثریا عنایت کردہ۔ ہفت سال می شود حافظ قاری عبداللہ رحلت نمودہ رَحِمَہُ اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔ و نکاح اتمہ الرحمٰن با عبد الوحید پسر ڈاکٹر اشفاق محمد امقرسری بہ دو شنبہ بست و ششم شوال ۱۳۵۳ھ ۲ فروری ۱۹۳۵ء۔ شد۔ پروردگار شش پسر و شش دختر عنایت کرد۔ (۱) عبد الرحیم ولادتش بہ جمعہ پنجم ذی القعدہ ۱۳۵۵ھ۔ ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء۔ بود۔ و در ربیعان شباب و دپسرویک دختر یادگار خود گزارشتہ و رزی الحجہ ۱۳۸۶ھ۔ مارچ ۱۹۶۷ء۔ رحلت نمود۔ رَحِمَہُمَا اللہُ وَرَضِیَ عَنْہُ۔ (۲) بلقیس زمان کہ بہ شنبہ ۲۳ شوال ۱۳۵۷ھ۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۸ء۔ متولد شدہ، و ہی صَاحِبَۃُ الْاَوْلَادِ۔ (۳) خیر النساء کہ بہ شنبہ بست و سوم صفر ۱۳۵۹ھ۔ ۲ اپریل ۱۹۴۰ء۔ متولد شد و بعد چندے رحلت کرد۔ بَجَلِہَا اللہُ اَجْرًا وَ ذُحْرًا لِلْوَالِدَیْنِ۔ (۴) لفیس زماں متولدہ سہ شنبہ یکم جمادی الآخرہ ۱۳۶۱ھ۔ ۱۶ جون ۱۹۴۲ء۔ بفضل پروردگار اولاد دارد (۵) عبد الواحد متولد پنجشنبہ نوزدہم رجب ۱۳۶۲ھ۔ ۲۲ جولائی ۱۹۴۳ء۔ وَلَدُ الْاَوْلَادِ (۶) عبد الاحد متولد شنبہ پنجم رمضان ۱۳۶۴ھ۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۵ء۔ وَلَدُ الْاَوْلَادِ (۷) عبد الصمد متولد سہ شنبہ سیزدہم صفر ۱۳۶۶ھ۔ ۷ جنوری ۱۹۴۷ء۔ اولاد دارد (۸) ناہید بانو متولدہ سہ شنبہ یکم ذی الحجہ ۱۳۶۹ھ۔ ۳ اکتوبر ۱۹۵۰ء۔ متزوجہ است (۹) طارق متولد سہ شنبہ بست و نہم شوال ۱۳۷۱ھ۔ ۲۲ جولائی ۱۹۵۲ء۔ (۱۰) خالد متولد چہار شنبہ نوزدہم صفر ۱۳۷۳ھ۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۳ء۔ (۱۱) یاسمین بانو متولدہ یکشنبہ بست و پنجم رمضان ۱۳۷۵ھ۔ ۶ مئی ۱۹۵۶ء۔ شاہین بانو متولدہ یکشنبہ بست و سوم جمادی الآخرہ ۱۳۷۸ھ۔ ۴ جنوری ۱۹۵۹ء۔ سَلَّمَ اللہُ الْجَمِیْعَ وَ حَفِظَہُمْ۔

محترمہ بی بی فاروقی | ولادت ایشان در خانقاہ شریف دہلی در ۱۳۱۵ھ شد و در ۱۳۳۹ھ



نکاح ایشان بانواب زادہ لئیق احمد خان فرزند نواب زادہ فاخر احمد خان انصاری پانی پتی شد لئیق احمد خان  
نسباً از اولاد حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ است و مادر ایشان بنت البنت قاضی محفوظ اللہ  
من احفاد قاضی ثنار اللہ پانی پتی قدس سرہ بودہ۔ لہذا خانہ مسکونہ حضرت قاضی ثنار اللہ وراثتہ بہ لئیق احمد خان  
رسیدہ بود۔ و در بہان خانہ قیام ہمیشہ صاحبہ تاقسیم ہند بود۔ در ۱۳۶۶ھ بمطابق ۱۹۴۷ء پنجاب دہلی وغیرہ  
گہوارہ قتل و قتال گشت، نواب زادہ را حکومت نظر بند کرد۔ چون شہر پانی پت از مسلمانان خالی شد و  
ہمیشہ صاحبہ تمام مال و دولت و ظروف و ثیاب را گزاشتہ در جامہ ہائے کہ بر تن داشتند با اولاد  
خود بہ لاہور ہجرت کردند۔ حکومت نواب زادہ را آزاد کرد۔ خانہ ایشان را ہندوان نہیب کردہ بودند۔  
زائد از دو و نیم سیر انجلیزی زیر سرخ بود۔ و یک تفنگ قیمتی کہ بہ دو ہزار کلدار گرفتہ بودند۔ ایشان  
پس از بربادی خانہ و شہر خود با صد دروالم بہ لاہور رسیدند۔ پروردگار لطف خاص فرمود کہ در شارع  
آئیٹ یک محل خوب یافتند کہ آن را رقم نہ است۔ از فکر ہائش آزاد شدند و در فکر خورد و نوش و  
باس چند سال رحمتہا کشیدند و بالآخر۔ قَاتَ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ را ظہور شد و  
آسائش و راحت تمام بہ نصیب آمد۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَلَهُ الشُّكْرُ۔ جناب ہمیشہ محترمہ در لاہور بہ دو شنبہ  
شانزدہم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ۔ ۲ جون ۱۹۶۹ء۔ وفات یافتند و در گورستان بی بی مدفون شدند،  
عاجز از عبارت " بہ روز دو شنبہ شانزدہم ربیع الاول " سال وفات دریافتہ است۔ رَحِمَہُمَا اللّٰہُ  
وَرَضِیَ عَنْہَا وَتَوَسَّلْ بِحَبِیْبَہَا۔ پروردگار ایشان را شش اولاد پسرسہ دختر عنایت کرد۔ ۱۔ آخری  
بانو ۲۔ انوری بانو ۳۔ فاروق احمد خان ۴۔ صادقہ بانو ۵۔ انوار احمد خان ۶۔ نسیم احمد خان۔ ولادت  
آخری بانو بہ بست و نہم رجب ۱۳۳۱ھ، ولادت انوری بانو بہ ۱۳۴۲ھ وفات بہ ۱۳۵۰ھ  
بودہ، ولادت فاروق احمد خان در ۱۳۴۴ھ بودہ، اصغر احمد نام تاریخی است۔ نکاحش بابی بی  
رابعہ دختر حضرت برادر کلان شدہ۔ حق تعالی بہ یکشنبہ بست و چہارم رمضان ۱۳۸۸ھ۔ ۱۵ دسمبر  
۱۹۶۸ء۔ توأم دو دختر عنایت کرد نام یکے نرہیت و نام دیگرے نکہت است، سَلَمَہُمَا اللّٰہُ  
وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِمَا۔ ولادت صادقہ بانو در ۱۳۴۸ھ بودہ، ولادت انوار احمد در ۱۳۵۰ھ بودہ، از۔  
محمد مظہر جان جہان۔ سال ولادت ظاہر است در ۱۳۹۰ھ با طیبہ خاتون نکاح کرد پروردگار سہ دختر  
عنایت کردہ، ناعمہ در ۱۳۹۱ھ و زبیرہ در ۱۳۹۲ھ و ندیمہ در اوّل ۱۳۹۴ھ۔ سَلَمَہُنَّ اللّٰہُ وَسَلَّمَ  
اَبَوَیْہِنَّ۔ ولادت نسیم احمد خان در ۱۳۵۳ھ بودہ، بہ جمعہ بست و چہارم صفر ۱۳۹۳ھ۔ ۶ جولائی  
۱۹۷۳ھ۔ باغوالہ دختر حمید اللہ خان پسر ڈاکٹر عنایت اللہ خان دہلوی کہ از مخلصین حضرت سیدی الولد



قدس سرہ بودہ نکاح کرد پروردگار درین سال روان (۱۳۹۳ھ) دختر عنایت کرد که نامش جمالہ است۔  
 سَلَّمَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی وَسَلَّمْ أَبَوٰیہَا۔

ولادت ایشان بہ بستم محرم ۱۳۲۳ھ۔ ۲۶ مارچ ۱۹۰۵ء۔ بودہ۔

نکاح ایشان بہ دوشنبہ پانزدہم شوال ۱۳۲۵ھ۔ ۱۸ اپریل ۱۹۰۶ء۔

### محترمہ بی بی امۃ اللہ

باپیر جی سید محبوب علی شاہ فرزند سید محبت علی شاہ ساکن موضع قادری باغ، از توابع بلند شہر شد، سید محبوب علی شاہ — از سلالہ مطیبہ سیدنا عبدالقادر حیلانی است قدس اللہ سرہ الاقدس۔ و شریفاً چشتی صابری است، و ارتباط بہ سلسلہ قادریہ ہم دارد و با حضرات مشائخ کرام و ادویائے عظام عقیدت و محبت تام دارد۔ از وہابیت و نزعات و ہابیت قطعاً برکنار است۔ پروردگار ایشان را وہ اولاد عنایت کردہ ۱۔ حمیل فاطمہ ۲۔ عزیز فاطمہ ۳۔ آل علی ۴۔ سلیم فاطمہ ۵۔ عظیم القدر ۶۔ عقیل فاطمہ ۷۔ سید حسن ۸۔ سید حسین معروف بہ منظر علی ۹۔ سید منید علی ۱۰۔ حسین فاطمہ و معروف بہ شکیل فاطمہ۔ ازین جملہ آل علی کہ در ۱۳۵۱ھ متولد شدہ بود و عقیل فاطمہ کہ در ۱۳۵۶ھ متولد شد و سید حسن کہ در ۱۳۵۹ھ متولد شد و خورد سالی بہ دار النعیم شافقتند۔ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ اٰخِرًا وَ ذٰخِرًا لِّلْوَالدِّیْنِ۔ و ولادت حمیل فاطمہ در ۱۳۲۶ھ شدہ۔ نام تاریخی غریب فاطمہ است۔ نکاحش با سید اقبال کہ در ساڈھو راقیام داشت کہ در شرقی پنجاب واقع است۔ و بعد از تقسیم ہند ہجرت بہ جنگ کرد۔ سید اقبال کہ ہم جد پیر جی سید محبوب علی شاہ است شد۔ پروردگار ایشان را سا اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ حور جنان خاتون معروف بہ روحی کہ در ۱۳۴۵ھ متولد شدہ و نامش تاریخی است، ۲۔ سید فیروز بخت کہ در ۱۳۴۸ھ متولد شدہ و نامش تاریخی است، ۳۔ زکس خاتون کہ در ۱۳۴۸ھ متولد شدہ و نامش تاریخی است۔ ولادت عزیز فاطمہ در ۱۳۴۸ھ بودہ از غریب فاطمہ سال ولادت ظاہر است۔ و نکاحش با سید آصف علی ولد اشرف علی شد کہ در دیبائی علاقہ بلند شہر قیام داشت و بعد از تقسیم ہند بہ کراچی ہجرت کرد۔ پروردگار چہار اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ طیبہ خاتون کہ درین وقت بہت و دو سالہ است ۲۔ ضیاء الاسلام کہ درین وقت شانزدہ سالہ است، ۳۔ توصیف علی کہ درین وقت دوازہ سالہ است ۴۔ محی الاسلام کہ درین وقت بہشت سالہ است۔ ولادت سید عظیم القدر بہ پنجشنبہ نجم شعبان ۱۳۵۵ھ۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۳۶ء۔ بودہ و عظیم القدر تاریخی نام است۔ نکاحش بابی بی بشار دختر پیر ضامن نظامی سجادہ نشین درگاہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ، شدہ و پروردگار سا اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ سیدہ خاتون کہ درین وقت سیزدہ سالہ است ۲۔ سعیدہ خاتون کہ یازدہ سالہ است ۳۔ عالی جناب مظفر کہ ہفت سالہ است در ۱۳۵۸ھ ولادتش شدہ و نامش تاریخی است۔ ولادت سید حسین معروف بہ منظر علی بہ شنبہ بہشت دوم ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ۔ ۱۰ جنوری ۱۹۴۲ء۔ بودہ۔ نام تاریخی منظر جوید حسین



است۔ ولادت سید جنید علی بہ جمعہ بست و منقہ شوال ۱۳۶۲ھ۔ ۵ اکتوبر ۱۹۴۵ء۔ ہووے۔ نام تاربخیش غلام صابر است۔ ولادت حنین فاطمہ کے ورے راشکیل فاطمہ نیز گویند بہ شنبہ سیم ربیع الآخر ۱۳۶۸ھ۔ یکم ماہج ۱۹۴۹ء۔ ہووے۔ برادر خور و حضرت ابوالسعد سالم دران وقت در قادری باغ بودند از گل قادری باغ۔ سال ولادتش دریافتہ اندختہ تاریخ جمیل است۔ بہ شنبہ نوزدہم ربیع الاول ۱۳۹۲ھ۔ ۱۳ اپریل ۱۹۷۴ء۔ نکاح حسینہ دمی شکیلہ با خواجہ معین نظامی فرزند پیر ضامن نظامی شد و بہ چہار شنبہ منقہ صفر ۱۳۹۵ھ ہجری ۱۹ فروری ۱۹۷۵ء۔ پروردگار لپس عنایت کرد و نامش مجیب نظامی است۔ سَلَّمَهُ اللّٰہُ وَآلَہٗ وَسَلَّمَ۔

### برادر محترم حضرت ابوالفیض بلال ادام اللہ ارشادہ

**ولادت و تسمیہ** حضرت ایشان قدس سرہ را از زوجہ اولیٰ سہ دختر و از زوجہ آخریٰ کہ حضرت والدہ ماجدہ این عاجز انداجنح دختر شدہ بود در دور کبھلت داخل شدند و عمر شریف بہ چہل و شش سال رسید کہ دعائے حضرت ایشان هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا بِرُشْنِيْ مَقْرُونِ بہ اجابت گردید و بہ شب جمعہ بست و نہم رجب ۱۳۱۸ھ۔ ۲۳ نومبر ۱۹۰۰ء کہ دوم قوس ۱۳۶۹ شمسی ہجری بود۔ ولادت با سعادت حضرت برادر کلان شد بہ صبح آن شب حضرت ایشان از تسبیح خانہ برآمدند و عبدالحکیم ذقانی را نزد محضر شریف دیدہ فرمودند۔ پروردگار ما را فرزند عنایت کردہ۔ عبدالحکیم عرض کرد۔ اسم گرامی عبد الرحمن تجویز فرماید۔ غالباً عبدالحکیم نظر بر آیت مبارکہ۔ قُلْ اِذْعُوْا اللّٰہَ اَوْ اِذْعُوْا الرَّحْمٰنَ۔ کردہ تجویز این مبارک نام کردہ باشد چہ اسم گرامی حضرت ایشان عبد اللہ بود۔ فرمودند۔ ما این نخت جگر را بہ نام خادم و مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال موسوم کردہ ایم۔ و حضرت ایشان بہ مخلص پاک طینت حاجی عبد اللہ عمر مبین بہ بمبئی نوشتہ اند حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ را یک غلام موسوم بہ بلال بود کہ مرتبہ بس عالی داشت۔ جدما حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمودہ اند۔ ابوبکر سَیِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَیِّدُنَا۔ یعنی ابوبکر سردار ما است و او آزاد کردہ سردار ما را کہ آن حضرت بلال است۔ بہ نیت تحصیل برکات نام فرزند خود بلال نہادیم۔ بر زبان مبارک رسول مقبول بہ اندازہ کہ نام بلال آمدہ، شاید نام کسے دیگر نیامدہ باشد و حضرت ایشان بر ورقے این دو شعر عربی نوشتہ اند۔

بَاقِيْ اَدْعِيْ فِي الْوَرَقِ بِاسْمِہِ السَّلَامِ

بَلَالُ رَسُوْلِ اللّٰہِ لِيْ مِنْہٗ ذِمَّةٌ

سَمِيْتُكَ اَرْجُوْاَنْ تَفِيضَ عَلٰی قَلْبِيْ

بَلَالُ رَسُوْلِ اللّٰہِ يَا سَيِّدَ الصَّغْبِ

وہر۔ تَفِيضَ عَلٰی قَلْبِيْ علامت نسخہ نہادہ۔ تَنْوِزْ لِيْ قَلْبِيْ۔ نوشتہ اند (شعراول) بر بلال رسول



اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرا یک ذمہ است کہ من در علاقہ بہ نام بلند مرتبت ادیا کردہ می شوم۔ (شعروم ۴)  
 بلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وائے سردارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، ہنام شامی باشم و امیدوارم کہ  
 بر دل من فیضان فرمائی، یا کہ بر ایم و لم را منور گردانی۔

خبر ولادت ایشان مثل برق در افغانستان و کوئٹہ بہ سرعت رسید۔ و مخلصین صادقین پروردگار  
 جل شانہ و عم احسانہ را شکر ہا بہ جا آوردند و جا بہ جا دُنبہ ہا ذبح کردہ دوستان را نان و قورمہ دادند و برائے حضرت  
 برادرِ گلان دعا کردند۔ امام مسلم در صحیح خود از حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کردہ اند۔ دَعَاؤُا لِّلْمُسْلِمِ  
 لَا يَخِيْتُهُ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ اَلَمْ۔ چہ جائے این لشکرِ دعا ہائے پاک دل افراد کہ در اقطارِ ارض کردند۔  
 ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ۔

خورد سال بودند کہ اصلاح الف با بر لوح از جناب امیر خان کہ از حضرت شاہ احمد سعید بیعت  
 بودند گرفتند و برائے تعلیم ایشان مولوی محمد اسحاق میرٹھی و باز مولانا سید عبد الجلیل جبرولی مقرر شدند و در آن  
 ایام پروردگار از انطاکیہ (ملک شام) قاری عبد الغنی را فرستاد و مخارج حروف را از ایشان درست  
 کردند۔ روزی حضرت ایشان در خانقاہ شریف دہلی بہ حلقہ و توجہ مصروف بودند بنشی احمد حسین دہلوی  
 آن وقت حاضر بود۔ بہ عاجز بیان کرد کہ حضرت برادر صاحب را گزیر شد۔ حضرت ایشان چون ایشان  
 را دیدند بہ اہل حلقہ فرمودند: شما یان بہ قوت و محنت دہائے خود را بہ ذکر شریف مشغول می سازید و  
 دلِ بلال ما از خود مشغول بہ ذکر شریف است۔ عاجز در کتابے دیدہ است، کہ بزرگے مصروف حلقہ و  
 ذکر شریف بود و از اولادِ آن بزرگ یک بچہ بہ نزدیکی ایشان محو خواب بود۔ آن بزرگ بہ اہل حلقہ فرمود:  
 گمان نہ برید کہ این طفل خوابیدہ از فیوضات ربانیہ محروم ماندہ شبِ نیم را اثر عام است، ہر کہ در فضاء  
 باشد متاثر می شود، خوابیدہ بود یا بیدار فرق نہ دارد، ہمین حال مجالس ذکر و صحبت اولیا ماست۔  
 حضرت ایشان بہ دوران تمشید و تفریح از جناب ایشان استماع کلام الہی می کردند و چند سال این معمول  
 دوام یافت۔ عاجز ملاحظہ کردہ کہ حضرت ایشان را عنایتے خاص بر احوال جناب ایشان بود۔ در مکتوبے  
 نوشتہ اند۔ کما تقدم فی المکاتیب المبارکۃ۔ برخوردار محمود الخصال حضرت بلال حفظہ اللہ الکبیر  
 المتعال عن اتباع النفس والشيطان والضلال وعن سوء المنقلب في الازل والمال وجعله رضى الافعال  
 والاقوال ذا صلاح وفلاح وفضل وکمال۔ در مکتوبے تحریر فرمودہ اند۔ مدح شاعر عبد اللہ بن عمر  
 وابنه بلال فقال۔ وبلال عبد اللہ خیر بلال۔ فغضب عبد اللہ بن عمر وقال کذبت، بل بلال  
 رسول اللہ خیر بلال۔ رضى الله عنهم ورحمهم قد عرفوا الحق وادعوا له۔ یعنی شاعرے مدح عبد اللہ



بن عمر و بلال کرد کہ فرزند ایشان است و گفت کہ بلال عبد اللہ خیر بلال است۔ ازین قول عبد اللہ بن عمر بہ غضب شد و گفت۔ دروغ گفتی بلکہ بلال رسول اللہ خیر بلال است۔ پروردگار راضی شود انہا درسم فرماید بر آنہا۔ این بزرگواران حق را دانستند و آن را منقاد گشتند۔ در سال سی و ہشت از ایہ چہاردم حضرت ایشان برادر کلان را با جماعتی از مخلصین دوی الجحی بہ رامپور فرستادند تا جناب ایشان با حضرات صاحبزادگان مجدویہ ملاقات کنند و کسانے را کہ تنگ دست باشند بہ دراہم معاونت کنند۔ قیام نزد حضرت عمہ محترمہ (امتہ الجلیل دختر حضرت شاہ محمد منظر قدس اللہ اسرارہما) کنند چون جناب ایشان با جماعت مخلصین بہ رامپور رسیدند درج ذیل مکتوب گرامی بہ ایشان ارسال داشتند۔ حضرت بلال بن عبد اللہ العمری مطالعہ نمایند۔ بہ اندازہ کہ خاطر و مراعات اقارب بکنید و آداب احترام مرعی دارید بہمان قدر سرت ما و سعادتندی شما است۔ تمام اقارب را ہفت یا ہشت بار دعوت طعام دہید۔ اگر ضرورت دراہم باشد بنویسید ما بہ ذریعہ برقیہ ارسال می داریم۔ اِنْفِقْ بِاَلَا ذَلَا تَخْشَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ اِغْلَا لَآ۔ و نماز شام و نماز خفتن را اہمیت کنید۔

بہ می عمارت دل کن کہ این جہان خراب دران سہاست کہ از خاک ما بسازد خشت

از طرف ما بہ افرادے کہ از ما کلان سال اند احترام و بہ افرادے کہ خورد سال اند دعا برسانید والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یکشنبہ چہارم ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ۔ حضرت برادر کلان تمام اقارب را کہ بیشتر از یک صد افراد بودند ہشت وقت دعوت طعام دادند و بہ ناداران ذکور اکاثرا و اُناتھا۔ یک ہزار و شش صد ہشتاد و شش روپیہ کداری تقسیم کردند۔ شیخ غلام احمد النسوی رحمہ اللہ در بیاضے تمام حساب را نوشتہ است۔ اتفاقاً آن بیاض بہ دست عاجز رسیدہ است۔ افرادے کہ نامہائے ایشان در بیاض اندراج یافتہ و کسے کہ بیاض را ترتیب دادہ و نوشتہ از جہان رحمت سرفرازند۔

آخرین و تم شود ہشت غبار	یادگارم خط بہ ماند در کتاب
بے گنہ بودم ز خاکم آنسید	با گناہان حیف می گردم تراب
چشم دارم زانکہ خواند این کتاب	از خدا خواہد نجاستم از عذاب

حضرت ایشان درین مکتوب گرامی ارشاد نبوی علی صا حبیہ اَلْفُ اَلْفُ صَلَٰةٌ وَ تَحِيَّۃٌ رَاقِلٌ كَرِهَ اَنَد۔ وَ ذَلِکَ اِنْفِقْ بِاَلَا الخ۔ قَالَ الْعُلَمَاءُ۔ اَصْلُهُ اِنْفِقْ یَا بِلَالِی بِالْاِضَافَةِ اِلٰی یَا اَلْمُتَّکِمِ۔ حُذِفَ حَرْفُ التَّنْدِیۃِ وَ اُبْدِلَ الْبَاءُ اَلْفَا کَمَا فِی مِثْلِ یَا غُلَامًا۔ از الفاظ این مکتوب گرامی دریائے مہر و محبت جوش می زند حضرت ایشان در تعلیم و تربیت ایشان سعیہامی کردیم و می خواستند کہ بہ سرعت تمام ظاہر و باطناً رضی الافعال



وَالْأَقْوَالِ ذَا صَلَاحٍ وَفَلَاحٍ وَفَضْلٍ وَكَمَالٍ: گزشتہ چون کہ داغ جناب ایشان کمزور بود بہ درو شقیقہ وسیلان  
نور از بینی بتلاشدند تقریباً دو سال این مرض لاحق بود حکیم حافظ محمد اجل خان شریفی و ڈاکٹر مختار احمد انصاری  
بہ حضرت ایشان گفتند کہ صاحبزادہ را کاملاً مشغول بہ سیر و تفریح دارید تا دو سال ہیج مطالعہ کتاب نہ کنند ورنہ  
لَا قَدَّرَ اللَّهُ - خطرہ جنون است۔ لہذا دو سال سلسلہ درس بند شد۔ سید امجد علی شاہ فرزند سید محمد علی شاہ فرزند  
جانفشان خان سردھنوی برائے ایشان تجویز شکار کردند بلکہ برائے ہفت روزہ بگووڑ کہ از توابع سہارنپور  
است ایشان را بردند حضرت ایشان ملا احمد خان مٹاخیل، ملاولی محمد سوخیل، ملا صاحب خان قمبرانی را با  
ایشان فرستادند۔ این عاجز نیز بہ رفاقت ایشان رفتہ بود۔ از سیر و شکار صحت ایشان بسیار خوب شد  
بہ دوران آن دو سال در کوٹہ طیل شد و عارضہ تب لاحق شد۔ ڈاکٹر انگیزی کہ بالین نام داشت  
بہ حضرت ایشان گفت کہ برائے پانزویہ بست روز تبدیلی ہوا ضروری است۔ باید کہ بہ وادی ہنہ ایشان  
را بفرسید۔ چنانچہ حضرت ایشان ملا خیر اللہ، سید احمد جان، ملا عمر، ہاشم جبرانی، محمد میر اندزی را با  
ایشان بہ ہنہ فرستادند۔ اگرچہ ہر روز یک نفر از احوال ایشان حضرت ایشان را خبر می داد اما تسکین  
نہ می شد۔ در اسبوع ثانی حضرت ایشان برائے دید ایشان تشریف بردند وہاں جا اقامت کردند غالباً  
سہ ماہ قیام حضرت ایشان دران جا بود۔ آن کج تنہائی از قدوم حضرت ایشان جائے ہو و ہا و  
إِلَّا اللَّهُ گشت۔

جناب ایشان علم ظاہر و حید وقت از مولوی خیر محمد اندزی و باز مدتے از ملا امان اللہ خان غلمی  
و مولانا احمد علی محدث میرٹھی و در مدد سہ مولوی عبدالرب از مولانا محبوب الہی و مولانا حکیم جی مظہر اللہ، و  
مولانا محمد شفیع و مولانا عبدالعلی محدث و مولانا محمد عمر گھوسوی خواندہ اند و شاطبیہ شریف را بہ معیت قاری  
نیاز احمد از حضرت ایشان بہ تحقیق و تدقیق تمام درس گرفتہ اند۔ و در خورد سالی از مولوی محمد اسحق و مولانا سید  
عبد الجلیل و قاری عبدالغنی شامی و جناب امیر خان استفادہ کردہ اند و بیشتر کتابہا را از جناب مولوی محمد عمر  
خواندہ اند و در اوّل ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ ھ خلعت خلافت در بر کردند و از ماہ رمضان ۱۳۳۵ ھ ہجری  
امامت فی الصلاۃ کہ اشارت بہ خلافت مطلقہ دارد، متعلق بہ جناب ایشان شد۔ عاجزی دید کہ از امامت  
جناب ایشان حضرت ایشان را انبساط حاصل می شد۔ دران ایام در دہلی حضرت ایشان عرس حضرت  
سید نور محمد بدایونی قدس سرہ کردند۔ در انجا وقت نماز رسید۔ جمعے از علما و فضلا موجود بود۔ مولانا کرامت اللہ  
خان و مولانا مفتی محمد مظہر اللہ پیش امام مسجد فتحپوری نیز موجود بودند آن وقت حضرت ایشان بہ  
حاضرین خطاب کردہ فرمودند۔ حالاً ما حضرت بلال را کراہت سپردہ ایم۔ و باز جناب ایشان



امامت کردند طالبانِ سلسلہ مبارکہ را جناب ایشان داخل سلسلہ می کردند بہ بست و چہارم رمضان ۱۳۳۶ھ از دہلی بازو بہ مرحومہ و بہ بست و چہار افراد از مخلصین افغانستان و بایک طباخ و زوجہ دے برائے حج روانہ شدند جناب مولانا محمد عمر را با خود گرفتند این عاجز نیز با عیال بہ رفاقت ایشان بود و شنبہ ۲۹ مئی ہشتم جوزا۔ یوم الوقوف بود۔ فی اللہ من شدۃ حیرۃ ذلک الیوم۔ از لفحات حر و بادِ سموم بے شمار افراد بہ ہلاکت رسید۔ ملا عبد الرؤف پشینوی و یک خروٹی از سرورہ بہ آنے ہلاک شدند حکومت سمنڈھانے بزرگ کندہ بود۔ اموات را بہ پہلوئے یک دیگر دو صف یا سه صف می نہادند و بالائے اموات قدرے خاک می انداختند و باز صفہائے اموات می چیدند و بہ این نوع تدفین اموات می شد۔ قلت آب مزید سبب کثرت اموات شد۔ میرزا محمد اسلم ساکن کوئٹہ آن جا علیل شد و بہ سوم محرم ۱۳۳۷ھ بہ کوئٹہ رسید و چند روز زندہ ماند و رحلت کرد۔ جان خان مشوڑی از واز خواہ فی المراجعت در جہاز رحلت نمود۔ واز نقاد و لفظ از منی علیل شدند و بہ خانہ رسیدہ فوت کردند۔ جناب ایشان فی مابعد دوبارہ برائے عمرہ و زیارت تشریف برہ اند۔

**زواج** | اواخر ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ عقد نکاح جناب ایشان بانی بی آمنہ دختر حضرت نور نیازی در کوئٹہ شد حضرت ایشان از وجہ علالت حضرت والدہ در بخوری خواہر کلان کبیدہ خاطر و طول بودند ناگاہ حضرت والدہ خواہش ظاہر کردند کہ نکاح جناب ایشان کردہ شود۔ طبیبتہ بہ حضرت ایشان گفت اگر می خواہید کہ مرخصی صحت یاب شود خواہش ایشان را رز نہ کنید۔ جناب والدہ صاحبہ دو سال قبل از حضرت نور و دخترش را طلب کردہ بودند و درین روز با حضرت نور با عیال خود در کوئٹہ مقیم بود۔ حضرت ایشان خواہش حضرت والدہ صاحبہ را مراعات کردہ نکاح ایشان با دختر حضرت نور کردند برائے دو شب حضرت والدہ صاحبہ از مستغنی بہ خانہ تشریف آوردہ بودند و طبیبتہ برائے خدمت یک نمرضہ را ہمراہ کردہ بود۔ برائے اشتراک در حفلہ زواج از دہلی مولوی بخش اللہ و حافظ عبد الحکیم و شیخ عبد الباری جوہری و از میرٹھ حافظ اشفاق الہی و از اچھرہ لاہور میان قمر الدین و برکت علی آمدہ بودند۔ مخلصین کوئٹہ ہمہ بودند و میرزا عظم خان کہ فی مابعد خان قلات شد مع فرزندان محمد اکرم و احمد یار و دران محفل شریک بودند۔ اگرچہ شرکاء قلیل بودند اما خیر و برکت بے اندازہ بود۔ حضرت والدہ صاحبہ موافق رسم ہندوستان فرمودند کہ جناب برادر صاحب را در نیارہ سوار کردہ بہ قیام گاہ حضرت نور بہ بند چون نیارہ آمد و حضرت ایشان را گفتہ شد کہ جناب ایشان را در نیارہ می برند۔ فرمودند خوب است۔ ما ہم با ایشان می رویم۔ مخلصان پاک نہاد چون حضرت ایشان را مسرور و نادان در نیارہ دیدند از و فورجذبات در وجد آمدند و برائے مخلوق تماشاے عجیب گشتند۔

خدا نیست آن کہ ذات بے مثلش نہ گردد ہرگز از مالے بہ مالے



## زلزالِ کوئٹہ

بہ شب جمعہ عند السحر ۲۷ ماہ صفر ۱۳۵۴ھ - ۳۱ سنی ۱۹۳۵ء - شہر کوئٹہ از حادثہ زلزالِ عظیم تباہ شد۔ بیشتر افراد از ساکنین آن دیار ہلاک شدند حضرت والدہ صاحبہ و جناب ایشان و عیال و اولاد ایشان زیر انقاض نہان گشتند چون کہ ایام تابستان بود و جماعت مخلصین در باغچہ و صحن مسجد بودند لہذا سببہا کردند و جناب ایشان و عیال ایشان و بر خوردار عبید الرحمن و عبد اللہ زنده بر آوردند اما حضرت والدہ ماجدہ و بر خوردار ابوالمجد عبد الرحمن و بی بی عائشہ و بی بی زینب جان بر نہ شدند۔ پروردگار جلّت حکمتہ آن وقت حضرت برادرِ کلان را عجب صبر و قوت برداشت عنایت کرد کہ از بیانش این عاجز قاصر است۔ اگرچہ عاجز در آن وقت بہ مصر بود لیکن از افراد کثیرہ واقعہ را بالتفصیل شنیدہ۔ از مخلصین پاک نہاد و وفّر شہید شدند یکے احمد نواز از قوم سر بریدہ و دیگرے سلیمان خروٹی۔ جناب ایشان در قریہ قمبرانی کہ بہ جہت جنوب بہ فاصلہ سہ میل در سرباب واقع است تا وقت عصر ہمہ را سپرد خاک کردند۔ چون عاجز از مصر آمد و احوال دیدمانی الفمیر خود را در نظمے بیان کرد۔ نام آن نظم "نغمہ ہجران" است و این نام تاریخی است کہ دال بر ۱۳۵۴ھ می باشد چون کہ کوئٹہ مصیف حضرت خیر زمان بود ازین جہت ذکر خیر حضرت ایشان نیز آمدہ و آن حصہ را عاجز در آخر فصل سوم ذکر کردہ و این جاتعلق بہ زلزلہ نقل کردہ می شود۔

یک زمان بگزار این ناز و خرام  
چشم و اکن تاکہ بینی صد عبر  
جائے عبرت گشتہ بہر خاص و عام  
ہم ز لالش در لطافت بے عدیل  
ہم بہ تہذیب و جمالش مفتخر  
مثل تارِ عقد را ہا مستوی  
ہمچو عقدے وسط جید و صد دان  
ہم خزانہش در طراوت چون بہار  
داشت ہم جمعے ز آرباب ہنر  
تاکہ ماند تذکرہ اندر کتاب  
در ولار و در محبت بے مثال  
پاک دل عبد الحلیم و آن رشید

اے صبا بشنوز محزونے کلام  
تابہ کے در لہو باشی بے خبر  
رؤ بہ سوئے کوئٹہ کن کان مقام  
بود شہرے با ہوائے بے مثیل  
بود شہرے با خلائق مذخّر  
ہمچو لو لو قصر ا در عمدگی  
در میان ہندو افغان آن مکان  
داشت از ہار و شمار بے شمار  
عیش و عشرت گرچہ بودہ بیشتر  
می نویسم نام چندے زان صحاب  
آن زچہ ہی دو برادر با کمال  
مخلصان با وفا ہر یک سعید



کا کڑاں را مثل تاج و سر بُزند  
 قاضی نفسِ محمد نوری  
 سید اکرم ز ساداتِ پشین  
 صاف دل عبد اللہ آن کان صفا  
 آن ایازِ کاکڑی یارِ تدیم  
 آن خدائے رحم وے رحم الہ  
 آن عبید اللہ مفتی و فیضیہ  
 آن بہا دل صاف از زنگارِ غل  
 ہر یکے را عشق و سوز و ساز بود  
 رحمتِ حق بود ہر یک بالیقین  
 زو بہیں آن ملک را بادِ صبا  
 بس بقائے ہست ذاتِ پاک  
 ہر چہ خواہی کند آن ذوالجلال  
 نڈل و حکمت در فعالش مضمر است  
 گرنواز و ہست اور رحمتِ آب  
 عزت و ذلت بہ دستِ قدرتش  
 مانع و معطی خدائے برتر است  
 گاہ ظاہری کند شانِ جمال  
 تاکہ عالم جملہ ماند بے گمان  
 شکر مولیٰ ہست واجب برانام  
 خُشک و زلزائے کافتد در بلاد  
 ہچنان شد قدرتِ داورِ عیان  
 کوٹہ بُد گرچہ یکتا در کمال  
 در شبِ تاریک وقتِ نیم شب  
 کے ہزار و تائب انسانِ مہین

بہر مرشدِ مثلِ بال و پر بُزند  
 سیدِ عالی نسب شیر علی  
 بود بے شک غرقِ دریائے یقین  
 کاکڑی پایندہ آن مردِ خدا  
 دان نیازِ قند ہارِ میم  
 خادمِ صدق انتہائے اشتہار  
 دان امان اللہ نحریر و فیضیہ  
 دان رحیم وادِ مردِ پاک دل  
 ہر یکے را با خدائش راز بود  
 رحمت اللہ علیہم اجمعین  
 تا بدانی نیست چیزے را بقا  
 کو شرافت وادِ مشتِ خاک را  
 نیست ملکش را خرابی و زوال  
 مُنکرا و کورِ باطن ہم کراست  
 در بر اند ہست توقیعش ثواب  
 فقر و ثروت زیرِ امرِ عزتش  
 کبریاء و عظمت اورادِ خوراست  
 گاہ ظاہری کند شانِ جلال  
 در میانِ خوف و رحمت ہر زمان  
 در ظہور و در خفا ہر خاص و عام  
 باعثِ عبرت بود بہر عباد  
 در بلادے کو بُدے رشکِ جنان  
 ہست لیکن ہر کماے را زوال  
 شد جلالتِ را ظہورے بس عجب  
 چوں بلرزد کوہِ دُشکِ گردِ زمین



طفلها در مہدِ راحت بے خبر  
 مردوزن بودند جملہ محو خواب  
 بہر مومن گشت رحمت بالیقین  
 شد صدائے ار زمین یک دم بلند  
 قصر ہا گشتند در آنے خراب  
 پُر فضا گردید از خاک و غبار  
 چشم گردون را نہ بُد چون تاب دید  
 یا اَہْوَلُ الْأُمْرِ مِنْ ذَاكَ الْعَذَابُ  
 زیرِ خشت و خاک انسان ضعیف  
 دروے گردید ویران آن بُلَد  
 سالِ بربادی چہ پُرسی از دلم  
 بست و ہفتم بود از ماہِ صفر  
 نفسی نفسی بود و در ہر بشر  
 اندرین محشرستان افراد چند  
 بُد شہادت در نصیب والدہ  
 عبد رحمان عائشہ زینب چنان  
 ہر سہ اولاد شقیق اکبر اند  
 مخلصان را ہم شدہ جانہا گداز  
 از جوانان خسروئی بُد یکے  
 وَاوَرَمَ ہم زیرِ خاکِ بے کران  
 لیک خالق را نگاہے بُد عجب  
 ناصر و حافظِ خدائے پاک بود  
 ہست احسانِ خدائے ذوالکرم  
 چون ز قبر آمد برون با صد شتاب  
 در ریاضِ قدس سرایِ جمیل

ہچناں کا نہ صرف مامون گہر  
 ناگہان نازل بروشان شد عذاب  
 بہر کافر صد عذاب و صد مہین  
 خانہا را یک بہ یک از پا نکلند  
 جملہ اسبابِ تعیش شد عذاب  
 شد فلک از آہِ مردم بے قرار  
 زان رولے خاک را بر رو کشید  
 إِنَّهُ أَمْرٌ عَظِيمٌ لَا اِزْتِيَابُ  
 زیرِ پائے فیل چون مُورِ نحیف  
 بہر میت نے کفن بُد نے لُحْد  
 "رستخیزے بود آنجا" شد رقم <sup>(۱۰۸)</sup>  
 در شبِ آدینہ نزدیکِ سحر  
 ہر کسے از بیمِ محشر در خطر  
 از عزیزان نیز رحلت کردہ اند <sup>(۱۰۹)</sup>  
 زان "مقامِ عالیش جنت شدہ"  
 جدہ را گشتند مونس در جنان  
 ہر سہ در جنت بہ فضلِ فاوَراند  
 چون سلیمان رفت با احمد نواز  
 پیر مردے سر بُریدہ دیگرے  
 زیرِ چوب و خشت و آہن بُد نہان  
 زان بہ صحت رست از درد و کرب  
 جسمِ سالم جا مہا صد چاک بود  
 ماند سالم آن شقیقِ محترم  
 نعشہا را پس بر آورد آن جناب  
 دفن شان را کرد تا وقتِ امیل



در خطیرہ گرتو بینی شش قبور  
بس ہمان آرام گاہِ آخرین  
گرچہ امواتند در زیر زمین  
ایستادہ ساعتے آن جا سلام  
یاد کن مرگِ خودت غافل مشو  
فاتحہ برخوان دُعا کُن با حنین  
کائے خدائے پاک دے مولائے ما  
تو سمیعی تو بصیری تو کریم  
قادر و خلاق هستی بالیقین  
رحم فرما بر شہیدان اے خدا  
رحم فرما اے خدائے ذوالمنن  
در صلاحش مثل آبا کُن خدا  
از خدا خواہیم کان رشکِ جان  
باز گرد آن نشاط و آن زمن  
باز آید ناز و غمزہ از بُستان  
باز گردد دورِ صہبہ در آیاغ  
باز خواند نغمہا را عند لیب  
باز جنبید در چین سرور و آن  
باز آب رفته برگردد بہ جو  
باز بیند کوئٹہ روزِ سعید  
نزد ارباب ہنر قویست عام  
کوئٹہ محسوس چون ماند ازین

بر سرش بینی ردائے گرز نور  
ہست بہر گشتگان پاک دین  
لیک آہیا اند در خلد برین  
خوان بہ اخلاص دل و صدقِ تمام  
وز امورِ واقعی جاہل مشو  
از خدائے پاک رب العالمین  
بے نیازی ہست کامل مرترا  
تو رونی تو علیمی تو رحیم  
مالک ہر دو جہانی اے متین  
جلتے شان کن باغِ رضوان اے خدا  
بر فقیر زید مسکین بوالحسن  
تا کہ او خدمت کند اسلام را  
باز گردد پُر ز جوش مردمان  
ابر رحمت باز بارو بر خزن  
باز خیزد آہ و سوز عاشقان  
بوتے گلہا باز آید در داغ  
با صدائے دل کش و سخن غریب  
چشمِ نرگس و اشود بر خاوران  
میوہ گیسو باز نخلِ آرزو  
از آفاق طالع شود ماہِ امید  
بین یسرین است عشرے لاکلام  
اے رفیقان عزیز و ہم نشین

توٹن کوئٹہ | فصل چہارم بہ ملفوظِ نود و ہفتم مذکور شدہ کہ حضرت ایشان قدس سرہ بہ اہل ہند  
فرمودند: "شہایان ازاد این حکومت (افرنگیان) می خواہید و طلبگارِ استقلال  
ہستید، اما امن و راحت کہ درین ایام بہ شہایان حاصل است آن را از دست خواہید داد، و باز این



ایام را یاد خواہید کرد۔“ دورِ ملفوظِ چہارم گزشتہ کہ فرمودند: ”اے عزیزانِ میرالدین از فسق و فجورِ نالان است  
ومن ظلماتِ کفرِ رامی بنیم کہ از افقِ سر بر آدرودہ است۔“ عاجز بست و پنج سال بعد از وفات حضرت  
ایشان رَأَى الْعَيْنِ دید کہ آن چہ حضرت ایشان فرمودہ بودند حرف بہ حرف درست آمد۔ بہ روزِ جمعہ  
بست و ہفتم رمضان ۳۶۶ھ۔ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کہ ۲۴ ماہ ۱۲۶۶ شمسی ہجری بود۔ ہندیان  
آزاد شدند۔ دبرائے مسلمانان دورِ کلام و فتن شروع شد۔ دران ایام نہیب و قتل وارتداد اشعار  
عبدالرحمن مالتی سہیلی کہ در اواخرِ فصلِ دوم ذکر شدہ، بہ یاد عاجز آمد۔ مفہوم آن مبارک اشعار را عاجز بہ  
نظم گفتہ و دعا کردہ و این مجموعہ را بہ نام ”نوائے رنج و غم“ موسوم ساختہ کہ نام تاریخی است۔

اے کہ دانی حالِ دل را از نہان	بشنوی صوتِ خفی از جانِ جان
اے کہ بہر دردِ درمانِ ذات تو	وے کہ باشی در مصائبِ مستعان
اے کہ داری گنجہا در قولِ کن	منتے کن بر فقیرِ زید ہان
نیست مارا چارۂ از فقر تو	خاکِ ابنِ فقر است تاجِ قدریان
مستدمِ بردِ زتِ دستکِ زخم	گرچہ دردِ ستم بود ملکِ جہان
بندہ پرورِ گر تو رانی از درد	کو درے باشد بگروم گردِ آن
کوست نامِ پاکِ وے بر لبِ کد	راحتِ دلہا بود لطفِ زبان
دستگیرِ بے کسانِ لطف تو	در گہت باشد ملاذِ عاجزان
در عتابِ جستم دوزخ بود	در رضایتِ بہرمن دوزخِ جہان
نا امید از رحمتِ کافر بود	خود تو فرمودی کہ لطفم بے کران
لطف تو بیش است از فکرِ خیال	فضل و جودت بے حسابِ بے گمان
بندگانت را خطا ہا ارچہ بیش	لیک تا کہ در فشارِ کافران
تابہ کے بریادیِ مسلم بود	تابہ کے از خونِ وے دریا روان
سینہا از دردِ تا کہے چاک چاک	چشمہا از سوزِ تلکے خونِ نشان
بہرِ طفلانِ شیر مادرِ خون شدہ	عضمتِ ز نہا بہ دستِ جایران
تابہ کے از دشمنانِ اسلام را	صد مہائے جان گدا ز دلِ ستان
جائے مسجدِ تابہ کے بُتِ خانہا	جائے منبرِ تابہ کے رقصِ بتان
تابہ کے اور اقیِ معصومِ منتشر	ہیچو برگِ گل بہ ایامِ خزان



با محمد در جَدَل طاغوتیان  
 با تفنگ و خنجر و تیغ و سنان  
 ظلم و عدوان و جفا کے دشمنان  
 انتقامِ شانِ بگیر از ظالمان  
 بے کسان را از بلا و وارطان  
 بہر مظلومان توئی حرز و امان  
 وَالضَّرِ الْأَسْلَامَ نُضَرُّ الْأَيُّهَانَ  
 بارے بنگر سوئے حال زارِ شان  
 مرہمے نہ بر دلِ افسردگان  
 یک نگاہِ لطف فرما یک زمان  
 دست بر رُو چشم سوئے آسمان  
 كُنْ لَنَا عَوْنًا فَإِنَّكَ الْمُسْتَعَانُ  
 دُور فرما رنج و اندوہ و زیان  
 دُور فرما ہر بلائے ناگہان  
 رحم فرما اے خدائے مہربان  
 اِرْفَعْ الْأَوْدَارَ عَنَّا بِالْحَسَنِ  
 وَاسْتَجِبْ مِنَّا فَقَدْ آتَى الْأَوَانَ

جنگِ اسلام است با کفر و فساد  
 بہر قتل و تہیب یکسر آمدند  
 یا الہی گشتہ افروں از حساب  
 بندگانت عاجزند و بے کس اند  
 بے کسان در انتظارِ نصرت اند  
 بار مولیٰ حافظ و ناصر توئی  
 شَتَّيْتُ اللَّهُمَّ شَمْلَ الْمُشْرِكِينَ  
 تابہ کے این ذلت و خواری بود  
 مدتے بگزشت در روز و کرب  
 عفو فرما جملہ تقصیرات را  
 بہر لطف بندگانت را مدام  
 يَا خَفِيَ اللَّطْفِ أَذِيكَ حَالَتَا  
 دُور فرما ظلم و عدوان و ستم  
 دُور فرما جملہ آلام و محن  
 رحم فرما بر فقیر بے توا  
 يَا مَلِيكَ الْكَوْنِ جَلَّتْ قُدْرَتُكَ  
 هَبْ لَنَا يَا لَللطَّفِ مِنْكَ الْمَغْفِرَةَ

دران ایام روزے عاجز برائے زیارتِ استادِ مولانا محمد شفیع دیوبندی رحمۃ اللہ بہ مدرسہ  
 مولوی عبدالرب رفت۔ جناب مولوی صاحب نام کیے ازا کا برز عمار مسلمین بر زبان آورد و فرمود کہ  
 من بہ او گفتم۔ شمایان می گفتید کہ انگیزہ از اعدایِ عدایِ مسلمین اند، اگر انگیزہ ہا بروند مسلمانان را راحت  
 نصیب شود۔ ومن می بینم کہ از روزے کہ انگیزہ ہا رفتہ اند از مسلمانان بے شمار افراد کشتہ شدہ اند و بہرچہ  
 اندازہ از خوفِ جان مرتد شدہ اند۔ آن زعمیم گفتم۔ ہرچہ بہ ظہور رسیدہ قطعاً خلافِ توقع ما شدہ، خیال می  
 کنم کہ شاید منظورِ حق این است کہ در ہندوستان مسلمانے نہ ماند، يَقُولُ الْعَاجِزُ، قَالَ اللَّهُ، لَيَجِدَنَّ أَشَدَّ  
 النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا، وَلَيَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ  
 قَالُوا إِنَّا نَصَارَى۔ آیت۔ وَمَنْ أَضْدَقُّ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا۔



مِنْ اسْتَنَامَ إِلَى الْأَشْرَارِ نَامَ دَنِي قِيَمِهِ مِنْهُمْ صَلَّ وَتُبَّانَ

الصَّل حَيَّةٌ خَبِيْثَةٌ جَدًّا۔ چون احوالِ دہلی از مد خراب شد و خادمِ خصوصِ حضرتِ برادرِ کُطان کرناش عبدالکریم بود (علی خیل) از مقر بہ روز شنبہ یازدہم ذی القعدہ ۱۳۶۶ھ ۷ ستمبر ۱۹۴۷ء بہ شہادت رسید جناب ایشان قصدِ کوئٹہ بلوچستان کردند۔ حکومتِ ہند برائے آوردن ہندو اِن بلوچستان طیارہا بہ کوئٹہ می فرستاد۔ جناب ایشان مع اہل و عیال بہ روز پنجشنبہ یکم ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۷ء علی الصبح قبل طلوع الشمس بہ کوئٹہ روانہ شدند۔ و ازان روز اُن دیار از وجود جناب ایشان آباد شد۔ قُلْتُ لَا يَأْتُمُ نَدَاؤُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔

در تابستان بہ کوئٹہ و در زمستان بہ رندلی علاقہ ڈھاڈر قیام دارند۔ و در کوئٹہ بیشتر قیام جناب ایشان در چوہی می باشد۔ اُن با قدرے زمین دارند و مخلصان یک حجرہ ساختہ اند و در ان حجرہ بہ مطالعہ مشغول می باشند۔ بیشتر مطالعہ جناب ایشان از کتبِ احادیثِ مبارکہ می باشد۔ سہ سال می شود کہ فہرست کتاب طبقات ابن سعد نوشتہ اند و از دو سال در ترتیب فہرست بخاری مصروف اند۔ جناب ایشان مطالعہ کتاب بالاستیعاب می کنند۔ و فوائد و لطائف را در بیاض نقل می کنند۔ این بیاضہا گنجینہ ہائے علوم و اسرار و معارف اند۔ شوقِ مطالعہ تفاسیر و کتبِ احادیث از حضرتِ خیرِ جہان وراثتہ بہ جناب ایشان رسیدہ است۔ از عشقِ نبوی بہ وجہ اتم سرشار اند۔ بہ دوازدهم ماہ مبارک ربیع الاول بہ خلفا و مخلصین خود ہدایت می فرمایند کہ محافل میلاد شریف منعقد کنند۔ جناب ایشان را در غمِ برگ علاقہ کورالائی زمین است۔ صاحبزادگان خود را اُن جانی فرستند تا بہ وجہ احسن التقاد محفل مبارک کنند۔ مخلصین بہ ذوق و شوق تمام نعتہا می خوانند۔ بہ صد ہا نفر نان و قورمہ و چائے دادہ می شود۔ عاجز بہ اقبالستان سہ بار رفتہ است۔ از مساعی جناب ایشان صد ہا قلوب را دلدادہ عشقِ نبوی علی صاحبہ الصلاۃ والتحیۃ یافتہ۔ علامہ اقبال گفتہ وجہ خوب گفتہ رَحِمَهُ اللہُ وَرَضِيَ عَنْہُ۔

بہ مصطفیٰ برسان خویش را کہ دین ہمہ آست اگر بہ اُونہ رسیدی تمام بولہبی است اولاد پروردگار جناب ایشان را چہار پسر و شش دختر عنایت کردہ۔

۱۔ بر خوردار ابوالجود عبدالرحمن۔ در اواخر ۱۳۳۳ھ در کوئٹہ تولد ایشان شدہ۔ از مولوی اختر شاہان در میرٹھ می خواند۔ ذی استعداد و فہیم بود۔ دوازده سالہ بود کہ در حادثہ زلزله رطبت نمود۔ چون عاجز از مصمر اجعت کرد۔ با مولوی اختر شاہ ملاقات کرد۔ ایشان بیان بر خور داری کردند و از ذہانت و استعداد ایشان چیز ہا می گفتند۔ جَعَلَا اللہُ دُخْرًا وَآجْرًا لِلْأَبْوَنِ۔



۲۔ بی بی خدیجہؑ در ۱۳۳۴ھ متولد شدہ و در ۱۳۳۵ھ در کوٹہ وفات یافتہ نزد عمت خود عثمانی و جیدری مدفون شدہ۔ جَعَلَهَا اللّٰهُ ذُخْرًا وَّاجْرًا لِلْاٰتُوْنِ۔

۳۔ بی بی عائشہؑ در ۱۳۳۶ھ متولد شدہ جدہ محترمہ اور بسیار دوست می داشت ہشت سالہ بود کہ در حادثہ زلزلہ بہ رفاقت جدہ بہ رُوح و رَحْمَان و جَنَّتْ نَعِیمُ شَتَّانَتْ جَعَلَهَا اللّٰهُ ذُخْرًا وَّاجْرًا لِلْاٰتُوْنِ۔

۴۔ برخوردار عبید الرحمنؑ سَلَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَحَفَظَهُ وَجَعَلَهُ لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ ولادت ایشان بہ چہار شنبہ ہر دہم محرم ۱۳۳۸ھ۔ ۲۶ جون ۱۹۲۹ء۔ شدہ، نام تاریخی عبدالمختار است۔ در حادثہ زلزلہ بابرادر کلان خود ابوالمجد عبدالرحمنؑ بر یک سریر خوابیدہ بود۔ سر ایشان از سر برادر خود بہ اندازہ چہار یا پنج انگشت پائین بود۔ بازوے دروازہ بر اُمِّ الدِّیَاغِ عبدالرحمنؑ رسید و ہلاکش کرد و پروردگار عبید الرحمنؑ را محفوظ کرد۔ مویہائے سر ایشان با بازوے دروازہ چسبیدہ بود۔ بہ روز پنجشنبہ پانزدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ۔ ۱۶ مئی ۱۹۵۶ء۔ نکاح ایشان با سیدہ ذاکرہ دختر صاحبزادہ سید عبدالحلیمؑ فرزند صاحبزادہ سید میر حسن شد، پروردگار ایشان را ہفت اولاد غایت کردہ۔ ۱۔ بی بی آنسہ کہ بہ شنبہ نہم شعبان ۱۳۷۷ھ۔ یکم مارچ ۱۹۵۷ء۔ متولد شدہ۔ ۲۔ بی بی باہرہ کہ بہ پنجشنبہ ششم ربیع الاول ۱۳۷۹ھ۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۹ء۔ متولد شدہ۔ ۳۔ بی بی عالیہ کہ بہ شنبہ نوزدہم ربیع الآخر ۱۳۸۱ھ۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۱ء۔ متولد شدہ۔ ۴۔ بی بی ناہہ بہ شنبہ بست و ہشتم صفر ۱۳۸۳ھ۔ ۲۰ جولائی ۱۹۶۳ء۔ متولد شدہ۔ ۵۔ بی بی خاتمہ در ماہ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ۔ جولائی ۱۹۶۵ء۔ متولد شدہ۔ ۶۔ بی بی سائرہ در ماہ صفر ۱۳۸۶ھ۔ مئی ۱۹۶۶ء۔ متولد شدہ۔ ۷۔ برخوردار زبیر بہ روز شنبہ سوم ربیع الاول ۱۳۸۹ھ۔ ۲ مئی ۱۹۶۹ء۔ متولد شدہ، سَلَّمَ اللّٰهُ الْجَمِیْعَ وَحَفَظَهُمْ بِمَنِّہِ وَکَرَمِہِ۔

۵۔ بی بی زینبؑ در ۱۳۳۹ھ۔ ۱۹۳۷ء۔ متولد شدہ و در زلزلہ ہمسفر جدہ شدہ جَعَلَهَا اللّٰهُ ذُخْرًا وَّاجْرًا لِلْاٰتُوْنِ۔

۶۔ برخوردار عبداللہؑ سَلَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَحَفَظَهُ ولادت ایشان بہ روز دوشنبہ چہارم محرم ۱۳۵۳ھ۔ ۸ اپریل ۱۹۳۵ء۔ شدہ۔ در حادثہ زلزلہ پنجاب دسہ روزہ بود۔ چون ایشان را از خاک کشیدند دہانش از خاک پُر بود۔ یک مخلصہ دہانش را صاف کرد و بہ شدت درد ہانش و مید پروردگار لطف فرمود و نفسش جاری شد۔

وَلِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَّہٗ اٰیۃٌ تَذَلُّ عَلٰی اَنۡتَہٗ وَاحِدٌ

بہ روز جمعہ سیزدہم ماہ ربیع الآخر ۱۳۷۹ھ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۹ء۔ نکاح ایشان با بی بی صفیہ



دختر این عاجز شدہ، بہ شب سہ شنبہ وقت صلاۃ عشاء رست و ہفتم رمضان ۱۳۸۰ھ بم ۱۴ اپریل ۱۹۶۱ء تولد بی بی نجمہ شد۔ وہ شنبہ بست و چہارم رجب ۱۳۸۲ھ بم ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء تولد بی بی کوب شد۔ سَلَّمَہَا اللہُ وَحَفِظَہَا۔ مع ہذا چون کہ در طبائع زوجین اتفاق نہ بود جدائی واقع شد۔ وہ بی بی صفیہ باہر دو نور دیدہ ازواجِ مقیم است۔ سَلَّمَہُنَّ اللہُ۔

۷۔ بر خوردار عبید اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ و حفظہ۔ ولادت ایشان بہ شب جمعہ بست و نہم رمضان ۱۳۵۶ھ بم ۲ دسمبر ۱۹۳۷ء شدہ و نکاح ایشان بہ شنبہ یازدہم ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ بم ۳۰ جولائی ۱۹۶۶ء۔ بابی بی حلیمہ دختر احمد حسن صاحبزادہ فرزند خدائے مہر گل صاحبزادہ کنڈی قرہ باغی شدہ۔ پرورگار چہار اولاد عنایت کردہ۔ محمد عمر بہ شنبہ دہم ربیع الآخر ۱۳۸۷ھ بم ۱۸ جولائی ۱۹۶۷ء۔ متولد شدہ از نور المغنی سال ولادت طاہر است، بی بی حفصہ بہ دوشنبہ یکم ذی القعدہ ۱۳۸۸ھ بم ۲۰ جنوری ۱۹۶۹ء۔ متولد شدہ۔ ۳۔ سعد۔ بہ شب یکشنبہ یکم ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ بم ۷ فروری ۱۹۷۰ء۔ متولد شدہ۔ بی بی رحیمہ بہ شنبہ یازدہم شوال ۱۳۹۲ھ بم ۱۸ نومبر ۱۹۷۲ء۔ متولد شدہ۔ سَلَّمَہَا اللہُ الْجَمِیعَ۔

۸۔ بی بی رابعہ بہ شنبہ پانزدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۵۹ھ بم ۲۲ جون ۱۹۴۰ء۔ متولد شدہ۔ چوں کہ دختر چہارم بود بہ بی بی رابعہ موسوم گشتہ۔ بہ جمعہ سیزدہم ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ بم ۱۶ اپریل ۱۹۶۵ء۔ نکاحش باناروق احمد خان انصاری فرزند ہمیشہ محترمہ وسطی منعقد شد و حق تعالیٰ توأم دو دختر نرہست و نکہت عنایت کردہ۔ کما تقدم التفصیل۔ سَلَّمَہُنَّ اللہُ۔

۹۔ بی بی باجرہ بہ یکشنبہ شانزدہم شوال ۱۳۶۲ھ بم ۷ دسمبر ۱۹۴۳ء۔ متولد شدہ۔

۱۰۔ بی بی فاطمہ بہ پنجشنبہ بست و یکم ذی القعدہ ۱۳۶۵ھ بم ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۶ء۔ متولد شدہ۔

این میوہ ہائے نوریں بوستانِ خیرِ جہان اند۔ پروردگار ایشان را در زیر سایہ حضرت برادر کلان تروتازہ دار و واز جمیع آفات نگہدارو۔

**وفات اہلیہ** | بہ دوشنبہ دوازدهم صفر ۱۳۸۰ھ بم ۶ اگست ۱۹۶۱ء۔ بی بی آمنہ زوجہ محترمہ حضرت برادرِ کلان رحلت نمودند۔ بہ وقت ارتحال بی بی صفیہ دختر این عاجز نزد ایشان بودہ۔

بیان می کند کہ چہ شان ایشان بند بود ناگاہ دست راست خود را قدرے بلند کردہ دوبار اشارہ انتظار کردند و باہر اشارہ بہ اُردو لفظ ”اچھا“ کہ بمعنی خوب است گفتہ ”عبدالرحمن میں آ رہی ہوں“ گفتند یعنی عبدالرحمن من می آیم۔ و بعد ازین جان بہ جان آفرین سپردند۔ عبدالرحمن فرزند اکبر ایشان بود کہ بست و شش سال قبل در حادثہ زلزله رحلت کردہ بود و درین وقت روح طیب و طاہرش برائے استقبال روح والدہ خواندہ بود۔



صَبَّ اللَّهُ عَلَيْهِمَا شَايِبُ الْغُفْرَانِ وَأَسْكَنَهُمَا فِي قَرَادِيسِ الْجَنَانِ - چون عاجز این خبر متألّم شنید  
بر زبانش "يَا خَيُّ غُفْرَانِكَ" آمد چون در اعداد حرفش فکر کرد موافق سال وفات یافت - لهذا این  
کلمه دعایه تاریخی را در سلک نظم سفت و گفت -

عیال آن بلال پاک مشرب      مبارک آمنه در غلدر آسود  
ز سال رحلتش چون زید پرسید      ملک "یا خَيُّ غُفْرَانِكَ" بفرمود

**خلفا** | بِحَمْدِ اللَّهِ وَإِحْسَانِهِ جناب ایشان را جمعی است از خلفاء اشهر ایشان ملا شیر محمد آخوند از  
ساروان قلمه علاقه قند حار بودند پروردگار ایشان را مقبولیت عطا کرد - خلقه از ایشان مستفید گشت  
چند سال می شود که رحلت فرمودند - عاجز بر مزار ایشان رفته - بابرکت مقام است رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَ  
رَضِيَ عَنْهُ جناب ایشان ملا عبدالحکیم را جانشین ایشان مقرر کرده اند جَعَلَهُ اللَّهُ هَادِيًا - واحمد حسن  
صاحبزاده فرزند خدای مهربان صاحبزاده قوم کنڈی ساکن قره باغ را در حیات خود مقبولیت است  
وَقَقَهُ اللَّهُ لِنَشْرِطِطْرِيقَةٍ وَجَعَلَهُ مِنْ عِبَادَةِ الصَّالِحِينَ پدر ایشان از خلفائے حضرت سیدی الولد قدس  
سره بودند پروردگار ایشان را نزد جناب ایشان رسانید و فتح باب به نصیب ایشان شد وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
عَلَى ذَلِكَ - جناب ایشان را خلفائے دیگر نیز مستند چون که نامهای ایشان به وجه درست عاجز را  
معلوم نیست ازین وجه از تحریر قاصر است - البته این قدر می دانند که بر جناب ایشان فضل پروردگار شد -  
به نوعی که جناب ایشان از نام و نمود و زور و به امور یقینی مصروف اند منتسبین ایشان نیز از عالمین  
این کیفیات اند - جَعَلَهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا مِنْ عِبَادَةِ الصَّالِحِينَ وَوَقَقَهُمْ لِمَا فِيهِ صَلَاحٌ دِينِهِمْ وَدُنْيَاهُمْ -  
از چند سال جناب ایشان کار شیخت را حواله بر خور و سعادت اطوار عبید الرحمن کرده اند جَعَلَهُ  
اللَّهُ أَمَامًا لِلْمُتَّقِينَ -

برادر عزیز فاضل حضرت ابوالسعد سالم سلمه الله وحفظه

ولادت ایشان بروز جمعه دوم صفر ۱۳۲۶ م - ۶ راجع ۱۳۹۰ ه - ۱۵ حوت ۱۳۸۶ شم - در خانقاه  
شریف دہلی بوده ، حافظ عبدالحکیم دہلوی می گفت کہ من نزد محترم مبارک استادہ بودم کہ حضرت ایشان از  
حرم سرا برآمدند و نزد من آمدہ بہ سرت فرمودند حق تعالی بہ من فرزند عنایت کردہ دمن نام او سالم و  
مسلم نہادہ ام - حضرت ایشان بارہا بہ مخلصین فرمودہ کہ جدا جدا حضرت عمر بود و فرزند ایشان عبدلہ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - و از اولاد ایشان یکے را نام بلال بود و یکے را زید و یکے را سالم - و نام قبلہ گاہم عمر است



و نام عبد اللہ و نامہائے فرزند نام بلال و زید و سالم و حضرت ایشان اکثر این شعر خود را می خواندند و در مکاتیب می نوشتند۔

وَارْحَمَ ابْنَائِي الثَّلَاثَ بِلَالًا زَيْدًا وَسَالِمًا وَلَدًا

برادر عزیز خلقه کمزور و نحیف البنیہ بودند۔ روزی برادر عزیز چون از مدرسہ عبد اللہ باز گشتند عرض کردند کہ مرا استاد گفته کہ فردا کتاب نحو میر با خود بسیار این عاجز ہم استادہ بود۔ حضرت ایشان بسیار خوش شدہ فرمودند: واہ واہ۔ اگر مثل زید کہ از من نحو میر را خواہد، تو ہم بخوانی، ما بہ خوشی یک گوسفند و پنج کنیم۔ دعائے حضرت ایشان بود۔

بَنُوهُ بِلَالٌ ثُمَّ زَيْدٌ وَسَالِمٌ فَيَارِبْ بَارِكْ فِيهِمْ وَمُنْفَضِلًا وَلِلدِّينِ وَفِيهِمْ وَلِلْعِلْمِ وَالشَّقَى وَأَوْرَثَهُمُ الْقُرْآنَ وَالصَّحُفَ الْعُلَا

ایں دعا را ظاہراً اثر بود۔ در ہندوستان از ملا امان اللہ و مولوی محمد عمر و در مدرسہ مولوی عبد اللہ از بعض اساتذہ کتب ابتدائی خواندند و باز در ۱۳۳۹ھ۔ ۱۳۴۱ھ۔ با عاجز بہ مصر رفتند و آن جا چار سال چند ماہ بہ نوعی سعیہا کردند کہ لازمید علیہا۔ در آن ایام در جامع از ہر برائے اغراب سہ شہادت بودند۔ نام شہادت ابتدائی "شہادہ" و نام شہادت ثانی "اہلیہ" و نام شہادت عالی "عالیہ" بود۔ ایشان نوبت بہ نوبت ہر سہ شہادت حاصل کردند۔ و از سید احمد الشریف السنوسی و شیخ عبد الحمی الکسانی و شیخ بدر الدین الدمشقی اجازت حدیث شریف حاصل کردند۔ در ۱۳۵۰ھ۔ ۱۳۵۲ھ۔ از مصر برائے حج و زیارت رفتند و بار دیگر از کوئٹہ ہم رفتہ اند۔ قیام عاجز در دہلی است و قیام ایشان بہ کوئٹہ۔ عاجز خبر نہ دارد کہ ایشان را تالیفے ہست یا نہ۔ البتہ ایں قدری داند کہ ذوق علم و شوق مطالعہ بسیار دارند۔ کتب نفیسہ و قیمہ جمع کردہ اند و در اوقات فراغ مصروف بہ آن می باشند۔ جناب شیخ سعدی گفتہ و خوب گفتہ۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

نظر کردم بہ چشم عقل و تدبیر  
نہ گویم لب ببند و دیدہ بردون  
زبانے درس علم و بحث تنزل  
زبانے شعر و شطرنج و لطائف  
خدائے است آن کہ ذات بے مثالش  
نہ دیدم بہ ز خاموشی خصماے  
ولیکن ہر مقامے را مقامے  
کہ باشد نفس انسان را کماے  
کہ خاطر را بود دفع ملاے  
نہ گردد ہرگز از حالے بہ حالے

زَوَاجِ وَأَوْلَادِ | از خوانین اَرْغَسَانِ عبد الرحمن فرزند نور الدین خان قوم بارک زمی از مخلصین



صادق الاعتقاد والمحبہ بود، سالہا خدمت حضرت ایشان کردہ۔ پدرش نیز بہ خدمت اقدس رسیدہ بود۔ احوال عبد الرحمن مقتضای این شعر بود۔

ہم خدا خواہی و ہم دنیاے دکن  
این خیال است و محال است و جنون  
از دنیا اعراض کرد و ہمہ تن بہ کار عقبی مصروف گشت۔ طوبیٰ لہ ثمَّ طوبیٰ لہ۔ بہ ۱۳۴۳ھ در کوٹہ  
بہ خدمت حضرت والدہ صاحبہ عرض کردہ بود کہ خواہشمندم کہ دختر خود را بہ حضرت صاحبزادہ خورشید ہم حضرت  
والدہ شریفہ طلب ایشان را قبول فرمودہ بود۔ بعد از شانزدہ سال آن خواہش بہ وقوع پیوست۔ و بہ روز  
پنجشنبہ بست و ہفتم شوال ۱۳۵۹ھ۔ ۲۲ نومبر ۱۹۴۳ء کہ یکم قوس ۱۳۱۹ھ ش م بود۔ در قندھار نکاح برادر  
خور و بابی بی خوار شد۔ حضرت برادر گلان ادام اللہ ایامہ بہ وجہ احسن و اعلی تمام انتظامات کردند و باز بہ  
روز پنجشنبہ نجم ذی القعدہ در دہلی بہ دعوت ولیمہ صد با افراد آمد و کردند۔ حق سبحانہ و تعالی جناب  
ایشان را اجر دئے بے شمار عنایت فرماید۔

پروردگار برادر خورشید را نہ اولاد، شش پسر و سہ دختر عنایت کردہ۔

۱۔ بر خوردار ابو بکر۔ بہ پنجشنبہ بست ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ۔ ۸ جنوری ۱۹۴۲ء۔ متولد شدہ۔ شیخ احمد  
فاروقی تاریخی نام است۔ پروردگار فضل فرمود و امسال در ۱۳۹۲ھ بہ سعادت حج و زیارت مشرف  
گشت جَعَلَهُ اللهُ سَعِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

۲۔ بی بی سعاد۔ بہ چہارشنبہ ششم صفر ۱۳۶۳ھ۔ ۲ فروری ۱۹۴۴ء۔ متولد شدہ۔

۳۔ بر خوردار ابو حفص عمر۔ بہ پنجشنبہ بست و یکم محرم ۱۳۶۵ھ۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۵ء۔ متولد شدہ۔  
از "حِفْظُ اِلَالَةِ عُمَر" سال ولادت ظاہر است۔

۴۔ بر خوردار عاصم۔ بہ شنبہ ششم ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ۔ ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۶ء۔ متولد شدہ۔

۵۔ بر خوردار جعفر۔ بہ پنجشنبہ دوم رجب ۱۳۶۹ھ۔ ۱۹ اپریل ۱۹۵۰ء۔ متولد شدہ۔

۶۔ بر خوردار عبداللہ الملقب بہ عامر۔ بہ چہارشنبہ ششم محرم ۱۳۷۱ھ۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۱ء۔ متولد شدہ۔

۷۔ بر خوردار عبدالعزیز۔ و نام تاریخی۔ شیخ دوران عبدالعزیز و معروف بہ شیخ۔ بہ یکشنبہ چہارم ذی القعدہ

۱۳۷۲ھ۔ ۲۶ جولائی ۱۹۵۳ء۔ متولد شد۔

۸۔ بی بی فوزیہ۔ بہ جمعہ بست و ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۷۵ھ۔ ۹ فروری ۱۹۵۶ء۔ متولد شدہ۔

۹۔ بی بی فائزہ۔ بہ یکشنبہ بست و یکم ربیع الاول ۱۳۷۷ھ۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۸ء۔ متولد شدہ۔

پروردگار این گلزار خیرِ جهان را از حوادث و آفات نگہدارد۔ بِمَنِّهِ وَكَوْنِهِ۔



**خلفا** حضرت ایشان قدس اللہ سرہ و نور ضریحہ از رب العالمین دعا کرده اند۔  
 تو عبد اللہ ابوالخیر حزمین را مع الاولاد ملحق کن بہ آبا  
 اثر دعا بفضل اللہ ظاہر است و خلقے از برادر عزیز مستفید و متفیض است و ایشان را خلفا ہم اند و فقہم اللہ مرضاتہ  
 بہ اوقات فراغ بہ مطالعہ کتب مشغول می باشند۔ مکتبہ نفیسہ دارند و ہر سال در آن اضافہ  
**ذوق مطالعہ** می کنند۔ حَفِظَہُ اللہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَہُ۔

## مؤلف کتاب ابوالحسن زید فاروقی مجددی عفی اللہ عنہ

ولادت این عاجز روز شنبہ بست و نهم رمضان ۱۳۲۳ھ - ۱۳ نومبر ۱۹۰۶ء ۲۲ قوس ۱۲۸۵ ش  
 در خانقاہ شریف دہلی بودہ۔ حضرت ایشان دو نام تاریخی در دو شعر نظم فرمود۔

حضرت زید بن عبد اللہ فرزند عمر "ابوالحسن عبدالغنی" تاریخ میلادش بگو  
 سال میلاد زید شیخ جہان شد "محمد بشارت الرحمن"

از ولادت ہمیشہ ضغری بی بی امۃ اللہ حضرت والدہ صاحبہ را شیر نہ بودہ۔ لہذا برائے ہمیشہ  
 صاحبہ داین عاجز و برادر عزیز انتظام مریضعات کردہ شد برائے ہمیشہ صاحبہ در اطراف میرٹھ مریضعات  
 شد لیکن برائے عاجز تا اواخر ماہ حمل (مدت شش یا ہفت ماہ) انتظام مریضعت نہ شد۔ و درین مدت  
 زائد از بست زنیہا بہ عاجز شیر دادہ اند۔ حضرت والدہ صاحبہ ہمیشہ گبرنی و وسطی و مخلصات قدیمہ بیان  
 می کردند کہ مولوی شمس الدین میرٹھی و فضل عمر دہلوی از جہت بد پروری یک مریضعتہ را آوردند۔ لیکن این  
 عاجز نہ بہ آغوش وے رفت و نہ شیر وے گرفت۔ چون حضرت ایشان را از واقعہ خبر دادند شمس الدین  
 و فضل عمر فرمودند بروید و معلومات کنید کہ این زن چہ مال دارد۔ چنانچہ ہر دو رفتند و معلوم شد کہ آن  
 زن غنیفہ نہ بود۔ حضرت ایشان قدس سرہ خوش شدند و فرمودند۔ "ہاں این وجہ است" پروردگار از  
 برکت حضرت ایشان این عاجز را از مشتبہہ محفوظ داشت۔

بے تو جانان قرار نہ توانم کرد احسان ترا شمار نہ توانم کرد  
 گر بر تن من زبان شود ہر موئے یک شکر تو از ہزار نہ توانم کرد

چون حضرت ایشان از دہلی بہ کوئٹہ رسیدند۔ پروردگار زربہ بی زوجہ بہاول قمبرانی را فرزند  
 عنایت کرد۔ حضرت ایشان نام آن فرزند محمد امین نہادند و زربہ بی برائے رضاعت عاجز مقرر شد۔  
 و تا آخر کاوند۔ زربہ بی چار سال کامل خدمت عاجز کردہ۔ عجب زن پاک باطن بود۔ پنج اولاد داشت۔



ملا صاحب خان، سعیدہ بی بی، غلام محمد، محمد امین، عبدالقدوس، بہاول از مخلصین پاک طینت بلکہ از عشاقِ حضرت ایشان بود۔ وزیر بی بی در محبت و اخلاص نظیرے نہ داشت، این ہر دو پاک باطنان و پاک لسان و صاحب خان و سعیدہ سالہا سال شب و روز بہ خدمت عاجز مصروف بودند، عاجز پنج شش سالہ بود کہ بہاول رحلت نمود وزیر بی بی بہ جمعہ نوزدہم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ ۲۶ نومبر ۱۹۲۶ء سفر آخرت اختیار کرد۔ رَحِمَہُمَا اللہُ وَرَحِمَ اَزَادَہُمَا ذَرِیَّۃُہُم۔

خدمت و حفاظت ماہر سربراہان بہ علماء و صلحائے افغانستان متعلق بود۔ ہدایت حضرت ایشان بود کہ مایان نہ از کسے چیزے گیریم و نہ بہ خانہ کسے رویم، از خوش طبعی و از سیر و تفریح کردن مانعت نہ بود۔ اکثر اوقات مایان بیرون حرم سرا با مخلصین پاک نہاد صرف می شد۔ بلکہ در کوٹہ بعض اوقات بہ شب ہم در باغچہ می خوابیدیم۔ صحبت علماء و صلحائے مائل بہ اقوال و افعال نیکان کرد و از محاورات علمیہ روشناس ساخت و این فضل عظیم بود مر پروردگار را کہ براحوال مایان کردہ بود۔

غالباً عاجز ہفت سالہ بود و در صحن مسجد شریف خانقاہ دہلی با برادر خورد بہ بازی مشغول بود کہ حضرت ایشان برائے نماز دیگر تشریف آوردند چون نزد عاجز رسیدند فرمودند ہنوز نماز شروع نہ کردی؟ ازان روز ملاولی محمد نسوخی تعلیم وضو و نماز و ادعیہ نماز مصروف گشت۔ و عاجز عادت نماز خواندن گرفت۔ قرآن مجید را از قاری نور محمدی خواند، ایشان از علاقہ "میان والی پنجاب" بودند۔ بہ مساعی ایشان شانزدہ پارہ حفظ کردہ پارہ ہفدہم را شروع کردہ بود کہ ایشان رفتند و عاجز بہ علم ظاہر مشغول گشت و آن یاد ہم نہ یاد گشت۔ افسوس صد افسوس۔

يَا لَهْفَ نَفْسِي لَهْفَهَا مَا لِلزَّمَانِ وَمَا لِيَّهٖ

روئے حضرت ایشان در کوٹہ بہ عاجز گفتند از حضرت امام ربانی تا پدر شما ہر یک حافظ و قاری و عالم و صاحب نسبت گزشتہ است؟ اما افسوس کہ از افضل این اوصاف عالیہ کہ حفظ قرآن است مایان متصف نہ شدیم۔ عاجز بہ علم ظاہر چند روز از مولوی خیر محمد اندری و از مولوی محمد عمر گھوسوی و ملا امان اللہ ملجمی و در مدرسہ مولوی عبدالرب کہ در دہلی واقع است از مولوی عبدالوہاب و مولوی محبوب الہی و مولوی حکیم جی منظر اللہ و مولانا محمد شفیع و محدث شہیر مولانا عبدالعلی خواندہ۔ نحو میر و برنخ از کافیہ ابن صاحب و برنخ از رتقات عالمگیری از حضرت ایشان خواندہ۔ تدریس حضرت ایشان بہ غایت تحقیق و تدقیق بود اگر در ہر فن صرف یک کتاب کسے از حضرت ایشان می خواندے حاجت خواندن کتاب دیگر ہرگز نہ بودے۔ و در رتقات عالمگیری راشائے دیگر بود۔ حضرت ایشان نام سلطان اونگ زیب عالمگیری را بہ غایت



ادب و احترام می گرفتند۔ روزی چون عاجز رقعات را می خواند، فرمودند: "حضرت سلطان عالمگیر از مدتها  
حضرت شیخ سیف الدین بیعت شده بودند و صاحب نسبت بودند؛ در مکتوبی حضرت سلطان نوشتند:  
نه رفت از دلم قول آن کاسه گر که می گفت با کاسه پُر خطر  
نه دانم که سنگ سپهر قضا ترا بشکند بیشتر یا مرا

عاجز چون این قطعه خواند، حضرت ایشان سر مبارک فرو برده دوسه بار قطعه را خوانده خاموش  
شدند و چند دقیقه بران حال گذشت و باز برای حضرت سلطان دعا فرمودند۔ بعد از وصال حضرت  
ایشان عاجز خود را به مدرسه مولوی عبدالرب وابسته کرد و در شعبان ۱۲۳۶ هـ از دوره صحاح ستہ فارغ  
گشت۔ بخاری، مسلم، ابن ماجہ از مولانا عبدالعلی و ترمذی، نسائی، ابوداؤد و از مولانا محمد شفیع خواند۔ اگر  
طالب علم از روی قواعد عربیہ عبارت را نادرست می خواند، مولانا عبدالعلی بروی قہر می کردند و احیاناً  
نبتش بہ ابلہی و محق می کردند ازین جهت از طالبان علوم کمتر پیش ایشان قرأت می کرد۔ جناب ایشان  
قبل از شمول عاجز درس بخاری شروع کرده بودند، شش ورق خوانده شده بود، چون عاجز اول روز  
حاضر شد جناب ایشان برای قرأت امر کردند چون عاجز قرأت کرد خوش شدند و از آن روز تا آخر  
یوم درس این عاجز پیش ایشان قرأت می کرد و غیر از چند اوراق اول تمام بخاری و تمام مسلم و تمام ابن  
ماجہ را عاجز حرفاً و خوانده و در سه کتب باقیہ نزد مولانا محمد شفیع نیز بیشتر از ثلث عاجز قرأت کرده۔  
حالانکہ در دورہ حدیث بیشتر از شصت نفر بودند۔ در تمام مدت دورہ حدیث یک روز در دورہ صبح  
به اندازه وہ دقیقه عاجز بہ تاخیر رسید و دید کہ مولانا عبدالعلی طالبیہ را زجر می کنند، نشست گاہ عاجز متصل بہ  
سریر مولانا بود۔ عاجز برگریسی ہندی می نشست و کتاب بر سریر می بود و بقیہ افراد در دالان مسجد  
شریف بہ شکل دائرہ مستطیل می نشستند۔ چون کہ جناب مولانا از پانزہ سال بل اکثر مصاب بہ مرض  
فالج بودند و از حرکت معذور بودند بہ وقت تدریس سریر ایشان متصل بہ دالان مسجد شریف نہادہ می  
شد۔ و ایشان تکیہ بر بالش کردہ درس می دادند۔ چون عاجز بہ جائے خود رسید، جناب مولانا فرمودند:  
"ما جزا دہ چہ این قدر تاخیر کردی۔" عاجز عذر بیان کرد، فرمودند: "سبق بخوانید۔" عرض کرد: "از کدام جا،  
آن وقت بہ بسیار دزد و اسف فرمودند۔ یکے ہم از این ابلہان نہ توانست خواند، از جائے بخوانید کہ  
دیروز گزارشتہ اید، دنی ما بعد بہ عاجز معلوم شد کہ دو افراد سعی کردہ بودند کہ کتاب بخوانند لیکن موفق نہ  
شدند۔ جناب مولانا بے وجہ تقریر نہ می کردند۔ چون کہ مولانا محمد شفیع بیان مذاہب را در درس ترمذی می  
کردند لہذا جناب مولانا از این بیان فارغ بودند و بر بیان بعض لطائف و نکات اکتفا می کردند، عاجز



بیان سر لطائف می کند که از جناب ایشان شنیده.

۱- چون حدیث "لا تشد الرجال" خوانده شد فرمودند: یک دیهاتی عبد الله نام از مخلصین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بود. وے باجماعت غیر متقلدین برائے حج رفت چون از حج فارغ شده قصد سفر به مدینه منوره کرد مذبح جماعت و با بیه به عبد الله گفت: سفر مدینه منوره در پیش است شما قصد مسجد شریف می کنید یا زیارت مبارک. عبد الله گفت: شمایان از اہل علم هستید لهذا بفرمائید کہ چه قصد دارید. گفتند ما قصد مسجد می کنیم و چون به مدینه برسیم ضمناً زیارت ہم می کنیم. عبد الله گفت: من قصد آن مبارک ذات می کنم کہ از طفلیاش این مسجد شرف یافته این واقعہ را بیان کرده حضرت مولانا دوسہ دقیقہ مصروف گریہ ماندند.

۲- چون حدیث: "لَوْ لَا قَوْمُكَ حَدِيثُوا عَهْدِي بِالْإِسْلَامِ" خوانده شد فرمودند: نجدیان گنبدی آثار مقدسہ و حرارات مبارکہ را سمار کرده اند و از روی این حدیث شریف فعلی ایشان ناجائز است بیت را کہ کعبہ اہل اسلام است از وجہ دل آزاری نو مسلمان سر و آید و عالم صلی اللہ علیہ وسلم بر اساس ابراہیمی تعمیر نہ کردند و بر سببیت نافصہ گزاشتند. نجدیان دلہائے تمام عالم اسلام را بہ ارتکاب این فعل شنیع مجروح کرده اند.

عاجز گوید: امام بخاری در صحیح خود از ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرده: "قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا، قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا، قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا، فَأُظِنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يُطْلَعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ" صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. در نجد طلوع قرن شیطان شدہ و آثار آن قرن شیطانی ظہور یافتہ. آن مبارک و مقدس مقام کہ ولادت گاہ محبوب رب العالمین یا نفسنا ہو و یا بآمینا صلی اللہ علیہ وسلم بودہ و در سنت سہجری خیزران والدہ خلیفۃ المسلمین ہارون الرشید عباسی آن مبارک عمارت را خریدہ و وقف کردہ مسجد شریف ساختہ بود و باز سلاطین آل عثمان جزاہم اللہ عنہم اسلام و المسلمین خیر الجزاء و انار قبوزہم عمارت مسجد شریف را شایان آن مقدس مقام ساختہ بودند در ۳۳۳ھ آذناہ قرن شیطان آن مبارک مسجد را شکستہ مزبکہ ساخت. یحترقہم اللہ تعالی و دم ربیوتہم.

لمثل هذا يذوب القلب من كمد  
إن كان في القلب إسلام قلبه كان  
چندین سال آن مقام مقدس کہ رشک خلد برین است مطرح قاذورات بماند تا آن کہ جناب



عباس قنّان کی از رئیس جماعت نجدیہ وہابیہ ملک عبدالعزیز اجازت گرفت و آن جا را کتب خانہ وجاے مطالعہ ساخت۔ چون جناب عباس ازین کار فارغ گشت صدرے یا آیتہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مَرْضِیَّة شید و سزاوار، فَاذْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَاذْخُلِیْ جَنَّتیْ گشت۔ رَحِمَ اللّٰهُ وَرَضِیَ عَنْهُ۔

۳۔ فرمودند کہ در حیات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی من این خواب دیدم کہ رحمتِ عالمیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر شترے سوار اندوز نام ناقہ بر کتاف مولانا محمد قاسم است و من در پس ناقہ روان ہستم۔ من سردار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم را بر آن کیفیت و صفت دیدم کہ حضرات محدثین بیان کردہ اند البتہ ریش مبارک را دیدم کہ حلق شدہ بود۔ من این خواب را در خدمت حضرت مولانا عرض کردم فرمودند شما زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ اید و ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ صورت حلق لمحیہ دلالت می کند کہ این سنت مبارک ترک خواہد شد۔ عاجز گوید وفات مولانا قاسم نانوتوی بہ روز پنجشنبہ چہارم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ م بودہ۔ صد سال پیشتر این خواب دیدہ شدہ بود۔ در آن ایام شاید خال خال افراد ریش می تراشیدند۔ و حالا خال خال بہ قدر سنون ریش دارند۔ تعبیر خواب مثل غارہ فجر صاف روشن است۔

**سفر مصر**۔ بہ شنبہ بست دوم ذی القعدہ ۱۳۴۹ م۔ ۱۱ اپریل ۱۹۳۱ء از دہلی بہ بمبئی و بہ شنبہ سوم ذی الحجہ ۲۱ اپریل از بمبئی بہ مصر این عاجز و برادر عزیز روانہ شدیم و بہ جمعہ دوازدهم ذی الحجہ یکم مئی۔ بہ بورسعید مصر رسیدیم۔ و بہ قاہرہ رسیدہ در شارع ازہر در عمارت احمد قباّنی مسکنی بہ ایجا گرفتیم و در جامع ازہر مبارک بہ طلب علم مشغول شدیم۔ قیام مایان تا یکشنبہ بست و ششم رمضان ۱۳۵۳ م۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۵ء۔ در مصر بود۔ و آن چہ بہ نصیب بود در آن مہمہ علم و فضل و کمال حاصل کردیم، بہ سالے کہ برادر عزیز بہ حج رفتہ بودند این عاجز نیز بعد از چند روز برائے حج رفت و آن جا از سید شریف احمد سنوسی قدس اللہ سرہ اجازت حدیث شریف حاصل کرد۔ و از شیخ بدر الدین دمشقی بہ ذریعہ مکتوب اجازت حدیث حاصل کرد و در مکہ از مولانا عبدالستار صدیقی و در مصر از شیخ حبیب اللہ شنیقلی و شیخ محمد بحیث الطبعی الحنفی و از محدث غریب السید محمد عبدالحی الکتانی الفاسی نیز اجازہ حدیث شریف حاصل نمود، عاجز تمام اسانید را در کتاب "الاسانید العالیة مع صوَرۃ الشہادۃ" بہ تفصیل نوشتہ است۔

**مراجعت**۔ از مصر بہ روز یکشنبہ ۲۶ رمضان ۱۳۵۳ م۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۳۵ء بہ سکتہ الحدید بہ قدس روانہ شدیم و بہ صبح دوشنبہ بہ بیت مقدس رسیدیم۔ اما کن مقدسہ و شاہد مبارک کہ راز یارت کردیم بہ سیدنا خلیل الرحمن علیہ السلام و بحیرہ لوط و یاقا و قتل ابیہ شہر یہودان نیز رفتیم۔ و بہ روز پنجشنبہ ۳ رمضان۔



۲۶ دسمبر۔ درسیارہ کلان بہ دمشق روانہ شدیم و عند الغروب بہ دمشق رسیدیم، بہ صبح یوم جمعہ کہ اول شوال و روز عید فطر بود بہ جامع اموی رفتہ نماز عید خواندیم، بہ روز شنبہ دوم شوال ۲۸ دسمبر برائے یک شب در سیارہ بہ بیروت رفتیم۔ وہ روز شنبہ ۵ شوال ۳۱ دسمبر درسیارہ کلان بہ بغداد روانہ شدیم، در راہ آب میل مائل شد و یک روز و شب آن جا توقف کردہ شد بہ روز جمعہ، ششم شوال و سوم جنوری ۱۹۳۶ عیسوی بعد الزوال بہ بغداد رسیدیم و بہ یک شنبہ دہم شوال و پنجم جنوری درسیارہ بہ کربلا و نجف رفتیم۔ در بغداد بہ کرخ و کاظمین و اعظمیہ ہم رفتیم۔ مزارات و اماکن مبارکہ را زیارت کردیم۔ اعظمیہ فی الواقع اعظمیہ است کہ حضرت ابوحنیفہ نعمان رحمۃ اللہ و قدس سرہ در رضی عنہ و عطر ضریحہ آن جا آرمیدہ اند، امام موفق بن احمد الملکی المتوفی ۵۶۸ھ در کتاب خود کہ موسوم بہ مناقب الامام ابوحنیفہ است بر صفحہ ۱۹۹۔ از جز ثانی قول حضرت امام شافعی رحمہ اللہ روایت کردہ اند کہ: اِنِّیْ لَا تَبْرُکَ لِیْ اَبٰی حَنِیْفَۃً وَاَجِیْتُ اِلٰی قَبْرِہِ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ یَّغْنِیْ زَائِرًا فَاِذَا عَرَضْتُ لِیْ حَاجَۃٌ صَلَّیْتُ رُکْعَتَیْنِ وَجِئْتُ اِلٰی قَبْرِہِ وَسَأَلْتُ اللّٰہَ تَعَالٰی الْحَاجَۃَ عِنْدَہُ فَمَا تَبَعْدُ عَنِّیْ حَتّٰی تُقْضٰی: نَفَعَنَا اللّٰہُ بِعُلُوْمِہِ وَاَسْرَارِہِ وَعِرْفَانِہِ۔ از بغداد عند العصر (۵ شوال و ۱۱ جنوری) در قطار آمین روانہ شدیم، بہ صبح شنبہ بہ بصرہ رسیدیم و آن جا درسیارہ بہ زیارت حضرت ابن سیرین و حضرت حسن بصری و حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم رفتیم و تا نصف النہار بہ مینار رسیدیم و در باخرہ جائے خود گرفتیم و بعد از ساعت یک باخرہ حرکت کرد۔ عاجز از حضرت ایشان قدس اللہ سرہ درج ذیل شعر شنیدہ بود۔ آن وقت بہ یاد آمد و خواند۔

درین دریائے بے پایان درین طوفان شوافرا سرفگندیم بنیم اللہ فخریہا و مژساہا  
بہ صبح روز پنجم کہ روز پنجشنبہ است و یکم شوال و شانزدہم جنوری بود، باخرہ بہ کراچی رسید۔ و آن جا با حضرت برادر کلان و فرزند و بلند ایشان عبید الرحمن آقا و جناب نواب زادہ لئیق احمد خان انصاری پانی پتی و حافظ اشفاق الہی میرٹھی و حضرت عبداللہ جان معروف بہ شاہ آقا فرزند اکبر فخر خاندان مجتہد بہ حضرت محمد حسن آقا ساکن ٹنڈہ سائیداد متصل ٹنڈہ محمد خان۔ علاقہ حیدر آباد سندھ۔ و حاجی فقیر محمد مع فرزند عبداللہ جان ساکن کوٹہ و باجماعتی از مخلصین ملاقات شد۔ بہ روز دوم مایان بہ ٹنڈہ سائیداد برائے زیارت حضرت محمد حسن آقا رفتیم و یک شب آنجا قیام کردہ با و عاہلے حضرت ایشان از انجا بہ حیدر آباد رسیدیم و از حیدر آباد بہ دہلی روانہ شدیم و بہ صبح روز دوشنبہ ۲۵ شوال ۱۳۵۳ھ۔ ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء۔ بہ منقطہ راس دہلی رسیدیم۔ حضرت برادر کلان بہ وجہ احسن انتظام استقبال کردہ بودند۔ خلق خدا بہ محظہ قطار رسیدہ بود، و ہر انے جمیع افراد انتظام فطوریہ مختصر در خانقاہ شریف کردہ بودند۔ از اعظم گڑھ جناب مولانا



مولوی محمد عمر و از مدرسہ عبدالرب اساتذہ کرام و جمعے از علماء افغانستان و بلوچستان و جنرل قونصل افغانستان صلاح الدین خان سلجوقی و مخلصین قدام از اطراف ہند آمدہ بودند پروردگار حضرت برادر کلان اجر و اہد این اجتماع و این انتظام بہ نین مساعی جناب ایشان بود، اَدَامَ اللہُ اِرْشَادَهُ وَ مَشْعَنًا بِفَضَائِلِهِ وَ مَعَارِفِهِ۔  
**تالیفات** | پروردگار جل شانہ و عم احسانہ بہ فہل و کرم خویش عاجز را شوق مطالعہ عنایت کردہ است۔ در مصر روزے شخصی برے ملاقات آرد وے از شناسایان صاحب عمارۃ احمد قبانی بود۔ چون ویرا علم شد کہ عاجز مشغول مطالعہ و درس است۔ یک رقعہ بنام عاجز نوشت، بعد از سلام و اختیاق ملاقات این دو شعر نوشتہ بود۔

سَهْرِي لَتَنْقِيحِ الْعُلُومِ الَّذِي  
مِنْ وَصَلِي غَائِبِيهِ وَ طَيْبِ عَنَاقِ  
وَالَّذِي مِنْ نَقْرِ الْفَتَاتِ لَدَيْهَا  
نَقْرِي لِأَلْفِي الرَّمْلِ عَنْ أَوْزَاقِ

شوق عاجز را دیدہ آن شخص این دو شعر نوشتہ بود۔ پروردگار این شوق را تا آخر اوقات باقی دارد۔ بہ دوران مطالعہ احیانا عاجز بعض فوائد را جمع می کند یا در موضوعے چیزے بہ خیالش می آید، آن را قلم بند می کند و آن صورت تالیف پیدا می کند تا این زمان عاجز درج ذیل کتاب با تالیف نمودہ است۔  
 ۱۔ الأسانید العالیہ مع صورۃ الشہادہ۔ بہ عربی۔ اجازات و اسانید را جمع کردہ است و طبع نہ شدہ است۔

۲۔ النیر المزیذ فی اعراب الایۃ و فہمۃ التوحید، بہ عربی در ۳۶۶ سہم تالیف شدہ و تا حال طبع نہ شدہ۔  
 ۳۔ القول السنی فی الذب عن الشیخ عبد الغنی۔ بہ فارسی است کہ در ۳۶۶ سہم تالیف شدہ حضرت شاہ عبد الغنی محدث دارالہجرہ رارسالہ ایست شفا السائل فی اجوبۃ المسائل خدا نافرے بران رسالہ اعتراضات کردہ۔ عاجز رد وے کردہ، این ہم طبع نہ شدہ۔

۴۔ الحجۃ فی مسالۃ اللیجۃ و القبضہ بہ فارسی است کہ در ۳۶۶ سہم تالیف شدہ۔ جماعتے از علماء مطالعہ آن کردہ اند۔ بیشتر تحسین و بعض ایرادات گرفتہ اند۔ وَلَا عَجَبَ فِي ذَلِكَ فَلِلَّهِ فِي عِبَادِهِ شُكُونٌ، مولوی ضیاء اللہ خان عاصی رامپوری رحمہ اللہ این کتاب را بہ اردو ترجمہ کردہ اند۔

۵۔ بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید۔ بہ اردو است کہ در ۳۶۳ سہم تالیف و طبع شدہ۔ وصل بلگرامی رسالہ بزم جمشید نوشتہ و بر سیدی و سندی و محقق و مرشدی قدس اللہ سرہ العزیز ایرادات و اعتراضات کردہ، عاجز رد اقوال وے درین رسالہ کردہ۔

۶۔ مجموعہ خیر البیان کہ مشتمل بر سہ رسائل است (۱) خیر البیان فی مولد سید الانس و المجان۔



(۲) خیر الموروثی اثبات المولد (۳) نظم شمائل، واین نام تاریخی است۔ در ۱۳۳۷ھ میں مجموعہ مبارک طبع شد۔

۷۔ منارج التیر و مدارج النجیر۔ بہ فارسی است در بیان سلوک مجددیہ در ۱۳۶۷ھ میں طبع رسیدہ۔

۸۔ تقویم خیری در ۱۳۷۷ھ میں بہ اردو تالیف شدہ واین نام تاریخی است۔ طبع نہ شدہ۔

۹۔ رسالہ خیر المقال فی رویۃ الہلال در ۱۳۷۷ھ میں بہ اردو نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ۔

۱۰۔ مَاذَا قَالَ الْأَئِمَّةُ فِي ابْنِ حَبِیْمَةَ۔ بہ اردو است و نام اردو "ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر

علماء" است، و رحید آباد دکن زیر طباعت است۔

۱۱۔ مسند ضبط ولادت۔ تاریخی نام است کہ در ۱۳۸۹ھ میں بہ معرض وجود آمدہ، بہ اردو است

و مکر طبع شدہ۔ کسانے کہ از علم بہرہ تمام نہ دارند خواستند کہ این رسالہ را رو کنند و کتابے بنویسند لیکن

"مَا كُلُّ مَا يَتَمَنَّى الْمَرْءُ يَذَرُكَ" بر حال ایشان صادق آمد، مجبوراً خاموش ماندند۔ ذَاكَ مِنْ فَضْلِ

اللّٰهِ عَلَيْنَا۔

۱۲۔ مَنَهْجُ الْأَقْبَاتِ فِي السَّلَامِ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَالرِّضَا عَنِ الْأَوْلِيَاءِ۔ بہ اردو نوشتہ شدہ و طبع شدہ

و باز بہ فارسی نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ۔

۱۳۔ رسالہ وحدت الوجود۔ در ۱۳۹۰ھ میں بہ اردو نوشتہ شدہ و بہ طبع رسیدہ و باز بہ فارسی نوشتہ

شدہ و بہ طبع رسیدہ۔

۱۴۔ التَّبَقَاتُ مِنَ الطَّبَقَاتِ۔ عاجز مطالعہ طبقات ابن سعد در ۱۳۹۱ھ میں کرو سجان لشد

چہ کتاب مبارک است۔ عاجز حضرت ایشان قدس سرہ را دیدہ بود کہ بہ شوق تمام این کتاب مبارک

را از او تبا بہ ذریعہ حاجی عبداللہ عمر مین کہ در بمبئی بود طلب فرمودند و مطالعہ آن می کردند۔ آن نسخہ نزد اور

عزیز است۔ چون این مبارک کتاب ثانیاً در بیروت طبع شد عاجز آن را حاصل کر دو بہ دوران مطالعہ

بعض فوائد را جمع کردہ بہ تبقات موسوم کرد۔ این کتاب بہ عربی است و بہ طبع نہ رسیدہ۔

۱۵۔ مقامات خیر کتاب کبیر است کہ در ۱۳۹۲ھ میں بہ اردو نوشتہ و طبع شدہ و نامش تاریخی است۔

۱۶۔ مقاماتِ اخیار بہ فارسی واین ہم نام تاریخی است واین بسوط کتاب است کہ بفضل اللہ

واحسانہ بہ اتمام رسیدہ و در مستقل قریب ان شام اللہ بہ علیہ طبع آراستہ شدہ ہدیہ ناظرین خواہد شد مقصد از

این دو کتاب بیان احوال حضرت پیر و مرشد برحق است قدس اللہ سرہ الا قدس پیر و در گار و درجات

حضرت ایشان را بلند کند ہر چہ بہ این عاجز ظاہراً و باطناً رسیدہ از یمن توجہات آن خیر جهان است۔

نیا در دم از خانہ چیزے نخست تو دادی ہمہ چیز و من چیز تست



روئے حضرت ایشان تبسم فرمودہ حدیث شریف۔ اَنْتَ وَمَالُكَ لَا يَبْنِيَنَّكَ۔ خواندند۔ آن تبسم نمودن و خواندن حدیث مبارکہ بہ منزلہ کجائی اَنْظُرْ اِلَيْهِ وَاسْتَمِعْ مِنْهُ۔ در سوید از قلب و حافظہ خیال ثبت است۔ و ہر گاہ آن وقت و آن کیفیت بہ یاد می آید لذت تازہ رُحے می دهد و ہر زمان از غیب جان دیگر است۔ صادق می آید۔

و عاجز را تالیف است در اردو کہ از وجہ اشتغال بہ مقاماتِ خیر و مقاماتِ اخیار بہ اتمام نہ رسیدہ و این تالیف در رد کتابِ ایم۔ مجیب صدر جامعہ ملیہ دہلی است کہ نامش۔ "دی انڈین مسلمز" است۔ در این کتاب نسبت بہ حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی قدس اللہ سرہ الاقدس اکاذیب زیاد نوشتہ عاجز بہ جناب عابد رضا بیدار گفت کہ ترجمہ آن عبارات بکنند۔ پروردگار ایشان را جہاد دہد کہ بہ اردو ترجمہ ہدیات مذکور الصدہ کردہ بہ عاجز دادند۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بعد از طباعتِ این کتاب "مقاماتِ اخیار" تکمیل آن تالیف خواہد کرد و فقہ اللہ تعالیٰ لہ الاکمال۔

و عاجز را دو بیاض اندیکہ در عربی و فارسی و نام آن بَجَعَةُ الْأَدْيَبِ وَ سُفْرَةُ اللَّيْبِ است دیگرے در اردو کہ نامش "تحریرات ابوالحسن" است و این نام تاریخی است کہ از سال ۱۳۷۷ء خبر می دهد بعض تحقیقات خود را عاجز درین ہر دو بیاض نقل می کند۔

غرض نقشے است کہ زیاد داند کہ ہستی را نہ می بینم بقائے

**شعرو سخن** روئے حضرت ایشان در دہلی برائے تفریح در عربیہ می رفتند۔ جناب شیخ محمد یوسف مولوی سردار احمد دکیل فرمودند۔ شمایان زید را طریقہ شعر گوئی چنانہ می آموزید۔ این ہر دو افراد از عزیزانِ راجہ بودند و قیام ایشان در خانقاہ شریف بودہ۔ بہ صبح روز دوم ایشان عاجز را نشانہ چند شعر بہ اردو گفتند و برائے ماحزہ "ثروت" تخلص پسند کردند چون بہ عصر ہمراہ حضرت ایشان بہ تفریح روان شدند عرض کردند ما برائے زید ثروت تخلص پسند کردہ ایم فرمودند ثروت را چہ حاجت است۔ نامش جائے تخلص می گیر و۔ این ارشاد حضرت ایشان در ۱۳۳۷ء بودہ۔ از روئے کہ حضرت ایشان نسبت بہ عاجز این سخن فرمودند مترقب ظہور این ملکہ شدہ۔ بہ او اہل ذی الحجہ ۱۳۳۵ء از خود چند شعر بہ اردو بر زبان آمد و از ان روز ہر گاہ آمد می شود عاجز چیزے بہ اردو یا بہ فارسی یا بہ عربی می گوید کار بہ آورد۔ نہ دارد۔ آمد۔ را حدّے نیست۔ نوجے آمد شد و صد و چہل شعر بہ اردو نظم شدہ۔ چون نظم المیۃ موسوم بہ "نغمہ ہجران" در ۱۳۵۴ء بہ ظہور آمد حضرت محمد حسین آقامہ ہندی ساکن مقام بٹلہ ڈاک خانہ سمارا۔ علاقہ شہر پارک۔ سندھ۔ قطعہ تہنیت بہ عاجز نوشتند و در ان قطعہ بعض اشعار حافظ شیراز نیز مندرج کردہ بودند۔ عاجز بہ ایشان درج ذیل قطعہ نوشت۔

قَدْ اَنْتَ مَالِکَةٌ مُنْظُومَةٌ      مِنْ بَلِیْغِ دِیْنِ صِفَاتِ بَاہِرَةٍ  
قِطْعَةٌ مُرْدَانَةٌ نَشَانَةٌ      جَاذِبَةٌ کَالْعُیُوبِ الشَّاهِرَةِ



کُلُّ لَفْظٍ مِثْلُ دُخْرِ فَاخِرِهِ  
دَقَّةُ التَّعْبِيرِ فِيهَا ظَاهِرُهُ  
فِي سَنَاهَا كَالْبُدُورِ الشَّافِرِهِ  
لَا لَأْتُ مِثْلِ الْجُورِ الزَّاهِرِهِ  
نَشْوَةُ الشَّيْرَانِ جَاءَتْ آخِرُهُ  
ضَارَعَتْ حُسْنَ الْعُيُونِ الشَّاهِرِهِ  
هَدَاهَا اللُّوْذُ عَنِ الْمَادِرَةِ  
كُلُّ عِلْمٍ بِسَهَامٍ وَافِرِهِ  
قَلَمُهَا فِي ذِكْرِ يَوْمِ الدَّائِرَةِ  
قَلَمٌ مِثْنِي مِثْلُ عَا طِرِهِ  
فِي الْهِنَاءِ وَالنَّعِيمِ الْغَاوِرِهِ

يَا بَيْتِكَ بِالْخَيْرَاتِ مَا لَمْ تَعْلَمَا  
أَضْحَى قُرُونًا فِي خَفَاءٍ مُعْجَمَا  
وَبِنَهْجِهِ الْمُخْتَارِ فَاكٍ الْأَقْدَمَا  
كُلُّ الْفَضَائِلِ مَا أَعْرَوَا كَرَمَا  
لَا تُحْكَمَنَّ قَبْلَ الْخِتَامِ فَتَنْدَمَا  
تِلْكَ سَبِيلُ غَيْرِهِ لَا تَسْلَمَا  
وَالصِّفَ هَذَاكَ اللَّهُ مَا لَمْ تَفْهَمَا  
يَا بِي الصَّوَابِ فَلَا تُكَنَّ مُتَدَمِمَا  
أَهْلُ لِيَذَاكَ وَفَضْلُهُ قَدْ عَمَمَا  
زَالَالٍ وَالصَّحْبِ الْكَرَامِ وَسَلَمَا

كُلُّ شَعْرِ وَرْدَةٍ فِي حُسْنِهِ  
بِنَهْجِهِ الْأَسْلُوبِ مِنْ مِيزَانِهَا  
إِنَّهَا مِنْ حُسْنِ سَبَبِكَ أَصْبَحَتْ  
كَمْ مِنْ الْأُمُثَالِ فِي طَيَاتِهَا  
وَاحْتَوَتْ مِنْ خَافِظِ أَشْعَارِهِ  
يَا لَهَا مِنْ بَنَعَةٍ قِيَا ضَمَةِ  
كَيْفَ لَا تَسْمُو إِلَى الْمَجْدِ وَقَدْ  
مَنْ حُسَيْنٌ ذُو دُكَا وَنَالِ مِنْ  
قَالَهَا فِي مَدْحِ أَشْعَارِ النَّبِيِّ  
رَفَعَ الْمَدْحُ قِصِيدِي شَانَهُ  
وَلَيْزَ قَلَمُهُ إِلَّا لَهُ دَائِمًا

دعایہ چون رسالہ النخیر المزید تالیف کردہ گفتم  
هَذَا هُوَ الْخَيْرُ الْمَزِيدُ حَقِيقَةً  
قَدْ اَعْرَبَ الْأُمُورَ الَّذِي مِنْ قَبْلِهِ  
وَأَمْتَارَ بِالْحَقِيقَةِ عَنْ آخِرِيهِ  
وَأَزْدَانِ بِالْمَعْنَى الْجَمِيلِ وَنَالِ مِنْ  
فَأَسْمَعَ أَخِي مَقَالَتِي وَاعْمَلُ بِهَا  
فَأَحْكُمُ فَرْعٌ عَنْ تَصَوُّرِهِ فَإِنْ  
وَإِذَا أَحْكَمْتَ فَلَا تُكَنَّ مُتَعَدِّتًا  
وَلَتَعْلَمَنَّ أَنَّ الْمَرْءَ قَدْ يُخْطِئُ كَمَا  
وَاللَّهُ يَهْدِي بَيْنَ الصَّوَابِ فَإِنَّهُ  
صَلَّى إِلَّا لَهُ عَلَى الْحَبِيبِ الْمُصْطَفَى

قدرے از شعر فارسی در طی این کتاب نوشتہ شدہ، اینجا عاجز از نظم تذکرہ نحمدہ بجز می نویسد۔

اشک ریزی بر کدایین لاله زار  
کز سحابِ لطف گشتہ آبیار  
نغمہ خوش می سزاید چون ہزار  
از دل محزون بردر سنج و غبار  
اہل وجد از حسن معنی بے قرار

رُوحِ کجاداری تو اے ابر بہار  
لالہ زارِ طبع من را سیر کن  
مُرغِ فکرم مجو سیر باغ شد  
از سر تہا زہے شادی کند  
بہر عاقل درسِ عبرت نغمہ اش



مستفید از فیض دے ہر یک شدہ  
 دان کہ مدہوش است در ناز و نعم  
 ساکن قصر مستعد گوش دار  
 در جهان مثل مسافر آدمی  
 مرکب عمرت روان است تیز تر  
 بیج دانی از مال این سفر  
 منتظر در رہ نشسته و لے موت  
 در چنین احوال سخت و مدہم  
 از تغافل بیج خیرے کس ندید  
 از خرد بشنو کلام دل پسند  
 این ولادتہا ز بہر موت ہست  
 توشہ بردار بہر آخرت

تا توانی ذکر مولیٰ کردہ باش

زیدہ باید نور حق شمع مزار

ختم سازم این بیان را بر دعا  
 در جناب بارگاہ قدس حق  
 ہر یکے از خوان دے یا بد نصیب  
 اے خدائے مہربان رحمان توانی  
 بر درت آمد گدائے مستمند  
 جرمہا کردہ و لے داند ہمین  
 غیر در گاہت نہ دارد تائمنے  
 بیج منکر سوے اعمال بدش  
 چشم دارد بر عیسم فضل تو  
 عفون یارب گناہانش ہمہ  
 در جانش خیر باشد بمقرین  
 در تحفہ محفوظ ماند از عذاب  
 زیر دامن جناب مصطفیٰ  
 بنگر و چشمش جمال دل ربا

دست بردارم بہ عجز و انکسار  
 آن کہ لطفش بے حساب و بے شمار  
 مومن و کافر، مطیع و زشت کار  
 تو رحیمی، تو کریمی، کرو گار  
 مجرم و معطلی، ذلیل و شرمسار  
 اُمتے شعا صی و رب آمرزگار  
 از عطایت نیست ویرا اضطبار  
 رحمتت را بست گدائے پروردگار  
 لطف کن مولیٰ بہ حال خستہ زار  
 ہر چہ باشد از صفار و از کبار  
 در ماتش دور باشد از صفار  
 روزی محشر ہم نہ بیند خزی و عار  
 منزلی باید بہ آن دارالقدار  
 مبتہج گردد دلش از وصل یار



والدین و اقربا، اہل و عیال  
پیر و مرشد شہ ابوالخیر دلی  
خادمان را دستگیر بہا کند  
مخلصانِش در بہشت آیند کل  
از مسلمانان الہی ہر یکے  
یا الہی این دعائے عاجز است  
شادمان ہر یک بود در آن دیار  
در ریاضِ قدس باشد ذی وقار  
روزِ محشر آن شہ والا تبار  
فوج در فوج و قطار اندر قطار  
داخلِ جنت شود بے انتظار  
نالہ موزون شدہ بے اختیار

فَاشْتَجِبْ مُؤَلَّی مَا قَدْ قَالَہُ

رحم کن بر حالِ زید دل فگار

**سلسلہ مبارکہ |** رشتہ در گردنم افگندہ دوست می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

بیاو اہل جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ وقتے کہ حضرت برادر کلان را خلافت عطا کردند عاجز را داخل  
سلسلہ مبارکہ کردند رونے و گونے بہ عاجز گفتند۔ مگر در سلسلہ شریفہ داخل کردہ ایم بہ کارِ باطن خود مشغول  
دارے ذکر کن ذکر تا ترا جان است پاک دل ز ذکرِ رحمان است

تا دو سال معمول حضرت ایشان بود کہ در ہر ہفتہ یک روز بہ او کھلم برائے تفریح تشریف می بردند بہ زیریائے  
درختے برائے حضرت ایشان فرش کردہ می شد آن جا بہ ذکر شریف مشغول می شدند و میان سیر و تفریح می  
کردیم۔ مردمان این جاشکار باہی می کردند ما ہر سہ برادران نیز خیط متین و شخص مہیا کردیم و در آب انداختیم  
و خیط عاجز ماہی درآمد آن جا یک پیر مرد نشستہ بود و ماہی را از آب کشید و بہ خدمت حضرت  
ایشان بردہ گفت۔ این ماہی از قسیمِ اعلیٰ است و نام این قسیم "زہو" است۔ بہ وقت مراجعت بہ ہاشم  
جبرانی کہ دورانِ ایام خدمت حضرت ایشان می کرد فرمودند: "ببین ہاشم کہ این ماہی عمدہ را زید شکار کردہ  
است من از پروردگار امید دارم کہ وے نصیبہ خوب خواہ یافت۔ از رونے کہ عاجز این نوید شنید، پرامید است۔  
گرمیل کند سونے ہالی عجیبے نیست شاہان چہ عجب گر بنوازند گدرا

ملا عبد العزیز ولد ملا عبد الحکیم آخوند زادہ قوم ملازی کا کرا، ساکن قریہ گل محمد، کوٹہ، از مخلصین حضرت  
ایشان بود۔ و کتابہا کہ از تجارت بھئی طلب کردہ می شد بہ توسط ایشان می شد۔ نوبتے چون از بھئی کتابہا طلب  
کردہ شد ما ہر سہ برادر بہ ملا عبد العزیز برائے مجموعہ دلائل الخیرات گفتیم کہ از بھئی طلب کند چون پارسل رسید  
ملا عبد العزیز نزد حضرت ایشان آن پارسل را کشا و سہ نسخہ مجموعہ دلائل الخیرات را بہ یک سونہاد اتفاقاً  
نظر حضرت ایشان بران نسخہ افتاد فرمودند: "آیا فرزندان ما این نسخہ را طلب کردہ اند؟" عبد العزیز بہ  
اثبات جواب داد۔ حضرت ایشان بسیار خوش شدند و فرمودند: "برو و بہ فرزندان ما بگو کہ ما بہ شما یان اجاز



کلی می دسیم: امام الطریقہ حضرت سید محمد بہار الدین نقشبند فرمودہ اند: رُحمت حق بہانہ می جوید: رُحمت حق بہانہ می جوید۔ مایان بہ شوق قصیدہ منفرجہ کہ دران آیام از حضرت ایشان می خواندیم مجموعہ دلائل الخیرات را طلب کردیم و پروردگار این احسانِ عظیم فرمود: **قُلْ لِلّٰهِ الْحَمْدُ وَلَهُ الشُّكْرُ**، در ماہ شوال ۱۳۳۲ھ حاجی مُلّا احمد خان مشاخیل یک افغانی را نزد عاجز بہ کوئٹہ بلوچستان آورد و گفت کہ این شخص را در سلسلہ شریفہ داخل کنید و گفت کہ این امر حضرت ایشان است۔ چنانچہ عاجز آن افغانی را بیعت کرد۔ پروردگار جل شانہ حضرت ایشان را در جاتِ کاملہ عنایت فرماید۔ بہ ہر طور سعیہا می فرمودند کہ اصلاح فرمایند، گاہ بہ لطف، گاہ بہ قہر، گاہ بہ ضرب، گاہ بہ طرد سائلے تنبیہات حضرت ایشان بر احوالِ عاجز بیش بود تا آن کہ در دل عاجز خطرہ لاحق شد، کہ حضرت ایشان را با عاجز عناد است۔ چون عاجز از وجہ کارے بہ خدمت سارک حاضر شد بہ محبت تمام فرمودند: **زید تو چرا عناد می کنی؟** چون کہ بہ دل عاجز این خیال بہ نسبت حضرت ایشان گزشتہ بود ازین جہت بے ساختہ بر زبانش آمد: **جی حضرت، شما با من عناد می کنید؟** جی کلمہ تعظیم است کہ بہ اُردو استعمال می شود و مایان برادران و خواہران، حضرت ایشان را بہ جی حضرت خطاب می کردیم۔ حضرت ایشان کلام عاجز شنیدہ متحیر گشتند و فرمودند: **زید، من کہ قسم می گویم کہ ما را با تو عناد نیست۔** ہرچہ می کنیم برائے اصلاح تو می کنیم: **وَالَاَمْرُ كَمَا قَالَ قَدْ سَمِعْتُهُ**، عاجز ہرچہ عرض کرد از نادانی خود کرد و منظور خدا بود کہ آن خیال فاسد بالکلیہ زائل شود و در راہ فیض بندشے را اثر نہ ماند۔ پنجاہ و شش سال گزشتہ ہر گاہ خیال آن واقعہ می آید بہ حیرت می ماند، **وَكَانَ ذَلِكَ قَدْراً مَقْدُوراً۔**

وَكَمَرُ اللَّهِ مِنْ لُطْفِ خَيْرِي يَدُنِي يَخْفَاهُ عَنْ فَهْمِ الزُّكِّي

**مسلمک عاجز** | مسلمک حضرت کرام قدس اللہ اسرارہم مسلمک این عاجز است حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بہ شاگردان خود می فرمودند: **كَمَا فِي الْفَصْلِ الثَّالِثِ مِنْ بَابِ الْإِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ السُّنَّةِ مِنَ الْمُشْكَاةِ مَنْ كَانَ مُسْتَنًا فَلَيْسَتْ بَيْنَ قَدْ مَا فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تَوْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ، أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا أَفْضَلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبْرَها قُلُوبًا وَأَعَمَّقَها عِلْمًا وَأَقَلَّها تَكْلُفًا، اخْتَارَهُمُ اللَّهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَلَا قَامَةِ دِينِهِ، فَاعْرِضُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوهُمْ عَلَى أَسْرِهِمْ وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْهَدْيِ الْمُسْتَقِيمِ۔** یعنی کہے کہ می خواہد کہ بر راہ راست رو پس باید کہ اقتدا بہ کسانی کند کہ از دنیا گزشتہ اند بہ رستی کہ زندگان از فتنہ و ابتلا مومن نیستند، آن افراد یاران محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ فضل این امت اند و قلوب ایشان نیک ترین قلبہا و علیم ایشان اعمق از روی علم و اقل از روی تکلف و تصنع پروردگار ایشان را برگزیدہ برائے صحبت پیغمبر خود صلی اللہ علیہ وسلم و برائے اقامت دین وے پس بشناسید



برائے ایشان فضل ایشان را و پیروی کنید ایشان را بر آثار ایشان، و جنگ در زمین بآں چه توانید از اخلاق ایشان و روش ایشان به درستی که بودند ایشان بر راه راست در غایت راستی و در فصل دوم از کتاب الفتن مشکلات از عبد اللہ بن عمرو بن العاص روایت است: إِنَّ الشَّيْءَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ بِكَ إِذَا أُبْقِيتَ فِي حُثَالَةٍ مِنَ النَّاسِ مَرَجَتْ عَنْهُمْ دَهْمٌ وَأَمَانَةٌ لَهُمْ وَاخْتَلَفُوا فَكَانُوا هَكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ قَالَ فَبِمَ تَأْمُرُنِي قَالَ عَلَيْكَ بِمَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تَنْكَرُ وَعَلَيْكَ بِمَخَاصِئِ نَفْسِكَ وَرِيَاكَ وَتَعَوِّظُهُمْ وَفِي بَدَائِعِهِ الزَّمُ بَيْنَكَ وَآمِلِكَ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَخُذْ مَا تَعْرِفُ وَدَعْ مَا تَنْكَرُ وَعَلَيْكَ بِمَخَاصِئِ نَفْسِكَ وَدَعْ أَمْرَ الْعَامَّةِ - یعنی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم به عبد اللہ بن عمرو بن العاص فرمود، چه حال باشد ترا به آن وقت که باقی بمانی در تنگنای مردم که مختلط و فاسد گشته عهد های ایشان و امانت های ایشان، و میان خود اختلاف کردند و در افتادند در یک دیگر عبد اللہ گفت، پس مرا به چه چیز امر می فرمائی، فرمود: لازم گیر بر خود عمل به آنچه که می شناسی و به گزار آن را که نه می شناسی و لازم گیر خاصه نفس خود را و دور خود را از عوام الناس - و در روایتی این چنین آمده که لازم گیر بر خود خانه خود را و محکم بگیر بر خود زبان خود را و بگیر آن چه شناسی و لازم گیر خاصه نفس خود را و بگذار امر عوام را -

از رویی که تقسیم بند شده در احوال دینی تغییر تمام آمده - در هر مسجد شریف، صغیرا کان اذ کثیرا - آلات مکبر الصوت نصب شده اذان در این آلات می دهند، چون که اوقات اذان و جماعت در هر مسجد شریف علیحد است لهذا اذان یک مسجد بسبب افساد نماز دیگر مساجد می شود و بعضی مساجد قبل از نماز فجر و در بعضی دیگر بعد از نماز فجر وعظ و ارشاد کرده می شود و بعضی مساجد قرائت نماز در این آلات می کنند، مؤذن و واعظ و امام منظر هر خوش الحانی می کنند، حال آنکه جائے لاجل خواندن می باشد عاجز چون وعظ این گروه می شنود، شعر حافظ شیراز رحمه اللہ به یادش می آید -

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر می کنند چون به خلوت می روند آن کار دیگری کنند  
حق تعالی می فرماید: لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا هَذَا اللَّهُ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ، ...  
واعظان را اجرت و مزد مقر است. این واعظان در رمضان و وعظ می کنند، و ساعت در روز و در ساعت در شب از دست ایشان خلق خدا به عذاب می باشد چون که مقصد این واعظان حصول در اہم است، لهذا ایشان را نه از نماز دیگران غرضی و نه بر احوال رمضان نظری، در کتاب الفتن مشکلات از مسیح بن وایت است: عن اسامة بن زيد قال اشرف النبي صلى الله عليه وسلم على اطيعم من اطعم المدينة فقال هل ترون ما اري، قالوا لا قال فاني اري الفتن تقع جلال بيوتكم كوقع المطر حضرت اسامة بن زيد رضی اللہ عنہما



گوید کہ بالابر آمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بر حصینے از حصنہائے مدینہ منورہ پس بگفت۔ آیامی بینید شما چیزے  
لاکہ من می بینم گفتند نہ می بینیم فرمودند بہ درستی کہ من فتنہ ہارامی بینم کہ می افتد و در فرجہائے خانہ ہائے شما مانند افتادن  
باران از وجہ این آلات روز و شب وقوع فتن است بر خانہ ہا، عاجزی بیند کہ بعض افراد برائے فاتحہ و مراقبہ می  
آیند و از وجہ شریابت فاسقانہ و شور و اعطان پریشان خاطر می شوند۔ خانقاہ شریف کہ کنج عافیت و جائے ذکر  
و فکر بود از وجہ این گونہ شور و شر سکون و طماننت را گم کردہ۔ اِلٰی اللّٰہِ الْمَفْزَعُ وَالْبَیْہِ الْمَشْکٰی۔

**کتاب مملوک** | حضرت ایشان قدس سرہ در حیات مبارکہ خود چند بار بہ حضرت والدہ ماجدہ خواہران  
محترمت فرمودہ بودند کہ سرمایہ کتب از پسران من است۔ چون حضرت ایشان رحلت فرمودند متروکات  
ایشان تقسیم کردہ شد، حضرت والدہ ماجدہ و خواہران بہ تقسیم کنندگان اہلاک گفتند کہ کتابہا در حصہ ہر سہ  
برادران است چنان چہ تقسیم کتاب ہا بر اساسہ برادر شد حضرت ایشان قدس سرہ از بیشتر کتابہا نسخہ داشتند  
مع ذلک از بعض کتب عاجز و محروم ماند تا وقتہ کہ تقسیم ہند نہ شدہ بود، کتاب ہائے حضرات برادران در  
خانقاہ شریف دہلی بود و کسے را وقتہ پیدا نہ شد بعد از تقسیم ہند عاجز را وقت در پیش آمد لہذا بہ اقتضای بعض  
کتب سعی کردیم مثلاً شرح معانی الآثار، بدائع الصنائع از امام کاسانی، تبیین الحقائق از امام زلیعی، فتح القدر  
از امام ابن ہمام، البحر الرائق والاشباہ والنظائر لابن نجیم، احکام القرآن از جصاص، التفسیرات الاحمدیہ از ملا  
جیون، تفسیر الجامع لاحکام القرآن از قرطبی، تفسیر کشف الاسرار وعدۃ الابرار از شیخ الاسلام ہرات، تفسیر الجواہر  
از طنطاوی جوہری، تفسیر روح البیان از اسماعیل حق، حاشیہ گازرونی بر تفسیر بیضاوی ضیاء التاویل از علامہ  
نورانی، تفسیر ذوالاسرار از سید محمود بن سید حمزہ النقیب المشرقی کہ بر پنج سواطع الالہام فیضی بہ حروف مہملہ نوشتہ شدہ،  
تفسیر سواطع الالہام از فیضی تفسیر منظرہ از قاضی ثناء اللہ پانی پتی، طبقات ابن سعد، مناقب المفاتیح از  
از ملا علی قاری، نفع الطیب در تاریخ از مقرئ، النجوم الزاہرہ از تاجی، اخبار مکہ از ازرقی، المنتظم از ابن  
جزری، الذر الکامثہ از ابن حجر عسقلانی، تاریخ الامم والملوک از طبری، البدایہ والنہایہ از ابن کثیر، منہاج السنہ  
از ابن تیمیہ مجموعہ رسائل ابن تیمیہ القاموس المحيط از فیروز آبادی، لسان العرب از ابن منظور، اقرب الموارید مع  
ذیل از خوری لبنانی، المنجد از ابی نویس یسوی، وغیرہ ازین ہم بعض کتب نفیسہ وقتے کہ عاجز بہ مصروفیت بود کتب  
علم ادب و دواوین و انشاء با خود از ان جا آورده بود۔ اگر بعد از تقسیم ہند صحبت عزیزان و یاران نہ ماندہ فضل  
پروردگار است کہ از مجالس علماء اعلام و اولیائے عظام محروم نہ ماند۔

لَكَ الْحَمْدُ يَا مَنْ فَضَّلَهُ مُتَوَاتِرًا  
وَيَا مَنْ لَّهُ جُودٌ عَظِيمٌ وَغَايَرُ  
لَكَ الْحَمْدُ مَتَى فَاَتَّبِلَ الْحَمْدَ رَشَنِي  
يُحْمَدُكَ وَالْإِحْسَانُ وَالْفَضْلُ ذَاكِرُ

در کتبہ عاجز پنجصد و نو کتابہائے خطی (قلمی) موجود اند ازین جملہ بعضے از نوادرات اند و در تفاسیر و



حدیث و فقہ و تصوف و تاریخ مایحتاج الیہ موجود است از کتاب بشارات منظر یہ یک نسخہ قلمی در کتب خانہ لندن محفوظ است این کتاب از تالیفات حضرت شاہ نعیم اللہ ہرنچی است کہ از زبدۂ خلفائے حضرت مرزا جان جانان منظر شبیداند قدس اللہ اسرار بہا۔ و برائش این نسخہ حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ جابہ جا چیزے نوشتہ اند۔ عاجز عکس این کتاب مبارک از لندن طلب کردہ است۔ پیر و درگاہ این کتاب ہمارا محفوظ دارد۔

**سعدتِ حج و زیارت** | نوبت اول عاجز با اقم ابی الفضل محمد ہمراہ حضرت برادر بگلان بہ حج زیارت رفتہ بہ روز شنبہ بست و چہارم رمضان ۱۳۳۶ھ ہجری مارچ ۱۹۲۸ء از دہلی بہ بمبئی و بہ یکشنبہ دوم شوال از بمبئی در باخرہ تخرود بہ جدہ روانہ شدیم و بہ شنبہ پانزدہم شوال ہفتم اپریل۔ بہ جدہ وہمان روز از جدہ در سارہ بہ مکہ مکرمہ رسیدیم و آن جا در خانہ جناب شیخ ندیم احمد مجددی رحمہ اللہ قیام کردیم و بہ شنبہ ہشتم ذی القعدہ (۲۸ اپریل) از مکہ مکرمہ بہ مدینہ منورہ روانہ شدیم و بہ چہار شنبہ دوازدهم ذی القعدہ بہ آن دیار مقدس رسیدیم دوم از ماہ مئی بود، موسم بہ غایت گرم بود۔ ہر دم "شِدَّةُ الْحَرِّ مِنَ الْفَيْحِ جَعَلْنٰ" را یاد می داد۔ بہ پنجشنبہ بست و یکم ذی القعدہ ازان مور و وحی و دیار سعید مراجعت شد۔ بہ یکشنبہ ہشتم ذی الحجہ بمبئی و بہ دو شنبہ نہم ذی الحجہ بہ عرفات رفتیم و بہ پنجشنبہ دوازدهم ذی الحجہ (اول جون) بہ مکہ مکرمہ مراجعت شد و بہ شنبہ ہفتم ذی الحجہ بہ جدہ و بہ یکشنبہ بست و دوم ذی الحجہ در باخرہ بہ کراچی روانہ شدیم و بہ شنبہ سیم ذی الحجہ بہ کراچی رسیدیم و بہ پنجشنبہ دوم محرم ۱۹۳۶ء از کراچی بہ کوئٹہ روانہ شدیم و بہ جمعہ سوم محرم ۱۳۳۶ھ۔ ۲۲ جون ۱۹۲۸ء۔ بہ کوئٹہ رسیدیم۔

نوبت دوم بہ روز شنبہ بست و نہم ذی القعدہ ۱۳۵۰ھ۔ ۱۵ اپریل ۱۹۳۲ء از قاہرہ بہ سویس و از سویس بہ جدہ روانگی شد۔ بہ روز جمعہ دوم ذی الحجہ بہ جدہ وہمان روز تا عشاء بہ مکہ مکرمہ رسید و بہ صبح عند الطاف بابرادر عزیز و ملا عمر سلطان خیل خادم و مخلص قدیم ملاقات شد۔ عاجز نیت قرآن کردہ بود۔ در مکہ مکرمہ با برادر طریقت صاحب نسبت و مودت مولوی سیف الرحمن ملاقات شد۔ سبحان اللہ چہ مبارک احوال داشتند در این نوبت وقوف عرفہ بہ روز جمعہ بود۔ ذَلِکَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ۔ در مکہ مکرمہ از مجاہد شہیر و ولی کبیر سید احمد سنوسی و از پاک طینت و پاک مشرب مولانا ابوالفیض ابوالاسعاد عبدالستار صدیقی دہلوی مہاجر مکہ اجازت حدیث شریف حاصل کرد۔ تا پنجشنبہ پنجم ماہ صفر ۱۳۵۱ھ (دہم جون ۱۹۳۲ء) قیام در مکہ مکرمہ بہ خانہ جناب شیخ احمد مجددی و فرزند ان ایسان جناب محمد صادق و محمد حسن و محمد مدنی رحمہم اللہ و بی منہم بودہ، ملا عمر سلطان خیل نیز آن جا مقیم بودند عاجز اکثر بہ جاے حضرت ابوالشرف عبدالقادر مجددی می رفت۔ چہ مبارک ایام و مبارک صحبتہا بودہ۔

لَا يَفْقَرَنَّ بِطَيْبِ الْعَيْشِ إِنْسَانٌ

لِكُلِّ شَيْءٍ إِذَا مَا تَمَّ نَقْصَانٌ



حضرت خال محترم محمد اسماعیل و عیال ایشان رحلت فرمودہ بودند۔ رحمہما اللہ ورضی عنہما، عاجز پر دکانے می رفت کہ جناب ایشان آن جانی نشستند دعا ہا برائے ایشان می کرد۔ آخر بہ روز پنجشنبہ نجیم صفر این عاجز ہا برادر عزیز از مکہ مکرمہ بہ جدہ و بہ شنبہ ہفتیم صفر از جدہ بہ سویس روانہ شدیم و بہ شنبہ دہم صفر بہ سویس رسیدیم۔ و ازان جا در تیارہ بہ قاہرہ رفتیم۔

نوبت سوم بہ روز دوشنبہ بست و چہارم ذی القعدہ ۱۳۸۶ھ (۶ مارچ ۱۹۶۷ء) از دہلی در قطار بہ بمبئی و بہ یکشنبہ یکم ذی الحجہ از بمبئی بہ طیارہ بہ جدہ روانگی شد نماز صبح بہ اول وقت در قطار بمبئی و نماز پیشین در حرم محترم خواندہ شد رفیق سفر شیخ عبدالباقی نو مسلم برادر زادہ برادر طریقت شیخ عبدالباری جوہری رحمہ اللہ بود۔ قیام در خانہ نور چشم بی بی سنیہ بود۔ بعد از سی و شش سال زیارت مسجد حرام نصیب شد۔ عجب صورت توسیع و تعمیر نو پیدا کردہ کہ بے ساختہ از برائے اولی الامور از دل دعا می برآید۔ و افضل ترین کار ہا این شدہ کہ متصل بہ حرم محترم کسے راعمارت نیست۔ و تمام منعی مسطح و مسقف است و بالائے آن بسیار اعلیٰ و فراخ جائے است برائے نماز کماں ہم مسقف است۔ توسیع در مطاف ہم شدہ۔

چون کہ عاجز محتاج ہادی و دلیل نہ بود ارادہ کرد کہ پایادہ بہ عرفات رود۔ عبدالباقی رفاقت کرد و یک جامہ برائے افراش و یک برائے پوشش ہر یک گرفت و بہ روز یکشنبہ ہشتم ذی الحجہ (۹ مارچ) کہ یوم الترویہ بود بمبئی روانہ شدیم۔ آن جا سہ نفر دیگر رفیق شدند شب در میدانے آرام کردیم و بہ صبح قصد عرفات کردیم۔ نزد جبل رحمت در عریضے قدرے استراحت کردیم و باز بالائے جبل رحمت رفتہ دعا ہا کردیم۔ و بعد غروب شمس ازان جا روانہ شدیم۔ شب در مزدلفہ آرام کردہ و سگریز ہا گرفتہ بہ صبح دہم بمبئی رسیدہ و رومی جبرہ و باز اضحیہ کردہ در سیارہ بہ مکہ مکرمہ رفتہ طواف و سعی و طلق کردہ و بعد الاستحمام لباس پوشیدہ بمبئی باز گشتیم و بہ روز پنجشنبہ دواز دہم ذی الحجہ نماز ظہر خواندہ و رومی جمار کردہ بہ مکہ مکرمہ آمدیم و بہ روز چہار شنبہ بست و نجیم ذی الحجہ (۱۰ مارچ) نماز پیشین در حرم مبارک خواندہ برائے زیارت روضہ منورہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ و تحیتہ در تیارہ بہ مدینہ منورہ روانہ شدیم و نماز دیگر در وقت آخر در حرم مبارک نبوی خواندیم، آن جا در خانۃ الاغوات رباط حضرت شاہ محمد منظر ہست۔ توسیع حرم شریف و تزیین بلدہ مبارکہ را کہ تعلق بہ دیدار دعا جریہ بیان کند۔ از باب النساء بہ جہت جنت بقیع شارع جدید کہ بسیار فراخ است ساختہ شدہ۔ در آخرین شارع رباط واقع شدہ است۔ عاجز بہ رباط رفت و ارادہ داشت کہ در طبق ثالث در حجرۃ قیام کند۔ لیکن حضرت الانخ محمد منظر بن الشیخ احمد ہامالدین بن حضرت الشیخ محمد منظر قدس سرہ عاجز را مع رفیق دے بہ خانہ خود بردند کہ در خانۃ رباط واقع است و مسکن حضرت محمد منظر قدس سرہ بود۔ پانزدہ شب آن جا قیام کردیم جناب محمد منظر ہر حفظہ اللہ تعالیٰ بہ نہایت محنت مہانداری کردند۔ جناب ایشان دکان



عطارہ دارند۔ یہ کسبِ حلال و ذکر و الجلال مصروف اند۔ فَطَوْبَى لَكَ ثُمَّ طَوْبَى لَكَ۔ عاجز بعد الاشراف بہ کتبِ رباط می رفت و آن جا الی الزوال بہ مطالعہ کتب مشغول می بود۔ بہ روزِ پنجشنبہ دہم محرم ۱۳۸۵ م بستم اپریل نماز دیگر در حرم مبارک خواندہ بہ جدہ روانہ شدیم و بین العشائین بہ جدہ رسیدیم و شب در قیام گاہ حجاج استراحت کردیم۔ بہ صبح کہ روز جمعہ بود عبد الباقی در طیارہ بہ بمبئی روانہ شد چون کہ از وجہ کثرتِ حجاج توفیق طواف عاجز نہ یافتہ بود لہذا مناسب دانست کہ طیارہ مرجعہ را بگزارد و طواف بیت اللہ را از دست نہ دہد اگرچہ فیما بعد برای مراجعت تذکرہ جدیدہ گرفتہ شود۔ طَوْبَى لِمَنْ آخَرَ مَا يَنْبَغِي عَلَيَّ مَا يَنْبَغِي لِهَذَا عَاجِزٌ بِمَكْرَمَةٍ مَرَجَعْتُ

کرد و نماز جمعہ در حرم شریف خواند و این نوبت عاجز در عمارت جناب شیخ محمد مدنی مجددی قیام کرد۔ محمد مدنی عجب پاک روش و صاف غش بود، ارتباط عاجز با ایشان بسیار قدیم بود۔ مرد آزاد و بے فکر بودند۔ ہر چہ پیش می آمد بہ صبر و شکر آن را برداشت می کردند چون ایشان را خبر رسید کہ عاجز در احوال حضرت خیرِ جہان قدس سرہ کتاب مقاماتِ خیر می نویسد، ایشان برائے آن کتاب نام تاریخی و سوانح ہادی کامل شاہ ابوالخیر تجویز فرمودند چون کتاب بہ طباعت رسید، عاجز یک نسخہ بہ ایشان فرستاد بسیار خوش شدند ایشان برائے مقاماتِ اخیر نام و سوانح حیات ابوالخیر تجویز کردہ اند۔ این نام ہمہ تاریخی است۔ برائے ہر دو کتاب نہایت اعلیٰ نامہا تجویز کردہ اند۔ افسوس صد افسوس کہ ایشان را مرض قلب لاحق گشت و یکبارگی بہ روزِ دوشنبہ ببت و نہم شعبان ۱۳۹۲ م (۱۶ ستمبر ۱۹۷۳ م) در طائف رحلت نمودند وہاں روزِ درمطافۃ عندالآب والاخرین مدفون گشتند رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَرَضِيَ عَنْهُمْ — عاجز در عمارت جناب محمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ ببت و شش روز قیام کرد۔ و قُبَاعًا۔ از ندائے نماز تہجد تا طلوع آفتاب۔ و مَسَاءً۔ از اذان نماز دیگر تا نماز خفتن۔ بہ طواف بیت اللہ المکرم مشغول می بود۔ و آخر وقت رسید کہ عاجز اذان اماکن مقدسہ بہ وطن مراجعت کند۔ عاجز بہ دوران قیام مکرمہ چند بار بہ زیارت آن مقام مقدس ہم مشرف شد کہ از صد سال بہ نام مولد النبی اشتہار دارد۔ عَمْرَؤُ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ عاجز بہ روزِ چہار شنبہ ہفتم صفر ہندیم سی بعد از نماز پیشین بانور چشم بی بی سنیہ و پسر لڑمولوجش حامد سلمہا اللہ از مکرمہ بہ جدہ و عند الغروب از جدہ بہ طیارہ بہ بمبئی روانہ شد۔ عند الفجر بہ بمبئی رسید و سہ روز آن جا قیام کردہ بہ روزِ یکشنبہ یازدہم صفر و ببت و یکم سی بہ دہلی رسید۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فِي الْاُولٰی وَفِي الْاٰخِرٰی۔

امامتِ عید گاہِ دہلی | امامتِ عید گاہِ دہلی از زمانِ شاہانِ مغلیہ و البتہ بہ خاندانِ حضراتِ ساداتِ کرام بود۔ فرد آخر شہید طاہر حسن فرزند سید محمد بود کہ از حضرت خیر جہاں قدس سرہ بیت شدہ بود۔ بہ وقت تقسیم ہند چون در دہلی خونِ مسلم ہند شد و سہ بہ پاکستان ہجرت نمود، و اعطی شیرین بیان مولانا احمد سعد دہلوی را پروردگار را جہاد ہد کہ در ان ایام زود خورد بہ خدمت و حفاظت عید گاہ مکرمہ بخت







وَأَسْتَبْرَأُ اللَّهَ أَكْبَرَ اللَّهِ أَكْبَرَ تَصَارِيهِ الْأَصَاحِي مِنْ ذَلِكَ الْوَقْتِ مُرْعُوبَةً وَلُضِلَّةً مَطْلُوبَةً، فَاسْتَعُوذُ بِهَا الثَّانَةَ  
وَأَسْتَوْجِبُ بِهَا الْمُنَّةَ فَمَنْ كَانَتْ لَهُ أَصْحِيَّةٌ فَلْيَبْدَأْ بِهَا وَلْيَسْتَقْبِلْ بِهَا الْبَقْلَةَ وَلْيَكْبِرِ اللَّهَ وَلْيَقُلْ، اللَّهُمَّ هَذَا  
مِنْكَ اللَّهُمَّ لَقَدْ قَتَلْتَنِي مَتَى كَمَا تَقْبَلْتَنِي مِنْ ابْنِ رَاهِمٍ تَحِيْلِكَ وَتَحْيَا حَبِيبِكَ، وَأَقُلْ وَقْتَهَا مِنْ صَلَاةِ الْعِيْدِ  
لِأَهْلِ الْأَمْصَارِ وَلِأَهْلِ الْقُرَى مِنْ فُجْرِ هَذَا النَّهَارِ، وَنَتَمِّمُ وَقْتَهَا بِقُرُوبِ شَمْسِ الْيَوْمِ الثَّلَاثِ، وَلَا يَبِيعُ الْحَمَامِ مِنْ  
مِنْ أَصْحَابِيهِ وَلَا يُعْطَى الْجَزَارُ تَمِيْنًا فِي أَجْرَتِهِ، عِبَادَ اللَّهِ عَظِّمُوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَمَنْ يُعَظِّمُ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا  
مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ وَلَقَدْ لَوَّاهُ بِصَحَائِكُمْ فَإِنَّهَا عَلَى الصِّرَاطِ مَطَايَاكُمْ وَكَبِّرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ عَقِبَ  
الْقُلُوبَةِ وَمَنْ جَاءَ مِنْ طَرَفَيْنِ فَلْيَزْجِعْ مِنْ أُخْرَى لِكثْرَتِكُمُ الْحَسَنَاتِ. رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ  
حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

### خطبہ آخری از عیدین

اللَّهُ أَكْبَرُ (سَبْعَ مَرَّاتٍ) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ لِلَّهِ الْحَمْدُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ مُحَمَّدًا  
كَثِيرًا وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى حَبِيبِهِ وَصَفِيَّتِهِ وَرَسُولِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى  
آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَبَدًا مُجَدَّدًا. وَبَعْدُ. أَيُّهَا النَّاسُ الْقَوْلُ لِلَّهِ فِي التَّوْبَةِ وَالْعَمَلِ وَذُرُّوا الْقَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا  
بَطَنَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ أَمَرَكُمْ بِأَمْرٍ آتَاكُمْ بِهِ شَرَفًا وَتَكْرِيمًا يَقْبَلُهُ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ أَبَدًا وَارْزُقْ نَحْيَا تِلْكَ سِرْمَدًا عَلَى سَيِّدِ  
الرُّسُلِينَ وَخَاتِمِ النَّبِيِّينَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَارْزُقْ اللَّهُمَّ عَنْ خُلَعَائِهِ الْأَرْبَعَةِ ابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيَّ وَعَنْ  
الْبَقِيَّةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ وَعَنْ الَّذِينَ بَايَعُوهُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَعَنْ سِبْطِيهِ الشَّهِيدَيْنِ الْقَمَرَيْنِ الْمُتَبَيِّرَيْنِ  
الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَنْ أَقْبَاهِمَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَعَنْ عَمَّتَيْهِ الْمُكْرَمَيْنِ بَيْنَ النَّاسِ الْحَمْزَةَ وَالْعَبَّاسَ وَعَنْ سَائِرِ  
الصَّحَابَةِ وَالْقَرَّانَةِ وَالتَّالِعِينَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ  
وَتُبَّ عَلَيْنَا يَا مَوْلَانَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ. عِبَادَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي  
الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفُسْأَةِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ، أَذْكُرُ اللَّهَ الْعَظِيمَ يَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوهُ عَلَى نِعَمِهِ  
يَزِدْكُمْ وَادْعُوهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلِذِكْرِهِ اللَّهُ أَعَزُّ وَأَجَلُّ وَأَكْبَرُ الدُّعَاءُ اللَّهُمَّ انصُرِ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ  
اللَّهُمَّ انصُرْ جُيُوشَ الْمُؤْمِنِينَ اللَّهُمَّ أَهْلِكَ الْكُفْرَةَ وَالْمُشْرِكِينَ اللَّهُمَّ دِمْرُ أَعْدَاءِ الدِّينِ اللَّهُمَّ قَاتِلِ  
الْكُفْرَةَ أَهْلَ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ يُجْحِدُونَ آيَاتِكَ وَيَكْفُرُونَ بِرُسُلِكَ وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ  
وَيَتَعَدَّوْنَ حُدُودَكَ وَيَقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ اللَّهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتَيْهِمُ اللَّهُمَّ زَلْزِلْ أَلْدَامَهُمُ اللَّهُمَّ  
أَنْزِلْ بِهِمْ بَاسَكَ الَّذِي لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَفُجْرِي الشَّعَابِ وَهَازِمِ الْأَعْزَابِ  
اهْزِمِ الْكُفَّارَ وَانصُرِ الْمُسْلِمِينَ عَلَيْهِمُ اللَّهُمَّ أَثَامُ جَعَلْتَ فِي مَحْرُومِهِمْ وَلَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمُ اللَّهُمَّ آمِنَّا  
فِي أَوْطَانِنَا وَلَا تَسْلُطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَخَافُكَ وَلَا يَزْهَمُنَا اللَّهُمَّ انصُرْ مَنْ نَصْرَدِينِ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ اخْذَلْ مَنْ خَذَلَ  
دِينَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ أَصْلِحْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ ارْحَمْ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ اللَّهُمَّ فَرِّجْ عَنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

### زواج

نکاح عاجز با امة القیوم دختر حافظ اشفاق الہی میرٹھی بیکشنبہ چہارم شوال ۱۳۳۵ھ بمقدیم اپریل  
۱۹۱۶ء شد۔ زوجہ حافظ اشفاق الہی بی بی زہرہ بنت العم ایٹان بود۔ رونے حضرت والدہ صاحبہ بوسے  
فرمودند اگر شمارا پروردگار دختر عنایت فرماید من برائے زید آن رامی گیرم، وے عرض کرد شمارا فرماید کہ حق  
تعالیٰ دختر عنایت فرماید من بہ بسیار خوشی آن رامی دهم، پروردگار بہ محرم ۱۳۳۲ھ ایٹان را دختر عنایت کرد۔



حافظ اشفاق الہی بہ خدمت حضرت ایسان مکتوب نوشت و نام دریافت کرد۔ حضرت ایسان امۃ القیوم نام نہادند۔ بہ ماہ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ حافظ اشفاق الہی و زوجہ ایسان با دختر خود آمدند، حضرت والدہ ماجدہ دختر رانند حضرت ایسان بڑوند و اظہار خیال خود کردند، حضرت ایسان اتفاق فرمودند و ادعیہ ماثورہ خواندہ دم کردند حضرت والدہ ماجدہ دست بند ہائے زیر سرخ در دستہائے دختر نہادند و شیرینی تقسیم کردند۔

**اولاد** پروردگار عاجز را سہ پسر و شش دختر عنایت کردہ۔ ۱۔ ابو الفضل محمد۔ ۲۔ صفیہ۔ ۳۔ ابو تراب حامد۔ ۴۔ ابو الخیر احمد۔ ۵۔ سنیۃ۔ ۶۔ عطیۃ۔ ۷۔ نقیہ۔ ۸۔ زکیۃ۔ ۹۔ خیریہ۔ احوال ایسان مختصر بیان کردہ می شود۔ بیان ابو الفضل محمد بہ آخر خواہد آمد۔

۲۔ بی بی صفیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بہ شب جمعہ بست و چہارم ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ۔ ۲۴ فروری ۱۹۳۸ء در خانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔ نام تاریخی امۃ الخیر سلیم است، عقد نکاحش بہ روز جمعہ سیزدہم ربیع الآخر ۱۳۶۹ھ با عزیزم عبد اللہ آقا فرزند اوسط حضرت برادر کلان شد، بہ ۲۷ رمضان ۱۳۸۸ھ۔ ۱۴ مارچ ۱۹۶۹ء۔ ولادت بی بی نجمہ شد و بہ ۲۵ رجب ۱۳۸۲ھ۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۳ء ولادت بی بی کوب شد۔ چون کہ در طبائع زوجین توافق نہ بود بہ جمعہ پنجم محرم ۱۳۸۵ھ۔ ہفتم سنہ ۱۹۶۵ء۔ جدائی واقع شد و ازان روز بی بی صفیہ باہر و بنات نزد عاجز قیام دارد۔ سَلَّمَتْهُنَّ اللّٰهُ وَحَفِظَتْهُنَّ مِنْ كُلِّ مَكْرُوْدٍ۔

۳۔ ابو تراب حامد بہ ۲۳ رمضان ۱۳۵۶ھ۔ ۶ نومبر ۱۹۳۹ء۔ در خانقاہ شریف دہلی تولد نمود و بہان روزا جزو ذخرا خرت گردید۔ و در گورستان مسلمین نزد کوئلہ فیروز شاہ پیوند خاک گردید جَعَلَهُ اللّٰهُ بِمَوْتِهِ وَکَرَمِهِ اَجْرًا وَذَخْرًا لِابْنَتِهِ۔

۴۔ ابو الخیر احمد بہ دو شنبہ دوازدهم محرم ۱۳۶۰ھ۔ ۱۰ فروری ۱۹۴۱ء۔ در خانقاہ شریف دہلی تولد نمود و بہ شنبہ بست و ششم صفر ۱۳۶۳ھ۔ ۲۲ فروری ۱۹۴۴ء۔ داغ مفارقت بر دل نہاد بہ دارالجمان رخصت شد جَعَلَهُ اللّٰهُ بِمَوْتِهِ وَکَرَمِهِ اَجْرًا وَذَخْرًا لِابْنَتِهِ۔

۵۔ بی بی سنیۃ سلمہا اللہ تعالیٰ بہ دہم ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۴۲ء۔ در خانقاہ شریف دہلی تولد نمود و بہ شب شنبہ دوم شوال ۱۳۸۵ھ۔ ۲۴ جنوری ۱۹۶۶ء۔ عقد نکاحش با محمد عابد فرزند نور محمد آشد و آلا شد۔ والدہ محمد عابد امۃ الحمی بنت حافظ اشفاق الہی است و نامش نیز نہادہ حضرت ایسان است۔ دوکان حافظ نور محمد در صدر بازار دہلی بود بعد از تقسیم ہند بہ کراچی رفت و بعد از مدتی بہ مکہ مکرمہ ہجرت کرد۔ فضل پروردگار است آنجا بہ عنایت و راحت می باشند۔ پروردگار بی بی سنیۃ را چہار اولاد عنایت کردہ۔ ۱۔ حامد کہ بہ دو شنبہ چہار دہم رمضان ۱۳۸۶ھ۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۶ء متولد شدہ سَلَّمَتْهُ اللّٰهُ وَحَفِظَتْ



۲۔ سلمیٰ بیچشنبہ دوازدہم محرم ۱۳۸۸ھ۔ یازدہ اپریل ۱۹۶۸ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۳۔ اسماء بیچشنبہ بست و ہفتم جمادی الآخرہ ۱۳۸۹ھ۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۶۹ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۴۔ عادل بیچشنبہ بست و چہارم جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ۔ ۱۸ جولائی ۱۹۷۱ء متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۵۔ بی بی عطیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بیچشنبہ پنجم محرم ۱۳۹۵ھ۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۷۵ء۔ درخانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔ بیچشنبہ دوم ذی القعدہ ۱۳۸۳ھ۔ ۱۰ مارچ ۱۹۶۵ء۔ عقد نکاحش بامرا محبوب بیگ فرزند مرزا ناسل بیگ شد۔ اولاد قیام محبوب بیگ در چائنگام بنگال بود بعد از فتنہ بنگالیہا قیام ایشان در کراچی است۔  
 پروردگار بی بی عطیہ رائج اولاد عنایت کرد۔

۱۔ غوثیہ بیگم بیچشنبہ ہفتم رمضان ۱۳۸۵ھ۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۶۵ء۔ متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۲۔ منصور بیچشنبہ چہار دہم رجب ۱۳۸۶ھ۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۶۸ء۔ متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۳۔ فوزیہ بیگم بیچشنبہ بست و سوم شعبان ۱۳۹۰ھ۔ نومبر ۱۹۶۹ء۔ متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۴۔ سعدیہ بیچشنبہ سیزدہم ربیع الآخر ۱۳۹۱ھ۔ ۸ جون ۱۹۷۱ء۔ متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۵۔ ارشد بیچشنبہ سیزدہم شعبان ۱۳۹۲ھ۔ ۱۲ ستمبر ۱۹۷۳ء۔ متولد شدہ۔ سلمہا اللہ وحفظہا۔  
 ۶۔ بی بی نقیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بیچشنبہ ہفتم محرم ۱۳۶۸ھ۔ ۱۰ نومبر ۱۹۴۸ء۔ درخانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔

۸۔ بی بی زکیہ سلمہا اللہ تعالیٰ بیچشنبہ چہار دہم محرم ۱۳۷۰ھ۔ ۲۶ اکتوبر ۱۹۵۰ء۔ درخانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔

۹۔ بی بی خیرت سلمہا اللہ تعالیٰ بیچشنبہ بست و نہم شعبان ۱۳۷۵ھ۔ ۱۱ اپریل ۱۹۵۶ء۔ درخانقاہ شریف دہلی متولد شدہ۔

۱۔ نور چشم نخت جگرم ابوالفضل محمد سلمہ اللہ وحفظہ۔

ولادت بر خوردار بیچشنبہ سیزدہم شعبان ۱۳۵۵ھ۔ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۶ء۔ درخانقاہ شریف دہلی شد عاجز درج ذیل تاریخی قطعہ گفتہ۔

متور زوے چشم و جانم قوی	محمد ابوالفضل جلوہ نمود
ابوالخیر جدش شہر دہلوی	جگر گوشہ زید و نور بصر
بہ گلزار احسن گل معنوی	بہ بلوغ عمر میوہ نور است

لے عبدعاجز قدس سرہ۔ لے حضرت مجدد قدس سرہ۔



الہی نگہ دار ویرا مدام ز آفات دینی و ہم دنیوی  
چو تاریخ میلاد جستم ز دل ملک گفت "خورشید مصطفوی"

عاجز نام ایشان از وجہ مناسبت محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم محمد نہادہ است و  
کنیت ابو الفضل، جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِمَنْتِهِ وَكَرَمِهِ مِنْ اَهْلِ الْفَضْلِ وَالْكَمَالِ۔

در حصول طب جدید سعی کردند و کامیاب شدند، از چار سال در حجاز مقدس موظف اند۔ چون بہ  
۱۳۹۱ھ نوبت اول بہ آن ارض مبارکہ رسیدند، عمرہ کردند و معابر اے حصول سعادت و ارین قصد زیارت  
روضہ مقدسہ کردند، عَلٰی صَاحِبِہَا اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ وَاَزْکٰی الصَّلٰوَاتِ۔ چون عاجز را اطلاع این امر شد  
از بس مسرور گشت، وَفَقَّ اللّٰهُ تَعَالٰی لِمَرْضَاتِہِ وَجَعَلَهُ مِنْ خَیْرِ عِبَادِہِ، در ۱۳۹۲ھ باز وجہ خود بی بی  
مسترت حج کردند و امسال در ۱۳۹۳ھ حج دوم بہ نصیب ایشان شد۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَهُ عَلٰی ذٰلِكَ۔ در  
سلسلہ شریفہ داخل شدہ اند و در دگر ایشان را توفیق دہد کہ از لطائف مبارکہ مستفید شوند و علم و ہنر آباو  
اجداد را حاصل نمایند۔

نکاح ایشان بابی بی خدمتہ دختر حافظ محمد اسحاق بن محمد صدیق ساکن صدر بازار میرٹھ  
بہ شنبہ بست و دوم شعبان ۱۳۸۷ھ۔ ۲۵ نومبر ۱۹۶۷ھ انعقاد یافتہ۔ ولادت خدمتہ  
سلمہا اللہ بہ جمعہ بست و یکم محرم ۱۳۸۷ھ۔ ۳ نومبر ۱۹۶۷ھ۔ در میرٹھ شد، والدش بہ عاجز مکتوب ارسال کرد  
و استفسار نام کرد۔ عاجز خدمتہ تجویز کرد۔ چون نکاح بر خوردار سلمہ اللہ ہاوے شد عاجز ویرا بہ مسترت نامید  
تا در احترام نام حضرت بی بی خدمتہ رضی اللہ عنہا تقصیرے نیاید وَجَعَلَهُمَا اللّٰهُ سَبَبًا لِلْبَهْجَةِ وَالْمُسْتَرَةِ،  
حق تعالی ایشان را چہار اولاد عنایت کردہ، سعد، ہدی، انس، ہما۔

۱۔ سعد بہ جمعہ چہارم ماہ ربیع الآخر ۱۳۸۹ھ۔ ۲۰ جون ۱۹۶۹ھ متولد شد و بہ شب یکشنبہ ہشتم  
ماہ قمری و بست و دوم ماہ ثمنی عیسوی بہ جنت شتافت، بہ شب جنازہ اش نہادہ بود کہ بر زبان عاجز این  
چند شعر آمد۔

جان من جانان من سعید سعید روح من ریحان من از من رسید  
روز اقل کرد شادم از قدم روز دوم طائر روحش پرید  
خیف آن پاکیزہ جان نازک بدن چون رولے خاک بر رویش کشید  
اِنَّتِہِ یَا زَیْدُ عَمَّا اَنْتَ فِیْہِ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَاءُ مَا یُرِیدُ  
ہر کہ جام وصل می نوشد وے جامِ فرقت سالہا خواہد چشید  
رُو بہ درگاہ خلا آراے حوین اِنَّہٗ بَرَّ سُرُوْفَ بِالْعَبِیدِ



رحمتش را نے نہایت نے عید  
تا نہایت مثل این محزن شدید  
بخشدش صبر و دہد آجبر مزید  
روز ہایش جملہ باشد روز عید  
وای زخم سعید شیرین جدید

ہر کرا خواہ نواز دے بے حساب  
ہاں دعائے خیر کن بہر پسر  
آن ابوالفضل محمد صاف کیش  
ہم عطا فرمایدش نعم البدل  
سال این ماسات شد از خود رقم

۲ ہدی سلمہا اللہ تعالیٰ بدوشنبہ ہفتم ربیع الآخر ۱۲۹۰ھ - ۲۲ جون ۱۹۷۱ء - متولد شد پروردگار  
جل شانہ در عرش برکت دہد خوش نصیب و صالح فرماید۔

۳ انس سلمہا اللہ تعالیٰ ولادت بر خوردار بہ شنبہ ششم رجب ۱۲۹۱ھ - ۲۸ اگست ۱۹۷۱ء شد ہا کہ  
ششم سنبہ ۱۲۵۰ شمسی ہجری بود۔ عاجز این نور چشم را بہ نام خدمتگار خاص سردار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ موسوم کردہ۔ رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم برائے خدمتگار خود و عاگردند  
اللہم اکثر مآلہ و قلدہ، عاجز از مولائے لطیف و کریم خود پر امید است کہ وے این غلام را کہ ہنام خادم  
سردار کل جہان است صلی اللہ علیہ وسلم بہ برکت این ہنامی شامل سعادت دینی و دنیوی فرماید۔ باکرمیان  
کار ہا دشوار نیست۔ از خوان کریمان بہ ادش خوران نصیب می باشد۔ وللارض من کاش الکرام نصیب۔

۴ ہما سلمہا اللہ تعالیٰ بہ روز شنبہ بست و شش محرم ۱۳۹۵ھ کہ ہشتم فروری ۱۹۷۵ء و نوروز ہم  
دلو ۱۳۵۳ شمسی ہجری بودہ در اُم القری متولد شد۔ پروردگار در عرش برکت دہد خوش نصیب و صالح فرماید۔  
ہنوز این کتاب صبح نہ شدہ بود کہ عہد ہماے اوج سعادت بہ دام ما افتاد۔ لہذا نام این نور البصارت بہ تحریر یافت۔  
عاجز سلسلہ نسب را از روے آن تحقیق کہ در مقدمہ گذشتہ از نور چشم انس تا امام الاعلیٰ حضرت عمر  
رضی اللہ عنہ کہ دارائے چہل و پنج نام است در ہفت شعر نظم کردہ۔ اتہا مال الفائدہ می نویسد۔

سعید و یوسف و پس صفی القدر والا شان  
پس عبد الاحد حق بین زین العابدین حق ان  
رفیع الدین نصیر الدین سلیمان یوسف و قدان  
شہاب الدین داور الدین نصیر الدین محمود آن  
چو عبد اللہ ہمین واعط ابوالفتح آن رخشان  
عمر پس حفص و مہتم پر عبد اللہ صہابی وان  
عمر فاروق بین الحق و الباطل مشہ خوبان

انس ابوالفضل و پس زید و ابوالخیر و عمر تا بان  
عزیز القدر و عیسیٰ سیف دین معصوم و شہ احمد  
و گر عبد الحمی و شیخ محمد پس حبیب اللہ  
پس اسحاق و عبد اللہ شعیب احمد و گر یوسف  
سلیمان و گر مستور و عبد اللہ کہین واعط  
و گر اسحاق و ابراہیم و ناصر باز عبد اللہ  
خاتم این نسب نامہ امام الاعلیٰ امین آمد

عاجز دعای کند کہ این گلزار خیر جہان از جمیع فتن و حوادث محفوظ ماند و سعادت دین و دنیا بہ نصیب ہر  
یک شود۔ ذکر آگان اڈاشٹی، صغیر آگان اڈکینرا۔



در فصل سوم واقع یک پادری وزن دے گزشتہ کہ حضرت ایشان بہ آنہا گفتند: بندگان خدا را نام خدا نشان می دہم: اگرچہ عاجز سید کار و تہ مال است، اما وراثتہ این شغل بہے رسید: اگرچہ قاصر است اما سائر است کہے گفتہ خوش گفتہ۔  
نَقِشْتَهُمْ اِنْ لَمْ يَكُونُوا مِثْلَهُمْ اِنَّ التَّشْبِيہَ بِالْکِرَامِ فَلَاحٌ

عاجز نیز طالبان حق را نام پاک دے نشان می دہد۔ و از افغانستان و ہندوستان بعض افراد را اجازت تعلیم نیز دادہ، از ان جملہ بعض پاک ضمائر رحلت کردہ اند و بعض دیگر مصروف کار اند۔ پروردگار عاجز را و آن ہمہ را اخلاص نیت و التوفیق لیمای مجتہد و بروضہ عنایت فرماید۔

اے مدعی کہ می گزری بر کنار آب  
زین در کجا رویم کہ ما را بہ خاک او  
گر سر قدم نہ می کنمش پیش اہل دل  
جز یاد دوست ہرچہ کنی عمر ضائع است  
ما را و گر معاملہ بایہج کس نہ ماند  
سعدی بشوے لوح دل از نقش غیر دوست  
عاجز گوید وقت اختتام این سفر کریم بہ سر رسیدہ، شکر است مر پروردگار را کہ دے توفیق تحریر  
این کتاب داد، این عاجز مستمند شجرہ حضرات نقشبندیہ را نظم کردہ است و مناسب معلوم می شود کہ بہ ذکر  
مبارک آن بزرگوران این کتاب را ختم کند۔ لَعَلَّ اللہَ یَزِدُّنِی الصَّلَاحَ۔

### شجرہ شریفہ نقشبندیہ

الہی بہ نامت چہ نامیت آن	کلمید در رحمت بیکران
الہی بہ سردارِ کل کائنات	جناب محمد علیہ الصلوات
الہی بہ آن کان صدق و صفا	ابوبکر صدیقؓ، رمز و فنا
الہی بہ سلمان خیر و صفی	کہ شد داخل آل پاک نبی
الہی بہ قاسم امام طریق	منار ہدی نور چشم عتیق
الہی بہ آن جعفر ذی نسب	کہ دے راست صادق مبارک لقب
الہی بہ آن مخیر اکوار وید	شہ عارفان خواجہ بایزید
الہی بہ شہر شہ بواحسن	کہ سرشار بد از شراب کہن
الہی بہ دانائے رمز خفی	بہ ملک بقا نیرے بو علی
الہی بہ آن یوسف پُر ضیا	کہ ہمدان از وگشت ملک صفا
الہی بہ آن خواجہ خواجگان	شہ عبد خالق امام جہان
الہی بہ آن عارف بے مثال	گزو ریو گز شد محط الرجال
الہی بہ محمود عالی مقام	کہ انجیر فتنہ ازو یافت نام



الہی بہ خواجہ عزیزان علی  
 الہی بہ بابائے روشن ضمیر  
 الہی بہ آن شہسوار کمال  
 الہی بہ واروئے ہر دردمند  
 الہی بہ عطار دین را علا  
 الہی بہ یعقوب دانائے راز  
 الہی بہ احرار عرفان پناہ  
 الہی بہ آن کامل بے نظیر  
 الہی بہ زاہد محمد ولی  
 الہی بہ آن مرشد خاص و عام  
 الہی بہ آن فانی بحسہ نور  
 الہی بہ آن شیخ احمد ہمام  
 الہی بہ معصوم والا تبار  
 الہی بہ آن سیف دنیا و دین  
 الہی بہ آن سید پاک ذات  
 الہی بہ آن طائر لا مکان  
 الہی بہ آن عبد اللہ ولی  
 الہی بہ اخلاص آن بوسید  
 الہی بہ نیروی عالی ہمم  
 الہی بہ آسرای صاحب نظر  
 الہی بہ غواص بحر یقین  
 الہی بہ این پاک مردانِ خویش  
 دل بواحسن زید را رہ نما  
 الہی کرم کن برین مستحیر  
 بسین سوئے اعمال ناگفتہ حال  
 ولایتی کہ دارد بہ خاصان تو  
 دل تیرہ اش را تو پر نور کن  
 بہ یمن ظلال و بہ نور صفات  
 چنان مست گرد در آویز حضور

ز کوشش بخیزد ہزاران ولی  
 محمد بہ ستاس بدر منیر  
 بہ سوار سید امیر کلال  
 امام الطریقہ شہ نقشبند  
 معطر از و گشت بزم صفا  
 کزد چرخ شد بر فلک سرفراز  
 رہے ناصر دین صید الہ  
 محمد بہ درویش گشتہ شہیر  
 کہ بہ واقف رمز ہائے خفی  
 بہ خواجہ کہ اٹکنگ دارد مقام  
 کہ باقی است مشہور نزدیک دور  
 مجدد ز الف دوم شد امام  
 عجب زیب بخشید آخر بہ کار  
 طراوت از دریافت شرع متین  
 چہ نور محمد ستودہ صفات  
 حبیب الہ منظر جان جان  
 ملقب بہ شاہ غلام علی  
 کہ شد غرق انوار در روز عید  
 شد احمد سید آن امام حرم  
 کہ دے نام دارد محمد عمر  
 ابوالخیر عبد الہ محی دین  
 کہ بودند از عشق تو سیدہ ریش  
 ز لطف در فیض بروئے کشا  
 گناہش بخشا و عذرش پزیر  
 بسین رحمت را تولد ذوالجلال  
 بیامرز یک یک ز عصیان او  
 ز جام مئے عشق مخمور کن  
 رسد تا مجال تجلی ذات  
 کہ از بے شعوری نہ ماند شعور

بہ روز جمعہ ست و ششم ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ۔ دہم جنوری ۱۹۷۵ء کہ دوم جدی ۱۴۱۵ھ بودہ۔ عاجز از ایفائین کتاب  
 فارغ گشت، نا محمد اللہ اولاد آخر او الصلاۃ والسلام علی سیدنا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔



